

صندلی نامہ

دفتر ششم

داستان امیر حمزۂ صاحبقران

واقفان رموزِ سخندانی کو واضح ہو کہ داستان امیر حمزۂ صاحبقران وہ بحر زخار ہے کہ جسکے منتہاے قعر تک زنجیر فکر رسا پہونچنا خیلے دشوار ہے جن شائقین افسانہ نے یہ داستان ملاحظہ فرمائی ہے وہ خوب جانتے ہین کہ انمین سے ہر ایک دفتر کا حجم کسقدر ضخیم ہے اور جن حضرات کو مذاق داستان کہنے یا سننے کا ہے وہ ہی اسکے لطف اُٹھا سکتے ہین اور اُسکے مضامین شیرین سے حلاوت بے اندزہ پا سکتے ہین۔ قابل تعریف وہ یگانۂ عصر ہے یعنے شیخ ابو الفیض فیضی جس نے ان دفترونکو بغرض تفریح طبع شہنشاہ عصر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کے تصنیف فرمایا سچ تو یہ ہے کہ بہت خون جگر کھا کے ان رنگین داستانون کو مدوّن کیا۔ اسکے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی دو جلدین ہین اور دفتر پنجم طلسم ہوشربا کی تو سات جلدین ہین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوشربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ جلد	ششم	صندلی نامہ	۱ جلد
سوم	بالا باختر	۱ جلد	ہفتم	تورج نامہ	۱ جلد
چہارم	ایرج نامہ	۲ جلد	ہشتم	لال نامہ	۱ جلد
				اور ہرمز نامہ بھی متعلق نوشیروان نامہ ہے	۱ جلد

بالجملہ ان دفترہاے مذکورہ بالا مین سے بعنایت قادر ذو الجلال چھہ دفتر تو طبع ہو کر نور افزاے چشم مشتاقان ہوئے باقی دو دفتر بھی یعنی تورج نامہ اور لال نامہ زیر طبع ہین انشاء اللہ تعالی وہ بھی جلد کحل الجواہر دیدہ نظارگیان اولی الابصار ہونگے فی الحال یہ

دفتر ششم

نثار بعدیل وسخن سنج نبیل گل گلزار فصاحت وبلبل شاخسار بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان سید محمد اسمعیل صاحب متخلص بہ اثر نے ازجانب نولکشور پریس بڑی جانکاہی سے بزبان اُردو نہایت فصیح وبلیغ ترجمہ فرمایا اور بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین چھپا

جنوری سنہ ۱۹۰۲ء

۶۱ جزو
۶ ورق

صندلی نامہ

دفتر ششم

داستان امیر حمزہ صاحبقران

واقفان رموزِ سخندانی کو واضح ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران وہ بحر زخار ہی کہ جسکے منتہائے قعر تک زنجیر فکر رسا پہونچنا خیلے دشوار ہی جن شایقین افسانہ نے یہ داستان ملاحظہ فرمائی ہی وہ خوب جانتے ہین کہ انمین سے ہر ایک دفتر کا حجم کسقدر ضخیم ہی اور جن حضرات کو مذاق داستان کہنے یا سننے کا ہی وہ ہی اسکے لطف اُٹھا سکتے ہین اور اُسکے مضامین شیرین سے حلاوت بے اندزہ پا سکتے ہین - قابل تعریف وہ یگانۂ عصر ہی یعنے شیخ ابو الفیض فیضی جس نے ان دفترونکو بغرض تفریح طبع شہنشاہ عصر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کے تصنیف فرمایا سچ تو یہ ہی کہ بہت خون جگر کھا کے ان رنگین داستانون کو مدوّن کیا - اسکے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی دو جلدین ہین اور دفتر پنجم طلسم ہوشربا کی تو سات جلدین ہین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوشربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ جلد	ششم	صندلی نامہ	۱ جلد
سوم	بالا باختر	۱ جلد	ہفتم	تورج نامہ	۱ جلد
چہارم	ایرج نامہ	۲ جلد	ہشتم	لال نامہ	۱ جلد
				اور ہرمز نامہ بھی متعلق نوشیروان نامہ ہی	۱ جلد

بالجملہ ان دفترہاے مذکورہ بالا مین سے بعنایت قادر ذو الجلال چھہ دفتر تو طبع ہو کر نور افزاے چشم مشتاقان ہوئے باقی دو دفتر بھی یعنی تورج نامہ اور لال نامہ زیر طبع ہین انشاء اللہ تعالی وہ بھی جلد کحل البصر دیدہ نظارگیان اولی الابصار ہونگے فی الحال یہ

دفتر ششم

نثار بعدیل و سخن سنج نبیل گل گلزار فصاحت و بلبل شاخسار بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان سید محمد اسمعیل صاحب متخلص بہ اثر نے از جانب نولکشور پریس بڑی جانکاہی سے بزبان اُردو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا اور بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین چھپا

جنوری سنہ ۱۸۹۷ء



بسم اللہ الرحمن الرحیم

زبان کہ بر در معنی کلید گفتار است
متاع سوز ہزاران خیال افکار است
ز گنج معرفتش کے بسیر یابد کس

ز بہر شکر و سپاس یکے جہاندار است
دو حرف لاے شہادت دو خار سر زار است
چو بر خرد ہمہ در ہاے راز مسمار است

تبارک اللہ باکن ز نور عرفانش
کہ پاے سرعت افکار از ان دل افگار است
جواہر زواہر حمد و سپاس نثار بارگاہِ

خالق طلسم جہان آفریدگار انس و جان کرنا زیبا ہی کہ جسکی معارک قدرت مین آفتاب عالمتاب ایک نشان بارفعت و علا ہی اور جسکی دار الملک سطوت مین غبار تغیر و زوال جا گزین مجلس انعدام و فنا ہی۔ تعالی اللہ سلطانی قدیمی +

بری دانش زمانند و سیہی
بماند مشعل خورشید بے نور

نمی قلزم ز دریاے کمالش
گر او باشد نہ یار افرینش

نمی قطرہ ز دریاے نوالش
خورد و ریہم دیار افرینش

شود نور جمال او چو مستطیر
الیسا معبود برحق کہ جسنے

کعبۂ دل کو اپنا گذرگاہ بنایا اور کنشت کا نقشہ امتحان کے واسطے قبلیکے دکھایا ہر چند دیر و حرم دونون مین کار سنگ و خشت ہی لیکن اُسکی پرستش مین دوزخ اسکی زیارت کے صلہ مین بہشت ہی جسنے اُسکی عجائب و غرائب صنعتون کو مشاہدہ کرکے صدق دلسے اسکی وحدانیت پر گواہی دی لاریب خلد برین اُسکا مقام ہی اور جو بد اعتقادی سے خواب غفلت مین پانون پھیلائے سویا کیا مفت اوقات کھویا کیا بیشک اُسکا بد انجام ہی اور نعت سرور کائنات خلاصۂ موجودات رسول الثقلین امام القبلتین محبوب کبریا محمد مصطفی صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم ہر انسان کو مناسب ہی نام کے ساتھ درود پڑھنا واجب ہی کہ باعث ایجاد کونین صاحب شہداے بدر و حنین ہین وَمَا اَرسَلنَاکَ اِلَّا رَحمَۃً لِلعَالَمِین کے مصداق ہین برگزیدۂ آفاق راکب براق طی کنندۂ قصر نیلی رواق ہین جنکی تیغ شرربار نے طلسم کفر و ضلالت کو شکست فرمایا اور بڑے بڑے ساحران غدار و کافران ناہنجار کو لوحِ معجز نمائی سے تلقین دین اسلام کرکے کلمۂ طیبہ پڑھایا اگرچہ سب انبیاے ماسبق برحق اطاعت و فرمانبرداری کے مستحق ہین لیکن اگر نور محمدی کا ظہور نہوتا آئینہ عالم سے زنگ کفر دور نہوتا منجم قدرت اُسکی ذات والاصفات کے واسطہ سے سپہر لولاک لما خلقت الافلاک کو کر شکل پرکار رکھتا ہی دور مین لایا اور نقطہ وجود محمدی عدم مین منور تھا کہ دائرہ موجودات نے بواسطہ اُسکے مرکز کون و مکان مین مدار پایا ہے

ہست بہ نقشِ احد خاتم پیغمبری
احمد مرسل کہ رو چرخ علو یافتہ
نامہ تلک الرسل فضل از و یافتہ
سیم کہ در راحمدیست چون بحر خونگری

اور منقبت آل اطہار و اصحاب کبار بھی ضرور ہی کہ ہر ایک انمین سے دیدۂ ایمان

کا نور ہی کیا کیا جانفشانیان ترقی اسلام کے لیے کی ہین جہاد مین مال و اسباب صرف کیا خدا کی راہ
مین جانین دی ہین انھین کے بسبب شمشیر صاعقہ بار سے دین اسلام کو رونق ہوئی وہ جوہر شجاعت
دکھائی کہ زبردستان روزگار زیر ہو کر ایمان لائے انکے مناقب قرآن و حدیث مین مذکور ہین واقف کل
ذی شعور ہین رضوان اللہ علیہم اجمعین ۔ درود کامل از درگاہ واہب بر محمد او ہم بر آل و اصحاب

سبب تالیف کتاب

ضمیر منیر ناظرین عالی وقار پر واضح و لائح ہو کہ یہ ذرہ بیمقدار خاکپاے اہل ہنر میر محمد اسمعیل متخلص بہ اثر
کہ عرصہ دراز سے وابستہ سلسلہ ملازمت مطبع اودھ اخبار ہی اور اکثر عہدون پر ممتاز رہا اور تاحال
اُسی خوان کرم کا زلہ ربا ہی ایک روز امیر کبیر جوہر شناس علم و ہنر قدردان ارباب فضل و کمال شرفا
پرور رئیس ذوی الاقتدار ملک التجار مشہور دیار و امصار فخر اقران و امثال مرکز دائرہ جود و نوال
عالی ہمت والا مرتبت صاحب عقل و شعور منشی نول کشور صاحب سی۔ آئی۔ ای مرحوم و مغفور جنکی
قدردانی لطف و عنایت و مہربانی یاد کر کے ہنگام تحریر قلم اشک حسرت بہاتا ہی فرط رنج و الم سے کلیجہ منھ
کو آتا ہی بر سبیل تذکرہ جناب مرحوم نے اس حقیر سے ارشاد فرمایا کہ ہرچند داستان امیر حمزہ صاحبقران
کے پانچ دفترون کا ترجمہ ہوا ہی اور جلدین اُسکی مطبوع ہو کر منظور نظر ناظرین باتمکین ہوئی ہین مگر میری
خوشی یہ ہی کہ ایک دفتر کا ترجمہ مجھسے متعلق کیا جاے چنانچہ امتثالاً للحکم کچھ مضمون لکھکر نظر فیض اثر
جناب مغفور مین گذرانا بہت پسند فرمایا اور از راہ قدردانی کلمات تحسین و آفرین ارشاد کر کے دفتر
ششم صندلی نامہ احقر کے سپرد فرمایا اور شیخ تصدق حسین صاحب سے کہ جنکے اہتمام سے
نوشیروان نامہ و کوچک باختر و بالا باختر و ایرج نامہ ترجمہ ہوے ہین اصل دفتر منگوا کر عاصی کو مرحمت کیا
چنانچہ باستعانت اصل دفتر آوردہ فارسی تصدق حسین صاحب راقم نے ایام حیات زمانہ منشی صاحب
مرحوم مین ترجمہ کرنا شروع کیا تھا اور عہد دولت مہد رئیس باتوقیر امیر باذل قدرافزاے اہل کمال
منبع جود و افضال جوان بخت صاحب اقبال سخی دریا دل عالی ہمت بافہم و ذکا منشی پراگ نراین
صاحب مادام شموسہ دولتہ طالعۃ مین اختتام کر کے نظر اقدس سے گذرانا اور جناب ممدوح الشان
نے بنظر بندہ حوصلگی قدردانی فرما کر حکم طبع ہونے کا دیا امید کہ چند عرصہ مین مطبوع ہو کر کحل البصر چشم
منتظران ہوگا ناظرین باتمکین کی خدمت مین عرض ہی کہ اگر کسی مقام پر سہو و خطا معائنہ فرمائین
تو ذیل عفو سے چشم پوشی فرمائین راقم کو دعاے خیر سے یاد کرین ؛ غرض نقشیست کز ما یاد ماند ؛ کہ ہستی را نمی بینم بقاے
مگر صاحبدلی روزی برحمت ؛ کند بر حال این مسکین دعاے

سلسلۂ داستان

دفتر پنجم طلسم ہوش ربا کی جلد ہفتم مین افراسیاب جادو کا مارا جانا اور لقا کا غروبیہ باختر مین دودہ
زنگی کے پاس جا کر پناہ گزین ہونا اور ایرج نوجوان کا تنہا دربار دودہ مین چلا جانا اور رنجہ کا اُٹھا
لیجانا بعد ازان امیر عالی مقام کا سمت غروبیہ باختر لشکرکشی کرنا اور شاہان عراق و اصفہان و

شاہان ہفت ملک وغیرہ کا معہ اپنی فوج کے ہمراہ رکاب امیر والاحتشام کے جانا اور خواجہ عمرو کا بھی بقصد کوہ فرجود ہ سرہنگ
وساقت مہتر ایک لاکھ چوراسی ہزار ایک بچہ بانہ ہاے عیاری سے آراستہ ہمراہ لشکر ظفر اثر جانب غروبیہ باختر روانہ
ہونا اور بعد جنگ وجدال شہر غروبیہ کا تباہ ہونا اور لقا کا گرفتار ہو کر ملک سبائل مین آنا اور امیر حمزہ صاحبقران
کا اسکو زیر دار بٹھانا اور ایرج نوجوان کا خداوند باختر اپنے نانا کو واسطے اسلام کے بلانا اور اسکا رضامندی ظاہر
کرنا پھر امیر عالیشان کا اسد کو مقرر کرنا اس امر کے لیے کہ لقا کو ارکان دین تلقین کرین قضاے کار و اتفاقات روزگار
ایک دن نشہ شراب مین بہک کر کہنا لقا کا کہ منم خداے باختر اور اسد کا برہم ہو کر طمانچہ مارنا اور بگڑ اٹھانا ایرج کا
اس حرکت سے اور لقا کا بد دماغ ہو کر شب کو نکل جانا اور جاتے جاتے ملک دودہ باختر مین پہونچنا۔ ناظرین
کو واضح ہو کہ دودہ باختر وہ شخص ہے کہ جسکے ساڑھے چار سو بیٹے اور دو سو بیٹیان ہین اور بہت سے سرداران
نامدار اور افواج بیشمار اسکے قبضہ اقتدار مین ہین اور مہتر دودک اسکا عیار آفت روزگار ہے کہ اپنا نظیر
نہین رکھتا۔ بختیارک کا لقا کو اغوا کر کے دودہ باختر کے پاس لیجانا اور اس سے مدد طلب کرنا اور رفع شر
کرانا امیر عالیشان کا ایرج و اسد سے اور صبح کو اس خبر کا منتشر ہونا کہ لقا بھاگ گیا اسوقت کا طعنہ دینا
ایرج کو کہ تمنے کیون اپنے نانا کی جان اس حیلہ سے بچائی اور ایرج کا شرمندہ ہو کر سرنگون ہونا سامنے
امیر عالی مقام کے پھر شب کو نکل جانا ایرج کا طرف دودہ باختر کے واسطے لانے لقا کے۔ روانگی ایرج کی خبر سنکر
نورالدہر و اسد اور داراب کشور کشا اور خورشید یزدان پرست وغیرہ سرداران نامی و گرامی کا بھی اسکے عقب
مین جانا اور باغ ارم مین ان سب سے باہم ملاقات کا ہونا بعد ازان آنا شعلہ جنی اور داد بخش جنی کا باغ
ارم مین اور اپنے ہمراہ لانا قہور دیو پیکر کو ان سردارون کے مقابلے کے واسطے اور مقابلہ ہونا ہر ایک
سردار سے مع ایرج کے اور ان سبکا ایک ایک چوب مین بیہوش ہو جانا سواے اسد بن کرب غازی
کے کہ یہ نہایت چست و چالاک آدمی ہے اسکا خالی دیکر قہور سے لپٹ جانا اور اسی ہنگامہ مین آنا
نقابدار زرین پوش کا واسطے مدد ان لوگون کے جو بیہوش ہو گئے ہین اور قہور کا باجہ کی آواز سنکر
وحشت کرنا اور اسد کو چھوڑ دینا اور جانا شعلہ جنی کا پاس سیمرغ کے کہ وہ حاکم قاف ہے اور علاج
کرانا قہور کا کہ اسکے جسم پر جو بال ہین وہ دفع ہون اور زبان سکھلائی جاوے اور پھر آنا اسکا لشکر
دودہ پر اور مقابلہ کرنا لشکر امیر سے۔ بعد جانے شعلہ جنی اور نقابدار زرین پوش کے رخصت ہونے کے ایرج
کا پوشیدہ ملک دودہ پر جانا اور تنہا اتنی بڑی فوج پر شبخون مارنا اور زخمی ہونا پھر بچہ کا آکر اٹھا لیجانا
آنا عمر کا ملک دودہ پر اور ہیاپان کرنا مہتر دودک عیار سے بعد عیاری عمر کے لشکر اسلام کا شہر دودہ
پر پہونچنا اور شاہزادہ علمشاہ رومی کا غصہ مین آکر معہ فیل دودہ کو اٹھا لینا اور علمشاہ کے گردون
کا بہشت جانا اور امیر کا دعا کرنا واسطے صحت علمشاہ کے اور داستان متعلق اسکے بعد ازان
مارا جانا لقا کا اور شہر باران ہونا بدست امیر عالیمقام کے اور امیر کا فرمانا کہ بعد الفراغ
سرادون کی شادیون کے خانہ کعبہ جانے کا قصد کرونگا اور بارگاہ سلیمانی و دیگر اساسہ صاحبقرانی
کو طلسم آصف بن برخیا مین رکھوا دینا بعد ازان خروج کرنا لاہوت غول کا اور اعانت کرنا جمشید جابلقا
ببر بن ازلال یک چشمی و صلصال وغیرہ کا معہ دیگر حالات متعلقہ اسکے یہی سلسلہ داستان آ
دفتر صندلی نامہ کا ہے

آغاز داستان قتل کرنا امیر کا ہزار شکل کو اور نابود ہونا علامات سحر کا اور گرفتار ہونا ملک ہرو اور سرخ پوش و لقا و یاقوت شاہ وغیرہ کا اور رہائی سرداران امیر کی اور کیفیت جشن وغیرہ مع دیگر حالات

ساقیا خیز و در دہ جام را + خاک بر سر کن غم ایام را ۔ چہرہ پردازان حکایات قدیم ہیکل دلفریب سخن کو بساط تقریر
کی اس طرح زینت دیتے ہیں کہ جسوقت امیر حمزہ صاحبقران نے ہزار شکل کو قتل کیا اور طلسم باد رفتار
عیار ہزار شکل مسلمان ہوا اسوقت اُسکے تمام مکانات کہ جنکی رونق بسبب سحر کے تھی نیست و نابود ہوگئے اور ملک ہرو اور
سرخ پوش و لقا مع یاقوت شاہ و بختیارک و فرامرز بن نوشیروان کو امیر نے گرفتار کیا اور سرداران امیر کہ
طلسم ہزار شکل میں گرفتار تھے رہا ہو کر خدمت امیر باتوقیر میں حاضر ہوئے اُسوقت امیر نے جشن تہنیت منعقد ہونے کا
حکم دیا اور بعد فراغت جشن لقا کو دربار میں طلب کر کے نصیحت کرنا شروع کیا اُس سیاہ قلب پر اکسیر اندرز امیر نے
کچھ تاثیر نہ کی امیر نے لاچار ہو کر حکم قتل کا دیا ذوالخمار جلاد حسب الحکم امیر لقا کو بیرون بارگاہ لایا اور نطع رنگ پر بٹھا کے ارادہ
کیا تھا کہ قتل کرے اتنے میں شہزادہ ایرج فرزند قاسم نمایان ہوئے اور لقا کو زیر تیغ دیکھ کر آبدیدہ ہوگئے اسوجہ سے
کہ ایرج ملکہ گیتی افروز دختر لقا کے بطن سے ہیں اپنے نانا کو اس حال میں دیکھ کر مانع ہوئے کہ خبردار دست خود را
نگہدار یہ میں امیر کی خدمت میں جاتا ہوں جب تک میں نہ آؤں اسے قتل نکرنا لیس ایرج نے امیر کی خدمت میں آ کے
دست بستہ عرض کیا کہ آج لقا کو برای نصیحت میرے حوالہ کیجئے اگر میری ہدایت سے مسلمان ہوا تو بہتر ہے ورنہ آپکو اختیار
ہے امیر نے فرمایا کہ ای فرزند لقا ہر چند کہ قسی القلب ہے مگر تمہاری خوشی خیر لیجاؤ القصہ ایرج لقا کو لیکر اپنے خیمہ میں آئے
اور پوشاک شاہانہ اُسکو پہنا کے تخت پر بٹھایا اور بمنت و سماجت سمجھانا شروع کیا اس عرصہ میں گیتی افروز و مہر افروز
دختران لقا بھی ایرج کے خیمہ میں آئیں اور اُنھون نے بھی بہت کچھ فہمایش کی چنانچہ انکی فہمایش سے لقا نے دل میں
خیال کیا کہ بیشک خدا برحق ہے یہ سمجھکر مسلمان ہوا دوسرے روز ایرج لقا کو ہمراہ لیکے بخوشی تمام امیر کی خدمت میں
آئے اور عرض کیا کہ آپ کے اقبال سے بعنایت پروردگار لقا مشرف باسلام ہوا امیر نے یہ سنکے فرمایا کہ الحمد للہ اور
بختیارک نے بھی بخوف جان اسلام قبول کیا ۔ امیر نے لقا کے واسطے صحبت جشن آراستہ کی لیکن سرداران لقا کہ سبب قید
ہونے لقا کے فرار ہوگئے تھے جب اُنھون نے سُنا کہ لقا امیر کے لشکر میں ہے وہ بھی سب آکر مجتمع ہوئے جب بختیارک
نے دیکھا کہ لقا کا لشکر بھی آگیا ہے ایک روز اُس سے تخلیہ میں کہا کہ تو بادشاہ باختر ہے اور حمزہ پسر رئیس مکہ ہے اُسکے کہنے
سے تو نے کیون خدای نادیدہ کو سجدہ کیا لقا نے یہ سنکے کہا کہ میں مجبور تھا امیر نے مجکو گرفتار کر لیا تھا اور حکم قتل میری نسبت
ہو چکا تھا اگر میں ایسا نکرتا تو زندگی محال تھی اب تم رای دو کہ کیا کرون اور کہان جاؤن بختیارک نے کہا کہ میں نے
نجوم سے دریافت کیا ہے کہ غروبیہ میں دودہ زنگی غالب آئیگا اور وہان مسلمانون کا خاتمہ ہو جائیگا کیونکہ اُسکے چار سو بیٹے
ہیں اور غروبیہ باختر میں اہل اسلام پر قران صعب ہوگا اور دودہ زنگی خود بھی نہایت زبردست ہے اور فوج بھی اُسکے ہمراہ
نہایت جرار ہے لہذا وہان چلنا عین مصلحت ہے سب کام تمہارے وہان درست ہو جائینگے چونکہ اُسوقت لقا کو لشکر
فراہم تھا بختیارک سے یہ کلمات سنکے اور اُسکے اغوا سے پھر دین حق سے مرتد ہو گیا اور اُسی شب کو تمام لشکر ہمراہ
لیکے غروبیہ کی طرف کوچ کر گیا صبح کو غلغلہ ہوا کہ لقا مع فوج غروبیہ کی سمت بھاگ گیا یہ سنکر امیر نے ایرج سے مخاطب
ہو کر کہا کہ ای فرزند یہ سفر غروبیہ تمہارے سبب سے درپیش ہوا یہ سنکے تمام سرداران دست چپ نے خندہ زنی
شروع کی ایرج نے شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا اسد نے کہا کہ ایرج نے اپنے نانا کا پاس خاطر کیا اور اُسکو قتل ہونے
سے بچا کے فرار کرا دیا یہ کلام ایرج کو سخت ناگوار معلوم ہوا دربار سے اُٹھکے اپنے خیمہ میں آ کے اور متفکر ہو کے لیکن

قاسم بھی بارگاہ مین موجود تھے اُنھون نے یہ خندہ زنی سرداران دست چپ کی اور کلمات طعن آمیز سُنکے کہا کہ تم لوگون کو
ایسے کلمات کہنا لازم نہین ہین کیونکہ اس فریب سے لقا تو اپنی جان بچا کے بھاگ گیا ہی اگر ایرج بمقتضاے عزت اپنی جان
ہلاک کر ڈالے تو تمکو کیا حاصل ہوگا پس قاسم بھی ایرج کے خیمہ مین گئے اور ایرج کو بہت کچھ فہمایش کی ایرج نے عرض کیا
اے پدر بزرگوار مین نادان نہین ہون جب قاسم چلے گئے ایرج نصف شب کو تنہا سوار ہوکے سمت غروبیہ روانہ ہوئے
بلکہ اپنے عیار کو بھی ہمراہ نہ لیا صبح کو امیر کو خبر ہوئی کہ ایرج تعاقب مین لقا کے تنہا گئے ہین امیر نے فرمایا کہ ایرج نے بوجہ
کمسنی اور بڑہی مزاج کے جلدی کی ورنہ میرا بھی قصد غروبیہ کی طرف کوچ کرنے کا تھا جبکہ نور الدہر نے سنا کہ ایرج اپنی
شان و شوکت دکھانے کے لیے جانب غروبیہ گئے ہین پس نور الدہر نے بھی یکہ و تنہا انکے عقب مین قصد روانگی کر دیا
القصہ اسی طرح تورج و خورشید و داراب و سکندر و فرخ لقا و طہماس و اسد یہ سب بھی روانہ ہوئے جب
امیر کو یہ حال معلوم ہوا برہم ہوکے عمر سے فرمایا کہ تم جلد جاؤ اور کسی کو انمین سے آگے نہ بڑھنے دینا عمر بھی فوراً انکے
تعاقب مین روانہ ہوا اب ایرج کا حال سُنئے کہ ایرج صبح کو ایک بیابان سبز و خورم مین پہونچے کہ دامن کوہ مین
واقع تھا اور زیر کوہ ایک درخت کے سایہ مین زین پوش بچھا کے سیر دشت مین مشغول ہوئے سبحان اللہ عجب دشت
پرفضا اور صحراے دلکش تھا کہ کوسون تک سبزۂ نوخاستہ اپنی بہار دکھا رہا تھا اور گلہاے خودرو سے سارا دشت نمونۂ
گلشن نگارین ہو رہا تھا الغرض اس عرصہ مین نور الدہر اور تمام سرداران مذکور جو ایرج کے عقب مین روانہ ہوئے
تھے وہ بھی پہونچے اور یکے بعد دیگرے آکر اُسی درخت کے نیچے بیٹھے اسد نے کہا کہ یقین ہی امیر نے عمر کو ہم لوگون کے
لینے کے واسطے بھیجا ہوگا لہذا شاہراہ چھوڑ کے چلنا چاہیے سب نے اسد کی راے کو پسند کیا اور بیابان و کوہستان
کی جانب روانہ ہوئے تیسرے روز ایک جزیرہ مین پہونچے اور وہان دیکھا کہ سنگ رخام کی چاردیواری ہی جب قریب پہنچے
تو معلوم ہوا کہ اسکے اندر ایک باغ ہی اور دروازہ اُسکا کھلا ہوا ہی اندر باغ کے جاکر دیکھا کہ باغ کیا ہی نمونۂ بہشت برین
ہی نہایت وسیع اور پُرفضا درختان پر اثمار کثرت بار سے سر جھکائے ہوئے مصروف حمد و ثناے باغبان قضا و قدر
مین اور اشجار ریاحین نکہت بار وفور رائحہ عنبر بیز سے ہمہ تن خوشبو ہوکر صفت صناع حقیقی مین تر زبان ہین نسیم عنبر شمیم
نے روشون پر اپنی ہواخواہی سے وہ اہتمام کیا ہی کہ ایک پر کاہ تک کہین نظر نہین آتا صفائی کا یہ عالم ہی اور نزہت
و فضا کی وہ کیفیت جانوران خوش الحان کی ترنم سرائی جدول آب روان کی فرط لطافت لائق دید ہی اُس باغ مین
ایک بارہ دری نہایت عمدہ بنی ہوئی ہی اور فرش فروش شیشہ آلات سے کمال آراستہ و پیراستہ ہی
زہی صفائی عمارت کہ در تماشایش ۔ بدیدہ باز نگردد نگاہ از دیوار ۔ اور بیرون بارہ دری ایک سایہ بان سنگ رخام کا نہایت
معقول بنا ہوا ہی اور باغ مین ایک کنوان لیتنے بہت بڑا اندازہ واقع ہی فی الجملہ طہماس نے لوٹا واسطے پانی بھرنے کے
اُسی کنوئین مین ڈالا جب لوٹے کو باہر نکالا تو وہ لوٹا سونے کا ہو گیا اور اُس سے جس جس جگہ پانی گرا وہ زمین سب
طلائی ہو گئی سب کو یہ کیفیت دیکھ کے تعجب ہوا اور سبھون نے لوٹے پانی سے بھر بھر کے زمین پر ڈالنے شروع کیے نور الدہر
نے کہا کہ یہ طلا جو بناتے ہو کیا کروگے اسد نے کہا کسی دن کام آویگا الغرض وہ دن آخر ہوا اور سب نے میوۂ باغ
کھا کر آرام کیا خواب مین دیکھا کہ سکندر کہتے ہین کہ ارسطو نے یہ حکمت مجکو تعلیم کی تھی اور مین نے آب سیماب سے اس
چاہ کا پانی طیار کیا ہی یہ مقام درۂ سیماب مین ہی اور اسی وجہ سے اس چاہ کا پانی کل چیز کو طلاے احمر کر دیتا ہی القصہ صبح کو
اُٹھ کے سبنے اپنا اپنا خواب بیان کیا اسی گفتگو مین تھے کہ باد تند چلی اور ایک دیو نہایت طویل القامت نمودار ہوا اور نعرہ کیا
کہ اے خیرہ سران تم کیون یہان آئے سکندر و فرخ لقا تلوار پکڑ کر دیو کیطرف دوڑا دیو نے از شمشاد سے اُسپر حملہ کیا سکندر نے

دیونے

حربہ کو خالی دیکر اسکی شاخ سر کو پکڑ کے زور کرنا شروع کیا اور اُسطرف دیو نے زور کیا اس کشاکش مین وہ شاخ ٹوٹ
گئی اور جو بی خون اُس سے جاری ہوئی دیو یہ کہکے بھاگا کہ ای خیرہ سران مین ایک بلاے سخت تمھارے سرون پر
لاتا ہون کہ تمکو اُس سے مفر نہوگا الغرض بعد ایک لمحہ کے وہ دیو پھر پیدا ہوا سب نے دیکھا کہ ایک بلاے سیاہ اُس دیو
کے گردن پر سوار ہے اور اسکے ہاتھ مین ایک چوبدست بہت بھاری لیے ہوئے ہے اور تمام جسم پر موہاے کلان از سر
تا ناخن پا ہین مگر وہ بلا بصورت انسان ہے اور جسوقت اُسکے بال ہوا سے اُڑتے ہین تو اُسکا چہرہ مثل آفتاب کے
درخشان ہوتا ہے اور رنگ یاسمنی و خال سبز جبین مبنی پر ہویدا ہے۔ غرضکہ وہ بلا آکر زمین پر قائم ہوئی اور دیو سے کچھ کلام کیا
کوئی شخص اُس کلام کو نہ سمجھا سکندر رفرخ لقا اُس دیو کی طرف دوڑا اس عرصہ مین اس بلا نے چوب دست
پکڑ کے شور کرنا آغاز کیا اور سکندر پر حملہ آور ہوا سکندر نے اُسکا حربہ بچانے کے لیے سپر فراخ دامن کو چہرہ کی پناہ کیا جب
اُسکی چوبدست سپر پر پڑی آواز تڑاقے کی بلند ہوئی سکندر کے تمام اعضا مین لرزہ ہوا اور بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑا القصہ ایک
ایک ضرب مین ایرج اور تورج اور خورشید و طہماس و نور الدہر وغیرہ سب بیہوش ہو گئے اسد نے جب یہ حال
دیکھا نعرہ کر کے اُس بلا کی سمت دوڑا کہ یکبار کی آسمان سے نقارے کی صدا آئی کہ تمام زمین و آسمان متزلزل ہو گیا از بسکہ
اُس بلا نے کبھی آواز نقارہ کی نہ سُنی تھی بمجرد سُننے صداے نقارہ کے بدحواس ہو گئے اور دیو وغیرہ نے آسمان کی طرف
دیکھا معلوم ہوا کہ ہزارہا دیو و پری آسمان سے اُتر رہے ہین پس وہ دیو کہ جو اس بلا کو لایا تھا اپنی گردن پر سوار کر کے بھاگا
ہر چند کہ نقابدار سیاہ پوش نے آتے ہی اُس بلا کو زخمی کیا مگر وہ دیو جسطرح ممکن ہوا لیکر نکل ہی گیا اور نقابدار نے اسواسطے
ایرج وغیرہ کو ہوشیار نہ کیا کہ یہ لوگ منفعل ہونگے خود بھی ایک سمت کو روانہ ہوا چونکہ اسد بھی بسبب غصہ کے بیہوش
ہو گئے تھے فقط اُنکو نقابدار ہوشیار کر کے چلا گیا اسد جب ہوشیار ہوئے تو اُنکو یہ خیال آیا کہ مین بھی اُس بلا کی ضرب سے
بیہوش ہو گیا تھا غرضکہ اسد نے سب کو ہوشیار کیا اور بسبب اسکے کہ ایک ہی حالت مین سب مبتلا ہو گئے تھے
کسی نے کسی پر خندہ زنی نہین کی اور یہ خیال کیا کہ یہ انسان نہ تھی الغرض تمام سردار سوار ہوکر سمت صحرا روانہ
ہوئے بعد تھوڑے عرصہ کے ایک دریا پر پہونچے اور کشتی پر سوار ہوکر روانہ ہوئے کہ دفعتہً آواز آئی کہ اے جوان مرد
خبردار آگے بڑھنے کا قصد نکرنا مین آ پہونچا سب نے پھر کر دیکھا کہ خواجہ عمر ایک ملاح کی گردن پر سوار چلے آتے ہین اور
عمر اسواسطے ملاح کی گردن پر سوار ہوئے تھے کہ اگر کشتی غرق بھی ہوجائیگی تو یہ ملاح شناوری کرکے مجکو اُس پار پہونچا دیگا
الحاصل جب کنارہ چالیس قدم کے فاصلہ پر رہا عمر ملاح کی گردن پر سے جست کرکے کنارہ پر پہونچے اور شاہزادون کو
پکڑ کے ایک ایک تازیانہ مارا سب نے عذر کیا اُسوقت اسد نے وہ طلا کہ جو آب چاہ سے بنایا تھا عمر کے پیش کش کر کے
تمام حال بیان کیا عمر نے سُنکے کہا کہ مین اُس چاہ پر ضرور جاؤنگا اسوجہ سے کہ ایسی دولت کا چھوڑنا مجھے غیر ممکن ہے
القصہ چونکہ سب سردار کئی وقت کے بھوکے تھے وہ طلا دیکر عمر سے کھانا طلب کیا اور بعد تناول طعام باہم پہرہ مقرر کر کے
سب نے آرام کیا جب ایرج کی نوبت آئی اُنھون نے سب کو سوتا ہوا چھوڑ کے اور تنہا مرکب پر سوار ہوکر ایک جانب کو
راستہ لیا تھوڑی دیر کے بعد آثار صبح کے نمودار ہوئے ؏ سحرگاہان کہ زد چرخ مکوکب + ز زرین کوس حلت جلب شب
وقت سحر سب بیدار ہوئے عمر نے جب ایرج کو نہ دیکھا برہم ہوکر کہا کہ تم سب یہین رہو مین جاکر ایرج کو لاتا ہون یہ
کہکے عمر روانہ ہوا مگر ایرج کو راہ مین نہ پایا آخر بشکل خدمتگار متشکل ہوکر قلعہ شروینیہ مین گیا دیکھا کہ ایک قلعہ ہے
سر بفلک کشیدہ برج و بارہ اُسکے نہایت مرتفع و عالیشان توپین جابجا لگی ہوئی اور آلات حرب و ضرب سے
آراستہ و پیراستہ عمر اندر قلعہ کے گیا وسعت اور آبادی قلعہ کی دیکھکر متحیر ہو گیا اور تمام شہر مین زنگیان قوی بازو کا

مجمع دیکھکر اور بھی متعجب ہوا غرضکہ عمر آراستگی قلعہ غروبیہ کی دیکھتا ہوا دروازہ پر آیا وہان پالکی ونالکی ودیگر سوار پیادے
امرا کو دیکھا چونکہ لقا یہان آیا ہوا ہی اور دودہ نے اُسی کے واسطے سامان دعوت کیا ہی ایک مجمع کثیر یہان پر
ہی اس باعث سے کوئی شخص مزاحم نہوا لوگ یہی سمجھے کہ یہ بھی ہمراہیان لقا سے ہی جب عمر بارگاہ مین گیا دیکھا کہ
ایک زنگی قوی ہیکل دنگل پر بعز و افتخار بیٹھا ہی اور لقا سے کہتا ہی کہ ای خداوند مین نے بارہا آپ کی مدد کا قصد کیا
مگر بدقسمتی سے حاضر نہوسکا خیر اب دیکھیے گا کہ مسلمانون کا کیا حال کرتا ہون بختیارک نے یہ سنکے کہا کہ ای دودہ
تم ابھی آگاہ نہین ہو حمزہ بلا سے بد ہی اور علاوہ اُسکے ایک اور بلا ہی کہ کوئی شخص اُس بلا سے مقابلہ نہین کرسکتا
اور اُسکے سامنے کوئی تدبیر پیش رفت نہین ہوسکتی دودہ نے کہا وہ کون ہی بختیارک نے کہا وہ حمزہ کا عیار ہی
دودہ نے کہا نام اُسکا کیا ہی بختیارک نے بعد القاب جس طرح کہ طریقہ ہی عمر کا نام لیا دودہ نے کہا کہ تمنے ابھی
عیار نہین دیکھا اور غلامون کو حکم دیا کہ شب آہنگ کو بلاؤ جب وہ حاضر ہوا اُسنے نہایت ادب کے ساتھ سلام
کرکے عرض کیا کہ مجھکو حضور نے کس لیے طلب کیا ہی دودہ نے کہا کہ ای شب آہنگ ملک جی عمر کی بہت تعریف
و توصیف کرتے ہین اور چونکہ خداوند یہان رونق افروز ہوئے ہین حمزہ بھی اُنکے تعاقب مین ضرور آئینگے اور عمر بھی لامحالہ اُنکے
ہمراہ ہوگا لہذا تم جاکے عمر کو گرفتار کرلاؤ شب آہنگ نے کہا کہ مین ابھی جاکے عمر کو گرفتار کیے لاتا ہون یہ کتنی
بڑی بات ہی عمر نے دل مین خیال کیا کہ یہ شخص بہت جلد باز معلوم ہوتا ہی بس شب آہنگ تو اُسطرف روانہ ہوا
اور ادھر عمر نے فکر ریش تراشی دودہ ناہنجار کی اتنے مین دفعۃً بارگاہ مین ایک غل و شور برپا ہوا القصہ ایرج
گھوڑا دوڑاتے ہوئے شہر غروبیہ مین داخل ہوئے اور برابر ایوان شاہی کے پہونچکے قصد کیا کہ اسی طرح بارگاہ کے
اندر جاؤن داراب زنگی دربارگاہ پر بیٹھا تھا اُسنے کہا ای جوان ٹھہر جا کہ مین تیرے آنے کی خبر کردون ایرج کو غصہ
آگیا اور ایک طمانچہ اس زور سے اُسکے رسید کیا کہ سر اُسکا بارگاہ کے اندر جاکر گرا تمام زنگی جو دروازہ بارگاہ پر حاضر
تھے ایرج کی طرف دوڑے مگر ایرج نے کچھ خیال بھی نہین کیا اور دلیرانہ بارگاہ کے اندر قدم رکھا اور سلام علیک کی
دودہ نے کہا کہ ای جوان خیرہ سر تو کون ہی ایرج نے کہا کہ میرا چور بارگاہ مین بیٹھا ہی مین اُسے گرفتار کرنے کو آیا ہون
بختیارک نے ایرج کو دیکھکر صلوات پڑھی جب دودہ نے سنا کہ یہ جوان خداوند کو دزد کہتا ہی زنگیون کو حکم دیا
کہ اسے گرفتار کرلو تمام زنگی تیغ تلوارین کھینچکر دوڑ پڑے ایرج بھی تلوار کھینچکر لقا کی طرف دوڑا لقا نے یہ دیکھکے
بھاگ جانے کا قصد کیا مگر ایرج نے قریب پہونچکے اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈال کے بجاے سپر کے دست چپ پر بلند کرلیا
اور زنگیون کے غول مین جا پڑا تلوار چلنے لگی مہراب زنگی داماد دودہ زنگی نے ایرج کے تلوار ماری ایرج نے بھی تیغ
بجاے سپر کے لقا کو روبرو کیا وہ تلوار لقا کے چوتڑون پر پڑی اور زخمی ہوکر اُسنے آہ کی ایرج نے دونون زنگیون کو یعنے
سہراب بن دودہ و مہراب بن دودہ کو قتل کیا بعد ازان مہراب نے پھر تلوار ماری وہ لقا کی کمر پر پڑی اور کافر
ہجوم کرکے لقا کو چھین لیگئے اور مہراب کی تلوار ٹوٹ گئی ایرج نے اُس سے کہا دوسری تلوار طلب کر اُسنے دوسری تلوار
منگائی مگر جنگ مین دوسری تلوار بھی شکست ہوگئی پھر ایرج نے کہا تیسری تلوار طلب کر اس اثنا مین شاہ خاور
ہیم صمصام ایرج سے ترسان ہوکر نہانخانہ مغرب مین گیا اور پردہ شب حائل ہوا ایرج نے تمام شب زنگیون کو قتل کیا
اور بارگاہ مین خون کا دریا بہا دیا — بہر جا کہ شمشیر او کار کرد ٭ یکے را دو کرد و دو را چار کرد ٭ کشتون کے پشتے اور لاشون کے
انبار لگا دیے جبکہ زنگی شب نے فرار کیا اور خورشید جہان تاب بصد آب و تاب دریچہ مشرق سے برآمد ہوا یعنے صبح ہوئی
عمر جو بشکل خدمتگار بنا ہوا بارگاہ مین موجود تھا اُسنے جوانمردی ایرج کی نہایت تعریف کی اور کہا افسوس دو روز ایرج

لڑتے ہوئے گذرے ہیں اب قتل ہو جائیگا یہ خیال کر کے اور خنجر کھینچ اسنے بھی جنگ آغاز کی اور مثل پروانہ کے گرد ایرج کے پھرنا شروع کیا اُسطرف مہراب نے تیسری تلوار نہنگ کے ایرج پر حملہ کیا ایرج نے پھر اُسکے حربہ کو رد کیا مہراب اپنے لشکر میں ایرج کے سامنے زمین پر گر پڑا ایرج نے ہنسکے کہا کہ ای جوان اسقدر بد حواس ہو اُٹھکر حملہ کر مہراب ایرج کی جرأت پر عاشق ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں آپکا غلام ہوں میں نے اپنی مدت العمر میں ایسا بہادر آدمی نہیں دیکھا یہ کہکے اور تلوار پکڑ کے زنگیوں پر جا پڑا اور اُسکے ہمراہی بھی ایرج کے شریک ہو کے جنگ کرنے لگے کچھ لوگ اُن سے قتل ہوئے اور مہراب بھی زخمی ہو کر زمین پر گر گیا اور کہا کہ ای شہریار غلام آپ سے رخصت ہوتا ہے زنگیوں نے قصد کیا کہ مہراب کا سر کاٹ لیں ایرج نے اُن سبکو دفع کیا اور عمر سے کہا ای جد بزرگوار میری قضا بھی قریب ہے عمر نے کہا ای فرزند ہراسان نہو میں تمہارے ہمراہ ہوں اس اثنا میں ایک برق چمکی اور اُس برق میں سے ایک پنجہ پیدا ہوا اور ایرج کی کمر پکڑ کے وہ پنجہ اُٹھا لیگیا اسطرف دو دو مہراب کی نعش پر آیا اور دیکھا کہ فقط آمد و شد نفس کی باقی ہے بسبب الفت اسا آدمی کے اُسکو اُٹھوایا اور غلام سے کہا کہ اسکو یہاں سے اُٹھا لو اُس جانب عمر بھی نکلکے اپنے لشکر کی سمت روانہ ہوا جب دیوان خاص کے باہر آیا دیکھا کہ ایرج کا مرکب نگی لیے جاتا ہے عمر نے اُس نگی کو قتل کیا اور خود مرکب ایرج پر سوار ہو کر لشکر کیطرف روانہ ہوا

ایک ورق کلمہ داستان شاہزادگان نور الدہر و اسد وغیرہ کے سُننے کہ ایرج انکو سوتا چھوڑکے چلے گئے تھے

دنیا خرابیست گشتہ عدم نصیب اگر	صیاد اجل ہست گر جوان و گر پیر	ہم تودی میں ہست ہم سر بزن	این ہیچ خاک ہر دو دست بر آ

راویان آثار قدیم اس حکایت رنگین کو صفحہ قرطاس پر منقش کر کے اسطرح خامہ فرسائی کرتے ہیں کہ جب ایرج انکو سوتا ہوا چھوڑ کر شب کو کسی سمت چلا گیا تو یہ شہزادے اس مقام پر عمر کا انتظار کرتے تھے کیونکہ عمر انکو چھوڑ کے ایرج کی تلاش میں گیا تھا اور اسطرف یہ سب بسبب گرسنگی کے ازبس پریشان خاطر تھے اسد نے کہا کہ ای برادر معظم اگر آپ فرمائیں تو میں تدبیر طعام کروں نور الدہر نے کہا مناسب ہے مگر ایسا نہو کہ تم بھی وہاں جا کے بیٹھ رہو اسد نے بقسم عرض کیا کہ ایسا نہوگا میں بہت جلد حاضر ہونگا یہ کہکے روانہ ہوا وہاں سے قریب ایک گانون تھا وہاں پہونچکر چند مرغ اور برنج و روغن و مصالح وغیرہ خرید کر کے لایا سب ہمراہیون نے کہا ہمکو طعام پزی میں دخل نہیں ہے جن ہمدردون ہمراہ سامان طعام لایا تھا انھیں اسد نے کہا نا پکوانا شروع کیا اس اثنا میں ایک فقیر پیدا ہوا جب قریب آیا لوگون نے پوچھا کہ شاہ صاحب کہاں سے آنا ہوا اور اب کہاں کا قصد ہے فقیر نے اسد کے پاس آ کے کہا کہ تمکو طعام پزی میں کچھ دخل ہے اسد نے کہا کہ ہم لوگ اس کام سے بالکل ناواقف ہیں القصہ بعد گفتگو وہ فقیر کھانا پکانے میں مشغول ہوا اور اُس فقیر کو ان لوگون کے کلام سے معلوم ہو گیا کہ یہ سب امیر کے فرزند ہیں پس فقیر نے نہایت عمدہ پلاؤ طیار کر کے اُن لوگون کے روبرو دستر خوان پر رکھا جب شہزادون نے کھانا کھایا بعد تھوڑی دیر کے بیہوشی نے اثر کیا اُسوقت فقیر نے نعرہ کیا کہ میں حبیب عیار دوده زنگی ہون تو عمر کی گرفتاری کو آیا تھا تم سب راہ میں شکار ہوئے الغرض جب سب بیہوش ہو گئے شب آہنگ نے دلمین تصور کیا کہ ان سات آدمیون کا تنہا لیجانا کسی طرح ممکن نہیں لہذا انکے سر کاٹ کے لیچلوں یہ تصور کر کے اور خنجر کھینچ کر نور الدہر کیطرف چلا اتنے میں خواجہ عمر مرکب ایرج پر سوار ہو پہنچے اور دور سے یہ حال دیکھکر بہت پریشان ہوئے اور شب آہنگ کے قریب پہونچکر مرکب سے جست کی شب آہنگ عمر کو دیکھکر آستین کیطرف دوڑا اور کہا کہ میں تو خاص تمہارے ہی فکر میں آیا تھا راہ میں شکار مفت لگیا اب میں تمکو لیکے چھوڑتا ہوں یہ کہکے عمر پر جا پڑا تھوڑے عرصہ میں عمر نے اُسکو گرفتار کیا شب آہنگ نے دلمین کہا کہ فی الحقیقت جسقدر اسکی تعریف سُنی تھی اُس سے

زیادہ پایا الیس عمر سے کہا کہ اے شاہ عیاران مین جب تک زندہ ہون تمھارا غلام ہون عمر نے کہا دل مین سب کو
ہوشیار کرون بعد اسکے تمسے سوال و جواب کرون شب آہنگ نے کہا بہتر ہے عمر نے خنجر کو غلاف کیا اور کسیقدر جھکا ہی
تھا کہ شب آہنگ نے بیضہ بیہوشی مارا عمر بیہوش ہوکے گر پڑے پس شب آہنگ نے عمر کو گرفتار کرکے دل مین خیال
کیا کہ مین نے سنا ہے اسکے پاس روپیہ بہت ہے یہ تصور کرکے عمر کو ایک درخت سے باندھکر ہوشیار کیا کہ اگر مجکو روپیہ دو
تو مین تمکو چھوڑ دون عمر نے کہا کہ میرا خزانہ لشکر مین ہے تو وہان میرے ہمراہ چل مین تجکو روپیہ دون شب آہنگ نے یہ سنتے
اور خنجر کھینچکے قتل عمر کا قصد کیا عمر نے بتضرع و زاری دعا کی دفعتہً بیابان کیجانب سے آنکھ گرد اٹھی اور نقابدار
سیاہ پوش مرکب بادرفتار سمند سیاہ زانو پر سوار سر پا سفید سایہ افگن اور عیار نقابدار اسکے چہرے پر بھی نقاب
دل گردے سے نکل کے نعرہ کیا کہ خبردار مین آپہونچا یہ دیکھکے شب آہنگ نے ارادہ کیا ہی تھا کہ خنجر مار دون کہ آواز ہمہمہ کمان
کی اسکے کان مین پہونچی کہ شب آہنگ خوف زدہ ہوکر بھاگا اور کہا اے نقابدار تو نے میرے صید کو رہا کرادیا نقابدار
نے اپنے عیار سے کہا کہ اس قزمساق کو گرفتار کر عیار نقابدار شب آہنگ کی طرف دوڑا شب آہنگ نے اسکے
ڈر کے اپنے تئین دریا مین گرادیا نقابدار نے اپنے عیار کو آواز دی کہ چلا آ عیار نقابدار نے آکے عمر کو درخت سے کھولا
نقابدار زیر درخت آیا اور زین پوش بچھا کر بیٹھا عمر اور نورالدہر وغیرہ کو ہوشیار کیا سب سردار نقابدار کو دیکھکے باادب
تمام بیٹھے کہ ایکبار نقابدار نے اپنی کمان ان لوگون کے سامنے رکھکے کہا کہ اسکو کھینچو دل داراب نے زور کیا مگر
کچھ نہوا بعد ازان تورج و خورشید نے کمان کو کھینچا انسے بھی کچھ نہوا الغرض جب نورالدہر کی باری آئی انھون نے
اسقدر زور کیا کہ ناک اور کان سے دھوان نکل گیا اسوقت نقابدار نے کہا اے نورالدہر یہ میری کمان اپنے ہمراہ امیر کے
پاس لیتے جاؤ اور امیر سے کہنا کہ خداوند تعالی نے مجکو صاحبقران کیا ہے اگر میری اس کمان کو تم کھینچو تو میرے تمھارے درمیان
امتحان زور آزمائی ہوجائے اور اگر تم کمان نہ کھینچوگے اسوقت تمکو لائق و لازم ہے کہ تمام اسباب صاحبقرانی مع بارگاہ
سلیمانی و اشقر وغیرہ میرے پاس بھیجدو یہ کہکے نقابدار اپنے مرکب پر سوار ہوکے صحرا کیجانب روانہ ہوا اور مرکب
نقابدار بھی مثل اشقر کے سہ چشمی ہے بعد اسکے عمر نے قصد کیا کہ لشکر کیطرف روانہ ہو کہ دفعتہً آواز طبل سکندری کان
مین آئی عمر نے دیکھا کہ بادشاہ اسلام مع امیر عالیمقام درہ کوہ سے برآمد ہوئے نورالدہر وغیرہ یہ دیکھکے امیر کی
خدمت مین حاضر ہوئے بارگاہ سلیمانی استادہ ہوگئی سب آبیٹھے عمر نے تمام حال ایرج کا اور عین جنگ سے آنکھ بچا کے
اٹھا لیجانا عرض کیا بعد ازان کمان نقابدار دیکے پیام نقابدار بھی بیان کیا امیر نے کمان مقبل کے حوالہ کرکے کہا کہ
جسوقت وہ نقابدار آئیگا مین اسیوقت اسکے سامنے کمان کھینچونگا بعد اس گفتگو کے امیر یا توقیر وہان سے کوچ
کرکے غروب سے چار کوس کے فاصلے پر اترے ع از ین قصہ یکدم فراموش کن ✣ زمانے دگر داستان گوش کن

اب حال جنگ قہورہ دیو پر و ر پر لشکر اسلام سے بیان ہوتا ہے ع بلبل کو خزان مین جان کھوتے پایا

صیاد کو سرپٹک کے روتے پایا	گلچین کی ہی بنداری لیکر	جو اہل دل تھے انکو سوتے پایا	راویان شیرین زبان اس

تقریر دلپذیر کو اسطرح معرض بیان مین لاتے ہین کہ اسطرف دودہ زنگی اپنی بارگاہ مین خدمت لقا مین حاضر تھا کہ ہرکارہ دنگی
آکر مجرا گاہ سے دعا و ثناء بادشاہی بجا آ گئے اور عرض کیا ع تا صبح دمد ہمدم ساغر باشے ✣ تا مہر ندا آفتاب سرور باشی
تا تاج حیات بر سر خضر نہند ✣ در عرصۂ اقبال سکندر باشی شہریار کی عمر دراز ہو بہا فیصے چار کوس کے فاصلے پر لشکر امیر
اترا ہوا ہے باقی خیر و عافیت یہ خبر آمد امیر سنکے لقا ایسا گھبرایا کہ تمام بدن مین اسکے رعشہ پڑگیا اور لرزان و ترسان مثل بید
کانپنے لگا دودہ نے کہا کہ اے خداوند آپ اسقدر ہراسان کیون ہیں خاطر جمع رکھیے کوئی اندیشہ کی بات نہین ہے اسکے بعد حکم دیا کہ ہمارا لشکر بھی

بیرون شہر جا کے خیمہ زن ہو اس عرصہ مین خبر ہوئی کہ بادشاہ سرزمین جابلقا ملک جالو خداوند لقا کی مدد کیواسطے آتا ہی دودہ نے
بیٹون کو اُسکے استقبال کے لیے بھیجا وہ ملک جالو کا استقبال کر کے بعز و احترام اُسکو لائے بختیارک نے کہا کہ ہم مین
سے کوئی حریف کا مقابلہ نہین کر سکتا القصہ صحبت کفار گرم ہوئی جام مے ارغوانی گردش مین آیا آواز نوشا نوش بلند ہوئی
نوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ❊ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند ❊ اس عرصہ مین ایک صدا ای تند ملی سب نے آسمان کیطرف
نگاہ کی دیکھا کہ ایک دیو آتا ہی اور اُسکی گردن پر ایک بلا سیاہ کہ سابق مین جسکا ذکر ہو چکا ہی سوار ہی اور دو بادشاہ آتشی
تخت پر سوار ہین ایک کا نام شعلہ بخش جنی اور دوسرے کا داد بخش جنی ہی اور ایک دیو کا نام گیرنگ اور دوسرے کا نیرنگ
ان سبنے بھی آکر لقا کو سجدہ کیا دودہ نے ان سبکو بکمال عزت و حرمت جاے معقول پر بٹھایا اور اس بلا کا نام قہور
دیو پرورہ ہی چونکہ اسکو دیو نے پرورش کیا ہی اس سبب سے وحشی اور دیوانہ ہی ہر چند لوگون نے کہا کہ لقا کو
سجدہ کر مگر اُسنے کچھ سماعت نکی القصہ شعلہ اور داد بخش اسکو سمجھا کے تخت لقا کے قریب لائے لیکن اسنے
یہ بھی نہ جانا کہ یہ کون سنگ خارشتی ہی مگر بختیارک نے دیکھا کہ اسکے چہرہ پر نشان اولاد ابراہیمی ہی شعلہ سے کہا کہ
یہ شخص اولاد حمزہ ہی غرضکہ صحبت بزم آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آہنگ حاضر ہوئے دور شراب و نغمہ
چنگ و رباب آغاز ہوا جبکہ دماغ سب کا بادۂ ناب سے گرم ہوا دودہ نے کہا مین نے طبل جنگ کا حکم دیا تھا لیکن
تمھارے آنے سے جنگ موقوف رہی قہور برابر تخت لقا کے بیٹھا تھا اُسنے کہا اے گیرنگ دشمن کہان ہی جسکے واسطے تم
مجکو لائے ہو گیرنگ نے کہا کہ دشمن اپنے لشکر مین ہی قہور نے کہا مجکو پتہ بتاؤ تاکہ مین ابھی جاکر اسکو قتل کرون نیرنگ نے
کہا یہانکا یہ قاعدہ ہی کہ ایک روز طبل جنگ بجتا ہی اور دوسرے دن جنگ ہوتی ہی آج طبل جنگ بجا ہی کل صبح کو
میدان مین مقابلہ ہوگا القصہ شب کو طبل جنگ بجا امیر کو بھی خبر ہوئی فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل پروردگار طبل
جنگی بجے چنانچہ یہان بھی کوس رزمی نوازش مین آیا رات بھر دونون لشکرون مین سامان حرب و ضرب کی آراستگی و درستی
ہوا کی جبکہ سجادہ نشین راہ نے تسبیح ستارگان پڑھکے عبادتخانہ مغرب مین منہ چھپایا اور خورشید خاوری بانیزہ خطوط شعاعی
وعصاے افلاک پر نمایان ہوا یعنے صبح ہوئی دونون لشکر میدان مین آگئے دودہ سات لاکھ زنگی اور چار بیٹیون و نواسون
اور پوتون کو ہمراہ لیکے بڑی جمع سے میدان رزم مین آیا آج قہور بھی مرکب پر سوار تھا اور پوشاک چرم خرگو
جسم پر جواہر گران بہا نصب تھے زیب بدن تھی اس جانب سے قہور میدان مین نکلا اور امیر کے لشکر سے سہیلان
اژدر فیلی اُسکے مقابلہ کے لیے برامد ہوا قہور نے چوبدست آہنی اسکے سر پر ماری سہیلان نے سپر کی پناہ کی لیکن جسوقت
چوبدست سپر پر پڑی سہیلان کا ہاتھ کانپا سپر سر پر گری ادھر گردن مین گھس گیا اور گردن سینہ مین اُتر کے مثل کوفتہ
ہیزم ہو گیا غرضکہ اسیطرح قہور نے سترہ سردارون کو یکے بعد دیگرے جان سے مارا یہ معاملہ دیکھکے کرب بعد اجازت
میدان مین آیا اور ہنگامہ دار ہوا چہ قدم قہور کا مرکب اور پانچ قدم کرب کا مرکب پسپا ہوا قہور نے کرب پر چوبدست ماری
کرب نے گرز پر اُسکی ضرب کو روکا مگر لیکن ضرب کی کرب کی آنکھین بند ہو گئین بازو مثل ستون کے قائم رہے
قہور نے اپنی زبان مین کہا کہ مین نے اسکو بھی مارا یہ حال دیکھکے عیار کرب دوڑا اور مشکیزہ سے پانی لیکے کرب
کے ایک چھینٹا دیا کرب نے آنکھین کھولدین مگر کرب نے دیکھا کہ مرکب کے جسم کو رعشہ ہی پس کرب نے گھوڑے
سے کود کے مرکب کو عیار کے حوالہ کیا اور خود قہور کے برابر جا کے اور اُسکے مرکب کی لگام پکڑ کے اس زور سے
جھٹکا دیا کہ اُسکا مرکب دور جا کر گرا قہور بھی پیادہ پا ہوا اور باہم کشتی ہونا شروع ہوئی ناگاہ کرب کا پاؤن
موش خانہ مین جا پڑا یہ دیکھکے قہور نے ایسی بکان دی کہ کرب کا کولہ اُتر گیا لیکن اُسی حال مین کرب نے لپیٹ نیچے

قائم کیا الالسبب درد کے کرب بیہوشی طاری ہوئی قمہور نے جب گرگ بیہوش دیکھا تو اُس سے دست بردار
ہوا عمر نے یہ حال دیکھکے آواز دی کہ جلد پالکی لاؤ پس عمر گرگ کو پالکی میں ڈال کے لیگیا قمہور نے دیکھا کہ عمر بہرے
سید کو لیے جاتا ہے وہ عمر کی طرف دوڑا عمر نے حقہ آتشباری مارا قمہور نے چونکہ حقہ آتشبازی کبھی نہ دیکھا تھا اپنے
لشکر کیطرف بھاگا دونوں لشکروں میں آواز قہقہہ بلند ہوئی نیرنگ وغیرہ نے کہا کہ بھاگنا نہایت معیوب ہے قمہور
نے کہا کہ اب میں کبھی نہ بھاگونگا الغرض جبتک ہنوز عرصہ خاوری دن بھر کی تگاپو سے تھک کر خلوت خانہ مغرب
کیطرف چلا اور شب گرداہ نے مع لشکر ثوابت و سیار ظلمتکدہ دہر پر اپنا عمل دخل کیا یعنے شام ہوئی دونوں لشکر اپنے
اپنے قیامگاہ پر آئے امیر نے بارگاہ میں داخل ہوکے باواز بلند کہا کہ صاحبو جو شخص اس دیوانے سے لڑنے
جائے خوب سمجھ کے جائے کیونکہ اس دیوانے کا حال نورالدہر وغیرہ سے سنا ہے کہ ایک ایک ضرب میں بے
بیہوش ہوگئے تھے القصہ اُس طرف قمہور کے واسطے صحبت جشن آراستہ ہوئی اور جام گلفام بے دغدغہ انجام
گردش میں آیا ساقیان ماہرو و مطربان خوش گلو حاضر ہوئے محفل عیش و عشرت گرم ہوئی قمہور نے نشہ میں اپنے
نام طبل جنگ بجوا دیا ادھر امیر نے بحمایت پروردگار طبل جنگ کا حکم دیا ع دیگر روز کین چشمہ آفتاب
زدرپای گیتی بر آوردہ آب صبحکو دونوں لشکر میدان میں آئے آج قمہور چوبدست پکڑ کے پیادہ پا میدان میں
آکے کھڑا ہوا اور شب آہنگ سے آواز دی کہ ای فرقہ خدا پرستان جسکو تم میں سے آرزوی مرگ ہو وہ میدان میں
آئے فرہاد خان بن کیصر رومی پسر لندھور امیر سے رخصت لیکر میدان میں گیا قمہور نے چوبدست سے اُسپر حملہ کیا
فرہاد نے اپنے گرز پر اُسکی ضرب کو روکا فرہاد خان کا مرکب تا کمر زمین میں غرق ہوا اور گرز اور چوبدست دونوں
فرہاد کے سر پر گرے فرہاد نے سر کو خم کیا وہ ضرب فرہاد کے شانہ پر پڑی کہ شانہ ٹوٹ گیا اور وہاں سے چوبدست
فرہاد کے پانوں پر گری اور اُسکا پانوں بھی ٹوٹ گیا فرہاد کو غش آگیا عیار یہ حال دیکھکے دوڑے اور فرہاد کو غش میں
دیکھکے پالکی میں ڈال کے قصد لیجانے کا کیا مگر قمہور عیاروں کا سدراہ ہوا ارشیون نے اپنے بھائی کا یہ حال
دیکھ کے بیتابانہ مرکب اُٹھایا اور آواز دی کہ ای دیوانے تو نے غضب کیا اور قمہور کو گرز مارا جسوقت گرز قمہور
کے قریب پہونچا اُسنے ایسی چوبدست ماری کہ ارشیون کے ہاتھ سے گرز نکل گیا اور کلائی ٹوٹ گئی قمہور نے
فوراً دوسری ضرب لگائی ارشیون نے گردہ سپر سے سر کی پناہ کی لیکن ضرب قمہور سے ارشیون کے
ہاتھ قائم نرہسکے اور یہ چوبدست مع سپر سر کیطرف چلی ارشیون نے سر کو خم کیا اور چوبدست مرکب کے سر پر پڑی
کہ اُسکا مغز پریشان ہوگیا اور ایکدم مرکب دونوں زمین پر گرے سب سمجھے ارشیون بھی قتل ہوا لندھور نے
جب یہ حال دیکھا الالسبب بیہوشی پدری کے تاب نہ رہی فیل طلا کو کہ نریمان یکدستی نے سنجان میں دیا تھا اور لندھور
نے اُس فیل کو زیر کیا تھا اور نریمان بھی مسلمان ہوا تھا اُسکو ٹک ماری لیکن امیر لندھور کے جانے سے چشم
پُر آب ہوگئے اور فیل مہر لندھور کے میدان کی سمت روانہ ہوا چونکہ قمہور نے کبھی ایسا ہاتھی نہ دیکھا تھا قلقاری
مارکے خوف زدہ اپنے لشکر کیطرف بھاگا امیر کے لشکر میں غلغلہ ہوا کہ وہ دیوانہ بھاگا ہرچند کہ لندھور اپنے فرزندوں کے
غم میں اندوہگین تھے مگر قمہور کی اس حرکت پر متبسم ہوئے اور قمہور بھاگ کے وادخشن کے پیچھے چھپ گیا نیرنگ وغیرہ نے
سمجھایا کہ یہ فیل مرکب سواری کے ہے اور میدان سے بھاگنا مرد کے واسطے نہایت ننگ و عار ہے اور یہ شور و غل
جو لشکر اسلام میں برپا ہے تمہارے بھاگنے پر ہے قمہور یہ سنکے برہم ہوا اور دوڑ کر لندھور پر چوبدست ماری لندھور نے
گرز خودری مردی پر اُسکی ضرب کو روکا مگر ہاتھی نصف زمین میں غرق ہوا اور دونوں دانت ٹوٹ گئے اور دونوں پاؤں

خون کے دونون دانتون سے جاری ہوئے دیوانہ نے بآواز بلند کہا کہ مین نے اسکو بھی قتل کیا داد بخش نے کہا کہ جلد اسکا
سر کاٹ لے بختیارک نے کہا خسرو بلاد ہند ایسا نہین ہے کہ ایک ضرب مین ہلاک ہوجائے مگر عیار لندھور نے قصد کیا
کہ تیغ گرد مین داخل ہو مگر قمہور نے چوبدست پکڑ کے کسی کو جانے نہ دیا اور گرد اگرد چرخ مارنا شروع کیا اور خود بھی گرد
کے اندر نگیا جب یہ ہنگامہ ہوا لندھور نے اٹھ کر مقبول کے ہاتھی کو اشارہ کیا اور دیکھا کہ اسکے دونون دانت ٹوٹ
گئے ہین لندھور زنجیر فیل پکڑ کے گرد کے باہر آیا اور فیل نے قمہور کو دیکھکے زنجیر قمہور کو ماری مگر قمہور نے ایسی چوبدست ماری
کہ زنجیر ریزہ ریزہ ہوگئی فیل نے قصد کیا کہ قمہور کو خرطوم سے پکڑے مگر لندھور پشت فیل سے جست کرکے زمین پر آیا اور ایسا گرز مارا
کہ قمہور کو معلوم ہوا کہ گویا مجھپر آسمان ٹوٹ پڑا دیوانہ نے ایسی چیخ ماری کہ تمام صحرا کانپ گیا اور خود بیہوش ہوگیا اُسطرف [illegible]
دیکھا کہ میرے فرزند کو صدمہ سخت پہونچا اس عرصہ مین شب آہنگ نے آواز دی قمہور نے آواز سنتے ہی [illegible]
ہوکے چوبدست ہاتھ سے پھینک دی اور لندھور سے لپٹ گیا اول باہم کشاکش ہوئی بعد ازان قمہور نے لندھور پر چنگل مارا
کہ زرہ بیچ گوشت کے پارہ پارہ ہوگئی چونکہ اسکے ناخن بہت دراز تھے لندھور کے جسم سے خون جاری ہوا مگر لندھور [illegible]
ہوا اُسطرف قمہور نے لندھور کو گھونسہ مارا لندھور کو معلوم ہوا کہ پہاڑ مجھپر گرا لندھور نے بھی گھونسہ مارا [illegible]
ماری نیرنگ نے داد اسکی دیکے کہا کہ پھر میرے فرزند کو صدمہ سخت پہونچا بختیارک نے کہا کہ اگر آج قمہور زندہ پھرا تو [illegible]
نے برہم ہوکے لندھور کو کاٹنا شروع کیا کہ تمام زرہ اور گوشت پارہ پارہ ہوگیا لندھور نے دوسرا گھونسہ مارا قمہور نے پھر [illegible]
چنگل مارا چونکہ دونون کی جنگ ہوئی تھی اس باعث سے لندھور پریشان تھا جب امیر نے یہ حال دیکھا [illegible]
ملول ہوا امیر مجبور ہوکے خود میدان مین آئے اور کہا کہ یہ طریقہ جنگ کون ہے بختیارک نے نیرنگ سے کہا
غنیمت سمجھو کہ امیر آگئے اب بیشک تمہارے فرزند کی جان بچ جائیگی اگر امیر نہ آتے تو تھوڑے عرصہ مین تمہارے
فرزند کی زندگی بخیر تھی اسطرف امیر باتوقیر نے ایک ہاتھ سے لندھور کا ہاتھ اور دوسرے ہاتھ سے قمہور کا ہاتھ
پکڑ کے فرمایا بس اب جنگ موقوف کرو کل دیکھا جائیگا لندھور امیر کو دیکھکے خاموش ہوگیا اور ہوا سے قمہور کے
بال جو اوڑے تو چہرہ مثل آفتاب کے درخشان ہوا اور رنگ و زلفین خلیلی دیکھکے امیر کے دلمین قمہور کی محبت
پیدا ہوئی اور اُسطرف قمہور امیر کو دیکھکر باادب علٰحدہ کھڑا ہوگیا امیر نے کہا بس اب اپنے لشکر مین جاؤ لیکن
داد بخش حبشی نے آکے زبان حبشی مین قمہور کو سمجھایا اسوقت امیر سمجھے کہ قمہور فقط زبان حبشی جانتا ہے پس امیر نے بھی
زبان حبشی مین اُس سے کہا کہ ای بہادر یہ طریقہ جنگ کون ہے قمہور نے ہنس کے کہا کہ آپ میرے شکار کو کہان لیے جاتے
ہین امیر نے کہا یہ شکار نہین ہے الغرض بعد گفتگوے بسیار نیرنگ وغیرہ قمہور کو لیکے داخل خیمہ ہوے اور ادھر امیر
لندھور کو ہمراہ لیکے بارگاہ مین تشریف لے گئے اب دو کلمے موہائے جسم قمہور کے دفع ہونے کے
بیان کیے جاتے ہین راویان خوش تقریر اس حکایت دلپذیر کے بیان مین زلف سخن کو شانہ زبان سے
آراستہ کرکے اسطرح تحریر کرتے ہین کہ جب داد بخش حبشی نے قمہور کے تمام جسم پر بال دیکھے تو اُسکو نہایت [illegible]
بہادر کے جسم پر مثل خرس کے بال ہونا زیبا نہین پس ذو دو سے کہا کہ اگر تم اجازت دو تو مین قمہور کے موہای جسم کا علاج
کرون تاکہ اُسکے جسم سے یہ بال دفع ہون کیونکہ ایک مترجم اسکا دوست ہے وہ اسکے بال اور زبان کا علاج کرسکتا ہے جسم
سے بال دفع ہوگئے تو یہ مثل انسان کے ہوجائیگا ذو دو نے کہا یہ امر بہت ہی مناسب ہے [illegible] مین امیر کو [illegible]
دیگا داد بخش نے کہا اسکو بھیجکے امیر سے چند روز کی مہلت لینا چاہیے [illegible] نیرنگ نے کہا تم جاکے ہماری طرف سے کہو
کہ قمہور اپنے علاج کے واسطے جاتا ہے عرصہ چالیس روز مین واپس آئیگا لندھور کو چالیس روز کی مہلت عنایت کیجیے

الغرض جب شب آہنگ نے امیر نامور کو دودہ کا یہ پیام دیا امیر نے فرمایا بہتر ہے شب آہنگ نے دودہ سے آکر
عرض کیا کہ امیر نے چالیس روز کی مہلت منظور کی ہے بعد اسکے دادبخش قمہور کو تخت پر سوار کر کے عرصہ چند روز
مین قاف مین پہونچا اور ایک کوہ پر تخت رکھدیا قمہور نے دیکھا کہ ایک کوہ سفید ہے اور زیر کوہ دریا جاری ہے اور کنارہ
کوہ پر ایک درخت عظیم الشان ہے جسکی بلندی بقدر دو کوس ہے اور چار فرسنگ تک اُسکا سایہ ہے اور اس درخت پر عمارت
چوب وغیرہ کی عجیب عجیب طرز کی نہایت عالیشان بنی ہوئی تھی دادبخش نے قمہور سے کہا کہ یہ آشیانہ سیمرغ ہے
یہی اُسکا مسکن ہے کہ یکبار ہوائے تند چلی اور شور ہنگامہ برپا ہوا بعد ازان سیمرغ آکے اپنے آشیانے پر بیٹھا اور
دادبخش سے مخاطب ہو کے اپنی زبان مین کہنے لگا کہ ای دادبخش آج تم کہان آئے دادبخش نے کہا کہ مین
اس جوان کو تمہارے پاس لایا ہون یہ گونگے ہو رہے جسم و زبان کا علاج کرو سیمرغ نے یہ کلام سنکے پرواز کی اور چند
عرصہ مین قدرے گیاہ اور چند گلہائے بوقلمون لا کے دادبخش کو دیکر کہا کہ اسکو پیس لاؤ دادبخش تو اس دوا دوش
مین گیا یہان سیمرغ نے قمہور سے کہا کہ ای قمہور مین تمہارا حسب و نسب بیان کرتا ہون اور مجکو خاطر حمزہ بھی منظور
ہے لہذا تمسے کہا جاتا ہے کہ خبردار حمزہ اور اُسکے سردارونکو ذلیل نکرنا اور ہرگز ہرگز انکے مارنے مین سعی کیا چاہیے نہ مارنا ورنہ پشیمان ہوگے
سیمرغ نے یہ کلام قمہور سے زبان جنی مین کہے قمہور نے پوچھا کہ میرا حسب نسب کیا ہے سیمرغ نے قصد کیا کہ بیان کرے
کہ اس عرصہ مین دادبخش جتنی گیاہ وغیرہ پیس کے لایا سیمرغ اُسکے آنے سے خاموش ہوا اور گیاہ وغیرہ قمہور کے جسم پر
ملی قمہور فوراً آفتق مارکے بیہوش ہو گیا بعد بیہوش ہونے کے تمام موہائے بدن زمین پر گر پڑے اور جسم مانند آئینہ
کے نمایان ہوا جب قمہور کو ہوش آیا اپنے جسم کو صاف دیکھ کے نہایت خوش ہوا بعد اسکے سیمرغ نے وہ گلہائے
بوقلمون قمہور کو کھلادیے قمہور دوبارہ بیہوش ہوا اور تمام جسم و دہن سے عرق جاری ہوا بعد ایک لمحہ کے جب ہوشیار
ہوا تو زبان بھی نہایت صاف و فصیح ہو گئی اور ایسا ذہن رسا حاصل ہوا کہ دیگر شخص جو ایک سال کے عرصہ مین
حاصل کرے یہ ایک روز مین اُسے حاصل کر لے القصہ بعد فراغت ان امور کے قمہور کو دادبخش دودہ کے
پاس لایا اب جسکی نگاہ قمہور کے حسن و جمال پر پڑتی تھی وہ محو حیرت ہوتا تھا اب قمہور نے پوشاک شاہانہ زیب
جسم کی بختیارک نے قمہور کو دیکھ کے کہا کہ مجکو جو کچھ شک تھا وہ بھی اب رفع ہو گیا خدا خیر کرے جب قمہور کا
دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اُسنے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا ہرکارون نے امیر سے بھی یہ خبر بیان کی اور حال سیمرغ
کے علاج کا مشہور ہوا بیان کیا امیر نے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد صف
آرائی دودہ زنگی کی سواری نمایان ہوئی لقا بھی تخت پر سوار تھا اور قمہور مرکب پر سوار غرض کہ نہایت شان و شوکت
سے میدان مین آئے قمہور اجازت لیکے عرصہ کارزار مین آیا اسطرف سے بہرام اسکے مقابلہ کو گیا اور نیزہ ہلایا
قمہور نے گلوگاہ پکڑ کے نیزہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا بہرام نے تلوار ماری قمہور نے تلوار بھی چھین لی
اور کمربند مین ہاتھ ڈال کے بہرام کو فاش زمین سے اٹھایا القصہ اسی طرح بہمن و اژدہا ہے بن بہمن و
بلند خان قندھاری وغیرہ تیس سرداران امیر کو تا شام باندھ کر لے گیا بختیارک نے کہا جن سردارون کو قمہور
گرفتار کیا ہے اُنکو قتل کرو قمہور نے یہ سنکے کہا کہ جب تک مین امیر کو گرفتار نکر لونگا اُسوقت تک ان سردارون
کسی کو نہ دونگا پس دادبخش نے ان سردارون کو ایک خیمہ کے اندر مقید کیا اور طعام عمدہ و شراب و کباب
انکے واسطے بھیجا اسطرف امیر نے بارگاہ مین داخل ہو کے کہا کہ ان لوگون نے مجکو نہایت پریشان و ذلیل کیا ہے کیونکہ بہرام
کا حال دیکھ کے پھر ایک نے جلدی اپنے تئین گرفتار کرایا اور مجکو رنج دیا اور اسطرف قمہور نے بھی طبل جنگ کا

حکم دیا صبح کو دونوں لشکر میدان مصاف میں آئے قمہور نے نکلکر نیبرہ یا آج شہزادہ مالک قاسم امیر عالیمقام سے
رخصت حاصل کر کے میدان میں آئے اور ہم نگاور ہوئے دونوں مرکب ساعت ساعت قدم پسپا ہوئے اور جنگ شروع
ہوئی نیزہ بازی میں برابر رہے قمہور نے ارابہ پر سے چوبدست لیکے قاسم پر حملہ کیا قاسم نے گرز افراسیابی پر اسکی
ضرب کو رد کیا مگر قاسم کا مرکب تا بہ تنگ زمین میں غرق ہوا اور تیغ گرد بلند ہوا قمہور نے نعرہ کیا کہ زدم و لیست کردم
سیارہ عیار قاسم نے ادہر سے قاسم کے چہرہ پر پانی کا چھینٹا مارا قاسم نے گرد سے نکلکے قمہور پر گرز مارا قمہور کا مرکب
بھی تا بہ تنگ غرق زمین ہوا القصہ بعد تیغ زنی کشتی کی نوبت آئی تمام دن کشتی ہوا کی شام کو قمہور نے کہا کہ شب
واسطے آرام و استراحت کے ہے کل صبح کو پھر تمسے مقابلہ ہوگا مگر قاسم نے منظور نکیا گرد میدان کے روشنی ہوگئی شمعہائے
مومی و کافوری لگنوں میں جلا کر رکھوا دی گئیں اور تخت تاختے اور ہزارے چار سمت روشن ہوگئے تماشائی اپنے اپنے بچھونے
بچھا کے تماشا دیکھنے لگے غرضکہ تین شبانہ روز کشتی ہوئی روز چہارم قاسم نے قمہور کے بازو پکڑ کے زور کیا قمہور
چند قدم پسپا ہوا تھا کہ قضارا قاسم کا پاؤں سوراخ موش میں جا پڑا قمہور نے یہ حال دیکھکے زور کیا قاسم کا پاؤں
ٹوٹ گیا اور صدمۂ درد سے قاسم بیہوش ہوا قمہور نے قاسم کو بھی باندھ لیا ہر چند اسد نے کہا کہ اے قمہور
یہ حرکت داخل نامردی ہے لیکن قمہور نے کچھ سماعت نکی اور خیمہ میں آکے قاسم کو جراح کے حوالہ کیا اور شب کو پھر طبل جنگ
بجوا کے صبح کو میدان میں آیا اب مالک اژدر اسکے مقابلہ کو گئے قمہور نے نیزہ مارا مالک نے نیزہ اسکا ہوائی کیا آخر کشتی
ہوئی مالک کا پاؤں بھی سوراخ موش میں جا کے ٹوٹ گیا قمہور مالک کو باندھ لیگیا اور جراح کے سپرد کیا
اب دو کلمہ داستان شاہزادہ ایرج کے کہ بچہ آنکو بارگاہ دودہ سے اٹھا لیگیا تھا بیان ہوتے ہیں

بلائیں انکھوں سے انکی مدام لیتے ہیں ∴ ہم اپنے ہاتھوں سے مژگانکا کام لیتے ہیں
تری خرام کے پیرو میں جتنے ہیں فتنے ∴ قدم سب آپکے وقت خرام لیتے ہیں
نصیب وصال کے روز فراق میں کیا کیا ∴ نصیب مجھسے مرے انتقام لیتے ہیں
تری قتیل بناؤ نہیں تجھے قتال ∴ جب انسے پوچھو اجل ہی کا نام لیتے ہیں
فقط فقیر ہیں نہ داغی غلام ہیں انکا ∴ وہ مول ایسے ہزاروں غلام لیتے ہیں
ہمارے ہاتھ سے ایسے وقت مے کشی ∴ ہزار ناز سے وہ ایک جام لیتے ہیں

سیاحان کشور فصاحت و راویان شیوا زبان عرصۂ بلاغت اس مضمون رنگین دلفریب کو اسطرح جلوہ افروز بیان کرتے ہیں کہ جب آ بچہ
کو بچہ نے زمین پر اتارا ایرج نے ایک باغ نہایت آراستہ و پیراستہ نظر ناگہان آیا اک خانہ باغ ∴ کہ بلبل کا دل جسکی فرقت میں داغ

مصفا وہ نہریں اسمیں اک جدول ∴ کہے تو کہ ہے موجزن سلسبیل
ہزاروں ہی یوں اسکے پانی رواں ∴ کہ بہ جائے منہ جس طرح آسمان

نرگس شہلا کی نگہبانی زبان سوسن دہ زبان کی زبان درازیاں گلہائے بوقلمون کی بہار درختان باردار کی قطار عجیب لطف
دکھا رہی تھی انگور کے خوشے عقد ثریا کی طرح اپنا جوبن دکھاتے سرو آزاد ایک پاؤں سے لب جو استادہ لالہ داغدار مثل ساغر
شراب لبریز رنگینی و خوش نمائی نافرمان شبو نسرین و نسترن جملہ گلہائے خوشبو مصروف نگہت افزائی درمیان میں باغ کے
ایک بارہ دری سنگ مرمر کی نہایت عمدہ بنی ہوئی کہ صفائی میں رشک آئینہ سکندری ہے دیواروں پر اسکے ایسا صیقل
ہیں ہے کہ نگاہ نہیں ٹھہرتی ہے ∴ پر نور و نفیس وہ مکان ہے ∴ رفعت سے زمین بھی آسمان ہے ∴ اور تمام بارہ دری میں فرش
قاقم و سنجاب بچھا ہوا ہے جھاڑ کنول شیشہ آلات سے آراستہ بیرون بارہ دری سنگ موسی کا سائبان نہایت معقول اور
چبوترے کے برابر ایک حوض تھا اور نہر اسمیں نصب تھے فواروں کا چھوٹنا ساون بھادوں کا لطف دکھا رہا تھا تمام
باغ میں بہی و انار ناشپاتی و سیب تمام دنیا کے میووں کے درخت تھے ایک سمت کیلوں کی قطار تو دوسری جانب بید مشک
کی بہار سبحان اللہ باغ کیا نمونہ گلزار ارم تھا ∴ اگر فردوس بر روئے زمین ست ∴ ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست
باغبانیاں پر پوش زربفت کے لہنگے پہنے مصروف کار پڑیوں پر سرخی کی مہندی کی ٹہنیوں پر نرالی بہار باغبانوں نے مہندی کی

شکارگاہ بنائی گئی تھی عجیب صنعت دکھائی تھی غرضکہ شاہزادہ ایرج سیر باغ مین مصروف تھا کہ ایک طرف سے چالیس نازنین پری چہرہ
قمر طلعت اور انکے درمیان مین ایک نازنین مہ جبین بلباس مکلف تاج شاہی بہ سر نمایان ہوئی اس نازنین کی حسن و جمال کی
مفصل کیفیت قلم و زبان کی مجال نہین کہ تحریر کر سکے مختصر یہ کہ پری خصال خورشید جمال شہی قد قمر خد معشوقہ بیوفا صنم زیبا
شمع پرنور محفل دلربائی سرو جویبار یکتا دلی و یکتائی روح قالب حور چشم حسینان کی نور مژہ نکیلی آنکھ نشیلی چشم خمارین کی افسانگر
سے آہوے رم خوردہ رام جادو نگاہی کے بڑے بڑے جلسون مین اسکا نام لب جان بخش کا مسیحا تشنہ دہن باغ لطافت کا غنچہ
خال عنبرین سینہ آتش نمرود زلف مشکین قدرت رب ودود لیلی اسکے جمال کی مجنون شیرین اسکے حسن بےمثال کی مفتون فتنۂ
اوج دلربائی طاؤس گلزار رعنائی و زیبائی قامت الف قیامت بلکہ سراپا فتنہ و آفت نظم

ہے وہ ظلمات بھری خضر بھی جسکا ہے حی
دیکھو چوٹی مین یہ موباف زری ہے لٹکا
ابلق لیل و نہاری سے نہ دیکھے ہون کبھو
مرد مو شیشہ مین اتری ہے بعینہ یہ پری
ہے کہان اسمین یہ لطف او تبسم یار و
لب ملب ہون تو مزہ قند مکرر کا آئے

ہے شب ہجر سے عشاق کے چوٹی کبھی
صبح کاذب ہے کہ ہے جلوۂ فرق پیدا
تازیانہ ہوا دنبالۂ سرمہ اسکو
چشم بددور ہے یا مردمک چشم انکی
ہین لب کوثر و حیوان سے لبالب ہر دو
لذت شیر و شکر دیکھنے سے یاد آجائے

لیسہ بر شب دیجور سے اسکی چوٹی
ناگ کالا سر گنجینہ پہ بیٹھا ہے کوئی
توسن ناز بعینہ ہین وہ چشم جادو
سرمگین آنکھین ہین آہو وہ شاخ
لعل سے دیجئے نہ تشبیہ لب جانان کو
والہ کٹتے ہوئے فرہاد کے شیرین دیکھو
پوشاک و زیور کی صفت اگر رقم کیجائے

داستان یونہین ناتمام رہیجائے غرضکہ اس سراپا ناز نے ایرج سے کہا کہ ای صاحب اسطرح بے تکلف کسیکے ناموس مین چلا آنا
اچھا نہین ہے ایرج نے کہا کہ مین اپنی خوشی سے نہین آیا ایک پنجہ مجکو یہان لے آیا چونکہ ایرج کا لباس بسبب جنگ خون
آلودہ تھا اس نازنین نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے تم کہین لڑائی سے بھاگ کے آئے ہو ایرج نے کہا یہ خیال تمھارا غلط ہے مجکو عین جنگ
مین سے ایک پنجہ اٹھاکے یہان لے آیا اگر تمکو یہ خیال ہے تو مین ابھی جاتا ہون نازنین نے کہا ای صاحب اب کہ تم یہان آئے ہو
یہ مکان اپنا تصور کرو بعد ازان ایرج کو بارہ دری مین لاکے مسند پر بٹھایا اور کہا کہ ای جوان صاف صاف یہ ہے کہ مین
تمکو یہان لائی ہون یہ سنکے ایرج نے کہا کہ تم کون ہو اور تمھارا نام کیا ہے اسنے کہا کہ گلچہرہ جادو میرا نام ہے اور دودہ
زنگی کی مین دختر ہون اسوقت ایرج کو معلوم ہوا کہ یہ ساحرہ ہے اسنے سحر سے مجکو یہان طلب کیا ہے دل مین کہا کہ اب کچھ
حیلہ ہی کرنا چاہیے کیونکہ یہ بھی تو صحبت عمر دیکھے ہوئے ہین پس گلچہرہ سے پوچھا کہ یہان سے غزوبیہ کا کسقدر فاصلہ
ہے اور یہ سب عورتین ساحرہ ہین اسنے کہا کہ سواے میرے یہ عورتین سحر سے بالکل واقف نہین ہین یہ سنکے ایرج نے کہا
کہ تم مجکو یہان سے آئین اور میرا مرکب کہین ہے ملکہ نے کہا کہ میرے پدر کو داد بخش حبشی نے ایک مرکب دیا ہے اسپ باد پا
سلیمانی اسکا نام ہے وہ مرکب تمکو دونگی ایرج نے اسیوقت مرکب منگوا کر دیکھا اور دلمین کہا کہ یہ مرکب بھی اشقر سے کم نہین
ہے اس مرکب کو باغ مین باندھ دیا اور خود صحبت شراب مین مشغول ہوا اور اس ساحرہ کو اسقدر شراب پلائی کہ وہ بیہوش
ہوگئی بعد از خود رفتہ ہونے ساحرہ کے ایرج نے اسکا گلا دبا کے واصل جہنم کیا بمجرد مرنے ساحرہ کے ہنگامہ عظیم برپا ہوا اور
باغ ناپدید ہوگیا جب شور و غل موقوف ہوا ایرج مرکب پر سوار ہوکے لشکر کی جانب روانہ ہوا اب دو کلمہ
لشکر امیر کے سنئے ۔ مستم از بادۂ شبانہ ہنوز ٭ ساقی نا رفتہ خانہ ہنوز ٭ ہست محفل بران قرار کہ بود
ہست مطرب بران ترانہ ہنوز ٭ راویان رنگین بیان اس داستان بے نظیر کو صفحۂ قرطاس پر یون رقم کرتے ہین کہ جب امیر
نے دیکھا کہ قمہور ناگ کو بھی گرفتار کر لیگیا پس امیر نے فرمایا کہ مجکو مین قمہور کے مقابلہ کو جاؤنگا دواس وغیرہ [illegible]
نے خبر دی کہ [illegible] بیان کی کہ صبح کو امیر میدان مین آئینگے دودہ اور داد بخش یہ خبر سنکے خوش ہوئے کہ کل لشکر اسلام کا

خاتمہ ہی لیکن بختیارک یہ حال سنکے رونے لگا دودہ نے کہا کہ ملک جی یہ مقام خوشی کا ہی کہ سبکو لشکر اسلام کا خاتمہ ہوا اور
تم روتے ہو بختیارک نے کہا تمکو خوشی ہی اور مجکو بھاگنے کی فکر ہی کیونکہ حمزہ قمہور کو روبروے خاص و عام ضرور گرفتار کرینگے
جب وہ گرفتار ہو گیا اسوقت بھاگنا لازم ہوگا یہ سنکے شعلہ جنی و بختیارک نے کہا کہ ہم ابھی ہین رمل دیکھا معلوم ہوا کہ
ستارہ قمہور کا تمامی لشکر پر غالب ہی اور امیر کا ستارہ قمہور پر غالب ہی شعلہ و بختیارک نے یہ حال دودہ زنگی سے بیان
کیا دودہ نے شب آہنگ کو طلب کرکے کہا کہ تو جا کر امیر کو چرا لا مین تجکو خلعت و انعام سے مالا مال کرونگا شب آہنگ
اسیوقت لشکر امیر کی طرف روانہ ہوا اور بصورت فراش دربارگاہ امیر منتظر کھڑا ہوا لیکن عیاران امیر نے جو بارگاہ
دودہ مین حاضر تھے یہ حال دیکھکے عمر سے آکر بیان کیا کہ آج بارگاہ کفار مین کچھ سرگوشی ہوئی ہی عمر سمجھ گیا کہ بختیارک نے
ضرور امیر کے قید کرنے کی صلاح دی ہوگی پس یہ تصور کرکے چالیس سرہنگ واسطے حفاظت امیر کے مقرر کیے اور خود
بھی لمحہ لمحہ آکے دیکھتا تھا لیکن شب آہنگ فراشون مین آیا اور کہا کہ مین اب تازہ ملازم ہوا ہون مگر عمر کی پاسبانی دیکھکے
بدحواس ہوا شب کو قابو نملا لیکن جب چار گھڑی رات باقی رہی اور امیر واسطے اداے فریضہ صبح کے بیدار ہوئے عیارون نے
دیکھا کہ اب امیر بیدار ہوئے ہین کچھ مقام اندیشہ نہین ہی یہ تصور کرکے عیار اپنے اپنے مقام پر چلے گئے شب آہنگ
نے خیال کیا کہ اب بھی وقت فرصت ہی پس کسی قدر پنبہ بیہوشی آمیز روشن کرکے بارگاہ کے اندر پھینکا اور بیرون
بارگاہ فراشون وغیرہ کو بھی آب و طعام مین بیہوشی دیکے بیہوش کر دیا تھا غرضکہ جب وہ پنبہ بیہوشی فرش پر گرا اور کسیقدر
فرش جلا اور دود بیہوشی پیچیدہ ہوا امیر واسطے بجھانے کے اُٹھے چونکہ دود بیہوشی دماغ مین سرایت کر چکا تھا امیر چھینک مار
کے فوراً بیہوش ہو گئے شب آہنگ نے پشتارہ باندھا اور بصورت گازر دوش پر رکھکے روانہ ہوا اور صحیح و سلامت لشکر
سے نکل کے دودہ کی بارگاہ مین گیا اور پشتارہ امیر کا دودہ کے روبرو رکھدیا بختیارک بہت خوش ہوا اور کہا کہ حمزہ کو
اسیوقت قتل کرو دودہ نے جلاد کو طلب کیا مگر سلیم اختر شناس وزیر نے دودہ سے کہا کہ انکا قتل کرنا مناسب نہین
ہی کیونکہ اگر امیر کو قتل کیا تو انکے بیٹے پوتے اور عمر تم سب کو زندہ نچھوڑینگے سب نے بالاتفاق کہا کہ تم سچ کہتے ہو اس
عرصہ مین قمہور کی امداد ہوئی دودہ وغیرہ نے امیر کو پوشیدہ کر دیا صبح کو بادشاہ اسلام نے سُنا کہ امیر کو عیار چرا لے گیا یہ
خبر سنکے بادشاہ نہایت ملول ہوئے اور اسطرف قمہور مع لشکر میدان کارزار مین آیا بادشاہ اسلام مکدر و پریشان خاطر
میدان مین گئے قمہور نے نکل کے مبارز طلبی کی اسد بن کرب غازی اُسکے مقابلہ کو گئے اور کہا کہ ای نامرد ازلی
تف ہی تیری بہادری پر قمہور نے اسد کو دیکھ کے بمحبت کہا کہ ای برادر تم کیا کہتے ہو اسد نے کہا کہ شب کو تو نے
عیار سے امیر کو چرا منگایا اور خود میدان مین آیا ہی اسی منہ پر دعوی بہادری رکھتا ہی قمہور نے کہا کہ مجکو یہ حال اصلاً معلوم
نہین اسد نے یہ سنکے کلمات سخت قمہور کو کہے قمہور برہم ہوکے میدان سے چلا گیا اور دادخش سے کہا کہ امیر کو تمنے کیون
چرا لیا اور مجکو مردان عالم مین رسوا کیا جلد بتاؤ امیر کہان ہین سبنے انکار کیا اُسطرف شعلہ جنی نے جب قمہور کو برہم دیکھا
پوشیدہ امیر کو عالم بیہوشی مین تخت پر سوار کیا اور چار جنون سے کہا کہ امیر کو لیکے تم دریاے ہیبار چلو عقب سے مین بھی آتا ہون
بعد ازان قمہور نے برہم ہوکے کہا سچ بتاؤ کہ امیر کو کسنے منگایا اور کیا کیا یہ حال دیکھ کے دودہ نے کہا کہ ای قمہور اصل امر
یہ ہی کہ حمزہ نے جبار جنی مدد شعلہ کو قتل کیا تھا اُسنے امیر کو چرا منگایا قمہور نے یہ سنکے کہا کہ بس لڑائی امیر سے ختم
جب تک وہ نہ آئینگے مین آنکے سردارون سے مقابلہ نکرونگا یہ کہکے دادخش کے خیمہ مین آیا اور کہا اب مین لقا کی بارگاہ مین نجاونگا

اب دو کلمہ داستان آنا لقتی روشن تن کا مرد کی طرف سے واسطے مدد لقا کے بیان ہوتے ہین

ساقی بخور بادہ برافروز جام ما	مطرب بیا کہ کار جہان شد بکام ما	بیا بشنو ای ہمدم راستان	کہ بازآرم برجستہ داستان

شہسواران عرصہ سخندانی و یکتا زان مضمار معانی شہب تیز گام سخن کو میدان بیان مین یون گرم خیز کرتے ہین کہ لقا اپنی بارگاہ
مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی لفتی روئین تن خداوند نمرود کیطرف سے واسطے مدد خداوند کے آتا ہی لقا نے یہ سنکے
کہا کہ نمرود ملعون ملازم جسکو مین نے اپنے غضب سے غارت کر دیا تھا کیا اسنے پھر خروج کیا مگر بختیارک نے سمجھایا کہ وہ تیری
مدد کے واسطے آیا ہی اور روئین تن ہی غرضکہ بختیارک کی فہمایش سے سردارون کو استقبال کے واسطے بھیجا جب لفتی روئین تن
بارگاہ مین آیا اور قہور کے دنگل پر بیٹھا بختیارک نے کہا ای پہلوان یہ دنگل قہور کا ہی لفتی نے کہا مین نہین جانتا قہور
کون شخص ہی اور اُسطرف داد بخش ختنی نے خیمہ مین آکے قہور سے کہا کہ حمزہ نے جبار ختنی پدر مشعل کو قتل کیا تھا اُس
سبب سے اُسنے امیر کو قید کیا اس درمیان مین ایک خدمتگار نے آکے عرض کیا کہ آج ایک نمرود پرست لقا کی مدد کو آیا
ہی اور قہور کے دنگل پر بیٹھا ہی اس بیان سے قہور کی رگ ہاشمی نے جوش کیا اور برہم ہو کے کہا مین نے عہد کیا تھا کہ ہرگز
بارگاہ لقا مین نجاؤنگا مگر اس گرو سزا دینا ضرور ہی یہ کہکے بارگاہ لقا مین آیا اور لفتی کیجانب مخاطب ہوکر کہا کہ اس
دنگل پر سے اُٹھ جا لفتی نے کہا ای خوک میرے سامنے سے دور ہو اور اُٹھکر قہور سے دست و گریبان ہو گیا قہور نے
تھوڑے عرصہ مین اُسکو اُٹھا کے زمین پر دے مارا اور اُسکے سینہ پر سوار ہو کے قصد کیا کہ قتل کر ڈالون اس اثنا مین دو
اور لقا و داد بخش وغیرہ نے اُٹھکے قہور کی منت و سماجت کی چونکہ قہور پر داد بخش کا بسبب علاج ہوا ہو بدن کے احسان
تھا اُسکے کہنے سے لفتی کو چھوڑ دیا اور خود اپنی بارگاہ کی طرف چلا دودہ نے کہا کہ خدا پرستون سے جنگ کرنے کا تیرا عہد
کیا ہی مگر یہان مجھے مین تو کچھ مضائقہ نہین ہی آخر بمنت و سماجت قہور کو سمجھایا اور لفتی بیچارہ دوسرے دنگل پر بیٹھا
شراب آراستہ ہوئی ساقی لیسر جام و سبو لیکر حاضر ہوئے مغنی چنگ و رباب چھیڑنے لگے ع آج ساقی مین نہین گو کہ مروت باقی
خیر زندہ ہین اگر یار تو صحبت باقی + جبکہ دماغ لفتی خانہ خراب کا بادہ ارغوانی سے گرم ہوا اسنے کہا کہ خداوند نمرود نے فرمایا ہی
کہ جو شخص خدا پرستون مین سے گرفتار ہو اُسکو میرے پاس روانہ کرو کیونکہ مین پیدا کر کے انکو بھول گیا ہون اور مجھکو
جنگ خدا پرستان کے واسطے بھیجا ہی چونکہ مین نے خلاف حکم خداوند نمرود پرستون سے جنگ کی اُسکی سزا پائی اب
میرے نام طبل جنگ کا حکم دو چنانچہ لقا نے بنام لفتی طبل جنگ کا حکم دیا جو جاسوسان لشکر اسلام نے تمام ماجرا سن و عن قہور
و لفتی کی بے لطفی کا بادشاہ اسلام سے عرض کیا لشکر اسلام مین بھی بہدایت پروردگار طبل جنگ نوازش مین آیا صدائے

طبل سکندری سے گوش گردون ہوا کر ہوا
گنبد گردون مین پیچیدہ ہوا شور دہل

چار سو پھیلی ہوئی ہی کوس حربی کی صدا
خفتگان خاک کو بھی قبر مین چونکا دیا

طبل اسکندری کے آوازہ سے ہی محشر بپا
رات بھر دونون لشکرون مین جو بجا حرب

کی درستی ہوا کی جبکہ چشم ستارگان بشکل چشم خمار آلود نیم وا ہونے لگین اور خسرو زرین کلاہ چرخ چارم کی آمد آمد شروع ہوئی نسیم سحر بہ سمت
چلنے لگی طائران خوش نوا اپنے اپنے آشیانون سے نکلکر نغمہ سرا ہونے ع

نظر پڑی تو دیکھا شب نہین ہی
سحر کا جلوہ گر نور جبین ماہ ہی

غرض آنکھ ارمین سے سایہ شب
نظر آیا جمال حسن مطلب

ہنگام سحر دونون لشکر عرصۂ جنگاہ مین آئے لفتی روئین تن لقا سے رخصت لیکے میدان مین آیا اور آواز دی کہ اے
اہل اسلام تم مین سے جسے تمنائے مرگ ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے اس جانب سے قارن گردن سوار اسکے مقابلہ کو
نکلا باہم نیزہ بازی ہونے لگی لفتی نے اسکا نیزہ کر کے توڑ ڈالا قارن نے برہم ہو کے تلوار ماری لفتی نے بجائے سپر سینہ
اُسکے روبرو کیا اور تلوار سینہ پر پڑی کچھ اثر نہوا بعد ازان لفتی نے قارن کو مجروح کیا بعد قارن کے لشکر امیر سے
بیس سردار فرداً فرداً اور زخمی ہوئے شام کو طبل آسایش بجا اور دونون لشکر اپنے اپنے قیام گاہ پر گئے ہر چند سواد
شب نے اپنی سیہ بختی کا اثر اس ظلمتکدۂ دہر پر ڈالا مگر شاہ انجم سپاہ نے اپنی چمک دمک سے اس خاکدان تیرہ گو

پرتو نور سے منور کر دیا جب وہ وقت آیا کہ خیمہ مشرق سے عیارۂ سحر گنبد شطرنج میں شاہ خاور کو مانند ہلال کے ستارہ بدرفش نکلی اور سواد ظلمت شب
بستان تاریکی چشم فسونگر دیدہ دہر سے زائل ہوئی ~ گیا طوطی جبکڑی میدان شب کا + صف مشرق سے نیکر جہر چمکا
سحر پیدا ہوئی یعنی جیب شب سے + پڑھا بے ضیا حد ادب سے + ہنگام سحر دوسرے روز قبل دوپہر کے دن گذرا تھا کہ نفتی
نے میدان میں آکر زیب دی شاہزادہ ہاشم تیغ زن نے اسکے مقابل صف سے گھوڑا نکالا یہ شاہزادہ فن شمشیر زنی میں یگانہ
آفاق ہے میدان میں ہونکے ایسی تگا وردی کہ نفتی کا مرکب پس قدم پسپا ہوا بعد ازان ہاشم نے تلوار ماری نفتی نے سر آگے
بڑھا دیا ہاشم کی تلوار اسکے سر پر پڑی مگر کچھ اثر نہوا ہاشم حیران تھا کہ میری تلوار نے کچھ کام نکیا بعد اسکے نفتی نے خبردار کرکے
تلوار ماری ہاشم نے اسکے حربہ کو رد کرکے دل میں خیال کیا کہ میری ضرب نے اسپر کچھ اثر نکیا اب اس سے کشتی لڑنا مناسب
ہے یہ خیال کرکے دست و گریبان ہوا اور کشتی شروع ہوئی ناگاہ پاے اسپ ہاشم ایک سوراخ میں گیا اور گھوڑے نے
سکندری کھائی نفتی نے یہ دیکھکے تلوار ماری ہاشم کا مرکب قتل ہوا اور پاؤن بھی ہاشم کا زخمی ہوا اس عرصہ میں نفتی نے
دوبارہ تلوار ماری ہاشم کا شانہ بھی زخمی ہوا بعد اسکے نفتی نے ہاشم کو گرفتار کرکے اپنے لشکر میں بھیدیا لشکر اسلام میں غلغلہ ہوا
اور جنگ مغلوبہ کا ارادہ ہوا بدیع الزمان اور علمشاہ و نورالدہر لڑتے ہوے قریب نقا ہو پہنچ گئے بختیارک نے یہ حال
دیکھکے طبل امان بجایا دونون لشکر اپنے اپنے قیامگاہ پر آئے نفتی نے خیمہ میں داخل ہوکے فولاد بن نفتی کے ہمراہ ہاشم
کو شکا کیبی کی سمت روانہ کیا اور شبکو طبل جنگ بجواکے دوسرے روز میدان میں آیا ~ سحر گہ کہ زورق کش آفتاب
ز ساحل برافگند زورق در آب + اس روز قہور بھی براے تماشا میدان میں آیا نفتی نے مبارز طلبی کی لشکر اسلام سے
نورالدہر کا ارادہ تھا کہ ناگاہ جانب بیابان سے ایک بگولہ گرد نمایان ہوا جب دامن گرد شگافتہ ہوا ایرج اسپ بادپاے
سلیمانی پر سوار جلوہ افروز ہوا بختیارک نے ایرج کو دیکھکر نقا سے کہا کہ اس جوان کو پہچانتا ہے نقا نے کہا بیٹے عمر
بیٹے تقدیر برجستہ کی ہے کہ آج یہ ضرور قتل ہوگا لیکن وہ دوہ مرکب باد پا دیکھ کے متحیر ہوا اور دادبخش نے کہا کہ یہ دوہ مرکب
اسکو کیونکر ملا میں نے تو یہ مرکب تجکو دیا تھا بختیارک نے کہا کہ ملک عزوبہ میں کوئی ایرج کا شریک ہوا ہوگا اگر وہ عورت
ہے تو بیشک عیب ہے اور اگر مرد ہے تو کچھ عیب نہین لیکن ایرج نفتی کو میدان میں دیکھکے اسکی طرف آیا نفتی نے ایرج کو
تلوار ماری ایرج نے اسکا بند دست پکڑکے ایسی تکان دی کہ اس گبر کے ہاتھ سے تلوار نکل گئی ایرج نے اسکے کمربند میں ہاتھ ڈالکے
صدر زین سے اٹھالیا اور گرد سر پیچ دیکر زمین پر مارا اور اسکے سینہ پر سوار ہوکے مع مرخرہ اسکا سر دھڑ سے کھینچکے دور پھینکدیا
لشکر کفار میں آواز نوحہ و بکا پیدا ہوئی اور لشکر اسلام میں نعرہ ہاے تکبیر بلند ہوے ایرج نے نفتی کو قتل کرکے مبارز طلبی کی
لشکر نقا سے کسینے قصد مقابلہ نکیا ایرج نے دوبارہ نہیب دی کہ تمھارے لشکر میں فقط ایک نفتی کے سوا دوسرا نہین ہے یہ کلمہ
قہور نے سنا البس رگ ہاشمی جوش میں آئی اور نعرہ کرکے ایرج کے مقابل آیا بختیارک نے دیکھکے کہا خوب ہوا کہ قہور کی قسم
ہوگئی کیونکہ جب امیر قید ہوے تھے تو قہور نے قسم کھائی تھی کہ جب تک امیر لشکر میں نہ آئینگے میں اہل اسلام سے
جنگ نکرونگا القصہ قہور نے میدان میں آکے ایرج سے کہا کہ مجکو تمسے کچھ سروکار نتھا اور میں نے عہد کیا تھا کہ تا آمد امیر
کے میں جنگ نکرونگا مگر تمنے کیا کہا کہ سواے نفتی کے تمھارے لشکر میں دوسرا نتھا غرضکہ بعد گفتگو دونون میں نیزہ بازی
شروع ہوئی بعد چند طعنون کے نیزے ٹوٹ گئے قہور نے ارابہ سے چوبدست کہ اسکی بندھی چوٹی تھی اٹھالی ایرج نے
اپنے لشکر سے گرز طلب کیا لندھور نے اپنا گرز بھیجا اور قہور نے چوبدست سے حملہ کیا ایرج نے اسکی ضرب کو گرز
لندھور پر روکا لیکن بسبب ضرب قہور کے ایرج کا مرکب نصف زمین میں غرق ہوگیا اور تیق گرد بلند ہوا اسپارہ نے
دوڑ کے پانی کا چھینٹا دیا اور کہا حریف لاف و گزاف کرتا ہے اگر زندہ ہو تو حریف کو جواب دو ایرج نے یہ سنکے مرکب کو اشارہ کیا

مرکب طرارہ بھر کے زمین سے نکلا مگر تمام جسم مین رعشہ تھا ایرج نے یہ دیکھکے سیارہ سے کہا کہ یہ میرا مرکب ہلاک ہوا اسکو لشکر مین
لیجاؤ اور خود پیادہ پا جنگ مین مشغول ہوا جب سیارہ مرکب لیکے چلا اہل لشکر نے مرکب خالی دیکھکر خیال کیا کہ
شاید ایرج قتل ہوا یہ تصور کرکے سب آبدیدہ ہوئے سیارہ نے کہا کہ تم لوگ مضطر نہو ایرج زندہ ہے اور جنگ مین معروف ہے
اور یہان ایرج نے قمہور پر گرز لندھور مارا قمہور کے مرکب کی کمر ٹوٹ گئی اور قمہور کا حال
بھی ایرج سے زیادہ متغیر ہوا شب آہنگ نے قمہور کو ہوشیار کیا قمہور ہوشیار ہوکے اور چوبدست پھینک
کے ایرج سے لپٹ گیا دو روز تک نہایت زور و شور سے کشتی ہوا کی روز سوم ایرج کو قمہور نے دوڑا اور ایسی اڑنگی
دی کہ ایرج کے گھٹنے زمین سے آشنا ہوئے ایرج نے اپنا لنگر قائم کیا قمہور نے اسقدر زور کیا کہ تمام بدن سے دھوان
نکل گیا جب قمہور زور کر چکا اسوقت ایرج نے زور کرکے قمہور کو دور تک دوڑا دیا اسوقت قمہور نے ایرج کو طمانچہ مارا
ایرج کو معلوم ہوا کہ بدن پر سے سر اڑ گیا مگر ایرج نے بھی ایسا طمانچہ مارا کہ قمہور بھی بدحواس ہوگیا اور اسکے دونون
رخسارے ورم کر آئے یہ حال دیکھکے بختیارک نے کہا کہ آج قمہور کا زندہ بچنا مشکل معلوم ہوتا ہے داد بخش و
شعلہ بخش نے کہ ساحر بیدل و کاہن زبردست تھے یہ کیفیت دیکھکے کہا غضب ہوا اب قمہور کو ایرج گرفتار
کرلیگا پس ان دونون نے سحر کیا سب نے دیکھا کہ شعلہ کے لبونکو جنبش ہوئی اور اسنے کچھ پڑھکے آسمان کیطرف
دیکھا اور دستک دی کہ دفعتہً ایرج کی طاقت زائل ہوئی قمہور نے ایرج کے کمربند مین ہاتھ ڈال کے اسکو زمین سے
اٹھا لیا اور گرد سر چرخ دیکے زمین پر مارا اور گرفتار کرکے عیار کے حوالہ کیا نور الدہر وغیرہ نے یہ حال دیکھکے کہا کہ
کہ ایرج تو قمہور پر غالب تھا دفعتہً یہ کیا ہوا معلوم ہوتا ہے کسینے ایرج پر سحر کیا علمشاہ نے قصد کیا کہ مین جا کے
ایرج کو رہا کردون اور قمہور کو قتل کرون بدیع الزمان نے علمشاہ کو منع کیا اور کہا کہ ای برادر اسمین بدنامی ہوگی
لوگ کہینگے کہ قمہور پر بلوہ کرکے اسکو قتل کیا اور امیر بھی لشکر مین موجود نہین ہین الغرض طبل آسایش بجا
اور دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر گئے اسطرف قمہور نے ایرج کو قیدخانہ مین بھیجدیا ہر چند شب کو داروغہ
زندانخانہ نے طعام حاضر کیا مگر ایرج نے بسبب غصہ کے کھانا نہ کھایا اور داروغہ سے کہا کہ یہ طعام اُس نامرد کو
زہر مار کراؤ اور بسبب برہمی مزاج کے شب کو آرام بھی نکیا صبحکو لقا نے ایرج کو دربار مین طلب کیا ایرج نے پہونچکے
بطور اہل اسلام کے سلام علیک کی لقا نے کہا ای بندہ قدرت آکے سجدہ کر ایرج نے جواب مین کہا ای
ای گبر نا ہنجار اگر مین اُس روز امیر سے تیری جان بخشی نکرتا تو مثل سگ شغال کے تو قتل ہو جاتا وہ وقت بھولگیا
اور آج پھر کلمات لاطائل زبان سے نکالتا ہے قمہور نے یہ سنکے کہا کہ بس اپنی زبان بند کر ایرج نے کہا او نامرد تجکو
شرم نہین آئی قمہور نے کہا مین نے میدان مین تمام عالم کے روبرو تجکو گرفتار کیا ہے اور اب تو سرکشی کرتا ہے یہ کہکے
جلاد کو طلب کیا رستم خان بن دودہ اور سہراب بن دودہ ایرج کو کشان کشان بیرون بارگاہ لائے اور میدان
خونی کی طیاری ہوئی یہ خبر جاسوسان لشکر اسلام نے بادشاہ اسلام سے بیان کی بمجرد سننے اس خبر وحشت اثر
کے علمشاہ و بدیع الزمان واسطے رہائی ایرج کے روانہ ہوئے ابو شہاب نے یہ حال نور الدہر سے بیان کیا
نور الدہر نے کہا افسوس بعد ایرج کے لطف زندگی نہین ہے اور اُسیوقت مرکب پر سوار ہوکے روانہ ہوا راہ مین بدیع الزمان
سے ملاقات ہوئی نور الدہر نے کہا کہ ایرج قتل ہوتا ہے مین بھی جاکے اپنی جان دونگا بدیع الزمان نے کہا افسوس ایسا قدردان
آقا قتل ہو اور ہم زندہ رہین یہ کہکے دونون بہادر روانہ ہوئے لیکن قلعہ عروسیہ کے ایک سمت میدان ہے اور ایک طرف
نالہ اور دوسری جانب ٹیکرہ ہے اُسی جگہ دار استادہ کی تھی جلادون نے ایرج سے کہا کہ جو کچھ تمکو ہوس ہو بیان کرو کہ تمھارا

پیمانۂ عمر لبریز ہوا چاہتا ہے ایرج نے برہم ہو کے کہا کہ مجکو کچھ ہوس نہین ہے اس عرصہ مین طوفان بن دودہ کے حکم سے
ایرج کو دار گون دار پر آویزان کیا اور کفار نے کمانین ہاتھون مین لیکے قصد کیا کہ ایرج پر تیر باران کرین ایرج
نے باواز بلند کہا کہ میرے پدر بزرگوار قاسم کی خدمت مین عرض کر دینا کہ ایرج قتل ہوا آپ صبر کرین اور میرے حق مین
دعاے مغفرت کیجیے اور خود رجوع قلب سے دست دعا بلند کیے کہ ای پروردگار عالم اس وقت بدین سواے تیرے
کوئی حامی و مددگار نہین ہے ؎ چو عاجز رہا نندہ دائم ترا × درین عاجزی چون نخوانم ترا × اسطرح بتفرع و زاری التجا
کی کہ تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا دفعتہً نعرہ ہوا اور نور الدہر تلوار لیے ہوے لشکر کفار پر آیا ایرج نے نور الدہر
کے نعرہ کی آواز سنکے کہا کہ الٰہی استمداد سے مرگ بہتر ہے یہ کون آیا اور برہم ہو کے ایسی تکان دی کہ رسیان ٹوٹ گئی اور
ایرج زمین پر گرا فوراً قید مثل تار عنکبوت شکستہ کر کے اور وہی چوبدار لیکے کفار کو قتل کرنا آغاز کیا طوفان بن دودہ
نے جب یہ ہنگامہ دیکھا بڑھکے نور الدہر پر حملہ کیا نور الدہر نے اُسکے حربہ کو رد کر کے مع مرکب چار پرکالے کر دیا
اُسکی لاش لیکے بارگاہ مین لقا اور دودہ کے پاس آئے اور تمام ماجرا بیان کیا یہ حال سنکے اُسیوقت دودہ اور شعلہ
و دادبخش و قمہور سوار ہو کے روانہ ہوے قمہور نے پہونچکے ایرج کو تلوار ماری چونکہ شہزادہ نے سلاح اتارا تھا ابرو
ایرج کے سر پر زخم آیا شہزادہ ایرج نے چوبدار سے قمہور کی تلوار کو سر سے دفع کیا اور وہی چوبدار قمہور کے سر پر
اس زور سے ماری کہ قمہور کا سر بھی شگافتہ ہوا اس اثنا مین آواز بوق آئی اور اسد غازی بھی پہونچا نور الدہر
نے یہ حال دیکھ کے کہا کہ آج لقا کو زندہ نچھوڑونگا کیونکہ یہ سب ہنگامہ اُسیکی ذات سے ہے اور مرکب اُٹھا کے صف
کفار مین در آیا اسطرف ایرج پر بسبب زخم شدید کے غشی طاری ہوئی طہماس وغیرہ یہ حال دیکھکے ایرج کو لشکر کیطرف
لیکے روانہ ہوئے اسد نے لقا کو دیکھکر کہا کہ ای گیدی اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون یہ کہکے لقا کیطرف گھوڑا مہمیز
کیا لقا نے اسد کو دیکھکے شعلہ کو آواز دی کہ اسد آ پہونچا جلد میری خبر لے شعلہ نے سحر کیا فوراً اسد کے ہاتھ
پانون بیکار ہو گئے قمہور نے پہونچکے فی الفور اسد کے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکے اُٹھا لیا اور شعلہ نے سحر کر کے تمام سردارون کو
بھی گرفتار کر لیا پس کفار ان سب کو گرفتار کر کے بخوشی تمام واپس گئے قمہور نے خیمہ مین پہونچکے اسد کو طلب کیا اسد
نے بطور اہل اسلام سلام کیا قمہور نے ہنسکے کہا کہ مین نے تمکو گرفتار کر کے قید کیا اسد نے کہا کہ تمنے مجکو بزور سحر مقید کیا ورنہ تمہاری
تاب و طاقت تھی کہ مجکو گرفتار کر سکتے قمہور نے شعلہ سے پوچھا کہ مین نے اسد کو کس طرح گرفتار کیا شعلہ نے کہا سچ تو
یہ ہے کہ مین نے تیری خاطر سے سحر کیا تھا قمہور یہ سنکے برہم ہوا اور شعلہ سے کہا تو نے بہت برا کیا تو مجکو مردان عالم مین رسوا
کرتا ہے پس اسیوقت اسد کو قید سے رہا کیا اور خلعت دیکے کہا کہ ای جوان میری دعوت قبول کر اسد نے کہا تم کافر ہو اسوجہ سے
مین تمھاری دعوت قبول نہین کر سکتا یہ کہکے اُٹھا اور بیرون بارگاہ آکر دیکھا کہ شاطر قمہور کا گھوڑا لیے ہوے کھڑا ہے اسد نے
شاطر کو قتل کیا اور خود گھوڑے پر سوار ہو کے اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا یہ خبر قمہور کو معلوم ہوئی کہ اسد تمھارے گھوڑے پر
سوار ہو کے اپنے لشکر کو گیا قمہور نے برہم ہو کے کہا کہ مین اسیوقت جا کے اس دیوانہ کو اُسکی بارگاہ مین قتل کرونگا ہر چند شعلہ
وغیرہ نے قمہور کو اس قصد سے منع کیا آخر قمہور ان لوگون کے سمجھانے سے بیٹھ گیا اور اس طرف بادشاہ اسلام
نے عمر سے امیر کی رہائی کے بارہ مین کہا عمر نے حسب معمول سردارون سے روپیہ حاصل کر کے روانگی کا عزم کیا اور یہان
دربار مین بختیارک کو خفقان ہوا اور دربار سے نکل کے اپنے خیمہ کیطرف چلا اس اثنا مین عمر پہونچا اور بختیارک کو دیکھکر
کہا کہ ای ملک جی ذرا میرے ہمراہ صحرا مین چلو مجکو تمسے ایک کار ضروری ہے بختیارک عمر کو دیکھکر گھبرا گیا اور ہر چند اسنے حیلے حوالے
کیے مگر خواجہ اُسکو صحرا مین لیگیے اور بٹھا کر کہا کہ جلد امیر کا حال بیان کر کہ کہان ہین ورنہ ابھی تجکو قتل کرونگا بختیارک نے کہا

اگر مین سچ سچ کہدون تو پھر مجکو چھوڑ دوگے عمر نے کہا کہ یہ امر ہماری خوشی پر موقوف ہی القصہ بختیارک نے کہا کہ امیر کو شعلہ جنّی نے کنارۂ جزیرہ محیط کے طلسم مین مقید کیا ہی اسکے سوا اور حال مجکو معلوم نہین عمر نے اُس سے پانچہزار روپیہ کا رقعہ لکھوا لیا اور کہا کہ اگر مین تیرے مکان پر جاتا اسوقت تو میری دعوت کرتا لہذا یہ پانچہزار روپیہ عوض دعوت ہی بعد ازان بختیارک کو بیہوش کرکے ایکدرخت سے باندھ دیا اور ایک زنگولہ باندھا کہ بسبب اسکی آواز کے جانورسے محفوظ رہے غرضکہ عمر اپنے لشکر مین آیا اور بادشاہ اسلام سے حال بیان کیا اُسطرف صبح کو بسبب ہنرم لشکون کے بختیارک بھی بھاگ کے اپنے لشکر مین گیا اور کل حال لقا سے بیان کیا شعلہ نے کہا کہ عمر ضرور وہان جائیگا لہذا مین ابھی جاتا ہون اور ایسی فکر کرتا ہون کہ عمر بھی اوسی طلسم مین گرفتار ہو یہ کہکے شعلہ غائب ہوگیا اور بختیارک نے روپیہ بابت رقعہ کے خواجہ کے پاس بھیجدیا عمر دوسرے روز جزیرہ محیط کیجانب روانہ ہوا بعد روانگی عمر دودہ نے لقا سے کہا کہ میرے نام طبل جنگی بجے کل اہل اسلام سے مین جنگ کرونگا تمکو نکہ احتناب تمہورنے جنگ کی بختیارک نے ہنسکے کہا کہ ہر چند تو جانتا ہی کہ امیر کے تمام سردار سحر شعلہ مین گرفتار ہین مگر تاہم امیر کے لشکر مین ابھی بہت سردار ہین الغرض دودہ کے نام طبل جنگ بجا لشکر امیر مین بھی طبل جنگ کی صدا بلند ہوئی شب بھر طیاری سامان جنگ ہوا کی جبکہ تاجر ماہ نے بساط انجم کو تہ کر کے صندوق مغرب مین رکھا اور تیغ آفتاب افق مشرق سے فلک پر علم ہوئی ؎ چو روز دگر چشمۂ آفتاب + برانگیخت آتش ز دریای آب دونون لشکر میدان مصاف مین آئے بعد صف آرائی دودہ نے میدان مین جاکے تیس آدمیون کو لشکر اسلام کے شہید کیا دوسرے روز تورج میدان مین گیا اور اس سے جنگ ہونا شروع ہوئی تمام فنون سپاہگری کا رد و بدل ہوا نیزہ بازی مین برابر رہے مگر دودہ کی ضرب سے تورج کے مرکب کی ٹوٹ گئی اور تورج پر غشی طاری ہوئی عیاران لشکر اسلام نے یہ حال دیکھکے قصد کیا کہ شہزادہ کو میدان سے لیجائین مگر دودہ عیارون کا ارادہ دیکھکر دوڑا اور کہا کہ میرے شکار کو کہان لیے جاتے ہو اسی عرصہ مین شیر افگن مرکب اُٹھا کے دودہ کے مقابل آیا اور ادھر عیار تورج کو لیکر روانہ ہوئے دودہ نے شیر افگن کو بھی زخمی کیا اور چند سردارون کو قتل کیا شام کو طبل امان بجا بادشاہ اسلام غمگین بارگاہ مین آئے اور کہا کہ جو شخص دودہ کے مقابلہ کو جائیگا وہ بہت سمجھ کے جائے کیونکہ دودہ نہایت زبردست ہی شب کو پھر طبل جنگ کی آواز آئی لشکر اسلام مین بھی طبل جنگی نوازش مین آیا صبحکو علمشاہ مسلح و مکمل بادشاہ اسلام کے پاس آئے بادشاہ نے دیکھا کہ نور حسن علمشاہ کا مثل آفتاب کے درخشان ہی بادشاہ نے علمشاہ کو دیکھکے کہا کہ ماشاء اللہ عالم پیری مین بھی علمشاہ نور حسن یوسفی رکھتے بعد ازان بادشاہ نے کہا ای علمشاہ آج کیا ارادہ ہی علمشاہ نے کہا کہ مین نے شب کو خواب مین مادر مہربان ملکہ مہرنگار اور شیرویہ و قباد کو باتجمل تمام پلنگ جواہر نگار پر متمکن دیکھا اور اُنھون نے کہا کہ ای فرزند تم ہمکو کبھی یاد بھی نہین کرتے اور قباد وغیرہ نے بھی اسیطرح کے کلمات شکایت آمیز کہے جب مین بیدار ہوا اُسوقت سے مجکو یہ خیال و تصور ہی کہ دنیا چند روزہ ہی اسپر کچھ اعتبار ہر عاقل کو نچاہیے بعد ازان در مذمت دنیا مین چند اشعار پڑھکے کہا کہ افسوس مین نے عقبے کا کوئی کام نکیا بادشاہ اسلام نے یہ کلمات سنکے اپنے [illegible] کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ تعبیر خواب برعکس ہوتی ہی انشاء اللہ تعالی دنیا مین سرسبز ہوگے بعد اس گفتگو کے میدان کارزار کیطرف روانہ ہوئے بعد صف آرائی طرفین عمر بن رستم میدان مین گیا دودہ نے نکل کے اسکو گرز مارا عمر اسکی ضرب سے بیہوش ہوگیا علمشاہ نے سیارہ سے کہا کہ جلد عمر کی خبر لے اور دلمین کہا کہ میرے خواب کی یہی تعبیر ہی سیارہ نے عمر کے قریب پہنچکے دیکھا کہ دودہ واسطے سر کاٹنے عمر بن رستم کے خنجر بکف آتا ہی بس سیارہ نے سنگ ہشت پہل کلہ فلاخن مین رکھکر دودہ کو مارا اور اسطرف علمشاہ بحال دگر سے کے دودہ کے مقابل گئے اور ایسی تلوار دی کہ اُسکا درکے دس قدم پسپا ہوا دودہ فروغ چہرہ

بنظر علمشاہ دیکھکے متحیر ہوا اور عمود دگیر ارو کیک مین علمشاہ پر مارا علمشاہ نے اپنے گرز پر سنگ گران زور کا آواز تڑاقے کی تمام صحرا مین
پیچیدہ ہوئی علمشاہ کے ہاتھ مین ضرب شدید آئی اور مرکب کی کمر ٹوٹ گئی اور علمشاہ کی آنکھین بند ہوگئین مگر دونون
ہاتھ مثل ستون قائم رہے سیارہ نے یہ حال دیکھکے علمشاہ کے چہرہ پر پانی کا چھینٹا مارا علمشاہ نے آنکھ کھولدی کہ میرا
مرکب ہلاک ہوگیا ہے پس فوراً رکابون سے دونون پاؤن نکال کے گھوڑے سے کود پڑے دودہ علمشاہ کو پیادہ پا
دیکھکے گرز پکڑکے دوڑا اور برابر ہوکے پھر گرز مارا علمشاہ نے دلمین کہا کہ اس نابکار نے بہت گستاخی کی تم بھی
اسکو مثل دوبل قوی ہیکل کے مع مرکب اٹھالو پس دونون ہاتھ بڑھاکے کلہ عمود پکڑ لیا اور ایسی تکان دی کہ اگر
دودہ گرز چھوڑ نہ دے تو اسکے دونون ہاتھ شانہ سے بیکار ہوجائین دودہ نے گھبرا کر گرز چھوڑ دیا علمشاہ نے گرز
چھین کے دور پھینکدیا اور زیر مرکب دودہ جاکے اور گھوڑے کے ہاتھ و پاؤن پکڑکے اپنا سر گھوڑے کے شکم مین لیا
دیکے ایک زور جو کیا مع راکب و مرکب دونون کو زمین سے بلند کرلیا اور قریب پچاس قدم کے دوڑکے اور چرخ
دیکے زمین پر مارا بسبب زور کرنے کے زرہ وغیرہ علمشاہ کی پارہ پارہ ہوگئی تھی جسوقت دودہ کو مع مرکب
زمین پر دے مارا علمشاہ بھی بسبب تکان کے مرکب کے ہمراہ گر پڑے دودہ مرکب سے کود کے زمین پر
آیا اہل اسلام نے یہ شجاعت دیکھکے نعرہ تکبیر بلند کیا اور لشکر کفار سے بھی بیساختہ صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی
سیارہ بن عمر تعریف کنان قریب علمشاہ آیا علمشاہ زمین پر بیہوش پڑے تھے اتصالاً دودہ تلوار کھینچکے دوڑا پس سیارہ نے
فلاخن مین پتھر دیکے مارا دودہ کا ہاتھ ضرب سنگ سے بیکار ہوگیا بعد ازان سیارہ نے اسقدر پتھر مارے کہ دودہ حواس
اور بدست و پا ہوکے بھاگا اتنے مین سیارہ علمشاہ کے پاس آیا دیکھا کہ چہرہ پر آثار مرگ نمایان ہین پس سیارہ
نے نوحہ و زاری کرکے کہا کہ افسوس میرا آقا راہی عدم ہوا شاہ اسلام بھی تخت سے اترے دیکھا کہ علمشاہ کی گردن
ٹوٹ گئی ہے اور قریب مرگ ہین شاہ اسلام نے یہ حال علمشاہ کا دیکھکے گریبان پارہ کیا اور کہا کہ اے صاحبو یہ پھیر اسنے
خواب کی ہے القصہ علمشاہ کی لاش اٹھاکے ماتم کنان بارگاہ مین آئے بادشاہ اسلام و سیارہ بن عمر کی نوحہ
وزاری سے تمام لشکر اسلام مین ہنگامہ شور و شور برپا تھا جب یہ خبر وحشت اثر خواتین معظمہ کے گوش زد ہوئی
یکبار ملکہ رابعہ بانو اور ملکہ گردیہ بانو و ملکہ خورشید خاوری نے اپنی چوڑیان توڑین اور گیتی افروز مع عورات
محل خیمہ سے باہر نکل آئی مقبل نے یہ حال دیکھکے آواز دی کہ سب اپنی اپنی آنکھین بند کرلو القصہ لشکر اسلام مین
ماتم برپا تھا اور زبیدہ شیر دل بال کھولے ہوئے دعا کرتی تھی اور کہتی تھی کہ بار خدایا واسطے اپنے حبیب کا اور واسطہ
علی مرتضی کا میرے بھائی کو شفا عنایت فرما کہ دفعتہ اس ہنگامہ سے علمشاہ کی آنکھ کھلی اور حضرت نے آکے
نظر کردہ فرمایا علمشاہ کو صحت ہوئی لیکن جب خبر قتل علمشاہ لشکر کفار مین پہونچی تمہور یہ حال سنکے گریان ہوا اور
یہ امر بسبب جوش خون برادری کے واقع ہوا دودہ نے کہا کہ اس سے بہتر کوئی وقت نملیگا مین ابھی جاکے اہل اسلام
کا کام تمام کرتا ہون اور اسیوقت طبل جنگ بجاکے میدان کارزار کی طرف روانہ ہوا شاہ اسلام نے یہ خبر سنکے فرمایا
کہ ان کفار نے مجکو علمشاہ کے دفن و کفن کی بھی مہلت نہ دی انشاءاللہ ایسی شمشیر زنی کرونگا کہ یادگار زمانہ ہوگی
اور اپنی جان کو اپنے عم بزرگوار پر نثار کرونگا لیکن جسوقت علمشاہ کو ہوش آیا فرمایا میرے اسلحہ لاؤ یہ سنکے لشکر اسلام
مین طبل خوشی بجا اور آواز تہنیت ہر جانب سے بلند ہوئی ہرکارون نے یہ خبر جاکر لقا سے بیان کی لقا نے کہا کہ
مین نے تقدیر صحت کردی تمہور نے یہ سنکے کہا کہ کل تو نے تقدیر مرگ کی تھی اور آج تقدیر صحت کہتا ہے معلوم ہوا
تو نہایت دروغگو اور کاذب ہے یہ کلام سنکے دودہ نے کہا کہ اے تمہور تو خداوند سے آگاہ نہین اور غصہ مین آکے کہا

کر قہور کے تلوار مارے قہور بھی یہ حال دیکھ کے اپنے دنگل سے اٹھا بجرد اس حال کے داد بخش اٹھکے دونون کے درمیان مین آیا اور دونون کو سمجھا کے باہم صلح کرادی اور شاہ اسلام صحت علمشاہ کا حال سنکے لشکر کی طرف پھر گئے اور لقادو وہ بھی خبر صحت علمشاہ سے مطلع ہوکر میدان سے چلے گئے

اب ہو کلمہ داستان عمر کے کہ برائے تلاش امیر جزیرہ محیط کی طرف روانہ ہوا ہے سماعت فرمائیے ۔

توڑ کر خم اور شکستہ کر کے آج پیمانے کو ہم
ایک گوشہ سے بھی کیا کچھ کم ہیں طفلانے کو ہم
کل تلک تھا جن مکانوں پر شور و نوبت کا ہجوم
اب خرابہ میں ڈھونڈھتے ہیں اپنی کاشانے کو ہم
رفتہ رفتہ یار سے عقدے ہیں سب ...

سو سے مسجد جاتے ہیں زاہد کے بہکانے کو ہم
خوب سا کرتے ہیں ہم ایام عشرت کو فنا
چھانتے ہیں اب ہاں خاک ویرانے کو ہم
جرم کچھ صیاد کا اپنی اسیری میں نہیں
اور الجھ اٹھتے ہیں بیٹھے جب کہ سلجھانے کو ہم

شمع رو محفل میں کب دیتے ہیں بار پروانے کو ہم
دھیان میں لاتے ہیں جس دم گذرے افسانے کو ہم
اشک گلگون کے نشان جیب پہ ہیں ...
روتے ہیں کنج قفس میں آب و دانے کو ہم
رہروان جادۂ فراق اور طے کنندگان

بادیہ اشتیاق اس حکایت رنگین کو صفحۂ قرطاس پر اسطرح مرتسم کرتے ہیں کہ عمر برائے تلاش امیر روانہ ہو کے ایک کوہ کے قریب پہونچا زیر کوہ دریائے ذخار کو موجزن دیکھا جسکی ہر ایک لہر ڈنڈے لڑاتی تھی برابر کوہ کے اچھلے جاتے تھے بحر اخضر تک کو ڈوب جانے کا ڈر تھا کشتی ہلال کو اس دریا مین روان ہونے سے حذر تھا ۔ * وہ تھا بحر زخار السادہاں * کہ ہر موج سے جسکے چشمہ رواں * اگر کوئی آنکھین نہانے لگے * حباب اسکو آنکھین دکھانے لگے * درمیان دریا کے ایک طرف قلعہ دیکھا سنگ موسی کا نہایت بلند اور عالیشان اور دوسری طرف ایک نہر اسی دریا سے آئی تھی تیسری طرف ایک گنبد رفیع گر نہایت کہنہ تھا اور ایک جانب دس نگہبان قوی بازو مسلح و مکمل موجود تھے جب عمر نے یہ دیکھا دل مین کہا کیا عجوبہ ہے اور یہ کیا جگہ ہے شاید دریائے محیط یہی ہے بعد ازان دیکھا کہ ایک سمت کو ایک درخت ہے اور اسکے تلے کلان ہے اور ایک طائر مثل زغن یعنے چیل کے پر و بازو کھولے ہوئے اسپر بیٹھا ہے مگر اس جانور کے پر و بال منقش ہیں عمر نے اسوقت اپنی شکل مثل دہقان کے تبدیل کی اس اثنا میں دیکھا کہ ایک دہقان برائے رفع احتیاج لٹیا ہاتھ مین لیے ہوئے جاتا ہے عمر نے بڑھ کے پوچھا کہ یہ قلعہ اور دریا کسکا ہے اسنے کہا کہ جزیرہ محیط و مقام شعلہ جنی یہی ہے پس عمر نے یہ سنکے بصورت جراح اپنی شکل تبدیل کی اور ایک کرتیجے مین کچھ ہتیار ڈال کے پکارنا شروع کیے زنگی عمر کو بصورت جراح دیکھکے اسکے پاس آئے اور پوچھا کہ تم کیا بلاتے ہو عمر نے کہا کہ وہ دوا طیار کرتا ہوں جس سے باہ زیادہ ہوتی ہے زنگیون نے کہا یہ دوا ہمکو بھی دو عمر نے انکار کیا مگر زنگیون نے زبردستی دس گولیان لیکے کھالین بجرد گولیان کھانے کے سب بیہوش ہو گئے عمر نے خنجر کھینچکے انکے قتل کا قصد کیا کہ دفعتہ وہ زغن درخت پر سے اڑی اور آواز دی کہ باش باش اے خیرہ سر عمر نگہ کرکے اسکی طرف دیکھ رہا تھا کہ ایکبار قلعہ جو دریا مین تھا اسکا دروازہ کھلا اور ایک شعلہ آتش نے عمر کے برابر آکے کہا کہ باش اے دزد مکار عمر نے دیکھا کہ شعلہ جنی نے عمر کا بازو پکڑ کے پرواز کی اور گنبد کے برابر پہونچکے آواز بلند کہا کہ اے ساکنان دریا یہ تمھارا طعمہ موجود ہے ہر چند عمر نے داد بیداد کی کہ اے شعلہ فرزندان امیر عوض مین میرے خون کے تجھے زندہ چھوڑینگے لہذا مجھے رہا کر دے مگر شعلہ نے کچھ نہ سنا اور عمر کو دریا مین چھوڑ دیا فوراً ایک نہنگ نے سر پانی سے باہر نکالا اور عمر کو پکڑ کے دریا مین غائب ہو گیا اور شعلہ بھی در قلعہ پر پہونچکے غائب ہوا اور وہ زغن حسب معمول درخت پر جا بیٹھی لیکن جب عمر تلاش امیر مین چلا تھا تو چالاک بھی عمر کے عقب مین روانہ ہوا تھا اسنے دور سے یہ حال دیکھا اور نالان و گریان بادشاہ اسلام سے تمام حال گرفتاری عمر کا بیان کیا یہ حال سنکے فرزندان امیر نے قریب سات سو سرداروں کے ہمراہ لیے اور ایک لاکھ اسی ہزار شاگردان عمر بھی ہمراہ ہوئے غرضکہ اس مجمع سے چالاک کو ہمراہ لیکے

روانہ ہوئے جب چالاک اور تمام سردار قریب دریا پہونچے اور خیمہ برپا ہوئے اس چیل نے جو لشکر کو دیکھا آواز دیکے
درخت سے پرواز کی اور ابر تیرہ و تار بس درخت نمایاں ہوا زغن مین مرتبہ چرخ مارکے پھر درخت پر بیٹھ گئی ایک پہر
دن باقی تھا کہ دفعۃً دروازہ کھلنے کی آواز آئی سُننے دیکھا کہ در قلعہ وا ہوا اور ہنستی اژدر آتش فشان اور آنکی پشت پر
ہزار ہا علم نیلگون نمایاں ہوکے دریا پر بجائے پُل قائم ہو گئے مگر اُن اژدہون پر کوئی سوار تھا کہ ایک بار ناقوس
کی آواز آئی اب جو دیکھتے ہین تو ایک اژدہا اور چلا آتا ہے اور اسکی پشت پر تخت کھینچا ہوا ہے اور اُسی تخت پر شعلہ سوار ہے تماشہ
برآمد ہوا اور عقب مین اُسکے قریب ستر ہزار ساحر کی ابلہ و قرقرے اور ہیمون و حرمن وغیرہ جانورون پر سوار نمودار ہوکے
اور آکے برابر لشکر اسلام کے صف آرائی کی ہر ایک ساحر کے ہاتھ مین نارنج و ترنج وغیرہ آلات سحر تھے ساحرون
نے وہ نارنج وغیرہ حربہ ہائے سحر زمین پر مارے بعد اُسکے خیمہ برپا ہوئے اور پلنگ کرسی وغیرہ سب سامان سحر سے
طیار ہو گیا شعلہ آکے خیمہ مین بیٹھا اور طبل جنگ کا حکم دیا القصہ اہل اسلام لشکر مین بھی طبل جنگ بجا تمام شب دونون
لشکر کار سازی حرب مین مشغول رہے دلاوران شجاعت شعار و خنجر گذاران آزمودہ کار اپنے اپنے ہتھیارونکو
صاف کرتے تھے عزم مصاف کرتے تھے تلوارین ابروی خمدار جانان کیطرح جان ستانی پر آمادہ تیر ونکا خدنگ مژگان
مین معشوق کیصورت دل چھیدنے کا ارادہ کمندین مثل زلف گرہگیر سینہ مین پھنسانے کو طیار خنجرونکا خنجر موج ستم
دلبر بنکر قتل کرنے کا اظہار کمانین لب سوفار سے مثل عابدان گوشہ گیر چلا چلا کر دشمن کو کوستین سنان نیزہ فرمان
بنکر طعنے دیتین کلہ ہائے عمود زبان حال سے جوانان بیہود دشمن کے سر کچلنے کو موجود سپر پشت پناہ بہادران
نہ تھین بلکہ خود بس پشت بہادران چھپتی تھی شجاعون کی شمشیر سے پناہ مانگتی تھی ؎

صدا دی کوس جنگی نے جو لیکایا
صدا دینے لگے کرگیت سر سے

بہادر سب عجب نے اسے جا خبر دار
ہوئے طیار مردان دلاور
بشکل ابر تر آمادہ لشکر

بہادر جھکے پہلو بہ پہلو
غرضکہ شب بھر یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ وقت آیا کہ ساحرہ شب نے مقابلہ مین شاہ خاور
سے شکست پائی اور بارگاہ اسباب سیارگان سے لٹی ہوئی نظر آئی بموجب نظم کہ جب رخسار شب گھونگھٹ مین آیا ؎

جمال صبح نے جلوہ دکھایا
تو پھر بیدار شب سے بھر گیا
نظر نے صبح کی صحت طلب کی

ہنگام سحر دونون لشکر جرقے
گر دن سے سوار ہوکر عازم میدان قتال وارد دشت مصاف ہوئے ایک طرف شعلہ جبین اژدر رمان پر تخت
کھچوا کر سوار ہوا اور گرد اسکے ساحران نامی بازو قرقرے ہنس آتشی وغیرہ چڑھکر چلے اُدھر سے بادشاہ اسلام تخت
شاہی پر بیٹھکر روانہ ہوئے لشکر کثیر ہمراہ تھا اب وہ صبح کا وقت نسیم سحر کا چلنا مشعلہائے سحر کا جلنا شمعونکا جھلملانا
طائران سحری کی زمزمہ پردازی ساحرونکا ردے ہوا پر غول باندھکر اُڑنا زمین پر شجاعت شعارون کا چلنا اسلحہ کی
چقاچاق بلند گھوڑون کا شیہہ بھرنا ❊ غرض تھا جو لشکر وہ آراستہ ❊ تو دشت وغا کا لیا راستہ
اس لشکر جلیل نے بھی میدان کارزار مین آکر پرا اپنا جما یا میدان صاف کیا گیا سقون نے آب پاشی کرکے
گرد و غبار کو بٹھایا پھر صفوف کارزار کو آراستہ کیا بادشاہ لشکر قلب مین قائم ہوئے بعد صفوف آرائی جدال و
قتال نقیبان بلند آواز نے تکلکر کا شروع کیا اور مذمت دنیائے فانی و تعریف شجاعت کو زبان پر جاری
فرمایا حسب فحوائے نظم

اعتماد انکو تیغ تیز پہ ہے
ہر کسی سر زمرگ فدای بران
دوسرے کا ہوا خراب مقام

کی نقیبون نے جب صدا ئے
فکر ہائے گر تخین ہو وہان
ہے یہ دنیا غرض فنا کا مقام
سیر ہو ایک ایک طالع جب

صفت بزدلی ہے حق کو پسند
ہے کہ فضل ذوالمنین ہے بیان
دیکھو دنیا کا ہے یہی انجام
ایک کو تخت تختہ تابوت

بزدلون کی نظر پر نیزہ ہے
شجاعت توان گرفت جہانگیر
ایک کو تخت پر نہین آرام
ایک تو صبح کو امیر ہوا

شام کو دوسرا فقیر ہوا کہ شجاعوں میں تھا وہ چند زمان	اک دو دلون سے دچار ہوتا ہی آنکہ جرأت بکار زار کند	اک کنار لحد مین سوتا ہی خویشتن را بزرگ وار کند	دیکھو کیسا تھا رستم دستان ای بہادران نامی تم بھی ا

جنگ مین بائین لڑا دو دشمنون کو مار بھگا دو یہ کہکر نقیب کنارے ہوئے صفون پر مثل صف فرگان کے سناٹا
آگیا اُسوقت شعلہ نے نکلکر نہیب دی اور پرواز کر کے آسمان پر پہنچ گیا سب نے دیکھا کہ باد تند چلی اور ایسی شورش و
شدت ہوا مین تھی کہ قریب تھا تمام سواران اسلام اُڑ جائین لشکر اسلام یہ حال دیکھکے پریشان ہوا چند عرصہ مین
وہ ہوا موقوف ہوئی اُسوقت شعلہ نے اُس زغن کی طرف دیکھا دفعتہً عقب درخت سے برق چمکی اور مثل رعد
کے آواز آئی یہ معلوم ہوا کہ گویا آسمان گرا اور ایسی چمک ہوئی کہ گویا ہزارون برقین چمکتی ہین مگر وہ روشنی
چمک کی نتھی بلکہ تیغے تھے کہ سات سو سردارون کو اُٹھا لیگئے اُسوقت شعلہ نے پھر نہیب دی اور کہا کہ ای فرقہ
عذار ستان یہ میرا ایک ادنی کرشمہ تھا اسی طرح تم سبکو مین قتل کرونگا پس اسمین بہتری ہی کہ چلکے خداوند کو سجدہ
کرو چونکہ عمر نے بہت ساحر قتل کیے تھے اس سبب سے مین نے اول اُسکو قتل کیا مگر ان سردارونکو مقید کیا ہی یہ سب
زندہ و سلامت ہین یہ کہکے اور طبل آسایش بجا کے روانہ ہوا اسطرف بافسماندہ اہل اسلام اپنے خیمون مین آئے اور اسطرف
شعلہ نے رات بھر طبل جنگ بجوایا صبحکو دونون لشکر پھر میدان مین آئے شعلہ اپنا تخت صف سے نکال لایا اُس گنبد
کے برابر لایا اور جست کر کے اُس گنبد بلند پر گیا اور بآواز بلند کہا کہ ای مسلمانون جلد حاضر ہوئے خداوند کو سجدہ کرو جب
یہ کلام بیہودہ علمشاہ کے گوش زد ہوا مرکب بڑھا کے اُنھون نے کہا کہ ای خیرہ سر معلوم ہوا کہ مثل ہزار قسل تیری بھی
اجل آئی ہی اور تو بھی قتل ہوگا شعلہ نے یہ سنکے ناریل زمین پر مارا علمشاہ نے تلوار کھینچکے مرکب بہمیز کیا کہ اُسکے برابر
پہونچکے اُسکے قتل کرون کہ دفعتہً علمشاہ کے ہاتھونکا زور و قوت زائل ہوگیا اور اُسطرف شعلہ نے گنبد سے کودکے
اور علمشاہ کے کمر مین ہاتھ ڈالکے قصد کیا کہ انکو بھی دہن نہنگ مین پھینکدون اہل اسلام نے یہ حال دیکھکے واسطے
مناجات کے ہاتھ بلند کیے اور رجوع قلب سے درگاہ نجات دہندۂ غم و الم مین اسطرح دست بدعا ہوئے بموجب نظم

ہر چند کہ غم مین مبتلا ہین کیا حرز ہی نام شاہ مردان ہی تجھسے دعا یہ رب اکبر	سو جان سے غلام مرتضیٰ ہین اُسوقت ہی مشکل اپنی آسان اسوقت ہمین بھی تو رہا کر	کیا عقدہ کشا ہی نام حیدر ای چرخ ستا ہمین نہ اتنا	تعویذ شفا ہی نام حیدر حالم ہی ترا بھی اپنا ہوئے

ناگاہ تیر دعا ہدف اجابت پر مقرون ہوا کہ ایکبار آسمانسے
آواز نقارہ آئی اور ہوا ئے تند چلی سب نے دیکھا کہ چار ہزار تخت دو سو پری رہتے ہین اور اُن تختون پہ پریزاد سوار
ہین اور ہر تخت پر ہزار ہزار انسان بھی ہین اور بعض کو دیو مع مرکب اُٹھائے ہوئے ہین اور ایک نقابدار سبز پوش
ایک مرکب پر سوار ہی اُسکو بھی ایک دیو اُٹھائے ہوئے ہی اور وہ مرکب مثل اشقر کے سہ چشمی ہی اور باز سفید سر نقابدار
پر سایہ افگن ہی لیکن شعلہ نے علمشاہ کو دہن اژدر مین پھینکدیا نقابدار یہ حال دیکھکے برہم ہوا اور مرکب کو
مہمیز کیا اور باز سفید چیل کیطرف چلا چیل نے بازو کو دیکھکے فرار کیا مگر باز نے اُسکو فرصت گریز ندی اور پنجہ مین پکڑ کے
ایسا دبوچا کہ اُسکی روح نے قالب سے پرواز کی اور اسطرف نقابدار قریب شعلہ پہونچا اور سحر کو رد کر کے اُسکو زخمی کیا
شعلہ نے ایک ناریل مارا کہ جس سے ہزار پنجہ پیدا ہوا اور ہر پنجہ مین تلوار برہنہ تھی اُن پنجون سے نقابدار پر تلوارین پڑتین
لیکن تلوار جب نقابدار پر آتی تھی خود بخود غائب ہوجاتی تھی شعلہ جب زخمی ہوا بھاگ کے قلعہ مین داخل ہوگیا
نقابدار نے کہا کہ مین جب تک اُسکو قتل نکرونگا آرام نکرونگا یہ کہکے عقب شعلہ گھوڑا اُٹھایا نقابدار کے عیار نے
وہ بھی نقابدار تھا عرض کیا کہ حضور تعجیل نفرمائین اس قلعہ کی فتح غلام کے سپرد کیجئے اور آپ اسی جگہ خیمہ استادہ کیجے

الغرض نقابدار کو فہمایش کرکے خیمہ مین داخل کیا بعدازان نقابدار نے اپنے عیار سے کہا کہ ہر دار لشکر اسلام سے
میری طرف سے کہو کہ میرا تمھارا ایک واسطہ ہے لہذا تم لوگ شعلہ کی جنگ کا قصد نکرنا اس قلعہ کی فتح اور
شعلہ کا قتل میرے ذمہ ہے لشکر اسلام نے جب نقابدار کا یہ پیغام سنا اسکے حق مین دعاے خیر کی لیکن نقابدار کو
معلوم ہوا کہ حسن جیل گوباز سفید نے قتل کیا وہ ساحرہ پیرزال شعلہ کی دایہ تھی اسکی لاش میدان مین پڑی ہے بعد
ازان عیار نقابدار نے کہا کہ اس قلعہ کی فتح کا عیاران لشکر اسلام نے بیڑا اٹھایا ہے گو مین تنہا اس قلعہ کو فتح
کرونگا حضور عیش و آرام مین مشغول ہون مین قلعہ مین جاتا ہون یہ کہکے جب قریب کوس بھر کے نکل آیا ایک
عبادتخانہ برپا کیا اور اسمین داخل ہوا اور صبح کو خوش و بشاش نقابدار کے پاس آیا اور کچھ خفیہ اسکے کان
مین کہکے گنبد کیطرف روانہ ہوا جب خبر مشہور ہوئی کہ عیار نقابدار واسطے فتح طلسم کے گیا ہے تمام عیاران لشکر
اسلام اور تمام خلائق براے تماشا روبروے قلعہ جمع ہوئی اس عرصہ مین اُس عیار نے جست کی اور گنبد پر جاکے کھڑا
ہوا کہ ایکبارہ وہ نہنگ دریا سے دہن کشادہ نمایان ہوا پس عیار جست کرکے اُس نہنگ کے منہ مین گیا نہنگ غوطہ مارکے
غائب ہوا تمام لوگ یہ حال دیکھکے چلے آئے اور اُسطرف عیار نے جب آنکھ کھولی تو اپنے کو ایک نقب تاریک
مین پایا جب اُس نقب سے باہر نکلا ایک میدان وسیع مین اپنے تئین دیکھا اور دو شیرون کو دیکھا کہ ایک گاوٴ زرد
کے کھانے مین مشغول ہین جب اُن شیرون نے اس عیار کو دیکھا اُس مادہ گاوٴ کو چھوڑ کے عیار پر حملہ کیا عیار نے
بیضہ مارکے دونون شیرون کو بیہوش کیا اور خنجر کھینچکر فوراً قتل کیا بعد اُسکے شور و ہنگامہ ہوا اور تاریکی نے جہان کو
گھیر لیا جب تاریکی دفع ہوئی سامنے ایک باغ پر از لالہ و نافرمان نظر آیا عیار اُس باغ مین گیا باغ کے درمیان نہایت عمدہ
ایک بارہ دری تھی اور بارہ دری مین ستر معشوقین بیٹھی تھین منجملہ اُنکے تین عورتین کہ اُنکے نام گلستان جادو و گلزار جادو
و بوستان جادو تھے یہ تینون عورتین اُن دونون مقتولونکی دایہ تھین کہ جنکو عیار نے قتل کیا یہ عورتین اپنے دایزادون
کے غم مین گریہ و زاری کر رہی تھین اور باقی عورتین تذکرہ کرتی تھین کہ عیاران لشکر اسلام آئے ہین اور ایک
عیار طلسم کے اندر آیا ہے اور وہ ہر ایک کو قتل کرتا ہے اس اثنا مین ایک عورت براے رفع احتیاج اُٹھکے ایک گوشہ
باغ مین گئی عیار نے فوراً اُسکو بیہوش کرکے کسی جگہ پوشیدہ کر دیا اور خود اُسکی شکل بنکے وہان گیا اور طعام مین
بیہوشی ملاکے سب کو بیہوش کیا اور خنجر کھینچکے سب کے سر کاٹ لیے ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا اور چہار طرف
تاریکی پھیل گئی اسوقت ایک ستارہ آسمان پر چمکا اور نعرہ ہوا کہ ای خیرہ سر تو نے غضب کیا بعدازان وہ ستارہ زمین پر
غلطک مارکے بشکل ساحر ہو گیا اور نعرہ کیا کہ ہم شرارہ جادو ہین فوراً عیار نے جست کرکے خنجر مارا اُسکا بھی سر کٹ
کے دور گرا اور پھر غلغلہ ہوا اور آواز آئی کہ اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا عیار نے یہ آواز سنکے فوراً اپنے جسم مین
عطر بیہوشی ملا جب تاریکی دفع ہوئی عیار نے چارونطرف نگاہ کی دیکھا کہ ایک طائر درخت پر بیٹھا خندہ کرتا ہے اور
اُسطرف عیار کے پانون غرق زمین ہوئے عیار نے کہا کہ اے نابکار تو کون ہے مین تجکو قتل کرونگا وہ طائر فوراً
زمین پر آیا اور غلطک مارکے بشکل ساحر ہوا اور خنجر کھینچکر قریب آیا لیکن بیہوشی نے اُسکے دماغ مین اثر
کیا اور بیہوش ہوکے عیار کے روبرو گرا عیار نے اُسکا بھی سر قلم کیا شور و تاریکی برپا ہوئی اور آواز آئی
کشتی مرا نام من طائر جادو بود اور بعد قتل ہونے اُس ساحر کے طلسم ٹوٹ گیا کہ ایکبار چار معشوقین آئین
اور کہا کہ ہم فلان جنی کی دختر ین ہین لیکن امیر و علمشاہ و عمر و پہلوان مقید تھے بعد شکست طلسم اثر سے سحر
برطرف ہوا اور سب بیرون بارہ دری آئے عیار نے امیر سے کہا کہ مین نے طلسم فتح کیا لہذا نام بہ عیاری یعنے گلیم

وغیرہ عمر سے مجھکو دلوا دیجیے مگر ان جوہریون نے کہا کہ یہان ایک نقب ہے کہ اسکا دہنہ زیر تخت شعلہ نکلا ہے امیر انکے ہمراہ
ہوئے شعلہ اسوقت سو رہا تھا کہ امیر نے پہونچکے تخت اٹھالیا جسوقت شعلہ نے امیر کے نعرہ کی صدا سنی
جنون کو آواز دی کہ انکو جلد گرفتار کرو اور خود تخت سے کود کے علیحدہ ہوا تمام جن امیر کیطرف دوڑے امیر و
علمشاہ و عمر و عیار نقابدار نے شمشیر زنی شروع کی مارے تلوارون کے کشتون کے پشتے لگا دیئے بعد ازان عیار
نقابدار نے جاکے نقابدار سے تمام کیفیت بیان کی بعد آنے عیار کے نقابدار طبل جنگ بجاکے قلعہ کیطرف
روانہ ہوا اہل قلعہ نے نقابدار کو دیکھکے قلعہ پر سے گولے برسانا شروع کیے نقابدار اہل قلعہ کی ضربات کو رد کرکے خندق سے
گذر گیا اور گرز سے دروازہ قلعہ توڑ کے اسوقت قلعہ مین پہونچا کہ شعلہ نے امیر پر تلوار ماری امیر نے اسکا حربہ رد کرکے قتل
عیار سے اسکے دو ٹکڑے کیے اور شور و غل برپا ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شعلہ جنی بود اور اسطرف لشکر نقابدار بھی شہر مین پہونچکے
جنگ مین مشغول ہوا اور اکثر طلسمی قتل ہوئے برطرف ہوا آخرالامر وہ مکان مع تمام قلعہ اسلام آباد ہوا بعد ازان امیر نے شعلہ کے نواسے کو
وہانکا بادشاہ کیا اور نقابدار سے کہا کہ تمام قلعہ کا مال و اسباب تم لو کیونکہ تمنے اپنے زور بازو سے قلعہ فتح کیا ہے نقابدار نے
تسلیم کرکے کہا کہ مین نے سابق مین ایک کمان برای امتحان بھیجی تھی مگر اب عرض کرتا ہون کہ بانہ صاحبقرانی مجھکو عنایت
کیجیے اور اسوقت تو مین جاتا ہون مگر دوسرے وقت آکے امتحان کرونگا اور عیار نقابدار نے عمر سے کہا کہ ہم بھی آپکا
بانہ اور عیاری مجھکو دو غرضکہ بعد گفتگو نقابدار مع لشکر روانہ ہوا امیر اپنے لشکر کی طرف آئے اب دو کلمہ لشکر اسلام
اور لقا کے بیان ہوتے ہین سرشاران جام تمنائے فتح و نصرت و بادہ پیمایان ساغر ہمت و شوکت
مستمعان اخبار معرکہ جدال و قتال اس داستان دل افروز کو یون بیان کرتے ہین کہ لقا بارگاہ دودہ
مین بیٹھا تھا اور قمھور بھی موجود تھا کہ بختیارک نے کہا یقین ہے شعلہ نے امیر کو قتل کیا امیر کے تمام سردار
برائے رہائی عمر گئے ہین مگر جن سردارون کو قمھور نے مقید کیا ہے ان سبکو قتل کرنا لازم ہے لقا نے کہا میری تقدیر
کی ہے کہ سب قتل ہونگے یہ سنکے بختیارک بولا کہ مسلمانون نے سبق موت نہین پڑھا ہے اور یہ لوگ قتل ہوا نہین
چاہتے اگر انکے قتل کا ارادہ کیا تمام اہل اسلام آکے انکو رہا کرا لیجائینگے اسوقت سوا خفت کے اور کچھ حاصل نہوگا قمھور کو
بختیارک کا یہ کلام ناگوار معلوم ہوا اور لقا سے مخاطب ہوکے کہا آپ ان لوگون کے قتل کا حکم دین دیکھون کسطرح
اہل اسلام سرداران امیر کو چھڑا لیجاتے ہین پس لقا نے حکم دیا کہ دریا کے اسطرف دار بین استادہ ہون قمھور اور داد بخش
نے کہا ہم دریا کے اسطرف جاتے ہین دودہ نے کہا مین لشکر سمیت اسطرف کھڑا ہونگا کسیکو آنے نہ دونگا پس تمام سردارونکو
کشتی پر سوار کرکے دریا کے پار لیگئے یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی کہ کل سرداران لشکر اسلام جنکو قمھور نے
گرفتار کیا تھا قتل ہونگے بادشاہ اسلام نے یہ خبر سنکے فرمایا کہ اگر کفار کا یہ قصد ہے تو مین جاکے اپنی جان دونگا یہ کہکے
بادشاہ لشکر اسلام نے کشتی اسلحہ طلب کی یہ حال دیکھکے کرب اسد و نور الدہر و لندھور وغیرہ نے سامان جنگ

مہیا کیا اور بمشکل تمام شب بسر کی	چو گیتی ز در روشنی باز کرد	جہان بازی دیگر آغاز کرد	باتش بدل گشت مشک تتر
چو پیشانی سیم گاو رش وار	صبحکو قمھور بھی مسلح و مکمل ہوکے مع جلادون کے میدان مین آیا اور ایک سمت دودہ		

مع لقا اور اپنے فرزندون کے استادہ ہوا شاہ اسلام کو خبر ہوئی کہ لشکر کفار صف بستہ استادہ ہے اور سرداران اسلام
کے قتل کا اہتمام ہو رہا ہے پس شاہ اسلام فوراً مرکب پر سوار ہوکے مع جمیع سردار روانہ ہوئے اسد کرب غازی نے عرض
کی کہ دریا کے پار دار بین استادہ ہین ہم کیونکر اس پار چلین اسوجہ سے کہ کشتیان بھی قمھور کے قبضہ مین ہین اسلئے
کہا کہ زیر شکم مرکب مشکین باندھ کے اس پار چلو کرب نے اسد کی رائے کو پسند کیا اور زیر شکم ہائے اسپان مشکین باندھکے

گھوڑے دریا مین ڈالدیے اور اسطرف شاہ اسلام نے لشکر کفار پر حملہ کیا اور اسطرف اسد و کرب نے مع سرداران
کے کنارہ پر پہونچکے تلوارین کھینچین یہ حال دیکھکے بختیارک نے دودہ سے کہا کہ اے دودہ قمہور سے کہلا بھیج کہ سرداران
جلد قتل کرے کیونکہ لشکر اسلام آگیا ہے اب قیامت برپا ہوگی اس اثنا مین آواز بوق آئی اور لشکر اسلام نے پہونچکے کفار کو
قتل کرنا شروع کیا نور الدہر نے دیکھا کہ اسد و کرب اس پار پہونچگئے پس نور الدہر نے بھی اپنا گھوڑا دریا مین ڈال دیا
اور تمام سرداروں نے نور الدہر کے ہمراہ اپنے گھوڑے بھی دریا مین ڈالدیئے کرب و اسد پہونچکے داد بخش کی طرف
چلے جسوقت بدیع الزمان و قاسم و ایرج نے بہادران اسلام کی آواز نعرہ سنی فوراً قید کو پارہ کرکے رہا ہوئے اور
تلوارین پکڑکے کفار پر جا پڑے بہمن بن دودہ نے یہ حال دیکھکے بدیع الزمان کے تلوار ماری بدیع الزمان نے اسکی
تلوار رد کرکے اس قوت سے چوبدار ماری کہ سر اسکا تن سے جدا ہوگیا فرہاد بن دودہ اپنے بھائی کو کشتہ دیکھکے
بدیع الزمان کی طرف چلا کہ قاسم نے پہونچکے ایسی چوبدار ماری کہ وہ بھی واصل جہنم ہوا یہ دیکھکے تمام کفار نے بدیع الزمان
اور قاسم پر ہجوم کیا بدیع الزمان بہ تعجیل تمام بہمن بن دودہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور قاسم سے کہا کہ اے
فرزند تم بھی کسی مرکب پر سوار ہو قاسم نے کہا اگر تم مجھ پر احسان کرنا چاہتے ہو بدیع الزمان نے ایرج کو پیادہ
دیکھکے بمجبوری وہ مرکب ایرج کو دیا اور فرہاد بن دودہ کے مرکب پر قاسم سوار ہوا غرضکہ تمام سردار سوار ہوکے
جنگ مین مشغول ہوئے بختیارک نے یہ کیفیت دیکھکے صلواۃ پڑھی اور کہا اے قمہور تمنے دیکھا کہ اہل اسلام
نے اپنے سرداروں کو کیونکر رہا کیا قمہور نے برہم ہوکے کہا تجھے یہ دیکھنا ہے کہ ان سرداروں کو یہ کیونکر لیجاتے
ہین یہ تلوار کھینچکے جا پڑا اتفاقاً نور الدہر اور قمہور کا مقابلہ ہوگیا قمہور نے خبردار کرکے ایسی ضرب تیغ لگائی کہ
سپر کو کاٹ کے تا دو انگشت نور الدہر کے سر پر زخم آیا نور الدہر نے دانستہ بار کے اسکی شمشیر کو سر سے دفع
کیا اور بجلدی تمام زخم باندھکر ایسی تلوار ماری کہ قمہور کے سر پر بھی چار انگل زخم آیا جب بختیارک نے یہ
حال دیکھا داد بخش سے کہا کہ اب جلد کچھ فکر کرو ورنہ قمہور اور ہم سب قتل ہوگے یہ سنکے داد بخش نے آسمان
کی طرف سحر کیا دفعتہً ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اور اس سے ترشح ہونے لگا اہل اسلام سے جسپر بوند پانی کی پڑی
فوراً طاقت دست و پا کی زائل ہوگئی لیکن غضنفر بن اسد کہ اسپ باد ثور سلیمانی پر سوار تھا اور انگشتری مہرہ ماہ
اور تیغہ روئین شگاف اسکے پاس تھا کہ جسکے باعث سے سحر اسپر متاثر نہوا غضنفر نے جب یہ حال دیکھا تمام سرداران
مسحور کے گرد پھرنا شروع کیا اور بدیع الزمان و قاسم نے دعا کی واسطے ہاتھ بلند کیے کہ ناگاہ آسمان پر ابر
گہربار پیدا ہوا اور مکلل جادو نے آکے سحر داد بخش کو باطل کردیا داد بخش جنی نے دوبارہ سحر کیا کہ دفعتہً ابر سرخ
رنگ پیدا ہوا اور اس ابر سے آتش باری شروع ہوئی مکلل جادو نے برہم ہوکے کچھ منہ سے نکالکے بروئے ہوا
پھینکے کہ ابر سفید فلک پر ظاہر ہوا اور بارش ہونے لگی جس سے آتش باری موقوف ہوگئی اور سرداران امیر سحر سے رہا
ہوکے جنگ مین مصروف ہوئے کہ دفعتہً دوسرا ابر پیدا ہوا اور برق چمکی سب نے دیکھا کہ اسطرق جادو معشوقہ
قمہور نمودار ہوئی اور اسطرف غضنفر نے داد بخش کے برابر پہونچکے آواز دی کہ اے کافر اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان
جاتا ہے یہ کہکے تلوار ماری داد بخش کا سر بھی زخمی ہوا اور اسکے سر سے جوئے خون جاری ہوئی دیو شیر رنگ
گرگ نہنگ نے جب قمہور کو زخمی دیکھا اپنے دوش پر سوار کرکے لیگئے داد بخش نے دیکھا کہ مین زخمی ہوا اور میرا سحر بھی
کسی پر اثر نہین کرتا وہ بھی بھاگا پس لقا و بختیارک بھی کشتی پر سوار ہوکر بھاگے بختیارک نے لقا سے کہا کہ قلعہ عروج
نہایت مستحکم ہے وہان چلکے پناہ لو غرضکہ کفار تو اسطرف روانہ ہوئے اور اسطرف شاہ اسلام نے دودہ کے

لشکر پر حملہ کیا وودہ نے شاہ اسلام پر تلوار ماری لندھور یہ حال دیکھ کے اور اپنا ہاتھی بڑھا کے قریب آیا اور بادشاہ کو علیحدہ کر کے وودہ پر ایسا گرز مارا کہ اُسکے تمام اندام مین رعشہ پڑ گیا پس زنگی وودہ کو بھی اُٹھا کر لیگئے پر الغرض تمام لشکر کفار پسپا ہو کے داخل قلعہ غروبیہ ہوا اور کل مال و اسباب کفار اہل اسلام کے ہاتھ آیا او بفتح و فیروزی نقارہ فتح بجاتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے اور کفار قلعہ بند ہو گئے

اب دو کلمہ داستان ہاشم شیغزن کے کہ جسکو لقتی روئین تن نے قید کر کے نمرود کیطرف بھیجا ہے بیان ہوتے ہین س

روز ہجران و شب فرقت یار آخر شد　　زدہ ام فال و گذشت اختر و کار آخر شد
آن ہمہ ناز و تنعم کہ خزان میفرمود　　عاقبت در قدم باد بہار آخر شد
شکر ایزد کہ باقبال کلہ گوشہ گل　　نخوت باد دی و شوکت خار آخر شد
صبح امید کہ شد معتکف پردہ غیب　　گو برون آی کہ کار شب تار آخر شد

مطربان خوش آہنگ داستان نغمہ سخن کو یون زمزمہ سنج بیان کرتے ہین کہ جب شہزادہ ہاشم شیغزن کی قید نمرود کے قریب پہونچے عرش بن نمرود کو خبر ہوئی کہ کل ایک خداپرست کی قید شہر مین داخل ہوگی اسنے حکم دیا کہ تمام شہر آئینہ بند ہو القصہ دوسرے روز صبح کو ہاشم مطوق و مسلسل شہر نمرودیہ مین داخل ہوا چونکہ تمام شہر آراستہ تھا اور کل ساکنین شہر کو ہاشم کے آنے کا انتظار تھا لہذا ہاشم کو تمامی شہر مین پھرا کے ایوان شاہی پر لیگئے اس ایوان رفیع کے سات دروازہ تھے اور تمام عمارت طلاکاری تھی اور ہر جا جواہر اُسمین نصب تھا اور عرش بن نمرود تخت شاہی پر مع پہلوانان کفار بصد افتخار بیٹھا تھا ہاشم نے پہونچکے بطریق اہل اسلام سلام کیا عرش نے برہم ہو کے قتل کا حکم دیا مگر وزیر نے عرض کی کہ پہلے خداوند کو خبر کر دینا لازم ہے پس عرش نے آکے نمرود سے تمام حال بیان کیا کہ ایک خداپرست کو لقتی نے گرفتار کر کے بھیجا ہے اُسکے بارہ مین کیا حکم ہوتا ہے پس پردہ سے آواز خندہ آئی اور کہا کہ اس میرے بندہ کو میری دوزخ اور بہشت کی سیر کرا دے پس عرش نے پسران وزیر کو جنکے نام خضر وز رتاش اور تاش کرین تھے ہمراہ لیکے مع ہاشم روانہ ہوا جب دیوار بہشت کے قریب پہونچے اُس دیوار کو یاقوت نگار دیکھا اور دیوار کے اندر تمام درخت زمرد کے تھے اور درختون پر جواہر نصب تھے اور نہریں سیماب جاری تھین نہایت عمدہ باغ روکش گلزار ارم تھا ہاشم سیر کنان جاتا تھا کہ ایک طرف سے چار سو معشوقان طناز سراپا ناز حوران قدرت اور اُنکے درمیان مین ایک معشوق بعہدہ سرداری نمایان ہوئی وہ معشوقین ہاشم کو دیکھکر بیہوش ہو گئین ہاشم نے اُس سردار کشو مجنونی سے کہا ۵ در کشتی و تکبیر سے نگفتے ＊ عجب سنگین دلی اللہ اکبر اُس نازنین نے کہا کہ خداوند نمرود کو سجدہ کر ہاشم نے کہا نمرود کون قرمساق ہے نازنین نے یہ سنکے ہاشم کو کلمات درشت کہے ہاشم نے ایسی ہتکڑی ماری کہ اُسکا سر چٹک گیا اور وہ نازنین فوراً مر گئی غلغلہ عظیم برپا ہوا یہ حال عرش نے نمرود سے بیان کیا کہ اُس خداپرست نے غضب کیا حور قدرت کو قتل کر ڈالا نمرود نے حکم دیا کہ اُس قیدی کو لیجا کر اعراف مین مقید کرو پس ہاشم کو ایک مقام پر لائے کہ جہان دو مکان ایک جانب شمال دوسرا جانب جنوب بنا تھا سمت جنوب سے ایسی ہوائے گرم آتی تھی کہ بدن کو جلائے دیتی تھی اور جانب شمال سے نہایت خشک ہوا آتی تھی اُن دونون مکانون کے درمیان مین ایک برج تھا اُسی کو اعراف کہتے تھے ۵ حوران بہشتی را دوزخ بود اعراف از دوزخیان پرس کہ اعراف بہشت ＊ غرضکہ ہاشم کو لیجا کے اُسی برج کے اندر بند کیا اور ایک قفل بہت مضبوط اور وزنی لگا دیا اور وہان پر پہرہ مقرر کر دیا بعد ازان عرش نے جا کے نمرود کی خدمت مین یہ حال مشرح عرض کیا اور کہا کہ ہاشم بہت مشکل سے گرفتار ہوا ہے نمرود بہت خوش ہوا اور کہا کہ اُسکو میرے پاس لاؤ مین اسے فہمائش کرون تاکہ مجھے سجدہ کرے

عرش نے دلمین خیال کیا کہ تین روز کا زمانہ اُسکو قید مین نے آب و دانہ گذرا ہی وہ زندہ کاہے کو ہوگا یہ تصور کرکے در گنبد پر آیا اور دروازہ کھولا ہاشم کو صحیح و سالم پایا یہ دیکھکے عرش نے دل مین تعجب کیا اور ہاشم کو لیکے قیطول پر آیا اور وہان سے ایک اور مکان مین لے گیا کہ جسکے چار سمت چمنستان تھا اور درمیان صحن کے تا قیطول ایک زنجیر طلائی آویزان تھی ناگاہ پردہ اُٹھا ہاشم نے دیکھا کہ ایک مرد پیر بلباس دیبا و حریر تخت پر بیٹھا ہی نام اسکا شہپال ابن زرین بال ہی اُس پیر سے عرش نے کہا کہ اس قیدی کو خداوند کے روبرو لیجاؤ اُس پیر نے ہاشم کو اپنے تخت پر سوار کیا اور تخت اُڑ کے قیطول پر پہونچا اور دوسری روایت ہی کہ پاے تخت زنجیر مین باندھا اور زنجیر تخت کھینچ کے بالاے قیطول لیگئی بہر تقدیر ہاشم نے وہان پہونچکے دیکھا کہ ہزار ہا مردان پریچہرہ کہ فرشتون سے مراد ہی اور اُنکے چہرے مثل نقرۂ مصقول کے درخشان اور تابان تھے اور شب کو مثل ستارون کے چمکتے تھے اور ایک طرف آفتاب بنایا تھا کہ جسکو کشان کشان لیے جاتے تھے اور ایک جانب مہتاب تھا اور اُسکا حال انشاء اللہ بروقت ایلچی گری بہرج کے بیان ہوگا القصہ جب ہاشم ایوان خداوندی کے برابر پہونچا دفعتہً پردہ اُٹھا ہاشم نے دیکھا کہ ایک گبر کریہ منظر موی ترکیب تخت خدائی پر بیٹھا ہی تمام ہو پائے رلیش مین جواہر نصب ہین جب اُسنے ہاشم کو دیکھا اُس گبر کو چھینک آئی کہ تاج اُسکے سر سے گر پڑا حاضرین دربار نے فوراً اُسکو سجدہ کیا اور قصد کیا کہ ہاشم کی بھی گردن پکڑین مگر ہاشم نے ایسی ہتکڑی ماری کہ سر اُسکا پارہ پارہ ہوگیا پس نمرود نے برہم ہوکے کہا کہ ای بندہ خاطی سجدہ کر اور تمام حال امیر کا جو کہ ہفت سالگی سے تا ایندم گذرا تھا من و عن بیان کیا اور کہا کہ مین نے تیرے پدر کو یہ زور و قوت دیا ہی ہاشم نے یہ سُنکے کہا کہ ای نمرود تو وہی ہی کہ باختر سے شکست کھاکے اس جگہ پوشیدہ ہوا ہی اور تیرا پسر زوبین نمرود مسلمان ہوا بلکہ ابتک ہمارے لشکر مین موجود ہی نمرود نے برہم ہوکے کہا کہ اسکو دوزخ ہاویہ مین ڈالدو پس ہاشم کو اُسی طور سے ایک کوہ کے برابر لائے عرش نے کہا کہ اسکو اسی کوہ مین بند کر کے بھجوا سے دوزخ ہاویہ مین ڈالینگے جب ہاشم نے اُس کوہ کو دیکھا کہ قریب سات کوس کے بلند تھا اور درمیان کوہ کے ایک کوٹھری تھی ہاشم کو اُس کوٹھری مین بند کردیا دوسرے روز صبح کو عرش نے آکر دیکھا تو ہاشم کو اُس کوٹھری مین نہ پایا عرش وغیرہ یہ حال دیکھکے نہایت پریشان ہوئے اور نمرود سے جاکے کل حال بیان کیا نمرود نے کہا کہ تمام حال خداوند کو معلوم ہی مگر یہ کارخانہ قدرت ہین اسمین کسیکو دخل نہین ہی — اب دو کلمہ ہاشم کے کہ زہرۂ سیمین دختر نمرود اُسکو لیگئی بیان کیے جاتے ہین

اتنا سلوک ہمسے بھی ای روزگار کر ای چرخ جسطرح ہو عدو اُس سے نہ جل وہ مر گیا اُٹھا نہ اٹھا نالون سے جو فلک پھیلا ہی اتر کے لبین ل قرار لے	لے آ عدو کے پاس ہمکو اُبھار کر اُسکے گلے کا یون ہی کچھ بھی تو ہار کر کہدے ستم شعار اُسکے گلی مین بیکار کر پہونچینگے اُس تلک اتنی ہی تو بسر گذار	حسرت بھری نگاہ سے پھر اُسکو دیکھکر اُس عشق کی بلا مین تو ای دل پھنسا تھا کیتا ہی جوش عشق یہ کہ دل ہنس کر رہا	ای موت آ نہ دیر تو اور انتظار کر کچھ اور گل کھلانہ ہمین اب اُبھار کر شمول جو پاس ہون تو سب ہونکو نثار کر

طی کنندگان مراحل رسم و الفت و سالکان منازل عشق و مودت اس داستان لطف انگیز کے تحریر مین عنان خامہ عنبرین شمامہ کو میدان تحریر بیانی مین یون ہمیز کرتے ہین کہ جب ہاشم کی آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک باغ سبز و خورم مین پایا دیکھا کہ ایک باغ ہی بے مثل و نایاب نہایت سر سبز و شاداب گل مہک رہے ہین غنچے چٹک رہے ہین بلبلین شاخون پر ترنم سرا ہین طرح طرح کے پھول نکہت فزا ہین

یاسمین چمپا گل لالہ مین گڑہل سیوتی داودی نرگس جعفری چھوٹتے فوارہ مین یون بار بار	لالہ و صد برگ و نافرمان کنول کر رہے تھے سارے گل جلوہ گری جس طرح ساون مین ہو پی کی پکار	نسترن شبو چنبیلی موگرا کیا درخت بے ثمر کیا سایہ دار تھا یہ فرحت بخش دل وہ بوستان	رائے بیل اور جاہی جوہی موتیا اپنے اپنے طور کی سب پر بہار جسکو کہیے ثانی باغ جنان

گرد عمارت پاکیزہ بنی ہوئی ہے ایک قصر عالیشان رفعت مین ہمسر آسمان درمیان مین بارہ دری نہایت نادر بنی ہوئی
غرضکہ کسی قدر شب باقی تھی کہ ایک عیار بچے نے آکے عرض کیا کہ حضور کو غلام لایا ہے آپ خاطر جمع رکھین اس
گفتگو مین ایک ضعیفہ آکے ہاشم کے تصدق ہوئی اور کہا خداوندزادی نے آپکو طلب کیا ہے وہ جو کچھ کہے اُس سے
انکار کیجئے گا اور یہ ضعیفہ ملکہ زہرہ جبین کی دایہ ہے دل آرام اُسکا نام ہے اور اُس عیار بچے کی مادر ہے اسی سبب سے
وہ عیار بچہ ملکہ کا کوکا ہوتا ہے الغرض وہ پیرزال ہاشم کو ہمراہ لیکے بارہ دری مین آئی وہان ملکہ چند کنیزون کو ہمراہ
لیے بیٹھی تھی جسوقت ہاشم کی نگاہ اُس پری تمثال حور خصال پر پڑی فوراً بیہوش ہوگیا اور ملکہ بھی اُس یوسف مصر
حسن و جمال کو دیکھ کے از خود رفتہ ہو گئی

تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی ۔ وہ نظر ہی وداع طاقت تھی
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ ۔ ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
دلبہ کرنے لگا طپیدن ناز ۔ رنگ چہرہ سے کر گیا پرواز

جب دونون ہوش مین آئے ملکہ نے پوچھا تمھین پسر حمزہ ہو اور شاہزادہ بدیع الزمان اور رستم کا نام لیکر کہا یہ
دونون برادر بطن رابعہ وگردیہ بانو سے ہین ملکہ نے ہنسکے کہا کہ شاید تم کسی کنیز کے بطن سے ہو شاہزادہ نے خفیف
ہوکر کہا کہ مین ملکہ جہنتیہ بانو کے بطن سے ہون کہ جو سردم بردی کی ہمشیر ہین بعد اس گفتگو کے ملکہ نے شاہزادہ
کو حمام کرایا اور پوشاک نفیس پہنائی اور قریب پردہ ہاشم کو طلب کیا دایہ ... ای عزیز خداوندزادی کو سجدہ کر ہاشم
نے یہ کلام سنکے چند کلمہ وحدانیت پروردگار مین بفصاحت بیان کیے آخر ملکہ کے آئینہ دل سے زنگ کفر دور ہوا از
سر صدق مسلمان ہوئی اور ہاشم کو بلا کے اپنے پہلو مین بٹھایا وہ تمام دن عیش و نشاط مین گذرا اور شب کو
شب ماہ مین بزم انبساط کی طیاری ہوئی جب ہاشم نے عشق بدیع الزمان کا حال ملکہ گوہر ملک سے اور لقا
اور قاسم کا عشق بیان کیا اور صبح کو بھی یہی صحبت رہی صبح کو ہاشم نے پوچھا کہ اس باغ کا کیا نام ہے ملکہ نے کہا اس
باغ کو باغ عدن کہتے ہین اور یہ نہر سلسبیل ہے اور باغ عدالت بھی اسکا نام ہے جس شخص پر خداوند غضب ہوتا ہے اسی
باغ مین اگر اُسپر حکم جاری کرتا ہے اور اُسکے روبرو ایک قصر تھا اُسطرف ملکہ نے اشارہ کرکے کہا کہ یہ مکان عدالت
گاہ ہے اور عادل شاہ نمرود شاہ کیطرف سے اُس سرزمین کا حاکم ہے وہ حسب الحکم نمرود شاہ موافق گناہ کے مجرم کو
سزا دیتا ہے اس اثنا مین ہاشم کو خیال آیا کہ مین کب تک یہان مخفی رہونگا اگر میرے بھائیون کو یہ حال معلوم ہوگیا
کہ ہاشم نے عیش و آرام مین بسر کی اور کوئی کار نمایان نکیا اُسوقت اُنسے خجالت ہوگی پس یہ خیال کرکے ملکہ سے
کہا ... اپنے پاس طلب کرلیا مگر مرکب نہین ہے ملکہ نے کہا کہ مرکب کیا کروگے ہاشم نے کہا کہ اُسپر سوار ہوکے سیر کرونگا
کہ باغ سے باہر جاؤنگا ملکہ نے یہ سنکے کہا کہ مرکب ایسا عمدہ و نایاب میرے پاس ہے کہ جسکا مثل و نظیر نہین ہے مگر وہ کسیکو
سواری نہین دیتا اور خونی ہے نمرود شاہ نے اس مرکب کو اپنے واسطے رکھا ہے ملکہ میرے بھائی عرش نے نمرود شاہ
سے اُس مرکب کو طلب کیا تھا مگر نمرود شاہ نے وہ مرکب اُسے ندیا اور مجکو دیدیا اور اُس مرکب کا نام برق باد پیمائے
اسماعیلی ہے اور وہ مرکب فلان مکان مین زنجیر طلائی سے بندھا ہے شاہزادہ نے کہا اُس مرکب کو مین بھی دیکھون
ملکہ نے اول ہاشم کو بہت منع کیا آخر ہاشم کے اصرار سے اسکو اصطبل مین لیگئی ہاشم نے دیکھا کہ وہ مرکب مانند
فیل کے ہے ہاشم اُس مرکب کو دیکھکے اُسپر عاشق ہوگیا اور پوچھا کہ اسکا زین و لجام کہان ہے ملکہ نے کہا تمسے اول کہدیا
کہ یہ مرکب خونی ہے زین و لجام کیا کروگے مین ہرگز ندونگی ہاشم نے ملکہ سے کہا کہ یہ روز اول ہے اگر آج میرا کہنا قبول نکروگی
تو میرے تمھارے موافقت نہوگی آخر ملکہ نے ناچار ہوکے زین وغیرہ ہاشم کو دیا ہاشم وہ اسباب لیکے مرکب کے قریب
آیا مرکب نے ہاشم کے چہرہ کو دیکھا خال اولاد ابراہیمی و زلف خلیلی دیکھکے مرکب رام ہوگیا ہاشم اُس مرکب کو اصطبل سے

باہر لایا اور زین باندھکر اُسپر داہو ابجرد سوار ہونیکے مرکب نے جست کی اور دیوار کو پھاندکے بیرون باغ آیا اب مرکب نے شوخی
موقوف کی ہاشم نے اُسکو اصطبل مین باندھ دیا اور خود صحبت مین آیا ملکہ نے کہا چشم بد دور تم بڑے شہسوار معلوم
ہوتے ہو ہاشم نے کہا ای ملکہ مین قید ہوکے آیا تھا اور میرے سلاح کہ بہت قیمتی ہین وہ سوفار اژدہا صورت کے پاس
ہین کہ جو مالک جہنم ہی کسیطرح جیسے وہ ہتھیار اُسکے پاس سے آسکتے ہین ملکہ نے کہا اگر وہ ملعون مالک جہنم نہایت مغرور
ہی اور تیس ہزار زنگیان آدم خوار اُسکے ہمراہ رکاب ہین نہین اُس سے ہتھیار منگا سکتی ہون اور نہ وہ ہتھیار دیگا
ہاشم نے کہا کہ مین جاکے اُسے قتل کرونگا اور اپنے ہتھیار لے آؤنگا ملکہ نے کہا کہ جب تم باغ سے باہر جاؤگے
تمکو سب شناخت کر لینگے اُسوقت میری رسوائی ہوگی ہاشم نے کہا کہ مین نقاب ڈالکے جاؤنگا ملکہ یہ سُنکے زار زار رونے
لگی اس اثنا مین چار گھڑی رات آئی ہاشم نے مرکب پر زین باندھا ہرچند ملکہ نے منت وسماجت کی مگر مرکب پر ہاشم
سوار ہوا اور ملکہ کو گریان چھوڑکے باغ سے باہر نکلا اسوقت ملکہ نے بیتاب ہوکے کہا کہ ای پروردگار مین نے اپنے
وارث کو تیرے حفظ وامان مین دیا اور اُسطرف ہاشم نے باغ سے نکلکے پوچھا کہ سوفار کے مکان کی راہ کسطرف ہی
لوگون نے کہا کہ بسمت کوہ ہاویہ جسقدر مکانات ہین وہ اُسیکے ہین ہاشم نے متصل کوہ ہاویہ پہونچکے دیکھا کہ کثرت
روشنی ہو رہی ہے اور قصر ہاے دوزخ وبہشت برابر برابر ہین پس ہاشم مرکب اُٹھاکے ایک مکان مین گیا زنگیون نے ہرچند
منع کیا مگر ہاشم داخل مکان ہوا سوفار نے ہنگامہ سُنکے سر اُٹھایا دیکھا کہ ایک جوان رستم صولت مثل آفتاب درخشان کے
آتا ہی اسوقت سوفار کو رہائی ہاشم کا تصور ہوا کہ وہ کہان غائب ہوگیا اب ہاشم کو دیکھ کے کہا کہ ای خیرہ سر تو کون ہی لیکن
زنگیون نے سوفار سے کہا کہ یہ وہی خدا پرست ہی جو قید سے غائب ہوگیا تھا پس سوفار نے کہا کہ غضب خداوندی
مین تو گرفتار ہوگیا تھا اب خداوند نے اپنی قدرت سے خود بخود تجکو یہان پہونچا دیا اور ہاشم کا اسباب اُسکے روبرو
رکھا ہوا تھا کیونکہ ہاشم کا اسباب سب کے پسند تھا اور ہر ایک اُسکی تعریف کر رہا تھا پس ہاشم نے اُس سے کہا کہ
ای ملعون مین اپنے اسباب لینے آیا ہون سوفار یہ کلام سُنکے اُٹھا کہ ہاشم کو پکڑکے دوزخ ہاویہ مین ڈالدون پس ہاشم
کیطرف ہاتھ بڑھایا ہاشم نے اُسکا ہاتھ پکڑکے ایسا جھٹکا مارا کہ سوفار سر کے بھل زمین پر گرا ہاشم نے اُسکے سینہ پر سوار
ہوکے اسلام کا سوال کیا سوفار نے انکار کیا پس ہاشم نے پس پشت سے مع نرخرہ اُسکی گردن کھینچ لی اور
بجلدی تمام اسلحہ اپنے جسم پر آراستہ کرکے اپنے مرکب پر سوار ہوا زنگیان سوفار نے ہاشم کو گھیر لیا ہاشم
چند زنگیون کو قتل کرکے مکان سے باہر نکلا مگر چونکہ شب تاریک تھی اس سبب سے بہشت ہمدان کی راہ فراموش کی
اور تمام شب سرگردانی مین بسر ہوئی صبحکو ایک دروازہ کلان کے متصل پہونچا دیکھا کہ وہ دروازہ فولادی ہی اور
دروازہ پر ایک عمدہ نہایت بنگلہ بنا ہی اور چار پانچ آدمی روبرو بنگلے کی ورزش کر رہے ہین اور تمام آلات ورزش
وہان موجود ہین ہاشم اس خیال سے مرکب بڑھاکے دروازے کے اندر گیا کہ اہالیان شہر مردود اس مرکب کو
ضرور پہچانتے ہونگے اور اب دن نکل آیا ہی لہذا اس مکان مین پوشیدہ ہونا چاہیے یہ تصور کرکے اندر گیا دیکھا
کہ جابجا مکانات عمدہ بنے ہین اور صحن بھی بہت وسیع ہی لوگون نے ہاشم کو دیکھ کے کہا کہ ای عزیز تو کون ہی اور
ہمارے مکان مین کیون آیا ہاشم نے کہ صاحبو مین اس شہر مین تازہ وارد ہون اور راہ بھول کے تمام شب گردان
رہا تمہارے مکان مین اس قصد سے آیا ہون کہ تھوڑی دیر آرام کرکے چلا جاؤنگا مگر یہ مکان کسکا ہی اور صاحب خانہ کا
کیا نام ہی لوگون نے کہا کہ یہ مکان طائفہ کوہ بازدان کا ہی اور ہمارے سردار کا نام شہباز کوہ بازو ہی لیکن جب
شہباز نے صداے غلغلہ سُنی بنگلے پر سے نیچے نظر کی دیکھا کہ ایک جوان آفتاب طلعت رستم صولت مرکب باد رفتار پر

سوار ہوا اور لوگ اُسکو گھیرے ہوئے ہین چونکہ بسبب رزعش کے شہباز اُسوقت لنگی باندھے تھا اور اُسکا سن بھی قریب پچیس ۲۵ سال کے تھا ہاشم کو دیکھکے فوراً عاشق جمال ہاشم ہوگیا اور سب کو منع کیا کہ خبردار کوئی اس جوان کا مزاحم نہو بیٹھکے اور دو ٹہ اُٹھی اوڑھکے ہاشم کے قریب آیا اور کہا آپ یہان تشریف لائے اور اس مکان کو اپنا ہی تصور فرمایئے بعد ازان سائیسون کو حکم دیا کہ شغو کا مرکب اصطبل مین لیجاؤ اور ہاشم کو لیجاکے باعزاز تمام بنگلے مین بٹھایا اس اثنا مین ایک خدمتگار نے آکے شہباز کے کان مین کچھ کہا ہاشم نے تصور کیا کہ اس خدمتگار نے میرا ہی بیان کیا آخر درمیان مین دوسرے خواص نے آکے کچھ اور شہباز کے کان مین کہا پس شہباز نے ہاشم کی طرف دیکھا ہاشم نے کہا اے شہباز یہ لوگ سچ کہتے ہین ہاشم میرا ہی نام ہے یہ جرأت دیکھکے شہباز نے کہا کہ اگر آپ ہاشم ہین تو کچھ اندیشہ نکیجئے میرا بھی سر آپکے ہمراہ ہے اور میرے ساتھ تیس ہزار جوانان رستم صولت ہین اور مین بسبب غرور بہادری و پہلوانی کے کبھی عرعش بن نمرود کے پاس کبھی نہین جاتا ہاشم نے سُنکے کہا کہ اے بہادر یہ امر مجکو منظور نہین ہے کہ میرے سبب سے تمکو کچھ ضرر پہونچے اور مین تو آمادہ مرگ ہون شہباز اور اُسکے ہمراہیون نے کہا کہ اے بہادر مردون کا قول ایک ہوتا ہے اگر تم آمادہ مرگ ہو تو ہم بھی تمھارے قدم پر اپنی جانین نثار کرینگے القصہ کہ قول مردان جان دارد و سخن مردان اعتبار چیب ہاشم نے اُنسے یہ کلام سُنا تو کہا کہ اے شہباز تمنے سُنا ہوگا کہ نمرود سابائل مین گیا تھا اور خواجہ عمر نے اُس مردود کی ریش تراشی کی تھی اور قسطیطون کو جلا دیا تھا مگر ساحرہ جنی اُسکو لیکے بھاگا پس اُسنے یہان آکے پھر دعوی خدائی کیا سُنکے سب نے کہا کہ مکاری نمرود پر لعنت خدا ہو شہباز نے کہا اے برادر فرہاد کوہ باز و نمرود بیباک مکار ہے اتنے مین ایک شور و غل گریہ و بکا کی صدا آئی شہباز نے دیکھا کہ ایک لاش چارپائی پر پڑی ہے اور گروہ زنگیان برہنہ سر و برہنہ گریہ و زاری کرتے ہوئے اُس لاش کو لئے جاتے ہین شہباز نے لوگون سے کہا دریافت تو کرو کہ یہ لاش کسکی ہے جب لاش قریب آئی لوگون نے زنگیون سے حال دریافت کیا اُنھون نے کہا کہ یہ لاش سوفار اثر دہا صفت مالک جہنم کی ہے شب کو ہاشم آیا اور اُسکو قتل کرکے اور اپنے ہتھیار لیکے صحیح و سالم نکل گیا شہباز نے سُنکے ہاشم سے کہا کہ ماشاء اللہ یہ کام بھی حضور ہی نے کیا اب یہ فرمایئے قید سے کیونکر رہائی ہوئی تب ہاشم نے تمام حال ملکہ زہرہ جبین کے لیجانے اور مرکب جیتنے کا بیان کیا بعد ازان ہاشم و شہباز عیش و عشرت مین مشغول ہوئے

بس کیا پوچھتے ہو ہمدم اس جسم ناتوان کی + رگ رگ مین نیش غم ہے کہیے کہان کہان کی

داستان پہونچنا لاش سوفار کا نمرود کے پاس اور اُسکا برہم ہوکے تلاش ہاشم کا حکم دینا

ہاتھ نکلا دست جنون اب کیا پیراہن کے پاس + دھجیان ہوکر گریبان آچکا دامن کے پاس

خود بخود گردن بھی جاتی ہے کچھ غفلت نہین + سحر ہے افسون ہے کیا ہے غضب آہن کے پاس

خاک تو ہونگی اُڑا اس گل تک کبھی + بلبل بیکس کو گلچین روک نگ گلشن کے پاس

آتش سوز جنون کی شعلہ افشانی نہ پوچھ + آتے آتے طوق خستہ ہوگیا گردن کے پاس

مرکے بھی خالی نہوگا پہلو تربت مرا + بیکسی رو رہا کریگی بیٹھکر مدفن کے پاس

واقفان کہ در سخن فرد اند + شرح این داستان چنین کردہ کہ جب سوفار کی لاش عرعش کے روبرو پہونچی طنطر زرین پیچ نمرود اور وزیر اُسکا بلند اختر دربار مین موجود تھے عرعش سوفار کے قتل کا بیان سُنکے اور اُسکی نعش دیکھکے خائف ہوا اور طنطر سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مغضوب خدا ونگ کا گیہ نہین ہے اور اُسطرف نمرود نے بھی یہ خبر سنکے حکم دیا کہ جلد اُس قیدی کو پیدا کرو اور طنطر عیار کو کہ اُسکا نام اسقم بھی ہے ہاشم کی تلاش کے واسطے

تاکید اکید کی طنطر نے اپنے مکان مین آکے تمام حال خفگی نمرود کا اپنی مادر سے بیان کیا اُس دلالہ نے ہاشم کو
تمام مکانات شہر مین تلاش کرنا شروع کیا اور اُس جانب شہباز نے اُن لوگون کو جو حال ہاشم سے آگاہ ہوئے
تھے اِس خوف سے قید کیا کہ شاید یہ حال کسی سے بیان کرین اور اُسطرف ارقم نے خیال کیا کہ مین نے عوش
سے تین روز کا وعدہ کیا تھا دو روز گذر گئے مین فقط ایک دن باقی رہگیا ہی اگر ہاشم کا نشان نملا تو اُسکے عوض مین
قتل کیا جاؤنگا ارقم یہ تصور کرکے شہر مین پھرنے لگا جب شہباز کے دروازہ پر پہونچا اُسکا دروازہ بند دیکھکے
اسکے دل مین شک پیدا ہوا اتفاقاً اُسیوقت ہاشم نے بھی کھڑکی سے سر باہر نکالا تھا کہ ارقم نے فوراً اُسے پہچان
لیا اور عوش سے آکے تمام حال بیان کیا پس عوش نے یہ سنکے شہباز زرین تاج و شہباز تاجدار کو حکم دیا
کہ تم جاؤ اور اس خداپرست کا سر مع شہباز کے جلد لاؤ اور یہ دونون تین لاکھ سوار کے سردار ہین غرضکہ یہ دونون
مع فوج روانہ ہوئے جب قوم شہباز نے اس فوج کو دیکھا قیفال نے پوچھا کہ یہ فوج کہان جاتی ہی اُسنے
کہا کہ شہباز نے ہاشم کو اپنے مکان مین پوشیدہ کیا ہی لہذا حکم خداوند ہی کہ اُسکا سر حاضر کرو اگر شہباز بھی جرم
ہوگا تو اُسکا بھی سر کاٹا جائیگا فرقہ کوہ بازدان نے کہا کہ ہم بندۂ نمرود ہین ہمکو شہباز سے کچھ سروکار نہین یہ
کہکر قیفال شہباز کے دروازہ پر آیا اور کہا کہ اے شہباز اگر اپنی خیریت چاہتا ہی تو اُس خداپرست کو ہمارے
حوالے کر دو ورنہ ہم سب تجکو گرفتار کرکے عوش کے حوالے کرینگے شہباز نے یہ سنکے دروازہ کا بند و بست کیا
شہباز کی بی بی نے یہ حال سنکے کہا کہ ہائے غضب یہ تمنے کیا کیا اُس خداپرست کو جلد اپنے مکان سے
نکالدو شہباز نے کہا کہ اے بی بی اسنے مجکو دولت اسلام سے سرفراز کیا اُس مومنہ نے یہ سنکے کہا کہ مین
بھی مسلمان ہوئی لیکن ہاشم یہ ہنگامہ سنکے تلوار پکڑکے اُٹھا اور شہباز سے کہا کہ برادر خداحافظ مین جاتا ہون
تم ان لوگون سے کہدینا کہ یہ شخص زبردستی یہان چلا آیا تھا بلکہ تم بھی اپنی جان بچانے کے واسطے مجھ پر حملہ کرنا
شہباز نے کہا کہ یا امیر مجسے ہرگز نہوگا جو کچھ مین نے زبان سے کہا وہی ہوگا اسطرف تو یہ ہنگامہ تھا اُسطرف
ملکہ نے سُنا کہ اُس خداپرست نے سو فار کو قتل کیا اور اب وہ شہباز کے مکان مین ہی اور فوج اُسکی گرفتاری
کو جاتی ہی ملکہ نے یہ خبر سنکے مقسوم تیز رفتار اپنے عیار کو کہ جو ہاشم کو لایا تھا بھیجا کہ تو جلد جاکے ہاشم کی خبر لا
مقسوم یہ سنکے روانہ ہوا اور اسطرف ہاشم مرکب بادپائے اسماعیلی پر سوار ہوا اور شہباز کوہ بازو و مہران کوہ بازو و نعمان
کوہ بازو و فرہاد کوہ بازو وغیرہ سات آدمی تلوارین کھینچکے ہاشم کے ہمراہ دروازہ سے باہر نکلے لیکن قیطال و افعال و قیفال وغیرہ ملازم
شہباز سے منحرف تھے کہ قیفال ہاشم کی طرف چلا نعمان نے یہ دیکھکے تلوار ماری قیفال کے دو ٹکڑے ہوگئے
پس قیطال و افعال مرکب دوڑا کے نعمان کے برابر آئے نعمان نے قیطال سے مقابلہ کیا اور افعال
نے پشت سے آکے نعمان کو زخمی کیا لیکن ہاشم نے یہ حال دیکھکے اور گھوڑا بڑھاکے قیطال کو بھی دو ٹکڑے کیا
اور مع مرکب افعال کو چار ٹکڑے کیا اور شہباز کوہ بازو دو دو آدمیون کو پکڑکے قتل کرتا تھا پس یہ حال دیکھکے
تمام فوج بھاگ گئی شہباز زرین تاج و شہباز تاجدار کے پاس جمع ہوئی پس ان دونون نے مع فوج ہاشم پر
حملہ کیا قضارا زرین تاج اور ہاشم کا مقابلہ ہوگیا ہاشم نے زرین تاج کو زخمی کیا اور شہباز تاجدار کو تو قتل ہی
کر ڈالا مگر مہران نے اکثر ہمراہیان ہاشم کو قتل کیا ہاشم یہ حال دیکھکے برہم ہوا اور پہونچکے مہران کو بھی جہنم واصل
کیا ہاشم شہباز کوہ بازو وغیرہ کے گرد مثل پروانے کے پھرتا تھا غرضکہ اسیطرح تمام دن جنگ مین گذرا کہ ایکطرف
سے آواز نقارہ بلند ہوئی سب نے دیکھا کہ مطلا زرین پرچم پیغمبر نام رسل کا کہ جسکا نام خسرو بلند اختر تھا اور پیغمبر نام رسل سے

اُسکو اسواسطے بھیجا ہی کہ اُس خداپرست کو گرفتار کر لا اور یہ خسرو نہایت زبردست اور قوی ہیکل جوان ہی جب شہباز اور ہاشم نے اسکا لشکر دیکھا اُسوقت ہاشم نے کہا کہ ای شہباز اب بغیر مرگ کے کچھ چارہ نہین ہی لہذا اب فرار کرنا مناسب ہی یہ کہکے زخمیون کو مرکب پر سوار کیا اور مہران کی لاش بھی ایک مرکب پر ڈالی اور ہاشم وغیرہ تلوارین مارتے ہوئے ایک طرف روانہ ہوئے چونکہ شب تاریکی سب نکل کے ایک کوچہ مین آئے کہ ایکبار تین جوانون نے نکل کے کہا کہ ای ہاشم تو ہی پسر حمزہ ہی ہاشم نے کہا ہان مین ہی ہون پس اُس شخص نے ایک تلوار ماری کہ ہاشم کا خود کٹکے سر مین کسیقدر زخم آیا ہاشم نے بجلدی تمام اُسکی تلوار رد کرکے اُسکو تلوار ماری وہ تلوار اُسکے گھوڑے کے گردن پر پڑی اور گردن کٹ ہوئی وہ شخص مع مرکب زمین پر گرا ہاشم نے اپنے ہاتھ کو روک کے کہا کہ ای شخص اٹھ وہ شخص ہاشم کی یہ جرأت دیکھکے عاشق ہوگیا اور کہا کہ ای شہزادے وہ ہاتھ قطع ہون کہ جو تجھپر اٹھین مین تیرا غلام ہون اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی میرے گھر چلو الغرض وہ شخص ہاشم کو اپنے مکان مین لایا اور دروازہ کا بخوبی بندوبست کر لیا اور اسطرف خسرو و بلند اختر نے ہاشم وغیرہ کو بہت تلاش کیا جب کسی جگہ انکا پتہ و نشان نہ معلوم ہوا اُسوقت مجبور ہوکے عرش کے پاس آیا اور تمام حال بیان کیا عرش نے کہا کہ شہنشاہ جان مع سپاہ کل کے یہان کا بھی طور مجکو معلوم ہوتا ہی مگر شہباز کوہ بازو وغیرہ نے جو اپنی بلند نامی کے واسطے یہ حرکت کی ہی وہ اپنے دلمین کیا سمجھے ہین انکو اسطرح قتل کرونگا کہ تمام اہل زنگبار کو عبرت ہو پس دو سردارن کہ انکے نام فرہاد روئین تن و فولاد زنگی ہین اور وہ دونون سمادات روئین تن زنگی کے ہمراہیون مین سے ہین اُن دونون کو حکم کیا کہ تم جاکے شہباز کوہ بازو کی ناموس کو کشان کشان لاؤ یہ دونون زنگی مع بارہ ہزار سوار کے واسطے بربادی خانہ شہباز اور اُسکی ناموس کے روانہ ہوئے ۔

اب کچھ حال ملکہ زہرہ سیمتن دختر نمرود کا بیان ہوتا ہی ــــ کہان ہی تو ای ساقی لالہ فام

میرے سامنے جلد لا بھر کے جام	لگا دے مرے منہ سے جام شراب	کہ اٹھ جائین سب سامنے سے حجاب	نظر آئے حسن عروس بہار
کرون ختم زیبستہ ہین نو بنو گلعذار	رہین گلعذار چمن ہم بغل	نہ آئے مرے عیش مین کچھ خلل	دکھاؤن مین اپنی طبیعت کا رنگ
جدا سب سے ہو میرا انگ ڈھنگ	عروس مضامین کرین جلوہ گر	رہے نشۂ بادہ آٹھون پہر	ازل سے ہی یان مے پرستی کا شوق
ہمیشہ ہی اشعار رنگین کا ذوق تھا	اب اس بزم مین تو چھکا دے مجھے	کرم اپنا ساقی دکھا دے مجھے	چمن مین بہار آئی ہی ابر ہی
بھلا اب کہان طاقت ہمسری	پیا ساقیا جام عشرت بہار	نو لسم سے کہ داستان نگار	جبکہ ملکہ زہرہ سیمتن پری نے

مقسوم عیار کو واسطے خبر ہاشم کے روانہ کیا اور خود گریہ و زاری اشکباری مین مصروف تھی انجمن آرا وزیرزادی نے کہا کہ ای ملکہ ہاشم شہباز کوہ بازو کے مکان مین کیونکر پہونچے ملکہ نے ایک آہ سرد دل پُر درد بھر کے کہا کہ شاید راہ بھول گئے ہونگے اور اسطرف جو مقسوم واسطے تلاش ہاشم کے روانہ ہوا تھا وہ لشکر شہ کے ہمراہ تھا لیکن بسبب غائب ہونے ہاشم کے اُسنے ہاشم کا حال کسی سے نہ پوچھا اور اسطرف ہاشم و شہباز و فرہاد جب اُس شخص کے مکان مین گئے اُسوقت اُن سب نے مہران کو دفن کیا اور اُس جوان نے ہاشم کو مسند پر بٹھا کے کہا کہ ای شہریار ہم چار آدمی تمھاری جنگ دیکھکے حیران تھے ہمارے نام فیروز و منصور جنگ آزما ہین ہمکو نمرود جس جگہ بھیجتا ہی بغیر فتح کیے ہم لوگ نہین پھرتے اور یہ تین جوان میرے خواہر زادے ہین اور انکے نام ظفر و غضنفر و اخضر ہین آپ کی شجاعت دیکھکے انھون نے اکثر مجھے کہا کہ ای ماموں جان ایسے شیر بیشہ شجاعت کی شرکت کرنا مناسب ہی دیکھو شہباز نے کیسا نام کیا مین نے یہ سنکے کہا تھا کہ اگر اُس خداپرست کا دین بہتر ہو

برحق ہی تو ضرور میرے کوچے مین اُسکا گذر ہوگا اور میرے اور آپکے باہم جنگ بھی ہوگی اُسوقت مین اُسکا شریک
ہونگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تم میرے کوچے مین آئے اور میرے تمھارے باہم جنگ بھی ہوئی اور مین تمکو یہان لے آیا
اس گفتگو کے بعد ہاشم نے شہباز کے زخمون کو بخیہ کیا اور چونکہ تمام روز جنگ کی تھی اور نہایت خستہ تھے شب بھر
آرام کیا اور اُسطرف منصور و فیروز وغیرہ نے تاکید کی کہ خبردار دروازہ مکان نہ کھلنے پاوے اور خود باہر آکے دیوانخانہ
مین بیٹھے جب منصور کے ملازم جمع ہوئے تو منصور نے کہا کہ شہباز کوہ بازو نے عجب جرأت کی میرا دل چاہتا
ہے کہ مین بھی اُس جوان کا شریک ہو جاؤن اُن لوگون نے یہ سنکے کہا کہ خدا نکرے آپ اُسکے شریک ہون یہ سنکے
منصور خاموش ہوگیا۔ اس عرصہ مین ایک شخص نے آکے کہا کہ آج خداوند زادے نے حکم دیا ہے کہ شہباز
کے ناموس وغیرہ کو گرفتار لاؤ پس اُنکی گرفتاری کے واسطے سردار گئے ہین منصور نے یہ سنکے آہ سرد کھینچی اور
اپنے خواہرزادے سے کہا مین نے سنا ہے کہ آج شہباز کے ناموس کی بیعزتی ہوگی مین چاہتا ہون کہ اُسکے ناموس کو
بھی یہان لے آؤن اُسکے خواہرزادہ نے کہا کہ اُسکی فقط ایک بی بی ہے اور ہماری ایک دختر اور ایک بی بی
ہے پس اس صورت مین اگر یہ راز افشا ہوا تو تمھارا بھی یہی حال ہوگا منصور نے یہ سنکے اُسکو کچھ جواب ندیا
اور اپنے منہ پر نقاب ڈال کے اور مرکب پر سوار ہو کے عقب باغ سے شہباز کے مکان کی طرف روانہ ہوا اور بعد
منصور کے خواہرزادہ نے شہباز سے یہ حال بیان کیا چنانچہ منصور کو ہرچند تلاش کیا مگر نہ پایا خیال کیا کہ شاید
منصور شہباز کے مکان کی سمت گیا ہے اور یہان شہباز یہ حال سنکے گریان ہوا اس اثنا مین ہاشم کی
آنکھ جو کھلی شہباز سے سبب گریہ پوچھا لوگون نے تمام حال بیان کیا ہاشم بھی مرکب پر سوار ہو کے روانہ
ہوا انکے بعد شہباز و فیروز و نعمان وغیرہ بھی مرکبون پر سوار ہو کے روانہ ہوئے اب

ذکر فولاد و فرہاد روئین تن کا بیان ہوتا ہے کہ فولاد مع لشکر شہباز کے مکان پر آیا اور تمام مکان
کو گھیر لیا زن شہباز کی گود مین چار سال کا لڑکا تھا وہ اُسکو اپنے سینہ سے لگا کے رونے لگی فولاد نے
دل مین کہا کہ زن شہباز کو گرفتار کرکے قبضہ مین لانا چاہیے اور اُسطرف فرہاد کے دل مین بھی خیال آیا
آخرکار دونون باہم شہباز کے مکان مین گئے اور قصد کیا کہ زن شہباز کو گرفتار کرین مگر اس باعث سے
فرہاد و فولاد مین نزاع ہوئی کہ فرہاد چاہتا تھا کہ مین زن شہباز کو گرفتار کرون اور فولاد کا یہ منشا تھا کہ
مین اُس عورت کو اپنے قبضہ مین لاؤن غرضکہ دونون مین باہم نوبت شمشیرزنی پہونچی لیکن چونکہ دونون برابر
تھے اس سبب سے کوئی زخمی نہوا اتنے مین منصور کوہ بازو پہونچا اور اُن دونون کو قتل کرکے زن
شہباز کو مرکب پر سوار کیا اور آپکے لڑکے کو اپنے آگے بٹھا لیا یہ حال دیکھ کے زنگیون نے چہار طرف
سے منصور کو گھیر لیا منصور نے تلوار کھینچکے ہزارون زنگیون کو قتل کیا قضارا اُسوقت سعادات زنگی مع دو ہزار
زنگیون کے دربار مین جاتا تھا زنگیون نے یہ حال دیکھکے سعادات کو خبر کی سعادات نے مع اپنے فوج کے
منصور کو گھیر لیا زن شہباز نے سراسیمہ ہو کر دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے اور وہ لڑکا بھی رو رو کے دعا کرتا
تھا کہ اُسوقت ہاشم پہونچا منصور نے سنا کہ ایک نقابدار آیا ہے منصور یہ سمجھا کہ شاید شہباز اپنی بی بی کا
حال سنکے نقاب انداختہ آیا اور اس عرصہ مین ہاشم بھی قریب پہونچ گیا منصور نقابدار کو دیکھکے ترکیب
اعضا سے سمجھا کہ یہ نقابدار شہزادہ ہے پس زن شہباز سے کہا کہ ہراسان نہو ہمارا سردار آگیا اور اُسطرف زنگیون
نے شہزادہ کو دیکھکر تلوار ماری ہاشم نے اُسکا حربہ رد کرکے ایسی شمشیر ماری کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے بعد ازان

منصور کے پاس آکے کہا کہ ای منصور یا تو ان شہباز کو مجھے دو یا لڑکے کو تا کہ تم سبک ہو جاؤ منصور نے اُس طفل کو ہاشم
کے حوالے کیا اور جنگ مین مصروف ہوا الغرض تمام دن ہنگامہ جنگ برپا رہا جب دو گھڑی رات گذری یہ دونون
گلیون مین ہوکے روانہ ہوئے جو لوگ کہ جنگ سے بھاگے تھے اُنھون نے یہ خبر عرش سے جا کے بیان کی اور اسطرف
ہاشم و منصور وغیرہ اپنے مکان مین داخل ہوئے شہباز اپنی زن و فرزند کو دیکھکر گریان ہوا اور اسطرف عرش نے
ارقم سے تاکید کی کہ ان مفسدون کو جلد تلاش کر ارقم نے اپنے گھر مین آکے اپنی مادر سے یہ ماجرا بیان کیا اُسکی مادر
بیچک بیچنے کے حیلہ سے ہر ایک مکان مین پھرنے لگی ناگاہ منصور دربار مین گیا تھا اور مظفر نے کسی ضرورت سے
دروازہ کھولا تھا کہ اُس زن حیلہ ساز نے پہونچکے ہاشم وغیرہ کو دیکھ لیا اور اُسیوقت پھر کے روانہ ہوئی لیکن مظفر بھی
اُسکو دیکھکے اُسکے عقب مین دوڑا اور اُسطرف سے غضنفر آتا تھا یہ دونون اُس عورت کو پکڑکے اپنے مکان مین لائے
اور اُس زن پرفن کو ذبح کرکے دفن کر دیا لیکن سوسن نامی مظفر کی کنیز ہاشم کا حسن و جمال دیکھکے اُسپر عاشق ہوگئی
ایک شب وہ آراستہ ہوکے ہاشم کے پاس آئی اور اپنا اظہار عشق کیا ہاشم نے اُسکے طمانچہ مارا سوسن نے
دلمین خیال کیا کہ صبح کو ہاشم مظفر و غضنفر سے یہ حال ضرور بیان کرینگا پس یہ خیال کرکے اور بردا اوڑھ کے روانہ
ہوئی کہ یہ تمام ماجرا ارقم سے بیان کرون اُسیوقت ارقم چبوترہ کوتوالی پر بیٹھا تھا کہ کنیز نے آکے کہا کہ مین ہاشم کا حال جانتی ہون
یہ سُنکے ارقم زیر چبوترہ اُس کنیز کے پاس آیا کنیز نے قصد کیا کہ مین ارقم کے کان مین سرگذشت بیان کرون ناگاہ ہمنر توفیق کہ سابق مین جسکا
نام مقسوم عیار ملکہ زہرہ جبین تھا پہونچا اور پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہی لوگون نے کہا کہ ایک کنیز آئی ہی اور وہ کہتی ہی کہ مین
ہاشم کا نشان بتا دونگی توفیق نے یہ سُنکے دلمین کہا کہ غضب ہوا الغرض جا کے ایسا اُسکے خنجر مارا کہ وہ کنیز گر گئی فقط وہ
کنیز اسیقدر کہنے پائی تھی کہ ہاشم منصور کے مکان مین ہی اور تیری ماں کو قتل کرکے باغ مین دفن کیا ہی توفیق پھر کے
ارقم کے پاس آیا اور اُسکو بھی ایسا خنجر مارا کہ وہ بھی جہنم واصل ہوا لوگون نے توفیق کو گرفتار کیا توفیق نے کہا کہ
یہ حرامزادہ دلالہ کو اشراف لوگون کے مکان مین بھیجکے زنان شرفا کو گمراہ و خراب کرتا تھا اسواسطے مین نے اُسے قتل کیا
لیکن کوتوالی کے پیادون نے توفیق کو گرفتار کرکے قصد کیا کہ عرش بن نمرود کے پاس لیجائین اور اُسطرف صبح کو
منصور کو معلوم ہوا کہ شب کو کنیز کہین بھاگ گئی اور حال عشق بھی سُنا تھا اور مظفر بازار مین آیا تھا اُسنے یہ تمام ماجرا
دیکھکے ہاشم سے آکر بیان کیا کہ توفیق نے سب کو قتل کیا ہاشم نے کہا کہ ای منصور تم جاؤ اور کہو کہ توفیق میری
کنیز کو گمراہ کرکے لیگیا تھا اور اُسکو قتل بھی کیا غرضکہ منصور حسب فہمائش ہاشم کے آیا اور توفیق کو گرفتار کرکے
کہا کہ میرا مال کنیز لیکے بھاگی تھی اِسی نے اُسکو قتل کیا میرا مال مجکو دے اور مجھے خداوند زادہ کا کچھ خوف نہین ہی چنانچہ
توفیق کو پکڑکے اپنے گھر مین لایا توفیق نے ہاشم کو دیکھکے ملکہ کیجانب سے بہت شکایت کی ہاشم نے کہا کہ ای
برادر مین نے شب کو راہ گم کی اور صبح کو مین ایک مکان مین پہونچا اور جو کچھ حال گذرا تھا سب من و عن بیان کیا
توفیق شب کو مخفی ہو کر ملکہ کے پاس آیا اور تمام حال ملکہ سے بیان کیا اور ہاشم نے توفیق سے یہ بھی کہدیا تھا
کہ مین آج ضرور آؤنگا ملکہ یہ سُنکے بہت خوش ہوئی اور آراستگی باغ کا حکم دیا اور ہاشم بھی اسطرف چلنے کی طیاری مین تھا

اب وہ نغمہ داستان عرش بن نمرود کے سماعت فرمائیے

نغمہ سنجان بوستان سخن | نازکی بخش داستان کہن
شاخسار بیان پہ بلبل سان | اسطرح ہوتے ہین نوا سنجان

جبکہ ارقم قتل ہوا قہرش عیار کہ طاؤس الحرمین اُسکا خطاب ہی اور برق برلیق کا شاگرد ہی اُسنے اپنی طرف
سے طوفان ارزق چشم کو بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ای عرش اسکو کوتوال شہر کر کہ یہ ہاشم کو تلاش کریگا غرضکہ اُسکو

کوتوال شہر کیا اور اسطرف ہاشم نے مع بارہ مردوزن یعنی فیروز و شہباز وغیرہ کے باغ ملکہ زہرہ مشکین مین جانے کا
قصد کیا یہ قصد دیکھکے معتبر سائیسان منصور نے جاکے تمام حال طوفان ازرق چشم سے بیان کیا اور کہا کہ ہاشم مع
شہباز منصور کے مکان مین ہی اور آج اُنکا قصد بھاگنے کا ہی بس طوفان نے یہ اہتمام کیا کہ جو رستہ روشن کر کے
جابجا چوکی مقرر کی جسوقت ہاشم مع ہمراہیون کے روانہ ہوا طلایہ دار سد راہ ہوئے طوفان نے حکم دیا کہ حقہ ہای
آتشبازی مارو چنانچہ حقہ ہای آتشبازی سے سب مرکب بھڑکے اور گھبرا کر فرار کرنے لگے مگر ہاشم نے طوفان کے
برابر ہونچکے ایسا ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ اُسکو مع مرکب چار ٹکڑے کر دیا اور توفیق نے سائیس کو قتل کیا اور چند
مردان دیگر کو ہاشم نے قتل کیا جب تمام فوج بھاگ گئی ہاشم وہان سے روانہ ہوکے مع رفقا باغ عدن مین داخل
ہوئے ملکہ نے ہاشم سے دفتر شکایت کھولا اور کہا کہ تمسا بیمروت آدمی ہمنے دوسرا نہین دیکھا ہاشم نے عذر معذرت
کی اور تمام کیفیت گذشتہ ملکہ سے بیان کی ملکہ سنکے خاموش ہو گئی اور سردارون کے واسطے پلنگ و فرش وغیرہ سامان
استراحت بھیجا مگر ہاشم خواہرزادہ منصور سے کہہ آیا تھا کہ ابھی تم اسی مکان مین رہو اور بعد میری روانگی کے عرش
کے پاس جانا اور بیان کرنا کہ مجکو اپنے ماموں منصور سے کچھ سروکار نہین ہی جو کچھ منصور کا منصب ہی وہ مجکو عنایت
ہو یقین ہی کہ تمھارے اس بیان سے عرش خوش ہوگا اور منصور کا عہدہ تمکو دیگا غرضکہ حسب فہمائش ہاشم
خواہرزادہ منصور نے عرش سے جاکر عرض کیا کہ منصور سے جو حرکت ظہور مین آئی مجکو اصلا اُسکی خبر نہین ہی آپ
تو نمکحرامی کی مگر مین خداوند کا شریک ہون عرش نے یہ سنکے منصور کا عہدہ اُسکے خواہرزادہ کو مرحمت کیا بعد
ازان منصور کے بیابانی نے خفیہ طور سے ہاشم و منصور کے لیے مرکب روانہ کیے اور بیابان کا حال سنیے کہ
ہاشم کو جب باغ مین تین دن گذر گئے روز چہارم ہاشم نے اپنے رفقا سے کہا کہ اب میرا ارادہ شبخون مارنے کا
ہی یہ سنکے سب طیار ہوئے اور جہان نمرود کی فوج قیام پذیر تھی وہان پہونچکے لندھور و امیر سرداران امیر کے
نام سے نعرہ کر کے فوج پر جا پڑے چونکہ اہل لشکر نمرود غافل تھے لہذا چند عرصہ مین کشتون کے پشتے لگ گئے لیکن
چار سردارون کا طلایہ تھا کہ اُنکے نام اجلال بن بخت و مجلال و مہلال و اضلال تھے وہ یہ حال دیکھکے چار جانب
سے دوڑے اجلال نے پہونچکے شہباز کو تلوار ماری کہ شہباز کے سپر و دو انگشت زخم آیا ہاشم نے پہونچکے
اجلال کو تلوار ماری وہ تو بچ گیا مگر اُسکا مرکب قتل ہوا شہزادے نے اُس سے کہا کہ دوسرے مرکب پر سوار
ہو وہ مرکب کی فکر مین گیا اسی عرصہ مین مجلال ہاشم کے روبرو آیا ہاشم نے اُسکو بھی زخمی کیا اُسکے مردمان ہمراہی
اُٹھا لیگئے مگر مہلال کے ہاتھ سے نعمان شہید ہوا ہاشم نے پہونچکے مہلال کو بھی زخمی کیا اُسکے لوگ اُسے لیگئے
اس عرصہ مین اجلال دوسرے مرکب پر سوار ہو کے آیا اور ہاشم پر تلوار ماری مگر اُسکی تلوار ٹوٹ گئی ہاشم نے
کہا کہ جاکے دوسری تلوار لا اگر اس عرصہ مین تمام رفقاے ہاشم کے زخمی ہو گئے تھے ہاشم نے یہ حال دیکھا تب
کہا کہ اب باغ کیطرف چلو کیونکہ اب ہجوم لشکر کفار زیادہ ہی لہذا مفت جان تلف کرانا مناسب نہین ہی یہ کہتے خود
لشکر کفار مین در آیا اور کشتون کے پشتے لگا دیے اس اثنا مین اجلال دوسری تلوار لیکے آیا مگر ہاشم جنگ گاہ سے
نکل گیا تھا قضارا ہاشم نے ایک مقام پر دیکھا کہ دو سو آدمی ورزش کر رہے ہین اور یہ طائفہ برق اندازون کا
تھا اور اُنکے سردارون کا نام داراب و سہراب و مہراب برق انداز تھا اور تینون سردار [illegible] مین جب داراب
نے یہ شور و ہنگامہ سنا کہا کہ اگر مین بہ چیرہ کو گرفتار کرکے خداوند کے روبرو لیجاؤنگا تو بیشک خداوند سے
مرتبہ مین ترقی کرینگے یہ کہکے تینون سردار ہاشم کے مقابل آئے اور سہراب نے عقب سے ہاشم کو زخم

اور چار طرف سے بلوہ کر کے کمند سے ہاشم کو گرفتار کر لیا اور اپنے مکان مین لا کے ہاشم کو ستون سے باندھا اور دروازہ بند کر لیا لیکن اجلال رنج صحبت بعد گرفتاری ہاشم وہان آیا اور تمام حال سنا کہ داراب ہاشم کو گرفتار کر لیگیا پس داراب کے دروازہ پر آ کے کہا کہ ہاشم کو میرے حوالے کر داراب وغیرہ نے کہا ہاشم کو ہمنے بمشکل گرفتار کیا ہی تجکو نہ دینگے اور عرش بن نمرود کے پاس خود لیجا ئینگے اجلال کا سات ارنج کا قد ہی اور نہایت جرار ہی اُسنے یہ سنکے ایک لات ماری کہ دروازہ ٹوٹ گیا اور اندر آ کے داراب کے سات بھائیون کو قتل کیا داراب یہ حال دیکھکے تو اُسکے مقابل ہوا اجلال نے داراب کو زمین پر دے مارا اور اُسکے سینہ پر سوار ہو کے قصد کیا کہ اُسکو ذبح کرے ہاشم نے یہ حال دیکھکے کمند کو پارہ کیا اور اجلال کو آواز دی کہ ای نادر فتنہ مین نے تیری جان بخشی کی پھر تو یہان آیا اجلال نے بمجرد اس کلام کے داراب کو چھوڑ دیا اور ہاشم پر حملہ آور ہوا مگر ہاشم نے پہونچکے قتل کیا اور جلدی تمام اپنے مرکب پر سوار ہو کے روانہ ہوا داراب یہ حال دیکھکے ہاشم کی جرات پر فریفتہ ہو گیا اور دل مین کہا کہ ایسے بہادر کی رفاقت اختیار کرنا بہتر ہی چونکہ ہاشم روانہ ہو گیا تھا اور داراب کو شاہزادہ کا مقام سکونت معلوم نتھا اس سبب سے داراب خاموش ہو رہا اور اس طرف جب زخمی یعنے ہمراہیان ہاشم ملکہ کے پاس پہونچے ملکہ ہاشم کو انہین نہ دیکھکے نالہ و فریاد کرنے لگی اور عجب رنج و الم مین تھی کہ ناگاہ ہاشم بھی پہونچا ملکہ نے ہاشم کو دیکھکے کہا کہ ای شہزادے تمنے مجسے عجب سلوک کیا تم تنہا مجکو چھوڑ کے چلے جاتے ہو اور مین تمھارے فراق مین تڑپا کرتی ہون پس تمھاری محبت ظاہر ہو گئی اگر مجکو یہ حال معلوم ہوتا تو کبھی تمکو اپنے باغ مین نہ لاتی غرضکہ بعد شکوہ ہاے بسیار صحبت عیش و انبساط گرم ہوئی ارباب نشاط طلب ہوئے دور خم و گلگون صداے چنگ و ارغنون بلند ہوئی لیکن ملکہ کی ایک محلدار تھی اور اُس محلدار کی ایک دختر تھی اور وہ دختر محلدار عرش کی ملازم تھی اتفاقاً ایک روز وہ اپنی مادر کی ملاقات کو آئی دربانون نے اُسے منع کیا اُسنے کہا تمکو نہین معلوم کہ مین عرش کی ملازم ہون اور میری مادر ملکہ کی نوکر ہی لوگون نے یہ سنکے محلدار کو خبر کی محلدار فوراً دروازہ پر آئی اور اپنی دختر سے باتین کر کے اُسکو جلد رخصت کر دیا محلدار کے جلد رخصت کرنے سے وہ رنجیدہ ہوئی محلدار نے اُسکو کبیدہ خاطر دیکھکے کہا کہ ای دختر مین تجکو کیونکر باغ مین لیجاؤن کیونکہ اسوقت ہاشم پسر حمزہ ملکہ کے پہلو مین بیٹھا ہی اور ملکہ کی ممانعت ہی کہ کوئی غیر شخص باغ مین نہ آنے پاوے مگر ای دختر خبردار یہ راز کسی سے نہ کہنا یہ کہکے محلدار باغ مین چلی گئی اب طرفہ ماجرا سنئے کہ دختر محلدار ایک آوارہ عورت ہی اور مہتر برق برلق اُستاد قہرش عیار کی وہ آشنا ہی اس قحبہ نے آ کے تمام حال اپنے آشنا سے بیان کیا اُسنے جا کے عرش بن نمرود کو اس حال سے مطلع کیا کہ ہاشم ملکہ کے باغ مین موجود ہی اس اثنا مین اجلال اور برق اندازون کی لاشین پہونچین اور لوگون نے کہا کہ ہاشم اجلال کو قتل کر کے نکل گیا عرش نے حکم دیا کہ ای مخمور ناظر تم برق برلق کے ہمراہ جلد جاؤ اور اُس گیسو بریدہ کو مع ہاشم گرفتار کر کے حاضر کرو اور صمادات زنگی روئین تن و صمصام زنگی کو مع چار ہزار سوار مخمور ناظر کے ہمراہ کیا قضارا اسوقت مہتر توفیق بھی وہان موجود تھا اُسنے طیاری لشکر دیکھکے پوچھا کہ یہ لشکر کہان جاتا ہی کسی نے کہا کہ ہاشم کا پتہ باغ عدن مین ملا ہی اُسکی گرفتاری کو یہ لشکر جاتا ہی اور یہان ملکہ ہاشم سے کہ رہی تھی کہ ای صاحب اب تم شبخون مارنا ترک کرو اور باغ سے قدم باہر نرکھو اس عرصہ مین توفیق نے پہونچکے فوج کے آنے کا حال بیان کیا ہاشم یہ سنکے جلد مسلح و مکمل ہوا اور سردارون سے کہا کہ تم سب چلے جاؤ سب نے عرض کیا کہ یہ امر ہمسے کبھی

ہوگا ہم سب آپ کے قدمون پر اپنی جانین نثار کرینگے پس عورتون کو سوار کر کے بعجلت تمام سردار ملکہ کے پاس آئے
ملکہ بھی بچشم گریان سوار ہوئی اور وہان دیکھیے کہ برق برق مع سات سو سوارون کے پس باغ سے دیوار
توڑ کے اندر آیا اور قصد کیا کہ ملکہ کو گرفتار کرون یہ دیکھکے مہتر توفیق نے جست کی اور برابر پہونچکے برق برلق کے
ایک طمانچہ مارا وہ ضرب طمانچہ سے گر پڑا توفیق نے قصد کیا کہ دوسرا طمانچہ مارون ہاشم نے باواز بلند کہا ای توفیق گرے
ہوئے کو مارنا نامردونکا کام ہی یہ سنکے توفیق نے اُسکو گرفتار کر کے درخت مین باندھ دیا برق برلق شہزادہ
کی یہ جرأت دیکھکے عاشق ہوگیا اور دلمین مسلمان ہوا لیکن بیرون باغ بھی فوج تھی شہزادہ بیرون باغ آیا
اور عورتون کو در باغ پر چھوڑ کے خود دریاے فوج مین غوطہ زن ہوا اس اثنا مین شہباز کوہ باز دسے حیات
زنگی کا مقابلہ ہوا حیات نے شہباز پر تلوار ماری شہباز نے اُسکا حربہ رد کر کے اپنی تلوار ماری کہ تا جگر گاہ
دو ٹکڑے کیا سماوات یہ دیکھکے شہباز کے برابر آیا چونکہ سماوات روئین تن ہی اس باعث سے شہباز کی تلوار
اُسپر کارگر نہوئی اور شہباز سماوات کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور اُسطرف منصور وفیروز نے ممات کو قتل کیا
اور دیکھا کہ در باغ پر کوئی نہین ہی پس منصور ملکہ کے پاس آیا اور اُسطرف فرہاد وسہراب بھی زخمی ہوے
جب ہاشم نے دیکھا کہ میرے رفقا تمام زخمی ہوگئے اُن سب سے کہا کہ تم ملکہ کے پاس جاؤ اگر مین قتل ہوجاؤن
اُسوقت تم ملکہ کو قتل کر ڈالنا اور اگر مین زندہ بچا تو دیکھا جائیگا مگر بالفعل تمہارا ملکہ کے پاس قیام کرنا مناسب
ہی یہ سب لوگ در باغ پر آئے اور ہاشم سماوات کے قریب پہونچا مگر اُسکے ہاتھ سے شہزادہ زخمی ہوا یہ حال
دیکھکے مرکب شہزادہ کو جنگ گاہ سے لیکے ایک سمت کو روانہ ہوا اور یہان جنگ ہو رہی تھی کہ ناگاہ داراب
کہ جو اجلال کا حال دیکھکے مشرف باسلام ہوا تھا مع اپنے فرقہ کے عین جنگ مین پہونچا اور خواہرزادہ ہمارے
منصور مع چار ہزار فوج کے آ گئے اور جنگ مین شریک ہوئے لیکن ہمراہیان غضنفر سب قتل ہوگئے
اور کفار دیوار باغ توڑ کے اندر آ گئے اور برق برلق کو درخت سے بندھا ہوا دیکھکے اُسے کھولا برق برلق بھی
دل مین مسلمان ہوا ہی اُسکا قصد ہی کہ مین بھی خداپرستون کی طرف سے کوئی کار نمایان کرون اُسطرف عرش بن نمرود
نے سنا کہ ایک شبانہ روز سے جنگ ہو رہی ہی اور ہنوز سامان فتح معلوم نہین ہوتا پس یہ بھی سوار ہو کے مع تمام
سرداران نامی کے آیا داراب وسہراب نے جب عرش کو دیکھا فوراً اُسکے تخت کے برابر آ کے جست کی اور تخت پر
پہونچکے اور خنجر کھینچ کے عرش بن نمرود کے سینہ پر رکھکے کہا کہ جلد اپنی فوج کو جدال وقتال سے منع کر ورنہ تجھے
آزار ہی اور تو ہی عرش نے گھبرا کے فوج کو ممانعت کی کہ خبردار تم لوگ جنگ سے باز رہو اتنے مین برق برلق نے
پہونچکے داراب سے کہا کہ ای نہاد جب تک مین ملکہ کو بیرون سرحد نمرودیہ نہ لیجاؤن اُسوقت تک عرش کو
نچھوڑنا بعد ازان داراب نے کہا ای عرش جلد کہارون کو حکم کر کہ تیرا تخت ہمارے ہمراہ لیکے روانہ ہون بعد ازان تمام
سردارون اور ملکہ اور کنیزون کو سوار کر کے اپنے اسلام کا حال ظاہر کیا اُس کیدی نے خوف جان سے
فوج کو منع کیا اور خود ہمراہ ہوا جسوقت برق برلق نے دیکھا کہ اب ہم سرحد نمرودیہ سے نکل گئے اُسوقت عرش
بن نمرود سے کہا کہ اپنی فوج کو حکم دے کہ یہان سے چلی جاوے اُسنے خوف جان سے یہ بھی حکم دیا جب اُسکی
فوج روانہ ہوئی اُسوقت برق برلق نے عرش کو بہت سخت سست کہا اور اُسکے منھ پر تھوک دیا اور
ملکہ کو لیکر روانہ ہوا عرش بن نمرود بعد رہائی اپنے لشکر مین آیا اور برق برلق ملکہ کو لیکے دو دو ماخر مین آیا اور
صاحب قران کا شریک ہوا امیر نے خوش ہو کے ملکہ کو داخل حرم محترم کیا

اب دو کلمہ داستان شہزادہ ہاشم کے کہ مرکب اُنکو جنگاہ سے لیگیا تھا بیان ہوتے ہین

وصل مین بھی مری قسمت کی برائی نگئی
حالت درد جگر اُنکو سنائی نہ گئی
سوکے اُٹھے سحر وصل تو ہنسکر بولے
ہم جہان سے گئے پر اُنکی رکھائی نہ گئی

دل سے حسرت تری اور درد جدائی نہ گئی
بیخودی کا بھی چلا عذر نہ بوسہ لیکر
تمسے سوتی ہوئی قسمت بھی جگائی نہ گئی

دھیان یہ تھا کہ نہ بہین ہون دشمن آ کر
وہ یہ بگڑے کہ کوئی بات بنائی نہ گئی
عوض گل وہ چڑھاتے ہین لحد پر تیوری

گلدستہ بندان گلشن سخنوری و رونق دہندگان بزم فسانہ گستری گیسوی تقریر کو شانہ زبان سے بر ہفت کرکے یون تحریر کرتے ہین کہ جب مرکب برق باد پیمائے سلیمانی ہاشم کو لیکے جنگاہ سے نکل گیا بعد تین روز کے سرزمین القاریہ مین پہونچا اور ایک چشمہ آب کے کنارہ پہونچکے پانی پیا اور پھر ہری لی ہاشم چونکہ زخمی اور بیہوش تھا مرکب کی پشت سے گر پڑا جب ہاشم اُسکی پشت پر سے جدا ہوکے زمین پر گرا تو سر ہاشم کا پانی مین اور پانون بیرون چشمہ رہے قضارا لب دریا ایک باغ تھا اور دختر مالک القاریہ ملکہ گلفام سیر و تفریح لب نہر تماشا دیکھ رہی تھی اور وہ نہر جہان ہاشم گرا تھا دریا سے ملی تھی جب ہاشم گھوڑے سے گرا تو بسبب نکان کے زخم سے خون جاری ہوا اور وہ آب رنگین نہر مین پہونچا ملکہ آب رنگین دیکھکے باغ کے دروازہ پر آئی اور دیکھا کہ ایک جوان رعنا لب جو بیہوش پڑا ہے اور مرکب اُسکے قریب کھڑا ہے ملکہ دیکھکے فوراً عاشق ہوگئی اور ہاشم کو اُٹھاکے باغ مین لیگئی جراح کو بلوا کے اُسکے سپرد کیا جراح نے شاہزادے کے زخم پر مرہم لگائے بعد تھوڑی دیر کے ہاشم نے آنکھ کھولی اور دیکھا کہ مین ایک باغ مین ہون اور چند زنان حسینہ و جمیلہ میرے گرد و پیش جمع ہین ہاشم نے دیکھا کہ ایک باغ ہے نہایت آراستہ و پیراستہ ہر طرف اہتمام بہار ہے ہر شجر رشک قامت یار ہے ہوا سے سرو چل رہی ہے باد صبا مچل رہی ہے درخت گل وبار سے لدے ہین سبزۂ نوخیز کی بہار خضر کے دلکو لبھاتی ہے درختون پر بلبل خوش الحان گل کے شوق گاتی ہے عروس چمن پر جوبن کہین نرگس شہلا کہین یاسمن غنچہ دہان معشوق کی کیفیت دکھاتے گل فرط عشرت سے کھلے جاتے نرگس مست کی بہار مانند چشم پر انتظار درخت حلہ پوشان جنان کیطرح کسب سبز پوش ایسین مثل معشوق و عاشق ہم آغوش دور تک سبزہ زنگاری کا فرش بچھا تھا یہ عالم نظر آتا تھا

چمن بہار سے شاداب اور معطر تھے
گل اشرفی نے کیا زر نثار
داغ نمین دیتین ہر ایک گل کو

زمرد کے مانند سبزے کا رنگ
چمن بھرا باغ گل سے چمن
کٹہرا نہر پر دراز اور قرقرے

روش پر جواہر لگا جیسے سنگ
کہین نرگس و گل کہین یاسمن
لیے ساتھ مرغابیون کے

ہوائے بہارین سے گل لہلہے
روش کی صفائی پہ بے اختیار
خرامان صبا صحن مین جا بجا
ہاشم نے جو یہ باغ پر بہار

دیکھا وجد کر گیا اُن عورتون سے پوچھا کہ یہ باغ کسکا ہے اور مجکو یہان کون لایا ہے یہ سنکے ملکہ آگے بڑھی اور کہا کہ اے جوان یہ سرزمین ملک القاریہ ہے اور مین یہان کے حاکم کی دختر ہون تمکو لب دریا زخمی اور بیہوش دیکھکے مین اپنے باغ مین اُٹھا لائی اس مکان کو اپنا کفش خانہ تصور کیجیے اور یہان قیام فرمایئے رواق منظر چشم من آشیانۂ تست کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست + ہاشم نے پوچھا کہ تمھارا دین و آئین کیا ہے ملکہ نے کہا کہ ہم سب نمرود پرست ہین یہ سنکے ہاشم نے کہا کہ اگر تم نمرود پرست ہو تو مین ہرگز تمھارے پاس نہین رہ سکتا کیونکہ مین مسلمان ہون اور تم کافر ہو چونکہ ملکہ ہاشم پر فریفتہ ہوچکی تھی اور کوچۂ عشق مین کفر و اسلام سے کچھ بحث نہین شعر

عشق کے بندہ مین مذہب سے نہین واقف
گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا

+ ملکہ نے کہا کہ مجکو بھی اپنا دین و مذہب تلقین کیجیے شاہزادہ نے چند کلمہ واحد آنیت پروردگار مین بفصاحت و بلاغت بیان کیے کہ ملکہ کے لوح دل سے زنگ کفر دور ہوا کلمہ پڑھ کے از سر صدق مسلمان ہوئی سامان عیش و عشرت مہیا ہوا ساقیان شیرین ادا و مطربان خوشنوا حاضر ہوئے دور جام مے گلفام گردش مین آیا

نغمہ چنگ درباب چغبر سے لگا کچھ دیر تک یہ صحبت آرائی رہی تھی کہ مطلوب خواجہ سرا اس امر سے واقف تھا کیونکہ ملکہ
اُس خواجہ سرا کے روبرو شاہزادہ کو لائی تھی اسنے جا کے محکوم نواب ناظر سے تمام حال بیان کیا نواب ناظر
یہ حال سنکے القاریہ کی جانب واسطے خبر کرنے کے روانہ ہوا اتفاقاً ملکہ القاریہ کے دو غلام ایک کا نام اسلم زنگی
اور دوسرے کا نام سالم زنگی تھا اور اُن دونون نے ملکہ کے ہمراہ پرورش پائی تھی اور اُن دونون کے ہمراہ [illegible]
تیس ہزار سوار تھے اور ملکہ کے تمام کارخانہ ان دونون کے حوالے تھے اور یہ دونون نہایت شجاع و بہادر بھی ہین غرض
اُنھون نے محکوم کو آتے دیکھا اُس سے ملکہ کا حال پوچھا اور کہا کہ ہم بھی ملکہ کے پاس جاتے ہین کہ عرصہ سے
ملازمت حاصل نہین ہوئی اور یہ بتاؤ کہ ملکہ کا مزاج کیسا ہے محکوم نے تمام حال ہاشم کا بیان کیا وہ دونون برہم ہو کے
روانہ ہوئے اور یہان ملکہ نے سُنا کہ محکوم نہین ہے فوراً خیال کیا کہ میرے پدر کے پاس خبر کرنے کو گیا ہوگا یہ تصور
کر کے ہاشم سے کہا ای صاحب برائے خدا تم مخفی ہو جاؤ کیونکہ میرے پدر کے پاس سات لاکھ فوج ہے اور محکوم گیا ہے وہ
کمبخت ضرور تمام حال بیان کریگا ہاشم نے کہا کہ ملکہ مضطر نہو میرے ہمراہ بھی خدا ہے نظر بہ فضل پروردگار رکھو یہ گفتگو
ہی تھی کہ سالم و اسلم ہو پہنچے اور فوج نے باغ کا محاصرہ کر لیا ہاشم یہ غلغلہ سنکے باہر نکلا اور ملکہ در رخنہ دروازہ
سے دیکھنے لگی اور دعائین مانگ رہی تھی دل مین اسکے پنکھے لگے ہوئے لیکن غرضکہ اسلم نے ہاشم کو دیکھکے حملہ کیا
شاہزادہ نے اُسے زخمی کیا زنگیون نے قصد کیا کہ اسلم چونکہ زخمی ہو گیا ہے اسکو ہم لیجائین یہ دیکھکے ہاشم نے کہا
کہ مین خود جس شخص کو زبون کرتا ہون اُسکو قتل نہین کرتا پس اسلم یہ سنکے شاہزادہ کی ہمت و جرأت پر مفتون ہو گیا
اور اُٹھکے خود اپنی فوج پر حملہ آور ہوا اور قتل کرنا شروع کیا بعد ازان ہاشم کے پاس آیا اور دست بستہ عفو تقصیر کا
خواستگار ہوا سالم بھی یہ کیفیت دیکھکے ہاشم کے قریب آیا اور دونون کلمہ پڑھ کے از سر صدق مسلمان ہوئے
اور دونون نے اپنی فوج کیجانب مخاطب ہو کے آواز بلند کہا کہ ایہا الناس ہم دونون تو مطیع اسلام ہوئے تم لوگون مین
سے جسکو ہمارے پاس رہنا منظور ہو وہ چلا آئے اور جسکو اُسی ضلالت کفر مین پڑا رہنا ہو وہ ہماری فوج سے
نکلجائے یہ سُنکے چودہ ہزار زنگی نور ایمان سے ضیا پا کے مسلمان ہوئے اور باقی سیہ قلب القاریہ کی سمت راہی
ہوئے اس معرکہ کے بعد ہاشم ملکہ کے پاس آیا لیکن اُسطرف محکوم نواب ناظر دربند القاریہ مین آیا اور تخلیہ مین
مادر ملکہ گلفام سے تمام حال بیان کیا ملکہ نے اپنے شوہر القار شاہ کو طلب کر کے جو حال محکوم سے سُنا تھا بیان کیا
اور جو سوار سالم و اسلم کے شریک نہوئے تھے وہ بھی اسیوقت ہو پہنچے اُنھون نے کہا کہ سالم و اسلم مسلمان ہوگئے
القار شاہ یہ سنکے محل سے باہر آیا اور فولاد زنگی و شمشاد زنگی سے کہ یہ دونون سات ہزار سوار کے سردار ہین
کہا کہ تم جا کے اُس گیسو بریدہ گلفام کو مع ہاشم گرفتار کر کے جلد لاؤ یہ دونون زنگی سات ہزار کی جمعیت سے روانہ
ہوئے اور اسطرف ہاشم اپنے ہمراہیون کے زخم دُرستی مین مصروف تھا کہ ناگاہ سامنے سے گرد بلند ہوئی جب
دامن گرد شگافتہ ہوا فولاد و شمشاد نمودار ہوئے ہاشم نے اُنکو دیکھکے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ تم اس باغ مین
ملکہ کی حفاظت کے واسطے رہو اور تم سب زخمی بھی ہو یہ کہکے اور خود سوار ہو کے بیرون باغ آیا اور اُسطرف فولاد
و شمشاد نے ہو پہنچکے دیکھا کہ ملکہ کی دو کنیزین بھاگی جاتی ہین اُن دونون کنیزون کو گرفتار کر کے پوچھا
کہ ہماری خبر آمد سُنکے وہ خدا پرست بھاگ گیا یا ملکہ کے پاس موجود ہے اُن کنیزون نے کہا کہ ہر چند اُس جوان سے
ملکہ نے کہا کہ برائے خدا تم کسیطرف بھاگ جاؤ مگر اُسنے کچھ سماعت نکی اور یقین ہے کہ تمھارے مقابلہ کو آئیگا یہ
سُنکے ان دونون کے دل مین محبت پیدا ہوئی جب ہاشم باغ سے باہر آیا فولاد نے ہاشم کے قریب جا کے

سلام کیا اور کہا کہ مین نے سنا ہی ملکہ خود تمکو لائی ہی اور تم بیٹھا ہوا اگر تمکو اپنی جان عزیز ہی تو ہمارے بادشاہ کے پاس کہ
وہ پیغمبر اور عادل ہی چلو اور خداوند کو سجدہ کرو ہمارا بادشاہ بہت رحم دل ہی تمھاری خطا معاف کریگا ہاشم نے کہا کہ
مین تمھارے پیغمبر کی خطا معاف نکرونگا شمشاد نے یہ سنکے کہا کہ ای جوان دوسرا امر یہ ہی کہ تم ملکہ کو اپنے ہمراہ لیکے
یہان سے بھاگ جاؤ ہم جا کے بادشاہ سے کہدینگے کہ وہ کسیطرف فرار ہوگیا ہمارے ہاتھ نہ آیا ہاشم نے کہا کہ
مین نے آجتک بھاگنے کا سبق نہین پڑھا اور نہ مین جانتا ہون کہ بھاگنا کسے کہتے ہین یہ سنکے اُن دونون نے
کہا کہ پھر آخر کیا ارادہ ہی ہاشم کہا کہ میرا قصد یہ ہی کہ یا القار کو قتل کرون یا خود قتل ہون یا اُسکو مسلمان کرون اُن
دونون نے کہا کہ اگر یہ ارادہ ہی تو بسم اللہ ہاشم نے کہا کہ ہم مسلمانون کا قاعدہ اول حربہ کرنیکا نہین ہی جبکہ حریف
کے حملہ سے خداوند عالم بچائیگا اُسوقت دیکھا جائیگا یہ سنکے اون دونون نے اپنی فوج کو اشارہ کیا تمام فوج نے
ہاشم کا محاصرہ کرلیا ہاشم نے طرفۃ العین مین دو سو آدمیون کو قتل کیا یہ دیکھکے فولاد نے کہا کہ ای شمشاد اس خداپرست
کی شجاعت تمنے دیکھی شمشاد نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ تو بھی اسکا طرفدار ہی کہ بار بار اُسکی تعریف کرتا ہی فولاد نے کہا کہ
بہادر کو بہادر کی تعریف کرنا زیبا ہی شمشاد نے کہا تامل کر اول اس خداپرست کو قتل کرلون اُسکے بعد تجکو بھی قتل کرون
یہ سنکے فولاد نے باواز بلند کہا کہ ای شہزادہ ہاشم گواہ رہنا کہ مین مسلمان ہوا اور ہاشم کیطرف سے اپنی فوج پر حملہ
کیا اور شمشاد کو زخمی کرکے اُسکے مرکب کو قتل کیا شمشاد دوسرے مرکب پر سوار ہوا آخر اُسکے سردارون نے کہا کہ اگر
تمکو جنگ کرنا منظور ہی تو کشتی لڑون دونون نے منظور کیا اور کشتی شروع ہوئی ہاشم بھی ایک طرف استادہ ہوکے
انکا تماشا دیکھنے لگا کہ ناگاہ ایک طرف سے زنجیر کی جھنکار کی صدا آئی یعنے ایک دیوانہ ہی کہ نام اُسکا شیر مردم دزد ہی
اور یہ دیوانہ ملکہ کا عاشق ہی اور شمشاد ن من کی جو بدست اُس دیوانہ کا حربہ ہی اور القار شاہ بسبب اُسکے زور و قوت
کے اُس سے خوفناک رہتا ہی اُسکو جب معلوم ہوا کہ میرے معشوق کو ایک خداپرست لیے جاتا ہی بس وہ دیوانہ میدان
مین آیا اور لوگون سے پوچھا کہ میرے معشوق پر کسنے دست درازی کی ہی لوگون نے ہاشم کی طرف اشارہ کیا
پس دیوانہ آکے ہاشم سے دست و گریبان ہوگیا ہاشم نے اُسکے ہاتھ سے چوبدست چھین کے دور میدان مین
پھینکدی دیوانہ نے ہاشم کا لباس پارہ پارہ کیا القصہ تا شام ہاشم و دیوانہ مین باہم کشتی ہوئی فولاد و شمشاد
بھی دور سے ہاشم و دیوانہ کا تماشا دیکھتے تھے اس عرصہ مین شام ہوئی اور آفتاب تابان دیوانہ وار دن بھر
کی زور آزمائی سے تھک کر سمت مغرب روانہ ہوا اور ماہتاب مشعل انجم لیکر کشتی کی سیر دیکھنے نمایان ہوا

ہوا پرتو فگن جب ماہ تابان	نگاہ چشم سے دست و گریبان	کواکب مجتمع تھے سب فلک پر	سیاہی سے رہی تھی لطف بستر

جب تاریکی ہوگئی دیوانہ ہاشم کو چھوڑ کے روانہ ہوا ہاشم نے دوڑ کے اُس دیوانہ کو پکڑا دیوانہ نے کہا اب
وقت شب ہی صبحکو پھر جنگ ہوگی ہاشم نے اُسکو نہ چھوڑا اور کہا مصرعہ رند عالم سوز را با مصلحت بینی چہ کار
ابھی تو وارہ بنا رہا ہوا جاتا ہی غرضکہ پھر کشتی ہونے لگی فولاد و شمشاد اپنے دل مین جرأت ہاشم کی تعریف
کررہے تھے آخر رات پھر اُسی زور آزمائی مین بسر ہوئی جبکہ گل خورشید باعانت نسیم سحری چمنستان دہر
مین شگفتہ ہوا ع جمال شمع پر آئی اوداسی ✣ مزاج شب مین پھیلی بدحواسی ✣ پڑی سامان ظلمت پر تباہی
دھوان ہوکر چلی شب کی سیاہی ✣ دوسرے روز چونکہ دیوانہ ازحد گرسنہ ہوا تھا اور مردمان لشکر کو اسنے کھانا کھاتے دیکھا
پس دوڑ کے اُن لوگون سے کھانا لیکے کھاتا تھا اور جنگ کرتا تھا اہل لشکر اسکی اس حرکت پر خندہ زنی کرتے
تھے الغرض بعد چند عرصہ کے ہاشم نے اُسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے ایک چرخ دیا

دیوانہ یہ حال دیکھکے گھبرایا اور کہا اے آفتاب سرخ میں تیرا غلام ہون ہاشم نے یہ سُنکے اُسے چھوڑ دیا دیوانہ کلمہ پڑھکے مسلمان ہوا پس یہ ماجرا دیکھکے فولاد و شمشاد بھی مسلمان ہوئے اور اپنے سرداروں سے کہا کہ جسکو ہمارا ساتھ دینا منظور ہو وہ اسلام اختیار کرے پس یہ سُنکے چار ہزار آدمی مسلمان ہوئے اور باقی القاریہ کیطرف روانہ ہوئے بعد فراغ ان تمام امورات کے ہاشم باغ میں آیا ملکہ نے جو جو نعمتیں مرادیں مانگی تھیں سب کا الفاے نذر کیا اور باہم عیش و عشرت میں مصروف ہوئے اب دو کلمہ خورم زرین درفش کے کہ جسکا نام القارشاہ ہے سماعت فرمایئے

پلا ساقی شراب ارغوانی　　غنیمت ہے بہار زندگانی
فنا ہے آخرش دنیا کا انجام　　پلائے جا جہان تک ہو سکے جام
نہین کچھ اعتبار زندگی ہے　　فقط یہ چار دن کی چاندنی ہے
چنین گفت دانندۂ داستان　　بہ شیرین زبانی و لطف بیان

کہ جب فوج ہزیمت خوردہ نے ہو چکے خورم زرین درفش سے فولاد و شمشاد و دیوانہ کا تمام حال بیان کیا خورم سنکے برہم ہو کے سات لاکھ زنگیون کی جمعیت سے خود جانے کا قصد کیا یہ حال دیکھکے مادر ملکہ گلفام گریان ہوئی خورم نے کہا اے ملکہ تم کسواسطے گریہ وزاری کرتی ہو ملکہ نے کہا کہ مجکو اپنی دختر سے کمال الفت ہے یہ خیال آتا ہے ایسا نہو کہ تم جاکے اُسکو قتل کر دو یا تمھارے جانے سے خوف کے مارے ہلاک ہو جائے خورم یہ سُنکے لاچار ہوا اور اپنے عیار نہروان کو طلب کرکے کہا کہ تو جاکے ہاشم کو گرفتار کر لا نہروان یہ سُنکے روانہ ہوا اُسطرف ہاشم بیٹھا تھا اور ملکہ سے کہہ رہا تھا کہ اے ملکہ آج طیاری جشن کا حکم دو چنانچہ ملکہ طیاری جشن میں مصروف ہوئی ملازمون کو حکم دیا کہ باغ و بارہ دری کی آراستگی کریں روشنی کا انتظام فرش فروش کی درستی کا اہتمام ہو غرضکہ حسب الحکم ملکہ گلفام تمام باغ آراستہ کیا گیا خس و خاشاک سے صاف ہوا روش پٹری قائم کی گئی سبزی کے عوض سرخ کرن اکتر کتر کے بچھائی گئی خوشہ ہاے انگور پر تمامی کی تھیلیان چڑھائی گئیں گلدان نقرہ مصقول کے رکھے گئے جابجا گلدستہ قرینے سے لگائے گئے ہر طرف پھولون کا انبار لگا ہوا جنکی خوشبو سے دماغ جان معطر ہو جائے چمن بندی کی کیفیت دیکھکر باغبان یکتا کی قدرت یاد آئے صحن باغ میں ایک خیمہ رشک خیمہ زنگاری فلک بجاے بارگاہ کے قائم کیا گیا اور گرد اُس خیمہ کے نقرئی تھمیان روشنی کے لیے باندھی گئین اندر خیمے کے مخمل کاشانی کا فرش بچھایا گیا موقع مناسب پر فانوسین مردنگین رکھی گئین سقف خیمہ مین جھاڑ اور قمقمے لگائے گئے شیشہ آلات سے تمام خیمہ رشک نگار خانہ چین بنا دیا گیا روشنون کی تھمون مین نقرئی چراغ روشن ہوئے تمام باغ جگمگ جگمگ کرنے لگا کل ملازمین کی نئی وردیان تبدیل کی گئین یعنے ہر ایک پوشاک و لباس سے آراستہ ہوا غرضکہ اسطرح کا ساز و سامان اُس باغ و مکان کا آراستہ و پیراستہ کیا گیا کہ باغ شداد و ملکہ بہشت عنبر سرشت کا نمونہ معلوم ہوتا تھا اتفاقاً وہ شب شب چہاردہم تھی ماہ عالمتاب سر شام سے نکلا ہوا تھا آسمان کی چاندنی اور زمین کی یہ روشنی طرفہ بہار دے رہی تھی روشنون پر جو بادلہ کترا ہوا پڑا تھا اور چاندنی کا عکس جو اُس پر پڑتا تھا تو ایک عالم نور نظر آتا تھا فلک نہ پر جدی بھی چشم ثوابت و سیار سے نگران تھا

زیب ہے گر اسے کہوں شب قدر　　شرم سے چھپ نور بخش جہان
پردۂ شب میں چھپ گئی تھی نہان　　وہ شب چار دہ وہ جلوۂ بدر
رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار

زاغ پر تھا گمان ہو سیفار　　کلس اُس خیمہ زر نگار پر اسطرح کا چڑھا ہوا کہ مہر نیم روز معلوم ہوتا تھا خیمہ کے گرد قناتین اسطرح کی منقش اور پر تزئین کہ اُنکی مصوری دیکھکے مانی و بہزاد بھی دنگ ہو جائے سقف خیمہ کی نقاشی دیکھکے صناعان چین کی آنکھیں جھپت ہی کو لگی رہیں چارون طرف چبوترہ بلور کا بنا ہوا صاف و شفاف سامنے تامی کا کھنچا ہوا چہار طرف شیشہ آلات لگا ہوا آئینہ بندی کی ایسی بہار تھی کہ روح سکندر نثار تھی بموجب نظم

آئینہ بیچ کہ باغ جوہر تھے | بے تکلف دل سکندر تھے
طرف فرشی کنول پہ تھا جوبن | لوزمار ایکجا پہ تھا روشن
عطر کے یون چڑھے ہوئے تھے گلاب | جس سے شرمائے ساغر الماس

جو کھٹے سنگ کوہ طور کے تھے | جھاڑ سب ایک ال نور کے تھے
ایسی دیوار گیریون پہ بہار | کہیے پستان شاہد دیوار
فلک انجمن کے تارے تھے | یا کلس عرش کے اُتارے تھے

الغرض شہزادۂ ہاشم و ملکہ گلفام خیمہ مین آکر کرسیون پر بیٹھے گرد و پیش انیسین جلیسین مصاحبین اپنے اپنے درجہ کے موافق بیٹھین ملازمین زیور و لباس سے آراستہ دست بستہ استادہ ساقیان مہر طلعت جام و صراحی ہاتھ مین لیکر حاضر ہوئے مجراگاہ پر مجرا کیا اجازت حضوری حاصل ہوئی بعد ازان مطربان زہرہ صفت اپنے ساز و سامان سمیت شرف قدمبوس سے مشرف ہوئے گانین حاضر ہوئین جام شراب گلرنگ گردش مین آیا رقص و سرود کا سماں بندھا ایک ناہید طلعت شیرین ادا نے پیشواز پہنکے ناچنا شروع کیا

کیا نیچے ہاتھ وہ نکالتی تھی | دلکو ہر پھیر سے ڈالتی تھی
کبھی غمزہ سے مسکرا دینا | کبھی تیوری کا وہ چڑھا لینا
سر پہ رکھا اُسنے جب آنچل | ماہ تابان پہ چھا گیا بادل
جسکو تیوری بدل کے بتلایا | وہین تیورا کے اُنکو غش آیا
اہل محفل کی تھی یہ کیفیت | محو نظارہ تھے بصد حیرت

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا | وجد کرنے لگا تدرو ادا
کبھی سارا بدن وہ مٹکانا | کبھی دامن سنبھالتے جانا
وہ کلائی مین شاخ گل کی لچک | اُبھرے سینے کی بھی وہ تھرک
تیر سا جدھر نظر پلٹی | مسکرائی تو گر پڑی بجلی
جسکی جانب بتا کے سسکی لی | جان اپنی سسک سسک کر دی

شہزادہ اور ملکہ بھی نہایت محظوظ ہوئے جب گت ناچ چکی تو شہزادہ نے حکم دیا کہ بس بی بس تم دیر تک ناچین اب بیٹھکر گاؤ ناہید طلعت سلام کر بیٹھ گئی سازندون نے پھر ساز ملائے اور ناہید طلعت نے یہ غزل گانا شروع کی ؎

دوست کو جان کا دشمن ہین بنانے والے
بیٹھ جایا کرے دل درد بھی اُٹھے لیکن
چوٹ کھا جائین نہ یہ چوٹ لگانیوالے
دو سو ایکطرف حضرت دل کیا کم ہین
اُنکو بھی ضد سے جلاتے ہین جلانیوالے
دیدۂ تر ہین سلامت تو دکھا دینگے ضرور
کیا بجھا دینگے لگی دل کی بجھانے والے
انقلاب اپنے ہوئے دیکھئے یہ ہاتھون دکھا
خشک ہین لبون لگو ذرا دیکھ دکھانیوالے
دیدۂ تر لب خشک آہ جگر سوز جلال

جا ہو بیٹھے ہین عدم جان سے جانیوالے
خوش ہین محفل مین مری رنج اُٹھانیوالے
بیٹھ جائین نہ کہین تھام کے دل ہاتھونسے
جی دکھانے کے وہین اُنکو سکھانیوالے
کیون نہ دل ٹوٹ لگے مین وہ کج لیکر رونا
کیسے بڑھکر ہین یہ طوفان اُٹھانیوالے
جانتے ہین مجھے پکا ہوا پھوڑا شاید
کہ ہمین ہنسکے رُلاتے ہین رلانیوالے
کوئی ڈوبا ہوا دل بھی تو نکالین آکر
رنگ عاشق کا یہی تو ہین جمانیوالے

خیر ہو حضرت دل ہین کہین آنے والے
خاک اُڑایا کرین یہ خاک اُڑانیوالے
آہ کرتے ہوئے ڈرتا ہون کہ نازک ہین بہت
اُٹھتے جوبن کی بندھی چوٹ لگانیوالے
شمع دلسوز تھی مجھ سوختہ قسمت کی کبھی
لو بجھے جاتے ہین مجھکو رُلانے والے
گرمیان بھی جو وہ کرتے ہین تو ٹھنڈی ہمسے
چھیڑتے ہین جو سر بزم ستانیوالے
کوئی آفت زدہ اب آہ کیا چاہتا ہے
چاہ مین حضرت یوسف کے گرانیوالے

اس ٹھاٹھ اور ایسی سُریلی آواز سے اس غزل کو گایا کہ سب اہل بزم مثل تصویر خاموش اور اکثر بیہوش ہوگئے کہ سامعین کی روح کنج مرقد مین وجد کرتی تھی تحسین و آفرین کی صدا ہر سمت بلند تھی اہل محفل کی آنکھون سے آنسو جاری عجیب کیفیت طاری تھی شہزادہ و ملکہ بھی نہایت محظوظ ہوئے جب وجد مین آکے سر ہلا دیتے تھے تو وہ سلام کرکے اور بھی زیادہ جی توڑ کے گاتی تھی شہزادہ نے نہایت تعریف کی اور ملکہ نے اسقدر انعام و اکرام دیا کہ اُٹھانا مشکل ہوا غرضکہ دو پہر رات تک ناہید طلعت گاتی رہی بعد اسکے چوبدارون نے آکر عرض کیا کہ اور طائفے بھی حاضر ہین ملکہ نے شہزادہ سے کہا کہ اب نصف شب گذر چکی ہے اب آرام فرمائیے یہ کہکر اُٹھ کھڑے ہوئے جلسہ برخاست ہوا رفقاد

مصاحبین اپنے اپنے آرامگاہ کو گئے اور اُسی خیمہ مین ایک جانب ایک نمگیرہ علیحدہ استادہ تھا اُسپر کارچوبی کام نہایت
پرتکلف کیا ہوا تھا نیچے اُسکے فرش قاقم وسنجاب بچھا ہوا اور جواہر نگار پایونکا پلنگ بہت ہی نادر لگا ہوا پلنگ کے
برابر مسند سفید بادلے کا کام اُسپر کیا ہوا موتیون کی جھالر لگی ہوئی پلنگ پر دو تکیے برق تاب لگے ہوئے کہ
جسپر آنکھین ٹھہرتی نہین پھولون کی چنگیرین گرد پلنگ کے قرینہ سے رکھی ہوئین اور پلنگ پر بھی کچھ پھول پڑے
ہوئے ہین خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا ہے القصہ ملکہ وشہزادہ اُس مسند پر آکے بیٹھے تھے ملکہ نے حکم دیا کہ خاصہ
منگاؤ اُسی وقت خواصین باورچی خانہ مین گئین داروغہ باورچیخانے سے خوان لیکر حاضر ہوا بکاول آئے دسترخوان
بچھا کر کھانا چنا ملکہ گلفام اور شہزادہ ہاشم نے باہم کھانا کھایا جب کھانا کھا چکے تو دو ایک جام مے گلگون کے
پیکر چاہا کہ اب آرام کرین اتنے مین دیوانے نے آکر قدم پر سر رکھدیا اور کہا کہ اگر حکم ہو تو مین جاکے خورم کو
قتل کرون یہ حال دیکھکے فولاد وشمشاد برہم ہوئے اور دیوانے سے کہا کہ ای بے ادب تو شہزادے کے آرام
مین کیون آیا دیوانہ یہ سنکے ہشیار ہوا اور ہاشم کے قدم پر گر کے کہا کہ مجھسے قصور ہوا میرا قصور معاف کیجیے
یہ کہکے فوراً باہر نکل آیا لیکن نہروان بھی اس جلسہ کے ہنگامہ مین لوگون کے ہمراہ باغ کے اندر آیا اور کسی
گوشہ باغ مین پوشیدہ ہو گیا جب ہاشم وملکہ نے آرام کیا نہروان نے آکے شمع وغیرہ کو گل کر دیا اور قصد
کیا کہ ہاشم کو گرفتار کرون قضارا اُسوقت ہاشم کی آنکھ کھل گئی کہ تمام مکان مین اندھیرا ہے دل مین خیال کیا
کہ کوئی آیا ہے بس اُٹھکے اُسکی تلاش مین مصروف ہوا اس اثنا مین ہاشم کو پیشاب کی احتیاج ہوئی اور گوشہ
باغ مین برائے رفع حاجت گیا اُسوقت عیار نے پلنگ کے نیچے سے نکل کے اور حباب بیہوشی مار کے ملکہ کو بیہوش
کیا اور چادر مین پشتارہ باندھ کے اور دیوار باغ سے جست کر کے نکل گیا بعد فراغ پیشاب جب ہاشم آیا تو ملکہ کو
پلنگ پر نہ پایا معاً خیال کیا کہ کوئی عیار ملکہ کو لیگیا یہ تصور کر کے بجلدی تمام بیرون باغ آیا اور مرکب پر سوار ہو کے جسقدر
رات باقی تھی رہبری کرتا رہا مگر تاریکی مین ملکہ کا کہین سراغ نہ پایا جبکہ گریبان سحر چاک ہوا ہاشم نے دیکھا کہ ایک عیار
ملکہ کا پشتارہ لیے جاتا ہے ہاشم نے للکارا کہ بس آگے قدم نہ بڑھانا مین آپہونچا یہ کہکے مرکب کو جولان کیا عیار نے
ہاشم کو دیکھکے تصور کیا کہ اسکے ہاتھ سے جان بری مشکل ہے یہ سمجھ کے ایک درخت کے گرد پھرنا شروع کیا
ہاشم بھی مرکب سے اُتر کے نہروان کے تعقب مین چلا کہ دفعۃً ایک سوار مثل آفتاب تابان صحرا سے نمودار ہوا
یہ سوار خورم زرین درفش ہے کہ بعد روانگی عیار اس غرض سے تنہا آیا تھا کہ مین جاکے ہاشم کو گرفتار کرونگا
اور خورم نہایت پہلوان زبردست ہے اور دعوے شجاعت رکھتا ہے جب عیار نے خورم کو دیکھا کہا کہ ای خورم
یہی ہاشم ہے کہ جسکی گرفتاری کو تمنے مجھے بھیجا تھا ہاشم نے جب خورم کو دیکھا فوراً اپنے مرکب پر سوار ہوا
اُسطرف خورم نے پہونچکے نیزہ مارا ہاشم نے بعد چند طعنون کے اُسکے ہاتھ سے نیزہ ہوائی کر دیا جھلا کے
اسنے تلوار کھینچی مگر شمشیر زنی مین بھی مراد حاصل نہوئی القصہ کشتی شروع ہوئی اس عرصہ مین سرداران ہاشم
بھی پہونچگئے مگر ہاشم نے اپنے سردارون کو منع کیا اور کہا کہ تملوگ دور سے تماشائے جنگ دیکھو یہ امر داخل
نامردی ہے کہ بلوہ کر کے تنہا شخص کو گرفتار کرین اور اُسطرف مردان سپاہ خورم بھی آگئے اسنے بھی اپنے سردارونکو
منع کیا غرضکہ ہاشم نے تھوڑے عرصہ مین خورم کو زیر کیا خورم ہاشم کی جرأت دیکھکے بصدق دل مسلمان
ہوا اور باغ مین آکے ملکہ کو عماری مین سوار کر کے دربند القاریہ کی طرف روانہ ہوا اور اپنے ملک مین پہونچکے
تمام شہر کو اسلام آباد کیا اور خود سامان عقد ملکہ مین مشغول ہوا۔

اب دو کلمہ داستان عرش بن نمرود کے معرض بیان مین آتے ہین

بتون سے حسرت بوس و کنار باقی ہے	ہنوز مرحلہ کو بسیار باقی ہے	تپ جنون سے فقط جسم زار باقی ہے	بدن کے جامہ سے یہ ایک تار باقی ہے
وہی ہے حسن سفید و سیاہ کا عالم	وہی ہے ورنگی لیل و نہار باقی ہے	دہر ہی آنکھ اٹھا کر ہی دیکھنا لازم	نگاہ لطف کا امیدوار باقی ہے
بنا فساد کی بنیاد نرم گرد سخت	وجود ننگ ہے جب تک شرار باقی ہے	کماہے گستے نہ آہ و فغان کرو آتش	اٹھا دو جو کچھ اختیار باقی ہے

غواصان قلزم معانی و آشنایان بحر نکتہ دانی زورق سخن کو دریائے بیان مین اسطرح روان کرتے ہین کہ عرش تمنا کیہ مین تخت سلطنت پر متمکن تھا اور تمام اہالیان دربار جمع تھے کہ ناگاہ در بند القاریہ سے پرچۂ اخبار آیا اُسمین تحریر تھا کہ القار شاہ بھی مع تمام شہر کے مطیع اسلام ہوا اور تمام حال جو کچھ گذرا تھا اُس پرچہ مین مندرج تھا عرش نے برہم ہو کے شہنشاہ زرین کمر مالک کوہستان کو اس مضمون کا نامہ لکھا کہ بمجرد دیکھنے میرے نامہ کے پسر حمزہ کو مع خورم اور اُسکی دختر کے جلد گرفتار کر کے بھیجدیا اُن سبکے سر روانہ کرو چنانچہ نامہ دار نامہ لیکے روانہ ہوا اور شہنشاہ زرین کمر کے پاس پہونچا بعد بجا آوری مراسم تعظیم و تکریم کے نامہ پیش کیا شہنشاہ مضمون نامہ سے مطلع ہوا اور اپنے وزیرون سے کہ اُسمین ایک عیار بھی تھا کہ نام اُسکا سرطان تھا اس بارہ مین اُنسے مشورہ کیا سرطان نے کہا کہ لشکر کشی کر کے پسر حمزہ پر فتحیاب ہونا مشکل امر ہے مگر مین جا کے بنفس عیاری اُسکو گرفتار کیے لاتا ہون شہنشاہ نے کہا سرطان اگر تو ایسا کریگا تو مین اپنے ملک سے چہارم حصہ تجھے دونگا سرطان نے کہا کہ اس مضمون کا ایک نوشتہ مجکو دیجیے شہنشاہ نے لکھدیا کہ اگر سرطان پسر حمزہ کو گرفتار کر لائیگا تو مین اپنے ملک سے چہارم حصہ اُسے دونگا اور اُس کاغذ پر تمام سردارون کی گواہیان ثبت ہوئین جب وہ کاغذ لیا رہوا سرطان القاریہ کی طرف روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و طی مراحل القاریہ مین داخل ہوا اور یہان وہ زمانہ ہے کہ کاکا سالم و اسلم شادی مین مصروف مین مصروف ہین اور ہاشم کی چوتھی کا دن ہے غرضکہ سرطان بھی اُسی اُلٹ پلٹ مین ایک محافہ کے ہمراہ بشکل کہاری داخل ہوا جب چوتھی کا ہنگامہ ختم ہوا اور تمام عورات محل نے آرام کیا سرطان خلوتخانہ مین آیا اور ہاشم کو بیہوش کر کے اور پشتارہ باندھ کے کوہستان کی سمت روانہ ہوا جب کہ عروس شب نے چادر مہتاب مین مُنھ چھپایا اور نوشاہ خورشید خلوتکدہ مشرق سے عالم شہود مین آیا ملکہ گلفام سرو قد نے ہاشم کو نہ دیکھا اپنا حال تباہ کیا ملکہ کی گریہ و زاری سے بلبل بر گلہا سے گلشن نے گریبان چاک کیا اور نخل کف افسوس ملنے لگا نرگس چشم حسرت سے نگران تھی سبزۂ بیگانہ کی طرح پایمال نالہ و فغان تھی یہ حال پر ملال دیکھکے فولادو شمشادہ کاکا سالم و اسلم مع تمام سردارون کے تلاش ہاشم کے لیے روانہ ہوئے اور اُسطرف سرطان بخوشی تمام داخل سرحد کوہستان ہوا کہ ناگاہ صحرا کی جانب سے گرد بلند ہوئی اور ایک نقابدار مرکب باد رفتار پر سوار نمودار ہوا اور عیار سے کہا مین دیکھون تیرے پشتارہ مین کیا ہے اس عرصہ مین اور نقابدار بھی آئے عیار نے پشتارہ کھولنے مین تامل کیا نقابدار نے عیار کے تیر مارا وہ تیر عیار کی ران مین لگا نقابدار نے دوسرا تیر مارنے کا قصد کیا کہ سرطان نے کہا تم تیر نہ مارو اس پشتارہ مین ہاشم تغزن پسر حمزہ ہے اور اُسکے لانے کا حال بیان کر کے کہا کہ شہنشاہ زرین کمر نے اسکو طلب کیا ہے یہ کہکے پشتارہ نقابدار کے حوالہ کیا نقابدار نے پشتارہ کھول کے ہاشم کو دیکھا اور فوراً اُسکے جمال بیمثال کو دیکھکر عاشق ہو گیا سرطان سے کہا کہ دور ہو میرے سامنے سے ورنہ ابھی تجکو قتل کرونگا سرطان مجبور ہو کر روانہ ہوا اور نقابدار ہاشم کو اُسی حالت بیہوشی مین مرکب پر ڈالکے باغمین لایا اور بارہ دری مین لاکر پلنگ پر لٹا دیا ناظرین افسانہ کو معلوم ہو کہ یہ نقابدار شہنشاہ زرین کمر کی دختر ہے کہ نام اُسکا ملکہ شیرین گلعذار ہے اور چند نقابدار جو اُسکے ہمراہ تھے وہ وزیر زادی اور مصاحبین اُسکی تھے

ہرچند ملکہ نے دل مین تصور کیا کہ اگر یہ امر اس حرکت سے مطلع ہوگا تو تیرے حق مین بہتر نہو گا مگر دل کی بیقراری اور
حضرت عشق کی مددگاری سے یہ خیال نقش باطل کیطرح صفحۂ دل سے دفع ہوگیا فوراً ہاشم کو لخلخہ وغیرہ
سنگھا کے ہوشیار کیا ہاشم نے آنکھ کھول کے جو دیکھا کہ مین ایک مکان غیر مین ہون اور چلمن کے
اندر سے ایک ماہ تابان جلوہ گر ہی اور میرے گرد کنیزان زہرہ جبین کا حلقہ ہی بس یہ دیکھکے ہاشم پلنگ سے
اُٹھا اور کہا کہ مجکو یہان کون گرفتار کر کے لایا ملکہ نے اپنا چہرہ بنظر چلمن سے باہر نکال کے تمام حال سرطان
کے گرفتار کرنے اور اُس سے پشتارہ چھین کے یہان لانے کا من و عن بیان کیا چونکہ بسبب شادی کے
ہاشم کے دست و پا مین مہندی لگی تھی ملکہ نے رنگینی دست و پا کا باعث دریافت کیا ہاشم نے اپنی شادی کا
کل حال بیان اور کہا کہ عیار مجکو چوتھی کی شب کو گرفتار کر لایا اسوجہ سے میرے دست و پا رنگین ہین ملکہ
نے دل مین خیال کیا کہ جب اسکی بی بی موجود ہی تو یہ جوان میری طرف کیون مخاطب ہوگا یہ تصور کر کے
ملکہ نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی ہاشم نے ملکہ کو افسردہ دیکھکے کہا کہ اے ملکہ تم کچھ اپنے دل مین خیال
نکرو ہر ایک کا مرتبہ موافق اسکے رتبہ کے ہوگا بعد اس گفتگو کے ہاشم نے ملکہ سے اسلام کا سوال کیا اور
چند کلمہ وحدانیت الٰہی مین بفصاحت بیان کیے ملکہ تو مائل ہو ہی چکی تھی اور ادھر کلام صدق انضمام
نے قلب پر تاثیر کی فوراً آئینہ دل سے زنگ کفر زائل ہوا کلمہ پڑھکے مع کنیزان حور تمثال صدق دل سے مشرف
باسلام ہوئی بعد ازان بزم عیش و طرب آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق و مطربان شہرۂ آفاق حاضر ہوئے
جام مے گلرنگ گردش مین آیا زمزمہ سرائی ہونے لگی اور وہان کی کیفیت سنیے کہ سرطان نے جا کر شہنشاہ
سے تمام حال ہاشم کی گرفتاری اور نقابدار کے باعث رہائی کا بیان کیا شہنشاہ یہ سنکے نہایت برہم
ہوا اور کہا کہ اے سرطان قسم بخدای نمرود اگر تو ہاشم اور نقابدار کو تلاش کر کے پیدا نکریگا تو تجکو عذاب
الیم سے قتل کرونگا پس سرطان برہمی شہنشاہ دیکھکے اُسوقت پھر روانہ ہوا اگر ملکہ نے مدت سے
باغ مین مثل مینا بازار کے میلہ مقرر کیا تھا اور تمام زنان شہر اُس میلہ مین آکے خرید و فروخت کیا کرتی
تھین چنانچہ حسب معمول زنان شہر در باغ پر آئین کنیزون نے اُن عورتون سے کہا کہ ملکہ عالم کے
دشمن علیل ہین اس سبب سے میلہ ملتوی ہوگیا ہی ایک کنیز کی زبان سے نکلا کہ ملکہ عیش و عشرت
مین مشغول ہین میلہ کیونکر ہوگا وہ عورتین جو میلہ مین آئی تھین یہ سنکے باہم کلمہ و کلام کرتی ہوئی واپس ہوئی تھین
اور اُس طرف سے سرطان ہاشم کی تلاش مین آتا تھا اُسنے عورتون کا مجمع دیکھکے پوچھا کہ تم سب کہان
سے آتے ہو اُن عورتون نے کہا کہ ہم سب اسباب لیکے ملکہ تمکین شیرین کلام کے باغ مین گئے تھے مگر وہان
پہونچ کے سنا کہ ملکہ کسیکو لائی ہین اُس سبب سے میلہ موقوف کیا سرطان نے دل مین خیال کیا
کہ جو نقابدار مجھسے پشتارہ لے گیا ہی یقین ہی کہ وہ ملکہ ہی تھی غرضکہ سرطان یہ سنکے خاموش ہوا اور
شب کو بذریعہ کمند پشت باغ سے دیوار باغ پر پہونچا اور ملکہ و ہاشم کی صحبت بے تکلفانہ دیکھکے فوراً زیر دیوار
آیا اور کسی گوشہ مین پوشیدہ ہوا جسوقت ہاشم نے آرام کیا سرطان ہاشم و ملکہ کو بیہوش کر کے اور دونون کے پشتارے
لیکے جست و خیز کرتا ہوا روانہ ہوا اور صبحکو برابر بارگاہ کے پہونچا شہنشاہ کا ایک مکان لب دریا تھا شہنشاہ اُسوقت اُسی مکان مین بیٹھا
تھا کہ سرطان دونون پشتارے لیے ہوئے پہونچا اور شہنشاہ کے سامنے لیجا کر رکھدیے شہنشاہ نے دونون پشتارون کے کھولنے کا
حکم دیا اول ہاشم کا پشتارہ کھولا گیا شہنشاہ نے ہاشم کو جوان وجیہ خوبصورت مثل آفتاب عالمتاب کے پایا مگر جب اُسکی دختر کا

اشارہ کھولا شہنشاہ نے ملکہ کو دیکھکے سرطان سے کہا کہ ای فرساق یہ کیا معاملہ ہی عیار نے تمام حال بیان کیا شہنشاہ نے یہ سُنکے کہا کہ ای مادر قحبہ تو مجھکو بدنام کرتا ہی یہ کہکے حکم دیا کہ اس حرامزادی کو شہر سے نکالدو اور ہاشم کو صندوق مین بند کرکے دریا مین ڈالدیا بعد ازان گویا ہوا کہ اس مرد مردود نے کیسی تقدیر کی تھی کہ اپنی دختر کو ہاشم پر عاشق کیا اور اس شوخ دیدہ کو بھی اسیر ملک کیا شاید یہم دنیا یہی ہی یہ کہکے اپنی دختر کے سینے پر سوار ہوا اُسوقت ملکہ کی آنکھ کھلی اور اپنے پدر کو در پی قتل دیکھکے مجرا کیا اور کہا کہ ای پدر میر اشتہ ننگ و ناموس سنگ ظلم سے محفوظ ہی مین نے کوئی حرکت خلاف نہین کی شہنشاہ نے یہ سُنکے کہا کہ مین ضرور تیری ناک کاٹونگا یہ کہکے ملکہ کی بینی پر تلوار رکھکے زور کیا مگر ملکہ کی ناک پر خطا بھی نہ پڑا شہنشاہ یہ حال دیکھکے زیادہ برہم ہوا اور ملکہ کو ستون سے باندھکے تیر مارنا شروع کیا تیر نے بھی ملکہ کے جسم نازنین پر اثر نہ کیا اور قدرت خدا سے ملکہ کا جسم ایسا سخت ہو گیا کہ گویا فولاد پر تیر پڑتا تھا یہ دیکھکے شہنشاہ نے اپنی دختر کے پاؤن پر سر رکھدیا اور مسلمان ہوا اگر ہاشم کیواسطے گریان ہوا ملکہ نے ہاشم کا حال سُنکے لباس شجرفی زیب بدن کیا اور مع کنیزون کے لب دریا فقیرنی ہوکے بیٹھی اور شہنشاہ زرین کمر نے شہر مین جو بتخانے تھے مسمار کیے اور ہاشم کے غم مین بیہوش ہوا

ابتدائے داستان حیرت بیان اُس نہنگ بحر شجاعت یعنی ہاشم والا مرتبت کے کہ شہنشاہ نے برہم ہوکے اُسکو دریا مین ڈال دیا تھا بیان ہوتے ہین سے

گزرین لیسے خیالات جہان دور رہے
لامکان سے بہت ای قید مکان دور رہے
ای زبان ہجر کی شب کا نہو افسانہ بیان
وہ تماشای جہان گذران دور رہے
وہ دیار اور وہ بستی وہ مکان دور رہے
تلخکامی دم نزع بھی شیرین ہوگا
ہول دل جس سے ہوا ایسا خفقان دور رہے
روحکو قالب خاکی سے نکل چلنے دے
زندگی مین جو حلاوت سے زبان دور رہے
بند کین خواب اجل نے میری آنکھین آتش

شناوران قلزم نکتہ دانی و غواصان لجہ سخندانی اس مضمون ملال افزون کی تلاش مین دُر رنگین سخن کو صدف فکر سے نکالنے لگے یون سلک بیان مین لاتے ہین کہ جب شہنشاہ نے شہزادہ ہاشم کا صندوق دریا مین ڈلوادیا وہ بحر ذخار ایسا محیط تھا کہ جوش و خروش اُسکا آشوب زمانہ بلکہ شور محشر کا ایک نمونہ تھا ہر موج اُسکی زنجیر ستم قہرناک مثل چین جبین ظالم الظلم گرداب کے پیچ و تاب سے مردمان آبی چکراتے تھے حباب چشم قہرآلود سے ڈراتے تھے وہ قہر دریا تھا کہ جزر و مد اُسکا کوسون تک جاتا تھا وسعت آب سد رجہ تھی کہ جہانتک نگاہ کام کرتی تھی عالم آب نظر آتا تھا

آب ایسا کہ بحر تھا زخار
گذرہ موج جب تب دیکھا
تند و مواج و تیرہ و تہ دار
ساحل اُسکا نہ خشک لب دیکھا
موج کا ہر کنایہ طوفان پر
مارے چشمک حباب عمان پر

چنانچہ وہ صندوق بہتے بہتے اُس جزیرہ مین پہونچا کہ جہان حاکم داراب دریانشین ماہی خوار ہی اُسنے ایک مکان لب دریا بنایا ہی مکان کے ایکجانب دریا ہی اور دوسری سمت باغ تعمیر کیا ہی اور داراب دلوانہ مزاج بھی ہی دو سو سردار اور ستر ہزار سوار نگر بست لوانہ فراج اُسکے ہمراہ رکاب مین اتفاقا ایک روز لب دریا شکار ماہی مین مشغول تھا کہ ایک صندوق دریا مین اُسکو نظر آیا لوگون کو حکم دیا کہ اُس صندوق کو جلد حاضر کرو بمجرد حکم کے تمام لوگ دریا مین کود پڑے مگر صندوق کسی سے نہ نکل سکا خود داراب نے زور کرکے صندوق کو کیقدر دریا سے اُبھارا بعد ازان لیمان باندھکے صندوق کو باہر نکالا اُس صندوق مین ہاشم کو دیکھکے حیران ہوا اس عرصہ مین ہاشم بھی ہوشیار ہو گیا تھا صندوق سے باہر نکلا داراب نے ہاشم سے حال دریافت کیا ہاشم نے تمام ماجرا دیوانگی سے بیان کیا اُسنے تمام حال سُنکے کہا کہ ارے تو خداوند زادی اور پیغمبر زادی کا نام لیتا ہی بس دیوانہ را ہوکے بس ست فوراً برہم ہو گیا اور قصد کیا کہ ہاشم کو طمانچہ مارون ہاشم نے ارادہ معلوم کرکے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا آخر کشتی شروع ہوئی زور ہونیلگے

ہاشم نے دوپہر مین اُسکو زیر کیا دیوانہ بھی صدق دل سے مسلمان ہوا اور بوق بجایا کہ تمام دیوانے بیابان
سے آکے جمع ہوئے اور سب کے ہاتھون مین چوبدست آہنی تھی داراب نے اُن دیوانون سے تمام
سرگذشت بیان کی وہ دیوانے تو مطیع داراب تھے ہی اُن سب نے بھی بصفائی قلب اسلام قبول
کیا داراب نے ہاشم کی دعوت نہایت تکلف سے کی اور تین دنتک ضیافت کے چرچے اور عیش وطرب
کے جلسے رہے روز چہارم ہاشم نے کہا کہ ایک آدمی میرے ہمراہ کرو کہ مجکو راہ کوہستان کا نشان بتادے
داراب نے کہا کہ مین خود آپکے ہمراہ رکاب ہون جہان حضور تشریف فرما ہونگے خادم بھی آپ کے ہمراہ
جائیگا غرضکہ ستر ہزار دیوانون کی جمعیت سے ہاشم کوچ کرکے کوہستان کی طرف عازم ہوا اور اسطرف
ملکہ تمکین شیرین کلام بصد رنج و آلام لب دریا لباس شنجرفی پہنے بیٹھی تھی اور بیتابی دل سے یہ اشعار عاشقانہ
پڑھ رہی تھی سہ جب سے دیکھی نہین تری صورت

صبر و طاقت نے منہ کو پھیرا ہے
دل ترنگیر ہوا ہے غمسے قلب
بخدا کچھ عجیب صورت ہے
شکل بلبل یہ دل پھڑکتا ہے
اے شہ مہوشان دوہائی ہے
طاقت صبر اب نہین ہم مین

دلمین رہ رہکے درد ہوتا ہے
دستۂ وحشت ہے اور گریبان ہے
سلسلہ آنسونکا جاری ہے
ساتھ ہوش و خرد نے چھوڑا ہے
منہ کو غم سے کلیجہ آتا ہے
اب نہ تڑپایئے خدا کے لیے

کیا کہون ہے جو قلب کی حالت
رنگ چہرہ کا زرد ہوتا ہے
پُرزے پُرزے تمام داماں ہے
اشکباری ہے بیقراری ہے
دستگیرون نے دلکو توڑا ہے
تن بدن سنسایا جاتا ہے
شکل دکھلاؤ پھر ہمیں کیلیے

یاس و حرمان نے آکے گھیرا ہے
تن بدن کی ہوئی ہے طاقت سلب
دم نکلتا ہے غیر حالت ہے
دلمین خار الم کھٹکتا ہے
حضرت عشق کی چڑھائی ہے
دم نکل جائیگا کوئی دم مین

یہ کہکر لڑکھڑاتی ہوئی اُٹھی اور پھر دل کیطرح بیٹھ گئی اور بے اختیار یہ کلمہ زبان پر لائی سہ خیال زلف دلکو اک پریشانی دکھاتا ہے + تصور ابروؤن کا
قلب پر خنجر پھیرا تا ہے + اُدھر یاد مژہ کا تیر دلکو توڑ جاتا ہے + تڑپ ہوتی ہے زائد جب یہ لب تک حرف آتا ہے

مراد ردلیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

ایسی بپت پریت کا کیسے کرون نباہ
اپنے پیتم لال سے بچھڑے ہین جنکو رے

آہ کرون تو جگ جلے اور چپکے لاگے گھاؤ
بچھڑت دکھ جانے وہی جو کوئی بچھڑا ہو

اور کبھی بار بار لب گوہر بار سے یہ اشعار آبدار پڑھتی تھی سہ بدریائی محبت فورق آسا غم کے مارے ہم +
کبھی ہین اس کنارے پھر کبھی ہین اُس کنارے ہم + اور کبھی ترنگہ یہ شعر پر درد وہ بیقرار زبان پر لاتی تھی سہ
حال دل کس سے کہون کوئی بھی غمخوار نہین - بیکسی کا ہو برا + دل نکلجائے جو کشمکش سے بچون موت بن جلد آ
اور کبھی ہائے کا نعرہ مارتی تھی اور یون پکارتی تھی سہ یہ سمجھے تھے کہ نیک اس عشق کا انجام ہوتا ہے + مزے

رہتے ہین دن بھر رات بھر آرام رہتا ہے
سدا اخفا مین جو رہا دہ گمنام رہتا ہے
وفور عشرت وشادی سے جشن عام ہوتا ہے

غرض پیش نظر معشوق صبح و شام رہتا ہے + نہ واقف تھی کہ فرقت سے لبشر ناکام رہتا ہے + اگر دانستم
از روز ازل داغ جدائی را + ننہادی کردمے ناکس نسازد آشنائے را + جو مین ایسا جانتی کہ پیت کئے
دکھ ہوئے + نگر ڈھنڈھورا پیٹتی کہ پیت نکریو کوئے + کبھی مایوس ہوجاتی تھی اور یون فرماتی تھی سہ
وصل بننے کا کچھ بناو نہین + وان لگا دل جہان لگاؤ نہین + کہتے ہین ڈوبتے اُچھلتے ہین + ایسے
ڈوبے کہین نکلتے ہین + غرض کہ اس طرح بلک بلک کر روتی تھی کہ دیکھنے والون کا کلیجہ ٹکڑے
ٹکڑے ہوا جاتا تھا ہر چند ہمنشین جلیسین خواصین مغلانیان کنیزین سب باچشم اشکبار ملکہ کی مدد
کرتی تھین اور سمجھاتی تھین کہ ملکہ اسقدر مضطر و بیقرار نہو جامع المتفرقین کے فضل پر نظر رکھو

چنانچہ ملکہ کی ایک مصاحب محبوبہ نام کہ بڑی گرما گرم اور کھیلی کھائی ہوئی تھی آ سنے اسکے ملکہ کو گلے سے لگا کر آنچل منہ سے سرکایا اور یون تسکین دینے لگی کہ ملکہ عالم آپ نے عجیب حالت اپنی بنائی ہی عشق و عاشقی کی آبرو خاک مین ملائی ذرا ہوش مین آؤ تمھین انکو کبھی عاشق ہوئی ہو سلف سے یہ بات ہوتی آئی ہی ماشاءاللہ پڑھی لکھی ہو قصون مین تو دیکھا ہوگا کہ کسنے نہین ایذا اٹھائی ہی سہ گیا قیس ناشاد اس عشق مین گئی جان فرہاد اس عشق مین + ہوئی اس سے شیرین کی حالت تباہ + کیا اسنے لیلے کا خیمہ سیاہ + سنا

ہوگا وامق پہ کیا کچھ ہوا
کوئی شہر ایسا نہ دیکھا وہان
زمانہ مین ایسا نہین تازہ کار

ہوا اس عشق مین کسطرح جیسے ہوا
ہوا اس سے آشوب محشر عیان
غرض ہے یہ اعجوبہ روزگار

جو عذرا پہ گذرا وہ مشہور ہی
کب اس عشق نے تازہ کاری نکی

دمن کا بھی احوال مذکور ہی
کہان خون سے غازہ کاری نکی

برسون خاک چھنواتا ہی دشت غربت کی سیر کراتا ہی ہر طرح آزماتا ہی جب دیدار معشوق دکھاتا ہی اور یہ بھی صاحبان قسمت کیے لئے ہی کہ انکو وصل معشوق ہوتا ہی ورنہ آدمی حرارت تپ درون سے سوکھ سوکھ کر مدقوق ہوتا ہی صحرا الصحرا پھرتے پھرتے جیسے گذر جاتا ہی تڑپ تڑپ کر مرجاتا ہی فرہاد نے جان شیرین گنوائی تھی مجنون نے بیابان مین مرگ نوجوانی پائی تھی ملکہ نے کہا کہ ای محبوبہ یہی تو زیادہ اضطراب کا باعث ہی سہ کوہکن کوہ مین اور قیس ہوا صحرا مین + سر ٹپکنے مین کوئی نہ ہمسر اپنا محبوبہ بولی کہ یہ تو سن لیا اور یہ نہ دریافت کیا کہ بعد وصل کبھی صدمہ فرقت ہوتا ہی اور کبھی وصل سے پہلے رنج مہاجرت ہوتا ہی چاہیے کہ وصل نہو یہ غیر ممکن ہی بعد غم فرقت کے وصل کی شادی ضرور ایک دن ہی چنانچہ دیکھو جب تڑپ بلبل کے دل مین زیادہ ہوتی ہی موسم گل آتا ہی اسیطرح معشوق بھی اپنے عاشق پر رحم کھاتا ہی اول تو محبت ہی نکرے قدم کوچہ عشق مین نہ دھرے اور احیاناً اگر دل آجاے تو ضرور ہی کہ ضبط فرمائیے اگر دو چار دن مین مرجائیگا تو ذائقہ وصل کون اٹھائیگا خداوند کریم مسبب الاسباب ہی کوئی سبب ایسا پیدا کریگا کہ از خود تمھارا محبوب تمسے آکر ملیگا محبوبہ تو یہ سمجھاتی تھی تمہیدین انتظار کے راہ پر لاتی تھی کہ دفعتہً ملکہ کی بانھین آنکھ پھڑکی اور زلف سے ایک موتی کہ کہین نوچنے کھسوٹنے مین الجھ کر رہگیا تھا جدا ہوکے ملکہ کے روبرو گر کے ٹوٹ گیا کنیزون نے یہ دیکھکے کہا کہ ای ملکہ شہزادہ سے آج ضرور ملاقات ہوگی یہ کہہ رہی تھین کہ ناگاہ ہاشم شکار کنان صحرا کیجانب سے نمودار ہوا ملکہ شہزادے کو دیکھکر بیہوش ہوگئی کنیزون نے آواز دی کہ ای شہزادہ جلد ملکہ کی خبر لیجیے وہ فرط خوشی مین دشمنون کو شادی مرگ کا اندیشہ ہی ہاشم نے فوراً پہونچکے ملکہ کا سر اپنے زانو پر رکھا اور سینہ پر کیوڑہ وغیرہ چھڑکا ملکہ نے آنکھ کھول کے گریہ شادی کیا اور اپنے پدر کے مسلمان ہونے کا حال بیان کیا یہ حال سنکے شہنشاہ بھی آیا اور دوبارہ ہاشم کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور مع چار لاکھ سوار و پیدل نہایت تزک و احتشام سے ہاشم کو ہمراہ لیکے جانب لشکر کیہ روانہ ہوا القصہ ہاشم مع شہنشاہ خورم زرین کمر دلوانہ کے اسطے جنگ نمرود کے روانہ ہوتے ہین آگے دیکھیے کیا ہوتا ہی

اب دو کلمہ داستان بادشاہ اسلام اور دودہ زنگی کے بیان کیے جاتے ہین

غافلو سوتے ہو کس نیند اجل گھات مین ہی + بے ثباتی چمن دہر کی ساعات مین ہی + اسپہ نازان ہین وہ نادان ہین نہین انکو خبر + ایک دھوکا سا یہ دنیا کی طلسمات مین ہی + مانند زق زق و بق بق پھنسے رہتے ہین + سحر اس عالم ہستی کی خرافات مین ہی + شاہد دلپذیر سخن کو مشاطہ کلک جادو نگار آراستہ و پیراستہ کرکے یون حرف زن ہی کہ بادشاہ اسلام اپنے لشکر مین ہین اور امیر مع چند سرداران کے جزیرہ محیط مین تشریف فرما ہین اور دودہ زخمی ہوکے اپنے قلعہ مین پہنچ گیا

جب دودہ کا زخم مندمل ہوا اُسنے حکم دیا کہ تمام لشکر بیرون قلعہ جائے بختیارک ملعون نے کہا کہ ای دودہ تو نورالدہر و سرداران امیر کی جنگ کے لائق نہین ہی الاجو مجھ مین کہون اُسپر عمل کر تیئے شب آہنگ عیار کو بھیج کہ وہ جاکے بفن عیاری تمام سردارونکو گرفتار کر لائے دودہ کو بختیارک ناہنجار کی یہ راے پسند آئی اور قلعہ سے باہر نکلکے شب آہنگ سے کہا کہ تو جاکے تمام سرداران امیر کو گرفتار کر لا پس شب آہنگ یہ حکم پاکے مع چہل سر شاگردون کے لشکر امیر کی طرف روانہ ہوا اپنے شاگردون سے کہا کہ لقا دروغگو ہی اب شاہ اسلام کی خدمت مین جاتا ہون چنانچہ بعد قطع مسافت دربارگاہ پر پہونچکے عادی سے کہا کہ شاہ کو میری خبر کرو عادی نے جاکے عرض کیا کہ شب آہنگ عیار دودہ زنگی مع اپنے شاگردون کے براے ملازمت حضور حاضر ہی اُسکے بارہ مین کیا ارشاد ہوتا ہی شاہ اسلام نے فرمایا کہ اُسکو آنے دو پس شب آہنگ نے حاضر ہوکے پایہ تخت کو بوسہ دیا اور یہ

عجز و ادب یون گویا ہوا کہ
پیوستہ در رکاب تو فخریہ سرورند
تا طایران سدرہ لب افلاک ہیں بند
خاقان چین و قیصر روم و شہ فرنگ
لرزد ز بیم سطوت تو بیزد و کاشغر
باشی تو شاہ نادر کشورستان دہر
فرمان حکم تو بسر چشم سے برند
ہم بوم شاہ و شہر و صفاہان تہمتن
ہشت ز بیم نام سکندر نے مرتد
کاوس و کیقباد و کیومرث و نیز جم
آہستہ آفتاب بہ خط استوا
ای خسرو فلک کاب اب

مجکو معلوم ہوا کہ لقا نہایت دروغگو اور کاذب شریر ہی لہذا اُسپر لعنت کرکے مین مسلمان ہوتا ہون شاہ اسلام نے خلعت عنایت کرکے اُسکے حال پر بہت نوازش کی اور فرمایا کہ اُسکے جسقدر شاگرد ہین وہ ایک ایک ہمارے سرداران کی خدمت مین حاضر رہین شب آہنگ نے عرض کی کہ غلام شہزادہ نورالدہر عالیقدر کی خدمت مین حاضر رہیگا مگر ایرج کو یہ کلمہ شب آہنگ کا ناگوار ہوا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہی یہ عیار بھی نامرد ہی مگر جب شب ہوئی عیارون نے تمام سرداران باقیماندہ کو بیہوش کیا اور سبکے پشتارے باندھ کے لشکر لقا کی طرف روانہ ہوئے اسطرف جب زنجیر کہکشان ماہ گردن روزگار سے اُتری اور تارہاے شعاع کا توڑا شاہد صبح نے گلے مین پہنا

ستارہ صبح کا ناہید نکلا	بھبوکا بنکے پھر خورشید نکلا	اُتسپ تیرہ پہ آفت اُسنے ڈالی	ہوئی پھر وقف افسر کی بحالی

ہنگام سحر لشکر اسلام مین غلغلہ بلند ہوا کہ عیار سردارون کو لیگئے شاہ اسلام کو یہ حال سنکے تردد ہوا اور کہا کہ اب ناموس کی حفاظت کرنا ضرور ہی پس حکم دیا کہ گرد خیمون کے خندق کھودکے اُسکو پانی سے پر کردو کل اہل حرم اُن خیمون مین مقیم ہون غرض کہ ایسا ہی کیا اور وہان شب آہنگ سردارون کو گرفتہ و بستہ کرکے دودہ کے روبرو لیگیا دودہ نے اُن سبکو مقید رہنے کا حکم دیا بختیارک نے کہا ای دودہ یہ کیا غضب کرتا ہی اُسیوقت ان سبکو قتل کر دودہ نے کہا کل صبحکو قتل کرونگا کیونکہ اول جنگ مین بادشاہ اسلام کو مغلوب کرکے قتل کرون بعدہ ان سب کو قتل کرون یہ کہکے طبل جنگ کا حکم دیا دونون لشکرون مین صداے طبل جنگ بلند ہوئی رات بھر دونون لشکر کارسازی حرب و درستی سامان رزم مین مشغول رہے جب سپیدہ سحری نمودار ہوا

کہ چون صبح از شاہ چین بار داد	عروس جہان دُر بدینار داد	رسید از لشکر بجاے مصاف	دو پیکار بستند چون کوہ قاف

دونون لشکر میدان مین آکے صف آرا ہوئے دودہ نے نیزہ مارا بعد چند طعنون کے شاہ نے اُسکے ہاتھ سے نیزہ ہوائی کیا دودہ نے گرز مارا شاہ نے بمشکل اُسکے گرز کو بھی رد کیا دودہ نے گرز پھینک کے تیغہ آبدار نیام سے کھینچی اور شاہ پر حربہ کیا شاہ زخمی ہوئے تمام سرداران اسلام یہ دیکھکے دودہ کی طرف دوڑے اور جنگ مغلوبہ ہونے لگی مگر ہمراہیان مالک و لندھور جانبازی کرکے بادشاہ کو نکال لیگئے اور اسطرف جنگ مغلوبہ مین دہ لاکھ زنگی اور بارہ ہزار اہل اسلام قتل ہوئے آخر بختیارک نے طبل آسایش بجایا دونون لشکر

میدان سے اپنے اپنے خیمون مین آ گئے ۔

سپیدہ روشن از تیرہ شب تافتہ | چو آئینہ روشنی یافتہ
چو گوہر بر آمود زنگی تباج | دو لشکر بہ یکجا گروہ آمدند
شہ چین فرود آمد از تخت عاج | شدند از خصومت ستوہ آمدند

لیکن اس جنگ مین دودہ کے چالیس پسر قتل ہوئے دودہ اپنے فرزندون کی لاشین دیکھکے رونے لگا لقا نے کہا کہ اے دودہ تو کچھ غم نکر بروز نوروز مین ان سب کو زندہ کر دونگا دودہ یہ سنکے خوش ہوا اور کہا کہ آج شب کو لشکر اسلام پر شبخون مارنے کا قصد ہے اور اسطرف بادشاہ اسلام زخمی بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے آکے عرض کیا کہ لشکر کفار کا شبخون مارنے کا قصد ہے یقین ہے آج شب کو وہ لوگ شبخون مارین یہ سنکے بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ آج شب کو تمام لشکر کمربستہ موجود رہے اور خندق پر روشنی ہو جب دودہ کو بھی معلوم ہوا کہ شبخون کی خبر لشکر اسلام مین پہونچ گئی اُسنے کہا کہ میرے لشکر کے پانچ لاکھ زنگی شناوری جانتے ہین اور مین بھی فن شناوری سے آشنا ہون پس مین اسیوقت جاکے شبخون مارونگا یہ کہکے اُٹھا چار گھڑی رات آئی تھی کہ دودہ چار لاکھ زنگیون سے سوار ہوکے لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا اور اُسوقت پہونچا کہ لب خندق پنجشاخے نصب ہو رہے تھے کہ دفعۃً دودہ چار لاکھ زنگیون سے پہونچکے خندق مین کودا اور خندق کے پار ہوکے قتل و غارت شروع کیا ہندیون اور عربیون نے دودہ کو دیکھ کے تلوارین علم کین اور زنگیون کا اسقدر کشت و خون کیا کہ اُنکے پانوں اُٹھ گئے بھاگ کے خندق مین گرے اور اُسطرف لقا مع فوج استادہ تھا کہ دودہ براے قتل بادشاہ اسلام خیمہ کی طرف چلا قران نے شاہ اسلام سے جاکے یہ کیفیت بیان کی دودہ بارادۂ فاسد آتا ہے بادشاہ بجلدی تمام جنگ جہان پیما پر سوار ہوگئے اور زرستاش بہادر مع سرداران یونانی ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہوئے جب یہ خبر خواتین منظر نے سُنی کہ بادشاہ سوار ہوکے جنگ گاہ کیطرف جاتے ہین خواتین مین کہرام برپا ہوا اور سب نے بال کھول کے درگاہ مستجاب الدعوات مین دعا کرنا شروع کی کہ ناگاہ بیابان سے گرد پیدا ہوئی اور نعرہ امیر عالیمقام کا بلند ہوا کیونکہ امیر جزیرۂ محیط سے شبا شب اس خیال سے آئے تھے کہ لشکر تنہا ہے معلوم نہین کہ میری غیبت مین لشکر پر کیا حادثہ گذرا ہوگا غرضکہ عین گرمی جنگ مین امیر بھی آگئے القصہ قورج و داراب و خورشید بھی خندق کے برابر پہونچے شاہ اسلام نے امیر کو دیکھکے مرکب اُٹھایا اور پسر دودہ یعنی ژوبین بن دودہ کو قتل کرکے دودہ کے مقابل پہونچے دودہ نے شاہ اسلام پر تیغہ مارا شاہ اسلام نے اُسکا حربہ رد کرکے ایسی تلوار ماری کہ مع مرکب دودہ کے چار ٹکڑے ہوئے امیر نے یہ دیکھکے باآواز بلند کہا کہ ماشاء اللہ شہنشاہ کی تیغ مین کیا صفائی ہے اور سرداران امیر جو دودہ کی قید مین تھے اُنھون نے نعرۂ امیر سنکے قید کو پارہ کیا اور آکے جنگ مین شریک ہوئے یہ حال دیکھکے بختیارک نے لقا سے کہا کہ اب گریز کرنا مناسب ہے پس لقا شکست فاش کھاکے بیابان کیطرف روانہ ہوا اور رستم بن دودہ آکے مسلمان ہوا امیر نے رستم بن دودہ کو قلعۂ دودہ کا بادشاہ کیا اور دختران دودہ کی شادی ایرج و قورج و داراب و خورشید سے کرکے جشن فتح شروع کیا۔

اب دو کلمہ داستان پہونچنا لقا کا مینائے زربخش جادو کے پاس بیان ہوتے ہین

سرخوش از کوی خرابات گذر کردم دوش | طلبگاری ترسا بچۂ بادہ فروش | بیتم آمد ز سبو کہنہ پری رخسارے
کافرے عشوہ گری زلف چو زنار بدوش | گفتم این کوی چہ کوئیست ترا خانہ کجاست | ای مہ نو خم ابروی ترا حلقہ بگوش
گفت تسبیح بخاک افگن و زنار بہ بند | سنگ بر شیشۂ تقوی زن و پیمانہ بنوش | بعد ازین طیق من آنا بتو گویم خبرے

راہ بنمایم اگر بر سخنم داری گوش
دل زکف دادم و بیہوش شدم چشم پوش
نہ ملک ماند و نہ آدم نہ طیور و نہ وحوش
بے نے و مطرب و ساقی ہمہ در عیش و سرور
خواستم تا خبرے پرسم ازو گفت خموش
این خرابات مغانست درو ہستانند
دین و دنیا بیکے جرعۂ عصمت بفروش

بگذر از صومعہ و راہ بمیخانہ طلب
تا رسیدم بمقامے کہ نہ دل ماند و نہ ہوش
دیدم از دور گروہے ہمہ دیوانہ و مست
بے مے و جام و صراحی ہمہ در نوشا نوش
نیست این نکتہ کہ بے پا و سرانی بطواف
از دم صبح ازل تا بقیامت مدہوش

خرقہ بیرون فگن و کسوت رندانہ بپوش
محو گشت از ورق کون مکان نقش و خروش
پی دف و بادہ و نی آمدہ در جوش و خروش
چونکہ سر رشتہ دریافت برفت از دستم
نیست مسجد کہ در وی ز ادب آئی بخروش
گر ترا ہست درین کوچہ سر رکیمر نی

چابک خرامان عرصہ سخندانی و چاشنی گیران مذاق شیرین بیانی منازل این افسانہ
کمین کو طی کرکے یون خوشخرامی کرتے ہین ؎
سخن سنج و غواص دریای ہوش | چنین ریخت گوہر بداماں ہوش

کہ جب لقا بے بقا قلعہ غروبیہ سے شکست فاش کھاکے بیابان کی طرف بھاگا اور صحرا مین پہونچکے اپنی بیکسی پر
گریان ہوا بختیارک نے ہر چند اُسکی تسکین کی مگر لقا کا رونا موقوف نہوا اور کہا کہ ای بختیارک اب کہین جائے پناہ
معلوم نہین ہوتی کہ وہان جاکے چند روز آرام سے بسر کرون اور دو روز نگذرے ہین کہ فرط رنج و الم سے نوبت
طعام تک نہین آئی القصہ تمام شب لقا نے نالہ و زاری مین بسر کی جب صبح ہوی اُسیطرح حال زار پر گریان ہوتی
ایک طرف سے صدائے نالہ و بکا گوش زد ہوی نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ ایک زاغ بالا ے کوہ گریہ و بکا کرتا ہی
بختیارک نے اُس زاغ کو دیکھکے کہا کہ ای زاغ اپنے حال زار سے ہم شکستگان بال و پر کو زیادہ رنج و
الم مین مبتلا کر زاغ نے کہا ہر چند مجکو معلوم ہی کہ خداوند نے ایک شبانہ روز گریہ کیا ہی اور کھانا تک نہین کھایا
لیکن خداوند اپنی خاطر شریف مین کسی طرح کا فکر و اندیشہ نکرین کہ دوبارہ خداوند مرتبہ خدائی پر کامیاب ہونگے
اور خداوند نے یہی تقدیر کی تھی کہ قلعہ مینا حصار مین پہونچکے اہل اسلام کا استیصال کرونگا چنانچہ وہ قلعہ
یہان سے دس کوس کے فاصلے پر واقع ہی بعد اس گفتگو کے زاغ پرواز کرکے قلعہ مینا کیطرف روانہ ہوا اتفاقاً
قلعہ مینا کا حاکم پسر دودہ زنگی مینائے زربخش ہی اور دو دختران دودہ بھی اپنے برادر کے پاس قلعہ مین مقیم
ہین اور اُنکے نام میگونہ و شنگونہ جادو ہین اور قلعہ مینا کا حصار نقرہ خالص کا ہی اور مینا کاری سے رشک
نگار خانہ چین ہو رہا ہی اور وہ قلعہ نہایت آباد اور از بس رفیع و مستحکم ہی چنانچہ زاغ جادو نے قلعہ مین جاکے مینائے
زربخش سے بیان کیا کہ دودہ قتل ہوا اور اہل اسلام خداوند کے تعاقب مین آتے ہین اور خداوند صحراے
آفت خیز مین اپنے حال زار پر گریان ہین مینائے زربخش و میگونہ و شنگونہ نے یہ خبر وحشت اثر سنکے اول اپنے پدر کا ماتم کیا
بعد ازان مینائے زربخش برائے استقبال زمرد شاہ مع فوج سوار ہوکے روانہ ہوا اور صحراے آفت خیز مین
پہونچکے لقا کے قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ مین مثل پدر کے اپنی جان خداوند کے قدم پر نثار کرونگا بعد
اسکے لقا کو بتجمل تمام زر نثار کرتا ہوا شہر مین لایا اور تمام شہر کو آراستگی کا حکم دیا تمام کوچہ و بازار صفائی و زیبائی
سے آراستہ و پیراستہ ہوئے اور ہر ایک مقام پر سامان آرایش و زیبایش مہیا ہوا غرضکہ نہایت اعزاز و اکرام
سے لاکر لقا کو تخت نکبت خداوندی باطل پر متمکن کیا دور شراب گردش مین آیا ساقیان سیمین عذار و مطربان خوش الحان
حاضر ہوئے آواز نوشا نوش و نوشا نوش بلند ہوی بختیارک نے زربخش سے پوچھا کہ تم خداوند کو کس ہیر و
پر لائے ہو اس گفتگو مین ابر تار کی آسمان پر نمایان ہوا اور ابر سے ایک طاؤس اور ایک تخت ظاہر ہوا اُسپر
ایک ساحرہ کہ جسکا نام شنگونہ ہی سوار تھی اور طاؤس پر میگونہ جادو سوار تھی ان دونون نے مع صفات سو

ساحرہ اسکے لقا کو سجدہ کیا بختیارک نے ان ساحرون کو دیکھکر کہا کہ اب کسیقدر میرے دلکو تسکین ہوئی مگر بعد
حلقہ فگن گوش گردن کشان و سر برہنۂ ساحران کا ذکر بھی سُنا ہوگا کہ اُنھون نے ساحران جہان کے
شمع حیات کو گل کر دیا ہی بختیارک کے اس کلام سے میگونہ و شگونہ کے دل مین خوف پیدا ہوا اور ایسا
سہو کیا کہ قلعۂ مینا حصار کی خندق سے شعلے نکل کے آسمان کی طرف بلند ہوئے ہرکارون نے جو باخبر تھا
متعین تھے یہ خبر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر کشورگیر گیتی ستان سے جا کر عرض کی امیر تمام حال سُنکے مع
لشکر بعد قطع مراحل برابر قلعہ مینا حصار کے پہونچے لشکر اُترا بارگاہین برپا ہوئین بازار کھل گئے
کوسون تک خیمہ و خرگاہ سراپردۂ ایستادہ ہوئے قلندریان سبز تنبو برپا ہوئے بارگاہ فلک رفعت
استادہ ہوئی صاحبقران مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی اور بادشاہ اسلام نے
مع لشکر فیروزی اثر داخلہ فرمایا پانچہزار پانسو پچپن سردار اور پہلوانان نامدار بارگاہ سلیمانی مین زیب دہ
کرسی و دنگل ہوئے بعد اسکے امیر نے فرمایا کہ مینا سے زرنجش کے نام ایک نامہ طیار ہو دبیر عطارد تحریر
طلب ہوا اُسنے ایک نامہ بعنوان شایستہ رقم کیا امیر نے ملاحظہ فرمایا اور آواز دی کہ کوئی بہادر جا کے
مینا سے زرنجش سے اس نامہ کا جواب باصواب لائے فرزند عالیشان رستم پیلتن یعنی علمشاہ نوجوان اپنے
دنگل سے اُٹھے اور نامہ لیکے مع بارہ ہزار اپنے ہمراہیون کے در قلعہ پر آ کے دیکھا کہ ایک قلعہ ہی سر بفلک کشیدہ
اور گرد قلعہ خندق سے شعلہ ہاے آتش بلند ہین قلعہ تک پہونچنا بہت مشکل ہی علمشاہ اس فکر مین تھے
ناگاہ آواز آئی کہ یہان سے چلے جاؤ یہ جگہ جانے کی نہین ہی علمشاہ نے کہا کہ مین باطل السحر کا نامہ دار ہون
اور میرا فرزند زہرہ شاہ باختری قلعہ مین ہی اتنے مین آواز قہقہہ آئی اور شعلے بلند ہو کے سرداروں پر گرے
اور ہر ایک کو کشان کشان خندق مین لیگئے اور اُسی مین سے ایک شعلہ شاہزادہ پر گرا کہ اُسکے بیکہ بھی
جلا کے خندق مین لیگیا باقیماندہ لشکر علمشاہ گریان و دل سوزان صاحبقران کے پاس آیا اور تمام حال
بیان کیا امیر نے فرمایا کہ اُس حرامزادے نے میرے ایلچی سے یہ سلوک کیا بخدا مین اسیوقت جاتا ہون اور
سزا اسے معقول دیتا ہون یہ کہکے سواری طلب کی اور اسلحہ سے درست ہو کے اشقر پر سوار ہوئے یہ
حال دیکھکے تمام سردار بھی سوار ہوئے فقط شاہ اسلام لشکر مین باقی رہے عمر نے ہرچند منع کیا مگر امیر نے
جواب بھی ندیا لاچار عمر بھی ہمراہ رکاب امیر کے روانہ ہوا جب امیر دروازہ مینا حصار کے برابر پہونچے ایک
مقام پر ایستادہ ہوکے ناگاہ خندق سے دود غلیظ پیدا ہو کے بصورت ابر تیرہ نمودار ہوا اور اسقدر محیط
ہوا کہ گرد لشکر امیر کے مثل حصار کے ہوگیا اور ابر سے برقہاے آتش بار پیدا ہوئین اور سردار غائب
ہونے لگے عمر نے یہ کیفیت دیکھکے کہا کہ ای حمزہ اب سواے گریز کے چارہ نہین امیر نے اسکا بھی کچھ جواب
ندیا کہ ایکبار فیل لندھور بھاگ کے خندق مین گیا اور مع فیل لندھور غائب ہوگیا اور مالک کو بھی اُسکی
ادویان لیکے خندق مین غائب ہوئی اسطرف عمر بن رستم نے ایرج سے کہا کہ اگر دعوے بہادری ہی تو خندق
مین آؤ ایرج اور عمر بن رستم سے تکرار ہو ہی رہی تھی کہ یہ دونون بھی خندق مین جا کے غائب ہوئے
غرضکہ اسی طرح تمام سردار باہم تکرار کر کے خندق مین داخل ہوئے اس اثنا مین امیر کے برابر زمین شق
ہوئی اور ایک نہنگ ماہی نے زمین سے نکلکے امیر سے آنکھ ملائی اور کہا کہ تمکو تمہاری شامت یہان لائی
ہی اور نہنگ ماہی نے یہ کہکے ایک قہقہہ مارا کہ اُسکے دہن سے ایک لال تیز پرواز نے نکلکے گرد امیر کے گردش کی

اور پھر اُسی ریگ کے منہ میں چلا گیا بعد ازاں وہ ریگ ماہی بھی چلی گئی عمر نے کہا یا امیر اسم اعظم تو پڑھیے امیر نے
ہر چند کیفیت سے اسم اعظم پڑھنے کا قصد کیا مگر یاد نہ آیا اُسوقت ایک زنگی بلند بالا قوی جثہ خندق سے پیدا ہوا
اور کہا کہ عمر عیار کہاں ہے عمر نے کہا میں موجود ہوں پس زنگی عمر کو پکڑ کے خندق میں لیگیا بعد ازاں ایک شاطر نے
خندق سے نکلکے آواز دی کہ ای شاگردان عمر عمر تمکو طلب کرتا ہے یہ سُنکے تمام عیاران لشکر اسلام جو کہ وہان موجود تھے
خود بخود خندق میں جا کر غائب ہوے امیر یہ کیفیت دیکھ کے نہایت فکرمند تھے کہ اس عرصہ میں خواجہ بزرگ نے
آکر عرض کی کہ اب حضور بارگاہ سلیمانی میں تشریف لیچلیں کہ وہان سحر اثر نہیں کر سکتا امیر نے فرمایا مجکو شہر میں آئی ہے
میں کس واسطے آیا تھا اور جبکہ میرے سردار اور ہمراہی سب میرے ہاتھ سے گئے تو میں کیا واپس جاؤں اسی گفتگو میں
تھے کہ ایک سوار نے خندق سے نکلکر کہا کہ یا امیر عمر سے مقدمہ مذہب میں تکرار ہو رہی ہے اور عمر نے آپ کو
گواہی کے واسطے طلب کیا ہے امیر نے یہ سنکے گھوڑا اُٹھایا اور اُس سوار کے ہمراہ خندق میں جا کے یہ بھی غائب
ہوئے جو عیار کہ دور سے کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے اُنھوں نے شاہ اسلام کی خدمت میں آ کے تمام حال
عرض کیا شاہ اسلام نے یہ کیفیت سُنکے تاج سر سے زمین پر پھینکدیا اور لشکر اسلام میں آواز نوحہ و گریہ بلند ہوئی کہ
خواجہ زادوں نے شاہ سے عرض کیا کہ اگر حضور بھی نالہ و زاری کرینگے تو تمام لشکر بیدل ہو جائیگا لہذا دامن استقلال
کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا چاہیے صبر کرنا مناسب ہے کہ ایکبار چالاک اور ابو الفتح یا اسم تکرار کر کے رقص کنان جا کے
خندق میں داخل ہوئے اور ناپدید ہو گئے سمک و شاپور دیکھکے بھاگے شاپور نے صحرا کی طرف رخ کیا
پانچ کوس جا کے ٹھہرا گر بد حواس تھا کہ راہ میں سمک کو بصورت پیر زال دیکھا کہ بجلدی تمام چلا جاتا ہے شاپور نے
سمک سے کہا کہ تمنے اپنی کیا وضع بنائی ہے سمک نے کہا کہ خاموش رہ مگر ان دونوں پر ساحروں کا خوف
اسقدر طاری تھا کہ جلد دونوں دامن کوہ میں پنہان ہو گئے بعد چار گھڑی کے جب ہوش آیا تو اپنی صورت بشکل
کلاونت مفلوک بنا کے شاپور نے دہل لیا اور سمک طنبورہ لیکے دونوں مینا حصار کیطرف روانہ ہوئے جب قریب
قلعہ پہونچے دیکھا کہ چار طرف سبزہ زار ہے اور چشمے و چبوترہ و تالاب ہیں اور آبشار و فوارے و گلہاے برنگہاے بوقلمون کھلے
ہیں اور خندق کے اُسطرف میدان وسیع ہے اور اُس سبزہ زار میں وہاں لگے ہیں پس شاپور ایک چشمہ پر بیٹھ گیا
اور ڈھولک اور طنبورہ بجا کے نغمہ دلفریب شروع کیا کہ ایکبار ایک مادہ آہو جسکی پشت پر جھول کار چوبی پڑی تھی
نمایان ہوئی اور ان دونوں کے قریب پہونچکے اور قلابازی مار کے بشکل انسان پریزاد چہرہ ہو گئی اسکا سن قریب
پندرہ سولہ برس کے تھا اور پوشاک سبز جواہر نگار زیب جسم تھی اُس عورت کو دیکھکے دونوں خاموش ہو گئے تاکہ
اُنکو خوف زدہ دیکھکے کہا کہ تم کچھ خوف و اندیشہ نکرو میں تمھاری آواز نغمہ سُنکے یہاں آئی ہوں مجکو بھی گانے بجانے
سے نہایت شوق ہے اور میرا نام عذار جادو ہے بعد ازاں اُسنے ان دونوں کا نام پوچھا سمک نے کہا میرا نام گلرنگ
ہے اور یہ طفل میرا برادر زادہ ہے اسکا نام شرنگ ہے بعد اس گفتگو کے دونوں عیاروں نے ایسا نغمہ دلفریب گایا کہ جسکے
سُننے سے عذار نہایت محظوظ ہوئی اور ان دونوں سے کہا کہ میرے ہمراہ آؤ عیاروں نے کہا کہ خندق تو آگ سے
بھری اور شعلے بلند ہو رہے ہیں ہم کیونکر چلیں عذار نے ایک اسم سحر پڑھا وہ آگ خاموش ہوئی اور عذار عیاروں
کو لیکے شہر مینا حصار میں آئی عیاروں نے شہر کو دیکھا کہ نہایت آباد ہے چار طرف دوکانیں آراستہ ہیں بزازہ
صرافہ جوہری بازار کھلا ہوا عجب رونق پاکیزہ تمام شہر میں دیکھی کہ ہوش اُنکے اُڑ گئے غرضکہ جاتے جاتے قریب ایوان
شاہی کے پہونچے اس اثنا میں ایک چوبدار نے آکر عذار سے کہا کہ مینا شاہ زر بخش باغ میں بیٹھا ہے اور آپ کو

یاد کرتا ہی عذار یہ سُنکے باغمین آئی مگر دونون عیار بھی اسکے ہمراہ تھے اور عذار بادشاہ کی خواہرزادی ہی عذار نے عیارو
کو در باغ پر استادہ کرکے چوبدارون کو حکم کیا کہ ان دونون کو بحفاظت تمام اپنے پاس رکھو جب مین طلب کرون انکو
بھیجدینا چنانچہ عذار باغمین گئی اور جاکے مینا شاہ زرنجش اپنے ماموں کو سلام کیا اور بعد کچھ گفتگو کے دونون گویونکا
ذکر کرکے انکی نہایت تعریف کی میناشاہ نے صفت انکی سُنکے گویونکو روبرو طلب کیا دونون عیار باغ کے اندر آئے تو
دیکھا کہ باغ نمونہ بہشت برین ہی درختان طلا و نقرہ و جواہرات کے جابجا نصب ہین اور تمام باغ موگش روضہ رضوان
ہی جابجا جوہر کی نہرین جاری ہین فوارے چھوٹ رہے ہین بلبلین درختون پر نغمہ زن ہین غرضکہ ان عیارون نے
میناشاہ کو بادب تمام سلام کیا میناشاہ ان دونون کو مفلوک الحال دیکھکے متبسم ہوا عذار نے کہا کہ حضور انکی
مفلوکی پر خیال نفرمائین انکے کمال پر نظر ہو اس اثنامین ہنگامہ ہوا کہ خواہران میناشاہ میگونہ و شگونہ آئی
ہین اول خبرداران کنیزین زرین پوش و نازنینان اہرگوش آئین بعد اُنکے نہایت تزک و احتشام سے میگونہ و شگونہ
بالباسہاے نفیس و پرتکلف صحبت مین آئین سب نے انکی تعظیم دی اور دونون آکر مسند پر بیٹھین میناشاہ نے گفتگو نہ
سے کہا کہ تمھاری صاحبزادی دو گویون کو لائی ہین میگونہ نے دونون عیارون کی صورت دیکھ کے اول قہقہہ مارا
بعد ازان گانے کا حکم دیا ان دونون عیارون نے ایسا نغمہ خوش آہنگ گایا کہ تمام اہل محفل بیخود ہوگئے میناشاہ
نے کئی ہزار روپے اور دو خلعت گران عنایت کیے سمک بشکل پیر تھا اُسنے روپے اور خلعت اٹھانے کا قصد کیا
اتفاقاً سمک کی میانی چاک تھی شگونہ نے اُسکا عضو تناسل دیکھکے خندہ کیا سمک شگونہ کے خندہ سے
خفیف ہوا اور آگے دامن ڈال لیا بعد ازان تمام شب عیش و عشرت مین بسر ہوئی اور دونون عیارون کو
میناشاہ نے ایک مکان عنایت کیا اور کہا کہ تم دونون اس مکان مین قیام کرو جب ہم یاد کرین تب حاضر ہو
غرضکہ دونون عیار اُس مکان مین مقیم ہوئے اور باہم کہنے لگے کہ ہمنے اسواسطے اہل محفل کو بیہوش نہین کیا
کہ اول امیر کے اسم اعظم کی فکر کرلین اور مقام قید امیر و عمر بھی دریافت ہوجاے تو پھر ان کفار کی فکر کرین یہ
دونون اس منصوبہ مین تھے کہ ایک روز میناشاہ نے خلوت مین سمک و شاپور کو طلب کیا اور حکم دیا کہ کچھ گانے
بجانے کا شغل کرو ان دونون نے اپنے نغمہ دلفریب سے میناشاہ کو نہایت محظوظ کیا سمک نے باتون باتون
مین امیر کا تذکرہ کیا اور کہا کہ مجکو خداوندون کا بہت خوف ہی اور مین نے سُنا ہی کہ لشکر حمزہ مقابل قلعہ اُترا ہوا ہی
میناشاہ نے ہنسکے کہا کہ امیر و عمر جو کہ سرگروہ پہلوانان و عیاران تھے اسی وقت اُن دونون کو مین نے
گرفتار کیا سمک نے کہا کہ اسم اعظم کیونکر بند کیا مینا نے کہا کہ ایک پتلہ آردماش کا تیار کرکے اسکی زبان مین
سوزن دیا ہی کہ جسکی وجہ سے امیر کا اسم اعظم بند ہوگیا اور اُس پتلے کو شیشہ مین بند کرکے ایک صندوق مین
رکھا ہی اور صندوق مع شیشہ ایک بتخانہ مین ہی اور در بتخانہ پر ایک موکل کو مقرر کردیا ہی اب کسی مین تاب ہی کہ وہ شیشہ
کسیکو کیونکر ملسکتا ہی اور امیر کیونکر رہا ہوسکتے ہین پس سمک نے یہ سُنکے کہا کہ اب میرے دل کو تسکین ہوئی
مگر مجکو یہ خوف ہی کہ عمر بڑا مکار ہی ایسا نہو کہ وہ قید سے بھاگ جاے مجکو حکم ہو تا کہ مین جاکے اُسکو قتل کرون
میناشاہ نے کہا کہ امیر و عمر فلان جگہ قید ہین کل تو جاکے انکو قتل کرنا القصہ سمک نے بخوبی اسم اعظم اور امیر کا
حال دریافت کرکے میناشاہ کو بیہوش کیا اور باہر نکل کے تمام ملازمون کو بھی بیہوش کرکے دونون عیار طرف
اسم اعظم کے روانہ ہوئے کہ اول امیر اور اسم اعظم کو رہا کرلین بعدہ میناشاہ کو قتل کرین اور بموجب نشاندہی میناشاہ
بتخانہ مین پہونچے وہان پہونچکے دوسرا بتخانہ دیکھا جب دوسرے بتخانہ مین پہونچے تو وہان دیکھا کہ ایک نہر جواہرات

موجزن ہی اور نہر کے اُسطرف صندوق رکھا ہی جب ان عیارون کی نگاہ صندوق پر پڑی بہت خوش ہوئے
اور سمک نے پیش قدمی کی مگر میناشاہ نے مفصل حال بیان نکیا تھا اسوجہ سے جونہی سمک نے زمین پر
پانون رکھا اُسکی موج مثل زنجیر کے سمک کے تمام بدن لپٹ گئی اور سمک کو کھینچتی ہوئی روانہ ہوئی سمک
نے ہرچند داد بیداد کی اور کہا کہ ای شاپور میری خبر لے یہ کہتے کہتے سمک غائب ہوگیا شاپور یہ حال دیکھکے
اور حسبت عیاران کر کے اُس نہر کے اُس پار گیا اور بعجلت تمام صندوق کے پاس پہونچا دیکھا کہ ایک مار سیاہ
صندوق پر بیٹھا ہی اُس مار نے شاپور کو دیکھتے کہا کہ ای دزد تو نے غضب کیا اور میناشاہ کیسا غافل
ہوگیا ہی کہ تو یہان تک پہونچا بعد ازان اُس مار نے ایک پھنکار ماری کہ شاپور کے دست و پا کی حس حرکت
زائل ہوئی پس وہ مار سیاہ صندوق سے اُترا اور کہا کہ مین میناشاہ کا کوکا ہون مجکو میناشاہ نے یہان ا
اعظم حمزہ کا نگہبان مقرر کیا ہی اور میرا نام سومان جادو ہی شاپور نے یہ کلام سُنکے درگاہ قاضی الحاجات مین
دعا کی کہ پروردگار اس وقت بیکسی اور عالم مجبوری مین تو ہی معین و مددگار ہی اسطرح رجوع قلب سے اسنے
استغاثہ کیا کہ تیر دعا ہدف اجابت پر لب معشوق ہوا اور دفعتہً جانب جیب سے ایک تیر سومان کی کوکھ پر ایسا
کاری لگا کہ وہ آہ کر کے فوراً مر گیا ہنگامہ عظیم برپا ہوا اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سومان جادو بود افسوس
کہ مردم و جان دادم مطلب خود نرسیدم شاپور نے دیکھا کہ اجروس جنی کھڑا ہوا ہی سومان کے مرنے سے
نہر وغیرہ علامات سحر زائل ہوگئے تھے کہ سامنے سے سمک بھی نمودار ہوا اور اسطرف اجروس نے صندوق
قریب ہو کے شیشے جسمین اعظم بند تھا نکالکر توڑ ڈالا اور فوراً قیدخانہ مین جا کے امیر کو رہا کیا امیر پر جو غفلت
طاری تھی اُس سے افاقہ ہوا اور اسم اعظم بھی یاد آگیا عمر نے کہا کہ ای حمزہ جلد اپنے لشکر مین تشریف لیچلیے ایسا
نہو کہ ساحران غدار کوئی مکر تازہ برپا کرین پس امیر مع سردارون اور عمر اور اجروس و سمک و شاپور کے زیر
دیوار قلعہ روانہ ہوئے عمر نے پیشتر لشکر مین پہونچکے خبر کی شاہ اسلام برای استقبال امیر خیمہ سے برامد ہوئے اور امیر کو
لیکر بارگاہ مین داخل ہوئے اور اُسطرف صبح کو میناشاہ کی آنکھ کھلی اُسنے تمام ساحرون و خدمتگارون کو بیہوش دیکھ
سب پر زدوکوب کی سب ہوشیار ہوئے اور اُسطرف سے لقا اور بختیارک بھی پہونچے میناشاہ استقبال کر
اُنکو بارگاہ مین لایا بختیارک نے کہا کہ ای میناشاہ تو ہنوز زندہ ہی مین آن گولون کو دیکھتا ہون کہ وہ کون ہی
کہان سے آئے ہین میناشاہ نے منغص ہو کے کہا کہ ای شیطان کسی عیار کی کیا مجال ہی اور کیا تاب طاقت
رکھتا ہی کہ یہان تک آسکے اِسکے بعد حکم دیا کہ گلرنگ اور شیرنگ کو بلا لاؤ لوگون نے کہا کہ وہ نہین ہین میناشاہ
یہ سُنکے مضطر و سراسیمہ دروازہ تہخانہ پر آیا اور دروازے کو کھلا اور شیشہ کو شکستہ پایا اور زیادہ بدحواس ہوا اور آکر
بختیارک سے کہا کہ تم سچ کہتے تھے لقا بھی یہ کیفیت سُنکے گھبرایا کہ ایکبار ابر بارش پیدا ہوا اور شگوفہ دیکھو نہ
نے آکے لقا کو سجدہ کیا اور حال پوچھا کہ باعث تشویش کیا ہی بختیارک نے خندہ زن ہو کے کہا کہ عیاران لشکر اسلام
سب کو رہا کر لیگئے شگوفہ نے کہا کہ آپ پریشان نہون مین حمزہ کو دوبارہ گرفتار کرونگی بختیارک نے کہا آپکی
خیریت ہوئی کہ عیارون نے مینا وغیرہ کو زندہ چھوڑ دیا شگوفہ نے یہ سُنکے کہا کہ اب میرے نام طبل جنگ بجنے کا
حکم ہوا ور سرکار نمایان ملاحظہ ہو پس میناشاہ نے قلعہ سے نکل کے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اور مع تین ہزار
ساحرون کے تیاری سامان جنگ مین مشغول ہوا شگوفہ بھی خیمہ مین داخل ہوئی کہ غدار جادو کو جوگیون کو لائی
تھی ہر ایک طعن و تشنیع کرتا تھا کہ خوب جوگیون کو لاکے تمنے جشن کیا غدار نے لوگون کے کلمات طعن آمیز سے

رنجیدہ ہوکے دل مین کہا کہ اب چلکے تو امیر کو گرفتار کر اور اسطرف امیر کے لشکر مین بھی صداے طبل جنگ بلند ہوئی کہ نصف
شب کو عذار پرواز کنان دربارگاہ حشامی پر آئی اور کچھ افسون سحر پڑھکے چند دانہ ماش کے مارے کہ تمام
پاسبان اور محافظان بارگاہ غافل ہوگئے اور امیر پر بھی غلبہ خواب ہوا عذار بارگاہ کے اندر آئی اور ایک افسون
پلنگ پر پڑھا کہ خود بخود پلنگ نے پرواز کی عذار بھی پرواز کرتی ہوئی ہمراہ پلنگ اپنے لشکر کے سمت روانہ
ہوئی صبحکو جب لشکر مخالف میدان مین آیا اور لشکر اسلام کے سردارون نے بھی عزم میدان مصاف کیا
ہرکارون نے بادشاہ اسلام سے جاکر عرض کیا کہ حضور شب کو امیر کو کوئی لے گیا بس یہ سننا تھا کہ
بادشاہ نہایت ملول اور پریشان خاطر ہوئے مگر خواجہ عمر بادشاہ کو سمجھاکے اور تسکین دیکے میدان مین لائے ادھر
لقا و مینا و شگوفہ و عذار میدان مین آئے عذار نے باواز بلند لشکر اسلام کیجانب مخاطب ہوکے کہا کہ مین نے
امیر کو گرفتار کیا ہے اور آج اُنکے لشکر کو بھی پامال کرتی ہون یہ کہکے شگوفہ و میگونہ نے سحر کیا کہ انکا تخت بلند
ہوا اور آسمان کی طرف جاکے غائب ہوگیا بعد دو گھڑی کے بادشاہ اسلام اور تمام لشکر نے دیکھا کہ بیابان کیطرف
سے دو کوہ چلے آتے ہین اُن پہاڑون نے لشکر اسلام کا محاصرہ کرلیا اب دیکھا تو پہاڑ خم ہونے لگے یہ دیکھکے
لشکر اسلام مین شور و ہنگامہ بلند ہوا اور بادشاہ نے واسطے دعا کے ہاتھ بلند کیے کہ اے کس بیکسان اور
اے فریادرس مظلومان اس وقت بیکسی مین کہ امیر بھی یہان موجود نہین ہین تو ہی حامی و مددگار ہے بس دفعتہً
اُن پہاڑون سے ہزارہا برق چمکی اور مثل رعد کے آواز مہیب پیدا ہوئی کہ ناگاہ ایک ابر آسمان پر نمایان ہوا اور
ملکہ محروق تیس ہزار ساحرون کی جمعیت سے پہونچی اور بادشاہ اسلام کو مجرا کیا طاؤس جادو و قفل جادو
بھی ہمراہ محروق کے حاضر ہوئین اور پہاڑون پر سحر کیا مگر سحر نے پہاڑون پر کچھ اثر نکیا کہ ایکبار آواز قہقہہ آئی اور
کہا کہ اے طاؤس و محروق تمہارا علاج بھی کرتی ہون محروق کو آواز سے ثابت ہوا کہ یہ صدا شگوفہ و میگونہ کی ہے
اور فوراً ایک عورت کہ جسکے گلے مین کچھ ہار پڑے ہوئے تھے اور پیشانی پر سیندور کا ٹیکہ دیا ہوا تھا لشکر مینا شاہ
سے نکلکر جانب لشکر اسلام آئی اور محروق و طاؤس سے آنکھ ملاکر اُسی طرف چلی گئی بعد اسکے محروق و
طاؤس بلکہ تمام ساحرون مین قوت گویائی باقی نرہی بادشاہ ایک تو مشوش تھے ہی یہ حال دیکھکے زیادہ تر
سراسیمہ ہوئے اور تمام لشکر دعا مین مصروف ہوا کہ دفعتہً پردہ بیابان سے گرد تیرہ و تار بلند ہوئی جبکہ ہوا سے
دامن گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ غضنفر بن اسد اسپ بادخور پر سوار تیغ رومین شگاف علم کیے ہوئے اور
انگشتر مہر و ماہ ہاتھ مین کہ جسکی باعث سے سحر ساحر تاثیر نکرتا تھا دل گرد سے نمایان ہوکے عمر نے غضنفر کو
دیکھکے آواز دی کہ اے غضنفر یہ اسپ و تیغ و انگشتر سب بیکار ہین غضنفر نے یہ سنکے مرکب جولان کیا جب پہاڑ
کے برابر آیا دیکھا کہ اسطرف میدان وسیع ہے اور شگوفہ و میگونہ کرسیون پر بیٹھی ہین غضنفر نے نعرہ کیا کہ

شہنشاہ دوران یل نامدار — غضنفر منم ابن اسد شہسوار
ہمہ راہ و رسم پلنگ آورم — ہمہ سرکشان زیر چنگ آورم
کنم روی کشور سیہ بے سپاہ — سنانم گذر کرد از چرخ و ماہ

یہ نعرہ سنکے شگوفہ و میگونہ نے سحر کیا مگر غضنفر پر اسم اعظم
سحر نے کچھ اثر نکیا بس میگونہ بشکل مادہ شیر غضنفر پر دوڑی جب قریب پہونچی اور انگشتری کا عکس اسپر پڑا تو وہ
بصورت اصلی ہوگئی اور بزور سحر رویین تن ہوکے مقابلہ کیا غضنفر نے تیغ سحرکش نیام سے لیا آسنے اپنا سر
بجاے سپر روبرو کردیا اسطرف سے تیغ رومین شگاف پڑا بس صاف اُسکے دو ٹکڑے ہوکے جب شگوفہ نے یہ
حال دیکھا بھاگ کے میناشاہ کے پاس گئی غضنفر نے وہین پہونچکے اسکو بھی مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کیا

یہ دیکھکے مینا نے نہیب دی کہ ای اجل رسیدہ مین کب زندہ چھوڑتا ہون اور سحر کرنیکا قصد کیا غضنفر نے اُسکے برابر ہو پہنچکے اور اُسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا اور طرف آسمان کے پھینکا اور بر وقت گرنے کے اُسکو چور رنگ ہوائی کیا یہ حال دیکھکے عدار دوڑی اُسکی کیا حقیقت تھی غضنفر نے اُسکو بھی ایک ہی وار مین قلم کیا جب یہ ساحر قتل ہو چکے اُسوقت امیر اور سردار ذیکوہوش آیا جب عدار قتل ہوئی اُسکا سحر بر طرف ہوا امیر مکان قید سے باہر نکلے اور نعرہ کیا سب سردارون نے امیر کی آواز سنی عمر اشقر لیکے امیر کے پاس پہونچا اُسطرف سنجبار نے لقا سے کہا کہ ای خداوند اب حسب قاعدہ قدیم بخیر و عافیت فرار کیجیے چونکہ بسبب قتل ساحرون کے شور و ہنگامہ و تاریکی تھی بس لقا اُسی تاریکی مین بھاگ کے ایک سمت کو روانہ ہوا وہ دونون پہاڑ ریزہ ریزہ ہوکے غائب ہو گئے القصہ امیر بفتح فیروزی قلعہ مینا مین داخل ہوئے اور تمام شہر کو اسلام آباد کیا اور بجای بتخانون کے مساجد و مدارس کی تعمیر کا حکم دیا اور جشن فتح شروع ہوا

اب دو کلمہ داستان پہونچنا لقا کا مع لشکر حکیم فیلوس کے پاس اور عجائبات حکیم کا اور گرفتاری امیر کا ذکر بیان کیا جاتا ہے

ہان ای میرے مہربان ساقی — رندونکی ہے تو ہی جان ساقی
وہ مے کہ جو کھوے سرگرانی — وہ مے کہ جو ہو دے زعفرانی

وہ بادہ کہ جو کرے مجھے مست — وہ مے کہ عدو بھی جس سے ہو مست
اُس مے کا پلادے ساقیا جام — جس سے کہ بخیر ہووے انجام

گلشن مین کھلے ہین پھول خوشرنگ — بلبل کے ترانے مین ہے آہنگ
لالہ ہے چمن مین صورت جام — اور نرگس ہے مست خودکام

ہے زلف عروس لف سنبل — میخوار ہین جیسکے بیچ مین گل
انگور کو تاکتے ہین میخوار — ہین بنت عنب کے عاشق زار

سوسن کی زبان ہے جو خاموش — شاید یہ بھی ہوئی ہے بیہوش
ای ساقی بزم میگساران — وہ راہنما ہے بادہ خواران

ہون ایک ہی جام سے مین مدہوش — ساقی مجھے کردے خود فراموش
واعظ کی نصیحتین نہ مانون — مین پیر مغان تجھی کو جانون

دو دن ہے بہار زندگانی — جبتک تو ہے یہ نشۂ فانی
آخر کو فنا ہے سب جہان کو — چھیڑو پھر اپنی داستان کو

غازہ کش چہرۂ مضامین — زینت دہ داستان رنگین
ہون بزم سخن مین جسکے مدہوش — ہین شاہد قصہ ہم آغوش

ایک روز کا ذکر ہے کہ صاحبقران عالیمقام مع سرداران ذی احتشام دنگل صاحبقرانی پر جلوہ فرما تھے پانسو چونسٹھ سردار و جانثاران والا تبار کا گرد و پیش مجمع تھا بادشاہ اسلام تخت پر رونق افزا تمام اراکین سلطنت کا دورہ بندھا ہوا تھا اور ذکر لشکر کفار ہو رہا تھا کہ جوڑیان ہرکارون کی پسینے مین غرق سامنے سے نمودار ہوئین قریب آکے زمین عبودیت کو لب ادب سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھاکے دعا و ثناے بادشاہی بجا لائے کہ

تا صبح دم ہمدم ساغر باشی — تا تاج حیات بر سر خضر بود — در خانۂ اقبال سکندر باشی — تا مہر فروزند آفتاب سرمد باشی — شہریار عالم کی عمر دراز فتح و نصرت دمساز ہے کہ لقاے بے بقا راندۂ درگاہ کبریا شکست خوردہ بھاگا جاتا تھا اور ہم لوگ اُسکے تعاقب مین روان تھے کہ دفعۃً شب کو وہ غائب ہو گیا ہم نہین جانتے کہ اسکو زمین کھا گئی یا آسمان پر چلا گیا امیر با توقیر نے جب ہرکارون سے یہ اخبار سنی عمر سے مخاطب ہوکے ارشاد فرمایا کہ ای خواجہ یہ چاہتے ہو کہ مین سفر سوختہ کرون اور اُس کافر خاسر کے تعاقب سے باز آؤن یہ امر ہرگز نہوگا جب تک اُس مردود کو قتل نکرونگا مجکو قرار نہو اور بغیر لقا کو تمھین پیدا کرنا ہوگا عمر نے عرض کیا مین ضرور تلاش کرکے اُسکا پتہ لگاؤنگا عمر یہ کہکے اسباب عیاری سے چست و چالاک ہوکے براے تفتیش حال لقا قطرہ زن ہوا جاتے جاتے ایک درہ کوہ مین پہونچا کہ اُس درہ کا نام افشان تھا اور اندرون درہ دوسرا درہ تھا اور اُس درہ کا رنگ دھانی تھا اور محراب کی

قطع اُس درہ کی تھی ہر طرف گلہاے رنگارنگ کھلے تھے اور طائران خوش الحان نواسنج تھے ہواے سرد عیسی نفس
چل رہی تھی آبشار اپنی روانی سے رفتار معشوق کی کیفیت دکھا رہے تھے اور درہ کے سامنے ایک میدان
وسیع اور پر فضا نظر آتا تھا کوسون تک سبزہ زمردین کا فرش بچھا ہوا تھا اور ساز و مردنگ کی آواز آتی تھی
عمر نے بلندی پر چڑھکے دیکھا کہ بیچ اُس میدان فرحت خیز مین خیمہاے پر تکلف استادہ ہین خیمون مین
فرشہاے مکلف بچھے ہوئے اور فانوسہاے زمردین آویزان بیچ مین ایک مغول یاقوت نگار لگا ہوا ہی اور ایک
کٹہرہ اٹھارہ چوب کا مکلل بجواہر استادہ ہی اُس کٹہرہ کے نیچے لقا مسند زرین پر بیٹھا ہوا میخواری مین
مشغول ہی اور بختیارک برابر بیٹھا ہی اور سامنے میدان ہی کہ اسمین مقیش مقرض کا فرش ہی جب عمر
نے یہ سامان دیکھا دلمین کہا کہ کسی بادشاہ عالیجاہ نے لقا کی حمایت کی ہی اس سبب سے عیاران
لشکر اسلام یہان تک نہ پہونچ سکے اور اسباب و جواہرات کو دیکھکے عمر کے منہ مین پانی بھر آیا پس اس
خیال سے عمر پیشتر روانہ ہوا کہ کسی شخص سے دریافت کرون کہ لقا کو کس بادشاہ نے پناہ دی اس ارادہ
سے جس درہ کیطرف لقا تھا اُسی جانب چلا جب بیرون درہ آیا دیکھا کہ لشکر کا کہین نشان تک معلوم نہین ہی
اور نہ یہ مقام ہی عمر نے دل مین کہا کہ یہ کیا اسرار ہی اور پھر اُس جگہ آیا وہی سامان دیکھا غرضکہ تین مرتبہ ایسا ہی
ہوا آخر تصور کیا کہ یہ مقام یا طلسم ہی یا سحر کا کارخانہ ہی یہی خیال کرکے اُسی رہ اول پر آکے کھڑا ہوا اور بختیارک کو آواز دی لیکن یہین
خوف پیدا ہوا بختیارک تیرا پرانا دشمن ہی ایسا نہو کسی ساحر سے گرفتار کرا دے لیکن پھر تصور کیا کہ امیر نے مجکو خبر کے لیے
بھیجا ہی اگر جا کے مفصل حال بیان نکرونگا تو امیر آزردہ ہونگے چنانچہ بختیارک آواز عمر سنکے دوڑا اور کہا
ای عمر اگر میرے لشکر مین آنے کا ارادہ کریگا تو ایسی پاپوش کاری کرونگا کہ تمام عمر تجکو یاد رہیگا عمر نے
بختیارک کے یہ کلام سنکے دل مین خیال کیا کہ کبھی بختیارک نے مجھسے ایسی گفتگو نہین کی تھی آج اسکو کیا
ہوگیا اور غصہ کو ضبط کرکے پوچھا کہ ای بختیارک مجکو تو یہ بتادے کہ لقا کو کسنے پناہ دی ہی بختیارک نے
کہا ای دزد مکار یہ مکان حکیم ارغوس کا ہی اور وہی حکیم لقا کا معاون ہوا ہی لیکن لقا جب حاکم سے جنگ
خداپرستان کے واسطے کہتا ہی حکیم قبول نہین کرتا مگر حکیم نے خداوندی کی دعوت کی ہی اور حکیم کہتا ہی کہ اگر حمزہ
میرے کلبہ احزان کی طرف آئیگا تو نہایت پشیمان ہوگا اور اگر نہ آئیگا تو مجکو اُس سے کچھ سروکار نہین اور ای
عمر اگر بار دیگر تو نے بھی اسطرف کا ارادہ کیا تو ذلیل ہوگا عمر یہ سنکے اور برہم ہوا اور سنگ فلاخن مارا بختیارک
بھاگا اور سنگ پلٹ کے عمر کے پانون پر لگا اور ضرب شدید آئی عمر یہ حال دیکھکے وہان سے روانہ ہوا
اور صاحبقران کے پاس حاضر ہوکے سب حال بیان کیا اور عرض کی کہ حضور لقا کے تعاقب مین
نہ جائین امیر نے کہا کہ مین نے قسم کھائی ہی ضرور جاؤنگا اور حکیم زادون کو طلب کرکے استفسار کیا کہ
تم حکیم ارغوس کو جانتے ہو انھون نے جب حکیم کا نام سنا رنگ چہرہ کا زرد ہوگیا اور کہا کہ یا امیر آپ کو اس
حکیم سے کیا کام امیر نے فرمایا کہ لقا اُسکے دامن پناہ مین گیا ہی حکیم زادون نے کہا کہ ہماری راے مین مناسب
ہی کہ بالفعل لقا کا تعاقب ترک کیجیے کیونکہ ہمنے خواجہ بزرجمہر کی زبانی سنا ہی کہ وہ حکیم نہایت زبردست ہی
اور ارسطاطالیس کا شاگرد ہی اور اُسنے حبس دم بھی کیا ہی امیر نے یہ سنکے فرمایا کہ لاحول ان اللہ عزیز حکیم
حکیم علی الاطلاق سب پر زبردست ہی اور عادی سے حکم کیا کہ پیش خیمہ عساکر نصرت قرین اسی سرزمین کی
طرف روانہ کرو عادی پیش خیمہ لیجائے حسب الحکم امیر عالیشان اسی سمت کو روانہ ہوئے لہذا پیش خیمہ بعد دو ہوم عام

کرنل چل پڑی ابر بر روم شام ✤ خیمونکے چھکڑے اور بار برداری کی گاڑیان لدنے لگین گاڑیبانون کی ٹک ٹک کی آواز پہیون کے
شرانے بیل بڑھانے کے گھنٹونکا شور چار طرف بلند ہوا لشکر صف بستہ سوار کہ پکلا پیچھے سے چھٹ ملا کسیطرف پانچ سات سوار
آپسمین ہنستے باتین کرتے ایکطرف پیدل کے ٹولے سے پھندے کدرزونکا شور وغل بہیر وبنگاہ کا ہنگامہ بستے گھوڑا بجانے ساتھ
تھے پیدل کی پلٹنین کھنب ساز سنگر لگائے توڑیدار بندوقین کاندھونپر رکھے توڑے چڑھے شاگرد پیشہ اور اہل حرفہ کے غول ساتھ
ایکجانب مستورات کی فنسین محلات کے محافے گرد خواجہ سرایان اور ترکنیان ہزاروں تنومند خدمتگار جو پہلو کی قطار گھڑیان سبق دبش ہمراہ کالی لولی بھولی
پیادہ سے چھڑ چھاڑ جھولی اٹھائے لوگ سرون پر اسباب لادے توشک ولحاف کرسیان ذیکل فرش وفروش
ظروف وغیرہ ہرطرح کا اسباب چھکڑون پر لدا ہوا آگے پیچھے دو دو چار چار سوار حفاظت کے لیے ساتھ
ساتھ چلے بیرون شہر نا کے پر فقیر بیٹھا ہوا آگ ٹھیکا مین دبی دو چار حقے رکھے ہوئے کوری ٹھلیونمین پانی
بھرا ہوا آمد ورفت کا وہان تانتا فقیر کی صدا بابا راہ باٹ کی خیر دم لیلو حقہ پانی پیکر چلے جانا کوئی زیر درخت
بیٹھکر روٹی کھانے لگا کسینے کمر باندھی پیسہ فقیر کو دیا حقے پر دم مارا اور چلا غرض اسی طرح سے اہل لشکر
روانہ تھے بعد قطع منازل وطے مراحل منزل بمنزل قریب درہ کوہ پہونچے بارگاہ فلک رفعت استادہ ہوئے
صاحبقران مع سرداران نامی وپہلوانان گرامی اور بادشاہ اسلام نے مع لشکر فیروزی اثر داخل فرمایا کسونے
ٹک خیمہ وخرگاہ کوراوٹی اسکے ہیجومے تلنذریان سراپچے برپا ہوئے لشکر اتر پڑا بازارین کھل گئین ہرطرف
ہنگامے ہونے لگے دوسرے روز علے الصباح حمزہ صاحبقران مع سرداران ذیشان اور شاہ عیاران
عیار بیکہ طرار عمرو بن امیہ نامدار درہ کوہ کے ملاحظہ کے لیے سوار ہوئے جب وہان پہونچے دیکھا کہ تمام
دشت مین سبزہ لہلہا رہا ہے جانوران خوش الحان درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین گلہائے بوقلمون
سے جنگل نمونہ بہشت برین ہے کہین لالہ صحرائی کی عجیب وغریب بہار دامن کوہ رشک دامن گلچین معلوم
ہوتا ہے طرفہ موسم فرحت خیز ہے کہ خالق کائنات نے تمام نباتات کو لباس زمردین عطا کیا ہے شاخہائے
درخت بار اثمار مصروف شکر پروردگار ڈالیان جھوم جھوم کر وجد مین حمد خدا کر رہی ہین ؎

ہر نہال وشاخ ہے مصروف شکر کردگار	خاک پر ہر شاخ سجدہ کر رہی ہے بار بار
	چادر آبشار پہاڑ سے گر رہی ہے

ہر بلک کی پھریریان اسمین فلطان چلی آتی ہین عجیب لطف دکھاتی ہین ہوائے لطیف مسیحا دم چل رہی ہے
گویا درسمان ہے اگر مردہ صد سالہ اس صحرائے فرحت انتما کی ہوا کھائے اسمین بھی جان آجائے ہرسمت
قدرت پروردگار کا جلوہ نظر آتا تھا ؎ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ✤ ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار
صاحبقران عالیمقام اس دشت پر فضا کی گلگشت فرماتے ہوئے قریب درہ کوہ پہونچے وہ درہ بھی
پر از گل وریحان دیکھا اور چار کوہ برابر برابر تھے ایک انمین سے زمردین اور دوسرا یاقوت احمر کا تیسرا
پکھراج اور چوتھا فیروزہ کا تھا اور گیاہ ان پہاڑونپر مانند ریشم کے لہراتی تھی اور جب شعاع آفتاب کا
عکس اوپر پڑتا تھا ایک عالم نور نظر آتا تھا غرضکہ صاحبقران نے یہ کیفیت ملاحظہ فرماکے بارگاہ سلیمانی
برابر نہر کے نصب ہونے کا حکم دیا لیکن عمر اس مکان کی تلاش مین روانہ ہوا آج ہرچند تلاش کرتا ہے گرد
درہ اسکو نظر نہین آتا لاچار ہوکر عمر نے امیر سے آکر بیان کیا کہ ہرچند مین نے تجسس کیا مگر جس درہ مین تھا
آج وہ نہین معلوم ہوتا امیر یہ سنکے برہم ہوئے اور سہ پہر کو مع فرزندان اور سرداران کے عمر کو جلو مین لیکے
روانہ ہوئے اور عمر سے کہا کہ اگرچہ امورات سحر وطلسم کی نیرنگی کے باعث مین تو برکت اسم اعظم سے بر طرف

ہوجائینگے پس عمر برابر درہ زمرد کے امیر کو لایا اور کہا مین ایسا بیوقوف نہین ہون کہ مقام کو فراموش کردون یہ
وہی درہ ہی جہان مین آیا تھا امیر باتوقیر نے اسم اعظم پڑھ کے دم کیا دفعتہً ایک آواز مہیب پیدا ہوئی اور
دروازہ طلائی مثل پھاٹک کے نمایان ہوا پیش دروازہ میدان سبزہ زار تھا اور اُسطرف لشکر لقا قائم تھا پس
امیر اُس مقام سے مراجعت فرماکے بارگاہ مین تشریف لائے اور منشی عطارد رقم کو طلب فرمایا دبیر مشکین تحریر کو
حکم ہوا کہ اس مضمون کا نامہ لکھو کہ ای گوشہ گزین کنج عزلت وای سجادہ نشین صومعہ عبادت بندۂ مقبول
بارگاہ رب العزت حکمت مآب فلاطون دستگاہ ثانی فیلقوس حکیم ارغوس زاد مجدتہٗ بس از حسرت ذائقہ شربت
ملاقات نسخہ مرض مفارقت یعنی نامۂ محبت کہ المکتوب نصف الملاقات مشہور ہی قلم صحت رقم سے تحریر کرتا ہون
کہ اُس مریض علت کفر و نفاق یعنے لقا نے تمسے موافقت کی ہی اور اُسکے سر مین سودای لوہیت پیدا ہوا ہی اور کو باطن
کو راہ پرستاری حکیم علی الاطلاق سے برگشتہ کرتا ہی پس اُس مفرح القلوب صداقت سے معجون عنایت کا
خواہان ہون کہ بمجرد دیکھنے سواد نامہ کے کہ کحل البصر چشم حقایق بین ہی اُس دیوانہ کی فصد نوک خنجر جان ستان سے
لیکے میرے حوالے کرو اور اگر اُسکے خلاف خاطر شریف مین فرمن ہو تو مبیر الکلام کہ دوستون کے واسطے
نبات ہی مگر تمھارے حق مین زہر تریاق ہوجائیگا اور اسکا خیال بھی ملحوظ خاطر رہے کہ مین نے صدہا سحر و طلسم
باطل کیے ہین مجموعہ نیرنجات کو مثل نسخہ بیمار چاک و زائل کردیا ہی والسلام جب نامہ طیار ہوا امیر نے
نہیب دیا کوئی بہادر ایسا ہی جو اس نامہ کو لیجاے اور جواب باصواب لاوے یہ سُنکے غضنفر بن اسد
اپنے دنگل سے اُٹھا امیر نے کہا کہ ای غضنفر تم جاہل و دیوانے ہو یہ کام تمھارا نہین ہی حکیم مرد معقر ہی اگر
تمسے اُسنے کچھ دلیل یا بحث کی اسوقت کیا جواب دوگے غضنفر نے کہا یا امیر یہ کام خاص میرے ہی لائق ہی
کیونکہ میرے پاس انگشتر مہر و ماہ ہی جو کچھ حکیم کہیگا مین اُسکا جواب معقول دونگا اور عمر نے بھی سفارش
کی آخر امیر نے اجازت دی لیکن اسد یہ حال دیکھکے بہت پریشان ہوے اور غضنفر اپنے خیمہ مین جاکے
تیاری مین مصروف ہوا اسد بھی غضنفر کے خیمہ مین آئے اور دیکھا کہ غضنفر رو رہا ہی اسد نے سبب
گریہ پوچھا غضنفر نے کہا میرے پاس سامان نہین ہی پس اسد نے ابراہیم بن مالک مرزبان بن تنگ
کو مع پچیس ہزار سوار اور پینتالیس عیارون کے غضنفر کے ہمراہ کیا اور کہا کہ ای صاحبو یہ ہنوز طفل ہی آپ
سب صاحب اسکا خیال رکھین اور کرب نے بھی پانچہزار سوار اور رفتاح عیار کو مع ساز و سامان
کے ہمراہ کیا پس بارہ ہزار سوار فیروزہ پوش و یاقوت پوش ہمراہ لیکے صبحکو غضنفر بڑے تزک و احتشام
سے براے ملاقات حکیم روانہ ہوا اور عمر بھی بصورت طفل دوازدہ سالہ صاحب حسن و جمال بنکے غضنفر کے ہمراہ
رکاب ہوا جب غضنفر درہ کوہ کے برابر پہونچا راہ درہ مسدود پائی پس انگشتر مہر و ماہ کا عکس ڈالا دفعتہً تمام کوہ مین
زلزلہ پڑا اور صداے مہیب پیدا ہوئی بعد لمحے جب شور و ہنگامہ موقوف ہوا اُسوقت درہ ظاہر ہوا غضنفر لشکر
درہ مین داخل ہوا تمام میدان مین گیاہ منقش دیکھی اور دور سے قلعہ نقرئی نمودار ہوا عمر نے دلمین کہا مقام
تعجب ہی کہ اول مین نے یہ قلعہ نہ دیکھا لیکن وسواس و خناس غضنفر کو دیکھکر لقا کے پاس آئے اور غضنفر
کے آنے کا حال بیان کیا لقا نے حکیم کیطرف دیکھا حکیم یہ خبر سنکے اپنے ماموں حکیم فیلقوس کے پاس گیا حکیم فیلقوس قلعہ مین
تھا اور ارغوس بوجہ دعوت لقا کے بیرون قلعہ آیا تھا غرضکہ ارغواس نے فیلقوس سے ایلچی کے آنے کا
حال کہا حکیم نے کہا کہ تم جاکے ایلچی کا استقبال کرکے لاؤ اور ایلچی سے کلام سخت نکرنا کیونکہ حمزہ مرد عاقل

دیدہ ہی اسوجہ سے اُسنے دیوا سنے کو بھیجا کہ اگر یہ کوئی امر خلاف کرے تو ہمکو اُسوقت جا سے کلام ہو کہ وہ دیوانہ تھا
کیونکہ صاحب لشکر و دیوانہ پر تحت شرعی جائز نہین ہو پس ارغوس یہ سُنکے لقا پاس چلا آیا اور اُسطرف غضنفر
نے مرکب اُٹھاکے قصد کیا کہ قلعہ کے پاس جاؤن مگر تین پہر سرگردان رہا اور قلعہ کے پاس نہ پہونچا اور لقا کا لشکر
بھی نظر سے پنہان ہو گیا غضنفر نے کہا کہ اگر علیم مردہ ہوتا تو میرا اور لقا کا مقابلہ کراتا اور اُسوقت دیکھتا کہ لقا میرے
ہاتھ سے کیونکر رہائی پاتا اس گفتگو مین تھے کہ ایکبارگی سواری لقا کی نمایان ہوئی غضنفر نے دیکھا کہ لقا کا تخت
بارہ ہاتھیون پر کھنچا ہوا ہی اور ضیغم وغیرہ ہمراہ ہین غضنفر نے دلمین کہا کہ الہی اگر کسی لقا کو پکڑ کے امیر کے
پاس لیے چلتا ہون یہ خیال کرکے مرکب اُٹھایا اور لشکر لقا مین آکے شمشیر زنی شروع کی تین پہر تک شمشیر زنی کی
مگر کوئی زخمی نہوا اور لقا کا گرفتار کرنا کیسا اُس تک پہونچا میسر نہوا جبکہ عیار ظلمت شب نے لوح طلائی خورشید
کو جیب مغرب مین رکھا اور زنگی بیدار عالم نے کواکب راہ کہکشان کی ظاہر ہوئی فلک نے لیکے منہ پر دامن شب

جمایا اور یہی صورت کا مطلب | چھاون خوف سے پاس آگئی شام | فراجون نے بھی چاہی سیم آرام | لشکر لقا مین چھا شدہ فانوس

روشن ہوئے اور غضنفر نے تمام شب شمشیر زنی کی صبح کو دیکھا کہ شمشیر پر خون کا دھبا تک نہین ہی اور
لشکر لقا مین کوئی شخص زخمی بھی نہین ہی اور دیکھا کہ ارغوس نے نیزہ پر ایک تعویذ باندھا ہی اور وہ تعویذ
جناتی تھا غضنفر نے عاجز ہوکے کہا کہ ای حکیم تمہارے یہان ایلچی سے ایساہی سلوک کرتے ہین آواز آئی کہ
ای شخص یہ سحر نہین ہی اور ساحر پر لعنت خدا ہو اگر تو ایلچی آیا ہی تو مع لشکر چلا آ پس غضنفر چند قدم گیا تھا کہ
لشکر لقا نمایان ہوا غضنفر نے پہونچکے بطور اہل اسلام سلام کیا حکیم نے تعظیم کرکے غضنفر کو کرسی جواہر نگار
پر بٹھایا غضنفر نے کہا ہمارا دزد تمہارے پاس آیا ہی یا اُسکو گرفتار کر دو یا اپنے مکان سے نکالدو حکیم نے کہا
مین نے اُسکو طلب نہین کیا وہ خود آیا ہی پس اگر سگ بھی کسیکے مکان مین آوے تو وہ اُسکو نکال نہین سکتا
اور چونکہ امیر نے اپنے ایلچی کو اس فقیر کے پاس بھیجا تو مجکو جائے فخر ہی لیکن عمر نے غضنفر کو منع کیا کہ
گفتگو بیجا نکرو بعد ازان حکیم نے کہا کہ سرفراز نامہ کہان ہی غضنفر نے کہا کہ یہ نامہ بادشاہ اسلام کا ہی اسکی
تعظیم لازم ہی غرضکہ حکیم نے تمام شرائط اعزاز نامہ کے بفخر ادا کیے اور دونون ہاتھون سے نامہ لیکے سر پر
رکھا اور پڑھکے غضنفر کو دیا اور کہا کہ لقا میرے پاس خود آیا ہی مین اُسکو کیونکر نکالدون اگر وہ میرے پاس سے
خود چلا جاے اُسوقت صاحب کو اختیار ہی غضنفر نے کہا فقیر نے لقا کو کچھ سرکار نہین مین ابھی اُسکو پکڑکے
لیے جاتا ہون اور لقا سے مخاطب ہوکے کہا ای گیدی اُٹھ لقا یہ سُنکے بدحواس ہوا حکیم نے کہا ای غضنفر
اگر تمہارا اختیار ہو تو لقا کو پکڑ لو مین مانع نہین ہون اور جو تمہارا جی چاہیے تم اُسکے ساتھ کرو غضنفر نے
اس بات کو سُنکے دل مین طیش کھایا اور غصہ ہوکر غضنفر لقا کی طرف چلا اور اُسطرف حکیم نے لقا کو ایک تعویذ
دیا لقا نے وہ تعویذ غضنفر کے سامنے کیا غضنفر نے لقا کی گردن کیطرف ہاتھ بڑھایا مگر اُسکی گردن ہاتھ تک
نہ آئی غضنفر جست و خیز کرکے لقا کیطرف دوڑتا تھا لقا اور بختیارک خندہ کرتے تھے عمر نے غضنفر کا
ہاتھ پکڑکے کہا ای نادان یہ اثر طلسم ہی اب چل کے امیر سے جواب نامہ بیان کرو غضنفر مجبور ہوکے اپنے
مرکب پر سوار ہوا اور امیر کی خدمت مین پہونچکے تمام حال بیان کیا امیر نے سُنکے کہنے پر اعتنا نکیا اور
جس درہ سے لشکر لقا معلوم ہوتا تھا اُسی درہ مین آکے بارگاہ استادہ کی لیکن لشکر لقا غائب ہو گیا
فقط بیابان بیفیض روبرو نمایان تھا اور اُسطرف لقا بدحواس حکیم ارغوس کے پاس آیا اور کہا کہ امیر کا لشکر آگیا

حکیم نے کہا کہ یہ امر بہتر معلوم ہوتا ہی کہ تم کسی شہریار کے پاس پناہ لیجاؤ لقا نے کہا مین ہرگز نہ جاؤنگا حکیم نے یہ سنکے کہا کہ اگر تم میرے پاس آئے ہو تو امیر کو آنے دو اور تم بیٹھو

اب دو کلمہ داستان پراگندگی امیری اور جانا واسطے شکار کے بیان کیے جاتے ہین

دلم رسیدہ شد و خاطرم من در تپیدن
کہ دل بدست کمان ابروئیست کافر کیش
بگوی میکدہ گریان و سرفگندہ روم
نزاع بر سر دنیای دون مکن درویش
ز شتین طبیبان ہزار خون بچکید
کہ شرط عشق نباشد شکایت از کم و بیش

کہ آن شکاری سرگشتہ را چہ آمد پیش
خیال حوصلۂ بحر می پزم ہیہات
چراکہ شرم ہمی آیدم ز کردہ خویش
بنازم آن فرہ شوخ عافیت کش
گرم تجربہ دستی نہند بر دل ریش
بدان کمر نرسد دست ہر گدا حافظ

چو بید بر سر ایمان خویش می لرزم
چہاست بر سر این قطرہ محال اندیش
نہ عمر خضر بماند نہ ملک اسکندر
کہ موج میزندش آب نوش بر سر نیش
تو بندہ گلہ از بادشہ مکن ای دل
خزینۂ بکف آور ز گنج قارون بیش

صیادان مضامین رنگین بیانی و شکار افگنان صحرائے معانی آہوے سخن کو تیر قلم عنبرین رقم سے شکار کرکے یون صید افگنی فرماتے ہین کہ جب امیر باتوقیر نے اُس درۂ کوہ کی سیر کی اور صحرائے عجائبات کو مشاہدہ فرمایا دیکھا کہ ایکبار لشکر اسلام مین ہنگامہ و شور برپا ہوا لوگون نے کہا کہ وہ لقا و بختیارک بیٹھے ہین امیر نے دیکھا کہ ایک میدان کلان کہ جسکے عرض و طول کا پتا نہ تھا اور اُس میدان مین ایک مینار اسقدر بلند ہی کہ جسپر تیر نہین پہونچ سکتا اور دو شخص حکیم وضع اس مینار پر بیٹھے ہین اور لقا و بختیارک اُن حکیمون کے روبرو دست بستہ استادہ ہین یہ حال دیکھکے سرداران دوڑے کسینے گرز اور کسینے تیر اُس مینار پر مارا مگر اُن مین سے کسی کا تیر اُس تک نہ پہونچا اور گرز بھی کچھ کارگر نہوا یہ دیکھکے بختیارک نے باواز بلند کہا کہ وہ خداوند مکار کہان ہی اُس سے کہو کہ یہان ہماری لشیم بھی کندہ نہین کرسکتا حکیم نے یہ کلام سنکے کہا کہ ای بختیارک گفتگو خوب نہین اتنا مین سرداران نے دوبارہ گرز و تیر مارے مگر مینار پر کچھ اثر نہوا بختیارک نے پھر کہا کہ کرامات حکیم صاحب سے لشیم بھی کندہ نہوئی اہل اسلام نے حکیم کو گالیان دین اور کہا کہ وہ مکار ہی کہ ایکبار مینار غائب ہوگیا اور امیر مراجعت کرکے بارگاہ مین بیٹھے عمر نے عرض کیا یا امیر یہ روز اول ہی لقا کا تعاقب ترک کیجے پھر سمجھا جائیگا وہ جاتا کہان ہی مگر فی الحال مصلحت وقت یہی معلوم ہوتی ہی امیر نے عمر کی بات کا کچھ جواب نہ دیا یہ تو مزاج ایسا ہی خاموش ہو رہا چنانچہ اسی طرح ایک ہفتہ گذرا اور لقا کا حال دریافت نہوا خواجہ زادے ہر روز کہتے تھے کہ یا امیر اس جگہ آپ پر ایسا قران صعب ہی کہ کبھی نہوا تھا مگر امیر کہتے تھے کہ مین بقیہ عمر اپنی اسی جگہ صرف کرونگا اگر بغیر سر رشتہ مطلب ہاتھ آئے نہ بیل مرام مراجعت نکرونگا

تا جان ندہم پا نکشم از سر کویش
نامردی و مردی قدمے فاصلہ دارد

کاتب تقدیر نے جو کچھ ہماری سرنوشت مین لکھا ہی وہ لامحالہ ظہور مین آئیگا خاک کو تقدیر کے ممکن نہین کر نارفو ۔ سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے ۔ رضینا بما رام اللہ ۔ سر نہادیم بحکم ز شمشیر حبیب ۔ ہرچہ آید بسر من بالنصیب ۔ امیر تو اس فکر مین ہین مگر من درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال کار یکہ خدا کند فلک را چہ مجال ۔ ایکروز سرداران نے امیر کی خدمت مین عرض کیا کہ حریف تو مقابل نہین ہی ہمارا دل شکار کو چاہتا ہی مناسب ہو تو جب تک صید و شکار مین دل بہلایئے صحرا بھی نہایت سبزہ زار ہی اور شکار بھی یہان بکثرت معلوم ہوتا ہی یہ سنکے امیر نے شکار کا حکم دیا الغرض صبحکو صاحبقران بھیلیے قراول میر شکار یوز باشی اپنے ساتھ لیکر بہر صید افگنی سوار ہوئے تمام جانوران صید گیر ہمراہ تھے

باز جرہ ترمتی شکرہ باشہ بہری وغیرہ سے سیہ گوش چیتے وہ تھے اشکار ہرن وہ کہ شیر انکا کریں شکار

وہ ہاتھون کی تھین جوڑیان لاجواب دل شیر وحشت سے ہو جنکے آب کسی سمت جرے کہین باہریان
پرندون کا چھوڑین نہ نام ونشان لیے باز ہاتھون پہ تھے بازدار کہ ہو طائر روح جنکا شکار

جانور باز ماشی پگڑیان باندھے اوڑھے دگلے پہنے ہوئے مشروعون کے پاجامے پانون مین جانور ہاتھون پر لیے ہوئے ساتھ ساتھ چلے صبح صادق کا وقت تھا صحرا مین جو پہونچے پہلے صاحبقران نے نماز صبح پڑھی وظیفہ سے فارغ ہوے بعد اسکے حکم پائے شکار ہو پہلے میر شکار سب حاضر تھے اُنھون نے بموجب حکم اپنے آقاے نامدار کے جھاڑی جھنڈی کو ڈھونڈھنا شروع کیا تیتر لوے بٹیر کا شکار ہونے لگا جب پرندونکا شکار بخوبی ہوچکا اُسوقت امیر نے فرمایا کہ اب چرندون کی تلاش کرو بموجب ارشاد عالی سوار و پیادے تفحص مین چرندون کے روانہ ہوئے دم بھر مین شکاریون نے آکر عرض کیا کہ یہان سے تھوڑے فاصلے پر ایک چراگاہ ہے وہان سب قسم کے جانور مثل ہرن ونیل گاؤ وچیتل وبارہ سنگھے وغیرہ چرنے مین مصروف ہین امیر عالیشان اُس جانب کو روانہ ہوئے تمام سردار بھی اُسی سمت چلے جبکہ قریب چراگاہ پہونچے آواز سے سم مرکب کی چرندون نے کان کھڑے کیے اور ارادہ کیا کہ چوکڑی بھر کے فرار ہو جائین کہ امیر نے تمام سردارون کو حکم دیا کہ یہ چرند جانے نہ پائین بموجب حکم سوارون نے گھوڑے ڈالے اور شکار کرنا شروع کیا غرضکہ تین روز وشب شکار مین مشغول رہے روز چہارم شکار ممکن نہوا امیر یہ دیکھکے رنجیدہ ہوئے کہ ناگاہ ایک مادہ آہو سامنے سے نمایان ہوئی کہ ایک زنگ طلائی اُسکے گلے مین آویزان اور جھول کارچوبی پشت پر تھی امیر نے مادہ آہو کو دیکھکر عمر سے کہا کہ یہ مادہ آہو کسی کی پرورش یافتہ معلوم ہوتی ہے اور سردارون سے فرمایا اگر ہو سکے اسکو زندہ گرفتار کرو یہ سنکے سردارون نے اُسکو گھیر لیا ہرنی نے یہ کیفیت دیکھکے امیر کے سر سے جست کی اور چوکڑی بھر کے روانہ ہوئی امیر نے برہم ہوکے اُسکے عقب مین اشقر کو جولان کیا جاتے جاتے بہت دور نکل گئے تمام سردار وعمر وغیرہ سب چھوٹ گئے اور وہ مادہ آہو چوکڑیان بھرتی ہوئی ایک درۂ کوہ مین چلی گئی امیر نے درہ کے برابر پہونچکے دیکھا کہ درہ کی راہ نہایت تنگ ہے مرکب جانے کی جگہ نہین ہے پس اشقر پر سے اُتر کے پیادہ درہ مین داخل ہوئے جب اُس درہ سے باہر نکلے ایک میدان سبزہ وخورم مین پہونچے اور وہ مادہ آہو غائب ہوگئی امیر نے دیکھا کہ وہ وقت صبح ہے اور عمر کہ جو عقب امیر مین آتا تھا دوسرے درہ مین چلا گیا لیکن امیر پیادہ پا درہ گلنار کی سیر کرتے تھے اور متحیر تھے کہ جب مین مادہ آہو کے تعاقب مین آیا تھا تو پہر دن چڑھا تھا اور یہان صبح معلوم ہوتی ہے امیر نے حیران ہوکے واپسی کا ارادہ کیا دیکھا کہ اب راہ نہین ہے اور جس درہ سے آئے تھے اُسکا شگاف بند پایا یہ دیکھکے دوسری جانب روانہ ہوئے کہ دور سے ایک شہر نظر آیا امیر نے اُس شہر مین پہونچکے دیکھا کہ شہر بہت وسیع پُر فضا زر ریز حسن خیز ہے خلقت انبوہ در انبوہ عمارتین بلند وعالیشان دوکانین آراستہ وپیراستہ چوپڑ کا بازار بنا ہوا صرافہ بزازہ جوہری بازار کھلا ہوا ایک جانب بساط خانہ کی سجاوٹ ہر ایک ملک کا اسباب عمدہ ونادر سجا ہوا ایک جانب میوہ فروشون کی دوکانین انواع واقسام کے میوہ ہاے تر وخشک رکھے ہوئے کہین کنجڑین شکرقند میں پارہ ہر ایک بازار وگنج مین جھنڈے گڑے ہوئے کہین حلوائیون کی دوکانین پر آب وتاب ہر قسم کی مٹھائیان نفیس خوشنما

تھالون مین لگی ہوئین کہین نانبائی کہین کنجڑے کہین قصائی کہین بھٹیارین بیٹھی ہوئین دمسازون کا ہجوم مکانات
پختہ وبلند کمرے نہایت نادر ودلپسند قصر اعلے اس طرح آباد تھے ∴ چرخ چنبر برج کرتا تھا نثار
خم ہون ابروے حسینان جہان ∴ اس طرح کے طاق تھے محراب دار ∴ امیر سیر دیکھتے ہوئے آگے بڑھے
دیکھا کہ سنگ مرمر کا ایک قلعہ ہے نہایت عالیشان اور تمام مکانات گرد وپیش جواہر نگار سائبان زربفتی کھچے
ہوئے ہر ایک طرح کی آرایش وزیبایش سے آراستہ غرضکہ ہر کوچہ وبازار کی سیر کرتے ہوئے چلے جاتے
تھے کہ ناگاہ گذر امیر کا ایک حلوائی کی دوکان پر ہوا لیکن کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا تھا کہ امیر نے بازار سے
کوئی چیز خود خرید کی ہو جب امیر نے اُس شیرینی فروش کو دیکھا کہ قابہاے چینی روبرو رکھی ہین اور ایک پیر مرد
منقطع کرسی پر بیٹھا ہے اور اُس پیر کے عقب مین ایک خدمتگار مروحہ جنبانی کر رہا ہے امیر نے دل مین کہا کہ
بیشک یہ شخص میری گفتگو کے لائق ہے اس سے مین اپنے لشکر کا پتہ دریافت کرونگا پس امیر اُس پیر کے قریب
مین آکر کھڑے ہوئے اور سلام علیک کی پیر نے بکراہت چین بجبین ہو کے جواب دیا اور امیر کی جانب سے
منہ پھیر لیا امیر دوسری کرسی پر جو اُسکے برابر بچھی تھی بیٹھ گئے پیر مرد نے کہا کہ لاحول لا امیر نے دل مین کہا
کہ مین کچھ اور سمجھا تھا مگر یہ نہایت نامعقول ہے امیر نے بکراہت اُس سے پوچھا کہ اس شہر کا نام کیا ہے پیر نے
کہا اے شخص کیون میرا مغز پریشان کرتا ہے امیر نے برہم ہو کے کہا اے نامعقول تو شریفون سے ایسا کلام کرتا
ہے پیر نے کہا اے نامعقول منہ سے ہان ایسا ہی کہتا ہون امیر نے یہ سُنکے اُس بے پیر کی ڈاڑھی پکڑ کے ایک
طمانچہ مارا پیر نے فریاد کی کہ اس ظالم نے مجکو ذلیل کیا کہ ایک دوسرے پیر منقطع نے آ کے کہا کہ اے عزیز اس طرح
جیسی گفتگو کی اُسکی سزا پائی اور امیر کو سمجھا کے اپنے مکان مین لیگیا اور کہا کہ اگر تمھارے مزاج مین ایسا ہی
غصہ ہے تو اس شہر مین کیونکر مزدوری کر کے اپنی اوقات بسری کروگے امیر نے فرمایا تو مجکو نہین جانتا مین
صاحبقران ثانی سلیمان ہون پیر نے کہا کہ اسی یک منیح دوگوش پر نام صاحبقرانی لیتے ہو خواہ بادشاہ ہو خواہ
غریب جو کچھ ہوا اپنے واسطے ہوا امیر برہم ہو کے وہان سے بھی روانہ ہوگئے اور بازار مین آ کے ایک اور حلوائی کو
زر وجواہر دیکے کہا کہ مجکو شیرینی دے اُسنے زر وجواہر دیکھکے غلام سے کچھ کہا غلام جا کے اُسی قسم کا جواہر لایا اور
کہا کہ ایسے کنکر پتھر یہان بہت ہین بلکہ تمام مکانات طلائی اور نقرئی ہین اگر سکہ رائج الوقت لاؤ تو کوئی چیز مل سکتی ہے
امیر نے اُسکے قتل کا قصد کیا حلوائی نے کہا کہ اگر مجکو ناحق قتل کروگے تو پیش خدا کیا جواب دوگے اور امیر کے
حال پر رحم کر کے صندوقچے سے ایک گول کاغذ نکالا کہ جسپر ایک جانب لقا کی تصویر اور دوسرے رخ پر
حکیم کی تصویر تھی اور کہا کہ یہ سکہ رائج الوقت ہے اور جو شخص اسکو دیکھتا ہے سجدہ کرتا ہے امیر نے لاحول پڑھکے
کہا کہ برائے رفع گرسنگی اس کبر کو سجدہ کرون فاقہ سے مرجانا بہتر ہے مگر یہ مجسے نہوگا اور یہ کام اُسی حکیم کا ہے یہ
تصویر کیے امیر روانہ ہوئے اور تین روز بے آب ودانہ رہے اور کسی سے کچھ نکہا روز سوم اُسی حلوائی
کی دوکان کے قریب آئے اور بسبب گرسنگی کے غش طاری ہوا پشت بدیوار ہو کے بیٹھ گئے اور وہ
شب بھی یون ہی بسر ہوئی صبح کو جب حلوائی نے دوکان کھولی رحم کھا کے امیر کے پاس آیا اور کہا اے
شخص اس شہر مین بغیر مشقت کے کسیکو غذا نہین میسر آتی امیر نے کہا کس محنت کے مجسے خواستگار ہو اسوقت
امیر اپنا جاہ وحشم یاد کر کے گریان ہوئے حلوائی نے کہا کہ میری دوکان کے نیچے خوانچہ شیرینی لیکے بیٹھو اور جو خریدار
آئے اُسکو اس ترازو سے وزن کر کے جس چیز کا خریدار خواہان ہو اُسکو دو غرضکہ امیر نے ایسا ہی کیا اور

تین روز امیر کو کچھ کھانا دیا روز چہارم حلوائی نے ایک مکان مختصر امیر کو خالی کر دیا اور ایک پلنگ و توشک بھی دی امیر
تمام روز شیرینی فروخت کرتے تھے اور نصف شب کو دوکان برخاست کر کے اسی مکان مین آرام کرتے تھے اور
اپنا تمام اسباب یعنی زرہ اور خود وغیرہ بقچہ مین باندھ کے زیر پلنگ رکھ دیا کہ اس اسباب اور دوکانداری سے کیا
مناسبت ہے ایک روز امیر نے حلوائی سے کہا کہ اگر تمہاری اجازت ہو تو مین کسی وقت برای سیر شہر مین جایا کرون
حلوائی نے کہا کہ تمکو کسی امر کی ممانعت نہین ہے دو وقت صبح و شام کہ وہ وقت دوکانداری کے ہین اسوقت
بچانا اور باقی تمام روز و شب تمکو اختیار ہے امیر نے پوچھا کہ شہر سے باہر جانے کی راہ کونسی ہے حلوائی نے
کہا کہ مین نے تمام عمر مین دروازہ شہر کا نہین دیکھا اور نہ اس شہر سے باہر نکلا پس امیر نے اپنا لباس اور اسلحہ
پہنکے دل مین کہا کہ اس شہر سے نکل جانا مناسب ہے کیونکہ یہ شہر ناپرسان ہے پس یہ خیال کر کے امیر روانہ ہوئے
اور تمام دن سرگردان رہے شب کو پھر اسی حلوائی کی دوکان پر خود بخود ہو نکلے غرضکہ اسی طرح تین روز امیر
سرگردان رہے مگر شب کو پھر اسی شیرینی فروش کی دوکان پر اپنے تئین پایا روز چہارم امیر جنوبی سمت کیطرف
روانہ ہوئے دور سے ایک دریا دیکھا کہ موجزن ہے نہایت صاف و شفاف کہ تہ تک کی چیز معلوم ہوتی تھی غرض
وہ نہنگ بحر شجاعت دریا کی سیر دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا کہ ایک مقام پر دیکھا کہ قریب دو سو نازنینون کے دریا مین نہا رہی
ہین اتنے مین ایک نازنین دوپٹہ شبنم کا اوڑھے ہوئے غسل کر کے دریا سے نکلی اور کنارہ پر ایک چوکی بچھی
ہوئی تھی اسپر بیٹھ گئی تمام جسم اسکا زیر پیراہن سے ظاہر تھا اور ایسی حسین تھی کہ آفتاب اسکے حسن کے روبرو
شرمندہ ہوتا تھا شمشاد قد خورشید خد ماہ تابان مہر درخشان گلرخسار غنچہ دہان آنکھین دونون نرگس قتال
بھرے بھرے بازو خنجر جانستان دونون ابرو شانے نور کے ساعد بلور کے سے

قد وہ اُس گل کا غیرت [illegible]

پر نہ اتنی طوالت شمشاد	زلف پر پیچ رشک مشک خطا	صورت نافہ وہ بندھا جوڑا	پر ضیا وہ جبین لاثانی
غنچۂ حسن کی تھی پیشانی	دونون آنکھین غزال دشت ختن	وہ نگاہ اور وہ قہر کی چتون	لیس اس بات پر خم کے تیر
مژہ دل کو بنائے نخچیر	چہرۂ پاک پر تھی وہ ہنسی	یا کہ ایک ہی دو چشمی گہی تھی	رشک خورشید مہ وہ رخسار
گورے گورے بھرے سے سارے	نازکی مین وہ دونون لب ایسے	رنگ گلگون تر سے افزون تھے	تھا ہر اک دانت لیک دُرِ عدن
موتیون سے بھرا ہوا تھا دہن	اور وہ سیب ذقن نیا کچل تھا	جو کہ بے کھائے دست رہا تھا	تھا وہ پیارا گلا صراحی دار
شیشۂ صاف بادہ گلنار	مخزن نور و حسن تھا سینہ	معدن حسن کا وہ گنجینہ	چھاتیان قمقمے بلور کے تھے
یا کہ وہ دو حباب نور کے تھے	نازک اسدرجہ تھا وہ نرم شکم	جسپہ یار نظر سے ہوئے ورم	ناف دریای حسن کا گرداب
چاہ مین جسکی لاکھ دل غرقاب	اے قلم بس نہ موشگافی کر	دیکھ آہو بچا وصف موئے کمر	عکس تار نگاہ شوق کا کمر
یا کہ ہوئے مژہ کا سایہ کمر	تھی ہر اک حسن سے وہ جلوہ فشان	دیکھ پایا پری تو ہو حیران	اب ہے آگے مقام وہ سر دست
کلک ہے نے لگا دوات مین مست	الغرض سر سے تا بہ فندق پا	فی الحقیقت تھی نور کا پتلا	جسم مین وہ سفید پیراہن

لاکھ لاکھ اسپہ بنا تھا جوبن
کیا تن نازک ہے جان کو بھی حسد جس تن پہ ہے
کیا بدن کا رنگ ہے تہ جسکی پیراہن ہے

غرضکہ اُس مہ جبین نے لب دریا چوکی پر بیٹھ کے بہ نگاہ معشوقانہ امیر کیطرف دیکھا امیر بمجرد معاینہ اُسکی صورت
کے دلدادہ ہو گئے اور بیتابانہ دوڑ کے اُس معشوقہ سے دست و بغل ہو گئے چند بوسے لیے یہ حال دیکھکے
وہ دو سو نازنین امیر کیطرف دوڑین اور گالیان دینا شروع کین امیر نے اُس نازنین سے کہا کہ یہ
سب عورتین مجکو دشنام دیتی ہین تم انکو منع نہین کرتین اُس نازنین نے کہا کہ اس شہر کا یہ قاعدہ ہے کہ

جو شخص جسپر عاشق ہوا اسکی شادی اُسکے ساتھ ہوتی ہے بس مین اب تیری زوجہ ہوں مجکو اپنے مکان مین لیچل مین
تیرے ہمراہ ہون اور اُن عورتون کو گالیان دینے سے منع کیا امیر خوشی خوشی اُسکو ہمراہ لیکے حلوائی کی
دوکان پر آئے حلوائی نے دیکھکر کہا کہ تمھاری بسر اوقات تو مشکل ہوتی تھی اس عورت کی کیونکر گذر ہوگی اور مین نے
جو کچھ تمھارے واسطے مقرر کیا ہے اُس سے زیادہ ندونگا امیر نے کہا جو کچھ ہو مین اس پری تمثال کے جمال پر
فریفتہ ہون پس امیر دوکان پر بیٹھکے شیرینی بیچنے لگے شب کو حلوائی تو مٹھائی کا چورہ دیتا تھا امیر اُس
نازنین کے وہی چورہ کھاکے بسر کرتے تھے اس عرصہ مین وہ نازنین حاملہ ہوئی اور بعد نو مہینے کے ایک
پسر مثل مہر درخشان پیدا ہوا امیر نے حلوائی سے پوچھا کہ اس شہر مین دایہ بھی مل سکتی ہے حلوائی نے یہ سُنکے
ایک دایہ کو بلوایا اور اپنے پاس سے اُسکی اُجرت دی غرض کہ اسیطرح چار سال امیر کو حلوائی کے مکان مین
گذرے امیر اُس لڑکے کو دیکھکے اور اپنا جاہ و تجمل یاد کرکے گریہ کرتے تھے ایک روز شور و ہنگامہ برپا
ہوا اور چوبدارون نے ہر دوکاندار سے آکر کہا کہ اپنی اپنی دوکانین اس ملک کے بادشاہ کے در دولت پر لیچلو
کیونکہ بادشاہ نے جشن کیا ہے یہ حکم سُنکے تمام دوکاندار دوکانین لیکر روانہ ہوئے اور امیر نے بھی حلوائی کے
ہمراہ تمام اسباب دوکان کا لیکے در دولت شاہی پر چلنے کا قصد کیا اُسوقت حلوائی نے امیر کو خوشخبری
دی اور کہا کہ آج جشن شاہانہ ہے جو کچھ تمکو بادشاہ اور امرا سے ملیگا وہ سب تمھین دونگا امیر تو جہانداری
کے نہایت پریشان تھے یہ مژدہ سُنکے خوش ہوئے کیونکہ اُس نازنین کو امیر سے دوسرا حمل بھی رہا تھا اور
بسبب محتاجی کے دودھ بھی خشک ہوگیا تھا اور امیر جہان جاتے تھے وہ لڑکا بھی اُنکی اُنگلی پکڑے ہوئے
ہمراہ جاتا تھا القصہ امیر حلوائی کے ہمراہ آئے اور دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہے اور چار نہرین درمیان میدان
کے موجزن ہین اور ہر نہر کے کنارے بازار آراستہ ہے اور میدان مین گرد سبزہ نوخاستہ ہے وہان خیمہاے زرنگار
استادہ ہین ایک طرف مکان طلائی ہے کہ اُسکی چمک اور ضیا پر نگاہ نہین ٹھہرتی اور اُسپر جواہر نصب کیا ہوا
ہے اور ہر طرف لشکر اُترے ہین غرضکہ مشرق سے تا بہ مغرب اور جنوب سے شمال تک یہی آراستگی تھی اور حلوائی
سے پیشتر مزدورون نے آکے ایک مقام پر سائبان منقش استادہ کیا ملازمان حلوائی نے آکر دوکان آراستہ
کی اور خوانچے شیرینی کے لگائے پہلے حلوائی نے امیر کو سب ملازمون پر سردار کیا تھا کیونکہ حلوائی امیر کو
راست گو اور سلیقہ شعار جانتا تھا پس امیر بھی دوکان پر بیٹھے دیکھا کہ مکان طلائی کا دروازہ کھلا مگر کوئی دروازہ
پر معلوم نہین ہوتا تھا پس امیر نے ایک شخص سے دروازہ پر کسیکے نہونے کا سبب دریافت کیا اُسنے اپنی
لاعلمی بیان کی بعد ازان امیر نے دیکھا کہ آواز نقارہ بلند ہوئی اور علمہاے رنگین و شہنا نواز و سانڈنی سوار
آئے اور جلوس شاہی و ماہی مراتب و غیرہ نمایان ہوا بعدہ دیکھا کہ ہاتھیون پر تخت ہاے نقرئی و طلائی نصب
ہین اور بنگلہ ہاے جواہر نگار مین معشوقان طرحدار مع جام و صراحی حاضر ہین اور اُن بنگلون مین اسعد و سعت
بھی کہ اسکا ہو رہا تھا اور بیچ مین لقا بیٹھا تھا خدمتگار مگس رانی کر رہے تھے یہ جاہ و تجمل دیکھکے دلمین کہا کہ میں
نہین جانتا کہ خدا کو کیا منظور ہے کہ مرتد کو یہ درجہ رفیع عنایت فرمایا جب سواری لقا کی باین تزک و احتشام
قریب مکان طلائی آئی ایک مرد حکیم وضع مکان سے نکلا اور لقا کا استقبال کرکے قصر طلائی مین لیگیا
صیغم اور بختیارک بھی لقا کے ہمراہ تھے حکیم نے آواز دی نعمت خانہ طیار کرو اور حکم دیا تمام اشیاے
دوکانین مکان کے اندر لاؤ یہ سُنکے چوبدار حلوائی کے پاس آئے اور کہا تمکو حکیم صاحب یاد فرماتے ہین جو

لقا کو دیکھکے پوشیدہ ہو گئے تھے اسوقت حلوائی نے امیر سے کہا کہ تم شیرینی لیکے حکیم کے پاس جاؤ امیر
دل مین خوش ہوئے کہ بہتر ہو امین جاکے لقا کو قتل کرونگا مگر امیر نے اول حلوائی سے دریافت کر لیا تھا
کہ مین اپنا اسباب لیلون اسنے کہا تھا کہ تمکو کسنے منع کیا ہی غرضکہ امیر مسلح و مکمل ہوئے اور مزدورون کے
سر پر خوانہاے شیرینی رکھوا کے مکان کے اندر گئے چوبدار نے کہا کہ ایک خوان مین قدرے شیرینی ہر قسم کی
رکھدو کہ حکیم کے واسطے مزدور کے ہاتھ بھیجدو ہم اسکو مزدوری دیدینگے پس امیر نے خیال کیا کہ لقا کے روبرو جانا
بہتر نہین ہی اور تمام خوانہاے شیرینی مزدورن کے ہمراہ کر کے لقا کے پاس بھیجدیے بعد ازان ایک مرد حکیم
وضع نے آکے امیر سے کہا کہ جو خوان حکیم کے واسطے رکھے ہین وہ میرے ہمراہ مزدورون کے سر پر رکھوا کے
لیچلو پس امیر نے چار گلدستہ شیرینی کے ہمراہ لیے اور مسلح و مکمل اسکے ہمراہ حکیم کے پاس آکے وہان
پہونچکے دیکھا کہ ایک باغ نہایت پر فضا ہی کہ جسکی زمین صندل کی اور مکان جواہر نگار ہین اور جا بجا
گلدستہ ہاے بوقلمون رکھے ہین اور ایک بنگلہ نقرئی نصب ہی اور اسکے روبرو مخمودی کا سائبان کھنچا
ہوا ہی اور بنگلہ مین فرش سفید عمدہ بچھا ہی اور ایک مرد پیر جبہ و خرقہ پہنے ہوئے بشکل نورانی بیٹھا ہی جب حکیم نے
امیر کو دیکھا براے تعظیم اٹھا اور کہا اے شیر بیشہ عربستان تشریف لائیے بعد ازان عرض کی یا امیر عالیقدر
لاحول و لا قوۃ کفالت کافر یعنے لقاء ملعون مین کبھی نکرونگا لیکن وہ میری سرحد مین آیا تھا اور مین نے اقرار
دعوت کیا تھا لہذا آج اسکو اپنی سرحد سے نکالے دیتا ہون اور حضور مالک ہین امیر نے یہ سنکے کہا کہ مجکو
تمھارا پاس و لحاظ ہی ورنہ ابھی اسکو قتل کرتا اور مین نے بیوقوفی سے اس شہر مین ایک نازنین سے عقد
کیا ہی اور اس سے لڑکا پیدا ہوا ہی وہ دونون زن و فرزند حلوائی کے مکان مین ہین حکیم نے کہا یہ فقط
آپکا خیال ہی آپکو اپنے لشکر سے آئے ہوئے چند گھڑی کا عرصہ ہوا ہی اور یہ حال آپکو بروقت جانے اپنے
لشکر کے معلوم ہوگا بعد ازان حکیم نے اٹھکے لقا سے کہا کہ اب تمھارا جہان جی چاہے وہان چلے جاؤ مین تمھاری دعوت
سے فارغ ہوا لقا نے کہا کہ مین آپ کے قدم چھوڑ کے نہ جاؤنگا کہ دفعتہ ایک طرف سے ایک شیر پیدا ہوا
اور لقا کی جانب دوڑا لقا نے دیکھا کہ سرداران امیر مرکب اٹھائے چلے آتے ہین اور لقا کے تمام
سردارون نے بھی یہی حال مشاہدہ کیا پس لقا مع بختیارک بھاگ کے ایک سمت روانہ ہوا حکیم نے
امیر سے کہا کہ حضور اپنے لشکر مین تشریف لیجائین کیونکہ تمام لشکر کو تشویش ہوگی امیر نے فرمایا کہ مین
تمسے ایک طلسم طیار کراؤنگا حکیم نے عرض کیا کہ آپ جسوقت مجکو طلب فرمائینگے مین فوراً حاضر ہونگا بلکہ
دو حکیم اور کہ جو علم و کمال مین مجھسے بہتر ہین وہ بھی حاضر ہونگے بعد ازان امیر کا ہاتھ پکڑ کے دروازہ پر لایا
امیر اشقر کو دروازہ پر استادہ دیکھکے سوار ہوئے چند قدم گئے تھے کہ حکیم کا مکان نظر سے غائب ہوا اور
عمر نے پہونچکے کہا کہ یا امیر شاید وہ نادہ آہو آپ کے ہاتھ نہین آئی امیر نے تمام حال گذشتہ عمر سے
بیان کیا مقبل نے عرض کی حضور کو گئے ہوئے چار گھڑی گذری ہین غرضکہ امیر بارگاہ مین آئے
اور شاہ اسلام سے تمام سرگذشت بیان کی سب کو یہ کیفیت سنکے کمال استعجاب ہوا بعد ازان صحبت
عیش و عشرت و بزم مسرت گرم ہوئی

اب دو کلمہ زمرد شاہ باختری کے بیان ہوتے ہین

جسکو ہجران جدائی کا تری غم ہوگا
دست و پا دیکھتے ہین لوگ کہین ہم ہونگے

خانۂ عیش اسے خانۂ ماتم ہوگا
ہمدمو کوئی تو تدبیر بتاؤ ایسی

تیرے بیمار کا یہ حال ہوا ہی اتنو
دیکھنا اسکا میسر جو کوئی دم ہوگا

اپنے رونے کو ابھی امیر فراموش کرے
ایسی کر فکر کہ یہ درد تو کچھ کم ہووے
دو بدو اُس سے جو یہ دیدۂ پرنم ہووے
جرأت اب اُنس کبھی یان مین تو نہین ہوسکتا

شہسواران عرصہ سخندانی وتیز تازان معرکہ خوش بیانی اشہب تیز گام قلم کو میدان بیان مین یون جولان کرتے ہین کہ لقا سے بے لقا یہ جانتا تھا کہ سرداران امیر میرے تعاقب مین آتے ہین اس سبب سے تین شبانہ روز بھاگا آخر بختیارک نے کہا کہ اے لقا تعاقب کرنا اہل اسلام کا دستور نہین ہے پس دامنہ کوہ مین پہونچکے قیام کیا مگر لقا اپنے حال زار پر رونے لگا بختیارک نے اُسے بہت سمجھایا اور کہا کہ اپنے بھائی نمرود کے پاس شکاکیہ مین چلو لقا نے کہا کہ نمرود نہایت متکبر ہے مین اُسکے پاس نجاؤنگا اس سے بہتر ہے کہ مین دست بستہ حمزہ کے پاس چلون غرضکہ بختیارک لقا کو سمجھا کے شکاکیہ کی طرف روانہ ہوا بعد قطع مراحل سرحد شکاکیہ مین پہونچے یہان ایک دربند تہا اور اُس دربند کے حاکم کا نام تہمتن شیر شکار تھا تہمتن ہر روز صحرا مین جاکے ایک شیر کو گرفتار کرتا تھا اور اُسکے کان چھید کے اُسپر سوار ہوتا تھا اس سبب سے شیر شکار اُسکا لقب تھا اور تین لاکھ سوار کا مالک تھا جب تہمتن نے آمد لقا کی خبر سُنی سردارون سے مشورہ کیا کہ اب مجکو کیا کرنا چاہیے سردارون نے عرض کیا کہ اس حال کی خداوند کو عرضی لکھو جیسا خداوند فرمائین اُسپر عمل کرو غرضکہ تہمتن نے عرضی مین لقا کا حال مندرج کرکے عرش بن نمرود کے پاس روانہ کی عرش تہمتن کی عرضی نمرود کے پاس لیگیا اور تمام حال لقا کے آنے کا سر حضور تہمتن مین بیان کیا اور کہا کہ تہمتن نے عرضی لکھی ہے اور دریافت کیا ہے کہ لقا کے بارہ مین جو حکم ہو اُسکی تعمیل کیجائے نمرود نے سنکے کہا تہمتن کو لکھ بھیجو کہ لقا کو بعزت واحترام میرے پاس لے آئے عرش نے یہی جواب لکھے ہرکارون کے حوالے کیا ہرکارے عرضی لیکر روانہ ہوگئے اور نمرود نے نقابدار زردپوش کو حکم دیا کہ تو تین لاکھ کی جمعیت سے جا اور باعزاز تمام لقا کو اپنے ہمراہ لے آ مگر خبردار اُسکو سجدہ نکرنا چنانچہ عرش نے ہرکارون کے عقب مین نقابدار زردپوش کو تین لاکھ سوار کی جمعیت سے روانہ کیا اول ہرکارون نے پہونچکے تہمتن کو جواب عرضی دیا تہمتن موافق حکم تین لاکھ کی جمعیت سے نوبت ونشان وغیرہ سامان تزک واحتشام ہمراہ لیکے روانہ ہوا اُسطرف لقا کو تین روز گذرے تھے اور لقا بختیارک سے کہرہا تھا تمنے دیکھا کہ ابتک کوئی میرے استقبال کو نہین آیا کہ ناگاہ تہمتن پہونچا مگر لقا کو سجدہ نکیا لقا اُسکے سجدہ نکرنے سے رنجیدہ ہوا تہمتن نے لقا سے کہا کہ ابتک تمہارے دماغ سے دعوی خدائی نہین نکلا چلو تمکو خداوند نمرود شاہ نے یاد کیا ہے یہ کہکے اور لقا کو سوار کراکے روانہ ہوا کہ دفعۃً نقابدار زردپوش فرستادہ نمرود مردود بھی پہونچا اور شرف ملازمت حاصل کرکے یہ بھی ہمراہ رکاب تعیناتی ہوا

اب دو کلمہ داستان ہاشم معزن کے بیان ہوتے ہین

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
ہماری جیب کو اب حاجت رفو کیا ہے
رگون مین دوڑتے پھرنے کے ہم نہین قائل
تو کس امید پہ کہیے کہ آرزو کیا ہے
تمہین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے
جلا ہے جسم جہان دل بھی جلگیا ہوگا
جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے
چپک رہا ہے بدن پر لہو سے پیراہن
کریدتے ہو جواب راکھ جستجو کیا ہے
رہی نہ طاقت گفتار اور اگر ہو بھی

دوربینان خردپژوہ طلسم معانی ونظربازان عرصہ سخندانی دوربین فکر ودیدہ خیال پر لگا کر سیر اطراف زمین سخن یون فرماتے ہین کہ جب شہزادہ ہاشم نے داراب دریا شکن اور خورمشم زرین ورقش اور زرین تاج دونون بادشاہون کو گرفتار کرکے مسلمان کیا اُسکے بعد بارہ لاکھ

فوج کی جمعیت سے نمرود کی طرف روانہ ہوکے سرحد شناکیہ مین پہونچا اور نمرود کے قیطول کہ چونتیس کوس سے تیس کوس
تک تھے نمایان ہوئے پس ہاشم اُسی سمت روانہ ہوا کہ ایکبار گرد بلند ہوئی اور دو لاکھ سوار اور اُنکا سردار
فولاد خاراشگن کہ جو نمرود کی مدد کے واسطے جاتے تھے پہونچے اور اپنے عیار سے ہاشم کا حال سُنکے
قیطول نمرود کی طرف سجدہ کیا اور کہا ہم ہاشم سے جنگ کے واسطے آئے تھے اُسکو راہ مین پایا اور
اپنے سردارون سے حکم دیا کہ تم جاکے ہاشم کو گرفتار کر لاؤ اُنھون نے آکر ہاشم سے کہا کہ ہمارا سردار کہتا ہی
کہ جلد آکر خداوند نعمت کو سجدہ کرو ہم تمھاری خطا معاف کرا دینگے ہاشم نے کہا معلوم ہوا کہ تم نمرود پرست
ہو پس تمھارا قتل کرنا واجب ہوا اُن سردارون نے ہاشم کا رعب و داب جاہ و جلال دیکھکے خود مقابلہ کیا
اور جاکے تمام حال فولاد سے بیان کیا فولاد نے اپنے لشکر کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ خبردار تم مین سے کوئی
میرے ہمراہ نہ آئے اور خود تنہا لشکر ہاشم مین جاکے پوچھا کہ تم مین پسر حمزہ کون ہی شیر مردم در دیوانہ
نے جوابدیا کہ ای بے ادب اسطرح ہمارے شہزادہ کا نام لیتا ہی فولاد یہ سُنکے دیوانہ کی طرف دوڑا دیوانہ نے
چوبدست پکڑکے فولاد پر حملہ کیا فولاد نے ہاتھ بڑھاکے چوبدست چھیننے کا قصد کیا پس دونون جانب
سے ایسی کشاکش ہوئی کہ چوبدست ٹوٹ گئی اور دونون گھوڑون سے اُترکے کشتی مین مصروف ہوئے
دیوانہ نے ایسا ناخن مارا کہ زرہ فولاد کی پارہ پارہ ہوئی اور جسم فولاد کا زخمی ہوگیا مگر فولاد نے بھی ایسا
گھونسہ مارا کہ دیوانہ کی آنکھین بند ہوگئین اور غش طاری ہوا فولاد نے قصد کیا کہ دوسرا طمانچہ مارے اُس
اثنا مین ہاشم نے پہونچکے کہا کہ ای فولاد تیرا حریف مین ہون فولاد نے جمال شہزادہ دیکھکے کہا کہ پسر
حمزہ تمھین ہو ہاشم نے کہا ہان مین ہی ہون اس عرصہ مین دیوانہ کو ہوش آیا اور دوڑکے پھر فولاد
سے لپٹ گیا اور کشتی شروع ہوئی فولاد کے سردارون نے قصد کیا کہ ہم بھی فولاد کے شریک ہون
لیکن اُسنے منع کیا کہ تم لوگ علیحدہ رہو مگر خواہرزادہ فولاد فرہاد خاراشگن نے کہا کہ ای پسر حمزہ تو نہایت
متکبر ہی کہ اپنے ملازمون سے جنگ کراتا ہی یہ کہکے اور تلوار کھینچکے ہاشم کیطرف آیا اور حملہ کیا ہاشم نے باہستگی
اُسکے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکے قاش زین سے اُٹھا لیا فرہاد یہ زور و طاقت شہزادہ
کی دیکھکے مسلمان ہوا لیکن فولاد اور دیوانہ مین تمام روز کشتی ہوئی آخر فولاد کا پانون ایک سوراخ موش
مین جاکے ٹوٹ گیا ہاشم یہ دیکھکے دوڑا اور دیوانہ کو علیحدہ کرکے فولاد سے کہا کہ ای بہادر اب جاؤ جب
تمکو صحت ہوگی اُسوقت آنا یہ دیوانہ پھر تمسے اُسوقت جنگ کریگا فولاد بھی یہ جرأت و ہمت شہزادہ کی دیکھکر
عاشق ہوا اور دلمین اسنے تصور کیا کہ فرہاد سے اتنے بڑے پہلوان کو اسنے کسطرح باسانی گھوڑے سے
اُٹھا لیا اور دوسرے یہ دیوانہ کہ جسنے مجسے ایسی جنگ کی اُسکو بھی اسنے زیر کیا ہی پس مین اس شخص سے
سر برنہونگا چنانچہ فولاد بھی مع اپنے دو لاکھ سواران ہمراہی کے بصدق دل ایمان لایا اُسی جگہ بارگاہین
استادہ ہوئین تین شبانہ روز سب نے قیام کیا روز چہارم شہزادہ ہاشم نے دیوانہ مردم در اور فرہاد کو
ہراول لشکر کیا اور چودہ لاکھ کی جمعیت سے اپنی بارگاہ شناکیہ کی جانب روانہ کی اور خود بھی عقب مین روانہ ہوا

اب دو کلمہ داستان لقا کے اور پہونچنا اُس مردود کا نمرود کے پاس بیان ہوتے ہین

نہ پوچھ عشق کے صدمہ اٹھائے ہین کیا کیا
طلسم خاک سے نقشے بنائے ہین کیا کیا

شب فراق مین ہم تلملائے ہین کیا کیا
مین اُسکے حسن کے عالم کی کیا کرون تعریف

فدا الوہیم کہ صناع دست قدرت نے
نہ پوچھ مجھسے کہ عالم دکھائے ہین کیا کیا

ذرا تو دیکھ لے گھر سے نکلکے اے بیمہر
ترے خرام نے فتنے اُٹھائے ہین کیا کیا

گرو دیکھنے کو ترے لوگ آئے ہین کیا کیا
نگاہ غور سے تک مصحفی کی جانب بھی

کوئی ٹپکتا ہے سر کوئی جان کھوتا ہے
جگر پہ اسکے ترے زخم کھائے ہین کیا کیا

بلبلان نغمہ سنج گلزار معانی و طوطیان شکرستان شیرین زبانی شاخ رنگین و پر بہار خامہ تحریر سے مضمون ہوشربا کی گلفشانی اسطرح فرماتے ہین کہ جب لقا قریب شکالکیہ پہونچا عرش نے مطرز وزیر سے کہا کہ تم جا کے لقا کو باعزاز و اکرام سے لاؤ کہ وہ بھی اٹھارہ ہزار ملک باختر کا مالک ہے اور نمرود کے عرش کے علاوہ چالیس بیٹے ہین اور وہ بھی سب صاحب فوج و حشم ہین عرش نے اپنے تمام بھائیون کو بھی برائے استقبال لقا بھیجا اور خود بھی شہر سے سات منزل نکلکے خیمہ زرنگار مین مقیم ہوا جسوقت لقا پہونچا عرش اُسکا استقبال کر کے اپنے خیمہ مین لایا اور دعوت کی اور ظروف ہائے طلا اہل لشکر کو عنایت کیے اور لقا کے ہمراہ اُس روز چونسٹھ لاکھ سوار تھے عرش و مطرز و خسرو و بلند اختر نے پایہ تخت لقا کو بوسہ دیا لیکن لقا بہ سبب اسکے سجدہ نکرنے کے از بس رنجیدہ ہوا بختیارک نے کہا کہ اے دیوانے تجکو اپنی جاہ و جلال سے طلب کیا ہے اے بیہودہ اُنکو تیری کیا پروا ہے کہ تجکو سجدہ کرین غرضکہ عرش لقا کو نہایت تجمل و شان و شوکت سے شکالکیہ مین لایا لقا نے شکالکیہ مین پہونچکے دیکھا کہ تمام مکانات طلائی و جواہرنگار ہین لقا یہ سامان کر و فر دیکھکے ملک ساحل کو بھول گیا تمام شہر مین اُسکی آمد کی وجہ سے آراستگی و صفائی کی ہوئی تھی اور ہر مقام پر اُسکے دیکھنے کے لیے ہجوم عام تھا لیکن ہر شخص لقا کی صورت کریہ کو دیکھکر لاحول پڑھتا تھا یہانتک کہ سواری اُسکی ایوان شاہی تک آئی تمام سرداران اور ارکین دولت نے استقبال کر کے باادب تمام لقا کو لیجا کر تخت جواہرنگار پر بٹھایا بختیارک ہر بار کہتا تھا کہ اس ملک مین مثل سیحان و باختر کے کوئی مسلمان نہین آیا جیسا کہ بدیع الزمان اور قاسم دختران خداوند کو ساتھ لیکے اس اثنا مین پیک وصال نے آکے کہا کہ نمرود نے لقا کو طلب کیا ہے یہ سُنکے عرش لقا کو دوسرے مکان مین لیگیا لقا وہان کی تیاری اور آراستگی شاہانہ دیکھکے متحیر ہوا اُسنے دیکھا کہ ایک جوان تخت زبرجد نگار پر بیٹھا ہے اور اُسکے دونون شانون پر دو پر جواہرات کے نصب ہین اور مکان کا صحن بہت وسیع ہے اور ایک زنجیر طلائی از قیطول تا زمین آویزان ہے لیکن جس طرح ہاشم کو بالائے قیطول لٹکائے تھے اسیطرح لقا کو بھی لٹکائے لقا نے نمرود کو اپنے سے زیادہ کریہ منظر پایا غرضکہ سب نے نمرود کو سجدہ کیا مگر لقا نے سجدہ نکیا نمرود نے برہم ہو کے کہا کہ ہنوز تمہاری سرکشی دفع نہین ہوئی بختیارک نے دیکھا کہ نمرود کا مزاج برہم ہوچلا ہے بس فوراً بختیارک نے فریاد و الغیاث کی نمرود نے بختیارک سے سبب پوچھا بختیارک نے اپنا سر کھول کے کفشکاری عمر کا حال بیان کیا نمرود نے بختیارک کی مسخرگی دیکھکے اسکو اپنا شیطان درگاہ کیا اور طوق لعنت طلائی اسکی گردن مین ڈالدیا اور تخت لقا زیر تخت نمرود بچھایا گیا اس اثنا مین ہمراہ پیک وصال نے پرچہ اخبار نمرود کے پیش کیا نمرود نے پڑھکے عرش سے کہا کہ وہ قیدی گرفتار نہین ہوا بختیارک حیران کہ کیا راز ہے خسرو بلند اختر نے بختیارک سے تمام حال ہاشم کا بیان کیا بختیارک نے کہا کہ مین بھی اس امر مین حیران تھا کہ اہل اسلام یہان بشتر نہین آئے لیکن نمرود نے حکم دیا کہ ارزاق دیوانہ کو ہراول لشکر کر کے مع فوج گران مقابلہ کو روانہ کرو کہ وہ رو مین تن ہے اُسطرف بھی ہراول لشکر ہاشم دیوانہ مردم در ہے لہذا تم بھی دیوانے کو بھیجو کہ یہ جاکے ہاشم کا پیش خیمہ ہے آئے مصرع

خوب گندہ رنگی جو بل بھینکیگی دیوانے دو بختیارک نے کہا اے خداوند پسر حمزہ بھی پسر نور ہے کیونکہ داماد نور ہے لہذا
اُسکے حق مین کوئی کلام سخت زبان سے نہ نکالیے نمرود برہم ہوا بختیارک نے کہا کہ وہ شخص شیطان
ہے جو کچھ مین کہون اُسپر آپ برہم ہوتے ہین پس نمرود نے احکام نامہ کہ معاذ اللہ اُسکو وحی کہتے ہین اور وہ ایک
تختی طلائی ہے کہ جسپر حروف کندہ ہین اور جو شخص واسطے جنگ کرنے کے جاتا ہے وہ تختی تیمناً و تبرکاً اپنے
سر پر باندھ لیتا ہے چنانچہ وہ احکام نامہ عوش نے ازراق دیوانے کو عنایت کیا ازراق نے تختی سر پر
باندھی اور تین لاکھ دیوانون سے ہاشم کیطرف روانہ ہوا لیکن دیوانہ شمر مردم در جس منزل پر پہونچتا تھا اسجگہ
خیمہ نصب کرتا تھا جب ہاشم اُس خیمہ مین داخل ہوتا تھا دیوانہ دوسرا خیمہ دوسری منزل کے سیلیے پیشتر جاکے
نصب کرتا تھا اس اثنا مین دیوانہ ازراق پہونچا اور دیوانے دونون طرف سے نکلکے جنگ کرنے لگے ایک
کے ہاتھ مین گیارہ سو من کی چوبدست تھی اس عرصہ مین ازراق و شمر کا مقابلہ ہوا ازراق نے چوبدست
ماری شمر نے بمشکل تمام اُسکو رد کرکے ایسی چوبدست ماری کہ ازراق پیوند زمین ہوگیا ہمراہیان
ازراق بھی شکست کھاکے بھاگے اور تمام حال جاکر نمرود سے عرض کیا اسطرف سے نمرود مع بختیارک
و خسرو بلند اختر و عوش بن نمرود حسب الحکم زیر قیطول آئے اور دو لاکھ سوار کی جمعیت سے مع ہامان
برق دندان و سالم فیل دندان قلعہ سے نکلکے شمر مردم در کے مقابل پہونچے اور خیمہ برپا کیے

ازین قصہ یکدم فراموش کن ٭ زجائے دگر داستان گوش کن ٭ جانا ہاشم کا طلسم فریدون
مین بیان کیا جاتا ہے ٭ کوئی ہمارے تغافل شعار سے کہدے ٭ کہ آپ ذرہ نوازی جو ہر دار کرین

تو باد خود تقاضائے مرگ شد ترع ٭ ہم اور بھی نفس چند انتظار کرین ٭ این وقت را بالعمر مقابل گرفتہ ایم
باش ای اجل کہ دامن قاتل گرفتہ ایم

نظارگیان نیرنگ طلسمات و سیاران منازل دشت عجائبات صفحہ
قرطاس کو مضامین افسونگری سے غیرت دہ طلسم خیال بناکر گوہر آبدار کلام کو زیب گوش شاہد سخن یعنی
اسطرح فرماتے ہین کہ شاہزادہ ہاشم تیغزن زیر کوہ اپنے خیمہ مین تھا کہ ایک پیر نورانی شکل آیا اور اُسنے
ایسی حقانی گفتگو کی کہ شاہزادہ محو ہوگیا اس پیر نے کہا کہ یہ راہ درہ کوہ کی کہ جانب دست چپ ہے راہ دور
و دراز ہے اور دوسری راہ نہایت قریب اور راحت رسان مسافران ہے وہ پیر یہ کہکے روانہ ہوا اور پھر
صبح کو آگے ہاشم کے لشکر کا رہبر ہوا جب ہاشم درہ کوہ سے باہر نکلے ایک ریگستان مین پہونچے کہ فرط
حرارت سے وہانکا ذرہ خورشید محشر کا نمونہ تھا کرہ خاک کرہ نار بنگیا تھا حدت آفتاب اس درجہ تھی کہ تمام
ریگ بیابان اخگر سوزان معلوم ہوتی تھی گویا سوا نیزہ پر خورشید جہان تاب تھا پانی وہان گوہر نایاب تھا
بسبب تشنگی کے تمام لشکر قریب ہلاکت پہونچا جب پہر دن باقی رہا اور حرارت آفتاب کی کم ہوئی ہاشم
مع لشکر آگے بڑھے ناگاہ ایک قلعہ نمودار ہوا کہ جسکے تمام برج طلائے احمر کے تھے اور کل حصار پر کار جواہر
کیا ہوا تھا اور ایک جانب اُس قلعہ کے دریائے مصفا اور مرغزار پر فضا تھا ہاشم نے لب دریا ہوکے خیمہ
برپا کرنے کا حکم دیا اتفاقاً ایک شخص آفتابہ لیکے واسطے پانی کے لب دریا گیا دیکھا کہ اندرون دریا کے
ایک مکان طلائی بنا ہوا ہے اور ایک معشوق بنگلہ مین کرسی جواہر نگار پر بیٹھی ہوئی اپنے بال خشک کر رہی
ہے جب اس شخص نے اُس معشوقہ کو دیکھا اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ وہ شخص دیوانہ ہوکے دریا مین کود پڑا
اور غرق ہوا اسی طور سے اکثر اہل لشکر جاکے دریا مین غرق ہوگئے چنانچہ دیوانہ لعبان برق دندان

جب لب دریا آیا وہ بھی اُس نازنین کے اشارے سے غرق ہوا اور جو لوگ اُسکے پکڑنے کو کودے وہ بھی غرق
بحر فنا ہوگئے جب ہاشم سنے یہ ماجرا سُنا وہ بھی آیا اور مثل اور لوگون کے یہ بھی اشارہ نازنین سے لب اسکے
دریا مین غائب ہوا یہ نازنین شرارہ جادو دربان طلسم فریدون تھی اور اسکا زوج طوران جادو ہی جب
شرارہ سنے ہاشم کو بھی گرفتار کیا طوران سنے سحر کرکے قصد کیا کہ اُسکو قتل کرے اُسوقت اُسکی
زوجہ سنے کہا کہ اس جوان کی شرکت کرنا کہ یہ جوان طلسم فتح کرکے تجکو بادشاہ کردیگا طوران سنے اُسکا
کہنا کچھ سماعت نکیا اور ایک چھری ہاشم کی ران پر لگائی اور قصد کیا کہ دوسری چھری لگاوے کہ اُسکی
زوجہ سنے خنجر کھینچ کے طوران کے پہلو پر مارا کہ وہ فوراً گر کے مرگیا پس آواز آئی کہ کشتی مرا نام من طوران
جادو بود بعد ازان شرارہ نے ہاشم سے کہا کہ اے شہریار مین نے تمھاری وجہ سے اپنے شوہر کو قتل کیا
ہاشم سنے کہا کہ مین تجکو بادشاہ طلسم کرونگا یہ سنکے شرارہ سنے تصور کیا کہ یہان رہنا بہتر نہین ہی لیکن
ہاشم کی محبت مین بیقرار تھی غرضکہ شرارہ نے ہاشم کو ایک مکان مین لیجاکے پلنگ پر بٹھایا اور کہا کہ اے
ہاشم مین جاکے تمھارے واسطے مرہم لاتی ہون اور طلسم کا حال بھی دریافت کرکے آتی ہون غرضکہ اُسنے
سحر کرکے پرواز کی اور بارہ کوس پر جاکے دامن کوہ مین پنہان ہوئی اور یہان ہاشم بسبب زخم کے بیقرار
ہوا جب وہ ساحرہ چلی گئی ہاشم سنے دست دعا بدرگاہ کبریا بلند کیے کہ دفعتہً حضرت خضر تشریف لائے اور
اپنا دست حق پرست ہاشم کے زخم پر ملا فوراً ہاشم صحیح و سالم ہوگیا اور ایک رقعہ دیکے اُسیوقت شہزادہ
کی نظر سے غائب ہوگئے ہاشم سنے دیکھا کہ صبح صادق کا وقت ہی پس انھون سنے فریضہ سحر ادا کیا کہ اتنے
مین شرارہ بھی پہونچی اور ہاشم کو نماز مین مشغول دیکھکے کہا کہ تم اُٹھ بیٹھ کرتے ہو ہاشم سنے بعد فراغ
نماز اُس ساحرہ سے کہا کہ مین نماز پڑھتا تھا اور ایک بزرگ نے آکے میرے زخم کو اچھا کردیا اور حکم خدا سے
مجکو لوح طلسم کا پتہ بھی بتادیا شرارہ نے کہا کہ مجکو ساٹھ سال اس طلسم مین گذرے اجتک مین نے نام کو
نہین سُنا ہاشم سنے کہا اے شرارہ مجکو بیشہ قیسین مین لیچل شرارہ سنے کہا کہ وہان ساحران زبردست ہین
تمھارا وہان جانا مناسب نہین ہی القصہ بعد گفتگوے بسیار شرارہ نے ہاشم کو لیکے پرواز کی اور شب
تاریک مین لب دریا پہونچی جب وہان پہنچی دیکھا کہ ایک طرف سے اُس شب دیجور مین مکانات کی چمک
معلوم ہوتی تھی ہاشم سنے کنارہ دریا پہنچکے کہا کہ اے قرطاس جادو میرے پاس حاضر ہو تاکہ مین تیری
حاجت روائی کرون شرارہ نے کہا کہ یہ کیا غضب ہو کہ تم دشمن کو طلب کرتے ہو قرطاس ممتاز جادو کا
پسر ہی اور ممتاز کارخانہ طلسم اور فریدون شاہ کے مکان کا کہ جو مالک طلسم ہی مدار المہام ہی دونون
تمھارے حال سے واقف ہوکے فوراً دونون کو قتل کریگا ہاشم سنے کہا تم چپ رہو اور دیکھو خدا کیا کرتا ہی تو تھوڑی
روشنی کرو شرارہ نے روشنی کی ہاشم نے ایک رقعہ لکھا کہ اے قرطاس تو ماہ پیروزپیر عاشق ہی میرے پاس آتا کہ
مین تجکو اُسکے وصل سے شادکام کرون اور شرارہ سے ہاشم نے کہا کہ یہ رقعہ میرا قرطاس کے پاس لیجا
شرارہ مجبور ہوکے مکان ممتاز کیطرف روانہ ہوئی اور وہان پہونچکے دیکھا کہ قرطاس ایک پلنگ پر آنکھین بند
کیے پڑا ہی اور اُسکے مادر و پدر گریہ وزاری کر رہے ہین اور کہتے ہین کہ اے پسر اپنے حال زار سے ہمکو آگاہ
کرتا کہ ہم اُسکی کچھ تدبیر کرین اور قرطاس اس خیال مین ہی کہ ماہ پیرور مجکو قبول نہین کرتی ہی مین اپنی جان
دیدونگا مگر حال عشق کسی سے بیان نہین کرتا اسوقت شرارہ سنے ہوا پر اُڑھکے رقعہ اُسکے پلنگ پر پھینکدیا

قرطاس وہ رقعہ پڑھکے اُٹھ بیٹھا اور کہا بیشک وہ شخص صاحب کشف وکرامات ہے کہ جو میرے راز دل سے آگاہ
ہو گیا ممتاز نے یہ سُنکے کہا کہ اگر وہ شخص دوست ہے تو اُسکو ہمارے پاس لاؤ قرطاس نے اُسکی بات کا جواب نہ دیا
اور بزور سحر پرواز کر کے ہاشم کے پاس آیا اور کہا کہ تمکو میرے عشق سے کیونکر آگاہی ہوئی اور اُسکا وصل
مجھے کیونکر ہوگا ہاشم نے کہا اگر ماہ پرور تمکو قبول نہیں کرتی ہے میں طلسم فتح کر کے اور اُسکو قید کر کے حوالے
کرونگا قرطاس نے کہا تم تنہا کیونکر طلسم فتح کروگے ہاشم نے کہا میں پسر حمزہ صاحبقران ہوں قرطاس
نے امیر کا نام بارہا سُنا ہے پس خوش ہو کے کہا اے جوان بیان کر کہ میں کیا کروں ہاشم نے کہا کہ تیرے
باپ کے پاس لوح طلسم ہے پس اپنے پدر سے لوح لیکے میرے حوالہ کر کہ میں طلسم فتح کروں اور فریدون
یا مسلمان یا قتل کر کے تیری معشوقہ تیرے حوالہ کروں قرطاس نے کہا اول تو میں نے ابتک نام لوح نہیں سُنا
دوسرے اگر لوح میرے پدر کے پاس ہے تو وہ کاہیکو دیگا کہ تم تمام ساحران عالم کو قتل کرو ہاشم نے کہا کہ
بس مجکو اپنے پدر کے پاس لیچل شہزادہ نے کہا اے شہریار تجکو معلوم ہوتا ہے کہ شاید تمھاری قضا آئی ہے لیکن جب
قرطاس کو عرصہ ہوا تو اُسکی مادر و پدر مسند سحر پر بیٹھکے ہاشم کے پاس آئے اور ہاشم کو باشان و شوکت
دیکھ کے مادر قرطاس ہاشم کے قدم پر گری اور کہا کہ اگر تم اسکے راز سے آگاہ ہو تو ایسی فکر کرو کہ اسکی
جان بچ جاوے ہاشم نے کہا تمھارا فرزند ماہ پرور دختر فریدون شاہ پر عاشق ہے اور میں اوسکی شادی
اُسکی محبوبہ کے ساتھ کر دونگا اُسنے کہا ہر چند کہ ایک چیز ایسی میرے پاس ہے کہ اُس سے فریدون بھی خائف ہے
لیکن اُسکا زبان پر لانا مناسب نہیں ہے مگر تم طلسم کیونکر فتح کروگے ہاشم نے کہا کہ وہ چیز لوح ہے جو تمھارے
پاس ہے وہ لوح مجکو دیدو تا کہ میں طلسم فتح کر کے قرطاس کی شادی کر دوں ممتاز نے استفسار کیا کہ
لوح کا حال آپ سے کسنے کہا ہاشم نے اُس سے حال بشارت بیان کیا ممتاز نے کہا کہ یہ مجھسے ہرگز نہوگا لیکن
بربادی طلسم کا در پے ہوں ہاشم نے قرطاس سے مخاطب ہو کے کہا کہ اے برادر انشاء اللہ میں بغیر لوح طلسم فتح
کر کے تمھارا کام انجام کرونگا ممتاز نے دلمیں کہا کہ یہ شخص عجب عالی ہمت ہے اور اُسیوقت ہاشم کو سوار
کر کے اپنے باغ میں لایا اُسکا باغ بھی نہایت پر فضا تھا اور اُسمیں مکان بہت عمدہ بنا ہوا تھا اُسی مکان
کے ایک درجہ میں علیحدہ مقیم کر کے کہا کہ لوح اور مقام پر ہے یہاں نہیں ہے ہاشم نے کہا کہ تم طریقہ اسلام
اختیار کرو ممتاز نے کہا کہ ابھی میرا مسلمان ہونا مناسب نہیں ہے بعد فتح طلسم میں مسلمان ہونگا اور لوح
ابھی حاضر کرتا ہوں یہ کہکے روانہ ہوا لیکن ملازمان ممتاز نے یہ رنگ دیکھ کے آپسمیں چرچا کیا کہ ممتاز نمک حرام
ہو گیا کہ فتاح طلسم کو اپنے مکان میں پناہ دی ہے ہم جا کے شاہ طلسم سے یہ حال بیان کرتے ہیں اور ایک
ساحر نے اُس گروہ سے جا کے ماہ پرور سے کہا کہ اے ملکہ جب تمنے قرطاس کو قبول نکیا تو وہ شکنندۂ
طلسم پسر حمزہ کو لایا ہے اور شہزادہ اپنے شوہر طوران کو قتل کر کے اُسکے ہمراہ ہے اور ممتاز لوح لینے
کے واسطے گیا ہے اور اُسکا قصد ہے کہ طلسم فتح کر کے تمکو قرطاس کے حوالے کرے ماہ پرور یہ سنتے ہی
برہم ہو گئی اور کہا کہ میں ابھی جا کے سب کو قتل کرتی ہوں پس فوراً اپنے تخت پر سوار ہو کے روانہ
ہوئی جب ممتاز کے مکان پر پہونچی قرطاس کی نگاہ ماہ پرور پر پڑی قربانت شوم کہکے بیہوش ہو گیا
خواصان ملکہ نے کہ گل بہار اور گلعذار اُنکے نام تھے شہزادہ پر سحر کیا شہزادہ نے دوڑ کے چوب سحر
ماری کہ وہ دونوں ہلاک ہوئیں چار سو کنیزیں کہ ملکہ کے ہمراہ آئی تھیں وہ یہ حال دیکھکے شہزادہ پر دوڑیں

ہاشم تیغ کھینچکے اُبیر حملہ آور ہوا اور دو چار کو قتل کیا سب کنیزون نے شرارہ کو چھوڑ کے راہ فرار اختیار کی اُسوقت ماہ پرور قرطاس کے برابر آئی اور تیغ کھینچی قرطاس نے یہ شعر پڑھا ؎ اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

لگا نہ رہنے دے جھگڑے کو یار تو باقی ‖ رُکے نہ ہاتھ ابھی ہے رگ گلو باقی

غرضکہ یہ اشعار عاشقانہ پڑھکے سر آسکے بڑھا دیا ملکہ نے تلوار سے قرطاس کو زخمی کیا ہاشم نے دوڑ کے ملکہ کو آغوش مین اُٹھا لیا ملکہ نے سحر کرکے ہاشم کے دست و پا بیکار کر دیے لیکن شرارہ نے ایسا سحر کیا کہ ملکہ کی زبان بند ہوگئی ہاشم نے ملکہ کو گرفتار کرکے قرطاس سے کہا کہ مین نے تجھسے اقرار کیا تھا اب اپنی معشوقہ کو نے قرطاس نے کہا ای شرارہ ملکہ پر سے اپنا سحر اُتار لے کہ مین خلوت خانہ مین لیجاؤن جب شرارہ نے ملکہ پر سے اپنا سحر اُتار لیا ماہ پرور نے سحر کرکے پرواز کی مادر قرطاس اپنے فرزند کو زخمی دیکھکے گریان ہوئی لیکن اُسیوقت ممتاز جادو بھی آپہونچا اور لوح طلسم ہاشم کے گلے مین ڈالدی اور اپنے فرزند کی کیفیت دیکھکے حقیقت دریافت کی شرارہ نے تمام حال بیان کیا مگر ہاشم نے جب لوح کو دیکھا تو کوئی حرف اُسمین ظاہر نہوا حیران ہوکے وضو کیا اور درگاہ رب العزت مین التجا کی شب کو حضرت سلیمان علیہ السلام خواب مین تشریف لائے اور فرمایا کہ لوح کو چشمہ فیض مین کہ اُسکا پانی باعث صحت مریضان ہے غوطہ دو صبح کو جبکہ فتاح طلسم چرخ چہارم لوح نورانی گلے مین ڈالے ہوئے چشمہ فیض مغرب سے نمودار ہوا ہاشم نے اُٹھکے ممتاز سے حال چشمہ فیض دریافت کیا ممتاز نے کہا وہ چشمہ اس بیشہ فیض رسان مین ہے اور وہ چشمہ معبد ساحران غدار ہے اور نام اُسکا چشمہ فیض اسیوجہ سے ہے کہ بیمارون کے لیے اُسکا پانی آب حیات کی خاصیت رکھتا ہے اور کنارے اُس چشمہ کے ایک درخت عظیم الشان ہے پس ہاشم تو یہ کیفیت دریافت کرکے جانب چشمہ روانہ ہوا اور ادھر ماہ پرور جب شکست کھا کے اپنے پدر کے پاس آئی اور تمام حال اس سے بیان کیا فریدون سنکے بہت غمگین ہوا اور ساحرون کو حکم دیا کہ تم جا کے ممتاز جادو کا گھر بار تباہ و برباد کرو اور اگر ہوسکے تو اُسکو گرفتار کرلاؤ بمجرد صدور حکم کے ساحر روانہ ہوئے اور ممتاز کے مکان مین پہونچے وہان فقط قرطاس اور اُسکی والدہ کو پایا دونون کو گرفتار کرکے قتل کیا اور اُسطرف ہاشم و ممتاز و شرارہ چشمہ کے کنارے پہونچے ہاشم نے اُس چشمہ مین تین مرتبہ لوح کو غوطہ دیا بمجرد اس عمل کے لوح مین حروف یونانی ظاہر ہوئے ہاشم نے بسم اللہ کہکے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اس چشمہ مین داخل ہو ہاشم ممتاز و شرارہ کو لب چشمہ چھوڑ کے خود چشمہ مین کود پڑا فوراً چشمہ جوش کھا کے مثل دریا کے تلاطم خیز و شور انگیز ہوگیا جب ہاشم چشمہ مین داخل ہوا اُسوقت ممتاز و شرارہ نے کہا کہ قرطاس مکان مین تنہا ہے ایسا نہو کہ فریدون اُسکو ضرر پہونچائے یہ تصور کرکے مکان کی طرف روانہ ہوئے جب مکان مین پہونچے دیکھا کہ قرطاس کو قتل کر ڈالا ہے بس اُسیوقت ساحرون نے آکے ممتاز و شرارہ کو بھی گرفتار کیا اور فریدون شاہ کے روبرو لیگئے فریدون نے اُنکو مقید کرکے حکم دیا کہ جو شخص طلسم کشا یا لوح کو لائیگا مین اُسکو مالک طلسم کرونگا یہ سنکے تمام ساحران نامی وگرامی روانہ ہوئے لیکن ہاشم نے جب آنکھ کھولی اپنے تئین ایک صحرائے مہیب و ہولناک مین پایا تمام دن اُس بیابان ہول خیز مین قطع مسافت کی شام کو ایک درخت کے برابر پہونچا چونکہ دن بھر کی رہروی مین ازحد گرسنہ تھا درخت سے ایک ثمر توڑ کے تراشا اُس ثمر سے ایک آدمی بقدر ایک بالشت کے تلوار لیے ہوئے نکلا اور سات قدم دوڑ کے سات ہاتھ دراز ہوگیا اور یہ

قد وقامت پیدا کرے کہ ہاشم کو تلوار ماری ہاشم نے خالی دی وہ زمین پر تشنہ کے بھل گرا اور فوراً مر گیا ہاشم نے دوسرا ثمر توڑا اُسمین سے بھی ایک شخص مع شمشیر باہر نکلا اور مثل اول کے اسنے بھی دراز ہو کے ایک ضرب لگائی اور مر گیا غرضکہ اسیطرح ہزار آدمی پیدا ہوئے مر گئے مگر اُنکی لاشین صحرا مین پڑی ہین بعد ازان ایک شخص نے پیدا ہو کے نعرہ کیا تمام لاشین جو پڑی تھین اُنمین حرکت ہوئی اور جیسے لپکے ہاشم کیطرف دوڑے ہاشم بھی تلوار پکڑ کے آگے انبوہ مین در آیا اور شمشیر زنی کرتے کرتے ہاشم درماندہ ہوا اُسوقت لوح یاد آئی لوح کو جو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ ہرگز ہرگز زیر درخت نجانا اور احیاناً اگر زیر درخت چلے گئے تو ہر ثمر درخت سے مردم باشتے پیدا ہونگے اور تمہر جب کرکے مر جاینگے تو یہ اسم اُنپر دم کرنا فوراً زمین سے پانی جاری ہوگا تم وہ پانی اُنپر چھڑکنا وہ سب مثل حباب ہوجاینگے غرضکہ ہاشم نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہی چشمہ جواب ظاہر ہوا ہی اُسی کے کنارہ جاؤ ہاشم نوشتہ لوح دیکھکر روانہ ہوا اب ہاشم نے اپنے کو ایک دوسرے صحرا مین پایا کہ وہ صحرا مثل گورستان ہنود ان کے تھا یعنے جا بجا مردے جل رہے تھے اور ایک طرف ایک نازنین ایک لاشہ پر بال کھولے ہوئے رو رہی تھی ہاشم اُسکی صورت زیبا اور جمال جہان آرا دیکھکے عاشق ہوگیا اور اُس نازنین سے سبب گریہ پوچھا اُسنے کہا ای ظلم کتنا میرا پدر تمھارے ہاتھ سے قتل ہوا اور وہ مسلمان تھا یہ ساحر چاہتے ہین کہ میرے پدر کی لاش کو بھی جلائین اگر حضور میرے پدر کی لاش اُٹھا کے جو باغ سامنے معلوم ہوتا ہی وہان پہونچا دین تو مین اُسکو وہان دفن کر دون ہاشم نے یہ سنکے قصد کیا کہ اسکی لاش اُٹھا کر لیجاؤن کہ ناگاہ ایک آواز آئی کہ لوح کو دیکھو ہاشم لوح کی طرف متوجہ ہوا اتنے مین وہ عورت فرصت پاکے بھاگ گئی اس عرصہ مین ایک جوان کہ جسکا سن قریب پچاس سال کے تھا ہاشم کے پاس آیا اور کہا یہ ساحرہ دختر عجائب جادو تھی اور وہ چاہتی تھی کہ تمکو فریب دے اور میرا نام مجنون ابن ختار ہی اور مین تمھارا دوست ہون بعد ازان مجنون ہاشم کو اپنے باغ مین لایا ہاشم نے یہ کلام سنکے لوح کو دیکھا تحریر تھا کہ بیشک مجنون تمھارا دوست ہی غرضکہ ہاشم مجنون کے ہمراہ جانب باغ قدم زن ہوا اور اندر اُس گلشن کے بصد بشاشت داخل ہوا دیکھا کہ ایک باغ ہی نہایت سرسبز و پر فضا لعل یمن اُس گلزار کی سرخی گلہاے خوشرنگ دیکھکر رشک سے ہیرا کھاتا سنگ مرمر گل یاسمن کے عشق مین مرمر جاتا وہ اُس گلبن کی بہار برابر برابر اشجار کے قطار ہواے سرد کا چلنا درختون کا جھومکر مثل معشوقان مچلنا فوارون کا برنگ دل بیقرار عاشق اُچھلنا نہرون کا بسان خاطر شاعر زدان ہونا پانی کا مثل شوریدگان الفت شور کرنا کلیون کا تبسم کرنا شاہدان دہر کا ہنسنا تھا پتون کا ملنا عاشقون کا کف افسوس ملنا تھا طوطی کا بولنا گیا تھا گویا اس باغ کا طوطی بولتا تھا عقدۂ دل تنگ غنچہ کھولتا تھا باغ سارا مہکتا تھا بلبل چہکتا تھا

تھا داغ جگر نصیب لالہ	مملو مے عشق سے پیالا
خندان تھے چمن چمن وہان گل	گلشن مین چہک رہا تھا بلبل
دلگیر بہت تھا غنچہ گل	گل ہو کے ہنسا تھا نہ نالا

سوسن کا لباس تھا سیہ فام	سودائیون مین لکھا ہوا نام
ہر غنچہ دہان شکر ریز تھا	گویا کہ زبان شکر ریز تھا

غرضکہ وہ گل باغ ارجمندی سیر کرتا ہوا بارہ دری کیطرف اُس گلستان بے خزان کے آیا مجنون نے کہا آپ یہان قیام فرمائیے مین آپ کے واسطے سامان دعوت مہیا کرنے جاتا ہون یہ کہکے وہ روانہ ہوگیا اور ہاشم باغ مین تنہا بیٹھے تھے کہ سامنے سے ممتاز جادو نالہ و زاری کرتا ہوا نمایان ہوا اور کہنے لگا کہ ای شہریار فرہدون نے قرطاس کو تنہا پاکے سحر کیا کہ وہ قریب ہلاکت ہی

لوح جلد مجکو عنایت کیجئے کہ مین اُسکو دھو کے پانی اُسیے پلادون ہاشم نے فوراً لوح ممتاز کو دیدی ممتاز نے لوح لیکے نعرہ کیا
اگر منم دفتر عجائب جادو فتنہ سحر چشم اور سحر کیا کہ ہاشم کے دست و پا بیکار ہو گئے اسنے قصد کیا کہ ہاشم کو گرفتار
کرکے لیجائے کہ دفعۃً مجنون اختر شمار پہونچا اور یہ حال دیکھکے فتنہ سے جنگ سحر مین مشغول ہوا قضارا
فریدون کو معلوم ہوا کہ فتنہ نے ہاشم کو گرفتار کیا مگر مجنون اس سے جنگ کرتا ہی فریدون نے فوراً
فوج ساحران بھیجی اُس فوج نے پہونچکے فوراً مجنون و ہاشم کو گرفتار کیا اور فریدون کے پاس لیگئے
فریدون نے فتنہ سے لوح لیکے مسند پر رکھی اور مجنون سے کہا کہ او نمکحرام اب تجکو شرارت کا
مزا حاصل ہوگا یہ کہکے جلاد کو طلب کیا لیکن جب ماہ پرور قرطاس کی گرفتاری کے لیے گئی تھی
ہاشم نے اسکو وہین لیکے کہا تھا کہ ای قرطاس اپنی معشوقہ کو لے اُسوقت ماہ پرور ہاشم پر عاشق ہوگئی
تھی مگر بسبب شرم کے وہان نہ ٹھہر سکی لیکن جب یہان ہاشم کو مقید دیکھا بیتاب ہو کے دلمین کہا کہ اگر
اسوقت مین اسپر احسان کرون تو ضرور یہ مجکو قبول کر لیگا پس یہ خیال کر کے اور فوراً لوح اُٹھا کے ہاشم کو
دی اور کہا کہ ای جوان یہ لوح لے جبکہ ہاشم کے پاس لوح پہونچی فوراً سحر برطرف ہوا ہاشم نے تلوار پکڑ کے
فریدون کو قتل کیا جب ساحرون نے دیکھا کہ بادشاہ ہمارا مارا گیا اب لڑنا فضول ہی بس سب نے
اطاعت قبول کی اور ممتاز و شرارہ کو قیدخانہ سے نکال کے حاضر کیا ہاشم نے ممتاز سے کہا کہ قرطاس
کی قضا تھی اور منظور خدا یون ہی تھا لہذا صبر کرو ممتاز نے کہا کہ تم میرے فرزند سے بہتر ہو اگر میرے ہزار
فرزند ہوتے تو مین آپ پر نثار کرتا پس ہاشم نے ماہ پرور سے عقد کیا اور بارگاہ فریدونی و نقار خانہ فریدون
اور زرہ جوشن جواہر نگار لیلیے اور ماہ پرور کو بادشاہ شہر اور مجنون اختر شمار کو وزیر اور ممتاز کو مدار المہام
اور شرارہ کو انتظام امورات خانگی سپرد کر کے باشان و شوکت مرکب فریدون پر سوار ہو کے اپنے لشکر
مین آیا دیکھا کہ تمام اہل لشکر صحرا کے کنارے سے غمگین با دل حزین مقیم ہین ہاشم کے آنے سے سب شاد و
خورم ہوگئے پس ہاشم نے تمام لشکر کو ہمراہ لیا اور بکمال شان و شوکت قلعہ کیطرف روانہ ہوا

اب دو کلمہ داستان لشکر ہاشم اور لشکر نمرود کے بیان ہوتے ہین

نکالی تیغ جب وہ قاتل عالم نکلتا ہی	فلک پر خوف سے ترک فلک کا دم نکلتا ہی	کوئی انداز ہو نام خدا ایسی فریب ہی
تمھاری ہر ادا مین یار اک عالم نکلتا ہی	مقدر میر ازاعدا کی برابر سے زیادہ ہین	نہ اسکا بل نکلتا ہی نہ اسکا خم نکلتا ہی

شجاعت شعاران معرکۂ سخن و فرس راندگان مضمار مضامین کہن سمند خوش خرام قلم کو میدان بیان مین اسطرح
جولان گر فرماتے ہین کہ ہراول لشکر ہاشم شہر پر مردم درادرد اراب دریا نشین ایک جگہ مقیم تھے کہ
عوص بن نمرود با فوج کثیر پہونچا حالانکہ اہل اسلام کا طریق آغاز جنگ کرنے کا نہین ہی مگر دیوانے
نے بسبب دیوانگی کے اور نیز اس وجہ سے کہ ہاشم کے آنے تک مین فتح کرلون طبل جنگ بجایا
کہ دفعۃً خبر مشہور ہوئی کہ شہزادہ ہاشم تشریف لاتے ہین سب سردارون نے استقبال کیا اور ہاشم
بارگاہ فریدون مین داخل ہوا صدا سے کوس تہنیت سے گوش گردون کر ہوتے تھے جب ہاشم
کے آنے کی خبر نمرود کو پہونچی اسنے ایک گرانجثہ سے کہ جسکا نام سہیلان اژدر چشم تھا حکم دیا کہ
کہ تو جاکے پسر حمزہ کو قتل کر اُسنے زیر قطول اسکے نقارہ رزمی بجوایا شہزادہ بارگاہ مین متمکن تھا اور جس شخص پر
ہاشم خفا ہوتا تھا دیوانے اسکے سینے پر سوار ہوتے تھے ہاشم انکو منع کرتا تھا کہ دفعۃً آواز طبل جنگ

سمع ہمایون مین آئی شاہزادہ نے بھی طبل جنگ کا حکم دیا دیو اسنے یہ حکم پاکے آئے اور نقارچیون کے سینون پر سوار ہوکے کہا کہ طبل جنگ بجاؤ نقارچیون نے کہا کہ وقت طبل بجنے کا شام ہی مگر دیوانون نے کچھ نہ سنا اور خود طبل جنگ بجایا ہاشم نے یہ ہنگامہ سنکے دیوانون کو منع کیا اور کہا بیشک طبل جنگ بجنے قاعدہ شب کا ہی دیوانون نے کہا ہمسے قصور ہوا غرضکہ جب وہ وقت آیا کہ تاز خاور طے منازل کرکے بارگاہ مغرب مین آیا اور شاہد لیل نے ضیاء ماہ کا غازہ چہرہ پر ملکر دسر آفت کو لبھایا چھپا جب ابلق شب گرد ونکا آ کے پیادے تھکنے سب انجم پھیلار شب مہتاب نے جوبن دکھایا عروج ماہ کا پھر وقت آیا سر شام شاہزادہ عالیمقام نے کوس حرب بجنے کا حکم دیا عیارون نے تعمیل حکم مین ذرا دیر نہ کی نقارخانہ فریدونی مین طبل فریدون پر چوب پڑی دنیا دہل گئی مریخ کا بالا سے چرخ کلیجہ کانپا طاس فلک مین جھنا جھنا پیدا ہوا گنبد عالم مین صدا گونج گئی دلاوران تہور دستگاہ وبہادران جلادت پناہ ہوشیار ہوئے دربار شاہزادہ والا تبار برخاست ہوا سردار اپنے اپنے مقام پر آکر درستی اسباب رزم کرنے لگے تلوارین نیام سے نکلین خنجر دو کے نیام جو کچھ دل مین رکھتے تھے وہ زبان پر آنے لگے رشتہ حیات تیغ سے سر رشتہ محبت ٹوٹنے کا زمانہ آیا سلسلہ دشمنی مستحکم ہوا شمشیر بران نے گلے ملکر گردن کاٹنا چاہی زبان تیر نے سوکھی سنانی حلقہ خنجر دو گلوگیر اجل تھے تخل بستانے مردان مین تلوارون کے پھل تھے دونون جانب کے لشکرون مین غلغلہ عظیم برپا تھا تیغون کی جھنکار اور خنجر کی دھار سے پانی کی لہر اور شور بحر کا رنگ نظر آتا دل سینہ مین خوف سے پانی پانی ہوا جاتا قلزم زخار جدال وقتال مین طوفان عظیم اٹھا تھا کفار کا جہاز خشکی مین ڈوبتا تھا کہان تک عرض کرون رات بھر یہی شورش وہنگامہ برپا رہا تلوارین سان پر چڑھین دلاورون پر چڑھے سوار توسن پر چڑھے اجل سر دشمن پر چڑھی شجاعت منچلون کے من پر چڑھی تیر زہر آبدار ہونے لگے نیزے بیکار تیز وطیار ہوئے گھوڑونکا ساز ویراق درست ہر بہادر چاق وچست ہوتا شور قرناپوق سے گوش روزگار مین پنبہ ابر دیا تھا دشت عالم گونج رہا تھا ذرہ ذرہ بسان شیر غراتا تھا اسی ہنگامہ مین آخر شب کی رحلت کا وقت آیا شہسوار آسمانی لبقصد جانستانی فروغ اختر وماہ مین اسلحہ شعاع سے مسلح ومکمل ہوکر میدان افلاک پر آیا ع ٭ چو خورشید بر کشور لاجورد ٭ سرا پردہ زد زردیبای زرد ٭ وقت سحر دونون لشکر وارد میدان قتال ہوئے شاہزادہ بعد فراغ طاعت باری سلاح سنجوگ سے آراستہ ہوکر دربارگاہ پر آیا سرداران ذیوقار بھی بانتظار قدوم میمنت لزوم حاضر تھے اداب بجالائے اور ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہوئے دیوانے بھی مثل ملازمان ہمراہ تھے جان نثار وخیرخواہ تھے اسیطرح سوار وپیادے تمام فوج بڑی شوکت وشہامت سے چلکر وارد دشت کارزار ہوئی اسطرف سے آمد لشکر حریف گمراہ ہوئی گیتی گرد وغبار سے سیاہ ہوئی دل دہر مملو از بیم چشم زمانہ پر آشوب تھی خیریت گریزان آفت ہاتھ

بادہ ہے کھڑی سخت غم کہ روئے زمین شد بگرداز نیل	یکے ابر بست از پے گرد سم ورخش وسنان کا خود اندازہ بلست	برامد خروشیدن گاؤدم غرانگرد بر آسمان تازہ نیست	شدہ جمع چندان سپہ از سبیل حاصل مرام بعد ورود میدان

برداز باسکے صفوف ممار بہ ہردو سو ترتیب پذیر ہوئین میمنہ سے معین ہونے کا دم بھرا میسرہ کو عزم جانبازی میسر تھا ساقہ نے پاسے ہمت گاڑ دیئے جناح نے بازو سے سعی کھولے کمین گاہ والے گھات سوچنے لگے جو دو صفین جب آراستہ ہوچکین نقیبون نے نعرہ مارے کڑکیت کڑکا کہنے لگے مذمت دنیا فانی

زبان پر جاری کی ع تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا

رتبۂ دولت قیصر ہے نہ اقلیم قباد
جسکو گل کر گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین کھلتے دیکھا
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ربط و اخلاص کے باہم جو تھے معمول انکے
روز جنگ ست جنگ باید کرد

پایۂ دولت سنجر ہے نہ ملک دارا
اس خیابان مین ہر اک نخل ہے نخل ماتم
ڈھونڈھی سا نشین نہ بھرے جسکے لیے دیا
نہ وہ ہنگامہ صحبت ہے نہ وہ طرز نشاط
دفعتہً ہمسفر و آپ ہمین بھول گئے
کوشش نام و ننگ باید کرد

نہ سکندر رہے نہ آئینہ حیرت افزا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
کف افسوس ہے پتہ جو ہے اس گلشن کا
لیے پھرتی ہے صبا دوش پہ آج انکا غبار
نہ وہ انداز سخن ہے نہ زبان گویا
ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید
رستم رہا زمین نہ بہرام رہگیا
مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا

اے بہادرو کونسا ایسا دلاور و نامدار ہے کہ جو آج نکلکر میدان مین ہرچرد
ہو نام اپنے جد و آبا کا روشن کرے اس کڑکے کو سنکر لشکر کی صفون پر مثل صف مژگان سناٹا چھا گیا علم لشکر
کے جلوہ گر ہوئے ہاشم مع ہر سہ بادشاہون کے میدان مین آئے اور اسطرف نقاد نمرود دمنہ بر نقارے
ڈانکے سقف فیطول پر بنگے سہیلان نے میدان مین نکلکر خوب سلحشوری کی اور بہیب دیکر ہاشم کو طلب کیا
ہاشم نے میدان کا قصد کیا کہ دیوانہ شتر پرسم مرکب سے لپٹ گیا اور کہا کہ اے آقا مین اسکے مقابلے کو
جاؤنگا ہاشم نے کہا اُسنے میرا نام لیا ہے تم کیونکر جاؤ گے مگر دیوانہ بھی ہاشم کے عقب مین روانہ ہوا سہیلان
نے ہاشم سے کہا کہ تم دیوانہ کو ہمراہ کیون لائے ہاشم اُسوقت سمجھا کہ شاید دیوانہ بھی میرے ہمراہ آیا ہے
پس یہ خیال کرکے دیوانہ کیطرف دیکھا جب شہزادہ کی نگاہ پھری فوراً سہیلان نے تلوار ماری کہ شہزادہ
زخمی ہوا معاً داستانہ مار کے تلوار کو توسُت دفع کیا اور بجلدی تمام زخم سر باندھا اور سہیلان کی کمر مین ہاتھ ڈالکے
اُسکو قاش زین سے اُٹھا لیا اور آسمان کیطرف پھینک دیے اُسکو جو رنگ ہوائی کیا سہیلان کی تمام فوج نے
یہ حال دیکھکے ہاشم پر حملہ کیا ہاشم نے ستر آدمیون کو قتل کیا مگر بسبب زخم سر کے ہاشم پر غشی طاری ہوئی پس
ہاشم نے مرکب کی گردن مین ہاتھ ڈالدیے مرکب ہاشم کو جنگگاہ سے نکالا اسطرف دونون لشکرون مین خوب
تلوار چلا کشتون کے ڈھیر اور لاشون کے انبار لگ گئے جب پہر دن باقی رہا طبل امان بجا خورم زرین درفش
نے دیوانہ سے کہا کہ اب جنگ موقوف کرو دیوانون نے کہا کہ فیطول پردہ گیر بیٹھا ہے ہم اُسے قتل کرینگے
خورم نے کہا کہ تمھارا آقا تمکو طلب کرتا ہے القصہ جنگ موقوف ہوئی اور ہاشم کو نہ دیکھکے تمام سردار پریشان
خاطر ہوئے ہر چند تلاش کیا مگر ہاشم کا کہین پتہ نملا لشکر گریان قیامگاہ پر آیا اب ہاشم کا حال سنو
کہ تمام شب مرکب ہاشم کو لیے چلا گیا صبح کو ایک بیابان فرحت خیز مین پہونچا نسیم سحری جو مرکب کے جسم کو
لگی مرکب نے جھرجھری لی ہاشم مرکب کی پشت سے جدا ہوکے زمین پر گرا اس بیابان مین ایک دیوانہ کہ جسکا
نام ثعبان برق دندان تھا رہتا تھا اس دیوانہ نے اپنی تفریح طبع کے واسطے اس بیابان کو آراستہ
کیا تھا اور ایک بنگلہ جواہر نگار تعمیر کیا تھا اُسکے ہمراہیون نے ہاشم کو بیہوش دیکھکے ثعبان سے کہا
کہ اس وضع کا ایک جوان فلان جگہ بیہوش پڑا ہے ثعبان نے آکے ہاشم کو دیکھا اور سات بار ہاشم پر
قربان ہوا کیونکہ ثعبان نے ہاشم کو خواب مین دیکھا تھا جب سے اُسکے دل مین محبت پیدا ہوگئی تھی پس
فوراً پلنگ منگوا کر ہاشم کو پلنگ پر ڈالا اور چھبیس ہزار دیوانے لیے جو اسکے مطیع تھے اُنسے کہا کہ اس پلنگ کو
باہستگی اٹھاؤ مگر ہاشم کا مرکب یہ دیکھکر اُنکی طرف چلا دیوانہ نے کہا کہ اے اسب وفادار مین تیرے

آقا کا دوست ہون مرکب نے یہ سُنکے سر جھکا لیا پس دیوانہ ہاشم کو اُسی بنگلہ مین لایا اور جراح کو طلب کرکے
ہاشم کا علاج شروع کیا ہاشم جب تندرست ہوا دیوانے نے ایک روز ہاشم سے کہا کہ پچیس ہزار دیوانے
میرے مطیع ہین اور شاہان ذوالاقتدار مجکو خراج دیتے ہین مگر ایکدن ایک بزرگ نے مجکو تمھاری بشارت
دی ہیں تمکو لازم ہے کہ مجکو زیر کرو کہ تمام دیوانے تمھارے مطیع ہون یہ سُنکے شاہزادہ نے ایک روز سب کے
روبرو مقابلہ کرکے اُسکو زیر کیا دیوانہ نے دعوت کا سامان کیا اور تمام بیابان مین روشنی کا حکم دیا بڑے
تزک و احتشام سے شہزادہ کی دعوت کی اور ایک نامہ لکھکے سام صحرا نشین اپنے بیٹے کے پاس روانہ کیا
بعد ازان ہاشم نے کہا کہ کل مین شکاکیہ کیطرف جاؤنگا ہاشم نے دیکھا کہ وقت خندہ ثعبان کے دانت
مثل برق کے درخشان ہوتے ہین اسیوجہ سے اُسکا نام ثعبان برق دندان ہی القصہ ہاشم اس دیوانے
کو ہمراہ لیکے شکاکیہ کیطرف عازم ہوا تین شبانہ روز طی مسافت کی روز چہارم ایک منزل پر بارگاہ مین
مقیم تھے کہ آواز حقہ ہائے آتشبازی و صدائے دوتارہ کان مین آئی ہاشم نے سراچہ بارگاہ بلند کرا دیا
کہ ناگاہ سام بارہ سو عیارون کی جمعیت سے نیمچہ زنی و دف نوازی کرتے ہوئے پہونچے اور سام نے
سامنے آکر ہاشم کو مجرا کیا شاہزادہ نے سام کو دیکھکے بہت پسند کیا اور کہا کہ اے سام اگر تم میرے
لشکر کی سرہنگی قبول کرو تو بہت مناسب ہے سام نے عرض کی کہ مین دو سال سے قدم ہمایون کا منتظر رہتا
تھا کہ ایک بزرگ نے عالم رویا مین آپ کی تشریف آوری کا مژدہ جان بخش مجھے سُنایا ہاشم نے اسکو خلعت
سرہنگی اور کرسی عیاری مرحمت فرمائی اور کوچ کرکے شکاکیہ کیطرف مرحلہ پیما ہوئے اور یہان چونکہ
لشکر ہاشم بے سردار تھا نمرود نے فرصت وقت غنیمت جانکے تہمتن شیر شکار سے کہا کہ تو جا کر لشکر
پسر حمزہ سے جنگ کر اُسنے پانچ میدان داریون مین چالیس سردارون کو زخمی کیا اور گرفتار کر لیگیا
جب شیر کی نوبت آئی نمرود نے شیر مردم در کو اسپنے عیار خونخوار خوک پیشانی کے ہاتھ چور دانگایا
اور قید کیا صبحکو یہ حال خورم اور شہنشاہ زرین کمر کو معلوم ہوا کہ شب کو کوئی عیار شیر کو لیگیا اور یہ بھی خبر
پہونچی کہ نمرود نے طبل جنگ بجوایا ہے اہل لشکر نے کہا کہ شہزادہ کے ناموس کی نگہبانی کرنا ضرور ہے سب آمادۂ
مرگ و مہیائے قضا ہوئے لیکن نمرود کو ہرکارون سے معلوم ہوا کہ ہاشم آتا ہے یہ سُنکے اُس کافر کا سینہ زرد ہوگیا
بختیارک نے اُسکو سراسیمہ دیکھکے سبب اضطراب دریافت کیا نمرود نے کہا کہ وہی بندۂ مغضوب آتا ہے اور تہمتن سے
کہا کہ تو جلد جاکے خدا پرستونکا کام تمام کردے صبحکو نمرود وغیرہ بالائے فیلطول بیٹھے اور تہمتن نے میدان مین
آکر مبارز طلبی کی اہل لشکر بہت پریشان ہوئے کہ کیا کرین ناگاہ سامنے سے تتق گرد نمودار ہوا خورم و
شہنشاہ نے دیکھا کہ ہاشم مع ثعبان چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے نمایان ہوکے اور میدان مین
پہونچکے تہمتن کیجانب مرکب جولان کیا تہمتن نے شہزادہ کو دیکھکے تلوار ماری شہزادہ نے اُسکا حربہ رد کرکے
مثل خیار تر اُسکو قلم کیا جنگ مغلوبہ برپا ہوئی اور ہزارہا کفار قتل ہوئے شام کو طبل آسائش بجا دونون
لشکر اپنے اپنے قیامگاہ پر آئے مگر ہاشم نہایت برہم اپنی بارگاہ مین داخل ہوا

اب دو کلمہ داستان لا نمرود کا خلخال جادو کو بیان ہوتے ہین

ای جوش بادہ تو بھی ذرا آکے دھوم کر مجرا کرو زمین ادب چوم چوم کر	ای ابر نو بہار برس جھوم جھوم کر دشمن کرے جو خلق تو لازم ہے خو رقیب	دربار سفروش ہوا گرم میکشو تلوار کاٹتی ہے گلا حلق چوم کر

فکر دوا مین درد کا دل سے مزا نہ جا
رکھ دو ادب سے طاق پہ مصحف کو چوم کر
ای دل خوشی ضرور ہی آیا وہ تیغ زن
جلدی سحر کو شام نہ ای بخت شوم کر

زخمون مین بھر دیے پنبۂ مہتاب تو م کر
مجھسے نہ پوچھ داغ ہین سینہ مین کسقدر
سرتا بہ تگ تو ہیچ کے جشن تو دم کر
دے نقد جان اسیر کہ قصہ تمام ہی

نکلی نہ فال وصل کی چھانا ورق ورق
ذرات کا حساب شمار نجوم کر
مدت کے بعد آنکھون نے دیکھا ہی در وصل
جلاد کی کچہری مین داخل رسوم کر

حنا بندان نیچۂ رنگین شاہد سخن و سر ہنت سازان عرائس مضامین زینت دہ انجمن رونق دہندگان بزم افسانہ گستری و شیفتہ گان گیسوے تقریر سخنوری مہمان سخن کو کاشانہ بیان مین اسطرح متمکن فرماتے ہین اور پاے قلم کو خلخال تحریر سے یون زینت دیتے ہین کہ جب نمرود کو شکست ہوئی یہ خجل ہو کے فلک چہارم پر گیا اور لوگون کو رخصت کر کے جس جگہ تخت خداوندی بچھا تھا اور دیوارگیری نصیب تھی اُس دیوارگیری کو دور کر کے جس جگہ اسکو جانا تھا گیا کیونکہ دیو اقوال اِس مردود کا مربی ہی اور بارہ سو دیوان قوی ہیکل زنجیر پاے فلک پکڑے ہوئے کوہستان مین بیٹھے ہین اور نمرود کا فلک مقوی کا ہی غرضکہ نمرود اقوال کے پاس جاکے گریان ہوا اور کہا کہ تو ملکہ خلخال جادو کے پاس جا اور میرا حال بیان کر کے اس سے کہنا کہ تو جلد اپنے تئین میرے پاس پہونچا ورنہ اہل اسلام کے ہاتھ سے مجھسے اور تجھسے جہنم مین ملاقات ہوگی اقوال نے ملکہ خلخال کے پاس جاکے تمام حال بیان کیا خلخال جادو یہ حال سنکے مع چار ہزار ساحرہ کے نمرود کے پاس آئی اور تمام سرگذشت سُنکے کہنے لگی کہ تو نے مجکو قبل سے کیون نہ اطلاع دی بختیارک نے خلخال کو دیکھکے کہا کہ ای نمرود اب بیشک تو نے تدبیر معقول کی نمرود نے خلخال سے کہا کہ مین نے پسر حمزہ کے چالیس سردار مقید کیے ہین تو انکو لیجا ورنہ عیاران اسلام انکو رہا کر لیجاینگے اور اُس شب کو نمرود نے تمام شب خلخال سے منہ کالا کیا اور طرفہ یہ کہ خلخال نمرود کی خالہ بھی ہی چنانچہ اس خبیث نے اپنی خالہ سے فعل قبیح کیا صبح کو خلخال سرداران کو ہمراہ لیکے میدان مین آئی اور لشکر نمرود کی پشت پر ایک خیمہ قیدیون کے واسطے استادہ کیا اور دو ساحرون کو نگہبانی کے واسطے مقرر کیا ایک کا نام صنوبر جادو اور دوسرے کا نام زعفران جادو تھا اور بروقت سوار ہونے کے ایک ساحرہ کو طلب کر کے اُسکے کان مین کچھ کہا وہ بہت خوب کہکے روانہ ہوئی اور وہ فاجرہ یعنی خلخال تخت پر سوار ہو کے لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئی اُس جانب کو شہزادہ صبح کے وقت مع سرداران کے بارگاہ فریدون مین بیٹھا تھا صحبت عیش و عشرت گرم تھی کہ اس اثنا مین جوڑی ہرکارہ کی گرد مین آلودہ پسینہ مین غرق مجرا گاہ پر آکر ٹھہری اور بعد دعاے شاہزادہ گردون وقار حال ساحرہ خلخال کے آنے کا معروض عرض مین لائے سب لوگ خلخال کا حال سُنکے بدحواس ہوئے اور جو بودے تھے وہ لشکر سے بھاگ گئے مگر شہزادہ ہاشم پچاس ہزار کی جمعیت سے روانہ ہوا لیکن ایک طرف لاکھ سوار نمرود کیطرف سے کوہستان مین مقیم تھے خلخال اُس لشکر کو لشکر ہاشم تصور کر کے اُس طرف گئی اور ہاشم بھی جو اسطرف سوار ہوا تھا وہ بھی وہان پہونچا خلخال نے ہاشم کو دیکھکے کہا کہ ای ہاشم اگر تو خداوند کو سجدہ نکریگا تو مین تجکو غارت کر دونگی آخر مین وہ ساحرہ کہ جسکے کان مین خلخال نے کچھ کہا تھا دو شیشہ سبز و سرخ لیکر حاضر ہوئی اور خلخال کو وہ دونون شیشہ حوالے کیے خلخال نے کہا ای ہاشم دیکھ مین اسطرح تجکو قتل کرونگی یہ کہکے سر شیشہ کھولا آتش اُس شیشہ سے نکل کے اُن لاکھ سواران نمرود پر گری اور سبکو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اس فوج کے سردار کا نام فرید نمرود پرست تھا وہ ناری بھی جلکر خاکستر ہوا اور آتش بازگشت کر کے خلخال کے پاس

آئی اور پیچ کھا کے شیشہ میں چلی گئی بعد ازان خلنخال نے ہاشم سے کہا کہ تو نے دیکھا تیرا بھی یہی حال کرونگی لیکن ساحران فرمیں نے آکے خلنخال سے کہا کہ تمنے لشکر خداوندی کو کیون جلا دیا اسنے کچھ جواب نہ دیا اور ہاشم سے مخاطب ہو کے کہا کہ آج تمکو مہلت دیتی ہوں اگر کل خداوندی کی اطاعت نکی تو تم سبکو قتل کرونگی یہ کہکے چلی گئی اور شاہزادہ بھی مراجعت کر کے اپنی بارگاہ میں آیا سیامک صحرا النشین نے عرض کیا کہ عزیزان لشکر خوف ساحرہ سے بھاگے جاتے ہیں ہاشم نے کہا کہ منادی کر دو کہ جس شخص کو جانا منظور ہو ہم بخوشی کہتے ہیں کہ وہ ہمارے لشکر سے نکلجائے یہ سنکے بعض کچھ لون نے چلتا دھندا کیا اور سامر بھی بحیلہ دعا ہاشم سے رخصت ہو کے صحرا کی طرف روانہ ہوا جب وہ وقت آیا کہ زرگر سپہر نے طلاء احمر خورشید کو بوتہ مغرب میں رکھا اور کورہ آہنگر فلک پر اخگر نجم تابندہ ہوئی ہے کہ اس دنکے قدم اٹھتے ہی یا نہیں ہے ہوا سامان رخصت اس جہاں سے فروغ مہر نے دامن اٹھایا ہجوم شام کا اک ابر آیا سرشام اس ساحرہ بدانجام نے طبل جنگ بجوایا صدائے طبل سے لشکر میں ابتر بدحواسی ہوئی مگر شہزادہ ہاشم نے کچھ بھی جوش شجاعت میں حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل خدا ہی قدیر طبل زرین پر دوال دیجائے بحکم شہزادہ والا تبار طبل فریدون پر چوب بڑی جلادت شعار دمتوری کا بجنے لگے تیاری آلات حرب کرنے لگے اسی تردد و درستی سامان جنگ میں سرہنگ مہر جان پر طبل کے وعدہ گاہ فلک پر آیا اور قیماں روزگار عدار نے زرہ طلائی ضیاء خورشید کی پہنی کہ

ہوئی سیداسحر آستے میں ناگاہ | ستارہ دن بھی لی سوگئے ماہ

ہوئی جب صبح روشن آشکارا | فلک پر صبح کا چمکا ستارا

لشکر ساحران گمراہ آراستہ ہو کر جانب جنگگاہ چلا

خلنخال بخت سحر پر سوار پیچھے اسکے جوق جوق ساحران نابکار مرکبہائے سحر پر چڑھکے روانہ ہوئے اسطرف شاہزادہ والامقام زرہ و چار آئینہ و خود جسم پر آراستہ کر کے مرکب فریدون پر سوار ہوئے جلو میں کمیدان در سالدار ہوئے فوج گروہ گروہ وانبوہ انبوہ موج دریا کی طرح روان ہوئی شجاعت انکی ہمت پہ آئینہ وار جرأت ہوئی آمد سے لشکر کی گرد اوڑھی تھی یا کہ گرد کدورت دلون کی اٹھتا ہوئی تھی طبل و بوق کے قلب بھی ہول سے خالی تھے گر سامان بحالی تھے قلہ کوہ سے پایئین کوہ تک نرگستان کو اکب اور کوثر پیالہ رشک لالہ کھلا تھا کرن خورشید کی نکلتی آتی تھی لشکر میں باجا بجتا تھا اسلحہ کی چقاچاق بلند تھی جوشن سرخ سبز جلوے دکھاتی تھیں ساحر طاؤسان آتش بار اژدران مردم آزار سوار تھے غرضکہ پست و بلند زمین کو بیلچہ کارون نے ہموار کیا سقون نے آبپاشی کر کے گرد و غبار کو بٹھایا میمنہ میسرہ آراستہ ہوئے نقیبون نے نقابت شروع کی ہے

غافلان باغ یہ ہیں دلکش | جسکو دیکھو وہ ہے پریشان دل

خاک جب ہو گئے قد رعنا | تب ہوا ہے خوشنما پیدا

خاک میں گلرخان ہو سوئے ہیں | باغ میں آبشار روتے ہیں

ہے یہ گسکو رستگاری ہے | آج وہ کل ہماری باری ہے

نقیب جب کہ کا کھیلے کنارے

آئین زن چراغ حنظل پہ ہے | اس چمن کی ہوا ہے ہمیں وہ کے

تتبع الالہ زیب محفل باغ | لالہ رو لیے لیکے جب داغ

عافلوکل من علیہا فان | عندلیبون کے ہیں یہی الحان

دو طلاق اس زندگی کی عقوبت کو | بیابیجاد عروس موت کو

ہوئے خلنخال نے میدان میں نکلکے مبارز طلبی کی کہ ناگاہ ایک پیادہ نقابدار شیشہ ہائے سبز و سرخ لیے ہوئے پہونچا اور شیشون کا منہ کھولدیا خلنخال اور اسکے تمام لشکر پر شعلہ ہائے آتش گرنے لگے اور چہار طرف سے اس لشکر ناری کو آتش سوزان نے ایسا گھیرا کہ طرفۃ العین میں سبکو جلا کے فی النار و بئس المقر کر دیا شور نشور بلند ہوا ہمرود یہ حال دیکھکے گریان و نالان اسپر شیطول پر چلا گیا اور تمام گرشکست کھا کے بھاگے جن سرداروں کو خلنخال نے قید کیا تھا اور ایک خیمہ میں پس لشکر رکھا تھا ہاشم نے انکو رہا کیا اور اپنے ہمراہ لیکے بارگاہ میں

رونق فزا ہوئے اسوقت سام صحرا نشین نے آکر مجرا کیا تب شہزادہ کو معلوم ہوا کہ یہ کار نمایان سام صحرا نشین سے
ظہور مین آیا اور سام نے تمام حال اپنی عیاری کا بیان کیا کہ شب کو اسطرح مین نے بفن عیاری شیشہ سحر تبدیل
کر لیے اور اُسی کے سحر سے اُسکو جلایا ہاشم یہ کیفیت سُنکے بہت مسرور ہوئے کمال تعریف کی اور خلعت فیروزہ عنایت فرمایا

اب دو کلمہ داستان امیر با توقیر حمزہ عالیشان کے بیان ہوتے ہین ع

گر نہین ہی باغبان گلشن مین جلوہ‌گیان بہار
گلفشانی سے ہی رنگین خوب دامان بہار
آتش سوز درون کی شعلہ افشانی بھی ہی
ہی نمک شبنم سے ہین زخم شہیدان بہار
اُسکی چاک جیب سے کی تختہ نسرین کی سیر
شمع مرقد ہو گئی شمع شبستان بہار
وصل کی شب گریہ عاشق مین ہی کچھ لطف اور

جام عمر بلبلان بھر دیگا طوفان بہار
اُسکی راہ حسن کی رکھتی ہی نگہبین ہوس
شمع محفل ہو گئی سرو چراغان بہار
ہر نبات سبزہ کو دایہ ہی آغوش چمن
فصل گل مین پھر ہوا ہی مجھ پہ احسان بہار
فصل گل مین رشتہ تار نفس سے عندلیب
ای اثر کیا خوشنما ہوتا ہی باران بہار

اندنون کیا اوج پر ہی ساز و سامان بہار
چاک ہوگا مثل گل سو جا سے دامان بہار
یار کی تیغ تبسم ہی چمن مین یادگار
غنچہ سربستہ ہی طفل دبستان بہار
سوز دل سے دل جلون کی قبر پر ہو جو گل
کر رہی ہی بخیہ چاک گریبان بہار

بادہ کشان رحیق خوش کلامی جرعہ
نوشان ساغر شیرین زبانی پیمانہ سخن کو بادہ پر جوش کلام سے اسطرح لبریز فرماتے ہین کہ صاحبقران باوقار مع لشکر ظفر
نامدار شہر قیلقوسیہ مین جلوہ فرما ہین وہان خبر معلوم ہوئی کہ لقا شکست کھا کر نمرود کے پاس گیا ہی امیر با توقیر
نے اُسطرف کا قصد کیا ہرکارون نے آکر عرض کی کہ راہ شکاکیہ مین ایک دربند ملتا ہی کہ جسکو نہ طاق کہتے ہین
اور اُس دربند کے دو بھائی حاکم ہین اُنکے نام طارق دربندی و مطارق دربندی ہین اور یہ دربند منزل
پہلا نمرود یہ کے ہی اور دربند کے گرد سمندر ہی گویا دربند ٹاپو مین ہی امیر نے یہ خبر سُنکے لشکر کو کوچ کا حکم دیا
بعد قطع منازل و طی مراحل دربند سے سات کوس کے فاصلہ پر مقام کیا یہ خبر سُنکے حاکمان دربند یعنی طارق
و مطارق دربندی نہایت ہراسان ہوئے اور بند سمندر توڑ دیا جسکے سبب سے دربند کے گرد عالم آب ہو گیا
اور اس مضمون کی عرضی نمرود کو لکھی کہ حمزہ یہان آیا ہی اور ہمنے خوف سے بند سمندر توڑ دیا لہذا جلد ہماری
خبر لیجیے نمرود جسوقت مضمون عرضی سے مطلع ہوا رنگ رخ زرد ہو گیا بختیارک نے پوچھا کہ اس عرضی مین
کیا لکھا ہی کہ جس سے خداوند کا حال متغیر ہو گیا نمرود نے کہا کہ میرا بندہ مغضوب حمزہ ہی بختیارک نے کہا
یا خداوند ہاشم کے ہاتھ سے تو ہماری یہ حالت ہی اب حمزہ آتا ہی اُس سے تو جان بری دشوار ہی نمرود نے
زمرد شاہ سے کہا اے نائب من دو لاکھ سوار لیکے تو جا اور لشکر حمزہ کو تاراج کر لقا دو لاکھ سوار ہمراہ
لیکے تین روز کی مسافت طی کر کے داخل دربند ہوا طارق و مطارق استقبال کر کے بڑے کر و فر سے لقا کو
اندرون قلعہ لیگئے لقا نے وہان ہو چکے اپنی تدبیرات پھر جاری کین اسطرف امیر کو خبر پہونچی کہ حاکمان دربند نے
بند سمندر کو توڑ دیا اور لقا مع دو لاکھ سوار کے آیا ہی یہ حال سُنکے امیر نے عمر سے کہا کہ تم اُسکی کچھ تدبیر کرو اسی
اثنا مین سرداران علمشاہ یعنی آلا گرد ملا گرد نے دست بستہ عرض کیا اگر حکم ہو تو ہم جا کر دربند کو فتح کرین
امیر نے فرمایا بہتر ہی مین نے تمکو خدا کے سپرد کیا آلا گرد ملا گرد نے ایک جنگی جہاز کو توپون سے آراستہ کیا اور
پانچ ہزار گرز بردارون کو لیکے روانہ ہوئے اُسطرف حاکمان دربند نے سُنا کہ جہاز جنگی آتا ہی پس دونون بھائی برج
فیلبند دروازے پر آکے [illegible] بیٹھے جب جہاز قریب پہونچا دربند سے توپین مارنا شروع کین اور گولون کی
بوچھار سے جہاز کو شکستہ کر دیا چار ہزار اہل اسلام شہید ہوئے اور تینون سردار ایک تختہ پر سوار ہو کے بمشکل

تمام دریا سے نکلے امیر نے یہ حال سنکے عمر سے فرمایا کہ ای خواجہ اب تمھین کچھ تدبیر کرو غرضکہ خواجہ نے بعد مضحکات امیر سے
زر کثیر لیکے کہا کہ مین جن پہلوانون کو پسند کرون وہ میرے ہمراہ ہون القصہ عمر نے کرب و اسد و تورج و بدیع و
خورشید بن ہاشم وغیرہ چار سو سردارونکو ہمراہ لیا اور کرب کو اپنا گماشتہ مقرر کرکے اپنا نام خواجہ نصیر بازرگان
رکھا اور تمام سردارون کو صندوقون مین بند کرکے اور اسباب تجارت درست کرکے جہاز روانہ کیا اور اُسطرف امیر
شاہ اسلام سے اجازت شکار لیکر ستر ہزار کی جمعیت سے چار کوس تک گئے تھے کہ دامنہ بیابان سے گرد تیرہ و تار اُٹھی
جبکہ دامن گرد ہوا سے چاک ہوا دیکھا کہ دیوانہ تھین ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے چلا آتا ہی اسنے پہونچکے
امیر کے روبرو دست ادب باندھ کے سلام وعلیک کی اور عرض کیا کہ مین حضور سے کشتی لڑونگا امیر یہ سنکے
گھوڑے سے اُترے اور اُس سے مقابلہ کرکے دو روز کی زور آزمائی مین اُسکو زیر کیا اور اُس سے کہا کہ اب تم
اپنا حال بیان کرو اُسنے کہا کہ میرا نام ازران روئین تن ہی اور یہان سے تین کوس پر ایک مقام ہی کہ اُسکو ہزار بونیا
روئینیہ کہتے ہین اور مین سترہ سال کی عمر سے مجنون و دیوانہ ہون اور پچیس ہزار آدمیون کو مین نے اپنا مطیع کیا
ہی ایک شب مین نے عالم رویا مین ایک بزرگ کو دیکھا اور اُنھین کی برکت قدم مبارک سے مشرف باسلام
ہوا اور اُنھین بزرگ نے حضور کی تشریف آوری کی خبر دی تھی امیر اُسکو اپنے ہمراہ بادشاہ جمجاہ کی خدمت مین لائے
اور تمام حال اس دیوانہ روئین تن کا بیان کیا

اب دو کلمہ داستان عمر بن امیہ ضمری کے بیان ہوتے ہین

کہ جب عمر کا جہاز فیلبند دروازہ پر آیا اہالیان دربند نے آواز دی کہ اُسی جگہ ٹھہرو اہل جہاز نے چادر بلائی
اہل دربند کو معلوم ہوا کہ یہ جہاز کسی تاجر کا ہی پس اُن لوگون نے مالکان دربند کو اطلاع کی حاکمان مذکور نے
لقا سے عرض کیا کہ ایک تاجر آیا ہی اگر حکم ہو تو اُسے بلالین لقا نے کہا مین نے بھی یہی تقدیر کی تھی اُس تاجر کو
بلالو لوگون نے آکے عمر سے کہا تمکو حضور نے یاد کیا ہی عمر کاروانسرا مین مع صندوق ہای سرداران کے
مقیم ہوا اس اثنا مین ہرکارون نے آکر کہا کہ خداوند نے تمکو طلب کیا ہی اور اسباب تجارت جو عمدہ و نفیس ہر
شہر و دیار کا لائے ہو برای ملاحظہ اپنے ساتھ لیچلو عمر سردارون کے صندوق ہمراہ لیکے بارگاہ مین آیا بختیارک
حال عمر دیکھکے بدحواس ہوا اور سوداگر نے صندوق کھولکے سردارون کو باہر نکالا اسد اور تمام سردار نعرہ کرکے
برامد ہوئے لقا اور بختیارک تو یہ حال دیکھکے بھاگ گئے اور طارق و مطارق کو گھیر لیا تمام اہل قلعہ مسلمان
ہوئے امیر یہ خبر سنکے دربند مین آئے اور فرمایا دریافت کرو کہ یہان سے لقا کہان گیا کہ کونسی منزل ہی
لوگون نے کہا کہ یہان سے بارہ کوس تک دریای ذخار حائل ہی جسکا نام بحر خداوند و پناہ لقا کہتے ہی
اور اُسپر ایک پل ہی کہ جسکو پل سکندر کہتے ہین چونکہ لقا یہان سے بھاگ کے گیا ہی وہ ضرور
نمرود سے کل حال بیان کریگا اور نمرود برای حفاظت پل ضرور کسی سردار کو بھیجیگا امیر نے
فرمایا ہماری بارگاہ اُسی طرف روانہ ہو عادی اٹالہ بارگاہ کا لیکے روانہ ہوئے اور کہا کہ
اگر میری مدد کو کوئی نہ آئے تو مین تنہا کافی ہون یہان خونخوار خوک پیکر عیار نے نمرود سے
تمام کیفیت شکست لقا کی بیان کی اور کہا کہ مین نے سنا ہی لقا کے تعاقب مین پہلوان عادی
آتا ہی نمرود نے ادطاق دراز بینی و صمصام شتر گردن کو حکم دیا کہ تم جاکے امیر کی بارگاہ
لیلو اور عادی کو اس طرف نہ آنے دو یہ دونون سردار دو لاکھ کی جمعیت سے روانہ ہوئے

بعد اسکے صفدر اژدہا خوار کو نمرود نے حکم دیا کہ تو بھی جا وہ بھی ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے روانہ
ہوا لیکن اوطاق پیشتر ہو کے نصف پل پر کھڑا ہوا اس طرف عادی کو قاسم تنگ رو آصلی نے خبر
دی کہ ایک سردار اوطاق نامی جسکی اپنی سات گز کی ہے وہ سد راہ ہوا ہے عادی یہ سُنکے اُسکے مقابلہ کو
آئے اوطاق نے عادی کو گرز مارا عادی نے تخت شدادی پر گرز کو روکا لیکن بسبب کہنگی کے
تین لٹھے پل کے ٹوٹ گئے اور جب عادی نے تخت شدادی کی ضرب لگائی وہ گھر زمین مین دھنس گیا اور
جس جگہ وہ کھڑا تھا وہان سے بھی پل شکستہ ہوگیا اور چار سو ہمراہیان اوطاق دریا مین غرق ہوئے اور
آدھا پل بھی دریا مین گر گیا عادی بارہ ہزار عرب ہمراہ لیکے پل سے نیچے آئے اور شمشیر زنی کر کے بیس ہزار کفار کو
واصل جہنم کیا باقیماندہ فوج بھاگ گئی عادی نے اُن کفار کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور نمرود کی طرف
روانہ ہوئے اور فتحنامہ امیر کی خدمت مین بھیجا لیکن اثناء راہ مین صفدر اژدر خوار نے خبر قتل اوطاق
کی سُنی اور بہت جلد پہونچکے عادی سے مقابلہ کیا ایک ہی حملہ مین اُسنے عادی کو زخمی کیا اور لشکر پر جا پڑا
بہت لوگ لشکر عادی کے کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور کفار نے عادی کو مع اُنکے بھائیون کے
حلقہ ہائے کمند سے مقید کیا اور بارگاہ پر قابض ہوئے لشکر عادی کو شکست دی اور نمرود کی طرف روانہ
ہوئے ہنوز تھوڑی دور گئے تھے کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ ہم نقابدار نیلی پوش اور نقابدار فوراً آسمان
سے زمین پر آیا اور دیو جن بہادرون کو مع اسپان اپنی پشت پر سوار کیے ہوئے تھے اُنکو زمین پر اُتار دیا اور
اسپ پری پیکر پر ایک جوان خوشرو نقاب نیلگون رخ انور پر ڈالے ہوئے سوار تھا اُسنے نعرہ کیا کہ اے
کافران بد نہاد و نابکار ان بیچارہ بارگاہ حمزہ کو ایسا بے وارث سمجھا ہے کہ اس طرح بے خوف و خطر لیے جاتے ہو یہ سُنکے
فوراً صفدر نے نقابدار پر حملہ کیا نقابدار نے اُسکا حملہ رد کر کے مع مرکب اُسکے چار پرکالے کیے اور
شمشیر زنی کر کے اُسکے نصف لشکر کو بھی جانب جہنم روانہ کیا فوج باقیماندہ شکست کھا کے بھاگی نقابدار نے
عادی کو رہا کیا اور ایک ڈبیا مرہم عنایت کر کے کہا کہ اس مرہم سے تمکو دو پہر مین شفا حاصل ہوگی جاؤ
میری طرف سے امیر کی خدمت مین سلام شوق کہدینا اور یہ بھی کہنا کہ میرا قصد تھا کہ بارگاہ لیجاؤن لیکن
پھر یہ خیال آیا کہ لوگ کہینگے چونکہ امیر نہ تھے اسوجہ سے نقابدار بارگاہ لیگیا لہذا اب لازم ہے کہ امیر اسباب
صاحبقرانی مجکو بھیجدین والا سر میدان لے لونگا یہ کہکے نقابدار ایک دیو کی گردن پر سوار ہو کے روانہ
ہوا اور عادی کوچ کر کے سکا گیا سے سات کوس اسطرف پہونچے اور بارگاہ استادہ کی دوسرے روز
امیر بھی مع فوج دریا موج تشریف لائے یہ خبر جاسوسون نے نمرود مردود کو پہونچائی یہ سُنکے تمام اندام مین اُسکے
رعشہ پڑ گیا اور نہایت سراسیمہ ہوکر دریچہ قدرت سے داخلہ لشکر امیر باتوقیر کا معاینہ کیا امیر نے بارگاہ مین
رونق افزا ہو کے عمر سے کہا کہ یہ ناسعادت مند ہاشم میری ملاقات کو کیون نہین آیا عمر نے کہا یا امیر ہاشم
بھی بدیع الزمان کا شاگرد ہے چنانچہ بدیع الزمان بھی بعد ہفت صف کے حاضر ہوا تھا امیر نے فرمایا کہ
تم ہاشم کے پاس جاؤ امیر سے ہاشم کے پاس آ کے کہا کہ اے ناسعادتمند تو امیر کی ملازمت کے لیے کیون
نہ آیا ہاشم نے کہا کہ مین بعد فتح نمرود بہ شمول بدیع الزمان کے حاضر ہونگا اور ہاشم نے دس ہزار اشرفی
اور پانچ خلعت و کچھ جواہر کے عمر کو دیے اور سامم صحرا نشین کو عمر کا شاگرد کرا دیا خواجہ بہت خوش ہو گئے
اور ہاشم کی از حد تعریف کی ہاشم نے سامم کی عیاری کا تمام قصہ بیان کیا کہ اسطرح اُسنے خلخال جلدو کو

صحرا مین حل کیا عمر نے بھی تعریف کی اور کہا کہ ای ہاشم شکر کر کہ خدا نے ایسا عیار مجکو عنایت کیا بعد ازان امیر کی خدمت مین آکر عرض کیا کہ ہاشم نے بہت شان و شوکت پیدا کی ہی اور کہا کہ مین ایک جنگ کر کے حاضر حضور ہونگا امیر نے یہ مژدہ سنکے سجدہ شکر کیا اور صحبت عیش و نشاط و جلسہ سرود و طرب کا مقرر کیا

اب دو کلمہ حال ایلچی گری ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین

ہان ای میرے لالہ فام ساقی

وہ مے دے جو آئے کام ساقی
میخوار و نکو اب کرتی راضی
دعوت کا ہی اسکی کرنا ساماں
گلدستہ ہون بزم عاشقی کے
پوشاک دلہن کی جون سہانی
پھر بادہ کشونکے کام مین آئے
نشہ مین بیان ہو یہ قصا

تو یہ سکنی ہی اپنا دستور
ہی دینے مین کرنہ اب توقف
آراستہ ہون مکان بھی نایاب
ہو دختر رز یہ خوب جوبن
میخواری مین ہو یہ جوش پیدا
ہو جام لبون پہ لب جنبان
کچھ لطف ہوا ایلچی گری کا

گر ساقیا جام مے سے معمور
کرتا ہی مجھے تیا سعت
اور آئین بچھا ہو فرش کمخواب
شیشے سے پری یہ نکلے بن ٹھن
نیرنگی نشہ ہو ہویدا
دل شاد ہون رند سب فراوان
استاد لقین قصہ خوانی

حرمت مین تیری ہی دختر فاقی
آتا ہی جو میرے گھر مین مہمان
طاقون پہ چنے ہوئے مین شیشے
ایسا ہو لباس ارغوانی
شیشے سے پری وہ جام مین لے
مستی کے اٹھاؤن ناز ساقی
این کرد ز کلک رفشانی

قاصدان منازل افسانہ گوئی و عازمان کشور قصہ خوانی ایلچی سخن کو میدان مدعا مین یون گرم خیز کرتے ہین کہ امیر عالیمقام نے عین صحبت انبساط مین دبیر عطارد تحریر کو بلا کر ایک نامہ لکھوایا اور جوکی پر رکھکے آواز دی کہ مین ایسا بہادر چاہتا ہون کہ جو میرا نامہ لیجائے اور نمرود سے آداب نامہ ادا کر آئے ہنوز یہ کلام ناتمام تھا کہ ایرج نوجوان اپنے دنگل سے اٹھا اور عرض کی کہ غلام اس کام کو انجام دیگا امیر اٹھا کے سر سے باندھا اور اپنے خیمہ مین آکے تیاری ایلچی گری مین مصروف ہوا دوسرے روز صبحکو ایلچی فلک چہارم نامہ خطوط شعاعی لیے ہوئے اُفق مشرق سے برامد ہوا امیر بادشاہ وعمر واسطے دیکھنے سواری ایرج کا لشکر بکمال شوکت و دبدبہ نکلا کہ ترک فلک بھی دیکھکر رعب سے تھرانے لگا عمر بھی ایرج کے ہمراہ روانہ ہوا لیکن خونخوار عیار نے نمرود سے خبر کی کہ ایلچی آتا ہی نمرود نے پوچھا کہ ایلچی کسکو کہتے ہین بختیارک نے ایلچی سکے امیر کے آنے حال بیان اور کیا اور دستور آداب نامہ سننے کا معرض بیان مین لایا یہ کہکے اسنے راے دی کہ ایلچی بالاے قیطول نہ آنے پائے نمرود نے دیو خسرو کو طلب کر کے کہا کہ حمزہ کا ایلچی آتا ہی تو اسکو بالاے قیطول نہ آنے دینا اسنے کہا بہت خوب اور بہت بہتر یہ کہکے دیو اپنی جگہ پر کہ جہان پر بود و باش تھی چلا گیا اور عمر جو روانہ ہوا تھا ہنوز ایرج وہان پر نہ پہونچا تھا کہ عمر نے اپنے تئین زیر قیطول پہونچایا اور اوپر جانے کی فکر اور تشویش مین تھا کہ قیطول پر چڑھ جاؤن قضارا اُسوقت عرش کا ایک ملازم خاص و قدیم واسطے کرنے کے سواری سے علیحدہ ہوا اور واسطے رفع احتیاج کے بیٹھا عمر نے موقع پا کے فوراً اُسکو بیہوش کیا اور اُسکی صورت آپ بنا اور ویسا ہی لباس پہنکر کے عرش کی سواری کے ہمراہ روانہ ہوا جب سواری قریب قیطول پہونچی دیو خسرو نے عرش اور چند خدمتگار کو اپنے ساتھ لیکر قیطول پر پہونچایا عمر بھی بجا لا کی تمام انھین خدمتگارون مین ملکے قیطول پر پہونچا سب لوگ تو نمرود کے پاس گئے لیکن عمر بہوشیاری و بعجلت بسیار فلک اول پر پہونچ کے مخفی اور پوشیدہ ہوا کیونکہ ہر فلک پر دیو اپنی گردن اور دوش پر سوار کر کے لیجاتے ہین غرض سب لوگ نمرود کے پاس پہونچے خواجہ بہت خوش ہوا انکل کے قیطولون کی سیر کرتے لگے کہ

ناگاہ صداے طبل وروشن چوکی کان مین آئی اور سواری ایرج زیر قیطول نمایان ہوئی ایرج نے
دیکھا کہ قیطول پر جانے کی راہ نہین ہی متحیر ہو کے دیو خسرو سے کہا کہ مجکو نمرود کے پاس پہونچا دے
کہ مین برسم ایلچی گری آیا ہون دیو نے کہا تامل کرو حکم نمرود کا آنے دے ایرج یہ سنکے خاموش ہوا جب دو گھڑی کا
عرصہ گذرا ایرج نے برہم ہو کے دیو سے کہا کہ جلد میری خبر کر دیو قیطول سے اُتر کے ایرج کے روبرو آیا اور کہا
کہو کیا کہتے ہو ایرج نے کہا کہ میرے قریب آؤ تو کچھ تمھارے کان مین کہون دیو ایرج کے پاس آیا ایرج
نے بائین ہاتھ سے اُسکا سر پکڑا اور داہنے ہاتھ سے اُسکے شقیقہ پر ایسا گھونسہ مارا کہ دیو غل مچانے لگا
اور کہا کہ ای شخص تو مجکو کیون قتل کرتا ہی ایرج نے کہا کہ بس مجکو نمرود کے پاس لیچل دیو نے لاچار ہو کے
اپنی گردن پر سوار کیا اور بالاے قیطول لایا جب قریب فرق زنجیر پہونچے ایک خدمتگار نے اُسکے کہا
آفرین باد برین ہمت مردانہ تو ایرج نے عمر کو پہچان کے کہا کہ ای جناب وقار تم کیونکر یہان پہونچے عمر نے کہا
خداے عزوجل نے مجکو یہان تک پہونچوا دیا لیکن ایرج نے دیکھا کہ ایک زنجیر طلائی مثل طناب کے بندھی
ہی اُس زنجیر کو ایرج نے تلوار سے قلم کیا کہ خواجہ نے جھٹ اُسکو زنبیل مین داخل کیا مردمان نمرود نے
کہا کہ ای خدمتگار تو نے کیون زنجیر لی عمر نے کہا مین نے حکم نمرود سے غائب کر دی اس اثنا مین خونخوار
نے دوڑ کے نمرود سے کہا کہ ایلچی بالاے قیطول آگیا نمرود نے حکم دیا ای خونخوار تو بارہ جبارون کو لیکر اس مقام پر
موجود رہ اگر اُسنے آکر مجکو سجدہ کیا تو خیر ورنہ اُسکو کمندون مین گرفتار کر لینا اور نمرود نے دو سردار ایک کا نام
زرباب فیل گردن دوسرے کا نام مسمار کوہ شکن تھا اپنی طرف اپنے بٹھا لئے اتنے مین ایرج نے قریب
پہونچکے سلام علیک کی اور زرباب کے برابر آکے کہا کہ اپنی جگہ سے اٹھ کہ مین یہان بیٹھ کے کچھ کلام کرون
اس حرامزادے نے گفتگوے نامعقول کر کے ایرج کو خنجر مارا ایرج نے جلدی سے اُسکے ہاتھ سے خنجر چھین کے دور
پھینکدیا اور تان کے ایک گھونسا مارا کہ مغز اُسکا پریشان ہو گیا اور خود اُسکے دنگل پر بیٹھکے کہا منم نامہ دار
منم نامہ دار نمرود یہ حال دیکھکے کانپنے لگا اور ایرج سے کہا نامہ لاؤ ایرج نے کہا ای قرمساق تو آداب
نامہ سے ناواقف ہی جو اسطرح نامہ طلب کرتا ہی اور اُچھلکے نمرود کے سینہ پر سوار ہوا نمرود نے کہا ای جبرہ حمزہ
مجکو قتل نکر مین آداب نامہ بجا لاتا ہون نمرود کے لوگ یہ حال دیکھکے دست بقبضہ ہو گئے تھے اُنکو نمرود نے
منع کیا اور کہا کہ ای ایرج مجکو چھوڑ دے قسم بقدرت خود مین آداب نامہ بجا لاؤنگا شاہزادہ اُسکو چھوڑ کے
اپنے دنگل پر آبیٹھا نمرود نے شرائط نامہ ادا کیے یعنی بہت کچھ زر و جواہر منگوا کے نامہ پر نثار کیا اور ایرج
سے نامہ لیا اُسوقت ایرج نے نہیب دی کہ ای اہالیان دربار دیکھو مین نے تمھارے خداوند کو کیسا
ذلیل کیا جس شخص کو جرأت ہو وہ مجسے سمجھے نمرود نے سردارون کی طرف دیکھکر کہا کہ شاید ایرج
تمھارا داماد ہی یہ کہنا تھا کہ کفار تلوارین کھینچ کے ایرج پر جا پڑے ایرج بھی فاتحہ پڑھکے تلوار کھینچکر
اُنمین در آیا اور چند لوگون کو قتل کیا لیکن خونخوار جو کمین مین بیٹھا تھا اُسنے کمند مار کے ایرج کو گرفتار کیا
اور نمرود کے روبرو لیگیا نمرود نے کہا ای بندہ معصوب تجکو یہ وقت یاد تھا اور کہا ای نابکار تو نے
میری قدرت دیکھی ایرج لفظ نابکار سنکے قید کو پارہ کیا اور دوڑ کے نمرود کو گرفتار کر لیا نمرود نے
آواز دی کہ ای مربیان خداوند خداوند کی مدد کرو کہ وہ قتل ہوتا ہی سب نے دیکھا کہ دو ساحر زیر تخت
سے نکلے اور دو ترنج ایرج پر مارے کہ ہاتھ پانون ایرج کے بیکار ہو گئے اُن ساحرون نے ایرج کو

گرفتار کرکے نمرود کے حوالہ کیا نمرود نے ایرج کو زندان مین بھیجدیا اور کہا کل اسکو قتل کرونگا لیکن عمر نے قیطول سے اُترکے ہمراہیان ایرج سے کہا کہ تمھارا آقا گرفتار ہوگیا مردمان ایرج نالان وگریان جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے اور عمر نے آکے جرأت ایرج کا حال امیر سے بیان کیا اور کہا کہ ایرج کو سحر سے گرفتار کیا ہی امیر غم ایرج مین گریان ہوئے تمام لشکر مین بسبب گرفتاری ایرج تلاطم پڑگیا ہر طرف شور گریہ بلند ہوا

اب دو کلمہ داستان گرفتاری ہاشم تیغزن بدست عیار نمرود بیان ہوتے ہین

فکر بلبل ہمہ آنست کہ گل شد یارش — گل در اندیشہ کہ چون عشوہ کند درکارش — دلربائی ہمہ آن نیست کہ عاشق بکشند
خواجہ آنست کہ باشد غم خدمتگارش — بلبل از فیض گل آموخت سخن ورنہ نبود — انیہمہ قول وغزل تعبیہ در منقارش
آن سفر کردہ کہ صد قافلہ دل ہمرہ اوست — ہر کجا ہست خدایا بسلامت دارش — اگر از وسوسہ نفس وہوا دور شوے
ببینکے رہ ببری در حرم دیدارش — ای کہ از کوچہ معشوقہ ما میگذری — باخبر باش کہ سر میشکند دیوارش
دل حافظ کہ بدیدار تو خوگر شدہ است — ناز پروردہ وصال است مجو آزارش — مغنیان نغمہ خوش آہنگ شیرین

زبانی ورامشگران لحن داؤدی خوش بیانی ترانہ سخن کو مضراب بیان سے یون چھیڑتے ہین کہ نمرود خائب و خاسر جب ذلیل ہوا اُسنے برہم ہوکے خونخوار سے کہا کہ تو جاکے ہاشم کو گرفتار کرلا خونخوار یہ سُنکے روانہ ہوا اور لشکر ہاشم مین پہونچکر دیکھا کہ سام صحرا نشین نے لشکر کا خوب بندوبست کیا ہی حفاظت کا انتظام نہایت عمدہ ہی تمام دن لشکر مین بصورت مبدل پھرا کیا مگر بسبب حسن انصرام سام کے اسکو موقع نملا آخر مجبور ہوکے شب کو پشت بارگاہ ہاشم سے نقب دیکے زیر پلنگ ہاشم نقب کا دہنہ توڑا اور نقب سے نکلکر بردا بیہوشی چھوڑدیے جو شمعون پر جلے اور دود بیہوشی تمام بارگاہ مین پیچیدہ ہوا اس صورت سے ہاشم کو بیہوش کرکے اُسی نقب کی راہ سے نکلا اور دیو خسرو کے پاس پہونچکے کہا کہ مجکو جلد قیطول پر نمرود کے پاس پہونچا جب خسرو نمرود کے پاس خونخوار کو لیگیا اسنے ہاشم کا پشتارہ روبرو رکھدیا نمرود نے فوراً ہاشم کو مقید کیا اور گلفام جادو وصر غام جادو سے کہلا بھیجا کہ مین کل صبح کو پسران حمزہ کو قتل کرونگا لہذا تم بھی آنا شاپور یہ خبر سُنکے روتا ہوا امیر کے پاس آیا اور کہا کہ کل ایرج قتل ہونگے اور ہاشم کو بھی دشمن چرا لیگئے امیر نے یہ خبر سُنکے جام کلمہ عفریت رکھکے کہا کہ کوئی بہادر ایسا ہی کہ جام کو پیے اور ان دونون کو رہا کرے بس یہ سُنکے نورالدہر اپنے دنگل سے اُٹھے اور عرض کی کہ اگر حکم ہو تو یہ غلام جاکے انکو رہا کرے امیر یہ دیکھکے بہت خوش ہوئے اور نورالدہر کو اجازت دی نورالدہر نے لشکر امیر سے لاکھ سوار منتخب کیے اور آخر شب کو مسلح ہوکے سوار ہوئے لیکن امیر نے دوبارہ کہا کہ کوئی دوسرا بھی نورالدہر کی مدد کرے یہ سُنکے کرب غضنفر بن اسد امیر سے رخصت ہوکے عقب نورالدہر کے بھی روانہ ہوئے پہر رات باقی تھی کہ تمام سرداران مذکور فرداً فرداً لشکر لیکے سمت قیطول روانہ ہوئے اور اسطرف تمام شب نمرود نے میدان خونی کی تیاری کی تھی اور زیر قیطول دارین استادہ کین اور ہجوم جلادان تھا اور نمرود دریچہ قدرت سے دیکھ رہا تھا کہ شہزادون کو زندانخانہ سے لاکر زیر قیطول دارون کے پاس بٹھایا تھا اور جلاد حکم کے منتظر تھے کہ ایکبار غل ہوا اور کسی نے پتھر مارا اور بالاے آسمان سے آواز نعرہ آئی کہ منم نقابدار نیلی پوش اور ہمراہیان نقابدار اسپہاے پرندہ پر سوار تھے بس نقابدار نے پہونچتے ہی ایک حمایت انسٹھ ہزار کا فرونکو واصل جہنم کیا کہ دفعتاً اس طرف سے نورالدہر وغضنفر کے نعرہ کی آواز آئی اُس طرف نقابدار نے

ایرج و ہاشم کے پاس پہونچکر کہا کہ تمھاری رہائی کا وقت آگیا ایرج و ہاشم نے یہ سنکے قید کو پارہ کیا نقابدار
نے اسلحہ و مرکب اُنکو دیئے ایرج و ہاشم سوار ہوئے یہ حال دیکھکے نمرود نے گلفام و خرغام سے کہا
کہ ای مربیان مین یہ کیا ہوا اُنھون نے ہنس کے کہا تم خاطر جمع رکھو ہم انکی فکر کرتے ہین یہ کہکے طرف
آسمان کے اُڑکے ایکبار کی پرواز کی و رہیان زیر قیطول ایسی شمشیر زنی ہوئی کہ الامان قریب تھا کہ لشکر نمرود
کو شکست ہو کہ ناگاہ ایک ٹکڑا ابر اہل اسلام پر محیط ہوا اور اُس ابر سے آگ برسنے لگی تمام اہل اسلام
اس آفت مین مبتلا ہوئے مگر غضنفر اور نقابدار پر سحر کا کچھ اثر نہوا قریب تھا کہ بسبب شعلہ باری کے
لشکر اسلام کے پانون اُٹھ جائین دفعتہً نعرہ ہوا کہ ہنم شاہ عاشور برادر ہیکل جادو دشمن گلشن جادو و
ہمشیرہ برق جادو یہ حال دیکھکے خرغام بھاگا عاشور نے ایک ترنج مارا کہ خرغام داخل جہنم ہوا اور
گلفام قیطول کی طرف بھاگا قریب دریچہ قدرت پہونچا تھا کہ برق اُسکے سر پر گری اور اُس کافر کو دو پارہ
کیا پس ان دونون ساحرون کے جہنم رسید ہونے سے مسلمانون پر سے تاثیر سحر دفع ہوئی اور جنگ
مین مصروف ہوئے بختیارک نے کہا یا خداوند مربیان خداوند قتل ہوگئے نمرود نے یہ سنکے طبل آسایش
بجوایا اور گنبد قدرت مین داخل ہوکے تشکا کیہ کا دروازہ بند کیا شاہ عاشور و گلشن نے ایرج سے
ملاقات کی اور نقابدار نقارہ نوازان ایک طرف روانہ ہوا نورالدہر نے آواز دی کہ ای بہادر امیر تمھاری
ملاقات کے مشتاق ہین نقابدار نے کہا کہ میری جانب سے بعد تسلیم کہدینا کہ یا نہ ہاے صاحبقرانی
مجکو بھیجدین یہ کہکے نقابدار روانہ ہوا اور ہاشم و ایرج امیر کی خدمت باسعادت مین آئے اب دو کلمہ
نقابدار شلم پوش کے بیان ہوتے ہین ؏

ہو عرش آستانہ دو گستر اے دل ❊ اللہ رے رتبہ حرم کبریائے ل
رحمت گئی اگر تو کیا رنج نے گذر ❊ خالی رہی وزیر بہ معانسر اے دل

تماشایان گلشن معانی و تماشائیان گلزار نکتہ دانی نقاب
بیان کو رخ پر نور شاہد مضمون سے اُٹھا کے چہرۂ زیبائے سخن کو نرم بدر جامین یون جلوہ فگن کرتے ہین
کہ امیر با توقیر کو جب خبر پہونچی کہ ایک نقابدار شلم پوش آیا ہے اور شب کو اُسنے طبل جنگ بجوایا ہے تو
اُسکا ارادہ فاسد معلوم ہوتا ہے یہ سنکے امیر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی بفضل رب ودود طبل جنگ
بجے حسب ارشاد فیض بنیاد عمر نقارخانہ مین آیا اور غاشیہ طبل سکندری و حشامی پر سے اُٹھا کر چوب لگائی صدا

شور و فساد تمام عالم مین پھیلی ❊ اسی عرصہ مین مہر عالم افروز
کہ جو تھا اس جہان سے بہرہ اندوز ❊ ہوا وہ جانب مغرب روانہ
بڑھا سامان شب کا شام آیا

دربار سویرے سے برخاست ہوا دلاوران صف شکن و غازیان تہمتن اپنے اپنے
مقام پر آ کے ہتیار سلح خانون سے منگوا کے چار طرف شور تلوارون کی جھنکار کا بلند ہوا مائل جنگ و نبرد
ہر ایک گردار حمیند ہوا شمشیرین چرخ پر چڑھنے لگین مریخ کا دل خوف سے خون ہوا کہ آب تیغ کی موجین بڑھنے
لگین زمانہ کو یہ خوف و بیم کا عالم تھا کہ عالم دمبدم رنگ بدلتا تھا قلب برش تیغ سے دہلتا تھا ہر لشکری نہنگ
بحر آہن تھا موذی کے لیے مار آستین دشمن تھا رات بھر یہ فوج ظفر موج درستی آلات حرب مین مصروف رہی ہر طرف
ہنگامہ عظیم برپا تھا کہ ظلمت کفر تیغ نور سحر سے مثل جبین اہل اسلام سفید ہوئی اور رشتہ خط سفیدی سحر پہ
انجم نے مثل دانہ تسبیح گردش قبول کی ؎ سجا خورشید نے عمامہ نور ❊ ہوئی بالکل سیاہی شب کی کافور
ہوا سینہ فلک کا ناگہان چاک ❊ ہوا اُس سے نمایان مہر افلاک ❊ دم سحر نقابدار و امیر والا تبار مع
لشکر میدان مین آئے نقابدار نے اپنے لشکر سے نکل کے نہیب دیا کہ یا امیر مین آپ سے مشتاق جنگ

آیا ہوں امیر نے یہ سنکے اشقر کو جولان کیا اور نقابدار کے مقابل آئے اور ردوبدل فنون سپہ گری کے ہونے لگے نیزہ بازی شروع ہوئی پھر گرزبازی و شمشیرزنی کی نوبت آئی آخرالامر کشتی شروع ہوئی تیسرے روز امیر نے نقابدار کو سر سے بلند کر لیا اور نقاب اُسکے چہرہ سے دور کی رخ انور سے اُسکے نشانہا ے خلیلی نمایان ہوتے نقابدار امیر کا قدمبوس ہوا اور دست بستہ کھڑا ہوا امیر نے اُسکا نام دریافت کیا نقابدار نے کہا غلام کو لبیس بن قاسم کہتے ہیں اور شمیس بن ابرہا بھی میرا نام ہے کہ ابرہا کے درشت چنگال نے مجھکو پرورش کیا ہے امیر نے ابرہا سے پوچھا کہ صاف صاف بیان کر تو نے کیونکر پایا اگر دروغ بیان کیا تو میں تجھکو ملک قاف سے ایک ملک کا بادشاہ کرونگا ابرہا نے کہا یا امیر میری زوجہ سے کوئی فرزند تولد ہوتا تھا اور میں بردہ دنیا میں جا کے ہر مرتبہ ایک لڑکا لا کے پرورش کرتا تھا جب وہ لڑکا لائق کھانے کے ہوتا تھا میں اُسکو کھا لیتا تھا ایک روز میں سیستان کیطرف گیا میں نے دیکھا کہ بدرین نرلال یک چشمی نے جزیرۂ فندق میں لشکر کثیر جمع کیا ہے اور کوچک باختر پر اُسکا قصد خروج کرنے کا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ صنم سیاہ پوش کو اپنے قبضہ میں لاوے ابوسہان تو زلال کا حال سنکے ذوالامان کی طرف بھاگا اور صنم سیاہ پوش سو نقابدار کی جمعیت سے اس طفل کو لیکے ذوالامان کی طرف جاتی تھی اسوقت طفل پر میری نگاہ پڑی اور دل میں اسکی محبت پیدا ہوئی ملکہ سے کہا ہے ملکہ آفاق اپنے دل میں کچھ اندیشہ نکر اور اس طفل کو براے پرورش مجھکو عنایت کر دو اور میں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی قسم کھا کے کہا کہ تم میری ہمشیرہ ہو ملکہ نے اُس طفل کو میرے حوالہ کیا اور خود گریان طرف ذوالامان کے روانہ ہوئی اور میں نے اسکو پرورش کیا اسوقت اسکو آپ سے مقابلہ کی ہوس ہوئی میں اسکو لیکے یہان آیا امیر نے یہ حال سنکے شمیس کو سینہ سے لگایا اور قاسم و ایرج نے بھی سینہ سے لگا کے اپنے برابر اُسکو جگہ دی اور امیر نے سند ملک رشیہ لکھکے ابرہا کو عنایت کی ابرہا کوہ قاف میں جا کے سرحد سوم کا مالک ہوا اور یہان سب اپنے اپنے عیش و عشرت میں مشغول ہوئے اب حال نمرود مردود کا سنئیے ۵

لب ہر رند کو خاموش رکھنا
لب شیشہ پہ ہو مہر خموشی
کہ غفلت سے ہو ہر رند بدمست
ہو سر مہ رنگو ہر اک مغنی
خبر ہو نگا بام میخانہ پہ آکر

کہ پھر زاہد سے عیاری ہی کرنا
گرفتہ ہو بط مے کی بھی آواز
نہ پیدا ہو دف و بربط سے آہنگ
کہ میں قاضی کو عیاری سے لا کر
بنا ہی رند بزم نیک فرجام

ہو غفلت سے تو بھی جام بھرنا
رہے خندہ سے ساغر کا دہن باز
رہیں خاموش مطرب کے نے و چنگ
اسے بھی قید توبہ سے چھڑا کر
ہوش از بادہ نیرنگ گلفام

ذرا ہاں ساقیا بیہوش رکھنا
اٹھا لے کوئی صراحی آج ہی کی
صدائے قلقل مینا بھی ہو پست
رہیں خاموش سب جام و صراحی
کمند بیخودی کو میں لگا کر
جمعبندان واصلات سخن

سازی و تتمہ نویسان باقیات جریدۂ افسانہ پردازی فاضلات رقوم مستوفی سخن کو دیوان کدۂ دفتر بیان میں میزان فکر سے یون قلمبند کرتے ہیں کہ نمرود اس شکست فاش و قتل مرجان قدرت سے متفکر اور پریشان اور رنجیدہ بیٹھا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ کیا کرنا چاہیے کوئی تدبیر ذہن میں نہیں آتی تھی اتفاقاً ایک قاصد آئی اور بصورت ساحر ہو کے ایک کاغذ نمرود کے ہاتھ میں دیا اور سجدہ کیا نمرود نے اُس کاغذ کو اول سے آخر تک مطالعہ کیا عزرائیل جادو نے اُس کاغذ میں لکھا تھا کہ میں دودک آدم خوار کو روانہ کرتا ہوں کہ جو تمام لشکر حمزہ کو کھا لیگا اور اسکا قد ایک سو پانچ ارنج کا ہے نمرود یہ نامہ مسرت پڑھ کے بہت خوش ہوا اور اپنے ہمصحبتوں سے ذکر کر رہا تھا کہ دودک آدم خوار ہماری مدد کرنے کو آتا ہے اب اسوقت ہمارا تردد جاتا رہا اور کمال اطمینان ہوا یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ یکایک دو گھڑی رات گئے دودک مع اپنی فوج کے زیر قلعہ

پہونچا اور اُسنے ایک پانؤن قیطول پر اور دوسرا پانؤن دوسرے قیطول پر رکھکے نمرود کے روبرو آیا اور سجدہ
کیا نمرود نے اُسکی پشت پر آستین نخوست جھاڑی اور دنگل آہنی عنایت کیا تخدیارگ نے اُسکا قدو
قامت معائنہ کیا اور دیکھا کہ دونون آنکھیں مثل طاس خون کے اور سر مانند گنبد کے ہی اور اس تن و توش
پر نہایت چست و چالاک ہی اور بہانہ ہاے عیاری سے آراستہ ہی دودک نے نمرود سے کہا کہ ایسا
بندوبست ہو کہ میرے آنے کی خبر مشہور نہو تو عین عنایت ہوگی یہ کہکے براے تدبیر کوہستان کی طرف
روانہ ہوا جب صبح ہوئی امیر کو خبر پہونچی کہ تورج و خورشید خوابگاہ سے غائب ہین عمر نے آکے پتہ پایا
نشان قدم دو گز پایا امیر سے بیان کیا کہ کوئی دیو اُن دونو کو لیگیا کیونکہ آدمی کے قدم کا نشان نہین ہی امیر یہ سنکے
خاموش ہوئے مگر بدیع الزمان اور ہاشم کو اپنے فرزندون کا نہایت صدمہ ہوا دوسرے روز غلغلہ ہوا
کہ تورج و خورشید کی لاشین لشکر کے کنارے پڑی ہین امیر نے لاشین طلب کرکے دیکھا کہ ناخون سے
پاتنگ گوشت نہین ہی اور استخوان باقیماندہ پر سلاح و پوشاک مقتولون کی موجود ہی یہ کیفیت دیکھکے تمام
لشکر مین کہرام پڑگیا فرط غم و الم سے کسی نے تمام دن کھانا نہ کھایا امیر نے لاشون کو دفن کرادیا دوسرے
روز امیر نے سنا کہ داراب و مالک بھی شب کو غائب ہوگئے اور اسیوقت عیار صحرا سے اُنکی لاشین بھی
لائے امیر نے گریہ کرکے اُنکو بھی دفن کرایا اور بشکر خدا کرکے کہا کہ معلوم ہوتا ہی شاید میرے صاحبقرانی
کا خاتمہ ہی کیونکہ بعد ایسے سردارون کے زندگی بیکار ہی عمرو دیگر عیارون نے امیر کا یہ حال رنج و غم دیکھکے
ہر چند بندوبست کیا اور تلاش و تجسس قاتل مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا مگر کچھ نہو سکا ایک روز اسلم پیادہ رو و
جہانگیر جہان گشت براے بالادوی گئے تھے اُنھون نے دیکھا کہ لشکر کی طرف ایک کوہی آتا ہی اُنھون نے پوشیدہ
ہوکے دیکھا کہ ایک شخص پوستین پہنے ہوئے آتا ہی اور سواے آنکھون کے کوئی اعضا نہین معلوم ہوتا اور
قدم پانچ گز پر پڑتا ہی دونون عیار اُسکے عقب مین دوڑے مگر اُسکو نہ پایا لاچار ہوکے اپنے لشکر مین آئے
یہان پہونچکے سُنا کہ شہنشاہ و شہریار عراقی بھی غائب ہوئے اور اُنکے لاشے بھی امیر کے پاس آئے
اسلم و جہانگیر نے تمام حال کوہی کے دیکھنے کا بیان کیا امیر سنکے گریان ہوئے اور کمال رنج اور تردد امیر
کی خاطر اقدس پر ہوا دوسرے روز صبح کو اسلم و جہانگیر آتے تھے کہ پھر اُس شخص کو دیکھا کہ دو پشتارے
لیے جاتا ہی دونون عیارون نے آواز دی کہ باش ای مادر قحبہ دودک انکو دیکھکے ٹھہر گیا ان دونون
نے پہونچکے خنجر مارے مگر اُسنے باہستگی انکے خنجر چھین لیے اور دونون کو بغل مین دباکے جہان اُسکا
قصد تھا وہان گیا مہار عیار بھی ایک درخت کی آڑ مین کھڑا ہوا تھا کیونکہ تمام عیارون کو اُسکی فکر ہی
اور ہر ایک بصورت مبدل اس تلاش مین تمام صحرا و کوہستان مین پھیلے ہوئے ہین چنانچہ مہار یہ حال
دیکھکے بھاگا اور بہت جلد پہونچکے عمر سے تمام حال مشرح بیان کیا عمر شاپور و قران کو ہمراہ لیکے
کوہستان مین جاکے پوشیدہ ہوا دودک لشکر کی طرف سے نمایان ہوا شاپور نے اُسے دیکھکے زنبیل
عیاری بجائی عمر وغیرہ نے دیکھا کہ ایک شخص نور الدہر و بہرام کو لیے جاتا ہی عمر نے اُسکا تعاقب کیا
نیم فرسخ تک تو اُسکا نشان معلوم ہوا بعدہ نظر سے غائب ہوگیا عمر و قران وغیرہ ناچار ہوکے ایک
درخت پر چڑھ گئے اور برگہاے درخت مین پوشیدہ با اطمینان تمام بیٹھے بعد دو گھڑی کے بالاے کوہ دیکھا
کہ یکایک ایک سنگ کوہ کو جنبش ہوئی اور ایک شخص دیو تمثال نے زیر سنگ سے سر نکالا اور ایک نعرہ

کی طرف روانہ ہوا بعد گھڑی بھر کے دو آدمیون کو پکڑ کے لایا اور دونون کو ذبح کر کے از فرق تا ناخن با گوشت
و پوست چیل کے زہر مار کر لیا عمر وغیرہ نے یہ کیفیت بالاے درخت سے دیکھی مگر کسی کو شجر سے اُترنے کی
جُرأت نہوئی شاپور نے قصد کیا لیکن عمر نے اُسکو منع کیا بعد ازان دیکھا کہ سلاح و پوشاک سردارون کے اُن
لاشون کو پہنا کے لشکر اسلام کے کنارے ڈال آیا اسکے جانے کے بعد تینون عیار بھی زیر درخت آئے اور
کہا معلوم ہوتا ہی کہ سردارون کو اسنے نہین کھایا وہ سب زندہ ہین پس تینون عیار قریب سنگ آئے
عمر نے پتھر اُٹھا کے دیکھا کہ زیر سنگ مثل تہخانہ کے ایک غار ہی اور اُس گڑھے مین تمام سردار کمند سے بندھے
ہوئے موجود ہین عمر نے غار مین پہونچ کے سب کو رہا کیا اور ہمراہ لیکے کوہ کی طرف روانہ ہوا جس روز
عمر نے سردارون کو رہا کیا تھا اُسدن دودک نمرود کے پاس جلسہ رقص و شراب مین مشغول تھا بعد
ازان عمر نے آکے امیر کو سردارون کی رہائی کا مژدہ سُنایا اور کل حقیقت دودک کی بیان کی امیر بہت خوش ہوئے
عمر و قران و شاپور کو خلعت عنایت کیے عمر نے کہا کہ آپ کیون ان ناشدنیون کو یہ گران بہا اشیا دیکے
خراب کرتے ہین لاؤ ان چیزون کو مین اپنے پاس بحفاظت رکھون عید بقرعید کو دیدیا کرونگا خلعت وغیرہ اُسنے
لیکر داخل زنبیل کیے اور ایک ایک ٹوپی گاڑھے کی اُن دونون کو دیدی انھون نے اُستاد کا تبرک سمجھ کے
سلام کر کے لیلی امیر نے عمر کی ظرافت پر تبسم کیا اور انکو اور پوشاک منگا کر رحمت کی لیکن دودک مردک
جب نمرود کی صحبت سے اپنے مقام پر آیا تو سردارون کو اسنے نہ پایا سمجھا کہ یہ کام سواے عمر کے دوسرے
شخص کا نہین ہی پس برہم ہوکے اُسیوقت عمر کی گرفتاری کو روانہ ہوا یہان بزرگ ختائی و برق فرنگی
نے آکے عمر سے کہا کہ اُستاد ایک بڑبھونجہ چالیس آدمیون کی جمعیت سے آیا ہی مگر ہمنے کبھی ایسا بڑبھونجہ
نہین دیکھا خواجہ نے درمیان چار طاق بلقیس کے بڑبھونجہ سے ملاقات کی بڑبھونجہ نے مجرا کر کے ایکسو
ایک اشرفی نذر کی اور کہا کہ دو اشرفی روز حاضر کرونگا مجکو لشکر مین دوکان عنایت ہو خواجہ نے سراے مین
اُسکو جگہ دی صبح کو امیر نے سنا کہ دو سردار آج پھر غائب ہوئے اور انکا نشان بازار چار طاق اور چوب شماع
سے آگے معلوم نہین ہوتا امیر نے عمر کو حفاظت لشکر کے باب مین بہت تاکید کی دوسرے روز صبح کو پھر
سنا کہ دو سردار اور غائب ہوئے امیر متفکر بیٹھے تھے کہ عادی ایک طفل کو ہمراہ لیے ہوئے بارگاہ مین
آئے امیر نے ایک عیار بچہ کو دیکھا کہ نہایت حسین ہی اور بانہ عیاری اُسکے جسم پر آراستہ ہین اس عیار بچہ
نے پہونچ کے امیر کو مجرا کیا اور عمر کی طرف دیکھکے کہا کہ اے شخص تو کرسی ہدہد پر کیون بیٹھا ہی کہ جس سے دودک
کی تدبیر ابتک کچھ نہوئی یہ سُنکے خواجہ کے چہرہ کا رنگ فق ہو گیا شاہ اسلام نے اُس طفل کو دیکھکر کہا اسے مین
اپنا عیار کرونگا امیر نے اُس سے نام پوچھا اُسنے کہا نعمان خنجر گزار میرا نام ہی اور نام بدل لینا مناسب نہین ہی
شاہ اسلام نے فرمایا تو میرے پاس رہیگا اُسنے کہا آپ کی خدمت مین رہنا میرا باعث فخر ہی بادشاہ نے اُسکو خلعت
دینے کا قصد کیا اُسنے کہا کہ انشاء اللہ بعد کار نمایان کے غلام خلعت لیگا لیکن یہ شخص جو کرسی پر بیٹھا ہی اُٹھ جاے
امیر و بادشاہ اُس طفل کا ہاتھ پکڑ کے خلوت مین لے گئے اور اُسکا حسب نسب دریافت کیا اُسنے کہا کہ مین فرزند عمر
ہون اور بطن یاقوت ملک سے میرا تولد ہی بعد ازان بارگاہ مین آکے کہا کہ جو شخص تین روز مین دودک کا سر لائے
وہ کرسی ہدہد پر بیٹھے اور اگر مین اُسکا سر لاؤن تو خواجہ میری شاگردی کرین عمر نے جھلا کے کہا قبول ہی بعد اس گفتگو کے
ہر ایک عیار اپنی اپنی فکر مین مصروف ہوا لیکن دودک بعد نصف شب کے اپنی دوکان سے بارگاہ سلیمانی کے قریب

آیا اور نقب دینے کا قصد کیا مگر دل مین خیال کیا کہ بارگاہ معجزہ کی ہی نقب کارگر نہوگی یہ تصور کرکے جمہور کی بارگاہ
مین گیا اور جمہور کو بیہوش کرکے کمند مین باندھا اور حلقۂ کمند بارگاہ سلیمانی پر پھینکا وہ جاکے قبۂ بارگاہ مین
پیچیدہ ہوا دودک بذریعہ کمند بالاے بارگاہ پہونچا اور قبہ کو چاک کرکے دیکھا کہ امیر عالم خواب مین ہین اور
مقبل تیر و کمان لیے ہوئے سرگرم پاسبانی ہی دودک نے پروانہاے بیہوشی شمعون پر ڈالے کہ جسکے
دھوئین سے مقبل بیہوش ہوا دودک نے بارگاہ مین اترکے دیکھا کہ امیر بالکل غافل سو رہے ہین پس اپنے
بیابہ عیاری کا ہاتھ پر چڑھا کے کفچہ مین کئی مثقال بیہوشی رکھکے نتھنون کے قریب لیگیا جب امیر نے
نفس کشی کی بیہوشی دماغ پر چڑھگئی اور چھینک آئی اسنے جھٹ پٹ امیر و مقبل کا پشتارہ باندھ زیر بارگاہ
آیا قضارا اُسیوقت شاپور خیر دل بھی پہونچا اور دودک کو پشتارہ لیجاتے دیکھکر آواز دی قران وچالاک
بھی شاپور کی آواز سُنکے آ جاتے اور للکارا کہ او نامرد چہ اب تو کہان جائیگا دودک نے عیارون کی آواز سُنکے خیال
کیا کہ اگر مین پشتارے لیکے جاؤنگا تو سب مجکو پہچان لینگے یہ تصور کرکے پشتارے زیر بارگاہ رکھکے مثل برق کے
نکل گیا عمر نے پہونچکے فتیلۂ رفع بیہوشی دیا اور امیر کو ہوشیار کیا اسوقت امیر نے ثعبان سے فرمایا کہ ای ثعبان
اپنے پدر سے مصالحہ کرلے کہ عمر تیرا بزرگ ہی بقولیکہ تکیہ برجای بزرگان نتوان زد بگزاف ؛ مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی ؛
اور ای عمر یہ تمھارا فرزند ہی بطن یاقوت ملک سے اسکا تولد ہوا ہی عمر یہ سُنکے نہایت خوش ہوا اور ثعبان کو
سینہ سے لگاکے بہت پیار کیا ثعبان نے کہا جو بقر بھونجہ تمھارے لشکر مین مقیم ہی وہ دودک ہی عمر نے
یہ سُنکے ثعبان کو تحسین و آفرین کی اور چھ ہزار عیار کی جمعیت سے عمر روانہ ہوا شاپور و قران بھی ہزار ہزار
عیار لیکے گئے لیکن ثعبان سب سے بیشتر گیا عمر بقر بھونجہ کی دوکان پر پہونچا دودک عمر کو دیکھکے پہچان
گیا کہ عمر بارادہ بدی آیا ہی بس دودک فوراً اٹھکے دوکان کے اندر گیا اور غایب ہوا خواجہ بھی دوکان
کے اندر پہونچے اور تلاش کیا مگر دودک کو نپایا ایک کونے مین نصب تھی اُسکو اٹھا دیا دہنہ
نقب معلوم ہوا شاپور و قران نقب مین کود پڑے اور عمر بھی اُنکے عقب مین کودا دیکھا کہ قران و شاپور
اور دودک کے لوگون سے باہم شمشیر زنی ہو رہی ہی عمر بھی نیچہ پکڑکے جا پڑا اُس جگہ دودک کے بائیس
عیار زنگی تھے کہ دودک جس سردار کو گرفتار کرکے لاتا تھا یہ زنگی اُسکو فوراً نمرود کے پاس لیجاتے تھے
الغرض قران وغیرہ نے ان سبکو قتل کیا مگر دودک نملا جب دوسری طرف صحرا مین نقب سے نکلے دیکھا
کہ ایک کوہ زمین پر پڑا ہی اور ایک ستارہ بالاے کوہ کے بیٹھا ہی جب قریب پہونچے دیکھا کہ ثعبان دودک
کے سینہ پر سوار ہی حلقہ ہاے کمند مین اُسکو گرفتار کیا ہی اور اُسکی چھاتی پر بیٹھا ہی اللہ دودک نے
ثعبان کو زخمی کیا ہی اور ثعبان نے بھی دودک کو زخمی کیا ہی دودک ہرچند اپنی رہائی کا قصد
کرتا ہی لیکن ثعبان اُسکو نہین چھوڑتا ہی اس اثنا مین عمر نے پہونچ کے چند بفیہ بیہوشی دودک کو مارے
اور بیہوش کرکے اُسکا سر کاٹ لیا اور اُسکے پانؤن مین ریسمان باندھ کے کشان کشان امیر کے پاس لائے
امیر نے ثعبان کا حال سُنکے اُسپر بہت نوازش فرمائی اور خلعت ہاے فاخرہ سے مخلع کیا بعد ازان امیر نے
حکم دیا کہ دودک کی لاش تشہیر کیجاے غرضکہ اُسکی لاش کو ہاتھی کے پانؤن مین باندھ کر تمام قیطولون کے نیچے پھرایا
خونخوار نے یہ خبر نمرود سے بیان کی وہ حرامزادہ یہ خبر سُنکے بہت گریان ہوا گریہ و لدالزنا اپنی فکر سے کب غافل رہتا ہی
ہر روز فکر تازہ مین تھا کہ ایک دن ہواے تندچلی نمرود نے اپنا منہ اُس دیوار گیری مین کہ جو دریچہ گنبد قیطول مین تھی

آگئی

ڈالا اور کہا اے شیطان مین نے تقدیر تازہ کی تیلئے ایک سوار قدرت کا جسکو اتنک مین نے پوشیدہ رکھا تھا اسے
وہ جنگ کریگا یہ کہکے طبل جنگ کا حکم دیا ہرکارے جو بامر جاسوسی یہان لگے ہوئے تھے خبرین لیکر امیر
کی خدمت مین حاضر ہوئے اور دست ادب باندھ کے عرض کیا کہ نمرود مردود نے طبل جنگ بجوایا ہے اور
قصد ہے کہ آتش فساد کو دوبالا کرے باقی خیر و عافیت امیر نے بھی اپنے لشکر مین کوس حرب کی نوازش کا حکم دیا
نقارخانہ سکندری مین طبل سکندری پر چوب پڑی جسکی ہیبت سے گاو زمین دہل گئی ۔ ز نقارہ آواز آمد عجیب
کہ نصر من اللہ و فتح قریب ۔ رات بھر دونون لشکرون مین طیاری سامان جنگ ہوا کی شجاعون کے سر مین
سودائے شجاعت عروس مرگ کے دیوانہ الفت لیکن ان دیوانون کو ننگ و نام در کار نامردی سے ننگ و عار
آمادہ کار زار نہ پروائے مال نہ خواہش زندگی صرف آبرو کے طلبگار تیغون کی جھنکاران سودا زدون کے حق
مین دیوانہ کے سیلے ہو جرأت کا جوش نامور ہونے کی جستجو اگر دشت پیمائی کا عزم کرتے تو دامن صحرائے
کارزار مین پھرتے عیوض جامہ دری دامن حیات دشمن کی دھجیان اڑاتے سر بر تیر کو نوک خار صحرائے
شجاعت سمجھکر پاے دل سے آبلے پھوڑتے لباس نامردی پارہ کرکے شاہد غرور سے عشق مین جان
گنواتے غرضکہ پہر رات تک یہی شورش رہی کہ نیزے لبان دیوانگان صحرائے نبرد سر کھولے تھے تلوارین پیرہن
غلاف و نیام اتار کر عریانی پسند تیر دہشت کی لیکر بھاگنے پر آمادہ خلش انکی علاج دل دردمند سپرین بہ رنگ
خون سودائیان سیاہ گرزون کو سر بمیدان حرب رکھنے کی چاہ اب سوفار چلا کر تیر مارنا چاہتے گوشہ کمان
سے خدنگ نکلکر دلفگار لاتے کمندین زلف گرہ گیر کیطرح دل کی الجھن کا پتہ بتاتین زرہین حلقہ زنجیر دیوانگان
کیصورت انکھین دکھاتین ہر سمت سے غل اور شورش برپا یہ ہنگامہ تھا کہ

دیوانہ رزم تھا دل زار
بیجا یہ زخمون کا شکرانہ

پروانہ حرب شمع رخسار
تیغون کی پسند آگئی چال
دل ہو گیا عشق سبزہ پامال

دل شوق مین حرب کے دوانا
جب جوش سودا رشب خاطر دہر سے کم ہوا اور سحر کی نوجم سے ہر غافل چونکا تب

وہ بھی تھی اک سیمیا کی سی نمود
تھی منظر بندی کیا عجب دیکھ
سمجھو کو راز مہ و اختر کھلا
وہ گلرنگ کا ساغر کھلا
صبح آیا جانب مشرق نظر
لائے ساقی نے صبوحی کے لیے
اک نگار آتشین رخ پر کھلا
دکھایا ہے ایک جام زر کھلا

صبحدم سیر دار مسلح و مکمل ہوکے در دولت شہنشاہ پر بصولت حاضر ہوئے بادشاہ بھی لباس رزمی
سے آراستہ برآمد ہوئے ہر ایک سے مجرا لیا تاج زرین مہر پایا خسرو آفاق کے منہ پر کھلا

ایک کہے وارث کو دیکھا خلق نے
بادشہ کا رایت لشکر کھلا
اب فریب طغرل و سنجر کھلا
مہر کا ضیا جیسے رخ جگر کھل گیا
بھلے دارا کا نکل آیا ہے نام
اسکے سر ہنگو کا عیب و فن کھلا

غرضکہ تخت شاہ گردون اساس
ہر ایک جرأت شناس قلب لشکر مین رکھکر روانہ ہوا فوج ظفر موج سویرے ہی سے گروہ گروہ و قشون
قشون جانب وعدہ گاہ مصاف روانہ تھی شاہ کے چلنے سے دریائے لشکر موج مارنے لگا اسلحہ کی آواز تا گنبد
سما پہونچی نقارون سے صدائے نصر من اللہ بلند ہوئی جب شجاعان روزگار عرصہ کارزار مین پہونچے ترتیب
صفوف مین مصروف ہوئے نقیب بول کر ہٹ گئے اسطرف نمرود فلک چہارم پر پہنچا اور لقا لشکر لیکے
صفوف اسلام کے مقابل آکر جمگیا کہ ناگاہ پردہ بیابان سے ایک گرد تاریک بلند ہوئی جب ہوا سے دامن گرد
شگافتہ ہوا لقا بدا زرد پوش بالباس جواہر نگار پہونچا اور نمرود کو سجدہ کرکے میدان کیطرف مرکب جولان کیا
اور نہیب دیا کہ اے قوم اسلام تم مین سے جسے تمنائے مرگ ہو میرے مقابلہ کو آئے مگر ایک عقاب بالائے آب

دہر نقابدار سایہ فگن تھا تورج بن مدلیع اجازت لیکر میدان مین آئے بعد تگاور زنی نقابدار نے نیزہ مارا بعد چند طعن کے نیزے پھینک دیے اور تورج نے نقابدار کے تلوار ماری لیکن تلوار نے کچھ اثر نکیا اور نقابدار نے ہاتھ بڑھا کر تورج کا گریبان پکڑا اور کشتی شروع ہوئی اثناے کشتی مین نقابدار نے عقاب کیطرف دیکھا عقاب نے تورج پر اپنا سایہ ڈالا بس فوراً تورج کے جسم سے زور و قوت زائل ہوئی نقابدار نے تورج کو گرفتار کر کے خونخوار کے حوالہ کیا اور آواز دی کہ اور جسکو اپنی جان دو بھر ہو وہ میرا سامنا کرے دست چپ سے خورشید بن ہاشم نے گھوڑا اپنا مہمیز کیا اور اسیطرح نقابدار کے ہاتھ سے گرفتار ہوا بعد نقابدار طبل بازگشت بجواکے صحرا کی طرف چلا گیا امیر میدان سے غمگین واپس آئے دوسرے روز پھر دونون لشکر میدان کارزار مین آکر صف کشیدہ ہوئے اُسی طرح نقابدار آیا اور مبارز طلبی کی ادھر سے دارا مقابلے کے لیے گیا بعد رد و بدل فنون سپاہگری مثل تورج و ہاشم کے یہ بھی اسیر ہوا مبارزان نو سردار یکے بعد دیگرے میدان مین آئے اور نقابدار کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے یہ دیکھکے مقبل نے ایک تیر عقاب کو مارا مگر عقاب کے دہن سے شعلہ نکلا جس سے تیر جلکر زمین پر گر پڑا القصہ جب وہ وقت آیا کہ دامن سیماب روز تمازت آفتاب سے پارہ ہوا اور مہوس دہر نے زیبق مہر کا کشتہ بنا کے قرص ماہتاب پر چڑھایا

چو سلطان شب چتر بر سر گرفت
سواد جہان را و عنبر گرفت
ستارہ چنان گنج از زر فشاند
کہ مہد زمین گاو بر گنج راند
فرود آمدند از دو جانب سپاہ
بزرگہا نشاندند بر پاے گاہ

دونون لشکر میدان سے بازگشت کر کے اپنے اپنے قیام گاہ پر آسایش پذیر ہوئے خواجہ نے عیارون سے کہا کہ نقابدار کا حال جلد دریافت کرو عیارون نے کہا کہ ہم آپکے حکم سے پیشتر گئے تھے الا نقابدار کا کچھ نشان معلوم نہوا غرضکہ سات میدان داری مین ایک سو بیس سردار نامی و نامور نقابدار نے گرفتار کیے ایک روز نمرود نے فلک چہارم پر نقابدار کی دعوت کی عیار تو یہان بھی بہر استخبار حالات موجود ہی رہتے ہین شاپور نے حال دعوت نقابدار سنکے زیر قیطول اپنے تئین پوہنچایا اور دل مین اسنے خیال کیا کہ جب نقابدار یہان سے مراجعت کر کے اپنی جگہ پر جائیگا اسوقت مین اسکا کام تمام کرونگا لیکن نمرود نے نقابدار سے کہا کہ ای شہسوار قدرت کوہستان مین تمہارا رہنا مناسب نہین ہی ایسا نہو کہ عیارون کے ہاتھ سے تمکو کچھ صدمہ پوہنچے نقابدار نے ہنسکے کہا وہین رہنا بہتر ہی مین خود چاہتا ہون کہ وہان کوئی آئے اور آنے کا مزہ چکھے القصہ جب نصف شب گذری نقابدار جلسہ دعوت و بزم مسرت سے فراغت حاصل کر کے بقصد مراجعت زیر قیطول آیا اور مرکب صبا رفتار پر سوار ہوکے جانب کوہ روانہ ہوا شاپور نے پہلے ہی سے جاکے قریب کوہ حلقہاے کمند بچھا کے پوشیدہ کر دیے تھے جب نقابدار حلقون کے نزدیک پوہنچا شاپور نے کمند کا جھٹکا مارا نقابدار اپنی رو مین چلا جاتا تھا کہ جھٹکا کھا کے گھوڑے کا پانون الجھا اور نقابدار پشت بزمین رسید ہوا فوراً شاپور نے قریب ہوکر قصد کیا کہ خنجر ماروں دفعتہً اُسی عقاب نے پہونچکے شاپور پر اپنا سایہ ڈالا شاپور بیحس و حرکت ہوگیا اور عقاب نے حلقہاے کمند اپنی منقار سے کاٹ دیے نقابدار نے اُٹھکے کہا کہ مین تجکو ایسے عذاب الیم سے قتل کرونگا کہ مرغان ہوا و ماہیان دریا تیرے حال پر گریہ و زاری کرینگے یہ کہکے اور شاپور کو اپنے ہمراہ لیکے قیطولون کیطرف روانہ ہوا اور نمرود سے تمام حال کہا اور کہا مین نے دام واسطے عمر کے بچھایا ہی کہ وہ ضرور شاپور کو چھڑانے آئیگا مین اسکو بھی گرفتار کرونگا بعد ازان کہا کہ میرے نام طبل جنگ کا حکم دو مین اہل اسلام سے کسیکو زندہ نچھوڑونگا یہ کہکے نقابدار تو اُسطرف روانہ ہوا اور یہان

جب

طبل جنگ بلند ہوئی سرداران لشکر اسلام نے آواز کوس حرب سنکے امیر سے عرض کیا امیر نے بھی بفضل رب قبہ پر سے اپنے لشکر مین
نقارۂ رزمی کی نوازش کا حکم دیا یہان بھی کوس حربی پر چوب پڑی شب بھر درستی اسباب جنگ ہوتی رہی جب شاہ زرین کلاہ
خاوری نے عرصہ افلاک پر رخ روشن اپنا دکھایا ؎

دگر روز کین ساقی صبح خیز | ز مے گرد بر خاک یاقوت ریز
دو لشکر چو دریای آتش دمان | کشادند باز از کمینہا کمان

صبحکو دونون لشکر میدان کارزار مین آکر صف بستہ ہوئے نقیب
گرگاک کہکے کنارہ ہوئے کہ نقابدار زرد پوش نے صف سے نکلکے نہیب دیا کہ دفعۃً آسمان پر آواز قرنا و شہنا بلند ہوئی
اور تین لاکھ بہادر گردن دیوان پر سوار اور ایک نقابدار سبز پوش لباس زرین پہنے بالاے تخت الماس
اور چالیس ہزار پریزادین مگس پران اور باز سفید سر پر سایہ فگن نمودار ہوا اور فوراً نقابدار زرد پوش کے
مقابلہ مین آیا نیزہ بازی گرز بازی فنون سپہ گری کارد و بدل ہوکر شمشیر زنی ہونے لگی آخر الامر سب حربون کے
بعد نوبت کشتی کی آئی نقابدار زرد پوش ہر بار عقاب کی طرف دیکھتا تھا عقاب قصد کرتا تھا کہ مین سبز پوش پر
اپنا سایہ ڈالون لیکن باز سفید کے خوف سے باز رہتا تھا قریب نہ آتا تھا آخر زرد پوش نے بنگاہ قہر عقاب کیجانب
دیکھا عقاب نے قصد کیا کہ سبز پوش پر سایہ ڈالون کہ باز سفید نے عقاب کی آنکھون مین چنگل مارا اور
اُسطرف سبز پوش نے زرد پوش کو زمین پر مارا اور وہان باز نے عقاب کو دبوچا باز نے عقاب کو اور سبز پوش نے
زرد پوش کو دو پارہ کیا تاریکی برپا ہوئی اور آواز آئی کشتی مرا نام من عزرائیل جادو بود افسوس کہ مردم و
جان دادم بمطلب خود نرسیدم واضح ہو کہ یہ ملعونہ نمرود کی جدہ تھی اور عمر اُسکی سات سو برس کی تھی اور تلبیس گر کا
قد تھا جب وہ ساحرہ قتل ہوئی تو نمرود کے لشکر نے جنگ مغلوبہ کرنے کا ارادہ کیا مگر بختیارک ایک ہی
ہوشیار ہے اسنے جھٹ پٹ طبل باز گشت بجوادیا نمرود رنجیدہ ہوکے اُٹھ گیا مگر عیار نقابدار نے امیر کی خدمت مین
حاضر ہوکے کہا کہ سبز پوش آپسے اساسۂ صاحبقرانی طلب کرتا ہے اور عیار خواجہ سے بانیاے عیاری طلب کرکے اپنے مقام پر روانہ ہوئے

اب دو کلمہ داستان نمرود کے بیان ہوتے ہین

کہ نمرود اپنی جدہ کے غم و الم مین بیٹھا تھا کہ ایک کبوتر نے آکر نامہ دیا نمرود نامہ پڑھکے بہت خوش ہوا اور جواب
نامہ خود لکھکے کبوتر کو دیا کبوتر تو اُسطرف روانہ ہوا اور یہان نمرود نے لاف و گزاف مارنا شروع کیا اور کہا مین نے
تقدیر کی ہے کہ کل لشکر اسلام کو تباہ کرونگا بعد دو گھڑی کے چار تخت جانب فلک سے آئے اور ایک زن جمیلہ
کہ جسکا حسن بے نظیر ہمکا تھا پوشاک نافرمانی پہنے ہوئے زیور و لباس سے آراستہ و پیراستہ تخت پر سوار تھی اور چار سو
ساحرہ اُسکے ہمراہ تھین اُسنے پہونچکے نمرود کو سجدہ کیا اور کرسی پر بیٹھ گئی نمرود اُسکی آن بان حسن جمال دیکھکر فریفتہ ہوا
یہ عزرائیل جادو جدہ نمرود کی دختر ہے اور اُسکا نام فتنہ انگیز جادو ہے نمرود و بختیارک نے فتنہ سے عمر کی بہت
شکایت کی فتنہ نے کہا اول مین عمر کی تدبیر کرتی ہون نمرود نے دربار برخاست کیا اور اُسطرف امیر نے بھی دربار
برخاست کیا عمر امیر کے ہمراہ جاتا تھا کہ دفعۃً ایک پنجہ گرا اور عمر کی کمر مین ہاتھ ڈال کے لیچلا عمر نے ہر چند داد و
بیداد کی اور امیر نے یہ حال دیکھکے تیر مارا لگر کارگر نہوا پنجہ عمر کو لیے ہوئے یہ جادہ جا ایک سمت کو روانہ ہوا امیر نے غم عمر مین
تمام دن کھانا نہ کھایا اور اُسطرف پنجہ نے عمر کو قیطول پر نمرود کے پاس پہونچایا عمر کی جب آنکھ کھلی نمرود و فتنہ کو گرفتار گو
دیکھکر افسوس کیا اور کہا کوئی میری فریاد نہین سنتا فتنہ نے کہا خداوند نمرود رحیم ہے جو تجھکو لینا ہو کہو عمر نے کہا نمرود میری
قدر نہین کرتا اور دو روپیہ آٹھ آنہ ماہواری مجکو دیتا ہے جسمین میری بسر نہین ہوتی میرا قصد ہے کہ نمرود کو سجدہ کرون مگر یہ خیال
آتا ہے کہ بختیارک میرا عدوے جانی ہے وہ مجکو زندہ نچھوڑیگا نمرود نے کہا اگر تو مجکو سجدہ کرے تو سب سے زیادہ تیرا مرتبہ ہوگا

عمر نے یہ سنکے سجدہ کیا بختیارک نے عمر کے بارہ مین کچھ کہنے کا قصد کیا نمرود نے کہا اگر بمقدمہ عمر مین تو نے کچھ کہا
تو ایسی کفش کاری کرونگا کہ تو بھی یاد کریگا بختیارک یہ سنکے زیر قیطول آیا اور خونخوار سے کہا کہ تو جا کے نمرود کو
عمر کے کر سے جلد آگاہ کر چنانچہ خونخوار نے آکے عمر کے مقدمہ مین کچھ کہا نمرود نے اُسکو بھی نکلوادیا اور عمر کو خلعت بیش بہا عنایت
کیا عمر نے کہا یا خداوند دو شمعدان محفل مین روشن کرا دیجیے اور لوگونکی آمد و رفت موقوف کرا دیجیے اور عمر گوشہ مین جا کے
بصورت زن جمیلہ آراستہ ہوکے روبرو آیا فتنہ نے عمر کی بہت تعریف کی عمر نے جوڑی کو نکال کے بالحان داودی
بجانا شروع کی اور حالت ترنم مین موتی منہ مین رکھ کے تار مین پروئے اور انواع و اقسام کے کرتب و شعبدے
دکھا کے حضار مجلس کو محو تماشا کیا اور سب کی آنکھ بچا کے شراب مین دارو بیہوشی ملائی اور ساقی گری کر کے
سبکو بیہوش کر دیا اور نمرود کی ریش تراشی کر کے لقا و نمرود کو مثل فاعل و مفعول ایک کو دوسرے پر دو آلکے
دونون کے منہ کالے کیے اور خود زیر تخت نمرود پوشیدہ ہوا کیونکہ راہ آمد و رفت قیطول معلوم نہ تھی جب کہ
بعد عرصہ کے کفار کو ہوش آیا خیال کیا کہ یہ کام عمر کا ہے ایک نے کہا کہ عمر تو خود بروے سیاہ بیہوش پڑا ہے نمرود
نے کہا اُسکو میرے پاس لاؤ اور خواجہ سے حال پوچھا خواجہ نے کہا کہ عداوت خونخوار نے یہ حرکت مجھسے
سرزد کرائی مگر فتنہ نے کہا کہ جان بخشی کا یہی عوض تھا اور برہم ہوکے سحر کیا مگر عمر فی الفور منڈھی استادہ کر کے
اُسمین بیٹھا اور کہا کہ اب کوئی میری پشم بھی کندہ نہین کر سکتا گلستان جادو برادرزادی فتنہ نے بڑھکے سحر کیا
مگر کچھ اثر نہوا اور جب منڈھی کے روبرو آئی سرنگون آویزان ہوگئی فتنہ یہ حال دیکھ کے زیادہ تر برہم ہوئی اور خود
سحر کرتی ہوئی قریب منڈھی کے آئی وہ بھی سرنگون ہو کے لٹک گئی عمر نے سیخ نکال کے آگ روشن کی اور کہا اب
مین ان دونون کے کباب لگاؤنگا نمرود نے کہا اے عمر انکے عوض جو کچھ تو مانگ مین تجکو دونگا مگر انکو رہا کر دے
عمر نے کہا اے ادبار تجھے یہان سے جا کے دوسری جگہ پوشیدہ ہو اور جسقدر تیرے پاس روغن نفت پارچہ
وغیرہ موجود ہو وہ مجکو منگوا دے نمرود نے مارے خوف کے سب اشیا مہیا کرادین بختیارک یہ سب
تماشا دیکھ رہا ہے مگر کیا کرے دم نہین مار سکتا آخر اسنے چپکے سے لقا سے کہا کہ اے گیدی جلد یہان سے
بھاگ کہ وقت بد آیا ہی چاہتا ہے اور نمرود وہان سے دوسری جگہ مخفی ہوا عمر نے آکے جس جگہ دیو تھا
وہان کھڑا ہوا عمر کو یہان سے دیو تا شعور آیا اور قیطول پر سے عمر کو اُٹھا لایا اور خدمت امیر مین حاضر کیا
امیر سے ملاقات ہوئی امیر نے کیفیت دریافت کی خواجہ نے حال بیہوش کرنے تمام محفل کا اور داڑھی تراشنا نمرود
اور لقا کا بیان کر کے وہ داڑھی پیش کش کی اسیوقت ریستیان اُسکی بٹواکے گدھون کے سمون مین
بندھوائین یہ خبر نمرود اور لقا کو پہونچی دیو سرخاب کو نمرود نے حکم دیا کہ عمر کو پکڑ لا غرضکہ یہ آیا اور عمر کو تلاش کرتا
تھا کہ حسب اتفاق بدیع الزمان کی نظر جا پڑی اُنھون نے ایک تیر کمان مین جوڑ کر مارا کہ وہ ملعون گر کر داخل
جہنم ہوا یہ خبر بھی نمرود کو پہونچی یہ نہایت مضطر تھا کہ طلالہ جادو آئی اور حال پریشانی نمرود کا دیکھکر اُسنے
عرض کیا کہ یا خداوند آپ سراسیمہ نہون میرے نام طبل جنگ بجنے کا حکم دیجیے مین سب خدا پرستون کا خاتمہ
کر دونگی اور حضور ملاحظہ فرمائین گے کہ لونڈی نے کیا کیا کار نمایان کیے غرضکہ اس قحبہ نے اپنے نام پر طبل
جنگ بجوایا ہرکارے جو باہر جاسوسی معین تھے وہ خبرین لے لیکے خدمت امیر مین حاضر ہوئے اور دعا و
ثنا بادشاہی زبان پر لائے نظم

ہو سبے تیرا جواہر کرامت زمین پر
چاہیے اگر کوئی دو جہان کا متاع و مال
پیدا بجاے دانہ کہ ہون ہر سال
تیرے گدا کے در سے گر پھر آئے وہ سوال
رضی سے گر چلے نہ ترے اک دم سپہر

دست قضا اٹھائے اُسے دیکے گوشمال	ہے پر غرور کی رگ گردن میں نیش سے	ہو جائے خشک خون رگ یاقوت کی مثال

غرض کیا کہ نمرود بے ایمان نے بنام طلالہ جادو طبل جنگ بجوایا ہے کل آتش فساد کو وہ بالا کریگا باقی خیر و عافیت امیر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بہت جلد بتائید ربانی طبل رزم بجے جیسا کچھ کہ نقاش ازل نے ہماری سرنوشت میں تحریر کیا ہے وہ پیش آئی ہے شاگردان عمر نے نقارخانہ سکندری میں جاکر طبل جنگ پر چوب لگائی صدائے فساد ہر سو بلند ہوئی دربار سویرے سے برخاست ہوا ہر ایک بہادر بڑی احتشام اپنے اپنے مقام پر آکر کے تیاری آلات حرب و ضرب کرنے لگا ہنگامہ عظیم برپا ہوا تلواروں کی چمک سے اُس میدان میں چراغان تھا زبان شمشیر پہ ستائی تھی ۔ رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا ۔ مردہ کیا آسمان کے تلے نام رہ گیا ۔ ای عزیزان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید ۔ روز جنگ سے جنانت باید کرد و بکوشش نام و ننگ باید کرد ۔ گیت کڑک کر یہ پکارتے تھے کہ بگ آگے بیت رہے اور بگ پاچھے پت جائے ۔ کاگا ایسے پوت کپوت کا کیوں ماس نہ کھائے ۔ کمانیں چلاتی تھیں کہ صبح کو ہنگامہ عظیم کا سامنا ہے تیغیں زبان حال سے گویا تھیں کہ کل سر میدان دشمن کو لوہا مارنا ہے غرضکہ بہادروں نے غسل کیا شمشیر و تیر کے خوف سے رات بھی کٹ گئی دو پہر رات گئے نقیبوں نے آواز یہ صدا دی ۔ جوانو جوان بخت ہشیار ہو ۔ سپاہو سپے اپنے خبردار ہو ۔ اب وہ زمانہ آیا کہ تیغ آفتاب کو نیام مشرق سے نکال کر ترک دہر نے چمکایا اور شاہد شب نے برقع روز میں منہ چھپایا ہے ۔ ہوا خورشید مشرق سے پیدا ۔ جہاں میں ہر طرف پھیلا اجالا ۔ ہوا جب مہر تابان روشنی بار ۔ اٹھے لڑنے کو طالب سے سردار ۔ صبح ہم لشکر خیل خیل حشم حشم پلٹنیں اور رسالے سب سردار فوج کو سنبھالے جانب میدان کارزار روانہ ہوئے اور جملہ سردار لشکر کو میدان میں پہونچا کر خدمت امیر میں آئے امیر مسجد کے پاس میں ورد و وظائف سے فراغت حاصل کر رہے تھے کہ الو الفتح اصفہانی نے خدمت امیر والاعزت میں عرض کی کہ یا امیر کشور گیر ۔ دو لشکر رسیدہ بجائے مصاف ۔ دو پرکالہ بستند چون کوہ قاف ۔ امیدوار قدوم میمنت لزوم صاحب قرانی ہیں چنانچہ صاحبقران نے تسبیح صد دانہ کو رکھکر سر سجدہ میں جھکایا اور دعائے فتح و ظفر مانگی کہ خداوندا مجھے فتح و ظفر دے یہ حمزہ کافر کو جاکے مارے الٰہ العالمین بیا دشمن لے ۔ مجھے ان کافروں پر فتح دے غرض سر سجدہ سے اٹھا کر صندوق اسلحہ کو طلب فرمایا اور کل اسلحہ کو جسم انور پر مزین فرما کے برآمد ہوئے دیوانہ بن قندس اشقر دیوزاد کو لیے ہوئے کھڑا تھا صاحبقران نے اسکے قریب آکر انگشت شہادت سے یا علی اسکی گردن پر لکھکر خانہ زین کو مثل خانہ آفتاب منور فرمایا صدائے بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند ہوئی جلودار نے دامن عبا و قبا کو درست کیا اشقر شیر کی طرح کلائیاں مارتا ہوا کجداریاں کرتا جانب در عیش محل شہنشاہ اسلام روانہ ہوا امیر یہاں آکر ٹھہرے نوجوانان تہمتن تودے بنا کر تیراندازی کرنے لگے اسوجہ سے کہ ابھی بادشاہ برآمد نہوئے تھے غرض بعد کچھ دیر کے شاہ جمجاہ برآمد ہوتے پردہ زنبوری عیش محل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر کھچا آواز غراٹے کی بلند ہوئی امیر اور سب سردار مؤدب کھڑے ہوگئے اور محرا گاہ پر جاکر ٹھہرے کہ یکایک جلوس شاہی ماہی مراتب وغیرہ نکلا ڈنکے پر چوب پڑنے لگی صدائے نصر من اللہ و فتح قریب آئی چوبدار و خدمتگار ہرکارے نقیب وغیرہ آگے بڑھے طفلان ماہ طلعت عود و عنبر کے ظروف لیے خوشبو کا بخور کرتے ہوئے نکلے کہاریاں پری تمثال دریان زر کار پہنے پھلیاں ماتھے پر لگائے تخت بادشاہ کا کندھوں پر اٹھائے تھیں اور گرد و پیش کنیزیں مہر طلعت اور پیش خدمتیں قبول صورت کنول اور اسکے نقرئی و طلائی لیے رواں تھیں غرضکہ زنانی ڈیوڑھی سے سواری برآمد ہوئی کہاروں نے بڑھکر کہاریوں سے

تخت بدلوایا شہنشاہ ذیجاہ گردون بارگاہ برامد ہوئے امیر نے فراشی مجرا کیا مردہا نکار ابادشاہ مہابلی سلطان عالم ظل اللہ نگاہ روبرو بادشاہ نے حمزہ صاحبقران کو دیکھکر سینہ پر ہاتھ رکھا اس سے یہ مراد تھی کہ جگہ تمھاری ہمارے دل مین ہی بعد ازان سب سرداران وافسران فوج کا مجرا وسلام ہوتا ہو اسواری بادشاہ کی بسان باد بہاری جانب جنگگاہ روانہ ہوئی وہ صبح کا وقت نسیم عنبر شمیم کا چلنا شمعون کا جھلملانا نقیبون کی منقبت خوانی کرنا ہر دم ڈنکے پر چوب پڑتی تھی گھوڑے ہنہناتے تھے ترک فلک بھی لشکر کی شان وشوکت پر نثار تھا غرضکہ بایں تجمل وشوکت وارد دشت مصاف ہوئے پلٹنین جم گئین رسالون کے پرے قائم ہوئے گرد سقون نے نکلکر چھڑکاو کیا گرد وغبار کو بٹھایا صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے بخوش الحانی مذمت دنیا کی

فانی سنائی ہے
نہین دنیا مقام آسایش

ہان دلا گر نظر بدید غور
کوئی بزم طرب کا بانی ہی

دیکھ دنیا ہے بے ثبات کا طور
کہین ماتم ہی نوحہ خوانی ہی

بھول مت دیکھ دیکھ آرایش
کاسہ چینی ہے اسمین نہ کر اتنا غرور

ہمنے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو
نام رستم کا مٹا دو آج ہے وہ معرکہ

بیاہ لیجاؤ عروس موت کو
کھاؤ پھل تلوار کا اور پھول سونگھو ڈھال کا

دو طلاق اسکو زندگی کی سونکر
یہ صدا دیکے نقیب کنارے ہوئے

صفین میمنہ میسرہ قلب وجناح ساقہ دکمینگاہ جو آراستہ ہوئین آنپر مثل صف مژگان سناٹا ہوگیا اسوقت طلالہ جادو اپنے تخت کو بڑھاکر سامنے نمرود کے آئی اور ہاتھ باندھکر پکاری کہ یا خدا وند اجازت میدان دیجیے نمرود نے کہا کہ ای بندی عزت تو دو بزد وکار مسلمانان را تمام کن تجھے اپنے ید قدرت کے سپرد کیا طلالہ یہ اجازت پاکر بیچ میدان مین آئی اور پکاری کہ ای فرقہ خدا پرستان وای زبردستان تم مین سے جسے تمنائے مرگ ہو وہ میرے مقابلے مین آسئے مگر ان ہر کرا بار سر بر تن است + حکیم علاجش بدست سن است اور ایک شیر اسکے ہمراہ تھا اسکو لیے ہوئے مبارز طلبی کر رہی تھی کہ لشکر امیر سے موج دریا باری صف سے نکلکر اجازت خواہ ہوا امیر نے اسے دیکھ کے کہا کہ کیا زیست سے کنارہ کیا عرض کی غلام اسی دن کے واسطے ہوتے ہین یہ دیکھکے شیر نے دوڑکے ایک طمانچہ مارا موج دریا باری بیہوش ہوگیا شیر اسے اٹھاکے لیگیا طلالہ جادو کے حوالہ کیا اب سرداروں کا تار بندھ گیا جو مقابلہ کو نکلا شیر نے ایک طمانچہ مارکر بیہوش کردیا اور اٹھا لیگیا اسیطرح طلالہ جادو نے تین شبانہ روز مین سترہ سردار شیر سے پکڑوا لیے چوتھا دن تھا کہ صحرا سے گرد اوڑی جب دامن گرد پھٹا ہاشم شمشیر زن اور قہمور دیو پیکر پیدا ہوئے اور جھک کر امیر کو مجرا کیا اور شیر کے مقابلہ پر متوجہ ہوئے کہ شب کو انکو بشارت ہوئی تھی کہ یہ لوح اس شیر پر مارے وہ جلکر خاک سیاہ ہوجائیگا چنانچہ انھون نے حسب ہدایت لوح ایسا ہی کیا شیر سقر فی النار والسقر ہوا فوراً طلالہ جادو شیر کی صورت بنکر ہاشم پر چلی ہاشم نے وہی لوح بیش کی عکس پڑتے ہی وہ سحر بھولی انھون نے تلوار مارکے اسکے دو ٹکڑے کیے یہ معرکہ نمرود نے جو دیکھا قنطوس بن اشکبوس کو مع تین لاکھ فوج کے حکم دیا کہ ہاشم کو پکڑ لو اسنے آکر جنگ مغلوبہ کردی خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی چقاچاق خنجر بگردون رسید + زمین خون شد وخون بکیوان رسید اسیطرح چمکر تلوار چلی کہ ملک الموت روح قبض کرتے کرتے حیران ہوگئے لاکھون آدمیون کا کھیت پڑا ہر ایک نے غنی کھیت رہا سرداران لشکر اسلام نے تین جنکے ہر ایک کافر کو فی النار والسقر کیا عمر نے نمرود کو پکڑ لیا اور قہمور نے بجنگ مردانگی کہ امیر نہایت خوش ہوئے اودھر لقا بولا کہ ہمنے تقدیر گریز اختیار کی لقا ادھر بھاگا امیر نے

چاہا کہ نمرود کو اُسوقت خدا پرست کرین اسنے انکار کیا امیر نے تیر باران کیا اور سب ملک نمرود کا قہمور کو
دیا اور قیلول تو کاغذ کے تھے عمر نے سبکو جلا دیا قہمور نے اپنی جانب سے یہان سردار مقرر کر کے آپ لشکر ظفر
پیکر امیر کے ہمراہ ہوا اب دو کلمہ حال بلاشور کے سماعت فرمائیے کہ وہ لقا سے کہکے لشکر اسلام
تباہ کرنے کو چلا قریب لشکر امیر کے آیا اور عمر کی تلاش کرنے لگا اتنے مین عمر سامنے سے نمودار ہوا اسے
جھک کے مجرا کیا اور دست بستہ عرض کی کہ حضور پر نور نے مجکو نہین پہچانا غلام جعفر کبابی بن کاذب
کبابی ہے اب حضور نے ہمکو پہچانا ہوگا یہ کہکے اسنے قدم آگے بڑھا کر مودب پچیس اشرفیان نکالکر عمر کو نذر
دی عمر تو لالچی بندہ ہی جلدی سے اُٹھکے گلے سے لگا لیا اور کہا کہ آؤ بھائی تم تو ہمارے پرانے دوست
ہو اسنے کہا آپ کیا فرماتے ہین مین ایک ادنے خادم اور تابعدار ہون اسنے عرض کی کہ اب مین کباب
کھلاؤنگا اور عمر نے امیر سے ملاقات کرائی اور بہت اسکی تعریف کی ایسی کہ امیر اس سے نہایت خوش
ہوئے اور عمر نے قلب لشکر مین اُسکو دوکان دلوائی اور وجہ بلاشور کے آنے کی یہ ہوئی تھی کہ چونکہ
امیر نے چند روز سبائل مین قیام کیا تھا اور تمام ارکان دولت و اعیان مملکت نے آکر وہین ملاقات کی تھی
امیر نے شادی کرنا موقوف رکھا اور عمر نے بھی شادی ملتوی رکھی اور سردارون نے اپنی اپنی طرف کوچ
کیا امیر نے بسبب موسم برسات کے سبائل ہی مین قیام فرمایا شدہ شدہ یہ خبر زہرہ شاہ کو پہونچی ملک
جمشید جابلقا نے کہا کہ علاج عمر عیار بلاشور کریگا اور امیر کا علاج اکوان چہار دست سے ہوگا چنانچہ
بلاشور سے پہلے دادبخش جنی آیا دیو اور رنگ اسکے ہمراہ تھا دادبخش نے دیوون سے کہا کہ قہمور کو
لشکر صاحبقران سے لاوین غرضکہ دیو گئے اور قہمور کو لشکر سے اُٹھا لائے اور سحر سے دادبخش نے
قہمور کو اُسی طرح پر کر دیا جیسا کہ سابق مین مبہوت اور دیوانہ تھا اور اُسکو بلاشور کے ہمراہ شکار کے لیے
روانہ کیا کہ درین اثنا لقا مع جمشید کے داخل قلعہ ہوا جمشید نے بہت دلدہی کی کہ خاطر جمع رکھ حمزہ اور
اُسکے سردارون کا مین بخوبی انتظام کر دونگا کہ ناگاہ اس درمیان مین بلاشور شکار گاہ سے آکر بارگاہ
مین داخل ہوا اور زہرہ شاہ کو سجدہ کر کے عرض کیا کہ مین لشکر حمزہ دیکھکر آیا ہون یعنی بلاشور ایک سوداگر
کی صورت بنکے ایک لاغر گھوڑے پر سوار ہوا اور پانچ سو تیس گھوڑے اپنے ہمراہ لایا بازار لشکر مین
آکر بیچنا شروع کیا کہ عمر بھی نرخ بازاری لینے آیا تھا اسنے پوچھا کہ تو سوداگر ہے اسنے کہا ہان مگر عمر تو ایک
ہی عیار قیافہ شناس ہے اسنے عقل سے دریافت کیا کہ یہ کوئی عیار معلوم ہوتا ہے غرضکہ بعد قیل و قال
خوب لڑ بھڑ کر بلاشور بھاگ گیا اور چند روز مین پھر کبابی بنکر آیا اور بطریق مذکورہ بالا اسنے دوکان
اپنی لشکر مین جمائی اور اُسکے اندر سرنگ بارہ کوس کی تیار کی اسنے دوکان اپنی خوب آراستہ کی ایک
جانب گوشت بھن رہا ہے اور کباب طیار ہو رہے ہین سینیین طلائی دلفریب چڑھی ہوئی ہین کہ حسب اتفاق
عمر بھی ایک روز برسم بالادوی جا رہے تھے اور چند عیار اُنکے ہمراہ تھے جب قریب دوکان کبابی کے
پہونچے تو کبابی دوکان سے اُٹھکے عمر کے سامنے آیا اور دست بستہ عرض کی کہ اے خواجہ کباب طیار ہین کھاتے
جائیے یہ سنکر عمر ٹھہر گئے اور وہان معاملہ یہ تھا کہ سیارہ رومی اپنے شاگردون سمیت دوکان کے اندر بیٹھے ہوے
شراب اور کباب اُڑا رہے تھے کھاتے کھاتے اُنکو پیاس لگی پانی طلب کیا انکے پانی طلب کرتے ہی بلاشور نے
تخت کی کل کو جنبش دی سیارہ مع شاگردون کے تہخانہ مین جا رہے عیاران بلاشور نے سبھون کے سر کاٹکر

گوشت کے کباب بنائے اور وہی کباب عمر کو کھلائے خواجہ عمرو وہ کباب کھا کے بہت خوش ہوئے اور روتے
جلتے ہوئے جب چل پھر کر رات کو اپنے خیمے مین آئے تو بلاشور بھی خیمہ عمر کے قریب آیا اور ایک کاغذ اس مضمون کا
لکھکر در خیمہ پر آویزان کر کے چلا گیا کہ اے عمر آگاہ ہو مین بلاشور عیار ہون سیارہ کا کام تمام کر چکا اب تمھارا کام
بھی بہت ہوشیاری کے ساتھ عنقریب اپنے خنجر آبدار سے تمام کیا چاہتا ہون غرض جب صبح ہوئی اور خواجہ عمر اداے
فریضہ سحری کے لیے بیدار ہوئے اور بیرون خیمہ تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک جانب سر سیارہ رومی کا مع سر گیارہ
عیارون کے در خیمہ پر لٹکے ہوئے ہین اور ایک جانب ایک کاغذ آویزان ہے یہ دیکھکر خواجہ بہت متالم ہوئے اور
روتے پیٹتے خدمت امیر با توقیر مین حاضر ہوئے تمام کیفیت گذشتہ عرض کر کے اسی غم مین سیاہ پوش ہوئے یہ حال
سنکر تمام عیار کانپ اٹھے اور امیہ عیار سیہ پوش ہو کے بیس شاگردون کو اپنے ساتھ لیکر بیرون لشکر چلا گیا اور
گرد صحرا کے پھرنا شروع کیا ہر چند جستجو کی لیکن کوئی اثر کسی قسم کا معلوم نہوا اور عمر بیالنسے اٹھکر اپنے خیمے مین چلے آئے
جب دو پہر وقت بارگاہ امیر مین جانے لگے تو راستہ مین جعفر کبابی کی دوکان ملی وہ اپنی دوکان سے اٹھکر عمر
کے سامنے آیا اور عرض کیا کہ آپ اسوقت کہان جاتے ہین عمر نے کہا کہ بارگاہ امیر مین جاتا ہون جعفر نے کہا کہ خواجہ
سلامت کباب بہت عمدہ تیار ہین نوش کرتے جائیے عمر نے کہا کہ نہین بھئی اسوقت تو جی نہین چاہتا جعفر نے کہا کہ
خواجہ آج بہت ہی نفیس کباب بنائے ہین آپ کھائین تو سہی خواجہ نے کہا کہ اچھی کباب تو پھر ہو رہینگے یہ تو کہو کہ
آجکل کیا خبرین ہین جعفر نے کہا کہ توجہات بادشاہ اور اقبال حضور سے سب چین چان ہے عمر نے کہا کہ بس ہی جاتے ہین
یہ کہکر چلے جعفر نے پھر اصرار کیا کہ مین تو نمانونگا کچھ کباب کھاتے جائیے اب تو عمر نے صاف کہدیا کہ بھائی کباب تمھارے
فی الواقع عمدہ ہونگے اور کیون نہون تم باقر کبابی کے بیٹے ہو مگر مین اب کسی جگہ کا کھانا کھاتا ہی نہین یہ کہکر
بارگاہ امیر کی طرف روانہ ہوئے اور وہان پہونچکر امیر کو سلام کیا امیر نے پوچھا کہو بھائی کیا خبر ہے عمر نے کہا حضور
بدستور امیر نے کہا کہ خیر اب تو ہوشیار رہیگا کہ مبادا پھر کوئی شخص ویسی ہی چوٹ کر بیٹھے عمر نے کہا کہ حضور خدا مالک
ہے اپنے حتی الامکان تو سبھی کچھ سعی و کوشش کرونگا غرض جب دوپہر کا وقت آیا تو دربار برخاست ہوا سب اپنی
اپنی جگہ پر آکر مقیم ہوئے اور عمر اپنے خیمہ مین اگرچہ آگئے مگر نہایت متفکر جب سہ پہر کا وقت آیا تو عمر اپنے خیمہ
سے نکلکر کوتوالی چبوترے پر تشریف لائے اور جا بجا چوکی پہرے کے لیے عیارون کو روانہ کیا اور بہت کچھ تاکید کی
کی کہ خبردار ہر ایک سمت بہت ہوشیاری رکھنا آجکل بہت تلاطم و شور مچا ہوا ہے غرض سب کے سب اپنے اپنے
مقام متعینہ پر چلے گئے اور باقیماندہ عیارون سے کہا کہ دو چار عیار مثل مہتر قران وغیرہ کے آجکل علیل ہین انکی
عیادت کے لیے چلنا ضرور ہے سب نے یہ صلاح پسند کی اور سب ستو عیار تیر ہنگ قندھاری سعید سحر
ہر ہنگ قصاب سر ہنگ مصری خجستہ زابلی دیو زنگ عیار فرہاد برق منوچہر سباق وغیرہ کل سترہ اشخاص عیادت
مہتر ان قران کے واسطے روانہ ہوئے اتفاقاً یہ خبر بلاشور کے ایک شاگرد کو بھی پہونچ گئی اس حرامزادہ نے جاکر بلاشور کو
اطلاع کی بلاشور نے کہا کہ ہمارے شاگردون مین ہے کوئی جو جا کر ان عیارونکا کام تمام کرے یہ سنکر ایک شاگرد اسکا
اپنی جگہ سے اٹھا اور بولا کہ مین اس کام کو انجام دونگا یہ سنکر بلاشور بہت خوش ہوا اور کہا کہ تو چل اور مجھے بھی پہونچا ہی ہوا
سمجھ غرض کہ وہ عیار خود ایک قوال کی شکل پر متشکل ہوا اور ایک نازنین مہ جبین کو اپنے ساتھ لیا اپنے گلے مین ایک
ڈھول ڈال لیا اور اسے لباس پر تکلف پہنا کے خیمہ گلباد کی راہ لی اور یہ سب عیار کوئی دو گھڑی دن رہے گلباد
کے مکان پر پہونچے جاکر کیا دیکھا کہ گلباد بیحس و حرکت اپنے بستر پر پڑا ہے ان سب نے جاکر گلباد کو ہوشیار کیا اور رضا جب

سلامت کرکے مزاج پرسی کی گلباد نے جواب سلام دیکر پوچھا کہ کیون آج تم سب کدھر آ نکلے سبنے کہا کہ حضور کی
عیادت کو آئے ہین بھئی خداوند عالم تمکو شفاے کامل اور صحت عاجل عطا فرماے دعاے خیر دیکے یہ کہکر سبکے
سب بیٹھ گئے ادھر اودھر کی باتین ہونے لگین گلباد نے کہا کہ بھئی خدا تم سبکو سلامت رکھے اسوقت تم سبکے
آنے سے بہت کچھ جی بہل گیا اور تم سبکی بات چیت مین ایک ذرا غم غلط ہوگیا اسوقت تو یہ جی چاہتا ہی کہ ساز
بجے اور گانا چھڑے ان سب نے کہا کہ اب اسوقت تو رخصت دو انشاء اللہ پھر آئینگے گلباد نے کہا کہ اے
بھائی بیٹھو بھی شعر غنیمت شمر صحبت دوستان + کہ گل پنجروز ست در بوستان ؛ خدا جانے کہ زندگی بیاری
وفا کرے یا نہ کرے آج تو زندہ موجود ہین خدا جانے کل ہون کہ نہون یہ کہکر گلباد کی آنکھون مین آنسو
بھر آئے یہ حالت و اصرار دیکھکر سب بیٹھ گئے ایک نے گانا شروع کیا صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی تا اینکہ اسی شغل
مین کوئی چار گھڑی رات آگئی ہوگی کہ وہ عیار بدکردار یعنے شاگرد بلاشور اُس نازنین کو لیے ہوے در خیمہ گلباد
عواقی پر آپہونچا اور لوگون سے پوچھنے لگا کہ کیون سپاہیو اسلم کا مکان بھی کسیکو معلوم ہی اگر کوئی جانتا ہو تو ہمین
بتادے یہ آواز سنکر ایک عیار دربان اپنی جگہ سے اُٹھا اور آگے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہی اور کسے پوچھتا ہی
اُسنے جواب دیا کہ آپکو اس سے کیا بحث ہی مین کوئی ہون اگر آپ کو اسلم کا مکان معلوم ہو تو بتا دیجیے میرے اُنسے
آج دنکو بازار مین ملاقات ہوئی تھی تو انھون نے کہدیا تھا کہ رات کو ہمارے خیمہ مین آنا ہر چند کہ پتا مجھکو بتادیا تھا
مگر مین بھول گیا چار طرف ڈھونڈھتا پھرا پھر مگر کسی طرح مکان نہین ملتا اُس عیار دربان نے پوچھا کہ یہ برقع پوش
تیرے ساتھ کون ہی اُسنے کہا یہ میری دختر ہی خوب ناچتی ہی اُس عیار دربان نے کہا کہ کیا تو قوال ہی اُسنے کہا کہ جی ہان
عیار دربان نے کہا کہ پھر جب سے کیون نکہا اچھا ٹھہر ہم جاکر اطلاع کرتے ہین یہ کہکر وہ عیار خیمہ کے اندر آیا اور
عرض کیا کہ ایک قوال اسلم کا گھر پوچھ رہا ہی یہ سنکر سب نے کہا کہ خیر اسلم تو اسوقت نہین ہی جب آئیگا دیکھا جائیگا
اسوقت اُسے یہان بلالو یہ حکم سنکر وہ عیار باہر آیا اور اُسے اپنے ہمراہ لیکر داخل خیمہ ہوا یہ اُستاد تو یہ چاہتے ہی
تھے خوشی خوشی داخل خیمہ ہوئے اور جاتے ہی سلام کرکے یہ تو ڈھول بجانے لگے اور وہ نازنین ناچنے لگی ایک
سج دھج سے اس عیار نے ساز بجایا اور وہ نازنین ناچی کہ سب کے سب بیخود ہوگئے اور کہنے لگے کہ اے نازنین
مہ جبین اس ہنگامہ عیش مین ایک ساقی کی بھی ضرورت ہی اور حسن اتفاق سے اسوقت کوئی ساقی بھی نہین ہی
آج تو ہی ساقی گری بھی کر جا یہ سنکر وہ نازنین مسکراتی ہوئی آگے بڑھی اور صراحی شراب کی اٹھا کر اور [illegible]
تھوڑی بیہوشی اسمین ملا کے ساقی گری کرنے لگی پانچ پانچ چھ چھ پیالے پیکر لگے حرکات بیخودی آمیز کرنے اور
چند ہی عرصہ مین سب کے سب بیہوش ہوگئے کہ اس اثنا مین بلاشور بھی آپہونچا اور دربانان خیمہ کو قتل
کرکے اور وہین سے نقب لگا کے اندر خیمہ کے آیا گلباد نے جو بلاشور کو دیکھا چاہا کہ کچھ چیخے پکارے یہ قصد دیکھ
بلاشور نے ایک ہاتھ مین پہلے اُسکا کام تمام کیا بعد اُسکے تمام عیارون کے سر کاٹ کے اور گوشت اُن سب کا
جدا کرکے ایک پشتارہ مین باندھکر اپنی دوکان پر بھیجدیا اور باقی اور لوگ بھی جو خیمہ مین تھے انکو بھی قتل کرکے
وہین توپ دیا اور چلتے وقت سر کل عیارون کے مع سر گلباد کے دروازہ عمر پہ لٹکا کے اور ایک رقعہ اس مضمون کا
چپکا کے اپنی دوکان پر چلا گیا اور جاتے ہی مصالحہ لگا کر کباب طیار کرنا شروع کیے صبح کو جو عمر دروازہ پر نکل کے
پہنچے تو دیکھا کہ دروازہ پر سترہ سر کٹے ہوے لٹک رہے ہین جنمین ایک بیٹے کا سر ہی اور سولہ شاگردون کے سر ہین یہ
دیکھکر عمر نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گئے چار طرف سے عیار آپہونچے اور عمر کو سمجھانے لگے جب

عمر ہوشیار ہوئے تو ایک شاگرد نے وہ رقعہ دروازہ پر سے اُٹھا کے عمر کے ہاتھ میں دیا عمر نے اُسے پڑھا لکھا تھا کہ ای خواجہ جی آپ آرام سے ٹانگ پھیلا کر سوتے ہو کار بلاشور سے ہشیار نہیں ہیں یہ بلاشور کا کام ہے کہ تمہین خون کے آنسو ونسبہ رُلوا دیا یہ دیکھکر عمر با چشم گریان اور دل بریان بارگاہ امیر کی جانب روانہ ہوئے راستہ میں کبابی کی دوکان ملی بلاشور نے بشکل میدل آکر عمر سے کہا کہ خواجہ سنتے ہیں کہ آپ کے سترہ عیاروں کو ایک ہی دفعہ بیٹھے مار ڈالا عمر نے کہا ہان بلاشور نے کہا لاحول ولا قوۃ کیا بیرحم شخص تھا خواجہ صبر کرو تقدیر مین ایسا ہی لکھا تھا یہ سُنکر عمر آگے بڑھے کبابی نے کہا خواجہ جی چاہیے تو کباب کھاتے جاؤ خواجہ نے کہا کہ میان کباب کیا خاک کھائین دل ہی ہمارا کباب ہو رہا ہے کھانا پینا سب حرام ہے یہ کہکر عمر وہان سے آگے بڑھے اور بارگاہ امیر کا راستہ لیا جب تھوڑی دیر کے بعد بارگاہ امیر مین غمگین و حزین داخل ہوئے تو امیر نے پوچھا کہ کیون خواجہ کیا خبر ہے خواجہ نے کہا کہ حضور کیا عرض کرون قسم ہے آپ کے نمک کی کھانا پینا سب حرام ہو رہا ہے امیر نے فرمایا کہ آخر کچھ کہو تو سہی عمر نے کل کیفیت از ابتدا تا انتہا بیان کی امیر نے عمر کو بہت تشفی دلاسا دیا اور فرمایا کہ خواجہ صبر کرو اور دل کو تسلی دیکر کچھ تدبیر کرو عمر نے شاگردون سے کہا کہ ارے یہ کیا غضب ہے کہ بلاشور ہر روز ایک چھاپہ آکر مار جاتا ہے اور تم کچھ نہیں کر سکتے اسکی کچھ تو خبر لاؤ کہ یہ حرامزادہ کدھر سے آتا ہے اور کہان جاتا ہے عیارون نے عرض کیا کہ حضور کے حسب الارشاد ہم شب بھر پہرہ چوکی دیا کرتے ہین مگر کوئی پتہ نہیں چلتا کہ وہ بدبخت کدھر سے آتا ہے اور کدھر سے جاتا ہے غرض یہان تو یہ گفت و شنید ہو رہی تھی اور وہان اتفاقاً نسیم بن عمر کا گذر جعفر کبابی کی طرف سے ہوا جعفر نے دوکان سے اُتر کے مجرا کیا اور چند اشرفیان نذر دیکر کہا کہ ای خوزادے امیدوار ہون کہ کچھ ماحضر تناول کرتے جائیے آج کباب بھی مین نے بہت ہی عمدہ تیار کیے ہین یہ سُنکر نسیم دوکان کے اندر آیا جعفر نے دسترخوان بچھایا طرح طرح کے کھانے اور کباب لاکر حاضر کیے نسیم نے خوب کھانے کھائے کباب خوب نوش جان کیے بعد کھانے کے جعفر نے شراب حاضر کی ابھی نسیم پینے بھی نہ پائے تھے کہ یکایک آواز سرود کان مین آئی نسیم نے کہا کہ یہ کیا ہے جعفر نے کہا کہ آپ سے کیا پوشیدگی یہ سب میرے خدمتگار ہین مین نے انہین سرود بجانا سکھایا ہے اطلاع دہین دم پھر بیٹھے نسیم اپنی جگہ سے اُٹھا اور جعفر نے لاکر ایک کرسی پر نسیم کو بٹھلایا نسیم کے بیٹھتے ہی کرسی لنڈھکی نیچے نسیم اور پر کرسی گولا لاٹھی ہوکر داخل تہخانہ ہوئے اُسیوقت عیارون نے نسیم کا سر کاٹکر بلاشور کے پاس حاضر کیا بلاشور نے اُسیوقت سر نسیم کا عمر کے دروازہ پر جسطرح بنا لٹکوا دیا غرضکہ اسیطرح قسیم و جسیم و فرخ و فلارس وغیرہ بھی دو تین روز مین پلے پار لگا دیا اب ادھر تو عمر حیران و پریشان ہو ہوکر کہتا ہے کہ تمام عمر بنی ہی تو ایک داغ نقل رہا مجھے درپیش ہوا ہے کچھ خاک سمجھ مین نہیں آتا کہ کیا تدبیر کرون اور اُدھر امیر کا یہ حال ہے کہ رہ رہکر تاؤ پیچ کھاتے ہین اور فرماتے ہین کہ ہائے کیا تدبیر کرون اور کیا فکر کرون کچھ ذہن مین نہیں آتا ہے عمر پر کیا تاکید کرون آسکے تو خود فرزند و شاگرد ہلاک ہو رہے ہین اسی بنا پر جب عمر آتا ہے امیر تسلی و تشفی اسکی کر دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ بھائی صبر کرو تقدیر سے کیا چارہ ہے غرض ایکدن عمر نے عیارون کو طلب کر کے غصہ ہوکر کہا کہ اب تمہاری غفلت کی انتہا گذر گئی اب جس طرح بنے کوئی فکر و تدبیر ایسی کرو کہ یہ عقدہ لاینحل حل ہو ورنہ تمہارے حق مین بہتر نہوگا یہ سنکر سب عیارون نے آپس مین یہ صلاح کی کہ ہم سب کو دو فریق ہو جانا چاہیے ایک جماعت کے لوگ ایک ایک تیر کے فاصلے سے گرد لشکر کے بیٹھ رہین اور ایک جماعت گرد لشکر کے طلایہ کرے غرض شب بھر ان سب نے یہی تدبیر کی اور تمام شب متفحص رہے مگر کچھ خبر معلوم نہوئی جب صبح ہوئی تو شاپور نے اپنے دل مین کہا کہ ای شاپور افسوس ہے کہ تیرے اعزا اور احباب کو اس نابکار نے ناحق قتل کیا اور کوئی تدبیر اس حرامزادہ کے دفعیہ کی بن نہ پڑی ای شاپور جب تک کوئی خیر طلب تو نہ کی

معلوم ہو جانب لشکر مراجعت بیکار ہے یہ سوچکر اسنے بے کسی سے کہ سُنے ہوئے راہ صحرا کی اختیار کی کبھی داہنی جانب
ہولی چلتا تھا اور کبھی بائین طرف کی راہ اختیار کرتا تھا مگر اسقدر جلد جلد راہ طے کرتا تھا کہ بیک خیال کا پہونچنا بھی دشوار تھا
القصہ جاتے جاتے ایک مقام پر ایک لشکر نمودار ہوا شاپور نے لوگون سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے ایک ہیزم فروش
نے کہا کہ یہ لشکر جمشید شاہ کا ہے کہ لقاے بے بقا کو ہمراہ لیکر خدا پرستون کے مقابلہ کو جاتا ہے شاپور یہ سُنکر
داخل لشکر ہوا اتفاق سے اس روز جمشید شاہ کے دربار کا دن تھا جوق جوق گروہ گروہ جمشید شاہ کے دربار
مین لوگ چلے جاتے تھے شاپور نے بھی اپنی صورت تبدیل کر کے دربار جمشید کا رستہ لیا جب داخل دربار جمشید ہوا تو
دیکھا کہ ایک عظیم الشان دنگل پر ایک پہلوان قہور دیو پیکر نام ایک سو تیس من کا میل آگے رکھے ہوئے بیٹھا ہوا
ہے ہر چند کہ شاپور بھی کوئی ایسا ویسا شخص نہین ہے ایرج نوجوان کا عیار ہے لیکن صولت قہور کو دیکھکر کانپ گیا گرچی
گرا کر کے ایک طرف کھڑا ہو رہا بختیارک نے کہا کہ اے جمشید بلاشور نے عجیب کارستانی کر رکھی ہے کیا سی عیار دنگا
کام اب تک تمام کر چکا ہے جسمین صرف توتفر عمر کے بیٹے تھے اور باقی سب شاگرد تھے جمشید شاہ نے کہا ہمنے تو اب تک اسلیے
اسے نہین بھیجا تھا فقط لشکر کی خبر کے لیے گیا تھا مگر اسنے یہ کارستانی کر رکھی ہے بیشک اگر ہم کسی خاص کام پر
اسے معین کرینگے تو واقعی خوب کار نمایان کریگا اور شاید کہ خدا پرستون کی بو سی بھی نہ باقی رکھیگا بختیارک نے
کہا کہ کیا ابھی تک وہ وہین ہے جمشید شاہ نے کہا کہ ہان ابھی تک وہین ہو گا جائیگا کہان مگر واقعی عجب کام کر رہا ہے
اب تک آیا نہین بختیارک بولا کہ معلوم نہین اب وہ کس طرح رہتا ہے جمشید نے کہا کہ ہان مین بھی اس امر سے مطلع
نہین ہون مگر جسطرح رہتا ہو گا ابھی تک وہین ہے شاپور چپکا کھڑا رہا اور کان لگائے ہوئے یہ سب گفتگو سنتا
رہا جب دربار برخاست ہوا اور لوگ دربار سے اُٹھے تو یہ بھی سب کے ساتھ دربار سے باہر آیا اور وہان سے نکلتے ہی
لشکر اسلام کی راہ لی اور بہت جلد جلد راہ کوہ و صحرا طے کر کے داخل لشکر اسلام ہوا اور تمام لشکر اور ہر ایک خیمہ اور فرودگاہ
کے گرداگرد خوب طلایہ پھرا اور خوب سا چکر لگایا جبکہ کوئی اثر اور علامت بلاشور کی نہ پائی گئی تو تھک کر ایک جگہ
بیٹھ گیا اور اپنے دل مین سوچنے لگا کہ خداوندا اب مین کیا تدبیر کرون جو بلاشور کا سراغ پاؤن سوچتے سوچتے یہ
ذہن مین آیا کہ ذرا چلکر جعفر کبابی کے یہان تو پوچھ گچھ کرون شاید کوئی سراغ پیدا ہو یہ سوچکر کبابی کی دوکان پر
آیا اور پوچھا کہ جعفر ہے یہ پوچھتے ہی شاگرد اسکا اُٹھا اور جعفر سے اطلاع کی کہ استاد شاپور عیار ایرج آپ کو
پوچھ رہا ہے یہ خبر سنتے ہی جعفر شاپور کے سامنے آیا اور چند طومان زرین نذر کر کے عرض کیا کہ تشریف لائیے
بیٹھیے جو کچھ ماحضر ہے نوش فرمائیے شاپور نے کہا کہ گو تین روز سے بھوکا ہون مگر کچھ نکھاؤن گا اسلیے کہ مینے
قسم کھائی ہے کہ جب تک قاتلان احباد اعزا کو پیدا نہ کرونگا جبتک آب و دانہ مجھپر حرام ہے جعفر نے کہا کہ شہریار ذرا
اپنے مُنہ کو تو دیکھو کہ کیا حالت ہے اگر کھانا نہین کھاتے تو کچھ کباب اور تھوڑی شراب ہی نوش فرمالیجیے پھر جہان
جی چاہے جائیے گا شاپور نے بھی یہ سوچا کہ کبھی بیٹھنا چاہیے شاید کوئی حال معلوم ہو جاے یہ سوچکر شاپور
دوکان کے اندر آیا جعفر نے نہایت تعظیم و تکریم سے شاپور کو بٹھایا اور فوراً کچھ کباب خوش ذائقہ اور
چند جام مے گلگون سامنے شاپور کے لاکر حاضر کیے شاپور اُس کباب و شراب کو دیکھکر اپنے احباد اعزا
کو یاد کر کے چشم پر آب ہوا مگر بہت ضبط کیا اور آنکھون سے آنسو پونچھکر اور دل کو سمجھا کے چاہتا تھا کہ
کباب نوش کرے کہ یکایک آواز سرود کی اسکے کان مین آئی اور کسی شخص نے چند ابیات ایسے دل سوز گائے
کہ آئینہ دل مین شکستگی آگئی شاپور نے کہا یہ کون ہے جعفر نے کہا کہ سب میرے خدمتگار ہین اور مین تابعدار ہون

آپ میرے مالک ہین کچھ فکر و اندیشہ دل مین نہ کیجیے آپ شوق سے اندر تشریف لائیے آپ سے کیا پوشیدگی ہی
شاپور نے کہا کہ بہتر کیا مضائقہ ہی یہ کہکے اندر جانے کا قصد کیا جعفر نے اسیوقت پردہ اُٹھایا شاپور اندر
داخل ہوا چند حسینان خوش جمال کو دیکھا کہ ساز ہاتھون مین لیے گاتی بجاتی تھین چاہا کہ کچھ کہے کہ ناگاہ جعفر
نے عرض کیا کہ ای شاپور آپ کی شان مقتضی اس امر کی ہی کہ آپ یہان کرسی پر تشریف رکھین شاپور وہان سے
اُٹھکر کرسی پر جلوہ گر ہوا بیٹھنا تھا کہ یکایک کرسی خود بخود بالائے ہوا بلند ہوئی گنبد پھٹ گیا نیچے اُسکے تہ خانہ
تھا شاپور غلطان و پیچان اُسمین گر پڑا جب تہخانہ مین پہونچا تو عجب تماشا دیکھا واہ واہ این گل دیگر شگفت کہ ستر
نفر مسلح و مکمل دریائے آہن مین غوطہ زن ہین ہر شخص چاہتا تھا کہ اس گرفتار دام بلا کو در تہ بحر فنا مین غرق
کر دے یہ کیفیت دیکھکے شاپور نہایت مضطر و پریشان ہوا سوچا کہ ایک شخص تن تنہا کیا کرے ایک کی
دوا دو اور دو کی دوا چار دس کی دوا ایک نہین کر سکتا چہ جائیکہ یہان ستر ہین کوئی صورت جان بری کی ذہن مین
نہ آئی بجز ذات اسکے ہمدست یہ بات ہاتھ لگی موافق اس قول کے کہ مرد باید کہ ہراسان نشود ✽ مشکلے نیست کہ آسان
نشود ✽ مرد کے لیے حواس درست چاہییے اور ہمت نہ ہارنا چاہیے بقول قدیم بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد
اگر خارے بود گلدستہ گردد ✽ بقول سعدی ✽ وقت ضرورت چو نماند گریز ✽ دست بگیرد سر شمشیر تیز
پھر اگر سو پہلوان بھی مقابل ایک شخص کے ہون کیا پروا ہی یہان پر موقع تلوار کا ہی اپنے دل مین یہ تصور
کیا کہ بجز اس تدبیر کے دوسری فکر نہین جب آخر کار ایکدن مرنا ہی ہی پھر تم کیون عاجزی سے مرو تم بھی تلوار آبدار کو
نیام سے کھینچکر جنگ کرو اور ہان صاحب کیون نہین نام خدا ابھی تو زمانہ عین زور جوانی مردی و مردانگی کا
ہی بارہا اسکے اوصاف و ہنر سُنے ہین بس تلوار صاعقہ بار کو علم کرکے شاپور آمادہ جنگ ہوگیا ✽ شعر ✽
زمانہ بر سر جنگ است یا علی مددے ✽ کمک بغیر تو ننگ است یا علی مددے ✽ یہ کہکر مصروف جدال و قتال ہوا
ایک ساعت کامل تلوار چلی انجام کار یہ ہوا کہ پندرہ اشرار کو اُنمین سے راہی دار البوار کیا و باقی ماندہ بھاگنے
سے بھاگے تھے اُنکو للکار کے کہا کہ او نیز دلو کہان جاتے ہو کیون شیرون سے مقابلہ کرکے آخر کار شکار ہوگئے
اب ہم سے جنگل سے کہان بچکر جاؤگے دیکھو تو تمھارا ابھی ابھی مین شکار کرتا ہون یہ کہکر اُن دونکا تعاقب کیا دوڑکر دو دونون چھپ گئے
جو نیکو زمین پر منہ کے بھل گرا گے انکو بھی تہ تیغ کیا جبکہ فتحیاب ہوا اب جانیکی فکر مین مستعد ہوکر راہ تجویز کرنا شروع کی دیکھا
کہ نقب ہی اندیشہ کیا کہ اس راہ کو اختیار کرون یا اور کسی طرف جاؤن یہ خیال کرکے ایکبارگی نقب ہی مین جانا مناسب سمجھا
اور عقل سے راہ دریافت کرنے لگا آخر الامر نقب بنقب آکر دس کوس راہ طے کی یہان تک کہ سر نقب کا نمودار
ہوا وہان سے نکلکر دیکھا کہ یہ راہ کہان گئی ہی معلوم ہو کہ راستہ پہاڑ کے نیچے سے ہی اُسنے تصور کیا کہ ایسا
تو نہو کہ یہ راہ جعفر حیلہ ساز ہی کی طرف گئی ہو جس نابکار نے میرے بھائیون کو فریب سے قتل کیا پس یہ
سوچکر راہ خیمہ عمر کی اختیار کی اب یہان کا حال سُنیے کہ عمر فکر مین بیٹھے تھے کہ کیا سبب ہوا تین شبانہ روز
گذر گئے کہ شاپور ابھی تک نہین آیا واللہ اعلم کیا افتاد پڑی اس تصور مین تھے ہی کہ شاپور سامنے
نمودار ہوا عمر نے شاپور کو گلے سے لگا لیا اور کہا خوش آمدی الحمد للہ بابا کہان تھے میرے دل کو
نہایت تشویش اور فکر تھی کہ عرصہ دراز سے شاپور سے ملاقات نہین ہوئی معلوم نہین کہ کہان اور کسطرح
کو گیا ہی اور کس مصیبت اور کس آفت مین مبتلا ہی شاپور نے جواب دیا کہ اسکا حال کچھ نہ پوچھیے جو کچھ گذری خوب
گذری خداوند تعالے کا شکر ہی کہ غلام آپکا صحیح سالم آپ کے قدم مبارک تک بخیر و عافیت پہونچ گیا

عمر نے کہا کیون خیر تو ہی کچھ کہو تو شاپور نے کہا کہ بلاشور کی تلاش مین گیا تھا یہ بلاشور جعفر کبابی ہو اُسنے اپنے
تئیں ایسا منصب کیا ہو اور کرسی اس انداز سے بچھائی ہے اور آسمین یہی دعوی کیا ہو کہ جو شخص اُسپر بیٹھتا ہو تو تختہ
مین گر پڑتا ہو وہان عیار مسلح بیٹھے ہوئے ہین سب شاگرد اُسکو قتل کر ڈالتے ہین میرے ساتھ بھی یہی سلوک
کیا تھا مگر مین اس طریقے سے اُن نامردون سے اُبھر کر نکل آیا میرے ہمراہ چلیے عمر نے سیٹی بجائی ایک ہزار عیار
جمع ہو گئے اُسنے شاپور نے عیارون کو ہر نقب پر قائم کیا کہ تم یہان موجود رہو اگر بلاشور اس طرف آئے
مع شاگردون کے اُسے کمندون مین کر لینا بعد ازان عمر و شاپور مع نو سو عیارون کے جعفر کبابی کی دوکان
کی طرف روانہ ہوئے جعفر نے یہ مجمع دیکھ کے معلوم کیا کہ یہ سب لوگ میرے گرفتاری کے لیے آتے ہین یہ
دیکھتے ہی جعفر نے سب رخت و دکان چاندی و سونے کا پیالے او کاسے و سینی و دیگچیان کفگیر چمچے
رکابیان اسینیان و طباق بشقاب نقرئی و طلائی کل اسباب زیر دکان پھینک شروع کیا ارازون نے
جو دیکھا کہ اسباب چاندی سونے کا ظروف نقرئی و طلائی بیش قیمت لٹ رہے ہین مال مفت دل بیرحم
سب لوٹنے لگے بلاشور نے اپنے تئیں مع شاگردون کے نقب مین پوشیدہ کر دیا عقب سے شاپور و عمر
مہتر قران ادریقاح واندلس بھی نقب مین آئے بلاشور نے اپنے دل مین تصور کیا کہ جس شخص نے
میرے شاگردون کو قتل کیا ہے شاید وہی میرے گرفتار کرنے کو آیا ہو مگر اُسنے یہ چالاکی کی کہ نقب سے باہر نکل
گیا اور ایک جانب نقب مین مخفی طور سے ایک کھڑکی اس طرح نکالی تھی کہ کسی کو معلوم نہو بلکہ یہ اُس
چور کھڑکی کی طرف سے نقب سے باہر نکل گیا مگر اُسکے چالیس پچاس شاگردون کو عیاران عمر نے نرغہ کر کے
گھیر اور گرفتار کر لیا لیکن بلاشور اپنی حکمت عملی سے صاف نکلا ہوا چلا گیا بلاشور کے نکل جانے سے شاپور
دست افسوس ملتا تھا آخر الامر یہ رائے قرار پائی کہ اسکا تعاقب کرنا چاہیے پس شاپور اور اندلس مع
چند فتنہ انگیزون کے بلاشور کے پیچھے روانہ ہوئے ازبسکہ بلاشور اپنے نام کا ہی آفت بلاے بیدرمان
تھا اپنی عیاری و مکاری سے جلدی تمام جست و خیز کرتا ہوا اندھیری سے کر اپنے تئین لشکر جمشید مین
پہونچا دیا اور بارگاہ مین داخل ہو کے اور خداوند کو سجدہ کر کے اپنی کرسی پر بیٹھا دیا تھا تو یہ حال تھا اب
یہان کا ذکر سنیے کہ شاپور اور اُسکے تابعین نے جب یہ خیال کیا کہ شاپور نکل کے جانب لشکر جمشید گیا ہے
پس اپنی صورتون کو تبدیل کر کے اور بہروپ بدل کے اس طرح کہ اُسی بارگاہ کے لوگ ہین جمشید بارگاہ
مین داخل ہو کے ایک سمت کو بیٹھ رہے دیکھا کہ دربار جمشید کا آراستہ ہے ارکان دولت اعیان مملکت
خدام بارگاہ و مقربان درگاہ اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہین غلامان زرین کمر مودب دست بستہ حاضر ہین کہ یکایک
زمرد شاہ نے اپنی زبان نحوست ترجمان سے یہ ارشاد کیا کہ ای بلاشور کیون بیٹھے کیا تقدیر کی بلاشور نے
عرض کیا کہ قربانت شوم آپنے ایسی تقدیر کی تھی کہ مین نے دو لڑکون اور چھ شاگردان عمر کو قتل کیا آخرکار
شاپور نے کہ بلاے بیدرمان ہے میرے راز کو افشا کیا اور نقب مین متعدد شاگردون کو میرے مار ڈالا عمر تو خود قتیل
ہی ہے مگر شاپور بھی آفت کا پرکالہ ہے بختیارک نے کہا کہ بیشک عمر و شاپور ثانی اپنا نہین رکھتے اب
اے بلاشور ایسی کچھ تدبیر کر کہ جس طرح سے حمزہ کو تو زمرد شاہ کے مانند یہی تقدیر کی ہے اور جو پیالہ
شراب کا زمرد شاہ کے ہاتھ مین تھا وہ بلاشور کو اُسنے دیدیا بلاشور نے تسلیم کر کے پیالہ لے لیا تھا
اور اُسکے ہمراہیون نے فکر کی کہ اب یہ لشکر مین جائے گا پس راستہ ہی مین اُسکو پکڑنا چاہیے خیال

گر کے یہ تو اُس طرف کو روانہ ہوئے اور ادھر بلاشور بھی لباس عیاری پہنکے اور بانے عیاری کے جسم پر آراستہ
کرکے راہی ہوا دیکھا کہ قدم آگے نہین بڑھتا ہے دل مین اسنے خیال کیا کہ شاید اس راہ مین کچھ خطرہ ہے پس اسنے
راہ چپ کو ترک کرکے وہ راہ جو کہ پہاڑ کی جانب گئی تھی اختیار کی کسیقدر راہ طے کی کہ وہ نہ ملی راہ مین پڑتی تھی
جب اسکو معلوم ہوا کہ یہ راہ اور طرف گئی ہے اُدھر سے واپس ہوکے دوسری سمت روانہ ہوا اور لشکر مین
پہونچکے اپنی فکر مین مصروف ہوا ادھر شاپور اور اسکے عیارون نے پہلے سے لشکر مین پہونچکے عمر کو خبر دی کہ
بلاشور دغوے کرکے امیر کی گرفتاری کو آیا ہے عمر نے یہ سُنکے کہا کہ یاران ہوشیار اور خبردار رہنا یہ بد بلا ہے
اتنے مین چند شاگردان عمر نے آکر کہا آپنے نہین سنا کہ بلاشور قصبہ مین آگیا اور چند گوسفند خرید کرکے اپنی
صورت کو بشکل دہقان مبدل کیا ہے اور لشکر مین درمیان بکری فروشون کے بکریان بیچنے کھڑا ہے عمر بھی
بکری فروشون مین آیا دیکھا کہ دہقانی سے ایک شخص نے بکری خریدی جو بکری کہ دو روپیہ کی تھی اُسکی پانچ روپیہ
قیمت کردی جو شخص کہ لیتا تھا اُس سے اسقدر گفتگو ہوئی کہ نوبت گالی گلوج کی آئی جب وہ بکری لیکے چلا
بلاشور نے داد فریاد کی عمر نے وہان پہونچ کے آواز دی کہ کون ہے دہقانی نے کہا کہ مجھپر ناحق ظلم کرتے
ہین اور جھپٹ دوڑ کے قدمون پر عمر کے گر پڑا اور جلدی سے بغلی ڈوب سے چاہا کہ بال شرمگاہ کے اُکھاڑ لے
اور خنجر سے موی زہار تراش دے مگر ہاتھ نے خطا کی تاہم زخم کاری لگا عمر نے آہ کی آہ کا کرنا تھا کہ چار
طرف سے عیار دوڑ پڑے مگر یہان بلاشور زخمی کرکے بجلدی تمام روانہ باشد ہوا ابو الفتح نے للکار کر کہا
کہ او خیر سر بھاگا کہان ہے سُنکے کہ تو بلاشور ہے پس بمجرد اسکے بہت عیارون نے چالاکی سے چار طرف سے نرغہ کرکے
گھیر لیا اور گرفتار کرنے کا قصد کیا مگر یہ بلاشور ہے کب پھنسا رہ سکتا ہے چار گھڑی تک خوب ہٹ مشٹ ہوئی حالانکہ
چارون طرف سے حلقہ کرکے عیارون نے بلاشور کو گھیر لیا تھا اور خوب ہی جدال وقتال برپا ہوا تھا مگر واہ رے
بلاشور کیا جنگ آزمودہ اور معرکہ آرا تھا باوصفیکہ اتنے شمشیر زنون کے دائرہ مین تھا مگر ایک زخم بھی اپنے
بدن پر نہ کھایا ایسا قواعد واصول جنگ سے واقف تھا کہ اپنی جوانمردی سے عیارون کو زخمی کرکے صاف
صابون کا سا تار نکل گیا ایک غل وشور برپا ہوا کہ ہان یارون لینا پکڑنا جانے نپائے عیارون نے ہرچند تعاقب
کیا مگر وہ ہوا ہوگیا اُسکی گرد تک کو بھی نہ پایا غل کرتے تھے کہ عمر کو مارا ہے یہ ہنگامہ جو امیر نے سنا خیمہ سے بزودی
تمام بدحواس دوڑے آکر پوچھا کہ بھائی خیر تو ہے عمر نے کہا پیر ومرشد حضور کے اقبال سے خیریت ہے فدوی کے
بدن پر دیو کا لباس تھا حربہ نے کام نہین کیا فقط حریف نے دامن ہمراہ اُٹھا کر ران پر خفیف سا زخم لگایا خیر آ
یہ تو کچھ ہوا وہ ہوا مگر ایک التماس فدوی کی حضور لامع النور کی خدمت مین یہ ہے کہ بلاشور عجب فتنہ انگیز
شیطان ہے ایسا نہو کہین خدانخواستہ نصیب اعدا شیطان کے کان بہرے کوئی امر مکروہ حضور کے دشمنون
کو اُسکی ذات سے پہونچے لہذا حضور خواب وخور اپنے اوپر حرام سمجھین نہایت ہوشیار رہین اور چوکی پہرے کا
انتظام بھی کمال بیدار مغزی اور خبرداری سے عمل مین آئے یہ بلاشور بلا کا گرگ باران دیدہ ہے اور بڑا دزد
مکار ہے امیر نے جواب دیا کہ جو کچھ مرضی الہی ہوگی وہ ہوگا یہ فرما کر عمر کو اپنے خیمہ مین اُٹھوا لائے اور حکم دیا
کہ جلد جراح کو لاؤ حکم کے ساتھ ہی جراح حاضر ہوا عمر کے زخم کو دیکھکر بخیہ اور مرہم پٹی کی اور جراح نے کہا کہ
دوستداران عمر مقتضائے وقت یہ ہے کہ تم لوگ ہر وقت وہر ساعت شب وروز اپنی خدمت پر نہایت
سرگرم ومستعد رہو خبرداری وہوشیاری مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھو کیونکہ تم لوگ بھی خوب جانتے ہو کہ بلاشور

بڑا ہی مفتنی ہو اور کیا تمنے خبر بلاشور کی نہین سنی کہ یہان سے گریز کرکے جمشید شاہ کے پاس پہونچا ہے
دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ٭ جراح نے سب پر تاکید اکید کی تمام عملہ نے اُسکے قول کی تائید کی اور تعمیل حکم
مین مصروف ہوئے یہانتک کہ خدا کے فضل سے اور بنظر توجہات امیر حمزہ صاحبقران چند روز مین عمر اچھے
ہوئے جب کہ تندرست ہو چکے اب ملاحظہ فرمائیے کہ خدمت بابرکت صاحبقران مین حاضر ہوکر بعد دعاے
دولت و ترقی جاہ و اقبال دست بستہ سر جھکا کے روبرو استادہ ہوئے اور عرض کیا کہ حضور کی پرورش سے
اب غلام اچھا ہوا ہے اس بلاشور نے غضب کیا ہے کہ غلام زادون اور شاگردون کو قتل کیا ہے پس اب مین
بھی جب تک انتقام اسکا نہ لونگا مجھے دہنے ہاتھ کا کھانا حرام ہے تاکہ وہ بچہ بھی کچھ دنون تو یاد کرین کہ ہان
ایسا ہوتا ہے یہ عرض کیا اور زمین ادب کو بوسہ دیکے روانہ ہوا بعد ازطی مراحل جلد جلد قریب لشکرگاہ جمشید
کے پہونچا اور اس فکر مین مصروف ہوا کہ اب کیا کرنا چاہیے کہ دفعتہً اسکے خیال مین آیا کہ فقیر کی صورت بنکر
جمشید کے باورچیخانہ مین چلو بس ایسا ہی کیا کہ ایک فقیر گداگر کی صورت بناکر جھٹ پٹ جمشید کے
باورچیخانہ مین پہونچا اور مانگنا شروع کیا اور کہا کہ مین ایک مسافر غریب الوطن ہون اور بہت تھکا ماندہ
تکلیف سفر سے نہایت خستہ ہو رہا ہون کہ طاقت ایک قدم اُٹھانے کی باقی نہین رہی اور دوسرے
یہ کہ اس شہر کے کوچے اور محلون سے بھی مین واقف نہین ہون غرض عجب حالت اپنی ظاہر کی تھی کہ داروغہ
باورچیخانہ کو بھی اُسکے حال زار پر رحم آگیا اور خادمون سے حکم دیا کہ اسکو دونون وقت اچھی طرح طعام دیا
اور ان سے کہا کہ شاہ صاحب آپ یہین رہین شاہ جی دعا دینے لگے کہ بابا اقبال تمہارا برابر رہے اور آپکی
نیک نظر ہمیشہ رہا کرے داروغہ صاحب نے خوش ہوکے ایک انگرکھا پاجامہ بھی عنایت کیا عمر اسی طور سے
رہا کیے مگر موقع محل اپنے کام کا نگاہ رکھتے تھے اور خوب خیرخواہی و اطاعت سے داروغہ کی خدمت کرتے
رہے اور بعض بعض کامون مین دخل در معقولات بھی دینے لگے یہ تو اپنی گھات مین لگے ہوئے تھے
اتفاقات روزگار ایک دن موقع وقت پاکر انھون نے اپنا کام کیا یعنے داروغہ باورچیخانہ کو حقے مین بیہوشی پلاکے
اُسکا کام تمام کیا اور اپنی صورت داروغہ کی ایسی بنا اہتمام و انتظام طعام اس سلیقہ و خوش اسلوبی سے
کرنا شروع کیا کہ سب لوگ تعریف کرتے تھے اور بہت ہی عمدہ لذیذ اور خوش ذائقہ طعام ہاے لطیف و نفیس طیار
کرائے کہ بادشاہ انکو نوش جان کرکے بہت خوش و محظوظ ہوا اور اس حسن خدمت کے نعم البدل مین خلعت
و اسپ مع ساز و یراق مرصع نگار انعام مین مرحمت کیا عمر عیار گھر کے مکان پر اُسی داروغہ کے لیے آئے اور
تمام مال و اسباب خوشی خوشی نذر زنبیل کیا اور رات کے وقت بلاشور کے مکان مین آکے تفحص کیا
مگر اسے وہان نہ پایا ہان ایک فرزند ارجمند اُسکا تھا بلا جو نام نہایت حسین و خوبصورت وہ سو رہا تھا اُسکو
بیہوشی کی پڑیا سنگھائی تاکہ جلد بیدار نہ ہوئے اُسکا پشتارہ باندھ اور تمام اثاث البیت جو کہ عمدہ تھا بلکہ ادنی
چیزین بھی مثل توے اور بورئے بدھنے وغیرہ کے سب داخل زنبیل کر شبا شب وہان سے صحرا کی طرف
روانہ ہوا وہان جاکر اس طفل بدنہاد کو ذبح کرکے اور گوشت اُسکا استخوان سے علیحدہ کرکے سر کو داخل
زنبیل کیا اور فوراً اُسی وقت گوشت لیے ہوئے باورچیخانہ مین آئے مصالح ادویہ گوشت مین لگا کے
باورچیون کو جگایا اور کہا کہ جلد کھانا طیار کرو بادشاہ کو خاصہ سویرے سے ملے چنانچہ سب تیاری طعام مین
مصروف ہوئے اور خود بہ نفس خبیث دست ستم پرست سے اُسی پسر مقتول کے گوشت کے کباب

کیسی قسم کے سیخنے کچھ گولر کباب کچھ شامی کباب کچھ سیخ کے کباب پکانا شروع کیے جسوقت اوسب کھانے طیار ہوئے
اُسی وقت کباب بھی طیار تھے اُن کھانون مین بجاے گرم مصالح کے مصالحہ بیہوشی ملا دیا مگر کبابون مین نا
اور سب خاصہ خوانون مین لگا کر حسب قاعدہ روشن چوکی بجتی ہوئی بارگاہ بادشاہ مین حاضر ہوئے اور دسترخوان
بچھا کے انواع واقسام کے طعام اُسپر چن دیے اُسوقت ملک بختیارک وغیرہ سب باخبر سب وہانپر موجود تھے
مگر بلاشور کسی ضرورت سے کہین گیا ہوا تھا وہ موجود نتھا عمر نے کہا خوب شد کہ بلا نشد یہ کہکے دل مین نہایت
خوش ہوا دیکھا کہ کسی نے واسطے کھانے کے ہاتھ نہ بڑھایا تھا کہ ناگاہ بلاشور سامنے سے معلوم
ہوا اکبارگی بادشاہ نے اور رفقا نے بلکہ سب اہل دربار نے کہا کہ آؤ خوش آمدی ای بلاشور کہان تھے
اُسنے عرض کیا کہ لشکر مین گیا تھا براے تلاش عمر تمام شب تجسس کرتا رہا مگر کہین پتہ ونشان عمر کا معلوم نہوا
بختیارک نے کہا کہ تو کسکو تلاش کرتا ہے بغل مین لڑکا اور شہر مین ڈھنڈھورا وہ اُستاد کلان یہین موجود ہین یہ
سنتے ہی عمر کا رنگ فق ہو گیا بلاشور نے جونہین یہ بات سنی نہایت خفا ہوا اور کہا کہ تم عجب فراخ کرم
ہو بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا پہلے کھانا کھاؤ پیچھے غصہ کرنا بلاشور موقوف [illegible] اول اپنے ہاتھ کو کھانے
کے لیے بڑھایا تو کبابون کی جانب بڑھایا اور ایک کباب اُنمین سے کھا کر کہا کہ واہ عجب کباب طیار
ہوئے ہین یہانتک کہ بختیارک [illegible] نے دس کباب تک بلاشور کو دیے یہ بھی خوشی مین آ گئے تو سب نے
بخل وغش تعریف کرکے کھاتے جاتے تھے سب نے باورچی کو انعام دیا مگر اب جو خواب غفلت سے چونکا تو
بلاشور نے کھانے کی جانب دیکھا کہ کسیکو نہیں کھایا کچھ [illegible] کھانے کا کیا ہی کچھ نہ کچھ سبب ایسا ہی
ہو معلوم ہوتا ہے کہین کسینے بیہوشی تو نہین ملائی ہو یہ خیال کرکے اب جو کھاتے ہین عمر نے جو یہ دیکھا
بس دیکھتے ہی یہ تو [illegible] الگ ہوئے اور کہا کیون ہرفر عون بے راہ ہونے تو ڈال ڈال ہم پات پات اور
بلاشور دیکھ ہوشیار ہو کہ مین گرو تیرا مہتر عیار ہون یہ کباب جو تو نے اسوقت کھائے یہ طاچو کے تھے اور
سب اسباب تیرے ڈکو کا لے لیا اور دیکھ چونکہ تیرے لگا یا تجکو یہ جاننا تھا کہ مین عمر ہون اب تو بلاشور
ہی تو آخر مین بھی تو عمر ہون یہ کہکے کچھ افسون پڑھ سامنے سے اُڑ چھو ہو گیا ایک بجلی تھی کہ کوندگئی کسیسے
اُسکا نشان تک بھی نہ پایا وہان سے روانہ ہو یہ جا وہ جا غائب ہو گیا سب ششدر ہو گئے اور کہا عمر
نے تو بڑی عیاری کی جانا کچھ لوگ پیچھے دوڑے مگر اُسکی گرد کو بھی نپایا عمر نے خدمت بابرکت صاحبقران
مین حاضر ہوکر تمام ماجرا مفصل عرض کیا آپ یہ کیفیت سنکے بہت مسرور ہوئے اور زبان فیض ترجمان سے
ارشاد فرمایا کہ شاباش ای عمر واہ جیسا کہا ویسا ہی کیا خواجہ نے کیا کہا یہ بات تجھین ختم ہے ع
این کار از تو آید و مردان چنین کنند ⁂ یہ فرما کر زر کثیر بطریق انعام مرحمت کیا اب عمر یہون چین سے تھے خیر
بھائی تو یہ کیفیت ہے اب وہان کا حال پرملال سنئے کہ بلاشور نے اپنے لشکر کے غم مین گریبان چاک کیا خوب دہا
پیٹا خاک اُڑائی ہرچند سب اسکو سمجھاتے تھے تسکین دیتے تھے مگر اُسکی آنکھ سے آنسو نتھمتا تھا غرض کہ بعد
سوم بلاشور نے بادشاہ جمشید کی خدمت مین حاضر ہو کر دست بستہ عرض کیا کہ خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا
جو مرضی لقا کی تھی وہ واقع ہوئی مگر اب فدوی کو اجازت ہو کہ جاکر اسکا انتقام لون کیونکہ بغیر اسکا بدلا
لیے غلام کو خواب و خور حرام ہے دنیا وما فیہا میری نظر مین تیرہ وتاریک ہو رہی ہے جب تک مین بھی عمر کو
ہلکی کا ناچ نہ نچا لونگا اپنا نام بلاشور نرکھونگا بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا بس بلاشور وہان سے تین تسلیمین

کرکے زمین ادب کو بوسہ دیکر رخصت ہوا اور تمام لباس عیاری و مکاری کا جسم پر آراستہ و پیراستہ کرکے کمر ہمت
کو خوب مضبوط باندھا اور چست و چالاک ہوکر لشکر صاحبقران کی طرف روانہ ہوا دل مین کہتا جاتا کہ دیکھو رہنا اے عمر زری
پیسے پر رکھکر بوٹیان نہ اڑائی ہون تو کچھ کام نہ کیا ہو یہ تصور کرتا ہوا منزل بمنزل طی مراحل کرکے جلد جلد چلا
جاتا تھا یہان تک کہ داخل لشکر اسلام ہوا جب پہونچتے ہی گھسیارے کی صورت بن گھاس کا گٹھا سر پر رکھ
گھسیاری منڈی مین آگھسیارون مین مل بیٹھا جو شخص گھاس خریدنے آتا تھا اس سے قیمت بہت کرتا تھا
کوئی شخص خرید نکرتا جہان تک کہ سب گھسیارے اپنی اپنی گھاس بیچکر چلے گئے اور یہ گٹھا لیے ہوئے بیٹھا رہگیا
کہتا تھا کہ آج بال بچے میرے کیا کھائینگے گھسیارون کے چودھری نے دیکھا کہ تو قیمت زیادہ مانگتا تھا اسوجہ
سے کوئی خریدتا نتھا اگلی شب یہین رہجا کل بیچکر چلا جانا بس اوسنے کو جھلیے کا بہانا اسکا تو خاص یہی مطلب
تھا شب کو وہین رہگیا جب آدھی رات گذری اور دستہ گیاہ کہکشان فلک پر پھیلی اسنے اسباب عیاری
درست کرکے بارگاہ کی راہ لی چار طرف بارگاہ کے پھرنا شروع کیا تاک جھانک کرتا رہا مگر کوئی موقع اسکو
ہاتھ نہ لگا بارگاہ کی جانب سے پھرکے خیمہ سکندر تاج بخش کے پاس آیا دیکھا کہ خدام سکندر فرخ لقا سب
چوکی پہرے سے ہشیار و بیدار تھے اسنے غبار بیہوشی اڑایا کہ ہوا کے رخ سے پاسبانان خیمہ کے دماغون
مین پہونچا چھینکین مار کر یہ تو بیہوش ہوئے وہ سراپردہ چاک کرکے اندر داخل ہوا دیکھا کہ سکندر تاج بخش
غافل سو رہے ہین پس اسنے بلیہ عیاری کا ہاتھون پر چڑھا کر کانٹے سے دوشالہ سرکا کے کفچہ پر ساڑھے تین
مثقال بیہوشی رکھکے نتھنون سے ملا دیا سکندر نے جب نفس کشی کی بیہوشی دماغ پر چڑھ گئی ایک تو یہ غافل
سو ہی رہے تھے بیہوشی سرایت کرتے ہی اور بھی بیہوش ہوگئے جھٹ پٹ پشتارہ باندھ کاندھے پر لادا
اور خیمہ سے نکلکر آواز دی کہ یارو ہوشیار و خبردار ہو مجھکو عمر نے بھیجا ہی کہ کوئی عیار اپنی عیاری قائم نکرنے
چوکیدارون نے جانا کوئی ہرکارہ ہی کوئی متعرض نہ ہوا یہ کہتا ہوا باہر نکل گیا جب کہ گاہ فروش شب کے
گٹھا گیاہ انجم کا سر پر سے اتارا اور عیار خورشید خطوط شعاعی کا پشتارہ باندھے ہوئے مشرق سے نمودار
ہوا یعنے صبح ہوئی عمر کو خبر پہونچی کہ کوئی سکندر تاج بخش کو اٹھا لیگیا عمر نے عیارون کو بلا کر پوچھا کہ سکندر
کو کون لے گیا سب نے کہا کوئی ابھی نہین آیا تھا مگر آپنے ایک ہرکارہ آج شب کو بھیجا تھا کہ
لوگون کو ہشیار کرے عمر نے کہا مین نے تو کوئی بھی ہرکارہ نہین بھیجا معلوم ہوتا ہی کہ وہ بلاشور تھا اور بہادر
بلاشور لیے ہوئے زمرد شاہ کے پاس پہونچا پشتارہ سامنے رکھدیا اور کہا کہ سکندر کو لایا زمرد شاہ
یہ دیکھکر بہت خوش ہوا اور سکندر کو مقید کیا بلاشور اس روز پھر آدھی رات کو لشکر اسلام مین آیا
اور جس جگہ خیمہ عمر بن حمزہ یونانی کا تھا اسی کی حد مین ایک پاخانہ نصب تھا اسمین بصورت حلال خور
لیکے داخل ہوا اور وہان پہونچکر سرنگ کھودنا شروع کی سر النقب کا طرف بارگاہ کے نکالا اس جگہ
مہتر قران اور برق گشت کرتے کرتے اس طرف جو آنکلے برق کو پیشاب معلوم ہوا وہ پیشاب کرنے کو
بیٹھا دیکھا کہ کچھ مٹی تازی کھدی ہوئی معلوم ہوتی ہی غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ کسی نے سرنگ
لگائی ہی اسنے دل مین خیال کیا آخر اسی راہ سے آئیگا کمند دان مین پھانس لونگا یہ تصور کرکے سر النقب پر
آبیٹھا اور وہان بلاشور نے بطریق معمولی عمر بن حمزہ یونانی کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھا اور نقب
سرنگ مین داخل ہوا دیکھا پاؤن آگے نہین اٹھتا ہی بہت غور اور فکر کی اور دل مین کہا کہ کچھ کھٹکا ہی اگر

کوئی سرنگ پر بیٹھا ہو تو کیا حال ہو ❊ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ❊ اس سے بہتر یہ ہے کہ اُدھر جاؤ ہی
نہیں بس اُسی وقت سرنگ در سرنگ کھود کے باہر نکل گیا عیاروں نے کہا کہ یہ بدبلا ہے خاموش رہو اگر
خواجہ سنینگے کہینگے کہ جب تمنے سرنگ کو دیکھا تھا تو ہمسے کیوں خبر نکی غرض کہ یہ خبر امیر کو پہونچی فرمایا کہ
خدا حافظ ہے عمر بن حمزہ یونانی کا عمر نے کہا خدا شرم رکھے لیکن بلا شور پشتارہ لیے ہوئے لقا کے
پاس پہونچا کہا عمر بن حمزہ یونانی کو لایا ہوں زمرد شاہ نے عمر بن حمزہ کو بھی قید کیا اور کہا کہ امیر کو اگر لے آ
تو بڑا کام کرے بلا شور نے کہا کہ ایکے بھیس میں امیر کو لاؤنگا بلا شور آیا اور پہاڑ کی کھو میں اپنا بستر جمایا تا سنے
خیال کیا کہ یہیں چھپ رہنا چاہیے جس وقت بادشاہ اُٹھکے بارگاہ میں جاوینگے اُس وقت تو نکلکے اپنا کام
کرنا جب کہ پچھلے پہر بادشاہ اُٹھتے ہیں اُس وقت بھی آمد و رفت سرداروں کی ہوتی ہے بلا شور صورت
ایک خدمتگار کی بنکے ایک سردار کے ہمراہ داخل بارگاہ ہوا اور ایک قالین کے نیچے چھپ رہا جبکہ
سب سردار اور بادشاہ جا چکے امیر نے مقبل کو طلب کر کے حفاظت کی تاکید کی مقبل نے عرض کیا کہ
ای صاحبقران میں دروازہ کو مقفل کر کے جاگتا رہونگا امیر نے خاصہ نوش کر کے آرام کیا بلا شور نے
فکر کی کہ دروازہ بارگاہ مقفل ہے پہلے راستہ اپنے نکلنے کا تجویز کر لینا چاہیے بعدہ قصد گرفتاری کرنا مناسب
ہے بس اسی فکر میں تھا کہ ایک فراش نے باہر سے پکارا خدمتگار اُٹھا اور فراش کو اندر بلا لیا سب خدمتگاروں
نے آواز دی یہاں تک کہ امیر بھی بیدار ہوئے فراش نے شمعوں کے گل کترے اور اپنا کام کر کے چلا گیا خدمتگاروں
نے تکمہ بارگاہ کے باندھے اور سو رہے امیر نے بھی آرام کیا بلا شور نے جب سب کو غافل دیکھا قالین کے
نیچے سے باہر نکلا اور تمام شمعوں کا گل کتر دیا گُھنڈیاں پردے کی کھول کے امیر کے متصل پہونچا اور پاؤں دبا
کے چاہا کہ دوشالہ امیر کے منہ پر سے اُٹھا کے بیہوشی دے کہ دفعتہ آنکھ امیر کی کھلگئی صاحبقران نے دیکھا کہ ایک شخص
چاہتا ہے کہ مجھکو بیہوشی دے جانا کہ بلا شور یہی ہے امیر نے ہاتھ دراز کر کے چاہتے تھے کہ گردن اُسکی پکڑیں
بلا شور نے جست کی اور دامن اُسکا پکڑا اور کہا کہ میں نے [illegible] سر کو پکڑا اب میرے ہاتھ سے چھوٹ کے کہاں جائیگا
بلا شور نے خنجر مارا دامن کٹ گیا اور جلد دامن چاک کر کے نکل گیا مقبل باہر کا دروازہ کھول کے دوڑا
خدمتگار آئے اور کہا کہ کہاں ہے امیر نے کہا دامن کاٹ کے جلد یا دیکھو یہ کٹا ہوا دامن اُسکا میرے ہاتھ میں
ہے چوکیداروں نے چاروں طرف بہت تلاش کیا نہ پایا امیر بھی حیران ہوئے کہ کس طرف سے آیا گم ہو
ہوا ایک روز بلا شور نے [illegible] دیا نہ آیا دوسرے روز پھر اول شب خدمتگار کی قطع بنکے ہمراہ ایک امیر کے
بارگاہ میں داخل ہو کر کسی گوشہ میں پوشیدہ ہو رہا جبکہ صحبت برخاست ہوئی آرام کرنے کا وقت آیا امیر
نے مقبل کو بلایا اور کہا آج کیا کرنا چاہیے مقبل نے عرض کی ای صاحبقران آج سے دن میں دروازہ بارگاہ
کھلا رکھ ایک سمت لیٹ رہونگا اور بیدار رہونگا ظاہر میں یہ معلوم ہو کہ سوتا ہے اور باطن میں جاگتا رہونگا
جو کوئی شخص آئیگا ایسا ایک پنجہ مارونگا کہ دو ٹکڑے ہو جائینگے بلا شور جو مخفی بیٹھا تھا چپکا سنا کیا اور
خاموش بیٹھا رہا اور دل میں کہتا کہ لو اب یہ ایسے بہادر ہوئے ❊ قدرت خدا کی دیکھیے اور انکو دیکھیے +
القصہ مقبل نے دروازہ کو کھلا رکھا اور اپنے تئیں ظاہر میں خفتہ کی صورت بنا کے خوب زور زور سے
خراٹے لینے لگا اور بلا شور مع دنگل صاحبقران کی طرف چلا امیر سبب کھٹکے کے ہر وقت سر اُٹھا اُٹھا
کے نظر کرتے تھے اور بیدار تھے الکشت اُسی کھٹکے میں آنکھ جھپک بھی جاتی تھی تو جب بیدار ہوتے دیکھتے

کہ عیار کھڑا اور دنگل کھڑا ہوا ہو علی ہذا القیاس امیر کئی دفعہ بیدار ہوئے پھر پہر رات باقی تھی کہ امیر پر ایکمرتبہ
خواب نے ایسا غلبہ کیا کہ بالکل غافل سو رہے اب بلاشور قریب امیر کے اُسکے دنگل کے نیچے سے
نکل کے کھڑا ہوا اور اس فکر مین کہ امیر کو بیہوش کرنا چاہیے کہ صاحبقران نے ملکہ مہرنگار کو خواب مین
دیکھا کہ شکوہ بہت کیا ہی اور کہا کہ عیار تمھارے قریب آنے کو آیا ہی ہوشیار ہو یہ کہکر ملکہ غائب ہوگئین امیر بیدار
ہوئے بلاشور چاہتا تھا کہ بیہوشی دے امیر نے دیکھا اور بہت جلدی ہاتھ بڑھا کر بلاشور نے بھی
عیاری ہاتھ کو کھینچا اور اسیطرح امیر پر مارا کہ ہاتھ بلاشور کا چھوٹ گیا بلاشور بھاگا امیر نے جست کرکے
ایک گرز بلاشور کے سر پر مارا کہ بھیجا پلپلا ہوگیا اور گردن پکڑ کے ایک چکر دیا کہ بلاشور منہ کے بھل
زمین پر گرا امیر نے کہا کہ مارا مین نے اس نابکار کو مقبل یہ آواز سنکے دوڑا اور بلاشور کی طرف تلوار
کھینچکر چلا مگر بلاشور تو ایک بلا آدمی ہی یا شیطان نے اس قالب مین حلول کیا ہی اس پھرتی سے اسنے
جست کی اور مقبل کے ایک لات مارتا ہوا اس طرح دروازہ سے نکل گیا جیسے بجلی کوند جاتی ہی کسیکو
معلوم بھی نہین ہوا کہ کون آیا تھا اور کون گیا بڑی تلاش و جستجو ہوئی اور نہایت دوڑ دھوپ کی گئی
مگر کچھ نشان بلاشور کا معلوم نہوا تمام عیار جمع ہوئے اور خواجہ عمر بھی آئے امیر نے کہا کہ اے بھائی
مجکو نیند حرام ہوگئی اس کمبخت کے کھٹکے مین عجب بےچینی ہی عمر نے عیارون پر نہایت تشدد
کیا اگر تمنے ذرا بھی غفلت کی تو مین تمکو قتل کر ڈالونگا دیکھو بہت ہوشیار رہنا خبردار غافل نہو جانا ورنہ
سزائے مقتول دیجائیگی عمر تو اس انتظام مین مصروف ہین مگر شاپور نکل گیا اور تمام لشکر مین اسنے
تلاش کیا مگر بلاشور کا پتہ نہین اسکو ملا بلاشور نے اس عرصہ مین سرنگ کھودنا شروع کی اور سرا نقب
کا قریب سراپردہ بارگاہ کے پہونچایا شاپور تو اسی دوادوش مین سرگردان تھا ہی اسکا گذر جو اس طرف
ہوا تو یہ کرشمہ دیکھا جلد عمر سے خبر کی اور قران مع چند عیارون کے برسر نقب آئے عمر نے کہا کہ اندر
جانا صلاح نہین ہی سر النقب کا بند کردو عیارون نے پتھر سے نقب کا دہانہ بند کردیا اور جریب ہائے
عیاری زمین پر مارنا شروع کین خالی آواز آنے لگی اُسی آواز پر روانہ ہوئے اور یہان دیکھیے کہ ہرچند
بلاشور کھودتا تھا اور چاہتا تھا کہ سر النقب کا پردہ تک پہونچا دون مگر وہ کسی طرح نہ کھدی اسوجہ سے کہ
سراپردہ بارگاہ کا زمین مین ڈوب گیا تھا بلاشور نے شمع عیاری جلائی دیکھا کہ سنگ نہین ہی سراپردہ
زیر زمین غرق ہوگیا ہی اسکو یہ خبر تھی کہ بارگاہ معجزہ کی ہی اور اسمین یہ کرامات ہی ہرچند کوشش کرتا تھا
مگر بارگاہ زمین مین غرق ہوتی چلی جاتی تھی یہ تو اس حیرت مین متفکر تھا اور وہان عمر و شاپور وغیرہ جو بس
مین تھے انھون نے دیکھا کہ سر النقب کا آگے سراپردہ بارگاہ کے کھود لایا ہی عمر نے کہا کہ بارگاہ تک پہونچا
ہوگا غرض کہ عیارون نے اوپر سے سرنگ کو کھودنا شروع کیا بلاشور کو معلوم ہوگیا اسنے جھٹ سرنگ
مین دوسری سرنگ لگاکے مع اپنے شاگردون کے دوسری نقب کا منہ توڑ کے نکل گیا اب جو
عیار عمر کے سرنگ مین آئے تو دیکھا کہ وہان کوئی بھی نہین ہی غور جو کیا تو معلوم ہوا کہ سرنگ سے
تیسری راہ پیدا کرکے اُس راہ سے باہر نکل گیا عقل کسیکی بجا نہین رہی اور کہنے لگے کہ سخت بلا سے
پڑا ہی عیارون نے سرنگ کو تو بند کردیا مگر لشکر مین یہ حال ہی کہ کسیکو وہم بلاشور سے راحت
و آرام نہین سب کا خواب و خور حرام کر رکھا ہی صاحبقران اور تمام سرداران لشکر و افسران فوج

سب کا عیش و آرام تلخ ہو رہا ہی بلاشور نے دو روز کا مغالطہ کیا تیسرے روز بارگاہ کے قریب آیا چارون
طرف چکر لگایا کہین سے اندر جانے کی تدبیر اسکے ذہن مین نہ آئی حیران کھڑا ہوا سوچ رہا تھا کہ ایک
طناب مخارج اسنے دیکھی دستور ہی کہ بادشاہون کی حفاظت کے واسطے گرد محل سرا کے روند پھرنے
کے لیے ایک طناب کھینچدی جاتی ہی بلاشور اس طناب ہی کے وسیلہ سے دفعتہً بالای بارگاہ آیا
دیکھا کہ امیر جلوہ افروز ہین اور کتاب یوسف زلیخا پڑھ رہے ہین شمع روشن ہی اور مقبل دست بستہ سر
جھکائے ہوئے خاموش سامنے ایستادہ ہی بلاشور نے چند پروانہ بیہوشی کے سنبے ہوئے اپنی کسوت
عیاری سے نکالے ایک کو زمین رکھکر پھونکا وہ شمع پر جاکر گرا اور جلنے لگا اسی طرح کئی پروانہ
اسنے شمع تک پہونچائے جب وہ جلے اور دود بیہوشی بارگاہ مین پھیلا امیر و مقبل دونون اثر
بیہوشی سے غافل ہوئے بلاشور نے کمند ستون پر ڈالی اور اُسکے ذریعہ سے نیچے اترا مقبل کی
طرف تو متوجہ نہوا مگر امیر کو دوبارہ بیہوشی سنگھا کے جلد پشتارہ باندھ کے کندھے پر لاد لیا دیکھا کہ دروازہ
بارگاہ کا کھلا ہوا ہی اس باعث سے کہ مقبل بیٹھا تھا اور امیر بھی بیدار رہتے تھے غرضکہ بلاشور دروازہ کی
راہ سے باہر نکلا اور سب کی نظر سے مخفی ہوتا ہوا لشکر اسلام سے نکل گیا اور اپنے لشکر کی راہ لی پہر رات
باقی تھی شاپور جو گشت کرتا ہوا ادھر آیا تو دروازہ بارگاہ کا کھلا ہوا دیکھتے ہی اسکا رنگ فق ہوگیا اندر
آکر دیکھا کہ مقبل بیہوش پڑا ہی اور امیر نہین ہین آہ جگر سوز اسنے کھینچی اور کہا کہ بلاشور امیر کو لے گیا عمر
کو بھی خبر ہوئی افتان و خیزان خیمہ سے دوڑا تمام عیار و سردار جمع ہو گئے اور ایک شور قیامت برپا ہوا آخر
شاپور بتلاش بلاشور روانہ ہوا اور راہ لشکر کفار کی اختیار کی اُسطرف بلاشور پشتارہ لیے بخط مستقیم زمرد شاہ کے پاس آیا اُسوقت
زمرد شاہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا بلاشور نے پشتارہ امیر کا زمرد شاہ کے روبرو حاضر کیا زمرد شاہ
بہت خوش ہوا اور امیر کو مقید رکھنے کا حکم دیا آخرکار بعد صلاح و مشورہ کے گردن زنی کی راے قرار پائی
جلاد حاضر ہوئے اور امیر کو زیر تیغ بٹھایا امیر نے اُسوقت رجوع قلب سے اپنی رستگاری کی دعا بدرگاہ
مجیب الدعوات کی جلاد کو ایک طمانچہ غیبی ایسا پڑا کہ راہی دار البوار ہوا دوسرا جلاد طلب ہوا وہ بھی
مبتلاے بلا ہوا اسی طرح تین جلاد واصل جہنم ہوئے بختیارک اپنی کرسی نقا کے پیچھے لایا اور کہا کہ
قسم ہی مجھے اپنے دین و مذہب کی صراحی اس مقام پر رکھی تھی وہ اُڑ کے میدان مین گئی اور آواز آئی کہ امیر کو
کچھ بھی ضرر پہونچایا تو تجکو زندہ نچھوڑونگا جسطرح کہ صراحی کو مین نے اُڑایا اُسی طرح پتھر سے تمھارے سر اُڑا دونگا
بلاشور نے جست کی اور کہا کہ دیکھ تو تجکو زندہ نچھوڑونگا شاپور جست کرکے بارگاہ سے نکل گیا جنگل
مین پہونچا یہان شاگردان بلاشور موجود تھے چہار طرف سے شاپور کو گھیر لیا مگر شاپور بھی مقابلہ مین
موجود ہوگیا پنجہ چلنے لگا شاپور نے ایک ہی حربہ مین کئی شاگردان بلاشور کو قتل کیا اور پیٹ انکا
پھاڑ کر خون پی لیا اور انتین جنگل کو دُنکو کھلائین کہ اُسی وقت بلاشور آ پہونچا اور شاگردون سے کہا کہ تم
گھبراؤ نہین قائم رہو گریز نکرنا بلکہ موقع و محل دیکھتے رہو مین اسکو ابھی مارے لیتا ہون یہ کہکر شاپور
کے مقابلہ کو آیا باہم پھر جنگ ہوا کی بلاشور نے خنجر مارا شاپور نے خنجر خالی دیا اور ایسا پنجہ بازو پر
بلاشور کے مارا کہ وہ زخمی ہوا شاپور جست جو کرتا ہی تو وہان سے نقار خانے پر پہنچ گئے اور پھر وہان
سے بھی جست کرکے بجلی کی طرح کوند کر نکل گیا بلاشور زمرد شاہ کے روبرو آیا اور کہا ایسی تقدیر بھاگی

ہوا یعنی جب تک تو نے شاپور رو عمر کو قتل نکر لیا ہوتا جب تک ارادہ قتل امیر سے باز رہتا امیر کو
اسوقت تک قید رکھنا چاہیے باشور نے کہا کہ مقراض کوہ پر چار دیواریں مدت مدید سے بنی ہوئی
ہیں اُنھیں دیواروں پر چوب عقابین کھینچنا چاہیے پس امیر کو پنجرۂ آہنی میں قید کر کے درمیان چار
دیواری پہاڑ کے پچاس گز بلند چوب نصب کر کے عقابین پر کھینچدیا اور چار ہزار عیاروں کا پہرہ اُس مقام پر
مقرر کیا لیکن شاپور یہ حال دیکھ کے اپنے لشکر مین آیا اور بادشاہ اسلام سے عرض کیا بادشاہ نے فرمایا کہ
مین نے سنا ہی تو نے عجب کام کیا ہی شاپور نے دست بستہ سر جھکا کر عرض کیا کہ جہان پناہ کام میرا اُس وقت
معلوم ہوگا جبکہ امیر کو چار ہزار کی قید سے چھڑا کر لاؤنگا خیر اُدھر کا حال سنیے کہ سابق بیان ہو چکا ہی کہ
قمہور دربار لقا سے اُٹھکر چلا گیا تھا اُس درمیان مین وہ بھی آیا اور لقا سے استفسار کیا کہ حمزہ کے
ساتھ تونے کیا سلوک کیا زمرد شاہ نے کہا کہ امیر کو عقابین پر کھینچدیا ہی قمہور نے کہا کہ خوب کیا بعد ازان قمہور
گویا ہوا کہ میرے نام طبل ظفر بجوا مین سرداران اسلام سے مقابلہ کرونگا چنانچہ لقا نے بنام قمہور دلاور
طبل جنگی بجنے کا حکم دیا یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی وہان بھی طبل جنگی نوازش مین آیا رات بھر دونون لشکرون
مین طیاری سامان حرب و ضرب ہوا کی صبح کو دونون لشکر بڑے جھمک دمک سے میدان مصاف مین آئے
حسب قاعدہ صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب کڑکا کہکے کنارہ ہوئے قمہور میدان مین
آیا اور مبارز طلبی کی شہباز گردنشین مقابلے کے واسطے نکلا اور قمہور کے ہاتھ سے مارا گیا بعد
ازان ہاشم تیغ زن سے مقابلہ ہوا اور بعد رد و بدل فنون سپاہگری نوبت بکشتی پہونچی قمہور نے ہاشم کو
کشتی مین زیر کر کے باندھ لیا اور طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر مراجعت کر کے اپنے مقام پر آرام
پذیر ہوئے شاپور کو رہائی امیر کی نہایت فکر تھی ہر وقت اسی تردد مین رہتا تھا چنانچہ ایک دن
پہاڑ کے نیچے چکر لگا رہا تھا اور راہ جانے کی تجویز کر رہا تھا مگر کوئی جگہ قدم جمانے تک کی نپائی شاپور
حیران ہو کر لشکر زمرد شاہ مین گیا ایک آدمی پیچھے پیچھے اسکے چلا آتا تھا یہان پر نگرانی کے لیے ایک
شاگرد بلاشور کا پہرا مقرر تھا اُسنے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش چلا آتا ہی ڈھال تلوار پکڑ کے شاپور کیطرف
چلا شاپور نے نمدے کے آدمی کو خوب مضبوط اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا وہ آگے مُنہ کے سامنے ہوا
اور شاپور اُسکی آڑ مین پیچھے اُسکے ہوا راہ مین جب اُسکو خدشہ معلوم ہوا شاپور نے نمدے کے
آدمی کو ہاتھ سے ڈال دیا اور خود لوٹ مار کے فکر مین اور سمت چلا عیار نے جانا شاید جو آتا تھا راہ مین
گر پڑا ہی نیمچہ نکال کے نمدے کے آدمی کو لگایا شاپور نے پھر کے جو دیکھا کہ عیار جھکا ہوا ہی جلد پیچھے
اسکے پہونچے ایسا نیمچہ مارا کہ وہ دو ٹکڑے ہوا جلدی سے اسنے نیچے زمین کے اُسکو گاڑ دیا اور خود
اُسکی جگہ پر جا بیٹھا چارون طرف دیکھنا شروع کیا جب دیکھا کہ کوئی اس حال سے مطلع نہین ہوا شاپور
وہان سے اُٹھا اور بارگاہ کے اندر پہونچا دیکھا کہ لقا سو رہا ہی کرسیان جواہر کی بچھی ہوئی ہین اور
ڈابین زرین رکھی ہوئی ہین پہلے دل مین کہا کہ اسی کو لو یہ رقم کاہے کو مفت جاے کام آئے گی
یہ خیال کر کے اپنے چادر عیاری بچھائی جملہ اشیاء زرین یعنے ڈاب اور تکیہ و تاج مرصع سب
لیکر باندھا اور خنجر نکال کے گلے زمرد شاہ پر رکھا یہ بیدار ہوا اور گھبرا کر کہنے لگا تو کون اسنے کہا
کہ مین شاپور ہون تیری جان کا ملک الموت تیری قبض روح کے لیے آیا ہون زمرد شاہ نے

کہا مجکو قسم ہو اپنی عزت و جلال کی مین نے ایسی تقدیر نکی تھی شاپور نے کہا تو نے تو یہ تقدیر نہ کی تھی لیکن
مین نے یہ تدبیر کی کہ ان چیزون کو لیا مین مفلس بھی تھا کچھ غنی ہی ہوگئی زمرد شاہ نے کہا کہ تو نے اچھا کیا سوق
سے ان اشیا کو لے مین نے بھی یہی تقدیر کی تھی لیکن مجکو قتل نکر شاپور بولا کہ اس شرط سے مین تجھے چھوڑے
دیتا ہون کہ جب تک امیر با توقیر تیری قید مین ہین انکو آب و طعام عمدہ اسے لطیف پہونچوایا اگر امیر کو کسطرح کی
تکلیف کھانے پینے مین یا کسی قسم کی ایذا رسانی کریگا تو خوب سمجھ لینا کہ اسی طرح آکر قتل کر دونگا زمرد شاہ
نے کہا مین نے قبول کیا پھر شاپور نے کہا کہ جب تک مین یہان سے جاؤن تب تک خبردار غل مچانا اسنے
کہا بہتر ہی چنانچہ شاپور زمرد شاہ کے سینہ پر سے اترا اور ان چیزون کو لیے ہوئے لشکر زمرد شاہ سے
صحیح و سلامت باہر نکل گیا زمرد شاہ نے مارے خوف کے دو تین گھڑی تک دم نہ مارا خاموش پڑا رہا بعد اسکے
غل مچایا خدمتگار دوڑے زمرد شاہ نے کہا کہ نالائقو اسی طرح کا پہرا دیتے ہو کہ ابھی ایک شخص نے مجکو
قتل ہی کیا ہوتا تمام لشکر مین غلغلا ہوا کہ آج کی شب کسی نے خداوند کو مار ہی ڈالا ہوتا اگر بچ گئے مال ہی گیا
خیریت گذری جان محفوظ رہی بختیارک نے سنا یہ بھی دوڑ کر حاضر خدمت ہوا کہا کہ ای خداوند کس بندے نے بے ادبی
کی زمرد شاہ بولا کہ شاپور آیا تھا اور میرے سینہ پر سوار ہوا اگر مین نے تقدیر کی تھی کہ وہ سر اتار لیجائے
اس شرط سے مجکو چھوڑ جائے ورنہ مار ڈالا جائیگا اور یہ بھی میری مشیت مین گذرا کہ شاپور قتل نکیا جائے
صحیح و سالم زندہ بچ کے نکلے اسے حمزہ کو آب و طعام پہونچایا جائے ای بختیارک تو جا کے جمشید شاہ کو
لے آ بختیارک تو جانب خیمہ جمشید شاہ روانہ ہوا ادھر شاپور نے اپنے دل مین خیال کیا کہ بطرف
مقراض کوہ کے چلنا چاہیے شاید کچھ قابو ملجائے شاپور یہ تصور کر کے پہاڑ کی جانب روان ہوا
اور یہان عمر کا حال سنیے کہ آپ چوبدار کی صورت بنا اور عیارون کو ہمراہ لیکر معہ قران و الوالفتح و
فتاح وغیرہ سب کی شکلین مشعلچیون کی بنائی اور مشعلین ہاتھون مین دیکر ہو سو اس پہاڑ کی خوبی پر
آیا پاسبانون نے پوچھا کہ تم کون ہو عمر نے خوب جلا کر انکو جواب دیا کہ ہم مشعلچی جمشید شاہ کے ہین
جمشید شاہ نے دس دس طومان کا خلیط بھکو دیا ہی کہ جو شخص جاگتا رہیگا اور اپنے پہرے پر ہوشیاری
رکھیگا اسکو جا کر دو اور ہمارے پاس بھیجدو کہ ہزار ہزار طومان مین انکو انعام دونگا اور جو شخص سو جائیگا
وہ اپنی نوکری سے برطرف ہوگا جسنے یہ سنا جو کہ سوتا تھا وہ بھی جاگ اٹھا سب دوڑے عمر نے ایک ایک
خلیطہ سب کے ہاتھ مین دیا اور کہدیا کہ تم سب شاہ کی خدمت مین جاؤ وہ ہزار ہزار طومان تمکو انعام دیگا
ہر شخص نے خوشی خوشی خلیطہ لیا اور جمشید کی طرف روانہ ہوئے یہان تک کہ سب چلے گئے چالیس شخص
نہ گئے اور کہا یارو ہم کس طرح عقابین کو تنہا چھوڑ کے جائین جس وقت اور لوگ واپس آئینگے اسوقت
ہم بھی جا کر انعام لینگے عمر انکے پاس آیا اور کہا آفرین ہو تمھاری ہمت پر تم بڑے نمک حلال ہو یہ کہکے
انکے پاس آبیٹھا اور کہا میوہ کھاؤ گے ان لوگون نے کہا کہ لائیے عمر عیار نے سب کو دیے کھاتے ہی
سب بیہوش ہوئے عمر نے چالیسون کو قتل کیا اور برابر چوب عقابین کے آیا امیر کو آواز دی امیر نے
کہا تو کون ہی عمر نے کہا کہ مین عمر ہون آپ کا غلام اگر آپ فرمائین تو زنبیل مین ڈالکر آپ کو لیجاؤن
امیر نے کہا ای بھائی ایسا کہین ہو سکتا ہی میری صاحبقرانی مین فرق آجائیگا سب یہی کہین گے
کہ حمزہ کو عمر زنبیل مین ڈالکر لیگیا البتہ اگر تم پنجرے کو کھولدو اور قید سے مجکو رہا کر دو تو مین اپنی جگہ پر

چلا جاؤں اگر کوئی میرا سدراہ ہوگا تو میں اُس سے جنگ کرونگا اور تیغہ میری خاردار ہے کہ تمام اعضاے بدن
میں چُبھی جاتی ہے باہم امیر و عمر کے یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ناگاہ اُس طرف سے بختیارک جمشید شاہ کو لیکر چلا
بلاشور ہمراہ تھا پاسبان صف باندھ کے کھڑے ہوئے اور برابر آواز دی کہ اے مالک ہمارے ہم ہوشیار
و بیدار ہیں جمشید نے جو یہ ہنگامہ سنا سواری ٹھہرائی اور کہا کیا خبر ہے سبھوں نے عرض کیا کہ حضور نے مشعلچی
بھیجا تھا اور خلیطے دس دس طومن کے دلوائے تھے اور فرمایا تھا کہ جو شخص بیدار رہیگا اُسکو یہ دینا کہ اسی نشان
سے ہمارے پاس آویں ہم ہزار طومن اُنکو دینگے یہ خلیطے دکھلائے بختیارک نے کہا کہ صلواۃ بر محمد آگاہ ہو کہ
عمر یہ عیاری کر کے امیر کو لیگیا جمشید شاہ نے حکم دیا کہ فوج نرغہ کر کے چاروں طرف سے گھیر لے کہ عمر
نکل کے جانے نپائے بلاشور نے دیکھا کہ اسوقت میں یکہ و تنہا ہوں یہ تو گریز کر گیا عمر بھی پہاڑ سے اُترا
اُسی وقت شاپور بھی وارد ہوا اور کہا اے پدر بزرگوار اس حرامزادہ کو آج کیوں زندہ چھوڑ دیا بلاشور نے کہا
کہ میں عمر کے پاس نہیں جاسکتا ہوں یہ خیال کر کے بانسی کے جنگل میں آیا عمر نے بھی مع عیاروں کے بلاشور
کا تعاقب کیا ایک حقہ آتشی مارا کہ اُس جنگل میں آگ لگ گئی عمر نے دیکھا کہ آگ سے بھی وہ محفوظ رہا تب
ایک نعرہ مارا کہ کبھی تو میرے جال میں پھنسیگا پس عمر وہاں سے پھر کر اپنے لشکر میں آیا لیکن جمشید شاہ
پہرے چوکی کا انتظام گرد امیر کے کر کے زمرد شاہ کے پاس آیا زمرد شاہ نے مقدمہ شاپور جمشید سے
بیان کیا جمشید نے بلاشور کو بلوا کر فرمایا کہ جس طرح ہو سکے شاپور کو قتل کر بلاشور نے کہا شاپور بڑا
ہے مگر خیر بر تقدیر شاید کہ ہمیں بضعہ برآرد پر وبال پس شب کے وقت جاؤنگا جبکہ تاریکی شب نے مثل شب پر
اطراف عالم کو گھیر لیا اور عیار شب گرد مع شاگردان انجم کہکشان لیکر خیمہ زنگاری افلاک پر نمودار
ہوا بلاشور نے لباس شب روی درست کر کے قتل شاپور پر کمر ہمت باندھی اور براہ لشکر اسلام کی انتہا
اور یہاں شاپور بھی اس فکر میں تھا کہ وہ بلاے بیدرمان ہاتھ آجاے تو اُسکو قتل کرنا چاہیے یہ بھی اپنے
شبروی جسم پر آراستہ کر کے بانہ ہاے عیاری سے جست و چالاک ہو کر لشکر کفار کی سمت چلا جب کہ لشکر
میں پہونچا ہر چند تلاش کیا بلاشور کو نہ پایا فکر کی کہ اگر قہمور قابو میں آجاے تو اُسی کو گرفتار کرنا چاہیے
ایک جمعدار کا خیمہ متصل بارگاہ قہمور کے تھا شاپور جست کر کے جمعدار کے خیمہ پر آیا اور پاؤں کے
دونوں انگوٹھے چوب خیمہ پر خوب مضبوط جما کے وہاں سے ایک ایسی جست کی کہ قہمور کے خیمہ پر قائم ہوا اسطرح
کہ خیمہ کی چوب تک نہ ہلی فوراً خیمہ کی چھت کو چاک کر کے چوب کے سہارے سے خیمے کے اندر اُترا اور
قہمور کو بیہوشی دیکے لتہارہ اُسکا باندھا اور کاندھے پر لاد کر اُسی چوب کو پکڑ کے خیمہ پر چڑھا وہاں سے دونوں
نیچے چوڑ کر جست جو کرتا ہے جمعدار کے خیمہ پر پہونچا اور وہاں سے اُتر کے میدان میں آیا اور صبح و شام لشکر سے نکلکے جو
سیر کرتا ہوا بہ ہوشیاری و چستی اور چالاکی سے اپنے لشکر کی طرف چلا اور یہاں بلاشور لشکر اسلام میں
آیا بہت کچھ تجسس کیا اور بڑی فکر اور غور میں گیا انجام کار جب تلاش کرتے کرتے حیران اور پریشان ہوگیا
مگر شاپور کی بو بھی کہیں نپائی آپ نے خیال کیا کہ یہاں سے خالی جانا چاہیے کسی سردار ہی کو لا دلیجانا
چاہیے بلاشور نے اپنے دل میں یہ خیال کیا پس بلاشور یہ تصور کر کے بارگاہ طہمورث دیو بند کی طرف
آیا تھوڑا دیر بارگاہ کے پاس ٹھہرا رہا اور سب حال وہاں کے باشندوں سے دریافت کیا اُسنے از راہ
نادانستگی سب حال کہدیا اور کہا کہ اس وقت خسرو زرین کلاہ مع چالیس مصاحبوں کے دربار خاص میں

جلوہ گرہی بلاشور نے گرد خیمہ کے گشت کی دیکھا کہ سب بیدار ہین مگر ایک مشعلچی کو زمین مشعل لیے ہوئے
اونگھ رہا ہی بس یہی موقع تاک کمند ڈال وہان پہونچا اور اُسکو بیہوشی دیکے وہان سے غائب ہو کر اُسکے
کپڑے خود پہنے اور وہین مشعل لیکر استادہ ہوا جب رنگ محفل دیکھ چکا تھوڑی دیر کے بعد دوسرے
مشعلچی کو دیکر باہر خیمہ کے آیا اور اپنی صورت کو بشکل عمر تبدیل کر کے بارگاہ مین آیا خسرو نے دیکھا کہ
عمر آتا ہی تعظیم کو اُٹھا اور کہا کہ خواجہ سلامت اسوقت کس طرح تھا آنا ہوا اسنے کہا کہ جس روز سے بلاشور
نے میرے فرزند کو مارا ہی اور چند سرداران امیر کو چرا لیگیا ہی اُسدن سے مجکو قرار نہین تمام شب
پھرتا ہون اسی خیال سے کہ بلاشور اور کسی کو نہ لیجاے یہ کہکے اور گلابی شراب کی بوتل کیسہ سے نکال کے
پینے کو بیٹھا اور خسرو سے کہا کہ کیا تو بھی پیے گا خسرو نے کہا آپ کی عنایت اسنے تھوڑی شراب خسرو کو
دی اور مصاحبون کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ بھائیون تو تھوڑی تھوڑی سب پیو یہ نہایت عمدہ شراب
گل گلاب کی مین نے طیار کی ہی یہ کہکے وہ شراب سب حاضرین بارگاہ کو دی اور خسرو سے کہا کہ جا خبر لا
کہ بدیع الزمان بیدار ہی یا سوتا ہی خسرو اُٹھا بیہوشی نے اُسپر اثر کیا تھا اُٹھتے کے ساتھ گر پڑا مصاحبون نے
چاہا کہ اُٹھاکر اُسے سنبھالین کہ وہ بھی سب بیہوش ہوئے بلاشور بدبخت نے خسرو کو مع چالیس آدمیون کے
ذبح کر کے بارگاہ بدیع الزمان مین آیا اور بدیع الزمان کو بیہوشی دیکر کاندھے پر ڈال لشکر اسلام سے
صحیح و سالم نکلکے اپنے لشکر کی راہ لی یہان سنیے کہ عمر نے دل مین خیال کیا کہ اگر قابو چلے تو امیر کو
کسی طرح لانا چاہیے سب کو ایک لمحہ قرار نہ تھا ہر وقت یہی فکر تھی چنانچہ عمر اپنے مقام سے چلکر قریب
پہاڑ کے آیا دیکھا چارون طرف چوکیدار بیدار ہین عمر دیوار پر گیا اور دونون پانون اپنے دیوار پر خوب
جماکے ایک جست جو کرتا ہی پنجرے پر امیر کے جا بیٹھا امیر نے استفسار کیا تو کون عمر نے کہا مین ہون امیر
نے کہا کیون آیا ہی کہا آپ کی رہائی کے واسطے حاضر ہوا ہون ابھی یہ باتین ہی تھین کہ کچھ کھٹکا ہوا
ایک عیار اُدھر سے گذرا فلیتہ عیاری روشن کر کے جو دیکھا تو عمر چوب عقابین سے چڑھکے پنجرہ پر
بیٹھا ہی اُس عیار نے اور عیارون کو پکارا کہ یارو جلد آؤ یہ دور انا گرد امیر کے پنجرے پر بیٹھا ہوا ہی
بمجرد اس آواز کے سب عیار ننگے پانون دوڑے اور کہتے تھے ہان لینا پکڑنا زندہ جانے نہ پائے
عمر نے جو دیکھا کہ مقدمہ خراب ہوا جلدی اپنی زنبیل مین سے ایک مشک عیاری نکالکر اُسکو خوب
پھونکا کہ وہ پھول گئی وہ لوگ سمجھے کہ عمر ہی ہتھیار لیے ہوئے سب کے سب گھیر کر کھڑے ہوئے اور یہان
عمر جست کر کے جانب دست چپ سے دیوار پر آیا اور دیوار سے جست کر کے پہاڑ پر قدم جما
اور نہایت جلد پھرتی کے ساتھ نیچے اُتر آیا عیارون نے وہان مشک کے ٹکڑے ٹکڑے کیے اب
جو دیکھا تو مشک تھی اور دیکھتے ہین تو کوئی بھی نہین حیران ہوئے وسواس نے کہا تمکو دھوکا
دیکے نکل گیا اُسکو ہرگز ہاتھ سے نہ دینا تھا مگر گرد پہاڑ کے رونہ حبشیون کی پھرتی تھی اُنھون نے دیکھا
کہ ایک سیاہ پوش پہاڑ سے نیچے اُترا ہی اور اوپر پہاڑ کے غل ہو رہا ہی ابھی عمر بیٹھا تھا اُسنے
جانا کہ عمر ہی گھوڑا امہمیز کیا اور عمر کو آواز دی عمر نے کہا بابا پیادہ یون ہین کہ کہان سے تو آتا ہی عملیا
حبشی نے مع چار ہزار حبشیون کے عمر کا پیچھا کیا یہ تو اس طرف جاتے ہین اور یہان کا حال سنیے
کہ ادھر سے شالور جاتا تھا اور ادھر سے بلاشور آتا تھا جبکہ ان دونون عیارون کا مقابلہ ہوا

بلاشور بدنہاد نے پوچھا تو کون شاپور نے جواب دیا کہ مین شاپور ہون قہور دیو پیکر کو
لایا ہون پھر شاپور نے دریافت کیا کہ تو کون ہے اسنے جواب دیا کہ مین بلاشور ہون بدیع کو
لایا ہون بلاشور نے کہا کہ قہور کو مجھے حوالہ کر ورنہ نہین تو مارا جائیگا شاپور گویا ہوا کہ پشتارہ
بدیع کو میرے حوالہ کر ورنہ آج زندہ بچکر نہ جائیگا بہت ردوبدل ہوئی دونون نے اپنے پشتارے
رکھکر تلوار میان سے لی باہم جنگ ہونے لگی دو بجلیان گونجتی ہوئی تھین اور پنجے کے ہاتھ چل رہے
تھے کبھی اسنے پنجہ مارا اسنے خالی دیا کبھی اسنے تلوار لگائی اسنے کوئی بچائی غرض کہ جہانپر حفاظت
امیر کے لیے طلایہ پھر رہا تھا دونون لڑتے بھڑتے قریب اس مقام کے آئے قیلاس نے
دیکھا کہ دو عیار آپس مین لڑرہے ہین اسنے آواز دی کہ تم کون ہو بلاشور نے قیلاس سے
کہا کہ مین بدیع الزمان کو بیہوش کرکے لایا ہون اور یہ شاپور پسر عمر ہے قہور دیو پیکر
کو لایا ہے مین چاہتا ہون کہ قہور اور بدیع الزمان دونون کو لشکر مین لیجاؤن اور شاپور چاہتا
ہے کہ مجکو قتل کرکے دونون کو لیجائے اس اثنا مین عمر کو بلاشور نے آواز دی اور کہا کہ اے
قیلاس عمر کو مین قتل کرتا ہون اور تو اسکو قتل کر قیلاس بکمک بلاشور کا سکے آیا عمر یہ حال دیکھکے دوڑا
بلاشور اور عمر دونون مین جنگ ہونے لگی اور قیلاس نے اپنے سوارون سے شاپور کو گھیر لیا
شاپور فوج کفار سے جنگ کرتے کرتے پشتارہ قہور کو دھکا کے قریب پشتارہ بدیع کے لایا اور
گرد دونون پشتارون کے پھرتا تھا جو کافر پشتارہ کے پاس آتا تھا ایسی تلوار مارتا تھا کہ سر اسکا اڑ جاتا
تھا اسی طرح دو تین گھڑی مین بارہ کافر واصل جہنم کیے لیکن چار ہزار عیار مار پیٹ کرتے تھے لشکر
اسلام متصل تھا اور طلایہ دار کرب دلاور تھا جب اسنے یہ دار و گیر سنی اندلس کو کہا کہ خبر لا اندلس
نے جلد اپنے تئین وہان پہونچایا اور فتیلہ عیاری روشن کرکے شاپور کو دیکھا بعجلت تمام پھر کے کرب کو
خبر دی کہ شاپور پر چار ہزار حبشیون نے نرغہ کیا ہے کرب تیس ہزار سوارون سے آپہونچا اور ایک تیغ
اس زور شور سے قیلاس پر ماری کہ وہ گھبرا گیا بلاشور نے دیکھا کہ کرب آگیا ہے چاہتا تھا کہ جست کرے
کہ عمر نے کمند آصفا ماری بلاشور دونون ہاتھ برابر کان کے لایا اور دونون ہاتھون سے حلقہ کمند کا
کھولا اور تمام جسم باہر نکالا مگر پاؤن کمند مین رہ گئے عمر یہ چاہتا تھا کہ جھٹکا دے بلاشور نے خنجر عمر کے ہاتھ
پر مارا عمر نے کمند کو چھوڑ دیا اور جھکائی دی اگر یہ نہ کرتا تو ہاتھ عمر کا کٹ گیا ہوتا بلاشور مع کمند کے بھاگا
عمر نے تعاقب کیا بلاشور بھاگتے بھاگتے قریب دریا کے پہونچا اور اپنے تئین دریا مین گرا دیا اور ایسا غوطہ
مارا کہ مع کمند آصفا کے غائب ہوگیا لیکن قیلاس نے کرب پر حملہ کیا کرب نے اسکی ضرب بچا
کے ایسا ایک تیغہ مارا کہ دو پرکالے کیے قضا قاف زنگیون پر ٹوٹ پڑے اور چار گھڑی مین سب کو
مار کر گرا دیا پشتارہ بدیع کو مہدپوش نے اٹھا لیا اور پشتارہ قہور کو شاپور نے اٹھایا کرب نے
مردانگی شاپور کی نہایت تعریف کی اور دونون پشتارہ ہمراہ لیے ہوئے اپنی بارگاہ مین داخل ہوا
کہ اس اثنا مین نور الدہر نے سنا کہ خسرو چالیس عیارون سمیت مارا گیا نور الدہر گھوڑے پر
سوار ہوکر خود آئے کہ جا کر حال دریافت کرین شمشیر زنگ نے عرض کیا کہ پشتارہ بدیع الزمان و پشتارہ
قہور حاضر ہین کہا کہ کس مقام پر ہین اسنے کہا کہ کرب کے مکان مین نور الدہر کرب کے خیمہ مین آئے

عمر بھی بھاگ گیا بلا شور ہاتھ نہ لگا کرب نے تمام حال نور الدہر کے آگے بیان کیا اول بدیع کو
ہوش مین لائے بدیع نے پوچھا کہ سب حال مجھے کہو کہ قمہور کا کیا حال ہی قمہور نے کہا کہ دروازہ دیکی
بہادری پر سب بیٹھے تھے کسی نے آکے قمہور کو نہ چھڑایا نور الدہر نے کہا کہ درست ہی بجا ہی قمہور نے
تو خود اپنی قید کو توڑا بعد ازان نور الدہر نے سامان دعوت قمہور کیا صبحکو زمرد شاہ نے سُنا کہ آنکو
قمہور ہم پیالہ وہم نوالہ تھے غرض کہ سب جوانون نے جمع ہو کے قمہور کو دعوت کھلائی قمہور بہت
خوش ہوا آخر نور الدہر نے گھوڑا سواری کو دیا قمہور سوار ہو کے اپنے لشکر مین آیا اور آکے زمرد شاہ
سے سب کیفیت آدمیت ولیاقت نور الدہر کی بیان کی اور کہا کہ نور الدہر عجب مرد میدان ہی نہایت
مروت وانسانیت سے پیش آیا بختیارک نے کہا کہ وہ سب یہی خوبی رکھتے ہین جب رات ہوئی
قمہور نے طبل جنگ بجوایا یہ خبر نور الدہر کو پہونچی نور الدہر نے بھی اپنے نام پر کوس حربی بجنے کا
حکم دیا شب بھر دونون لشکرون مین سامان جنگ مہیا کیا * روز دیگرکہ جہان پر غرور * یافت از سر چشمۂ
خورشید نور * صبحکو دونون لشکر میدان مین آکر مقابل ہوئے قمہور نکلا ادھر نور الدہر بھی صف سے
نکلکر مقابل ہوا قمہور نے کہا کہ مین تیرے ساتھ نہ لڑونگا تجھسے جنگ کرنا خلاف مروت وانسانیت
ہی نور الدہر نے ہر چند مباحثہ کیا مگر قمہور پھر گیا اپنے لشکر کی صف مین جا کر کھڑا ہوا نور الدہر
نے نعرہ مارا کہ ہی کوئی ایسا بہادر کہ صف لشکر سے نکلکر میرا مقابلہ کرے ورنہ مین خود آتا ہون
شادہ بن القاس آیا یہ نور الدہر سے کیا سر بر ہو سکتا تھوڑی ہی دیر کی زد و خورد مین نور الدہر
کے ہاتھ سے مارا گیا دوسرا پہلوان آیا وہ بھی مثل اسکے علف تیغ بیدریغ نور الدہر ہوا القصہ
دوپہر تک اٹھارہ یا انیس پہلوان لشکر کفار کے مارے گئے بعد ازان ایک دیو عموی قمہور
صف سے نکلکر مقابل ہوا بعد رد و بدل فنون جنگ کشتی آغاز ہوئی شام تک دیو اور نور الدہر
سے خوب زور آزمائی رہی آخر طبل آسایش بجا دونون لشکر اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے سب بہادر آرام
پذیر ہوئے بختیارک نے قمہور کو طعنہ دیا کہ تو نے نور الدہر سے کیون جنگ نکی اے قمہور تو نے
دیکھا کہ تیرے چچا نے نور الدہر سے کیسی کشتی کی وہ اُسکو باندھکر قید کر کے لیگیا قمہور نے کہا
سچ ہی اُنکو بڑا دعوے بہادری کا تھا اور نور الدہر کو بھی بہت دعوے مردی و مردانگی تھا غرض
اسی قسم کے کلمات طنز آمیز ہوا کیے دربار برخاست ہوا صبح کو پھر دونون لشکر میدان مصاف مین
آئے صفوف حرب وضرب آراستہ ہوئین نقیب کڑکا کہکے کنارے ہو گئے تمام لشکر پر سناٹا
چھا گیا ہنوز کوئی صف سے نہ نکلا تھا کہ ایک پہلوان نقاب سیاہ منہ پر ڈالے ہوئے پیدا ہوا
ایک لاکھ پچیس ہزار سوار اُسکی جلو مین تھے نقابدار نے آکر ایک نعرہ مارا کہ تمام بارگاہ وغیرہ لرز گئی
صف باندھ کر استادہ ہوا کہ قمہور میدان مین آیا نعرہ کیا کہ جسکو تم مین سے تمنائے مرگ ہو میرے مقابلہ
کو آئے نقابدار سیاہ پوش نے صف سے نکلکر مقابلہ کیا قمہور کے ہاتھ مین بہت عمدہ ومضبوط ایک
پہاڑی لکڑی تھی وہ نقابدار کے منہ پر ماری نقابدار نے تیغہ مارا کہ وہ لکڑی ہی کٹ گئی قمہور نے
تیغہ مارا اُسنے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا پھر نقابدار نے تیغہ مارا خوب شمشیر زنی دونون مین ہو رہی تھی
کہ قمہور کے دونون ابرو کٹ کے نیچے گرے قمہور کو غش آگیا نقابدار نے ہاتھ روک لیا مگر فوج

قمہور نقابدار مین جنگ ہونے لگی فوج کفار نے رستم زباںخان کو بھیجا اور زمرد شاہ کی طرف سے
ضیغم پہلوان آیا بادشاہ اسلام کی جانب سے کرب دلاور آیا خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی قریب
تھا کہ لشکر زمرد شاہ کا شکست کھائے کہ اُسی وقت ہدر بن زلازل یک چشمی و ملکہ شمر بانو
دختر سیاق آزدگر واسطے مدد زمرد شاہ کے آئے نقابدار نے انکے آتے ہی طبل آسایش بجوا دیا دونو
لشکر میدان رزم سے مراجعت کر کے اپنے اپنے قیامگاہ پر گئے نقابدار نے نعرہ مارا کہ ای [illegible] زمرد
کل نوبت تمھاری ہی دگر نہ بارگاہ وغیرہ بھیجدو یہ کہکر یہ بھی اپنی بارگاہ کیطرف گیا جبکہ زمرد شاہ خیمہ
مین آیا اسنے باباشور کو بلوایا کہ تو جا کر تحقیق کر کہ یہ نقابدار کون ہی باباشور روانہ ہوا یہان بادشاہ
نے عمر سے پوچھا کہ خواجہ تم جانتے ہو کہ یہ نقابدار کون تھا عمر نے جواب دیا کہ جہان پناہ مجھے معلوم
نہین کہ یہ نقابدار کون ہی کدھر سے آیا ہی مگر عمر نے ایک گٹھیا نمک کی سر پر رکھلی اور نمک والا بنکے
لشکر دلفت ابرار کی راہ لی ایک نے پوچھا کہ کیا چیز ہی عمر نے کہا کہ نمک پوچھا کہ نمک تو کہان سے لایا ہی
عمر نے کہا کہ ایک گانون ہی اسے پستم آباد کہتے ہین کہا کہ نمک کب سے بیچتا ہی یہ کہکے ایکنے ہاتھ ایک نے
گردن ایک نے کمر پانچ چھ آدمیون نے ملکے عمر کو گرفتار کیا عمر نے کہا یہ کیا کیا مجھے کیون پکڑتے ہو مین
غریب نمک فروش ہون اُنھون نے کہا کہ تو عمر ہی غرض کہ عمر کو پکڑکے بارگاہ مین لیگئے عمر نے دیکھا کہ ابو الفتح
شیر نمک فتاح باباشور سب بندے کھڑے ہین ابو الفتح نے کہا کہ ماموں جی تم بھی آئے عمر نے
کہا چپ رہ میرا نام نہ لے مین نمک فروش ہون ابو الفتح نے کہا کوئی چیز عنایت کیجیے عمر نے کہا ای
جوانا مرگ مجھسے روپیہ چاہتا ہی کہ ایک مرتبہ نقابدار نے حکم دیا کہ سب کو لاؤ خلوت خانہ مین بٹھا کے
حاضر کیا نقابدار نے کہا تو عمر ہی عمر نے کہا کہ عمر میری چند سال کی ہوگی دوسری بار کہا تو عمر عیار ہی عمر
کہا وہ کوئی میوہ فروش ہوگا مین نمک والا ہون نقابدار نے کہا دو کوڑی بانس لگائے جائین عمر نے
دہائی دینا شروع کی ایک مرتبہ غلغلہ بلند ہوا دیکھا کہ ذوالقام کو لائے نقابدار نے پوچھا تو کیون آیا تھا
ذوالقام نے کہا مین اسواسطے آیا تھا کہ اگر میرا آقا بولے تو سر تیرا کاٹ لون نقابدار نے کہا کہ تم
سب میری موت کے خواہان ہو عمر نے عیارون سے کہا کہ کچھ کہو شاپور نے کہا کہ تم کسواسطے نہین کہتے ہو
عمر نے کہا کہ صاحب مین عیار نہین ہون مین ایک غریب نمک فروش ہون اور دل مین کہتا تھا کہ مجھسے تو
وعدہ تھا کہ جب سات بار موت مانگون تب میری قضا ہی ابھی تک تو ایک دفعہ بھی مین نے درخواست
مرگ نہین کی پھر یہ کیا سامان ہی اتنے مین نقابدار نے ہزار طومان منگوائے اور کہا کہ اگر عمر ہو تو لے
بس دیکھکر عمر کے منہ مین پانی بھر آیا جھٹ قبول دیا کہ مین عمر ہون نقابدار نے کہا کہ خبردار اب کبھی میرے لشکر
مین نہ آنا اور ہزار طومان عمر کو عنایت کر کے رہا کر دیا عمر نے روپیہ اٹھا کر داخل زنبیل کیا اور کہا کہ ای صاحب ان
سبکو کسطرح گرفتار کیا نقابدار نے کہا کہ میرے لشکر مین یہ دستور ہی کہ بوقت خرید و فروخت منہ سے بات نہین کرتے
اشارہ سے جنس کی قیمت کہتے ہین جو شخص منہ سے بات کہتا ہی جانتے ہین کہ بیگانہ ہی پکڑ لیتے ہین اسطرح یہ سب
گرفتار ہوئے بعد ازان دریافت ہوا کہ فلان فلان ہین سب مثل تیرے گرفتار ہوئے ہین نقابدار نے سب عیارونکو
قید سے رہا کر دیا اور بیس بیس پچیس پچیس طومان سبکو مرحمت کیے باباشور کو بلا کر پوچھا کہ تیری کیا سزا کیجاے باباشور
نے جواب دیا کہ جو کچھ تمھارے دل مین آئے اب تو مین تمھارے جال مین پھنسا ہون عمر نے کہا کہ ای نقابدار

ستر شاگردونکو میرے قتل کیا اسکا مار ڈالنا واجب ہی اور اس سے کمند تو میری دلوا دیجیے نقابدار نے کمند عمر کی
اُس سے دلوادی اور کہا بلاشور اگر پھر آیا تو اسقدر کفشین تیرے منہ پر مارونگا کہ دانت حلق مین گر جائینگے خبردار
اب کبھی ادھر رُخ نکرنا بلاشور نے کہا توبہ ہوئی اب کبھی نہ آونگا اسکو بھی چھوڑ دیا یہ اپنے لشکر کی طرف بھاگا اور نقابدار
مع اپنے سردارون کے داخل بارگاہ ہوا نقابدار نے کہا کہ مجھے بارگاہ لیتا ہی طبل جنگی بجاؤ لشکر مین طبل
رزمی نوازش مین آیا ادھر لشکر اسلام مین بھی کوس حربی پر چوب پڑی رات بھر سامان جنگ کی طیاری
رہی جبکہ نقابدار سیاہ پوش شب نے مع ہمراہیان ثوابت و سیار خیمہ گاہ افلاک سے نہانخانہ مغرب کی
راہ لی اور یکہ تاز چرخ چہارم تیرہ خطوط شعاعی لیکر بارگاہ مشرق سے نمودار ہوا دونون لشکر میدان نبرد مین
آئے نقابدار نے پشت بجانب لشکر کفار کی اور مسلمانون کو آواز دی کہ ای فرقہ خداپرستان او براہ
زبردستان تم مین سے جو آمادہ قضا و مہیاے مرگ ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے ملک ششترش بن ملک مہرتن
نے مقابلہ نقابدار کا کیا نقابدار نے حملہ اُنکا رد کر کے ایک طمانچہ ایسا مارا کہ وہ تیورا کر زمین پر گرا اُسکو
قید کر کے بھیجدیا پھر نہیب دی کہ اور جسے دعوی بہادری ہو اور جان جسکی دوبھر ہو وہ آگے جسے ہم نبرد ہو چنانچہ
سعد جرگہ نشین اور سعید جرگہ نشین و رستم و خسرو بن گنجاب نے یکے بعد دیگرے آکر مقابلہ کیا اور نقابدار
کے ہاتھ سے زخمی ہو کر قید ہوئے پھر عطوصف جنگ سے نکلا اور سہم نگاور ہوا بعد رد و بدل فنون سپاہگری
کشتی شروع ہوئی دو شبانہ روز کشتی ہوا کی آخر الامر نقابدار کشتی مین غالب رہا اور طبل بازگشت بجوا کر
اپنی بارگاہ کیطرف پھر گیا اور لقا کیطرف مخاطب ہو کر کہتا گیا کہ کل تیری باری ہی تینون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر
چلے نقابدار نے اپنے آدمیون سے کہا کہ جن سردارون کو مین نے قید کیا ہی سبکو نظربند کر کے نگاہ رکھو اور
فرش بچھوا کے سبکو بٹھاؤ طعام و شراب اور سب طرح کی نعمتین اُنکو کھلاؤ کہ کسیکو تکلیف نہو اور کوئی انمین
آزردہ نہو جبکہ رات ہوئی پھر طبل جنگ بجوایا یہ خبر زمرد شاہ کو پہونچی بختیارک اور قہور نے کہا کہ تو کیون
رنجیدہ ہی تو بھی خوش ہو کر طبل جنگ بجوا غرض کہ شب بھر طرفین مین طیاری اسباب حرب و ضرب ہوا کی صبحکو
دونون لشکر میدان مین آئے نقابدار نے نکلکر مبارز طلبی کی جو مقابلہ کے لیے نکلا نقابدار کے ہاتھ سے
زخمی ہوا چنانچہ مدبر بھی مقابلہ کر کے زخمی ہوا اور پھر گیا بختیارک نے کہا اے مدبر تجکو بہمن جادو غنتان مریخ نے
ہیکل بنوادی تھی اسکو اپنے پاس رکھ کہ حربہ اثر نکرے مدبر نے بجور کر کے اسکو اپنے پاس رکھا اگر شہربانو نے
جو مقابلہ مین مریخ کے ہیکل بنوائی تھی اُسنے اپنے پاس رکھی اتنے مین پھر طبل جنگ بجا اور دونون لشکر وارد دشت
قتال ہوئے نقابدار اپنی فوج سے نکلا اور شہربانو اپنے لشکر سے آخر کار ایسی جنگ و پیکار دونون لشکر مین
ہوئی کہ زمین و آسمان گرد و غبار سے تیرہ و تار ہو گیا یکبارگی شہربانو نقابدار کے ہاتھ سے زخمی ہوئی وقت بھاگنے کے نقابدار
نے چوتڑ پر شہربانو کے ایک زخم لگایا ایک مرتبہ باجے فتح کے بجے لقا نے بلاشور کو بلایا اور اپنی زبان کفر ترجمان سے بیان کیا کہ
او نابکار جلد جا اور نقابدار کو مار بلاشور نے عرض کی اُسنے میرے ساتھ انسیت قرار دی زمرد نے کہا کہ اگر نجائیگا تو مین تجکو کندۂ دوزخ بناؤنگا
بلاشور نے دست بستہ سر جھکا کے کہا بہت خوب غلام جاتا ہی یہ کہکے اُسیوقت سے سامان جانیکا کرنا شروع کیا جبکہ نصف شب
گذری پوشاک شبرنگی کو تسمہ بیار آہستہ کر کے بجانب نقابدار روانہ ہوا رات بھر سمت پھرا کیا مگر راہ بھول گیا جب کہ
ہوا چاہتا تھا پھر آوے کہ ایک عیار سے ملاقات ہوئی بلاشور نے پوچھا تو کون ہی اُسنے جواب مین کہا کہ بندہ الماس آپ کا
شاگرد ہی یہ کہا اور کہیکہ استاد ہوا اور پوچھا کہ آپ کس فکر مین ہین بلاشور نے کہا کہ کسطرح میری پہونچ نقابدار تک نہین

ہوسکتی اور کچھ قابو میرا نہین چلتا اور تمام حال بیان کیا کہ لقا نے اسطرح کا حکم دیا ہے اسمین تیری راے بھی ضرور ہی الماس
نے کہا کہ کیا غم ہے آپ کچھ اندیشہ نکیجیے بلاشور نے کہا کہ تنہا ہون تو نے کہا تھا کہ مین جا کے چالیس شاگرد ونکو لاتا ہون
چنانچہ الماس گیا کہ جا کر شاگردونکو لاوے یہان بلاشور زیر درخت بیٹھ گیا اتفاقاً عمر بھی لشکر کفار مین بہر جاسوسی گیا تھا
اسطرف انکلا دیکھا کہ بلاشور درخت کے نیچے بیٹھا ہے اسنے فکر کی کہ کمند یارون اگر ہوا دا اسکا نہ پڑا دل مین اپنے
خیال کیا کہ عمر کو خبر کرنا چاہیے شہرنگ نے بعجلت تمام عمر سے آکر خبر کی عمر شاپور و فتاح و سرہنگ و
چالاک وغیرہ بیس پچیس عیارون کو اپنے ہمراہ لیکے اس درخت کے پاس آئے تو بلاشور نے دیکھا کہ عیار آئے
ہین یہ بھی خوب مضبوط کمر باندھ کر مستعد جنگ ہوا کہ اسی ہنگام مین چالیس شاگرد بلاشور کے بھی آ پہونچے اب دونون
طرف پورا پورا سامان جنگ کا ہو گیا دونون جانب صفین فوج فطرت موج کی آراستہ و پیراستہ ہوئین اور بعد
قیل و قال بسیار کے پیترے بدل بدل کے لڑائی پر تل گئے پیچھے چلنے لگے کہ دفعتہً اس جنگ و پیکار مین ایک سپاہی
جرار نے ایک حقہ آتشبازی بلاشور کے منہ پر مارا کہ چھٹی کا دودھ بلاشور کو بھی یاد آگیا مگر یہ بلاشور بھی تھا ہر چند
اسنے پھرتی سے بہت جلد اس وار کو بچایا مگر پھر بھی اسکا شعلہ بلاشور کے منہ تک پہونچا کہ پوست جلگیا پھر تو اسنے
بھی جھلا کے ایسی کارزار کی کہ پانون عیارون کے اٹھ گئے اور سب عیار بھاگ کھڑے ہوئے الماس نے
کہ استاد آؤ اپنے لشکر مین چلو بلاشور نے کہا کہ مین جس کام کو آیا ہون جب تک اس کام کو نہ کرونگا تب تک واپس
نجاؤنگا یہ کہا اور نیچے اس درخت کے نقب کھودنا شروع کی کہ عین خیمہ نقابدار مین نکلی اطمینان سے کمند ہاتھ
مین لیے ہوے پہونچا اس مقام پر فرش قالین کا بچھا ہوا تھا اسپر چھری ماری آواز ہوئی نقابدار سوتا تھا
اسکی آنکھ اس آواز سے کھلی دیکھا خنجر زمین سے باہر نکلا ہے معلوم ہوا کہ کوئی عیار ہے نقابدار کمند ہاتھ مین لیے
ہوے تھا بلاشور قالین پھاڑ کے باہر نکلا اسیطرح ہاتھ دکھائی دیا پھر گردن نظر پڑی نقابدار نے کیا چالاکی کی کہ
کمند کا پھندا اسکی گردن مین ڈال کے اوپر کھینچ لیا اور ستون مین باندھ دیا اسطرف سے عیار نقابدار لشکر کفار
سے آتا تھا دیکھا کہ کسی نے سرنگ لگائی ہے شاگرد بلاشور کے سرنگ مین تھے عیار نقابدار نے چند حقے بارود
کے نکالکر سرنگ مین ڈالے اور آگ لگادی سبکو جلادیا اسطرف نقابدار نے آواز دی کہ ارے کوئی ہے عیار
نقابدار سنتے ہی دوڑا آگے نقابدار کے آیا دیکھا کہ عجب ماجرا ہے نقابدار نے بلاشور سے پوچھا کہ تو کون ہے
بلاشور نے کہا کہ مین بلاشور ہون نقابدار نے کہا کہ مین نے تجھے اقرار لے لیا تھا کہ خبردار میرے لشکر کی طرف
رخ نکرنا پھر تو نے اسکے خلاف کیون ایسی حرکت کی اسنے کہا تقصیر ہوئی نقابدار نے زنبور منگایا اور چار دانت
اسکے زنبور سے توڑ دیے اور کہا کہ اگر پھر آئیگا تو ابکی تجھے زندہ نچھوڑونگا بلاشور جلدی سے اٹھا اور نقب کے منھ پر
آکے دیکھا کہ چالیس شاگرد مع الماس کے نقب مین جلگئے ہین بلاشور نے خاک اپنے سر پر ڈالی زمرد شاہ
کے پاس آیا اور کل واقعہ بیان کرکے کہا کہ ای لقا ایسا مقدمہ ہے زمرد شاہ نے کہا کہ خاطر جمع رکھ نوروز
کے دن تیرے دانتون کو بنادونگا بلاشور نے کہا کہ عمر نے میرا منہ بھی جلادیا اور میری ہلاکت مین کچھ باقی نرکھا
تھا مگر حضور کے اقبال سے بچ گیا خیر اب تا وقتیکہ مین اچھا نہ ہولون تب تک یہین زیر عقابین امیر کے رہونگا اور
اپنے علاج و معالجہ مین مصروف ہونگا زمرد شاہ نے کہا کہ بہتر ہے یہ تو اسطرف کو روانہ ہوا لیکن یہان نقابدار نے
کہا کہ زمرد شاہ نے عیار کو میرے چرانیکے واسطے بھیجا تھا بہتر ہے کہ طبل کارزار بجوا کر پہلے کام زمرد کا تمام کیجیے
یہ کہکر نقابدار نے طبل کارزار بجانے کا حکم دیا لشکر کفار مین خبر پہونچی بدر نے لقا سے کہا کہ اب مین زخم اچھا

ہوگیا ہے میرے نام پر طبل رزم بجایا جاوے چنانچہ یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا رات بھر تینون لشکرون مین
آلات حرب وضرب کی درستی ہوا کی جبکہ شاہ خاور عرصہ مشرق سے نمودار ہوا صبحکو تینون لشکر میدان مین آکر
صف کشیدہ ہوگئے نقابدار نے میدان مین آکر لشکر کفار کیجانب مخاطب ہوکے نعرہ کیا کہ ای کافران
بیحیا ای نابکاران بیدرد غاتم مین سے جسے تمنائے مرگ ہو میرے مقابلہ کے لیے نکلے مدبر حرامی صف لشکر
سے نکلا اور نقابدار پر حملہ آور ہوا تین حملے نقابدار پر کیے نقابدار نے اُن حملون کو رد کرکے عمود مارا کہ
شانہ مدبر کا جھول گیا اور بیہوش ہوکر گرا بعد ازان مہابیل در از رکاب نکلا اور نقابدار سے مقابلہ کیا بعد چند
حملون کے یہ بھی زخمی ہوا متقابل کرگدن سوار نے اپنے گینڈے کو بڑھا کے نقابدار کا مقابلہ کیا بعد زد و خورد یہ
بھی نقابدار کے ہاتھ سے زخمی ہوکر پسپا ہوا غرضکہ دوپہر تک بہت سے پہلوان نامی وگرامی دست نقابدار
سے زخم رسیدہ ہوئے زمرد شاہ نے دیکھا کہ لڑائی کا رنگ بیطور ہے جھٹ پٹ طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا
ہر ایک سردار اپنے اپنے لشکر مین جا کر آرام پذیر ہوئے وقت شب قمہور بارگاہ جمشید مین بیٹھا تھا کہ اُسنے حکم دیا کہ ہان ڈنکہ پر چوب پڑے کہ نورالدہر نے
مجھسے دعوی بہادری کیا کل پھر اُسکا مقابلہ ہوگا یہ خبر نورالدہر کو پہونچی اُنھون نے بھی فرمایا کہ ہمارے نام ڈنکہ بجے ہرکارے خبرین لیکر زمرد شاہ
کے پاس گئے کہ قمہور نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے اُسکا ارادہ کہ نورالدہر سے مقابلہ ومجادلہ کرے زمرد شاہ نے بھی اپنے یہان کوس رزم
بجنے کا حکم دیا رات بھر یہی مخمصہ رہا جبکہ صبح طلوع ہوئی اور تینون لشکر میدان مین آئے قمہور نورالدہر کو دیکھکر
جلگیا اور دل مین خیال کیا کہ اسنے تیرے چچا کو زیر کرکے قید کیا ہے تو بھی اسے گرفتار کر ورنہ یہ کام ابتر کریگا نقابدار ابھی باہر نہین نکلا تھا
کہ قمہور گھوڑے کو مہمیز کرکے میدان مین آیا اور نورالدہر کو آواز دی نورالدہر نے اپنے تئین مثل برق کے پہونچایا
اور لا کیا ضرب رکھتا ہے ہتھیار اگرچہ داری زمردی نشان + کمان کیانے و گرز گران + قمہور نے کہا کہ تو ابتدا کیجئے
کر نورالدہر نے کہا کہ مین نے پہلے طبل جنگی نقابدار کے نام بجایا تھا خیر اب تو آیا ہے تو ہی لڑ ورنہ جا اپنے لشکر مین
چلا جا قمہور نے گرز ایکسو چالیس من کا نورالدہر پر لگایا نورالدہر نے بچا لاکی وار خالی دیا القصہ بعد عمود بازی ونیزہ بازی
و تیغ زنی کے دونون واسطے کشتی کے آمادہ ہوئے ایک دن و رات گاؤ زوریان اور داؤ پیچ ہوا کیے
یہان تک کہ دونون پہلوانون پر پیاس نے غلبہ کیا دونون برابر رہے اُٹھنے سے ہاتھ اُٹھایا اب پھر طبل
برابر چھوٹتے اور پھر جانے کا ہوا مگر نورالدہر کے بدن سے خون جاری ہوا اور زرہ پارہ پارہ ہوگئی
اس وجہ سے کہ قمہور کو دیوزادون نے پرورش کیا ہے ناخن قمہور کے دراز ہین نورالدہر کے بدن مین
ناخن اُسکے پڑے تھے کہ تمام جسم فگار ہوگیا تھا تمام سردار نورالدہر کی عیادت کے لیے جمع ہوئے تھے
نقابدار نے اپنے عیار کو طلب کیا اور کہا کہ بہت جلد نورالدہر کے پاس جا اور میری جانب سے بہت بہت
مزاج پرسی کر عیار نے بموجب ارشاد پاس نورالدہر کے جاکر کہا کہ حکم نقابدار نے آپکے پاس بھیجا ہے کہ
میری جانب سے خیر و عافیت پوچھنا نورالدہر نے کہا کہ مین خیریت سے ہون میرا تسلیم نقابدار کو دعا کہدینا اور کہنا کہ خیریت ہے
آپ مجھے سرفراز کیجیے تو آپ کا گھر ہے عیار چاہتا تھا کہ رخصت ہووے اسد نے بلایا کہ میرے پاس آجیو عیار
قریب آیا اسد نے کہا کہ مصاحب مشو عیار نے اپنے دل مین کہا کہ یہ بھی عجب شخص ہے کہ آپ ہی بلاتا ہے اور آپ ہی
کہتا ہے مصاحب مت ہو اسکی بات کا کچھ اعتبار نہین لگا سے چنین فگار سے حیران لیکن اسد نے کہا کہ
جگر گوشہ میرا نقابدار کی قید مین ہے اور نقابدار نے خیر خیریت نورالدہر کے لیے بھیجا اور ہمنے ایسی خطا کی ہے
ابھی کوئی مروت وانسانیت ہے عیار نے کہا کہ شہریار غضنفر و شیر غضنفر مین آپ کچھ اندیشہ نکیجیے کھانا پینا شراب

وکباب ناچ رنگ سب سامان عیش انکے لیے مہیا ہین آپ خاطر جمع رکھین اسد نے کہا بس یہی دریافت
کرنا تھا ہماری خبر بھی پہونچا دینا غرض کہ عیار وہان سے رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آیا سب کیفیت نقابدار
سے بیان کی عمر بھی اس مقام پر بیٹھا تھا کہا آہ کسی نے خبر پسر کی پوچھی تھی کسی نے احوال برادر کا دریافت
کیا تھا دیکھا تو ملا شور بھی بیٹھا ہے مگر کچھ قابو نہ پایا شاپور نے اپنے دل مین کہا کہ خالی کیا جاؤن یہ تصور
کرکے لشکر کفار مین آیا جمشید کو بیہوش کرکے باندھا عمر نے بھی یہی خیال کیا اور اسنے جاکر بختیارک کو
بیہوشی دیکر باندھ لیا راہ مین عمر و شاپور سے ملاقات ہوئی عمر نے شاپور سے پوچھا کہ تیری گٹھری مین
کیا ہے اسنے کہا کہ جمشید کو لایا ہون عمر نے کہا تو نے خوب کام کیا مین بختیارک کو لایا ہون چنانچہ عمرو
خیمہ مین آیا اور بختیارک کو فتیلہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا اور کہا کہ اے نالایق تیری ہی مصاحبت سے امیر کو
عقابین پر کھینچا ہے بختیارک منکر ہوا مگر عمر نے کچھ خیال نکیا بختیارک اور جمشید دونون کو طوق و زنجیر
آہنی مین مسلسل کرکے عقابین پر کھینچا جبکہ عیار شب نے کمند کہکشان سے شاہزادہ ماہ کو مع لشکر
انجم گرفتار کرکے عقابین فلک پر کھینچا اور ترک خاور نقاب خطوط شعاعی منہ پر ڈالے ہوئے چرخ
چہارم پر نمایان ہوا یعنے صبح ہوئی زمرد شاہ کو خبر پہونچی کہ جمشید و بختیارک کو مسلمانون نے
عقابین پر کھینچا ہے قہور یہ سنکر غضب مین آیا اسی وقت ڈنکہ کوچ کا بجوا کر سوار ہوا جاسوسان لشکر
اسلام نے یہ خبر بادشاہ عالیجاہ کو پہونچائی کہ قہور بہ تہیہ جنگ سوار ہوکر مع لشکر آتا ہے نقابدار
کے عیار بھی بہر استخبار حاضر تھے اُنھون نے مفصل خبر نقابدار کی خدمت مین جاکر عرض کی نقابدار
نے کہا کہ درصورتیکہ صاحبقران ایسے مرد غازی و مجاہد فی سبیل اللہ کو عقابین پر کھینچا ہو تو جمشید شیطان
اگر عقابین پر کھینچے گئے تو کیا ہوا الغرض فوج لشکر مسلمانون کا میدان مین آیا تھا کہ نقابدار مسلح
و مکمل ہوکر سوار ہوا اور مثل برق جہندہ کے اپنے تئین عرصۂ نبرد مین پہونچایا قہور کو پکار کے نعرہ کیا اور
تلوار کھینچ کر آمادہ جنگ ہو گیا قہور نے تیغہ مارا کہ سپر نقابدار کی کٹ گئی اور سر پر بھون تک اُتر آیا نقابدار
نے دستانہ مارا وہ بھی قلم ہوا مگر نقابدار نے ایک تیر قہور پر ایسا مارا کہ بازو پر اُسکے بیٹھا قریب تھا
کہ جنگ مغلوبہ واقع ہو زمرد شاہ نے جب دیکھا کہ خوب زور شور کی لڑائی ہو رہی ہے فکر کرنے لگا کہ
اب کیا کرنا مناسب ہے فوراً اسکے ذہن مین آیا کہ طبل موقوفی جنگ کا بجایا جائے چنانچہ طبل بازگشت
بجا اہل لشکر نے اپنی اپنی جانب مراجعت کی نقابدار نے اپنے عیار سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے تیغہ قہور
کا میرے سر پر پڑا مناسب خیال کیا جاتا ہے کہ اپنے وطن جاؤن جب زخم اچھا ہو جائیگا پھر چلا آؤنگا
عیار نے کہا کہ بہت بہتر ہے یہی امر قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے نقابدار نے کوچ کیا اسد نے سُنا
کہ نقابدار کوچ کرتا ہے اور مسلمانون کی قید کو ہمراہ لیے جاتا ہے انھون نے کسی سے کچھ کہا نہ سُنا گھوڑے
پر سوار ہوکر جس راہ سے کہ نقابدار جاتا تھا اُسی راہ مین یہ بھی پہونچے اور جاکر سلام کیا نقابدار نے
جواب سلام دیا اسد نے کہا اے نقابدار تو کیا خوب بہادر اور منچلا ہے اور تلوار سر پر کھائی ہے مگر ان
مسلمانان کو جو قید مین ہین کس واسطے اپنے ساتھ لیے جاتا ہے اور انکے ساتھ کیا کریگا مجھے کہتے جاؤ کہ
مین بھی اس [illegible] ہو جاؤن نقابدار نے کہا ان قیدیون کو منزل بمنزل اچھی طرح سے بآرام تمام
لیجاؤنگا اور [illegible] چھوڑ دونگا پھر بھیج دونگا مگر خوب ہوا کہ تم آگئے اب اپنے ہمراہ انکو

لیتے جاؤ یہ کہکر قیدیون کو اسد کے حوالے کیا اور خود اپنی منزل مقصود کی جانب روانہ ہوا اسد
بھی اپنے فرزند غضنفر اور دیگر سرداران نامور کو ہمراہ لیکر اپنے لشکر مین آیا یہان زمرد شاہ نے
بلاشور کو بلوایا اور کہا کہ جس طرح تجھسے ممکن ہو سکے جمشید کی رہائی کی کچھ فکر کر اسنے کہا بہت خوب
یہ کہکر روانہ ہوا اور سرنگ کھودنا شروع کی سر النقب کا اُس خیمہ تک پہونچایا جہان کہ دیو شیرنگ مقید
تھا سرنگ سے نکلکر اسنے قید شیرنگ کو کاٹا اور اُس سے کہا کہ اب جلد چل اور پرواز کر کے جمشید
بختیارک کو لیجا اور خود خیمہ زندان سے نکلکر نقب کے پاس آیا طاہر بن قہرمان نے کہا کہ تو
کون ہی اسنے کہا کہ مین بلاشور ہون طاہر اُسوقت بے سلاح تھا بلاشور نے تیغ سے طاہر
زندان بان کو قتل کیا اور ایک چیخ عیارون پر ماری کہ منم بلاشور جو عیار کہ گرد تھا مین میٹھے تھے
دوڑے مگر بلاشور اپنے تئین سرنگ مین ڈالکے باہر نکل گیا اور شیرنگ دیو پرواز کر کے قفس
جمشید و بختیارک کو بالاے چوب سے اُٹھا کر لیگیا ایک غلغلہ بلند ہوا کہ شیرنگ دیو خلاص ہو کر
جمشید و بختیارک کو لیگیا یہ خبر بادشاہ کو پہونچی بدیع الزمان نے پوچھا کہ طلایہ کسکا تھا لوگون نے
کہا کہ ایرج کا بدیع الزمان نے تبسم کیا ایرج نے سنا کہ بدیع نے مجپر خندہ کیا چنانچہ ایرج قاسم
کے پاس گیا اور کہا کہ اے پدر بزرگوار جمشید کو دیو ہوا پر لے گیا اور بدیع نے اس بات پر ہنسی
کی کہ طلایہ ایرج کا تھا لیس مین حضور سے رخصت ہوتا ہون اور جا کر سر بارگاہ زمرد شاہ تمام
کفار مین سے جمشید کو لاتا ہون ایرج نے قاسم سے یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہو کے تن تنہا لشکر
کفار کی راہ لی قاسم بھی سوار ہوا اور عقب سے ایرج کے روانہ ہوا مالک وغیرہ تمام دست چپی
مسلح و مکمل تیار ہو کے آراستہ و پیراستہ ہوئے بدیع نے سنا اپنے دل مین کہا کہ اگرچہ ایرج بارگاہ
سے جمشید کو لے آیا تو مجکو طعنہ زنی کریگا پس وہ جمشید کو لاوے اور مین جا کر امیر کو رہا کرتا ہون چنانچہ
بدیع یہ قصد کر کے بجالائی تمام مقراض کوہ کی طرف روانہ ہوا بادشاہ نے یہ سنکے غصہ کیا کہ مجسے نہ
پوچھا آپ ہی آپ چلے گئے لیکن ایرج نے اپنے تئین بارگاہ زمرد مین پہونچایا اور چوبدار کو مار کر
اندر داخل ہوا اور بطریق اہل اسلام جا کر سلام کیا کسی نے جواب سلام ندیا ایرج بلاشور کیجانب
متوجہ ہوا یہ خیال کر کے کہ اگر یہ شیرنگ کو رہا نکرتا تو وہ کیونکر چھوٹ جاتا اول اسی کو مار ڈالنا چاہیے
یہ تصور کر کے بلاشور کی طرف چلا بلاشور نے دیکھا کہ ایرج میری طرف آتا ہی اپنے تئین جلدی سے
دنگل الوند کوہ پیکر کے نیچے چھپا دیا ایرج برابر الوند کے آیا اور کہا کہ بلاشور کو میرے حوالے کر
کوہ پیکر غصہ مین آیا اور تیغہ ایرج کے مارا ایرج نے تیغہ اُسکا رد کر کے کمر کوہ پیکر کی پکڑ لی اور زمین
پر دے پٹکا اور ٹانگین پکڑ کے چیر ڈالا بلاشور نے جو یہ دیکھا کہ ایرج اُسطرف مصروف ہی فرصت
پا کے وہ تو بھاگا لیکن ایرج وہان سے جست کر کے برابر تخت جمشید کے آیا اور جمشید کو ہاتھ پکڑ کے
اُٹھا لیا اور گھوڑے پر سوار ہوا زمرد نے اپنے آدمیون کو آواز دی کہ کمند لاؤ یہ سنتے کے ساتھ
تمام کافر ایرج پر دوڑ پڑے جو شخص برابر ایرج کے آتا تھا تلوار ایرج پر لگاتا تھا ایرج جمشید کو بچا کے
پناہ لیے لیتا تھا وہ مارنے سے باز رہتا تھا کیونکہ وہ خیال کرتا تھا کہ اگر تلوار مارتا ہون تو بادشاہ مارا
جاتا ہی یہ تدبیر ایرج کو خوب پسند آئی جو شخص قریب آتا تھا ایرج اُسپر ایک تلوار ایسی لگاتا تھا کہ سر اسکا

تھا سا اوڑ جاتا تھا کچھ لوگ لشکری زمرد شاہ کے آ پہونچے اگر آتے تو کرہی کیا سکتے تھے کیونکہ جو مارنے کا
قصد کرتا تھا ایرج جمشید کو سپر بناتا تھا اس اثنا میں قمہور جو شکار کو گیا ہوا تھا اتفاقاً اسکا آنا اسیوقت
ہوا دیکھا ایرج جمشید کو لیے جاتا ہی قمہور نے مقابلہ ایرج کا کیا اور چاہا کہ تلوار ایرج پر لگائے ایرج
نے بجائے سپر کے جمشید کو آگے کردیا قمہور نے ہاتھ کھینچا اور ایرج نے جو حملہ کیا قمہور نے اسکو
سپر پر روکا اور اپنے دل میں کہا کہ خدا پرست ارادہ بڑا مضبوط رکھتے ہیں پس فوج کفار نے ایرج کو
گھیر لیا تھا کہ اتنے میں قاسم نے آکے نعرہ کیا کہ ہاشم رسید کم اور ہو چکے کار زار شروع کی اسطرف سے
لقا نے فرامرز وغیرہ کو بھیجا فرامرز دخول اشاہم آتے لگی تلوار برسنے خوب جنگ مغلوبہ واقع ہوئی نوبتا
دست راست سے اوپر منقار اض کوہ سے پہونچے اسطرف زمرد شاہ نے شہر بانو کو بھیجا لگی جنگ
مغلوبہ ہونے تمام دن گذرا مگر طرفین سے کوئی جنگ سے باز نہ ہا رات بھر ہنگامہ کار زار گرم رہا آٹھ پہر
خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی دلاور مرگ سخت شدید کھڑی تھی قریب تھا کہ لشکر کفار شکست کھائے کہ یکایک
گرد پیدا ہوئی گردنے مارا باد کو اور بادنے اڑا گرد کو جب دامن گرد شگافتہ ہوا اسوقت معلوم ہوا کہ
ایک لاکھ چوبیس ہزار سوار لیکر قمطوش بن اقاش خون آشام آیا ہے زمرد نے طبل بازگشت بجنے کا
حکم دیا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر واپس گئے ایرج بھی مراجعت کرکے اپنے لشکر میں آیا جمشید کو
بجائے سپر ہاتھ میں لٹکائے ہوئے جب بارگاہ میں آیا زمین پر رکھدیا اور دست بستہ سر جھکا کے عرض
کی اے جہان پناہ یہ جمشید حاضر ہے بادشاہ نے ایرج سے کہا کہ بغیر ہماری اجازت کے تم کیوں وہاں
چلے گئے ایرج نے کہا کہ مجھسے تقصیر ہوئی معاف فرمائیے بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ میں نے تقصیر تمہاری
معاف کی بار دگر ایسی حرکت نکرنا کہ بغیر حکم چلے جاؤ یہ فرماکر حکم دیا کہ جمشید کو قید کرو لیکن لقا نے قمطوش
سے کہا کہ میں نے خدا پرستوں کی موت تیرے ہاتھ سے تقدیر کی ہے قمطوش نے عرض کیا کہ پھر طبل جنگ بجنے کا
حکم دیجیے چنانچہ کوس حربی نوازش میں آیا یہ خبر بادشاہ اسلام کو پہونچی فرمایا کہ ہمارے یہاں بھی بفضل
پروردگار طبل رزم بجایا جائے پس لشکر اسلام میں بھی طبل جنگ بجا تمام رات طرفین میں طیاری سامان
جنگ ہوا کی جب کہ خورشید جہان تاب دریچہ مشرق سے برآمد ہوا دونوں لشکر میدان میں پہونچکر صف آرا
ہوئے قمطوش نے صف سے نکلکر نہیب دی کہ اے فرقہ خدا پرستان تم میں سے جسے تمنائے مرگ ہو وہ
مرد میدان ہو کر میرا مقابلہ کرے ادہر سے قارن بلند کمان و درقای زنجیر خا مقابلہ کے لیے نکلے اور
قمطوش کے ہاتھ سے زخمی ہوئے بعد ازان داراب نے صف لشکر سے نکلکر مقابلہ کیا اور حملہ ہائے مردانہ
کرکے قمطوش کو پکڑ لیا اور تخت بادشاہ کے سامنے لاکر زمین پر دے مارا اور باندھکر گرفتار کر لیا زمرد شاہ
نے یہ دیکھتے ہی طبل بازگشت بجوایا دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر واپس گئے بادشاہ جب بارگاہ میں
تشریف لائے فرمایا کہ قمطوش کو بھی جمشید کے ساتھ گرفتار کرکے قید کرو لیکن زمرد شاہ نے اپنی بارگاہ
میں آکر بختیارک سے کہا کہ حمزہ کو قتل کر ڈالنا چاہیے بختیارک نے کہا کہ اگر حمزہ کو قتل کریگا تو مسلمان
جمشید و قمطوش کو ہلاک کرینگے پس زمرد شاہ نے کہا کہ حق نے تقدیر کی ہے کہ پہلے جمشید و قمطوش کو قید
سے خلاص کرنا چاہیے بعد ازان حمزہ کو قتل کرنے کا اختیار ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ بارگاہ میں ایک شور
پیدا ہوا اب جو غور سے دیکھا کہ یکایک ایک غول سفید دروازہ بارگاہ سے نمایان ہوا اور آتے ہی زمرد کو

سجدہ کیا زمرد نے پوچھا کہ تو کہان سے آیا ہی اور کیا ارادہ رکھتا ہی غول سفید نے عرض کیا کہ خداوند مین بیابان
تگرک سے آتا ہون ایکے گھر مین اور آپکے شیطان درگاہ بختیارک کے گھر مین بھی فرزند نرینہ پیدا ہوا ہی اُسکی خوشخبری سُنانے
آیا ہون اب یہ ارشاد ہو کہ حضور اس مولود مسعود کا کیا نام رکھینگے یہ سُنکے زمرد نے بختیارک سے کہا کہ ذرا اُسکے
طالع تو دیکھو بختیارک نے اُسیوقت بقواعد نجوم ملاحظہ کر کے عرض کیا کہ خداوندا یہ فرزند نہایت ارجمند اور نیک
طالع ہی بعد آپکے تخت خدائی پر رونق افروز ہوگا اور خدا پرست اسکے ہاتھ سے بھاگتے راستہ نپائینگے اور یہ ان
سبکو جانون سے ہلاک کریگا اور آپکا عوض مسلمانون سے اچھی طرح لیگا اور نام نامی واسم گرامی اس فرزند نیک
اختر کا غول نکلتا ہی یہ سنکر زمرد شاہ نے تاج و خنجر اپنا غول سفید کو دیکر کہا کہ مین نے اس فرزند کا لاہوتک غول
نام رکھا اور تقدیر کی کہ یہ لڑکا بعد میرے تخت خدائی پر جلوہ افروز ہوگا سفید غول نے وہ تاج و خنجر زمرد شاہ
سے لیکر ادب سے سلام کیا اور رخصت ہوا جب یہ چلا گیا تو زمرد شاہ نے بلاشور کو طلب کیا

اب دو کلمہ بلاشور کے بیان کیے جاتے ہین نظم بزم سے آخر شب ہی سفر جام شراب

شام غربت ہوئی ساقی سحر جام شراب ٭ مست و سرشار کو سرشار بنھاتے کیا خاک ٭ نہ ٹھے دست سبو
سے کمر جام شراب ٭ کثرت مجمع اغیار سے محروم رہا ٭ نہ ہوا بزم مین مجھ تک گذر جام شراب ٭ محتسب دیگا
جواب اپنے ستم کا تو کیا ٭ کل جو کو غیر یہ ہوا داد گر جام شراب ٭ یہ بھی ای محتسب اُس لال پری کا ہی اثر تو
اُڑ کے پہونچی ہی جو تجھ تک خبر جام شراب ٭ خون رونے لگا میری پیاس سے یہ ای ساقی ٭ کوئی ٹکڑا کا نہین ہی
جگر جام شراب ٭ بزم دشمن مین رہے آپ تو صوفی بنکر ٭ سرخ آنکھون مین کہان ہی اثر جام شراب ٭ ہی گلرنگ
بہا ہجر مین خونابۂ دل ٭ چشم ناسور ہوئی چشم تر جام شراب ٭ نہین معلوم کہ ای داغ ہی تو کس دھن مین ٭ نہ قلا
بت ہی نہ سر جام شراب ٭ سرشاران بادۂ خوش بیانی و سیہ مستان رحیق شیرین زبانی می گلرنگ سخن کو جام
قرطاس مین یون نقل محفل کرتے ہین کہ جب زمرد شاہ نے بلاشور سے بلاکر کہا کہ ای بلاشور تجھے لازم اور
لائق یہ ہی کہ جسطرح ہو سکے جمشید و قمطوش کو لشکر اسیر سے چھڑا لا بلاشور نے دست بستہ عرض کیا کہ تعمیل
ارشاد مین کوئی عذر نہین مین ابھی جاتا ہون اور اگر تدبیر بن پڑی تو لاتا ہون اپنے امکان بھر کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہوگا القصہ وہ دن تو جون تون کر کے کٹ گیا جب مسافر روز دن بھر کی گرمی منزل طی کر کے سرائے مغرب مین فروکش
ہوا اور شب رو ماہ یاران طریق ثوابت و سیار کو ہمراہ لیکر فلک اول پر نمودار ہوا بلاشور لباس شب روی
زیب جسم کر کے اپنے لشکر سے نکلکر جانب لشکر اسلام راہی ہوا حسن اتفاق سے شاپور و شیرنگ ادہی نورد
بن گردھر و بھی لشکر کفار کیجانب جا رہے تھے اُسے آتے دیکھکر پہچان گئے کہ ہو نہو یہ بلاشور ہی یہ سوچکر
آپسمین مشورہ کیا کہ آج جسطرح بنے اسکو گرفتار ہی کر لو چھوڑو نہین ایسا عمدہ موقع ملنا پھر دشوار ہی یہ صلاح
کر کے بائین جانب سے راہ کاٹ کے بھلا وا دیکر بلاشور کے سامنے آگئے اور شاپور نے ایک رومال مین
ایک اشرفی اور ایک کلچہ بیہوشی لپیٹ کے اسطرح بلاشور کے سامنے ڈالدیا کہ جیسے کسیکے ہاتھ سے سہواً کوئی چیز گر
پڑتی ہی اور وہان سے ہٹکے ایک گوشہ مین پوشیدہ ہو رہے بلاشور نے آتے ہی اُس رومال کو اُٹھا لیا کھولکر جو دیکھا
تو ایک اشرفی اور ایک کلچہ اشرفی تو اُٹھا کر نذر جیب کی اور کلچہ زیب بغل کیا اور آواز دی کہ مین سمجھا کوئی عیار بھائی ہین
مجھے دیکھکر کسی گوشہ مین ہو رہے ہین خیر اب تو مین یہانسے کیا پھر دونگا اپنے آقا کی تعمیل ارشاد کو جاتا ہون جو
کچھ سامنے آئیگا سمجھا جائیگا یہ کہکر وہان سے آگے بڑھا شاپور نے کہا کہ بھی کیا بدبلا ہی کہین چوکتا ہی نہین یہ کہکر کسیکے

سب وہان سے آگے بڑھے اور داہنی جانب سے راہ کاٹ کے سامنے جاکر کمند پھیلا کے چھپ رہے جیسے ہی
بلاشور برابر پہونچا کچھ آہٹ سی معلوم ہوئی وہین سے جوجست کرتا ہی تو کوئی بارہ گز کے فاصلے پر تھا اور پکارا کہ مین
نے معلوم کیا کہ کسی صاحب نے کمند پھیلائی ہی خیر بھئی ہم بھی دوسری راہ اختیار کرینگے یہ کہکر بائین جانب
سے راہ کاٹ کے روانہ ہوا یہ سب بھی اُس جانب سے بھٹکتے بھٹکتے چھپے چھپے رہ رہ ہوئے اور آگے جاکر ذوالفام
بلبہ جرس زیر خاک چھپا کر بیٹھ رہا جب بلاشور تیز دیک بلبہ جرس کے پہونچا تو ہاتھ اُسکا کانپ گیا کہنے لگا کہ حملا
ہوا کہ بلبہ جرس لگا دیا ہی تم چاہے جو کچھ تماشہ کرو مین تمھارے فریب سے نہ ڈرونگا اور پھرونگا نہین یہ سب عیار
کہنے لگے کیا بڑھتا ہی مگر اسے چھوڑو نہین اسکا پیچھا کیے چلے ہی چلو جہان یہ جاے تم بھی جاؤ یہ کہکر اُسے بھلاوا دیکر
آگے بڑھ گئے اتفاقاً وہان پر ایک پل ملا ان سب نے صلاح کی کہ بھئی بلاشور اسی طرف سے جائیگا اسلیے کہ اور
راستہ ہی کونسا ہی یہ کہکر اُس پل مین ایک سوراخ کرکے میان خوردک نیچے اُس پل کے اُتر گئے اور کمند کے
حلقہ اُس سوراخ کے باہر رکھ دیے اور ایک سرا اُسکا خود پکڑے رہے جیسے ہی بلاشور اُس پل کے قریب آیا
پانون اُسکے حلقہ ہاے کمند مین الجھ گئے ہر چند چاہا کہ جست کرکے نکلجاے مگر ممکن نہوا عیارون نے کمند کو کھینچ لیا
اور بلاشور حلقہ ہاے کمند مین گرفتار ہوکر گر پڑا اُسکے گرتے ہی یہ سب عیار نکل آئے اور خوردک بھی سامنے
آیا بلاشور نے ایک گھونسہ خوردک کے رسید کیا خوردک گھونسہ کھاکے بلاشور کے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی
شاپور اور شبرنگ وغیرہ دوڑ پڑے اور بلاشور کو باندھ لیا اور کھینچے ہوئے لشکر مین لائے اتفاقاً اُسطرف
سے خواجہ عمر بھی تشریف لاتے تھے شاپور نے خواجہ کو دیکھکر آواز دی کہ لیجیے مبارک ہو یہ میان بلاشور
موجود ہین عمر نے پوچھا کہ کیونکر یہ ہاتھ آئے بارک اللہ کیا کار نمایان کیا ہی شاپور نے کل کیفیت من وعن
بیان کی اور بارگاہ مین حاضر کیا بلاشور نے بارگاہ مین آکر مثل کفار کے سلام کیا بادشاہ نے بلاشور سے مخاطب
ہوکر کہا کہ کیون بلاشور تجکو اسدن کی خبر نہ تھی بلاشور نے کہا ای بادشاہ بہت جلد میرا راز افشا ہوگیا ورنہ
میرا تو قصد تھا کہ مین مع خواجہ عمر کل عیارون کا کام تمام کردون ان سب کی زندگی باقی تھی کہ مین اسطرح
گرفتار ہوگیا ورنہ میرے ہاتھ سے یہ لوگ کیا بچ سکتے تھے اب بادشاہ نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ اگر
مین بلاشور کو قتل کرتا ہون تو ایسا نہو کہ زمرد امیر حمزہ صاحبقران کو کوئی چشم زخم پہونچائے اس سے بہتر
یہ معلوم ہوتا ہی کہ اس حرامزادہ کمبخت شیطان ملعون کو مع جمشید اور قمطوش کے عیار قلعہ ذوالامان مین
جاکر قمرات کے حوالے کر آئین کہ وہ انکو نہایت حفاظت سے قید مین رکھے کہ جس وقت امیر قید سے رہا ہونگے
اُسوقت ان سب کو تہ تیغ کیا جائیگا یہ حکم سنکر اُسیوقت شاپور اور شبرنگ وغیرہ نے ان تینون کو بیہوش
کرکے پشتارہ باندھکر پیٹھ پر لادکے وقت شب لشکر سے نکلکر قلعہ ذوالامان کی راہ لی ایک شبانہ روز مین
راہ کوہ و صحرا طی کرکے قلعہ ذوالامان مین پہونچے اور تمام ماجرا مع حکم بادشاہ کے قمرات سے بیان کیا اور
جمشید و قمطوش و بلاشور کو قمرات کے حوالے کردیا قمرات نے اُسیوقت ان تینون شخصون کو ایک
آہنی گنبد مین قید کیا اور ایک دربان کو دروازہ پر مقرر کیا کہ انکی حفاظت کامل طور سے کیجاے اور ایک وقت
معین پر دروازہ کھول کے جو کی روٹیان اور ایک ایک کوزہ پانی کا دیدیا کرین ان سب کو تو قمرات نے
اس گنبد مین مقید کرایا اور یہ سب قمرات سے رخصت ہوکر عازم لشکر ہوئے ایک شبانہ روز مین راہ دشت
وجبل طی کرکے داخل لشکر ہوئے اور اُدھر کا حال سنیے کہ جب بلاشور کو گئے ہوئے دو روز گذر چکے کہ وہ

واپس ہو کر نہ آیا تو زہرد شاہ کو نہایت وسوسہ پیدا ہوا اور عیار کو حکم دیا کہ جا کر خبر تو لاؤ کہ بلاشور پر کیا گذری وسواس
عیار اُسیوقت حکم زہردشاہ جانب لشکر امیر روانہ ہوا اور جا کر حال بلاشور کا متفحص ہوا اور بعد تحقیق خدمت زہردشاہ مین
جا کر گذارش کیا کہ خداوند بلاشور لشکر اسلام مین گرفتار ہو گیا اور جمشید و قمطوش کے ساتھ مقید ہی مگر یہ حال معلوم
نہین کہ بعد مقید ہونے کے بلاشور اور جمشید و قمطوش پر کیا گذری اور نہ یہ معلوم ہی کہ کہان مقید ہین اور قتل
کی خبر بھی نہین سنی گئی یہ حال پرملال سنکر زہردشاہ نہایت غمگین ہوا اور وسواس عیار اپنی جگہ پر چلا گیا بختیارک نے
کہا کہ ای خداوند اگر وہ قید ہو گیا تو اُسکا چھوٹنا تعجب خیز ہی ضرور قتل ہوگا اور اگر بفرض محال زندہ بھی ہی تو وہان سے
رہائی پا کر آنا کہان یہ دونون امر ہین تو خلاف عقل معلوم ہوتے ہین ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ یکایک وسواس
نے آکر اطلاع دی کہ یا خداوند ملک قیصر ناوک انداز سات لاکھ سوارون کی جمعیت سے آپکی اعانت کیواسطے
آیا ہی یہ خبر سنکر زہردشاہ بہت خوش ہوا اور بختیارک کو حکم دیا کہ قیصر ناوک انداز کو پیشوائی کر کے جلد لے آؤ
بختیارک جب لشکر اُسکا دم کیا اور پیشوائی کر کے ملک قیصر ناوک انداز کو زہردشاہ کے سامنے لایا زہردشاہ
نے ملک قیصر سے کہا کہ ای ملک قیصر خوب ہوا کہ تم آگئے تمھارے ہاتھ سے یہ خدا پرست نیست و نابود ہونگے
اسلیے کہ مین نے ایک مدت ہوئی کہ انسبکی اجل تمھارے ہاتھ پر مقرر کی ہی فقط تمھارے آنے کی دیر تھی قیصر نے
کہا کہ پھر دیر کیا ہی طبل جنگ کو ابتے زہردشاہ نے اُسیوقت بنام قیصر طبل بجانیکا حکم دیا

اب دو کلمہ داستان جنگ ملک قیصر ناوک انداز کے بیان کیے جاتے ہین جو کہ لقا کی اعانت کیواسطے آمادہ جنگ

ہوا ہی ؎ ارمان بھرے دل کا نہ یون نام نکلتا ؛ ناکامی جاوید سے بھی کام نکلتا ؛ گر سلسلہ نامہ و پیغام
نکلتا ؛ تو ای دل ناکام بڑا کام نکلتا ؛ وہ چپ ہی رہے ورنہ مرے ذکر وفا پر ؛ تعریف مین بھی پہلو دشنام نکلتا ؛
وہ کاش مرے قتل کو آتے مگر آتے ؛ ارمان تو ای گردش ایام نکلتا ؛ فرہاد کو آتی نہ کبھی سینہ خراشی
گر لاکھ برس ہاتھ سے یہ کام نکلتا ؛ گھبرا کے نکلتا نہ ترا ناوک دلدوز ؛ پہلو مین اگر گوشہ آرام نکلتا ؛ پیغامبر
اُس شوخ کو لایا نہ مجھے لیکن ؛ خالی تری باتون سے نہ یہ کام نکلتا ؛ ای داغ سناتے غزل اُس شوخ کو ہم بھی ؛ گر شعر کوئی قابل انعام نکلتا
صف آرایان معرکہ سخندانی و لشکر کشان میدان معانی سمند خامۂ عنبرین رقم کو عرصۂ بیان مین یون جولان کرتے ہین
کہ جب لشکر اسلام مین خبر ورود ملک قیصر ناوک انداز مشتہر ہوئی اور طبل جنگ بجنے کا حال معلوم ہوا یہان بھی
نقارۂ رزمی نوازش مین آیا رات بھر درستی اسلحہ حرب و ضرب مین بسر ہوئی دونون طرف صدائے ہوشیار باش
باش بلند رہی ؎ چو خورشید بر زد سر از کنج نیل ؛ غرو شست گردون قبار از نیل ؛ شب تیرہ پہلو بہ بستر بزد ؛ ابا
تیرہ ہی ستارہ بشمرد ؛ زمین فرش سیفور چون درنوشت ؛ برآوردہ سر صبح با تیغ و طشت ؛ بدان تیغ کز ظلمت بخود
سر افگندہ تیغ گشت آفتاب ؛ برون آمد از پردہ نیرہ سیع ؛ ز بہر تیغ گوئی کہ کوہ تیغ ؛ دو لشکر بگو ہم دو دریای جان
بہ بسیاری از آب دریا فزون ؛ بتدبیر خواہ بختن تاختند ؛ بہم تیغ و رایت برافراختند ؛ صبح کو دونون لشکر میدان
مین آئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال و نقابت نقبای بلند آواز قیصر ناوک انداز میدان مین آیا اور
نعرہ کیا کہ ہی کوئی بہادر ایسا لشکر اسلام مین جو میرے مقابلہ پر آئے یہ نعرہ سنکر لندھور لشکر اسلام سے ابھرا آیا
برابر قیصر کے پہونچکے نعرہ کیا کہ او قیصر اگر تجھ مین کچھ دم و دعوے ہی تو لا ضرب اپنی قیصر نے یہ سنکے ایک ہاتھ
تلوار کا لندھور کے حوالے کیا لندھور نے اُس ضرب کو خالی دیکر چاہا تھا کہ مین بھی حملہ کرون کہ یکایک دو تیغہ
آسمان سے آکر گرے اور کمر بند لندھور کا پکڑ کر ہوائے آسمان ہو گئے قیصر نے پھر نعرہ کیا کہ لندھور کو

تو پنجہ لیگیا اب اگر کوئی دوسرا بہادر اسیر پنجہ قضا ہو تو وہ بھی میرے مقابلہ پر آئے یہ نعرہ سنکے مالک
مقابل قیصر آیا اور چاہتا تھا کہ قیصر پر حملہ آور ہو کہ دفعۃً وہی دونون پنجہ آسمان سے گرے اور مالک کو اڑا لیگئے
دن بھر یہی ہنگامہ رہا اور بہت سے سردار لشکر اسلام کے اسیر پنجہ قضا ہوئے قریب شام زمرد ناکام
نے طبل بازگشت بجوایا اور بختیارک سے کہا کہ اے بختیارک یہ دونون پنجے مین نے مقرر کردیے تھے
اور میرے بنائے ہوئے تھے غرضکہ دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کو واپس گئے اہل اسلام متفکر
ہوئے کہ دیکھیے لندھور اور مالک پر کیا گذرتی ہو ان کو تو اس حال مین چھوڑیے اور دو کلمہ داستان
لندھور و مالک کے ملاحظہ فرمایے کہ انھین جو پنجے اٹھا لیگئے تو یہ دونون آنکھین بند کیے ہوئے
چلے جاتے تھے کہ تھوڑی دیر کے بعد دونون کی آنکھ کھلی دیکھا کہ دونون برابر ایک ہی جگہ پر بیٹھے ہوئے
ہین یہ دیکھکر لندھور نے مالک سے کہا کہ ارے ماہی خور تو کیون میرے برابر بیٹھ گیا مالک نے
لندھور سے کہا کہ ارے روستائی تو کیون میرے برابر بیٹھ گیا اب دونون مین مناقشہ ہونے لگا ابھی مالک
اور لندھور سے یہ بحث ہو رہی تھی کہ یکایک ایک دیو نے آکر دونون کی آنکھون مین سرمہ سلیمانی
کی سلائیان لگا دین اب جو یہ دونون آنکھ ملکر دیکھتے ہین کہ ایک جانب ایک لاکھ دیو اور ایک طرف
ایک لاکھ پریان پرا باندھے ہوئے کھڑے ہین چونکہ سابق ازین بہ پردہ قاف کو دیکھ چکے تھے اس
سبب سے پہچان گئے کہ یہ پردہ قاف ہے اور ایک عظیم الشان بارہ دری مین ایک تخت جواہر نگار
پر آسمان پری بیٹھی ہے ان دونون نے اٹھکر آسمان پری کو مودب ہو کر سلام کیا آسمان پری نے
جواب سلام دیکر بیٹھنے کی اجازت دی ان دونون نے عرض کیا کہ آپنے ہم دونون کو کیون طلب کیا ہے
آسمان پری نے کہا کہ اصل حقیقت یہ ہے کہ پردہ قاف مین ایک طلسم ہے طلسم گلزار سلیمانی اسکا نام
ہے وہ نہایت ہی عظیم الشان بنا ہوا ہے خاصیت اسکی یہ ہے کہ ایک دریا ہے اور اس دریا مین چار دیواریں
ہین اور اس چار دیوارین بہت بڑے بڑے بلند درخت دکھلائی دیتے ہین اور وہ چار دیواری مثل ایک
قلعے کے ہے اور اسکے چار برج ہین ہر برج مین ہزار ہزار حسینان مہ جبین ساز و ستار لیے بیٹھین ہین
اور ان درختان بلند کے پتے سب طلائی ہین سونے کی طرح جگ جگ کر رہے ہین اور کنارہ دریا
کے نہایت صاف و شفاف ایک چبوترہ بنا ہوا ہے اور اس چبوترے پر ایک تختہ سنگ سفید کا رکھا
ہوا ہے اور اسپر لکھا ہوا ہے کہ کوئی شخص اس طلسم کے توڑنے کا دعوے نکرے ہان اگر زبان جانوران
کی سمجھ سکتا ہو تو اس چبوترے پر جائے پس جس وقت کوئی شکنندہ طلسم اس چبوترہ پر جاتا ہے تو یکایک
باد تند ایسی چلتی ہے کہ وہ تمام مقام معطر ہو جاتا ہے اور وہ سب نازنین ساز بجانے لگتی ہین اور ادھر
ان نازنینون نے بربط مین سُر مندلہ بجایا اور ادھر درختون کے پتے ٹوٹکر بشکل جانوران متشکل ہوگئے
اور پرواز کرنے لگے اور ہر ایک جانور بالحان داودی گانے لگا پس ان جانورون کے گاتے ہی پانی
دریا جوش زن ہوتا ہے اور اس پانی مین سے ایک دیو نکلکر نعرہ کرتا ہے کہ منم عناصر آواز سے اس دیو
کی اسیوقت اس قلعہ مین ایک آگ سی لگجاتی ہے اور دیو پتھر بجانے لگتا ہے اس پتھر کی آواز سے ایک
ایسی تاریکی پیدا ہو جاتی ہے کہ تمام بیابان تاریک ہو جاتا ہے بعد دو گھڑی کے وہ تاریکی رفع ہو جاتی ہے اور
وہ شخص جو چبوترہ پر گیا تھا وہ غائب ہو جاتا ہے بعد اسکے غائب ہونے کے دیو پکار کر کہتا ہے کہ اب تم جا کر

شکستندہ طلسم غارت ہو گیا یہ کہکر وہ دیو اپنے تئین دریا مین ڈال دیتا ہی اور پھر نہین معلوم ہوتا کہ اس شخص پر کیا گذرتی ہی پتے درختون کے اور وہ قلعہ اور وہ تاج نہین سبب بدستور ہوتی ہین تو ای رستم زمان قرلیشیہ و قمرزاد و قمرزاد و گوہرزاد و ملکہ زاد اس طلسم کو توڑنے آئے تھے وہ بھی آکر غائب ہوگئے جب قہقہہ سے جمشیدی نے یہ خبر سنی کہ قرلشیہ طلسم مین بند ہوگئی تو وہ مع فوج نکلے آیا مین نے دیوونکو بھیجکر تمکو طلب کر لیا یہ سنکر لندھور نے کہا کہ اس طلسم کو نور الدہر توڑیگا مالک نے یہ سنکر کہا کہ بس رہنے دیجیے یہ امر مخبر ہی اس طلسم کو ایرج توڑیگا آسمان پری نے کہا کہ خیر اس بحث سے کیا ہی جو کوئی اس طلسم کو توڑیگا وہ بعد امیر کے آصف بن برخیا کی کرسی پر جسپر آپ اسوقت رونق افروز ہوتے ہین متمکن ہوگا مالک نے کہا کہ ایرج ہی اس کرسی پر متمکن ہوگا لندھور نے کہا کہ واہی خوب خاموش کیا بکتا ہی اسے نور الدہر ہی توڑیگا اور اس کرسی پر بیٹھیگا آسمان پری نے یہ مباحثہ سنکر کہا کہ ارے مباحثہ سے کیا مطلب اب دیکھا چاہیے کہ قہقہہ کیا سرانجام کرتا ہی اور نور الدہر اور ایرج مین سے کون اس طلسم کو توڑتا ہی لندھور نے کہا کہ بہتر ہی میدان مین نکلیے اب یہان سے آسمان پری تو کوچ کر کے قہقہہ کے مقابلے کو جاتی ہی ان کو تو اسطرف جانے دیجیے اب حال جمشید شاہ اور بلا شور و قمرطوش کا گزارش کیا جاتا ہی

کیا لطف انتظار جو تو حیلہ جو نہو
قاتل اگر نہ شوخ ہو خنجر اگر نہ تیز
زاہد مزا تو جب ہی عذاب و ثواب کا
الٹے گمان ... سے ہو کلام
ہو لاگ کا مزا دل مے مدعا کے ساتھ
کھٹکا ہوا ہون خار رہ مدعا ہے مقصد
چاک دل رقیب کی جب فکر کیجیے
ای داغ آسکے پھر گئے وہ سوکوگیا ہے

لکھو کیا ہم کا وصال کی آرزو نہو
رگ رگ مین بیقرار ہمارا لہو نہو
دوزخ مین بادہ کش ہو بہشت مین نہو
ہم طور ہی کی باتین نہ کچھ گفتگو نہو
تم کیا کروگے ... اگر آرزو نہو
ڈرتا ہون یاس سے ... کہین آرزو نہو
پہلے یہ دیکھ لیجیے بیمار تو نہو
پوری جو نامراد تری آرزو نہو

ممکن نہین کہ تیری محبت کی بو نہو
محشر مین اور ایسے ہر ... دو بدو نہو
لگو وصل سے ... ذرا ہاتھ ...
ہم بادہ نوش یا ... بہشت ...
غش آ ... دیکھی قاتل کو ...
لے تو جلا ہی ... اچھا ...
اس فکر مین ... نہ ہو بات ...
یہ لوٹ کر کبھی نہ ... سٹار ...

کاذا اگر ہزار برس آستین تو نہو
کہنے کی بات ہی جو کوئی گفتگو نہو
ممکن نہین کہ خون تمنا کی بو نہو
حجت ہے کیا ... سامنے جام و سبو نہو
نازک مزاج کا کہین ... لہو نہو
من شہ ... باندھا ہوا ... بے آبرو
یہ گفتگو نہو کہین وہ گفتگو نہو
زاہد شکستہ تیغ بہ شکست سبو نہو

ہو سان زندان تن یا اسیران قفس و قصہ ہائے کہن

قیدی مضمون کو بہا تخانہ فکر سے رہا کر کے یون عرصہ شہود مین لاتے ہین کہ قمرات نے جس شخص کو جمشید اور قمرطوش و بلا شور پر مقرر کیا وہ شخص موافق حکم کے ایک ایک کوزہ آب اور نان جوین دروازہ کھولکر دیدیا کرتا تھا مگر اندر گنبد کے نہ جاتا تھا بلا شور ہر روز دروازہ پر جا کے لے لیا کرتا تھا حسب معمول بعد چند روز کے جو ایک دن وہ دربان آیا اور آسنے دروازہ کھولکر کہا کہ یہ روٹی لیلو تو بلا شور نے اسکے جواب مین کہا کہ ای شخص اب ہم مین اٹھنے کی طاقت نہین ہی تو ہی آگے بڑھ کے دیدے یہ سنکر وہ شخص گنبد کے اندر آیا بلا شور نے کہا کہ رکھدے جیسے ہی وہ دربان روٹی دینے کو جھکا ویسے ہی بلا شور نے گردن اسکی پکڑ کے اس زور سے مروڑ دی کہ کام اسکا تمام ہوگیا اور خنجر جو اسکی کمر مین تھا وہ لیکر زمین مین توپ دیا اور فریاد کرنا شروع کی کہ ای مسلمانو دوڑو آج جو یہ دربان روٹی دینے آیا تو خود ہی کانپ کانپ کر گر پڑا یہ فریاد سنکر لوگ دوڑ پڑے اب جو آکر دیکھا تو واقعی مردہ پڑا ہوا ہی سب لوگون نے بہت غور اور فکر سے چار وطرف دیکھا جب کوئی نشان خنجر و شمشیر وغیرہ کا نہ پایا آخر کار مجبور ہو کر لوگون نے یہ خبر قمرات کو پہونچائی

قمراطس نے کہا کہ اس گنبد مین کوئی آسیب معلوم ہوتا ہی اس دروازے کو چن دو اور راہ نابدان سے
آب و غذا پہونچا دیا کرو بموجب حکم اُسیوقت دروازہ چن دیا گیا اور اب نابدان سے آب و غذا ملنے لگی
ہر روز ایک شخص آتا ہی اور نابدان کی طرف سے آکر پکارتا ہی بلا شور نابدان سے ہاتھ نکالکر لے لیتا ہی
ایک روز جمشید نے کہا کہ ای بلا شور یہ تو نے کیا غضب کیا کہ اُس دربان کو مار ڈالا جب تک وہ
زندہ تھا تب تک اتنا تو ہوتا تھا کہ وہ ایک وقت دروازہ آکر کھول دیتا تھا ذرا آسمان کی شکل دکھائی
دیجاتی تھی تو نے اُسے مار کے اس دروازے کو بھی مسدود کرا دیا اب یون ہی گھٹ گھٹ کر مر جائینگے بلا شور
نے کہا کہ تم اس مصلحت کو نہین جانتے مین نے جو کچھ کیا خوب کیا جب رات ہوئی تو بلا شور نے
افسانہ گوئی شروع کر دی جمشید و قمطوش کہانی سنتے سنتے سو گئے جب یہ دونون بیخبر ہو گئے تو اُسنے
وہ خنجر زمین سے نکالکر نقب لگانی شروع کر دی رات بھر نقب کھودی جب عیار شب نقب مغرب
مین مخفی ہوا اور سرہنگ آفتاب عرصہ افلاک پر بر آمد ہوا صبح ہوتے ہی بلا شور اپنی جگہ پر آ گیا اور
نقب کا منھ بند کر دیا اسیطرح سات روز مین نقب کھودتے کھودتے قلعہ تک پہونچائی کوئی ایک تیر
کا فاصلہ قلعہ سے رہگیا اور ایک علیحدہ گوشہ مین اسنے سر النقب کا چھوڑا کہ مبادا کسی پر ظاہر ہو جائے
جب رات ہوئی تو بدستور جمشید و قمطوس نے کہا کہ ہان بلا شور اب کہانی شروع کرو بلا شور نے کہا کہ
نہین کہتے جمشید و قمطوس نے کہا کہ ہم تمھین مارینگے بلا شور نے کہا کہ مین مردن ہی کا نہین جمشید نے
کہا کہ آج یہ بگڑا ہوا ہی آشتی کا کام لینا چاہیے بہت کچھ منت و زاری کی مگر اسنے ایک نمانی جب تو جمشید و
قمطوس کو غصہ آ گیا دونون اسے مارنے اُٹھے یہ اُٹھکر گنبد مین چکر لگانے لگا دوڑتے دوڑتے ایک مرتبہ
کنائی کاٹ کے وہم سے نقب مین کود پڑا جمشید و قمطوس نے کہا کہ او مردک کہان جاتا ہی اسنے
وہین سے آواز دی کہ جہان جی چاہتا ہی یہ سنکر یہ دونون بھی نقب مین کود پڑے آگے آگے بلا شور اور پیچھے
پیچھے یہ دونون دوڑتے چلے جاتے ہین جاتے جاتے ایک مقام پر جاکے جلدی جلدی نقب کے سرے پر
دس بیس خنجر مار کے سر النقب کا توڑ کے اُسطرف نکلگیا یہ دونون جو بلا شور کے پیچھے آ رہے تھے انہین
جو بہانا پایا ایک راستہ ملگیا تو یہ دونون بھی باہر نکل آئے اب جب نقب سے باہر آ گئے تو بلا شور ٹھہر گیا
کچھ سانس پھولتی جاتی ہی کچھ مسکرا رہا ہی جب جمشید و قمطوش برابر پہونچے تو ہنس کر کے کہنے لگا کہ
اب غصہ کو تھوک ڈالیے اور یہ کہیے کہ اگر مین کہانی شروع کر دیتا تو مین اور آپ قید سے کیونکر چھوٹتے
یہ سنکر جمشید و قمطوش نے بلا شور کی بہت تعریف کی اور کلمات تحسین و آفرین زبان پر لائے بلا شور
نے کہا کہ اب بات چیت موقوف کیجیے اور یہان سے بھاگ چلیے یہ سنکر بلا شور کے ساتھ ان دونون نے
بھی بھاگنا شروع کیا بھاگتے بھاگتے آخر پاؤن مین چھالے پڑ گئے جمشید و قمطوش نے کہا کہ ارے بلا شور
اب تو نہین چلا جاتا بلا شور نے دو گولیان نکالکر ان دونون کو دین اور کہا کہ ان گولیون کو آپ دونون
صاحب نوش کرین ساری تھکن اور ماندگی اُتر جائیگی جمشید و قمطوش نے وہ گولیان لیکر کھالین
کھاتے ہی دونون بیہوش ہو گئے بلا شور نے اپنی چادر مین دونو کا پشتارہ باندھکر پیٹھ پر لاد لیا اور اپنے لشکر کی
راہ لی واضح ہو کہ حکیم مرغوب نے اسے کچھ گولیان دی تھین کہ جب اسکو کھالوگے تو مہینون کی راہ
دنون مین طی ہو جائیگی چنانچہ ایک گولی اسنے اسمین سے نکالکر اسنے کھائی سات مہینے کی راہ پانچ دن مین

ڈر کر کے اپنے لشکر مین پہونچ گیا جمشید کو جمشید کے خیمہ مین پہونچا آیا اور قمطوش کو قمطوش کے
خیمہ مین جب صبح ہوئی تو بلاشور نے زمرد شاہ کو آکر سلام کیا زمرد شاہ بلاشور کو دیکھکر بہت خوش
ہوا اور کہا کہ ای بلاشور مین نے تقدیر کی تھی کہ تو قید سے رہا ہوگا اور جمشید و قمطوش کو بھی رہا
کریگا بلاشور نے کہا کہ خداوند بجا ہی مین دونون کو چھڑا لایا ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ جمشید
و قمطوش بھی آموجود ہوئے اور تمام ماجراے گذشتہ روبرو زمرد شاہ کے بیان کیا اور
بلاشور کی بہت مدح و ثنا کی زمرد شاہ بھی بہت خوش ہوا اور اسیوقت صحبت عیش آراستہ
کی ساقیان سیمین ساق و مطربان شہرہ آفاق حاضر ہوئے جام مے گلفام گردش مین آیا آواز ہاے نوشا نوش
و نوشانوش بلند ہوئی شدہ شدہ یہ خبر بادشاہ اسلام کو بھی پہونچی عمر نے سنکے کہا کہ حضور ابھی ان دونون کی
تقدیر مین دنیا کا آب و دانہ اور چند روز مقرر ہوا ہی آدم زہیر مطلب جب رات ہوئی تو زمرد شاہ نے
قمہور سے مخاطب ہوکر کہا کہ کیون قمہور اب کیا ہونا چاہیے اب تو بلاشور وغیرہ بھی آگئے قمہور
نے کہا کہ خداوند اب میرے نام سے طبل جنگ بجوائیے زمرد شاہ نے اسیوقت بنام قمہور طبل
جنگ بجانے کا حکم دیا جب یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی تو بادشاہ اسلام نے کہا کہ قمہور بھی دیوانون
سے کچھ کم نہین ابھی کل کی بات ہی کہ نور الدہر کو اُسنے زخمی کر ڈالا اسد نے کہا کہ جہان پناہ کچھ
اندیشہ کی بات نہین ہی آپ میرے نام سے طبل جنگ بجوائیے چنانچہ لشکر اسلام مین بھی بحکم بادشاہ
اسد کے نام سے کوس حربی نوازش مین آیا شب بھر دونون لشکرون مین طیاری سامان جنگ ہوا
کی صداے ہوشیار باش و بیدار باش بلند رہی دلاوران عرصۂ شجاعت خبردار ہوے بادشاہ نے
دربار برخاست فرمایا سردار اپنی جگہ پر آئے سلح خانے کھلوائے مسل در مسل نقیبون کی صدا بلند
ہوئی آئینہ تیغ پر صیقل دوچند ہوئی صداے قرناے جنگی مرأت خاطر شجاعان کے لیے گویا قلعی تھی کہ
ہمت و جرأت کی صورت نظر آنے لگی آئینہ خانہ آرزو مین عروس جلادت جلوہ دکھانے لگی عشق
شاہد دلاوری مین ہر ایک سیماب وار بیقرار جان دینے پر طیار صبح کا ہر ایک کو انتظار کہ کہین زنگ
ظلمت شب آئینہ سحر سے دور ہو پیدا صبح کا نور ہو تو آئینہ شمشیر مین جلوہ عروس ظفر نظر آئے بہادر و
نامرد کی قلعی کھل جائے جوہر آئینہ شجاعت کھلین چشم شاہد ہمت کے اشارے سے دیکھین کہ کون مرأت تیغ
کے روبرو منہ بناتا ہی اور کون ہنس ہنسکر بگڑا ہوا نقشہ درست فرماتا ہی کسکے آئینہ تیغ مین صفائی
ہی روح اسکندر کسپر آفرین خوان آئی ہی کون فولاد دل ہی آئینہ شمشیر سے بشاش ہوکر کون مقابل ہو
کل مقدمہ نام و ننگ ہی کسکے رخ پر صفائی ہی کسکے چہرہ پر کدورت کا زنگ ہی غرض کہ آئینہ تیغ و خنجر کو جلا دینے لگی
نامردون کو جو عارسی ہوئی تو غیرت منہ در منہ نفرین کرنے لگی نیزے مثل شاہد طناز و کرشمہ سنج آئینہ خانہ عالم مین
تننے لگے تیر زہر اُگلنے لگے چہرہ عمود نے نامردون کا منہ چڑھایا بر رو ہی غیرت و بیحیا بنایا سپر مین آئینہ تیغ
و خنجر سامنے رکھکر بالیان اپنی درست کرنے لگین بھونون کو دیکھنے بھالنے مین محو خودبینی ہوئین جو
تلوار مصفا کہ سپر پر بہادر نے رکھدی آئینہ خیال کو حیرت ہوئی کہ قبضہ مین ملک زنگبار تھا اب وہ حلب
ہوا الغرض ماجرا مقام عجب ہوا پیدا دے حلقہ حلقہ محو صورت جنگ سوارون کو حیرت دامنگیر آئینہ تصویر
سے صاف زنگ کہانتک گذارش ہو چار پہر رات یہی صورت رہی جب مرقع دہر نے ورق شب الٹا صورت دوسری نظر آئی

تیغ سحر جو صیقل ہو کر مصفا ہوئی خنجر آفتاب نے روانی دکھائی ہے اس ہنگامہ میں مطلع صاف پایا ✤ سحر کا آئینہ شفاف پایا ✤ سپیدی چھا گئی روے زمین پر ✤ موذن نے کہا اللہ اکبر ✤ گریبان سحر چاک ہوتے ہی سپاہ اسلام دل کے دل بادل کے بادل انبوہ انبوہ حشم حشم سنجق سنجق طائفہ طائفہ خدم خدم جانب میدان جنگ روانہ ہوئی سرداران فوج کو روانہ کر کے ورود دولت سلطان باکرم پر آ گئے یکا یک لال پردہ محل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر کھنچا جلوس سواری کا لگانہ کنول بردارنیون سے کنول ہاے بلورین کنول برداروں نے لیے طلائی و نقرئی بخشا سے چھٹنے لگے عود و عنبر کے لونے کنیزان محل سے طلعان مہر دیدار لیکر آ گئے بڑھے نواب ناظر اہتمام کنان نکلے کماریان پری جمال ہوادار کاندھے پہ لیے ظاہر ہوئیں کہار جو تخت لیے بہ انتظار قدوم میمنت لزوم ڈیوڑھی پر استادہ تھے حضور عالم ہوادار سے اُترکے اُس سریر بے نظیر پر رونق افزا ہوے صداے بسم اللہ بلند ہوئی تمام سردار مجرا گاہ پر جا کر کھڑے ہوے نقیب پکارا ے قبلۂ عجم و دل شہ ذیجاہ ✤ مظہر ذوالجلال والاکرام ✤ شہسوار طریقۂ انصاف ✤ نوبہار حدیقۂ اسلام ✤ تمام سردار مجرا بجالائے اور تخت ظل اللہ قلب لشکر میں رکھ کر آگے بڑھے ڈنکا ہوا نقیب منقبت خوانی کرنے لگے ایک طرف سے ہاتھیوں کی قور جلو میں آگے بڑھے وہ وہ فیل بلند رواں تھا کہ ہر ایک پر کوہ البرز کا گمان تھا جھولیں زر کار پڑی ہوئیں نظم ے سیندور جبین پہ رنگ لایا ✤ گردوں شفق کا رنگ اُڑایا ✤ فیلوں پہ تھے فیلبان نمایاں ✤ گنبد ہفتمین پہ کیواں ✤ صندل کا شجر ہر ایک دندان ✤ خرطوم تھی آسیہ مار پیچان ✤ کرتے تھے دلوں میں ہاتھ گھنٹے ✤ غیرت مہر و ماہ گھنٹے ✤ ایک جانب ہزارہا گھوڑے طرارے بھرتے سرداروں کے زیر ران کجدریان کرتے ہے آہو صفت و عقاب پرواز ✤ نسرین فلک کے تھے وہ شہباز ✤ ہر جنم رکاب گوش محبوب ✤ تسمہ ہی کہ زلف دوش محبوب ✤ زیور سے ہر ایک لدا تھا ایسا ✤ گلبن ہو چمن میں جیسے زیبا ✤ نرمی تھی خرام کی نمایاں ✤ تھے تار نظر پہ گرم جولان ✤ نوجوان منچلا پن دکھاتے جاوش دورباش کی صدا لگاتے لشکر کی آمد شوکت گھوڑوں کے ہمہمے باجوں کی صدا ہتھیاروں کی ضیا تلواروں کی چمک صحراے نبرد میں پھولوں کی مہک بہادر کے دل میں اُمنگ نشۂ شجاعت کی ترنگ کرنا کی صدا سے گوش کر و بیان کر خلاصہ یہ کہ بڑا کروفر ہے

زمین سم اسپان بشفتن گرفت	تو گفتی کہ خورشید گردان براے
سپاہ و سپہبد برفتن گرفت	بماند از نہیب سواران بجاے

اسی جاہ و حشمت سے یہ شاہ مع سپاہ دار و جنگ ہوا اُس طرف سے لقاے گمراہ تخت ہاتھیوں پر کھنچواے فوج کفار ہمراہ لیے میدان مصاف میں مع قمہور دیو پر ورنحوست فزا ہوا دلاوروں نے صف کشی کی نقیب مذمت دنیاے دوں میں اشعار پر عبرت پڑھنے لگے کہ اے بہادران کہاں ہیں جمشید و سامری کہاں ہیں رستم و اسفندیار دیکھو کہ سب پیوند خاک ہو گئے آج کے روز انہیں سے کسیکا پتہ نہیں مگر ہاں نام نامی اُنکا اب تک باقی ہی کہ ے

بغداد دیدم نشستہ بر گنبد طوس	درپیش نہادہ کاسۂ کیکاوس	باکلہ ہمی گفت کہ افسوس افسوس
کو بانگ جرس او کجا نالۂ کوس	اُسکی نیرنگی بہ برق خاطر مانوس ہے	جو شرر دل سے اُٹھا وہ جلوۂ فانوس ہی
کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے	کیا ہی ملک روم ہی کیا سرزمین روس ہی	گر میسر ہو تو کس عشرت سے کٹے زندگی
اک طرف آواز طبل اک طرف صداے کوس ہی	مل رہا ہو مل کی جنجل پر ہزاروں کے ساتھ	شب ہوئی تو ماہ رویوں سے کنار و بوس ہی
لالی عبرت چل دکھاؤں اک تماشا میں تجھے	تو جو ایسا آج قید آز کا محبوس ہی	لیگئی اکبار گی گور غریبان کی طرف
جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہی	قبریں دو تین دکھلا کر مجھے کہنے لگی	یہ سکندر ہی یہ دارا ہی یہ کیکاوس ہی
پوچھ تو اُنسے کہ مال و مکنت دنیا سے آج	کچھ بھی اُنکے پاس غیر از حسرت و افسوس ہی	کل تو جرات پاے خم رکھتی تھی تسبیح ریا

آج رہین جام مویان خرد کہسا دس ہوا جب نقیب نقابت کر کے کنارے ہوئے صفون پر مثل صف مژگان سناٹا
آگیا اور ہر ایک بہادر اسپے اپنے حریف کو بنگاہ تیز و بنظر تیز دیکھنے لگا ہاتھ گھوڑون کے پوده پر باگ کے
اتر گئے باگین اٹھنے لگین یہی قصد تھا کہ حریفون پر جا پڑین پس میدان پاک و صاف ہو چکا قہور نعرہ کر کے برآمد
ہوا اور اپنا مرتب آڑا کر میدان کارزار مین آیا سلح شوری دکھا کر مبارز طلب ہوا اس طرف سے اسد نعرہ زنان
ہو کر صف لشکر سے نکلا بعد لگا ورزی کے عمود بازی و نیزہ بازی و تیغ بازی جملہ فنون حرب و ضرب کی رد و بدل
ہوئی مگر کسی سے کچھ مطلب حاصل نہوا آخر نوبت کشتی کی پہونچی دونون بہادر دامن گردان کو دست و گریبان ہوگئے
غضب کے زور ہونے لگے طرفین کے بہادر کشتی کی کیفیت دیکھ رہے تھے صدا اے احسنت و مرحبا
ہر سو بلند تھی شور تحسین و آفرین سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی غرض کہ تین شبانہ روز کشتی ہوا کی ابھی یہ
دونون باہم مصروف کشتی رہتے تھے کہ دیو شبرنگ کے ذہن مین یہ آیا کہ اس دیوانہ قہور نے اسقدر جنگ کی ہے
اسکا مدد گار ہے کسی جگہ سے پھینک آنا چاہیے یہ خیال کر کے اسے بالا سے ہوا پرواز کی اور ہمہ سید پر
موجود ہوا نور الدہر نے جو اس طرف سے آستہ بغور دیکھا تو آنکو ایک سایہ سا اودھر محسوس ہوا عقلا
دریافت کیا کہ یہ کوئی دیو ہے شاید اسد کو اٹھا لیجانے کا قصد رکھتا ہے یہ خیال کر کے نور الدہر نے یازدہ مشتی
خدنگ بہرو کمان مین رکھکر پوری قوت سے اسکا تیر سینہ دیو پر مارا کہ پشت دیو کے پار نکل گیا - فلک گفت
احسن ملک گفت زہ ۔ مگر اسد و قہور لڑائی دھن مین لڑا رہے کئے انکو خبر بھی نہ ہوئی اتفاقاً دیو تیر کھا کہ قہور
کے پاؤن پر آ پڑا اور جھٹ سے قہور لڑ پڑا اسد نے فوراً قہور کو باندھ لیا اور خوشی خوشی اپنے لشکر
مین آیا وہ روز تمام ہوا بھی طبل بازگشت بجوا کر اپنے لشکر کو پھیر گیا اور بادشاہ اسلام بفتح و فیروزی اپنی فرد و گاہ کو داپس
آئے شاہان و فیجان بارگاہ مین رونق افزا ہوئے اور اسد سے کہا کہ مین نے قہور کو قید سے حوالہ کیا جیسا کہ
ہے حق جاہے اسے قید کرا اب اس داستان کو تو یون ہی چھوڑیے اور دو کلمہ داستان طہماس ملاحظہ فرمائیے

وہ جانا پھر کر جنون لیسیکا
زمانے تمکے چلین سیکھے تن نے
کہا غنچے سے مرجھا کہ یہ گل کے
کلیجہ تھام ہوگئے جب خمسے
مرے ہاتھ مین نہ آئین تو کتنا
تجلی روزن دل سے عیان ہے

ہمارے ہاتھ مین دامن کسیکا
الہی کا دست ہو دشمن کسیکا
ہمیشہ کب رہا جوبن کسیکا
سنوائے خدا شیون کسیکا
کرین غم آپکے دشمن کسیکا
جبر و کے سبب ہوا درس کسیکا

غبار آلودہ ہین پاے خیالی
دل ویران کو جب دیکھا ابلے
برا تھا ہاے کس کمبخت کا ہاتھ
گئے وہ جانب گور غریبان
کسیکا دم نکلتا ہے کسی سے
وہ پھرون دیکھتے ہین داغ در داغ

مثا کر آئے ہو مدفن کسیکا
یہی اجڑا ہوا مسکن کسیکا
کہ ہے نکلا ہوا دامن کسیکا
برابر ہو گیا مدفن کسیکا
کسی پر چال ہے روشن کسیکا
کسیکی سیر ہے گلشن کسیکا

معموران تعمیر مضامین کہن و چہرہ پردازان نقش و نقریب سخن چہرہ شاہد مدعا کو موقلم تحریر سے صفحہ قرطاس پر یون
شبیہ کشی کرتے ہین کہ جب طہماس قلعہ دالامان مین جا کر بعوض خون پدر اپنے لڑکے کو قتل کر کے
نور الدہر کے سامنے آیا تو نور الدہر نے کہا کہ اے نامرد مین نے تجھسے تب کہا تھا کہ تو جا کر بتاسب کو قتل
کر آ نور الدہر کی اس خفگی سے طہماس فقیر ہو کے نکل گیا اور ایک پہاڑ کے دامن مین جا کر اپنے مسکن اختیار
کیا اپنی تلوار سے شکار کر کے کباب بنا بنا کر کھایا کرتا تھا اور چند شیرون کو مار کے انکی کھال کا فرش بنایا تھا
اور انہی کے کپڑے بھی بنا کر تا تھا اور نور الدہر کی یاد مین رویا کرتا تھا ایک روز نور الدہر کو اس طرح
خواب مین دیکھا کہ گویا یہ نور الدہر کا دامن پکڑے ہوئے تھا اور نور الدہر دامن چھڑا کر چلے گئے جب

جب یہ خواب دیکھکر بیدار ہوا تو بے اختیار ہوکر خوب رویا اور پوست شیر کے رونگٹے توڑکے اُسکی
ڈوری بنا کر ایک درخت مین لٹکائی اور اپنے گلے مین اُسکا پھندا لگاکر پھانسی دے لی ناگاہ ایک
پھڑک پھڑک کر سب جسم کا دم نکل گیا فقط آنکھون مین دم رہگیا کہ یکایک بیابان سے ایک گرد پیدا ہوئی جب
دامن گرد شق ہوا تو سامنے سے ایک شہسوار پیدا ہوا کہ گرد و پیش اُسکے گروہ گروہ ملائک حلقہ کیے ہوے
تھے ان ملائکہ نے اُس شہسوار کو نہایت ادب سے گھوڑے پر سے اُتارا اُس شہسوار نے اپنا ہاتھ
طہماسپ کے گلے پر رکھدیا فوراً پھانسی ٹوٹ گئی اور طہماسپ کے کل جسم مین جان آگئی طہماسپ نے اُس شہسوار
کو مودب ہوکر سلام کیا اُس شہسوار نے طہماسپ کو اپنے سامنے بٹھاکر طہماسپ کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھدیا اور
کہا کہ مین نے تجھکو نظر کردہ کیا سوائے حمزہ کے کوئی تجھے زیر نکرسکیگا اور عنقریب تجھسے اور نور الدہر سے
ملاقات ہوگی طہماسپ نے عرض کیا کہ حضور کا اسم مبارک ارشاد فرمایا کہ میرا نام مرتضی علی ہے جو کوئی تجھسے پوچھے
تو کہدینا کہ مین شاہ اولیا کا نظر کردہ ہون یہ کہکر تشریف لیگئے اب جو طہماسپ خیال کرتا ہے تو اپنے مین پہلے سے
دونی قوت پائی بھاری سے بھاری پتھر اُٹھا اُٹھا کر پھینکنا شروع کیے کہ یکایک ایک جانب سے آواز سرود کی
سنائی دی طہماسپ اُس آواز کی جانب روانہ ہوا جاکر کیا دیکھتا ہے کہ ایک نازنین مہ جبین صاحب حسن و جمال
بیٹھی ہوئی ہے اور گرد و پیش کنیزان مہر طلعت حلقہ کیے ہوے ہین طہماسپ اُس نازنین کو دیکھتے ہی ہزار
جان سے عاشق ہوگیا اور ایسا تیر عشق کا جگر کے پار ہوا کہ دیکھتے ہی بیہوش ہوکر گر پڑا تھی نظر یا کہ حق کی آفت تھی
وہ نظر ہی وداع طاقت تھی ٭ صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ ٭ ہوش جانے لگا نگاہ کے ساتھ ٭ دل یہ کرنے لگا طپیدن ناز
رنگ چہرے سے کرگیا پرواز ٭ ہاتھ جانے لگا گریبان تک ٭ پانؤن کے پانون پھیلے دامان تک ٭ غرض کہ اُس نازنین کی نگاہ
جو طہماسپ پر پڑی تو اُسنے طہماسپ کو اُس حالت پر دیکھکر خیال کیا کہ شاید دیو ہے بڑے بڑے ناخن دو دو
بالشت بڑھے ہوے ایک درخت کے برابر قد بالا سے ڈر کے گھوڑے پر سوار ہوکے اپنی کنیزون کو
ساتھ لیکر راہی ہوئی بعد چار گھڑی کے جب طہماسپ کو ہوش آیا تو اُس نازنین کو وہان نپایا ایک آہ سرد دل پر درد
کھینچکر ایک درخت کو کولی مین لیکر اُکھیڑ لیا اور لکڑیان اُسکی توڑکے ایک گٹھا بنا کر اپنی گردن پر رکھا اور
جستجو مین اُس نازنین کے روانہ ہوا تھوڑی دور چلکر ایک قافلہ معلوم ہوا طہماسپ نے خیال کیا کہ شاید میرا محبوب
اسی قافلہ مین ہو یہ سوچکر داخل قافلہ ہوا مردمان قافلہ یہ شکل و شمائل دیکھکر سمجھے کہ شاید یہ دیو ہے دیکھتے ہی سبکے
سب بھاگ کھڑے ہوے طہماسپ نے کہا کہ ارے تم کیون بھاگے جاتے ہو مین آدم زاد ہون دیوزاد
نہین ہون اُن سب نے کہا کہ ہمنے تو آجتک ایسا آدم زاد نہین دیکھا طہماسپ نے کہا کہ قدرت خدا سے کچھ بعید
نہین ہے حق تعالی نے مجھے ایسی شکل و شمائل پر مخلوق کیا ہے یہ تو بتاؤ کہ آخر یہ قافلہ کسکا ہے اور میر قافلہ کون شخص ہے
لوگون نے کہا کہ یہ قافلہ اعظم بازرگان کا ہے طہماسپ نے کہا کہ وہ کہان ہے لوگون نے جواب دیا کہ اپنے خیمہ مین
ہے طہماسپ نے دریافت کیا کہ اُسکا خیمہ کہان ہے لوگون نے پتہ خیمہ کا بتادیا طہماسپ نے در خیمہ پر ہوکر استفسار
کیا کہ مالک تمھارا کہان ہے تمام دربان طہماسپ کو دیکھتے ہی کھڑے ہوگئے اور مودب ہوکر سلام کرکے عرض
کرنے لگے کہ مالک ہمارا بال بچہ دار ہے اُسکے کھانے کا قصد نہ کیجیے گا طہماسپ نے کہا کہ مین آدم خور نہین ہون
مثل تمھارے مین بھی انسان ہون دربانون نے کہا کہ ایسا انسان تو ہماری نظر سے کبھی نہین گذرا طہماسپ
نے کہا کہ خیر اب دیکھ لو یہ کہکر داخل خیمہ ہوا جون ہی نظر سوداگر کی طہماسپ پر پڑی رنگ اُسکا مارے خوف

کے متغیر ہو گیا اور مثل ع ہوش و خرد ہاتھ سے جاتا رہا گھبرا کر اپ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ آپ قسم دیوزاد سے
ہین طہماس نے کہا کہ نہین ہین آدمزاد ہون تم کچھ خوف نکرو سوداگر نے دل مضبوط کر کے کہا تشریف رکھیے
طہماس بیٹھ گیا سوداگر نے آب و طعام شراب و کباب منگوا کر طہماس کے پیشکش کیا طہماس نے بعد طعام
تھوڑی سی شراب نوش جان کی جب نشہ ہوا تو ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا کہ ای تاجر میرا معشوق
تو تیرے قافلہ مین نہین آیا ہی سوداگر نے کہا کہ مین اپنے یہان کی کل عورتون کو طلب کرتا ہون اُنمین سے
جو آپ کا معشوق ہو اُسے لیجائیے اور نہین تو اُنمین سے جسے پسند فرمائیے وہ حاضر کی جاے یہ کہکر
اُس سوداگر نے کل عورتون کو طہماس کے روبرو طلب کیا طہماس نے اُنہین دیکھکر کہا کہ اِنمین سے
تو کوئی نہین ہی جب طہماس نے کسکو پسند نکیا تو وہ سوداگر طہماس کو بارگاہ مین لایا اور سامان اکل و شرب مہیا
کیا طہماس نے اور دو تین جام مے گلرنگ کے نوش فرمائے بعد ازان خواب نے غلبہ کیا وہ تنہا سرہانے رکھکے
سو رہا جب طہماس نشہ شراب مین خوب غافل ہو گیا تو اس سوداگر کے اہلکارون نے اُس سے آکر کہا کہ ای
اعظم بازرگان اگر یہ شخص دیو نہین ہی تو بھی دیو سے کچھ کم نہین ہی بڑا مرد زبردست قوی ہیکل معلوم ہوتا ہی والله اعلم
کس غرض سے یہان آیا ہی اور انجام کار کیا ہو بہتر ہی کہ راتون رات یہان سے بھاگ چلنا چاہیے سوداگر کو یہ
راے کارندون کی پسند آئی اور شبا شب کل مال و اسباب اور خیمہ و خرگاہ بار کرا کے راہی ہوے جبکہ تاجر ماہ
متاع انجم کو صندوق مغرب مین پوشیدہ کیا اور بازرگان خورشید جہان تاب نے قافلہ مشرق سے نکلکر گرمی بازار
روز قائم کی صبح کو جو طہماس کی آنکھ کھلی تو اپنے تئین تنہا پا کر خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہی کہ معشوق میرا ضرور اسی قافلہ مین ہی
اس سوداگر نے سب عورتون کو نہ دکھلا دیا اور اُسے پوشیدہ کر دیا اگر ایسا نہوتا تو وہ سوداگر کیون راتی رات
یہان سے بھاگ نکلتا دیکھا چاہیے کہ کس طرف چلا گیا یہ سوچکر اپنی لکڑیان بغل مین دبا کر ایک جانب کو روانہ
ہوا حسب اتفاق وہ اُسی راستہ پر چلا جس راہ سے وہ سوداگر جا رہا تھا اب سنیے کہ وہ سوداگر بھاگا بھاگ چلا جا رہا تھا
کہ طہماس بھی برابر اُسکے جا پہونچا اور کہنے لگا کہ میری معشوق کو تو لا دیے سوداگر نے کہا میرا کل قافلہ موجود ہی آپ
ڈھونڈھ لیجیے جہان ہو نکال لیجیے طہماس نے کہا کہ اگر تمھارے پاس نہین ہی تو تمھین بھاگنے کی کیا وجہ تھی سوداگر
نے کہا کہ خیر اگر ہی تو ہم ہٹے جاتے ہین اب خود تلاش کر لیجیے طہماس نے تمام کجاوہ اور محافہ ڈھونڈھ مارے مگر مطلق
پتہ نہ لگا غرض سوداگر نے وہان سے کوچ کیا طہماس بھی اُسکے ساتھ ساتھ ہوا جہان جہان وہ سوداگر جاتا ہی
وہان وہان یہ بھی جاتا ہی غرض سات دن تک طہماس نے کچھ نکھایا تا اینکہ سوداگر ایک شہر مین داخل ہوا اور کاروان سرا
مین مقیم ہوا یہ بھی سرا مین داخل ہوا شہر کے لوگ اُسے دیکھکر خائف ہوے طہماس نے کہا کہ تم لوگ ڈرو نہین
مین دیوزاد نہین ہون آدمزاد ہون غرض طہماس جس بھٹیاری سے کہتے ہین کہ ہمین بھی کوئی جگہ دو وہ خائف
ہو کر کہدیتی ہی کہ کوئی جگہ خالی نہین ہی سب لوگ بھرے ہوے ہین تم خود جا کر دیکھ لو شاید تمھارے خوف سے
لوگ بھاگ نکلین تو جگہ خالی ہو جاے طہماس نے اکثر حجرون کو جا جا کر دیکھا کوئی پسند نہ آیا دیکھتے دیکھتے ایک طرف
کیا دیکھا کہ ایک سوداگر ایک مقام پر اُترا ہوا ہی مسند تکیے فرش پلنگ کل اسباب راحت موجود ہین طہماس
نے اپنے دل مین کہا کہ یہی یہ جگہ اچھی معلوم ہوتی ہی یہین قیام کرنا چاہیے یہ خیال کر کے اُس حجرہ مین آیا
غلامان تاجر نے جو طہماس کو دیکھا سب کے سب باہر نکل آئے اور سوداگر کی نظر جو طہماس پر پڑی دیکھتے ہی رنگ
اُسکا متغیر ہو گیا اور مارے خوف کے اپنی جگہ سے اُٹھکر سلام کیا اور کہا کہ آپ کون صاحب ہین طہماس نے کہا

کہ ہم مسافر ہون تم کچھ خوف نکرو آج شب کی شب ہم تمھارے مہمان رہینگے صبح کو چلے جائینگے سوداگر نے
کہا بسم اللہ تشریف رکھیے خانہ من خانہ شماست ارے صاحب ہم بھی مسافر آپ بھی مسافر دونون ایک ہی
حال مین ہین آخر آدمی ہی سکے پاس آدمی آتا ہی بشر کا کام بشر ہی سے نکلتا ہی کیا مضائقہ ہی اور اُسیوقت
اپنے ہاتھ سے ایک پلنگ کھینچکر قالین اور چادر اُسپر بچھا کے طہماس کو بٹھلایا اور شراب وکباب سامنے
طہماس کے حاضر کیا طہماس بھی اپنے دل مین بہت خوش ہوا کہ واقعی یہ کیا معقول شخص ہی اور کھانا کھا کر
شراب پیکر خوب چین سے سو یا مگر وہ سوداگر بارے دہشت کے رات بھر بیدار رہا جب صبح ہوئی اور طہماس
کی آنکھ کھلی تو اُس سوداگر سے کہا کہ اے بھائی سوداگر ہمین چند طومان بھی قرض دیدو تو ہم حمام کر آئین اور جو غنا بات
تمنے ہمارے ساتھ کی ہی اُسکا شکریہ ہم کہان تک ادا کرین ~ اگر ہر موے من گردد زبانے ✤ زنو رانم
بہر یک داستانے ✤ نشاید گوہر مدح تو سفتن ✤ یکے از حرف تعریف تو گفتن ✤ حق تو یہ ہی کہ اگر کوئی مراعات
کرے تو ایسی تو کرے واقعی تم نہایت کریم النفس آدمی ہو یہ سنکر اُس سوداگر نے اُسیوقت پچاس طومان
نکالکر طہماس کے نذر کیے طہماس کاروان سرا سے نکلکر حمام مین آیا اور چند طومان حمامی کو دیکر غسل کیا بعد
غسل کرنے کے اب انہین بھوک معلوم ہوئی حمام سے پھر کر نان پز کی دوکان پر پہونچے چند طومان اُسے
دیکر خوب نہاری اور شیر مالین نوش جان کین نفافا اُسکی دوکان پر ایک برہمن بھی ننگا بیٹھا ہوا تھا آپکو اُسکے حال زار
پر ترحم آیا آپ تو ننگے ہو گئے اپنی لنگی اُس برہمن کو دیدی حسن اتفاق اُدھر سے ایک سوار چلا آتا تھا اُسنے
جو طہماس کی یہ کیفیت دیکھی کہ آپ ننگے ہو گئے اور لنگی اپنی برہمن کو دیدی پس جلدی مرکب سے کود پڑا اور طہماس
سے آکر کہا کہ آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لیچلیے طہماس نے کہا کہ مین تمھین نہین پہچانتا تم کون شخص ہو میرے
تمھارے کبھی کی صاحب سلامت بھی نہین ہی اور قبل اسکے کبھی اس شہر مین نہین آیا تھا جو تمنے مجھے
دیکھا ہوگا اُس سوار نے کہا کہ آپ مجھے نہین جانتے مین تو آپکو خوب پہچانتا ہون غرض بہ لجاجت ومنت
وسماجت تمام طہماس کو وہ سوار اپنے مکان پر لیگیا اور مسند زرین پر لاکر بٹھلایا خیاط کو طلب کرکے
نہایت عمدہ بیش بہا جوڑا سلوا کر طہماس کو پہنایا اور انتہا سے زیادہ تعظیم وتکریم کی جسطرح کوئی غلام وفادار
اپنے آقا سے پیش آتا ہی جب طہماس نے اُسے اپنے حال پر ایسا شفیق پایا تو اُس سے کہا کہ بھائی اب تو
تم اپنا نام ونسب بیان کرو کہ تم کون شخص ہو اور میری اسقدر مدارات کی کیا وجہ ہی اُسنے کہا کہ شہریار میرا نام
صادق ہی مین آپ کے پدر بزرگوار کا وزیر ہون جسوقت سے عنقو یل مارے گئے ہین اُسوقت سے
اُسی جگہ قیام پذیر ہون اب تو طہماس نے بھی اسے پہچانا اور کہا کہ اہا ارے تو صادق ہی آ ذرا میرے
گلے سے تو لگ جا یہ کہکر صادق کو گلے سے لگالیا اور کہا کہ آفرین ای صادق صد آفرین بعد اسکے صادق
نے صحبت عیش وعشرت آراستہ کی شراب وکباب سامنے طہماس کے حاضر کیا طہماس نے خوب شراب
وکباب نوش جان کی جب دماغ طہماس کا بادۂ ناب سے گرم ہوا تو طہماس نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے
کھینچکر کہا کہ ہاے افسوس صد افسوس یہ کہکر طہماس کے چہرہ پر ایک اُداسی سی چھاگئی صادق نے کہا کہ
کہ کیون شہریار آپ اسقدر اُداس کیون ہوے طہماس نے ایک ہاے کا نعرہ مار کر کہا کہ ارے صادق
کیا بیان کرون ~ مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ✤ وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد
آہ کرون تو جگ جلے اور جنگل ہو جل جاے ✤ یہ پاپی جیارا نا جلے کہ تہ مین آہ سماے ✤ جگر تو جل چکا پیارے مگر اب تن کی

کی باری ہی * ارے صادق میری داستان عجب تعجب خیز اور حیرت انگیز ہی تم بھی سنوگے تو کفِ افسوس ملوگے اپنا غم دوسرے کو لگانا میرے نزدیک خلاف عقل ہی تم اس امر کے استفسار مین اصرار نکرو صادق نے کہا کہ نہین قہرِ یار مین نہ مانونگا آپ بیان کیجے شاید مین کچھ تدبیر کر سکون جب طہماس نے دیکھا کہ صادق بہت مُصر ہی تو کل قصہ از ابتدا تا انتہا بیان کیا صادق نے بھی سنکر نہایت تاسف کیا اور از بس ملول ہوا اور طہماس کی پُرسوز آہ سے صادق کے دل پر بھی پورا اثر کیا اور آسکے آنسو بھی نکل آئے طہماس نے کہا کہ کیون صادق مین کسلئے نہ کہتا تھا کہ تم یہ قصۂ جانسوز نہ سُن سکوگے صادق نے عرض کیا کہ واقعی آپ عجیب درد مین مبتلا ہوے ہین کہ جو بہت ہی قابل افسوس ہی مگر خیر مجھے عقلیہ معلوم ہوتا ہی کہ آپکے دل صدمات نے اپنا کام کر لیا ہی اتنا سُننے سے طہماس بیخود ہوگیا اور کہا کہ جلد بیان کرو صادق نے کہا کہ اس شہر کا نام شہر نگارستان ہی بادشاہ وہان کا سلیمان شاہ عادل ہی مگر زبردست سپہ سالار اُسکا مرجان مشت زن ہی اور ایسا بڑا قوی ہیکل جوان ہی کہ اگر ایک گھونسا ہاتھی کے مار دیتا ہی تو وہ ہاتھی اُسیوقت بھیر کر مرجاتا ہی اور وزیر اُسکا اعظم کاروان ہی اور عیار اُسکا شتیم ہی بڑا زبردست عیار ہی غرضکہ ایک روز کسی سوداگر نے ایک تصویر کسی شاہزادی کی لاکر خدمت شاہ مین پیشکش کی بادشاہ اُس تصویر کو دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہوگیا اور اس سوداگر سے کہا کہ ای سوداگر اس تصویر کے حسن و جمال نے میرے کشور دل پر پورا پورا قبضہ کر لیا جب یہ تصویر ایسی خوبصورت ہی تو صاحب تصویر کس درجہ حسینہ و جمیلہ ہوگی اور کس مرتبہ خوبی پر فائز ہوگی جلد بیان کر کہ یہ کس حسینہ دلربا او رجمیلہ پر دفا کی تصویر ہی اُس سوداگر نے عرض کیا کہ حضور یہ بادشاہ حوزم مالک کوہ محیط کی دختر کی تصویر ہی نام اُس شہزادی کا ملکہ دلربا ہی اور خداوند یہ تصویر تو بعجلت تمام کھینچی گئی ہی اُسکے حُسن عالم آرا کے مقابلہ مین تو نصف بھی نہین ہی اور میرے نزدیک تو اسکے سوا دنیا مین کوئی مصور ایسا معلوم نہین ہوتا جو اُس ملکۂ قمر طلعت کی اتنی بھی تصویر کھینچ سکے اگر کوئی مصور اسکے حسن دلفریب پر نظر کریگا تو خود ہی عالم تصویر ہوجائیگا اُسکے رعب حسن سے دست و پا مین رعشہ پڑجائیگا کانپ کانپ کر رہجائیگا یہ سنکر بادشاہ نے اُس سوداگر کو بہت سا زر و جواہر دیکر رخصت کیا اور اپنے سپہ سالار کو مع فوج ظفر موج بادشاہ محیط کے پاس واسطے پیغام شادی کے روانہ کیا جب سپہ سالار بادشاہ محیط کوہ کے پاس پہونچا اور پیغام شاہی بصد ادب عرض کیا شاہ محیط کوہ کو یہ پیغام سنکے غصہ آگیا اور مرجان مشت زن کو جھڑک دیا آخرکار نوبت بہ جنگ پہونچی تین شبانہ روز متواتر جنگ و جدل رہی کہ فوج مرجان مشت زن کی زیر شکست پہونچی مرجان اپنی آبرو بچا کے طبل امان بجوا کر رات ہی کو وہان سے چل کھڑا ہوا اور وہان سے آکر سارا حال سلیمان سے گذارش کیا بھلا سلیمان شاہ کو کب تاب تھی تیر عشق کلیجہ کے پار ہو چکا تھا اُسیوقت اپنے وزیر اعظم کاروان سے بلاکر کہا کہ ای اعظم اب تجا اور جسطرح ممکن ہو سکے اُس نازنین مہ جبین کو جاکر لا ہر چند سپہ سالار نے اصرار سے گذارش کیا کہ خداوند وہان کسیکی کچھ نہ چلیگی ادھر ہو جائیگا مثل میرے بے نیل مرام واپس آئیگا کسیکا دسترس نہ چل سکیگا انتظام اُس سلطنت کا اسقدر مضبوط اور اس درجہ بیدار مغزی کے ساتھ ہی اور فوج ایسی جرارہ آزمودہ کار ہی کہ وہان کے نظم و نسق کی تعریف نہین ہو سکتی جابجا دہ چوکی پہرا ہی کہ پرندہ پر نہین مار سکتا کیا ممکن ہی کہ بھلا بلا اجازت کوئی شخص غیر داخل شہر ہو سکے اب کسی قسم کی تدبیر پیدا ہونا بالکل فضول معلوم ہوتا ہی مگر سلیمان شاہ کب سماعت کرتا ہی اُسپر وہ دیو عشق کا

مسلط ہو کہ کسی کی ہمیں شتاب رند عالم سوز را بامصلحت ملکی چہ کار ﴿ فی الجملہ سلیمان نے اپنے وزیر کو حکم دیا کہ تم مشمام
عیار کو ہمراہ لیکر اسیوقت روانہ ہو وزیر بحکم المامور معذور اُسی وقت کچھ لوگ اپنے ساتھ لیکر مع مشمام عیار کے
روانہ ہوا اور بشکل قافلہ تجار کے قافلہ مرتب کر کے خرم کوہ کی راہ لی اور بعد چند روز کے طی مراحل و قطع منازل کر کے
خرم کوہ مین جا پہونچا اور کاروان سراے تجار مین مقیم ہوا اور مشمام عیار کو تفحص کے لیے روانہ کیا یہ تو پہلے ہی
گذارش ہو چکا ہی کہ یہ بڑا تیز دست اور بلا کا عیار مکار ہی یہ کوئی نہ کوئی فکر کر کے دوسرے ہی دن اُس ملکہ نیک
خصال سراپا حسن و جمال معشوق دلربا صنم زیبا کو بفن عیاری چرا لایا اعظم کاروان نے جھٹ پٹ ملکہ کو صندوق
مین بند کر کے رات ہی رات وہان سے کوچ کر دیا اور بعجلت تمام راہ کوہ و صحرا طی کر کے داخل شہر ہوا اور بادشاہ
کی خدمت مین حاضر ہو کر گذارش کیا کہ حضور فدوی ملکہ کو لایا بس ای شہریار اب مین بادشاہ کی خوش وقتی کا انداز
نہین کر سکتا اور اُسوقت کی حالت بیان سے باہر ہی جو فرط خوشی مین سلیمان شاہ عادل پر گذر گئی خلاصہ یہ کہ
شادی مرگ کی نوبت پہونچ گئی تھی اور لوگ خیال کرتے تھے کہ جب صرف یہ سُنکر کہ ملکہ آگئی اسقدر مست ہوگئی
کہ شادی مرگ کی کیفیت ہوا چاہتی ہی تو جب یہ اُس معدن حسن و خوبی کو دیکھیگا تو دیکھیے کیا حالت ہوگی شاید زندہ بھی
رہے یا نہ رہے ارکین سلطنت اور مشیران مملکت نے یہ حالت دیکھکر عرض کیا کہ حضور اب تو آپ کے قبضۂ اختیار مین
آگئی اب کس امر کی بیقراری ہی ذرا دل کو سنبھالیے اور اسقدر مضطرب نہو جیے ایسا نہو کہ دشمنون کو کچھ ہو جاے
پس ای شہریار عجب نہین کہ وہی آپکی معشوق ہو میرے ذہن ناقص مین تو یہی آتا ہی اس لیے کہ دل را بدل رہیست
اُسکے آنے ہی آپ بھی کس مسافت شدیدہ کو طی کر کے یہان پہونچ گئے ورنہ اسقدر راہ دور سے یہان آنا
اور اسقدر مصائب اُٹھانا البشر کا کام نہین ہی سات سات روز کا فاقہ کھنچے کی بات ہی انسان زندہ بھی رہ سکتا ہی
اور طرفہ برین یہ کہ نہ یارے نہ ہمدمے نہ مصاحبے نہ غمگسارے ﴿ نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ بری ﴿
کسے ز بیکسی ما نمی برد خبرے ﴿ ای شہریار سچ تو یون ہی کہ فدوی کی عقل ناقص تو اس مقام پر حیران و دنگ ہی اور کوئی
بات میرے ذہن مین نہین آتی بجز اُسکے جو مین عرض کر چکا ہون یہ سب باتین سُنکر طہماس نے کہا کہ ای صادق
یہ تو سب کچھ ہی سواے فہمی امر کے اور بھی کوئی امر ہی یا بس صادق نے عرض کیا کہ خداوند خلاصہ اینکہ
جب سلیمان شاہ عادل اُس سے طالب وصل ہوا تو اُسنے کسی طرح قبول نکیا اور کہا کہ مین سلیمان کو قبول
نہین کرتی ایک شخص اس شکل و شمائل کا کہ بال اُسکے اس قطع کے ہین اور قد اُسکا اس طرح اور صورت
اُسکی ایسی ہی طہماس نام اُسکو مین قبول کرونگی اور وہی میرا عاشق ہی طہماس نے کہا کہ یہ خوب بات ہی
ارے بھئی مین نے تو اُسسے کہا کہ وہ تو میری صورت دیکھکر بھاگ کھڑی ہوئی تھی گویا مجھسے نفور
تھی اُسے میری جانب رغبت کیونکر ہوئی اور میرے نام سے اُسے واقفیت کس طرح ہوئی یہ تو کچھ مفصل
بیان کرو ہمارے ذہن مین نہین آتا صادق نے کہا کہ حضور مین کیا آپ سے دروغ کہونگا طہماس نے
کہا کہ بھائی مین تمھین جھوٹا تو نہین بناتا نام ہی تمھارا صادق ہی تم جھوٹ ہرگز نبولوگے اسم بامسمے ہو بلکہ میری سمجھ
مین نہین آتا تم مشرح بیان کرو صادق نے کہا کہ جزو کل حقیقت تو بالتفصیل آپسے مین نے بیان کر دی
اب اور کیا کہوں مگر یہ کہ آپ سے شاید بشارت ہوئی ہوگی جب تو اُسکا یہ قول ہی بہر طور سلیمان شاہ نے
منادی کرادی ہی کہ اگر کوئی شخص اس شکل و شمائل کا طہماس نام کسی کو ملجاے تو وہ ہم تک اُسکا سراغ لاے
اور انعام عظیم کا مستحق ہی یہ منادی سنکر مرجان ہشت زن نے آپ کی قتل پر جام پی لیا ہی بہتر یہ ہی کہ آپ

چند روز کے لیے یہان سے کسی جانب ٹل جائیے بعد اُسکے دیکھا جائیگا طہماس نے کہا کہ اچھا صادق ایک گھوڑا
مجھے لادو صادق نے اُسیوقت ایک گھوڑا مع ساز براق لاکر حاضر کیا طہماس اُس مرکب باد رفتار پر سوار ہوکے
در دیوان عام سلیمان شاہ عادل پر آیا اور چوبدار کو ہٹا کے مع مرکب داخل بارگاہ ہوا اور آتے ہی ایک ڈنگل
کا غاشیہ اُلٹ کے بخوف و خطر اُسپر بیٹھ گیا سلیمان اُسکی اس بیخوفی سے سمجھ گیا کہ یہی طہماس ہے اسلیے کہ بجز
عشاق شوریدہ سر کے اس طرح کوئی اپنی جان پر نہین کھیلتا طہماس سے پوچھا کہ تو کون ہے اُسنے کہا کہ مین طہماس
ہون آپ کی بہادری کی تعریف سن کے آیا ہون آپکے یہان محیط کوہ کی بیٹی آئی ہوئی ہے سلیمان شاہ نے
کہا کہ ہان ہے طہماس نے کہا کہ اب آپ اُسکو بجاے اپنی دختر کے ملاحظہ فرمائیے گا سلیمان شاہ تو یہ کلمہ
سنکر خاموش ہو رہا اور کچھ دل مین سوچنے لگا مگر یہ ڈنگل جسپر طہماس جا بیٹھا تھا مرجان ہشت زن کا تھا
ہر کارون نے یہ خبر مرجان ہشت زن کو پہونچائی کہ کوئی شخص طہماس نام آج دربار شاہی مین مع مرکب
چلا آیا اور آپکے ڈنگل پر تنہا ہوا بیٹھا ہے اور بادشاہ سے نہایت گستاخانہ سوال و جواب کر رہا ہے مرجان نے
یہ سنکر تین سو ستر من کا تیغہ اپنی کمر مین باندھ لیا اور اُسیوقت جانب دربار روانہ ہوا اور برابر طہماس کے آکر
کہا کہ او طہماس اُٹھ نہین تو ایک تیغہ الیسا رسید کرونگا کہ مع ڈنگل چار پرکالے ہو جائیگا طہماس نے یہ سنکر کہا
کہ ادھر دیکھ سامنے سے دور ہو نہین تو قرار واقعی اپنی سزا کو پہونچیگا یہ سنکر مرجان نے عقب سر طہماس آکر
تیغہ اُسکے مارنے کے لیے اُٹھایا طہماس نے اُسکی آہٹ پاکر ڈنگل سے اُٹھ کے کلائی اُسکی پکڑ لی اور ہاتھ
مروڑ کے تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھین کے ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ مرجان چکر کھا کر گر پڑا اور بیہوش
ہوگیا سلیمان شاہ نے جو دست طہماس کی یہ قوت دیکھی حواس اُسکے باختہ ہوگئے خدمتگارون سے کہا کہ
ارے مرجان کو یہان سے اُٹھا لیجاؤ اور وزیر سے کہا کہ جلد اس شہریار کے لیے صحبت عیش آراستہ کرو
حسب الحکم اُسیوقت سازندے اور گوییے حاضر ہوے ساقیان سیمین ساق و مطربان شہرۂ آفاق نے آکر صحبت عیش و
طرب کا رنگ جما دیا جام مے گلگون گردش مین آیا نغمۂ چنگ و رباب چھڑنے لگا سلیمان کے اشارے سے کہ پہلے
سے کہہ رکھی تھی ساقی عشوہ کار نے طہماس کے جام مین بیہوشی ملادی اور طہماس کو پلایا تھوڑی دیر بیہوشی کا اثر طہماس
کو معلوم ہوا سلیمان سے کہا کہ کسی مرد کو بیہوشی دینا مردون کا کام نہین ہے سلیمان نے کہا کہ اے شہریار بیہوشی
کیسی آپنے مدت کے بعد جو شراب نوش کی ہے اس وجہ سے سر پھر گیا ہے بہتر ہے کہ تھوڑی دیر استراحت فرمایئے
طہماس سلیمان کے کہنے سے استراحت کے لیے اُٹھا اُٹھنا تھا کہ بیہوش ہوگیا طہماس کے بیہوش ہوتے ہی
سلیمان نے کہا کہ جلد کوئی صندوق لاؤ بموجب حکم اُسیوقت صندوق حاضر کیا گیا سلیمان نے فی الفور طہماس کو
صندوق مین بند کرکے اور درازون مین صندوق کے موم لگا کر ارابہ پر بار کرکے کنارہ دریا کے لایا اور بجلدی تمام
صندوق کو دریا مین ڈلوا دیا اب طہماس کو دریا مین بہتا ہوا چھوڑتے ہے اور

دو کلمہ بقیۂ داستان قمور کے سماعت فرمایئے جسے اسد نے گرفتار کر لیا تھا اور بادشاہ
اسلام نے اسد کے حوالہ کر دیا تھا کہ جس طرح مزاج مین آئے اُسے قید کرو

اس سے کیا خاک ہمنشین ہستی
وہم پہ جو وقت وا پسین بنتی
میری صورت بنی تو خاک بنی

بات بگڑی ہوئی نہین بنتی
آدمی سب فرشتے بن جاتے
قسمت اے صورت آفرین بنتی

وہ سنے ابتدائے الفت مین
آسمان پر اگر زمین بنتی
وعدہ کرتے ہی کیا وہ آجاتے

رات پھر زلف عنبرین بنتی
تونے ایسے بگاڑ ڈالے ہین
کیون تری چاند سی جبین بنتی
بزم دنیا تھی قابل جنت
نازنینون مین نازنین بنتی

کاش سنتا نہ کوئی شور و فغان
ایک کی ایک سے نہین بنتی
پارۂ جیب سے مرے اے کاش
خوب بنتی اگر یہین بنتی

دل کی جا چشم سرمگین بنتی
نہ چمکتی جو حسن کی تقدیر
دشت وحشت کی آستین بنتی
طبع نازک کا لطف جب تھا داغ

اسیران زندانخانۂ سخن و گرفتاران سلسلۂ مضامین کہن قیدی تقریر کو زنجیر تحریر مین یون مسلسل کرتے ہین کہ جب اسد نوجوان نے قمھور کو اپنے خیمہ مین لاکر قید کیا جب اسد چلے گئے تو نور الدہر نے بدیع الزمان سے کہا کہ ای بدر عالی مقدار چلکر دیکھنا چاہیے کہ اسد اپنے خیمہ مین کیا کر رہا ہی اور قمھور کو کسطرح قید کیا ہی بدیع الزمان نے کہا کہ اچھا کیا مضایقہ ہی واقعی چلکر دیکھنا تو ضرور چاہیے یہ سنکر داراب نے کہا کہ مین بھی چلونگا ایرج و تورج نے کہا کہ ہم بھی ساتھ ہین غرض سب کے سب ساتھ ساتھ خیمہ اسد کی جانب روانہ ہوے اور اسد نے اپنے دربانون سے کہہ رکھا تھا کہ اگر کوئی ہماری ملاقات کو آئے تو خبردار بغیر ہمارے اطلاع کے کسی کو آنے نہ دینا غرض جب یہ لوگ اسد کے خیمہ پر پہنچے تو دربانون نے کہا کہ حضور آپ حضرات تھوڑی دیر توقف فرمائین ہم اطلاع کرلین تو پھر آپ تشریف لیجائین گستاخی معاف ہو ہمکو حکم سرکار یون ہی ہی بدیع الزمان نے کہا کہ اچھا ہم کھڑے ہین تم جاکر اطلاع کردو کیا مضایقہ ہی اسد نے جو یہ گفت و شنید سنی آواز دی کہ کیون بک بک لگا رکھی ہی ہماری نیند مین خلل پڑتا ہے بدیع الزمان نے اسد کی آواز سنکر کہا کہ ای اسد اور کوئی نہین ہی ہمین تو ہین اسد نے کہا کہ پھر بسم اللہ تشریف لائیے آپ کھڑے کیون ہین آپکو کسنے منع کیا ہی بدیع الزمان نے کہا کہ نہین اگر آپ کی آرام خاص مین خلل پڑے تو ہم پھر جائین ہم آپ کی آرام مین خلل کے خواہان نہین ہین اسد نے کہا کہ اب تو میری نیند خود ہی اچاٹ ہوگئی آپ آئیے بدیع الزمان نے ہنسکر کہا کہ خیر بہت اچھا یہ کہکر یہ سب داخل خیمہ اسد ہوے اسد نے اپنی جگہ سے اٹھکر ان سبکی تعظیم کی اور کرسیون پر بٹھایا یہ سب بیٹھ گئے قمھور کو دیکھا کہ ایک ستون سے بندھا ہوا بیٹھا ہی غرض اسد نے اسیوقت صحبت عیش آراستہ کی جام مے گلفام گردش مین آیا اور یہان کا حال سنئے کہ لقا نے بلاشور سے کہا کہ ای بلاشور کسیطرح قمھور کو اسد کی قید سے چھڑا لا یہ سنکر بلاشور نے کہا کہ بہت اچھا ابھی جاتا ہون یہ کہکر اسی وقت لباس شب روی زیب جسم کرکے جانب لشکر اسلام روانہ ہوا لشکر مین پہونچکر دیکھا کہ گرد لشکر تیس ہزار قزاق سرا دے رہے ہین بہر تقدیر جسطرح بنا اپنے تئین خیمہ اسد تک پہونچایا تو کان لگا کر جو سنا تو معلوم ہوا کہ صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی سب کے سب بیٹھے ہوے ہین جام مے گلگون گردش مین ہی اسنے اپنے دل مین کہا کہ ای بلاشور جب تک مین قمھور کو اس مجمع مین سے لیجاؤن تب میرا نام بلاشور ہی یہ سوچکر خیال کرتے کرتے ذہن مین یہ آیا کہ خنجر سے نقب کرنی چاہیے جسوقت یہ صحبت برخاست ہو اسی وقت جلدی جلدی پانچ چار خنجر مار کے داخل خیمہ ہوکر قمھور کو چھڑا کر اسی نقب کے راستہ سے لیجانا چاہیے یہان تو خیمہ اسد مین صحبت عیش و عشرت برپا ہی اور ادھر بلاشور اس تدبیر مین ہی کہ نقب لگائے اور ادھر بادشاہ اسلام کو یہ خیال گذرا کہ خیمہ اسد کی نگاہبانی اچھی طرح سے ہونی چاہیے ایسا نہو کہ یہ بلاے بد یعنی بلاشور ملعون کوئی آفت برپا کرے یہ خیال کرکے اوٹھتے وقت عمر اور فتاح اور شاپور سے کہا کہ تم سب اسد کے خیمہ کی نگاہبانی کرو مبادا بلاشور کوئی

آفت برپا کرے قہور کو جڑ الیجائے یہ حکم سنکر شاپور اور عمر اسد کے خیمہ کی جانب چلے بارگاہ سے باہر نکلکر
شاپور نے عمر سے کہا کہ خواجہ سلامت آپ چلیے مین ذرا پیشاب کرلون تو آتا ہون عمر آگے بڑھے اور
شاپور اسیوقت اتفاق سے پیشاب کرنے چلا آیا جس طرف بلاشور نقب لگا رہا تھا تازی تازی کھودی ہوئی
مٹی دیکھکر شاپور کے دل مین کچھ خدشہ گذرا پیشاب کرکے چپکا کھڑا ہو رہا اور کمند سر نقب پر پھیلا دی اور خیال کیا
کہ اگر بلاشور آئیگا تو اسی راستہ سے آئیگا کمند مین پھانس لونگا یہ خیال کرکے سر کمند کا پکڑے بیٹھا رہا ایک
دو گھڑی کے بعد نقب مین بیٹھے بیٹھے بلاشور کو یہ خیال گذرا کہ ذرا دیکھ تو لون ایسا نہو کہ کوئی شخص میرے
تاک مین بیٹھا ہو یہ تصور کرکے نقب کے منہ پر آکے سر نقب سے باہر نکالا جیسے ہی کہ بلاشور نے
نقب سے سر نکالا ویسے ہی شاپور نے کمند کو حرکت دی بلاشور کا سر حلقہ کمند مین پھنس گیا بلاشور نے جست
کرکے چاہا کہ حلقہ کمند کا کاٹ کے نکلجائے بس جیسے ہی اسنے ہاتھ اٹھایا ویسے ہی شاپور نے اسکی بغلون
مین ہاتھ دیکر کھینچ لیا اور گردن اسکی باندھ کر آواز دی کہ ارے دوڑو مین نے بلاشور کو گرفتار کرلیا یہ آواز
سنتے ہی عمر اور قتاح دوڑ پڑے اور بلاشور کو مضبوطی سے باندھ لیا اب بلاشور اپنے دل مین سخت متحیر ہی
کہ یہ خداپرست کس بلا کے لوگ ہین کہ کس ترکیب سے مجھکو گرفتار کیا ہی لیکن عمر نے اسکا تمام ساز و سامان
اور کپڑے اتروا کر نذر زنبیل کیے اور شاپور اسے باندھکر سامنے اسد کے لایا نورالدہر نے کہا کہ اسکے
کپڑے کسنے اتروا لیے شاپور نے کہا خدا جانے ہمین معلوم نہین کہ اسے کسنے برہنہ کر دیا نورالدہر
یہ سنکر مسکرائے اور سمجھے کہ یہ کارستانی عمر کی ہی سوائے انکے اور کسیکا یہ کام نہین یہ سوچکر شاپور سے
کہا کہ اچھا رات بھر تو اسے یہین رہنے دو صبح کو حضور شاہ مین لیجائینگے غرض شب بھر تو بلاشور کو وہین رکھا
صبح کو جب اریکہ آرائے چرخ چارم خیمہ زنگاری افلاک سے نکل کر سپہر برین پر نمودار ہوا بادشاہ آکر تخت شاہی
جلوہ افروز ہوئے اور تمام سرداران اپنی اپنی جگہ پر آکر متمکن ہوئے تو اسد بھی بادشاہ کے سامنے آیا اور بعد
سلام عرض کیا کہ حضور ہمنے رات کو ایک جنگلی موش گرفتار کیا ہی بادشاہ نے کہا ارے موش کیسا اور
کون موش اسد نے کہا کہ وہ موش کہ جسنے تمام لشکر مین خوب سرنگین کھودی تھین اور فرزندان عمر کا جگر نوش جان
کیا تھا بادشاہ نے کہا ارے بلاشور تو نہین اسد نے کہا کہ جی حضور بادشاہ نے کہا بھئی سچ ہی اسکے لیے
شاپور کو آواز دی کہ لانا بھئی شاپور سنتے ہی بلاشور کو باندھے ہوئے بادشاہ کے سامنے لایا بادشاہ
نے جو دیکھا تو بلاشور سر سے پانون تک برہنہ ہی پوچھا کہ اسے ننگا کسنے کر دیا شاپور نے کہا کہ حضور یہ ہمین
نہین معلوم مگر ای جہان پناہ اسکا قتل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی بادشاہ نے کہا کہ نہین ابھی قتل مناسب نہین ہی اسکے
قتل نکرنے مین مصلحت یہ ہی کہ زہرہ شاہ امیر کو کوئی چشم زخم نہ پہونچائیگا اور اگر اسے قتل کیا تو یہی خیال ہوتا ہی
کہ مبادا زہرہ شاہ امیر عالیجاہ کے دشمنون کو کوئی ضرر پہونچائے اس سے بہتر ہی کہ ابھی اسکو مقید رکھو
غرض کہ بلاشور کو قید شدید مین مقید کیا نورالدہر نے ایرج سے کہا کہ کیون ایرج تمنے دست [illegible]
کی بہادری دیکھی کہ اسد نے قہور کو کیونکر قید کیا ایرج نے کہا کہ قہور کی گرفتاری تو آپ کی ہمت سے
ہوئی نہ آپ دیو کو تیر مارتے نہ وہ گرتا اور نہ قہور گرفتار ہوتا ہان مردان دست چپ کی بہادری قابل دید ہی
کہ ہمارے عیار شاپور نے بلاشور کو کیونکر گرفتار کیا نورالدہر نے کہا کہ سچ ہی مگر یہ کام تو عیار کا ہی
اور عیاری دوسری چیز ہی بہادری اور شی ہی ایرج نے غصہ ہوکر کہا کہ اچھا پھر ہماری بہادری دیکھوگے

اگر ہم سوار ہو کر امیر کو قید سے چھڑا لائین جب تو بہادری ہی ہوتے یہ کہکر ایرج اُٹھ گیا اور اپنے سامان مین مصروف ہوا آب ایرج تو خلاصی امیر کے لیتے جاتا ہی اور ہم اب

دو کلمہ بقیہ داستان طہماس سے بیان کرتے ہین ٭ بیا لبشنو ای ہمدم داستان

کہ باز آمدم بر سر داستان ٭ کہ جب سلیمان نے طہماس کو بیہوشی دیکر صندوق مین بند کر کے دریا مین ڈال دیا تو ملکہ سے آکر کہا کہ ای ملکہ طہماس کو تو مین نے دریا مین ڈال دیا اب کیا کرو گی بہتر یہ ہی کہ اب مجھکو قبول کرو طہماس کے ملنے کی امید دل سے مٹا دو ملکہ نے کہا کہ ای سلیمان تمھین تو مین بجاے اپنے باپ کے خیال کرتی ہون اگر میرے پاس آؤ گے تو ایسا خنجر اپنے مارونگی کہ کام تمام ہو جائیگا اور زیر سینہ سے خنجر نکالکر دکھا دیا کہ یہی خنجر ہی اور مین ہون ارے جس بزرگ نے مجھکو بشارت دی ہی کہ طہماس سے ملو ابھی دینگے تم اپنے دہاڑون کو چھینکو یہ سُنکر سلیمان نے خیال کیا کہ زیادت مشہور ہی ایسا نہو کہ جب میں اس سے زیادہ مصر ہون تو یہ خنجر مارے خبر جب خود ہی دبی پڑ جائیگی تو سمجھا جائیگا یہ سوچکر باہر چلا آیا اور کل حقیقت حال اپنے وزیر سے بیان کی وزیر نے کہا کہ خداوند آخر اضطراب کی کیا بات ہی ملکہ آپ سے کہو مین ہی طہماس دریا برد ہو گیا پھر جلدی کی کیا بات ہی اب نہ سہی دو دن بعد سہی آخر رام ہو رہے ہی گی عورت کا دل کتنا جائیگی کہان غرض یہان تو یہ باتین ہین اور ادھر طہماس کا یہ حال ہی کہ یہ دریا مین بہتے ہوے چلے جاتے تھے کہ بعد دو دن کے انہین ہوش آیا اپنے کو صندوق مین بند پایا خیال کیا کہ مجھے بیہوشی دیکر سلیمان نے اس صندوق مین بند کر کے دریا مین ڈال دیا ہی دل مین کہا کہ خیر جو خدا کی مرضی رضا سے دوست ہمہ نیکو ست یہ کہکر درگاہ الٰہی مین مناجات کرنا شروع کی کہ خداوند تو ہی ہر حال مین کفیل و معین ہی اور ای کس بیکسان و فریادرس دادخواہان اس وقت بیکسی ہین سواے تیرے کس سے التجا کرون

نظم

ای مقصد ہمت بلندان ۔ مقصود دل نیازمندان ۔ از آتش ظلم و دود مظلوم ۔ احوال ہمہ تراست معلوم

ہم قصۂ نانمودہ دانی ۔ ہم نامۂ نانوشتہ خوانی ۔ عقل آبلہ پا و کوہ تاریک ۔ وانگاہ رہی چنین باریک

توفیق تو گر نہ رہ نماید ۔ این عقدہ بعقل کی گشاید ۔ عقل از در تو بصر فروزد ۔ گر پای درون نہد بسوزد

ای عقل مرا کفایت از تو ۔ جستن ز من و ہدایت از تو ۔ من بیدل و راہ بیمناک است ۔ چون راہبرم توئی چہ باک است

عاجز شدم از گرانی بار ۔ طاقت نہ چگونہ باشد این کار ۔ از ظلمت خود رہائیم دہ ۔ با نور خود آشنائیم دہ

تا غرق نشد سفینہ در آب ۔ رحمت کن و دستگیر دریاب ۔ مردار مرا کہ اوفتادم ۔ وز مرکب جہد خود پیادم

تا چند کشم ز مرگ فریاد ۔ اگر برگم از دست مرگ بیداد

اس طرح بلبلا کر اسنے استغاثہ کیا کہ تیر دعا ہدف اجابت پر پہنچا اور دریاے رحمت الٰہی جوش زن ہوا ہنوز مناجات طہماس تمام نہونے پائی تھی کہ یکایک ایک سوداگر کے جہاز اس دریا مین نمودار ہوے سوداگر کی نظر جو اُس صندوق پر پڑی اپنے ملازمون سے کہا کہ جو کوئی اس صندوق کو لے آئے ہزار طومن انعام کا مستحق ہو یہ سن کے لنگر ڈالکر چند جہازران اُسیوقت دریا مین کود پڑے اور تیر کے اُس صندوق کے برابر ہو گئے اور لکڑی لگا کر رسیان اُس صندوق مین باندھ کر اپنی کشتی مین رسیان کھینچ لیے اُس صندوق کو نکال لائے طہماس کو جو صندوق کھینچتا ہوا معلوم ہوا تو اپنے دل کہا کہ کھینچنے سے چلے چلو دیکھو خدا کیا کرتا ہی غرض جب وہ صندوق سوداگر کے پاس لائے تو اُسنے کہا کہ اچھا ابھی صندوق کو یون ہی بند رہنے دو جب منزل پر پہونچینگے تو اُسکو کھولینگے اور اُن ملاحون کو ہزار طومن دیکر جہاز دن کے

اٹھو اوسے مگر اس دریا کے درمیان ایک پہاڑ ہے اور اوس پہاڑ پر ایک قلعہ بنا ہوا ہے نام اوس قلعہ کا قلعہ افلاک
ہے اور چار زنگی ہیں سمے یہ افلاک زنگی اور لولاک زنگی اور مفناک زنگی اور مسواک زنگی معہ بارہ ہزار
زنگیون کے اوس قلعہ مین قیام پذیر ہین جب اوس سوداگر کے جہاز قریب اوس پہاڑ کے پہونچے تو دیدبانون نے
دور سے دیکھکر خبر دی کہ کچھ جہاز آرہے ہین افلاک زنگی نے حکم دیا کہ حسب دستور جاکر محصول لے آؤ چند زنگی غراب
پر بیٹھکر اون جہازون کے قریب آئے اور پکار کے کہا کہ جہاز ٹھہراؤ جب جہازونکا لنگر ڈالدیا تو اون زنگیون نے
کہا کہ محصول لاؤ سوداگر نے کہا کہ آخر مالک تمہارا کون ہے زنگیون نے کہا کہ مالک ہمارا افلاک زنگی ہے ہمارے مقرر
محصول کو ادا کرو اور بآرام تمام چلے جاؤ سوداگر نے کہا کہ اچھا محصول تم کسقدر چاہتے ہو زنگیون نے کہا کہ اپنے
مال کے چالیس حصہ کرو ایک حصہ تم لیلو اور اونتالیس حصہ ہمین دیدو سوداگر نے کہا کہ معلوم ہوا غرض تمہاری صرف
لوٹ مار ہے اچھا بہتر ہے لوٹ لو یہ تقریر سوداگر کی سنکر اون زنگیون نے اپنے سردارون سے جاکر بیان کیا افلاک نے
حکم دیا کہ اچھا اوس سوداگر کو تو پکڑ کر درخت سے باندھ دو بلکہ لٹکا دو اور مال و اسباب سب لوٹ لو یہ حکم سنکر وہ زنگی گئے اور سوداگر کو
بجبر جہاز سے اوتار کر درخت مین لاکر لٹکا دیا اور عرض کیا کہ اسباب مین ایک صندوق ہے جو اجازت ہو تو اوسے بھی کھولکر مال و اسباب
نکال لین افلاک نے حکم دیا کہ اچھا اوس صندوق کو ہمارے سامنے لے آؤ چنانچہ بہزار خرابی چالیس پچاس زنگی
اوس صندوق کو کھینچ کھانچ کر لائے افلاک نے خود اوٹھکر قفل اوس صندوق کا کھولا جیسے ہی افلاک نے ہٹرا
اوسکا اوٹھایا ویسے ہی طہماس نے ہاتھ بڑھا کر گلا اوسکا پکڑ کر دبوچ دیا اور اللہ اکبر کہکر اوٹھ بیٹھے بھائی کا یہ حال دیکھکر
لولاک دوڑ پڑا کہ بھائی کو چھڑا لائے طہماس نے دونون کو اوٹھا کر زمین پر دے مارا تا اینکہ جو اوٹھا طہماس
نے ٹپڑا کیا آخر کار طہماس نے سبکو زیر کرکے مسلمان کیا سبھون نے کلمہ طیبہ پڑھا اور اطاعت طہماس
کی قبول کی طہماس نے حکم دیا کہ جلد سوداگر کو کھولکر لاؤ اسیوقت زنگی گئے اور سوداگر کو درخت سے کھولکر
سامنے طہماس کے لائے سوداگر نے طہماس کو سلام کیا طہماس نے کہا کہ کیون تاجر مین نے کیسا تجھکو
قید سے رہا کرایا سوداگر نے کہا کہ اچھا آپ نے چھڑایا تو چھوٹ آیا مین نے بھی تو آپکو خرید کیا ہے طہماس نے
کہا چہ خوش مین تو صندوق مین بند تھا اوس صندوق کو کسنے کھولا اور کسنے نکالا سوداگر نے کہا کہ ملاحون نے طہماس
نے کہا کہ اگر آپ نے ملاحون کو بطریق انعام کچھ دیا تو کیا وہ میری قیمت ہو سکتی ہے ہرگز نہین اور خیر اس سے
کچھ بحث نہین اب بہتر و انسب یہ ہے کہ اسلام قبول کرو سوداگر نے کہا بہتر طہماس نے کلمہ طیبہ تعلیم کیا سوداگر بھی
از سر صدق مشرف باسلام ہوا طہماس نے کچھ زر و جواہر مال سوداگر سے زنگیون کو دلوا دیا اور باقی مال اوس
سوداگر کو دیکر رخصت کیا سوداگر نے تو اپنا مال و اسباب لیکر جہازون پر لدوا کے خوشی خوشی اپنی راہ لی اور طہماس
نے اون زنگیون سے پوچھا کہ کیون بھائیون یہان سے شہر زنگارستان کتنے فاصلہ پر ہے زنگیون نے کہا
اگر یہ سواری کشتی تشریف لیجائیے گا تو البتہ کوئی دس دن مین وہان پہونچے گا طہماس نے کہا کہ اچھا خدا حافظ
ہم تو وہین جائینگے زنگیون نے کہا کہ پھر ہم بھی آپ کے ساتھ ہین ہر چند طہماس نے انکار کیا مگر زنگیون نے
نمانا بہت مصر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور یہ ممکن نہین کہ ہم آپ کو تنہا چھوڑ دین آپ سا آقا جسنے ہمین اس دین مبین
سے مشرف کیا کہان ملیگا ہم آپ کے قدم میمنت توام کو نہین چھوڑ سکتے جہان آپ جائیے گا ہم آپ کے ہمراہ
جائینگے جب طہماس نے دیکھا کہ یہ لوگ کسیطرح نہین مانتے تو کہا خیر چلو میرا کیا نقصان ہے تمہین کو تکلیف
ہوگی غرضکہ کشتیان طیار ہوئین اور طہماس مع پانسو زنگیون کے روانہ ہوے جلد ہی جلدی کشتیان

ڈھیتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ بعد تین شبانہ روز کے ایک جھونکا باد مخالف کا اس زور سے چلا کہ کشتی طہماس کی ٹوٹ گئی اور یہ دریا میں ہاتھ پانوں مارتے ہوئے چلے ایک آن واحد میں دریا کے تھپیڑے سے کوئی دس بیس کوس کے فاصلہ پر نکل گئے ایک لکڑی بہتی ہوئی مضبوط سی انکے ہاتھ لگ گئی اب یہ اُس لکڑی کے سہارے سے ذرا سنبھلے اور اُسی لکڑی پر بیٹھ کے چلے جس طرف کی ہوا ہوتی ہی اُسی طرف وہ لکڑی بہ نکلتی ہی تا اینکہ تین روز تک اُس دریا میں بھوکے رہے فقط پانی کا سہارا تھا تیسرے روز طہماس پر گرسنگی نے غلبہ کیا اور یہ کیفیت ہوئی کہ اب یہ جھونکے کھا کھا کر گرنے لگے درگاہ الٰہی میں دست مناجات بلند کرکے دعا کرنی شروع کی کہ خداوندا تو بڑا ارحم الراحمین ہی جسطرح تو نے اس بلا سے نجات دی اور دوبارہ زندگی عطا فرمائی اُسی طرح اس عذاب و گرداب اضطراب سے رہائی دی تو ہی بیڑا پار لگانیوالا ہی اشعار

چو عاجز رہانندہ دانم ترا	درین عاجزی چون نخوانم ترا	گر کوہ بلند است و سیلاب تند	بہ بیچارگان عنان من از راہ رحمت
ازین سیل گاہم چنان درگذار	کہ پل نشکند بر من این رود بار	عقوبت مکن عذر خواہ آمدم	بدرگاہ تو روسیاہ آمدم
سیاہ مرا ہم تو گردان سپید	مگردانم از درگہت ناامید	رہ بے پشیم آورد کہ انجام کار	تو خوشنود باشی و من رستگار
امیدم بتو ہست ز اندازہ بیش	مکن ناامیدم ز درگاہ خویش	اس طرح رجوع قلب سے طہماس نے مناجات کی	

کہ بحر رحمت الٰہی موج زن ہوا ہنوز دعا انکی تمام نہونے پائی تھی کہ وہ لکڑی ایک کنارہ پر جا لگی طہماس نے شکریہ خدائے حقیقی بجا لا کر اُس لکڑی سے اُتر کے پہلے اُسی دریا سے وضو کیا اور دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی بعد ازان حمد و ثنائے الٰہی میں رطب اللسان ہو کر کچھ جنگلی میوہ اور پھل توڑ کے نوش جان کیے پانی پیکر شکر خدا کیا اور ایک پتھر اُٹھا کر اپنے سرہانے رکھکر خوب ٹانگ پھیلا کر چین سے آرام فرمایا مست ہو بیدار گردد نیم شب مست ساقی روز محشر بامداد تھکے ہوئے تو از حد تھے ہی کئی دن کی صعوبت کے بعد جو یہ آرام ملا تو خوب ہی غافل ہو کر سو گئے صبح کو جب اُنکی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ بہت سے گھوڑے صحرا میں چر رہے ہیں طہماس نے اُن میں سے ایک گھوڑے کو پکڑ لیا اور اُسکی پشت پر سوار ہوئے طہماس کے بیٹھتے ہی وہ گھوڑا ابھی زمین پر بیٹھ گیا طہماس اُتر پڑے اور گھوڑا پھڑک کر مر گیا اسی طرح سات گھوڑے طہماس نے ہلاک کیے جب طہماس نے دیکھا کہ سات گھوڑے برابر مر گئے اور کوئی گھوڑا میرا بوجھ نہ اُٹھا سکا تو یہ بیچارے مجبور ہو کر ایک جانب یاد خدا میں بیٹھ رہے جب اُن گھوڑون کا محافظ آیا اور اُسنے سات مرکبونکو مردہ پایا تو گویا اُسپر کوہ الم ٹوٹ پڑا متحیر ہو کر چہار جانب دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک طرف ایک پہلوان سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہی اُس شخص نے طہماس سے پوچھا کہ کیون جناب آپ یہان کتنی دیر سے تشریف رکھتے ہین طہماس نے کہا کہ بڑی دیر ہوئی اُسنے کہا کہ آپکو کچھ خبر ہی کہ ان گھوڑون پر کیا گذری طہماس نے کہا کہ ان گھوڑون کو ہمنے مارا ہی اُسنے کہا کہ آپنے بڑا غضب کیا میں تو ایک غریب آدمی ہون اور یہ گھوڑے طویلہ سلطانی کے ہین اب میں کیا کرون طہماس نے کہا کہ تم کیون ڈرتے ہو تم جا کر ابھی وقت بادشاہ سے اطلاع کر دو وہ محافظ حضور بادشاہ حاضر ہوا اور کل کیفیت من و عن عرض کی بادشاہ نے فی الفور کوتوال کو روانہ کیا کہ ابھی جا کر اُس شخص کو گرفتار کر لاؤ کوتوال اُسیوقت پیادہ طہماس کے پاس آیا اور کہا کہ اے جوان تجھے ہمارا بادشاہ یاد کرتا ہی طہماس نے کہا کہ وہ بادشاہ تمہارا اور تم کیا کیدی ہو جاؤ کہدو کہ ہم نہین آتے پہلے تو کوتوال سمجھا کہ یہ کوئی مصیبت زدہ شخص ہی اس سے بنرمی کہنا چاہیے یہ سوچکر اُسنے بہ لجاجت کہا کہ بھائی چپکے چلے چلو مبادا ایسا ہو کہ مستوجب عتاب بادشاہی ہو

طہماسپ نے جھلا کر کہا کہ جاؤ کمد و نہین آئینگے ایک مرتبہ تمسے کہدیا کہ نہین آئینگے اب کہانتک تمھارے ساتھ
لگے جائین کیون خواہ مخواہ دماغ پریشان کر رکھا ہی اب جو بہ زیادہ غصہ ہوئے تو کوتوال کو بھی غیظ آگیا جھنجھلا کر ایک
کوڑا اُسنپر اُٹھایا طہماسپ نے اُٹھکر کوڑا تو چھین لیا اور ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ کوتوال بیہوش ہو کر
گر پڑا جب اُسے ہوش آیا تو دوڑا ہوا بادشاہ کے پاس گیا اور کل حقیقت معرض بیان مین لایا کہ حضور وہ تو ایسا
قوی ہیکل شخص ہی کہ مجھکو ایک ہی طمانچہ مین بیہوش کر دیا اُسکا طمانچہ کھا کر ایسا چکر آیا کہ پھر قیام مشکل ہوا لاکھ لاکھ
سنبھلا مگر کسی طرح میرے ہوش و حواس بجا نہ رہے یہ سُنکر بادشاہ اُٹھکھڑا ہوا اور حکم دیا کہ ہماری اردلی کی فوج
طیار ہو ہم خود جائینگے دیکھین تو وہ کون ایسا زبردست شخص ہی یہ کہکر اُسیوقت سوار ہو کے جانب صحرا روانہ
ہوا جب قریب پہونچا تو طہماسپ نے دیکھا کہ ایکایک گرد عظیم جانب صحرا سے بلند ہوئی طہماسپ سونچا کہ بادشاہ
مع فوج آتا ہی یہ سونچکے اپنی جگہ سے اُٹھکر ایک بڑے سے درخت کو کولی مین لیکر اُکھیڑ لیا اور سر راہ
اُس درخت کو کاندھے پر رکھے کھڑا ہو رہا بادشاہ نے جو دور سے طہماسپ کی یہ قوت دیکھی گویا ہزار جان سے
اُسپر عاشق ہو گیا اور سمجھا کہ یہ شخص کسی بڑے ہی بہادر قوم کا معلوم ہوتا ہی اور خود بھی نہایت بہادر ہی یہ سونچکر بادشاہ
نے کل فوج کو تو پیچھے چھوڑا اور خود یکہ و تنہا طہماسپ کے پاس آیا اور کہا کہ ای جوان تو کون ہی اور کہان سے
آیا ہی طہماسپ نے کہا کہ مرد مسافر ہون سیاحت کنان ادھر بھی آنکلا بادشاہ نے کہا کہ ہمارے بلانے سے کیون
نہ آیا طہماسپ نے کہا کہ مجھسے ایک تقصیر ہو گئی ہی اس سبب سے حاضر ہونے مین تامل کیا سات گھوڑے بادشاہی
مجھسے ہلاک ہو گئے اگرچہ مین نے دیدہ و دانستہ نہین مارے مین چاہتا تھا کہ گھوڑے پر سوار ہون جب مین
ایک گھوڑے پر سوار ہوا تو وہ بار میرا نہ اُٹھا سکا کمر اُسکی ٹوٹ گئی مر گیا ای بادشاہ اسی طرح سات گھوڑے
آپکے مجھسے ہلاک ہو گئے یہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ اچھا مر گئے تو مر گئے جہنم واصل کل طویلہ کے گھوڑے
تمپر تصدق ہین تم ہمارے ساتھ ہماری بارگاہ مین چلو یہ کہکر ایک فیل زبردست پر طہماسپ کو سوار کر کے
بارگاہ مین لایا اور اپنے برابر بغل پر جگہ دی اور نہایت تعظیم و تکریم سے متواضع ہوا اور پوچھا کہ ای
جوان بندہ کیست طہماسپ نے کہا کہ بندۂ خدا بادشاہ نے کہا کہ بھئی ہم بھی بندۂ خدا ہین طہماسپ نے کہا کہ حضور
کس خدا کے بندہ ہین بادشاہ نے کہا کہ تم کس خدا کے بندہ ہو آیا بندۂ لقا ہو یا کسی دوسرے کے بندہ ہو
طہماسپ نے کہا کہ لقا ایک مرد گمراہ ہی امیر کشور گیر کے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہی ایک بھگوڑا آدمی ہی اور
اُسی خدا کی مخلوقات سے ہی جس خدا کے ہم اور آپ دونون بندہ اور مخلوق ہین ای بادشاہ ذرا آپ خود خیال
کر سکتے ہین کہ جو مثل ہم اور آپ کے ہو اور ہماری جنس کی ایک فرد ہو وہ کسی عاقل کے نزدیک بھی لائق خدائی
ہو سکتا ہی ای بادشاہ ہمارا خدا ہمارے اور آپ کے اور کل مخلوقات کے نوع اور جنس سے علٰحدہ ہونا چاہیے
اور مرتبہ اور شان اُسکی ہمارے مرتبہ او شان سے مُفوق ہو نہ کہ ہمسے مساوی اور کم ای بادشاہ اُسکا مرتبہ
ہماری عقول اور ادراکات سے مُستبعد ہونا چاہیے کیونکہ جب وہ ہمارا خالق ہی اور عدم سے عالم وجود مین لایا ہی
تو ہماری عقل کا اُسکی حکمت و مصلحت و ماہیت و حقیقت سے مطلع ہونا بھی عقل کے خلاف ہی نہ کہ ہمارا کنبہ ہمارے
اور آپکے سامنے مثل تمھارے لقا کے موجود ہو جائے العیاذ باللہ ای بادشاہ خدا ایسا ہونا چاہیے
کہ کسی مخلوق کے ساتھ اُسے تعبیر نہ کر سکین نہ کہ لقا سا شخص کہ جسے ہر ایک عاقل بلکہ بیوقوف سا بیوقوف بھی
مثل ہماری جنس کے بتا دے کہ مثل تمھارے یہ بھی آدمی ہی مثلاً اگر خدا کو ہم نور کہین تو نور دنیا بھی

نہین کہہ سکتے اسلیے کہ یہہ بھی منجملہ مخلوقات ثابت ہونگے اور علاوہ اسکے یہ دو تو تنہا نہین پاسکتے جاتے بجز اسکے
کہ کسی دوسری شی مین ہوکر پائین جائین مستلزم بالذات نہین ہین اور جب کسی دوسرے مین ہوکر پاے گئے تو لامحالہ
محلیت اور مکانیت ثابت ہوگی تو یہ شان تو ہماری ہی اور پہلے ہی مین گزارش کر چکا ہون اور ثابت ہوگیا ہی کہ ہماری
شان سے اسکی شان ارفع اور اولے ہونی چاہیے نہ ہمارے برابر اور مثل ہمارے اور جب وہ مثل ہمارے
نہو اور ہماری جنس و نوع سے علیحدہ ہوا اور ہمارا ادراک اُسکے کنہ حقیقت کو نہ دریافت کرسکے جیساکہ پہلے
التماس کیا تو ہم اُسے دیکھ بھی نہیں سکتے نہ لقا جیسا شخص کہ جب چاہین دیکھ لین اور اے بادشاہ
جب ہم مین سے اور مثل ہمارے نہین ہی تو مثل لقا حوادثات فلکی اور رفتار زمانہ کا تابع بھی نہونا چاہیے وہ
اپنے کسی مخلوق سے مغلوب نہوسکے بلکہ ہر ایک کی زمام اختیار اسکے ید قدرت مین ہو نہ لقا جیساکہ ہر ایک
غالب سے مغلوب ہوا اور ہوسکتا ہی پس اگر معاذ اللہ تعالے سے لقا ہی خدا ہی تو حضرت امیر حمزہ کا اُسپر
غالب ہونا چہ معنی دارد اور علاوہ اسکے یہ خیال کرنا چاہیے کہ تمام عالم امکان مین ایک ہی خدا کی ضرورت ہی کیونکہ اگر ایک سے
زیادہ کی ضرورت ہو تو ہرگز ثابت نہوگی اسلیے کہ ہم دیکھتے ہین کہ جب ایک مقام یا ایک شہر مین اس عالم امکان
کے دو حاکم یا دو بادشاہ نہین رہ سکتے اور دو شخص مساوی الاختیار اور مساوی القوۃ کا گذرہ محال ہی اور اگر ہو
تو فساد سکھا ہوا ہی اور واقع ہوتا ہی تو اب ایک مقام پر ایک ہی کی ضرورت ہوئی تو پھر اتنے بڑے ملک کا
تو بدرجہ اولے ایک ہی حاکم ہونا چاہیے اور وہ ایک بھی ایسا ایک ہو کہ لقا کی طرح بختیارک سے شیطان درگاہ
اور اُسکے مشورہ اور رجوع کی اُسے ضرورت نہو کیونکہ درصورت ضرورت دوسرے کی محتاجی ہوگی اور ایسا محتاج
لقا جیسی قدرت والا خدا کے قابل ہرگز نہین ہوسکتا اور وہ ذات تو ایسی وحدہ لا شریک کہ ہونی چاہیے کہ نہ وہ
کسی کا رفیع ہوسکے نہ باپ نہ بیٹا نہ کسی کا مخلوق اسلیے کہ اگر ہمارے مثل اُسکا بھی کوئی خالق ثابت ہو تو دور و تسلسل
لازم آئیگا اور یہ عقلاً محال ہی اور یہ سب نقائص لقا مین موجود ہین اور خدا ان نقائص سے مبرا ہونا چاہیے تو اب
لامحالہ خدا وہی خدا ہی جسے ہم اور تمام مسلمان خدا کہتے ہین اور لقا کی خدائی باطل ہوئی اے بادشاہ موافق مضمون نظم

ہر رشتہ راز آفرینش عاجز شدہ عاقلان شیدا چون وضع جہان بما محال است	نتوان دیدن بچشم بینش کین رقعہ چگونہ کرد پیدا خویش بردن ترا ز خیال است	این رشتہ قضا نہ آنچنان تافت کو داند کس کہ چون جہان کرد در پردہ راز آسمانی	کو را سر رشتہ وان توان یافت ممکن نتوان کہ آنچنان کرد ہر لیت زچشم ما نہانی

پس اے بادشاہ یہ سب باتین جو مین نے مختصر بیان کی ہین یہ ایسی باتین ہین کہ اگر کوئی عاقل اسکی نسبت غور
کرے تو بجز اسکے کہ اُسے ہمارے خدا کی خدائی کا اقرار اور لقا کی خدائی کا ابطال کرنا پڑے اور مذہب
حقہ اسلام کو قبول کرنا پڑے اور کوئی چارہ نہوگا اور اے بادشاہ وہ ذات مستلزم الصفات تمام نقائص سے
مبرا و منزہ ہی اُسکی کنہ حقیقت کو بشر کی کیا مجال ہی کہ ادراک کرسکے ؎ مہر میں لیسے جو یدا از راز شان

نداند کہ چون کرد این غار شان نہ انگیختن علت اندکار تو نیازت نہ ای از ہمہ بے نیاز	نیابد زبا جز نظر کیمیا دنی حسابے کزین بگذرد گمرہی جہان آفریدی زمین و زمان	دگر خفتنی بانیا خوردنی زرانہ تو اندیشہ آگہی جہان گردش انجم و آسمان	زبان تازہ کردن بہ اقرار تو ہر چہ آفریدی و بعض اسرار کہ چنین کہ اندیشہ گرد دبہ

سر خود برزمین و دیدن شعر عقل بشر عاجز ادراک فہم السان ضعیف البیان قاصر از ... الغرض ... سلطان ... [illegible]
کی سنکر بادشاہ بڑی دیر تک کچھ سوچتا کیا اور بعد فکر و تامل بسیار طہماس سے کہا کہ اے ... ابھی ... [illegible]

مذہب حق ہی اور بقاہر گز لائق خدائی نہین ہی مین نے تمہارا مسلک اختیار کیا ای طہماس جو تمہارے مذہب مین آسے وہ کیا کی طہماس نے کلمہ طیبہ بادشاہ کو تعلیم کیا اور وہ کلمہ پڑھکر از سر صدق شرف اسلام سے مشرف ہوا اور اُسیوقت طہماس کے واسطے سامان عیش و عشرت بہم پہونچایا اور کہا کہ ای طہماس ابتو مین نے تمہارا مذہب بھی قبول کرلیا اب مجھسے کاہیکی پوشیدگی رہی اب تم اپنی مفصل کیفیت مجھسے بیان کرو کہ تم کہان سے آئے ہو اور کہان جاؤ گے اور کس غرض سے نکلے ہو اور یہانتک کیونکر آئے یہ سنکر طہماس نے کہا سے

چہ گویم از سر و سامان خود عمریست چون گل کل
خموشی سے عوض پائیگا تکلیف فغان سے

سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بر دوشم
کیا پوچھتے ہو ہمدم مجھ زار و ناتوان کی

بھرے ہیں مثل نے غم سے اگر چھیڑیگا او
رگ رگ میں نقش غم ہی کھنچیگا [illegible]

ای بادشاہ سلامت حال اس برگشتہ حال کا یہ ہی کہ مین ایک سپاہی ہون لشکر امیر حمزہ صاحبقران کا ولیکن بادشاہ نے کہا کہ نہین طہماس مین نہ مانونگا کل حال صاف صاف بیان کر جب طہماس نے بادشاہ کو مصر پایا تو اپنی کل کیفیت از ابتدا تا انتہا بیان کرنی شروع کی تا اینکہ بیان کرتے کرتے قصہ تعشق ملکہ دلربا پر آیا اور عشق مین ملکہ کے اپنی برگشتگی اور شہر نگارستان تک پہونچا اور حال دریا مین ڈال دینے کا اور اس شہر تک تباہ ہوکے آنے کا سب بیان کیا پس جیسے ہی بادشاہ نے ملکہ کا نام سنا بے اختیار ایک دم سرد دل پر درد سے کھینچکر رو دیا طہماس نے کہا کہ حضور کو اسقدر ملال کی کیا وجہ ہی بادشاہ نے کہا کہ اس قصہ کو نہ پوچھو سے سراسر دل دکھاتا ہی کوئی ذکر اور ہی [illegible] چہ خانہ بردوشون سے نہ پوچھو آشیانے کا ، جب طہماس نے بہت اصرار کیا تو بادشاہ نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کے کہا کہ ای طہماس ملکہ دلربا میری ہی بیٹی ہی اور میرے پاس اس طرح غائب ہوگئی اور کل کیفیت بیان کی اور کہا کہ ای طہماس شاہ محیط کوہ مین ہی ہون اور یہی شہر شہر خورم محیط ہی مین نے اُس لڑکی کو تمہاری کنیزی مین دیا اب یہان سے کوچ کرکے شہر نگارستان کو چلنا چاہیے اور اسی وقت سے طیاری کوچ کی شروع کی دو تین روز کے عرصہ مین کل سامان درست کرکے طہماس کو اپنے ہمراہ لیکر شہر نگارستان کا رستہ لیا بعد طی مراحل اور قطع منازل کے جب شہر نگارستان مین پہونچے تو خیمہ اپنا نصب کرادیا اور بہ ارادہ جنگ لشکر کو مرتب کرنا شروع کیا جب یہ خبر سلیمان شاہ کو پہونچی اُسنے بھی قلعہ سے نکلکر طبل جنگ بجنے کا حکم صادر کیا اودھر سے اُسکی فوج مین طبل جنگ بجا اور آنشاہ محیط کوہ نے بھی نقارہ رزمی بجوادیا وہ شب تو طیاری سامان جنگ مین بسر ہوئی ہر ایک بہادر اپنے اسلحہ کی نگاہداشت کرنے لگا چار طرف شور تلوارون کی جھنکارون کا بلند ہوا اہل جنگ و نبرد ہر ایک گردار جمپ ہوا شمشیرین چرخ پر چڑھنے لگین مریخ کا دل خون ہوا کہ اب تیغ کی موجین بڑھنے لگین زمانہ کو یہ خوف و ہم کا عالم تھا کہ دمبدم رنگ بدلتا تھا قلب بریش تیغ سے دہلتا تھا ہر لشکری ہنگ بحر آہن تھا موذی کے جینے مارا آستین دشمن تھا غرضکہ رات بھر یہ فوج ظفر موج درستی آلات حرب مین مصروف رہی پچھلے سے غازیان دین شعار نے غسل کرکے کفن سر سے باندھا ہتھیار زیب جسم کرکے سر محراب عبادت خالق اکبر مین جھکایا اور دعا کی کو سر دینے کا زمانہ قریب آیا محراب خم شمشیر مین ہم سر جھکائین اب جان دینے مین نہ جی چرائین اسطرف تو یہ عجز و انکساری تھی آدھر فوج اعدا مین لقا پرستی اور کفر شعاری تھی اس طرف تضرع و زاری اُدھر لاف زنی و نخوت کی گرم بازاری ہے فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ، دونون طرف ہنگامہ عظیم برپا تھا کہ ظلمت شب مثل ظلمت کفر تیغ کو ساحر سے مثل جبین اہل اسلام مٹی اور رشتہ خط سفیدی سحر پر تم

نے مثل دانۂ تسبیح گردش قبول کی ✽ بجا خورشید نے عمامۂ نور ✽ ہوئی بالکل سیاہی شب کی کافور
گجر نے دی صدا سے آمد صبح ✽ نمود تھی ہر سو ہوائے آمد صبح ✽ سحر کا دانت تھا ہی شب کے اوپر
وہ آئی مشعل خورشید لیکر ✽ ہوا سینہ فلک کا ناگہان چاک ✽ ہوا اُس سے نمایان مہر افلاک

صبح کے ہوتے ہی سوارون سے پرے پیادون سے غول بغول دشمنان تمام جانے لگے صحرا مین اس فوج
پہونچنے سے نئے لطف نظر آنے تھے وہ نور کا تڑکا اور جنگل سرسبز طائران خوش الحان کا حمد معبود مین
زمزمہ سرائی کرنا فوجون کا زرق برق وردیان پہنکر آنا طرح طرح کے پھولون کا گویا صحرا مین کھلجانا شفق سحر
اپنا رنگ دکھاتی نسیم صبح دل مین سوز و گداز بڑھاتی خلاصہ یہ کہ اسیطرح دونون لشکر وارد عرصہ نبرد ہوئے
لشکریون نے قرنا کو دم دیا صفین کھچین تیغین چمکین تہور شعار للکارے بہادرون نے نعرۂ ہل من مبارز
مارے نقیب آگے بڑھکر پکارے کہ عالم مین سدا کون رہا ہے دلاورون کا نام بہادرون کا کیا ہی کام لڑکر
ہوجانا تمام دیکھو اب نہ رستم ہے نہ سام ہے لیکن نقیب ہٹے لڑنے والون سب کے حوصلے بڑھے اُس طرف سے
مرجان ہشت زن سلیمان کے سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور مبارزطلبی کی ادھر سے طہماس اپنا مرکب
بڑھا کے مرجان کے مقابلہ کو نکلا جیسے ہی طہماس نے آکر اپنے منہ سے حجاب اٹھائی اور مرجان کی نگاہ
طہماس پر پڑی مارے دہشت کے کانپنے لگا اور میدان سے پھر کر لرزان و ترسان بادشاہ کے سامنے
آیا اور عرض کیا کہ خداوندا یہ تو وہی شخص ہے جسے آپنے دریا مین ڈلوا دیا تھا مین بھلا اس سے کب تاب مقاومت
لا سکتا ہون یہ سنکر بادشاہ سلیمان طہماس کے قریب آیا اور کہا کہ اے شہریار آپ وہی شخص ہین جسے مین نے
دریا برد کرایا تھا طہماس نے کہا کہ ہان مین ہی ہون سلیمان نے کہا کہ پھر آپ کیونکر برآمد ہوئے طہماس نے
کہا کہ بقدرت خدا یہ سنکر بادشاہ نے کچھ سوچکر کہا کہ اے شہریار واقعی آپکا دین برحق ہے اور خدا برحق ہے مین نے
آپکا دین اختیار کیا اور دختر محیط کوہ نے ہاتھ اٹھایا اور جیسا آپنے فرمایا تھا کہ اے سلیمان اب تو جا کے
بیٹی کے اوپر نگاہ کرنا ثواب ہے مین اس ملکہ کو ایسا ہی جانتا ہون اور اب تک مین نے اُس سے ہاتھ نہین لگایا وہ
آپکو مبارک ہو اور آپ اُس سے مبارک ہون بسم اللہ تشریف لیجائیے اور سامان شادی مین
مصروف ہوجیے یہ سنکر طہماس نے سلیمان شاہ کو کلمۂ طیبہ تلقین کیا اور خوشی خوشی لشکر محیط کوہ مین مراجعت
کی اور کل حال محیط سے بیان کیا محیط بھی سنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ شہریار خدا مبارک کرے
طہماس نے کہا کہ مین اور آپ دونون کو غرض جانبین مین شادی کی طیاری ہوئی اور خوشی خوشی باصد مراد و آرزو
طہماس اور ملکہ ثریا کی شادی ہوئی طہماس نے در مقصود حاصل کر کے شکر بجناب درگاہ الٰہی مین بصد عجز
ادا کیا بعیش و عشرت شب و روز بسر کرنے لگا صدمۂ مفارقت اور شام غربت کے جسقدر مصائب سہے تھے
وصل دلربا سے وہ سب بھول گئے بعیش و سرور ہوئے القصہ ایک روز طہماس اور محیط بارگاہ سلیمان شاہ
مین بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک ایک ہرکارہ نے آکر سلیمان شاہ کو ایک نامہ دیا سلیمان شاہ نے اس نامہ
کو پڑھکر طہماس کے ہاتھ مین دیا طہماس نے جو اس نامہ کو پڑھا تو سلیمان شاہ کو منجانب لقا لکھا ہوا تھا
کہ اے سلیمان شاہ ہشیار گرمن ہے ہمسے جنگ ٹھہر گئی ہے نامہ کے دیکھتے ہی میری امداد کو جلد آؤ طہماس نے
ہرکارہ سے حال ایرج و تورج اور داراب کا دریافت کرا کے از طرف سلیمان شاہ لقا کو
جواب لکھا کہ اے لقا ہمکو اپنے پاس پہونچا ہی سمجھ ہرکارہ تو ادھر جواب لیکر گیا ادھر طہماس نے محیط

اور سلیمان کو ہمراہ لیکر ہمیشہ بارگہ کی جانب ارادۂ کوچ کیا اب انھین تو یہین چھوڑیے اور دو کلمہ بقیہ داستان لندھور اور مالک کے گاہ حسب حال فرمایئے

مجھے یاد کرنے سے یہ مدعا تھا
ابھی مین ہی کیا ہی جو بیاکیا ان سے جہان سے
یقین ہی کہ ہوجائے آخر کو یہی
مرے آشیان سے کے گلیت چار تنکے
قیامت بھی آتی تھی ہمراہ اسکے
کلیجہ مرا منھ کو آئیگا اگ ان

نکل جائے دم ہمکسان آتے آتے
انہیں تنگی سے شوخیان آتے آتے
مرے منھ مین تیری زبان آتے آتے
ہمین لڑ گیا آندھیان آتے آتے
مگر رہ گئی ہمعنان آتے آتے
یونہی تب یہ آہ و فغان آتے آتے

پھرے راہ سے وہ یہان آتے آتے
نہ جانا کہ دنیا سے جاتا ہی کوئی
چلے آتے ہین دل مین ارمان لاکھون
سنانے کے قابل جو تھی بات انکو
کسی نے کچھ انکو ابھارا تو ہوتا
بنا ہی ہمیشہ یہ دل باغ وصحرا
نہین کھیل اے داغ یارون کے کھیل

اجل مررہی تو کہان آتے آتے
بہت دیر کی مہربان آتے آتے
مکان بھر گیا میہمان آتے آتے
وہی رہ گئی درمیان آتے آتے
نہ آتے آتے یہان آتے آتے
بہار آتے آتے خزان آتے آتے
کہ آتی ہی اردو زبان آتے آتے

صاحب خبر سے فسانہ پردازان	زین قصہ چنین دہد خبر باز	ساز ندۂ ارغنون این ساز	از پردہ چنین بر آرد آواز

کہ جب لندھور سے آسمان پری نے کہا کہ مین نے تمکو قہقہہ کے مقابلہ کے لیے طلب کر لیا ہی تو لندھور و مالک نے کہا کہ آپ نے تو امیر نے قید کر لیا تھا گیا وہ کوہ بلور سے خلاص ہو گیا بہتر ہی کہ کوچ کر کے اُسکے مقابلہ کو چلیے یہ سنکر آسمان پری نے وہان سے قصد کوچ کیا جب قہقہہ کو یہ خبر پہونچی کہ آسمان پری لندھور اور مالک کو لیکر آئی ہین تو یہ خبر سنکر قہقہہ کے جسم مین تھرتھری پڑ گئی اور کہنے لگا کہ یہ خدا پرست تو بڑے ہی زبردست ہین ایسے کون مقابلہ کر سکیگا مین دو دیوون کو بھیجتا ہون کہ جاکر لندھور کو گرفتار کر لائین یہ کہکر جھنجان دیو اور کھنجان دیو کو واسطے گرفتاری لندھور و مالک کے روانہ کیا اور یہان سنئے کہ آسمان پری نے لندھور اور مالک کے لیے صحبت عیش و عشرت برپا کی تھی تین پہر رات تک ہنگامۂ عیش و نشاط بلند رہا جب صحبت برخاست ہوئی اور مالک و لندھور اپنے خیمے کی جانب روانہ ہوے تو وہ دیو بھی آپہونچے اور راستہ ہی سے ان دونون کو اٹھا لیگئے جب یہ دونون بالاے ہوا بلند ہوے تو بیہوشی انپر طاری ہو گئی تا انکہ اُسی حالت سے سامنے قہقہہ کے پہونچے قہقہہ نے ان دونون کو طوق و زنجیر مین سلاسل کر کے گرفتار کیا اور حکم دیا کہ ان دونون کو طلسم گلزار سلیمانی مین قید کردو اور یہان جو صبح ہوئی تو ہرکارون نے آسمان پری سے بیان کیا کہ شب کو لندھور و مالک غائب ہو گئے آسمان پری نے حکم دیا کہ جلد خبر لاؤ کہ یہ واقعہ اصل مین کیونکر گذرا اسیوقت ہرکارہ دیو گیا اور جاکر تحقیق کر کے واپس آیا اور یہ عرض رسا ہوا کہ حضور ترتیب کو جب لندھور و مالک آپ کے پاس سے اٹھکر گئے تو بحکم قہقہہ جھنجان دیو اور کھنجان دیو دونون کو قہقہہ کے پاس اٹھا لے گئے اور قہقہہ نے ان دونو کو قید کر کے طلسم گلزار سلیمانی مین قید کرنے کو روانہ کر دیا آسمان پری نے یہ سنکر کہا کہ خیر کیا مضائقہ ہے سمجھا جائیگا ہم بھی طلسم گلزار سلیمانی کی جانب روانہ ہوتے ہین یہ کہکر اسیوقت سامان سفر درست کر کے طلسم گلزار سلیمانی کی راہ لی جب بعد طے مراحل و قطع منازل طلسم گلزار سلیمانی کے قریب ہو پہنچین تو گھوڑے کو ٹھہرا کر یہ قصد کیا کہ اپنے تئین طلسم گلزار سلیمانی مین پہونچائین یہ ارادہ دیکھکر عبد الرحمن جنی آگے آیا اور بجام فرس کو تھام کے عرض پیرا ہوا کہ حضور خوب واقف ہین اور اچھی طرح ماہر ہین کہ امیر حمزہ اور اُنکے فرزندان با توقیر نے اکثر طلسم کشائیان کی ہین اور بڑے بڑے معرکون پر فتحیاب ہوے ہین ابھی تک قہقہہ بہت دور ہی آپ طلسم مین جانے کا ابھی قصد نکرین تاوقتیکہ مین بذریعہ فہم اندازی

معلوم نہین کہ لوح طلسم کشا کون ہی کسکے ہاتھ سے یہ طلسم ٹوٹے گا ملکہ آسمان پری کو بھی یہ رائے پسند
آئی اور عبد الرحمن جنی سے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی چلو بارگاہ برپا کرائین اور اطمینان سے قرعہ پھینک کر
حال طلسم کشا کا دریافت کرو کہ یہ طلسم کون شکست کریگا اور کیونکر شکست ہوگا ابانکو تو مصروف قرعہ اندازی چھوڑ دیا

چند کلمہ حال لشکر اسلام کے گوش ہوش سے سنئے

مر دین مان رہا ہون قضا سے آئنگی
کہ پھر کبھی نہین یہ رات جا کے آنے کی
دم اخیر مجھے اسکی کیا خوشی کم ہی
کہ اور راہ فقط ہی ہر بلا کے آنے کی
کرینگے صبح قیامت بھی انتظار بہت
یہی تو وجہ ہی خلق خدا کے آنے کی
وہ سادہ دل ہون کہ تا وقت انجمن کو
ہوئی نہ روک دل مبتلا کے آنے کی
مری بلا سے فرقت مین رات بھر ناشاد
نہ آکے جانے کی طاقت نہ جا کے آنے کی
ابھی تو کھیل ہین ہی داغ شوخیان انکی

بری گھڑی تھی دل مبتلا آنے کی
تمھارے دن ہین قیامت اٹھائی پھر بیٹھے
کہ دیکھی چال تری مسکرا کے آنے کی
لگا کے بیٹھے ہو مہندی عجب شب جلوہ
کہ عادت تھا آپکو ہی دن چڑھا کے آنے کی
جواب دل سے کیونکر سنون یہ تیا دیکھی
جمی ہوئی ہی محبت بیوفا کے آنے کی
شب فراق ہجوم بلا سے کیا ڈرتا
مجھے تو عید ہی روز جزا کے آنے کی
رہی ہی منزل مقصود ہائے تھوڑی دور
پھر آرزو مین گرد گے حیا کے آنے کی

شب وصال نہ ٹھہرے حیا کی آنے کی
تمھاری عمر ہی ناز و ادا کے آنے کی
شگاف چرخ سے ای آہ کیا ہوا حاصل
تمھین امید ہی رنگ حنا کے آنے کی
وہ میری قبر پہ آئے ہین خوب بن ٹھنکر
خوشی ہی اور خوشی دلربا کے آنے کی
مراقبال تو آنے دیا نہ تھنے مگر
کہ راہ بند ہوئی تھی قضا کے آنے کی
بنا ہون مین نفس واپسین بقا ہت سے
خبر تھی مجھے سیل فنا کے آنے کی

رہ نورد ان منازل معانی و فراشان
انجمن قصہ خوانی بساط قرطاس پر مسند سخن کو یون گسترده کرتے ہین کہ جب ایرج نے یہ کلمہ کہا کہ اچھا ہماری بہادری
دیکھو گے اگر ہم جا کر امیر کو قید سے چھڑا لائین جب تو بہادر ہین اور یہ کہکر بارگاہ سے اٹھکر اپنی طیاری مین
مصروف ہوا اور بعد تیاری خدمت شاہ مین آکر حاضر ہوا نور الدہر نے کہا کہ لیجے ہماری بہادری ملاحظہ فرمائیے
ای نور الدہر اگر دست چپیون کے ذہن مین آجاے تو زمرد شاہ کو معہ اسکے وزیر کے قتل کرائین نور الدہر
نے کہا کہ اگر دست راستی چاہین تو ایک حلقہ کمند مین زمرد کو معہ اسکے وزیر اور کل سرداران کے باندھ لائین
یہ سنکر ایرج نے کہا کہ خیر اس سے کیا بحث ہی اب ہم جو کچھ کر دکھائینگے وہ سبھی دیکھ لینگے یہ کہکر شاپور کو آواز دی کہ
ای شاپور لاو ہمارے اسلحہ اور مرکب کو اگر ہم کوئی جی تو ماہی خلاصی امیر مین کرین تو اپنا نام ایرج نہ رکھین یہ
سنکر علم شاہ نے کہا کہ ہم بھی چلینگے ارے ہمارا اسباب طیار کرو نور الدہر نے یہ آمادگیان دیکھکر کہا کہ کیا خوب
کیا آپ ہی سب بہادر ہین اور ہمین نامرد ہین ارے پہلے جو شخص چوب تھا ہین کاٹ کر پھینک دیگا وہ مین ہون
ارے ہمارے سلاح اور مرکب بھی حاضر کر دارے بھئی آگاہ ہو کہ ہم ہین خاہ جانان روزگار جب بدیع الزمان
نے بیٹے کو آمادہ مستعد پایا تو فرمایا کہ پھر ہم بھی چلینگے ہم کیون یہان رہجائین غرض کہ تمام دست چپی اور دست
راستی آمادہ و مستعد ہو گئے اور سب کے سب اسلحہ اور پوشاکین زیب جسم کرنے لگے اور ہر ایک کا یہ عزم ہی
کہ انشاء اللہ ہم ہین اس معرکہ کو سر کرینگے اور ہمین امیر کو چھڑا کر لائینگے دست چپی یہ قصد کر رہے ہین کہ انشاء اللہ
ہم ہی سبقت کرینگے دست راستی یہ کہہ رہے ہین کہ دست چپی کیا مجال رکھتے ہین جو ہمسے سبقت کر سکینگے
نکلنا ہی سکے ہمین انشاء اللہ العزیز مستحق ہوینگے غرضکہ جب یہ خبر زمرد شاہ کو پہونچی کہ دست راستی اور دست چپی
سبکے سب مسلح و مکمل ہو کر آتے ہین تو زمرد شاہ نے کہا کہ مین نے یہ تقدیر نہین کی ہی کہ حمزہ میری قید سے رہا

ہوجائیگا دیہا مغضوب و مقہور بندہ ہر قابل عفو نہیں ہی کہ جو مین اسکی غلامی کی تقدیر کرون بلکہ مین نے یہ تقدیر
کی ہی کہ جو جب سب میرے بندگان مغضوب میرے مقابلہ کو آتے ہین اُنمین سے ایک بھی زندہ
نرہے اور میرے مطیع اور خاص الخاص بندے اُنسے اس طرح مقابلہ کرین کہ اُنکا نشان صفحہ زمین پر باقی
نرہے اور نیز یہ بھی مین نے تقدیر کی ہی کہ آج جو بندہ ملازان بندگان مغضوب سے فراری ہوگا اُسے مین کندۂ
دوزخ بناؤنگا اور وہ میرے عقاب عظیم کا مستحق ہوگا یہ کہکر اپنے سردارون کو حکم دیا کہ سب کے سب جلد
طیار ہو اور ان بندگان مغضوب سے آج ایسا مقابلہ کرو کہ انمین سے ایک بھی باقی نرہے اور تم اس امر مین
اطمینان رکھو کہ تم اُنکے ہاتھ سے مارے نجاؤگے مین نے آج ایسی تقدیر کی ہی کہ تم مین سے ایک شخص بھی
نہ ہلاک ہو اور یہ بندگان مغضوب سب کے سب ہلاک ہوکر مستوجب میرے عقاب عظیم کے ہون چنانچہ
غضنفر روئین تن نعیم خون آشام قمطوش ملک قیصر نادک انداز وغیرہ اسّی آدمیون کو حکم دیا کہ تم میرے
ستون قدرت ہو جلد جلد طیار ہو رہو پس جسوقت دیکھنا کہ یہ خدا پرست سوار ہوے پس اُسیوقت تم بھی بہ
تعجیل تمام سوار ہوجانا مین نے تقدیر کی ہی کہ تم فتحیاب ہوگے بختیارک نے کہا کہ ای لقا تم تو اپنے
سے سبھی کچھ تقدیر بگھار رہے ہو مگر خدا پرستون کی تدبیر کے آگے تمھاری تقدیر بیکار ہی زمرد شاہ نے
کہا کہ نہین آج دیکھنا میری تقدیر اُنکی تدبیر سے بڑھجائیگی بختیارک نے کہا کہ ہم تو یہ اکثر سُن چکے ہین
کوئی نئی بات فرمایے لقا نے کہا کہ اچھا آج کی بھی تقدیر دیکھ لینا یہان تو یہ سامان اور گفت و شنید ہو رہی ہی
اور وہان لشکر اسلام کا حال سنیے کہ اب یہان عیاران دست چپ اور عیاران دست راست مین مباحثہ
شروع ہوگیا اور سب عیار بھی مستعد جنگ ہوکر قتل کفار پر آمادہ ہوگئے بادشاہ اسلام نے جو یہ غل
غپاڑا سنا تو عمر سے فرمایا کہ جاؤ خواجہ دیکھو تو یہ کیا غپ شپ مچی ہوئی ہی عمر وہان سے اُٹھکر بدیع الزمان
کے پاس آیا اور عرض کیا کہ بادشاہ نے مجھے اس غپ شپ کی خبر لانے کے واسطے روانہ کیا تھا
اب مین جاکر من و عن حال بیان کیے دیتا ہون قران نے یہ سنکر کہا کہ دیکھیے ہم تو چپ ہین ملک قاسم
زیادتی کر رہے ہین عمر نے کہا کہ تمھین اس سے کیا بحث آخر ارادہ کیا ہی قران نے کہا آپکو اس سے کیا
مطلب آپ اپنا ارادہ بیان کیجیے کہ آپکا کیا قصد ہی عمر یہ سنکر خاموش ہوے اور سامنے بادشاہ کے آکر بیان کیا
کہ حضور عجیب طرح کی غپ شپ اور گلچپ مچی ہوئی ہے کوئی کسیکی سماعت نہین کرتا تا اینکہ اس بحث مین
اُستادی اور شاگردی بھی جاتی رہی کچھ عجب طرح کا بے ڈھنگ مچا ہوا ہی مگر مین اتنا ضرور جانتا ہون کہ آج
امیر ضرور رہا ہوجائینگے اس لیے کہ چاہی جو کچھ ہو مگر ارادہ سبکا واحد ہی ہر ایک آج جان پر کھیلے ہوے
ہین کہ جان جاتی ہے جاے خواہ رہے مگر امیر بالضرور رہا ہوجائینگے یہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ اچھا نقارخانہ
مین حکم بھیجدیجاے کہ لشکر مین طبل جنگ بجاؤ اور تخت ہمارا برآمد ہو جب یہ خبر ہرکارون نے
زمرد شاہ کو پہونچائی تو زمرد شاہ نے کہا کہ کیا مضائقہ ہی ہمارا تخت خدائی بھی نکالو غرض ادھر سے
بادشاہ اسلام تخت پر سوار ہوکے تشریف لائے اور اُدھر سے لقا بے بقا تخت چار فیل پر
سوار ہوکے برآمد ہوا بختیارک عقب زمرد شاہ مورچھل جھلنے لگا غرض کہ بڑے کر و فر سے دونون
لشکر برآمد ہوے اور امیر نے قفس سے بیٹھے بیٹھے یہ تماشا دیکھا کہ دونون جانب عیار پیدا ہوے
اور نقارہ ہاے رزمی نوازش مین آئے پھر پھرے نشانون کے کھل گئے تو امیر نے اپنے دل مین

کہا کر دیکھا جاہیے کیا انجام ہوتا ہے کہ یکایک دونون لشکر مقابل ہوئے اُدھر سے جوانان اسلام نے گھوڑے
مہمیز کیے اور اُدھر سے زمرد شاہ نے آواز دی کہ ہان اے ستونہاے قدرت حملہ آور ہو بس زمرد کی یہ
آواز سنکر فوج لقا سے مرزبان بر آمد ہوا اور لشکر اسلام سے ایرج نوجوان باہر آیا بعد تگاورزنی کے مرزبان
نے ایرج پر عمود مارا ایرج نے عمود اُسکا سپر پر روک کے ایک تیغہ اس زور سے مارا کہ معہ اسپ و مرکب
دو ٹکڑے ہوے ایرج نے نور الدہر سے پکار کر کہا کہ اے نور الدہر دست جیحون کے ہاتھ کی ضرب
ملاحظہ کی یہ سنکر نور الدہر نے بھی مرکب آگے بڑھا کر کہا کہ اچھا اب دست راستیون کے بھی ہاتھ کی
صفائی مشاہدہ فرمایئے یہ کہکر نعرہ کیا کہ لشکر لقا مین اگر کوئی اور پہلوان ہو تو وہ بھی آوے یہ نعرہ
سنکر غضنفر روئین تن لشکر سے باہر آیا نور الدہر نے کہا کہ بڑھ آگے غضنفر روئین تن نے آگے
بڑھکر کہا کہ اے نور الدہر روک تو میری ضرب کو یہ کہکر ایک عمود نور الدہر کے مارا نور الدہر نے عمود
اُسکا رد کر کے کمربند غضنفر کا پکڑ کے اُٹھا کر زمین پر دے مارا کہ سر اُسکا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور سر
اُسکا کاٹ کے نعرہ کیا کہ او ایرج تو ایک ہجڑے کو مار کر بہادری کا دعوے کرتا ہے ارے ایسے
روئین تن کو مار کے اگر کوئی دعوی کرتا تو بجا تھا یہ سنکر قاسم نے آگے بڑھکر قمطوش کو للکارا قمطوش
صف لشکر سے نکل کے باہر آیا اور آتے ہی گھوڑا قاسم کا کتر ڈالا قاسم نے پیادہ پا ہو کر مع مرکب
قمطوش کو اُٹھا لیا قمطوش مرکب سے کود کر بھاگ نکلا قاسم نے گھوڑے کو زمین پر دے مارا
گھوڑا تو فی الفور پھڑک کر مر گیا اور قمطوش کو بھاگتے دیکھکر کرب نے آواز دی کہ بس اسی برتے پر
قاسم کا مقابلہ کرنے نکلے تھے اے لعنتی ہی تجھہ اور تو کچھ نہین یہ آواز سنکر بھاگتے بھاگتے قمطوش نے ایک
تیغہ کرب کے حوالے کیا کرب نے تیغہ اُسکا خالی دیکر لپک کے ایک عمود جو مارا تو قمطوش زمین پر
منہ کے بل گر کے دم توڑنے لگا یہ رنگ دیکھکر داراب بھی نکل آیا اور آواز دی کہ ہے کوئی پہلوان ایسا
جو ہمارا مقابلہ کرے یہ آواز داراب کی سنکر ایک پہلوان عظیم الشان لشکر لقا سے سامنے آیا اور ایک
نیزہ داراب کے رسید کیا داراب نے نیزہ اُسکا رد کر کے لپک کر کمربند تھام کر خانہ زین سے اُٹھا کر بالاے زمین
پھینک دیا کہ کمربند اُسکا ٹوٹ گیا اور بیچارا لوٹ پوٹ کے پیدل اپنے لشکر کی جانب بھاگا اب امیر با توقیر
قفس مین سے بیٹھے بیٹھے یہ سب تماشا دیکھ رہے ہین اور ہنس رہے ہین اور اُدھر بادشاہ اسلام مسکرا
رہے ہین اور فرماتے ہین کہ واقعی آج تو یہ سب صدم صدا مین ایک دوسرے سے عجب کار نمایان کر رہے ہین
لڑائی کاہے کو ہے جانبازی ہو رہی ہے الغرض بعد اسکے جمشید و اسد سے مقابلہ ہوا اسد نے جمشید کو
زخمی کیا اور وہ زخمی ہو کر اسد کے سامنے سے بھاگا بعد اُسکے بھاگنے کے ایرج نے اپنے گھوڑے
کو مہمیز کر کے ایسی جست کی کہ زمرد شاہ کے تخت پر پہونچ گیا اور جاتے ہی ایک ہی لات اس زور سے
زمرد شاہ کے رسید کی کہ وہ ملعون تخت سے ڈھلک کے نیچے گر پڑا گرتے ہی ایرج نے آواز دی
کہ دیکھو نور الدہر بہادری اسے کہتے ہین بس جلدی سے ایک سائیس گھوڑا لیکر خدمت زمرد شاہ مین پہونچا
زمرد شاہ بہ عجلت تمام اُس گھوڑے پر سوار ہوا نور الدہر نے آواز دی کہ او زمرد اگر مرد ہے تو ذرا
ڈٹ تو جا پھر مردون کے ہاتھ کی صفائی اچھی طرح دیکھ یہ سنکر زمرد شاہ نے آگے بڑھ کر نور الدہر کے
ایک تیغہ مارا نور الدہر وار تیغہ کا رد کر کے کمربند زمرد کاٹ کر کے پوری قوت سے اُچھال دیا کہ کمربند

اُسکا اُوٹ گیا اور منہ کے بل زمین پر آیا اُسکے گرتے ہی ساسلس نے دوسرا مرکب حاضر کیا زمرد شاہ مرکب پر
سوار ہوا قولیج نے آواز دی کہ او زمرد کھڑا تو رہ زمرد نے کہا کیون کھڑے رہین تمہین بڑھو قورج نے
کہا اچھا ہم ہی آتے ہین یہ کہکر زمرد شاہ کے قریب آیا زمرد شاہ نے تیغہ مارا قورج نے تیغہ اُسکا رد کر کے
اس زور سے ایک تلوار اُسکے سر پر ماری کہ تا دو ابرو اُتر آئی زمرد شاہ نے کہا کہ ہائے افسوس مین نے
یہ تقدیر تو نہین کی تھی بختیارک نے کہا کہ پھر کیسی تقدیر کی تھی اسنے کہا کیا معلوم بختیارک بولا کہ خیر
مسلمانون نے تو یہ تدبیر کی ارے صاحب یہی دو باتین ہین تقدیر و تدبیر آپ کی تقدیر چلتی ہے اُنکی تدبیر پیش رفت
ہوتی ہے اثنا مین ضیغم آپڑا اور گردن مرکب قورج کی کاٹ ڈالی قورج جست کر کے میدان مین آیا زمرد شاہ کو
اتنی فرصت غنیمت معلوم ہوئی بختیارک اور فرامرز و ضیغم کو ساتھ لیکے بھاگ نکلا اور در بندبارگر کی راہ
لی قورج گھوڑے کے مرجانے سے مجبور ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا کہ ایک کافر کا گھوڑا اسکو
پسند آیا ایک ہی ہاتھ مین کام اُسکا تمام کیا اور اُس گھوڑے پر سوار ہو کے لڑنا شروع کیا جنگ مغلوبہ
واقع ہو گئی مسلمانون نے میمنہ کو میسرہ پر اُلٹ دیا اور قلب کو جناح پر باپ کو بیٹے کی خبر اور بیٹے کو باپ
کی اطلاع نہ تھی جو سوار مرتے تھے پیدل اُنکے گھوڑون پر بیٹھ جاتے تھے اور روم کی طرف منہ کر کے تیغ تیغ
کرتے تھے جب گھوڑے بھاگتے تھے تو یہ ناکردہ کار سوار بے استوار دھم دھم گر گر کے راہ جہنم
اختیار کرتے تھے غرض ایک ہنگامہ عظیم نمونۂ قیامت صغرے برپا تھا لاش پر لاش گر رہی تھی دشت بر صحرائے
رستخیز معلوم ہوتا تھا مغروروں کے سر گھوڑون کی ٹاپون مین پائمال تھے بھاگتے راہ نہ ملتی تھی اس درجہ
مسلوب الحال تھے غرضکہ لشکر کفار سے جسکی جان بچ گئی اُسنے سیدھی مقراض کوہ کی راہ لی اور وہان سے
جا کر گولے برسانا شروع کیے مگر ایرج اور قورج تمام توپ خانون کو روند کر کے پہاڑ کے قریب پہونچ ہی
تو گئے ایرج گھوڑے کو مہمیز کر کے دروازہ پر پہونچ گیا نورالدہر نے یہ دیکھکر رکھ کے جو ایک جست
کی تو دروازہ سے تجاوز کر کے اندرون قلعہ پہونچ ہی تو گئے اور خوب سا قتل و قمع کیا جو بچ رہے
قتل ہوے اور جو بھاگ سکے گئے اور قلعہ سے مراجعت کر کے زیر عقابین پہونچے مگر نورالدہر اور ایرج
برابر ہی پہونچے ایک قدم کا بھی آگا پیچھا نہین ہوا اور چوب عقابین ہلانا شروع کی یکایک نگاہ اونچی کر کے
جو دیکھتے ہین تو قفس امیر کا ندارد ایرج و نورالدہر نہایت ملول و غمناک خدمت بادشاہ مین آئے اور عرض
کیا کہ ای جہان پناہ ساری محنت برباد گئی امیر بالاے چوب نہین ہین ہرچند کہ بادشاہ کو بھی بہت صدمہ
ہوا مگر ضبط کر کے کہا کہ خیر امیر کا تو حافظ حقیقی نگہبان ہے مگر اس زمرد گھوڑے کی فکر کرنا چاہیے کہ زمرد
ہاتھ سے جانے نپائے ذرا تفحص تو کرو کہ یہ مردود کس طرف بھاگا ہرکارے فوراً آ گئے اور آ کر اطلاع
دی کہ حضور وہ ملعون بندبارگر کی جانب چلا گیا بادشاہ نے اُسیوقت ایک جام شربت طلب کر کے آواز دی
کہ ہے کوئی جوان الساھو تعاقب زمرد مین جائے ایرج یہ سنکر اُٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ مین اس جام کو لیکر
اس کام کو انجام کرونگا اور اُدھر سے نورالدہر آگے بڑھا کہ مین اس کام کا سرانجام کرونگا نتیجہ یہ ہوا
کہ دونون مین بحث ہونے لگی اور مناقشہ ہوتے ہوتے نوبت بہ جنگ و جدل پہونچی بادشاہ نے کہا کہ بھئی
عجب طرح کی کسمپرسی کا عالم ہے کوئی مستلاہی نہین بھئی ہم تو تخت سے دست بردار ہوتے ہین اب دونون کو
دیکھتے مین کہ کیا کرتے ہین مین نے بعد امیر کے اسی لیے اس امر کو قبول کیا تھا اور دست بردار ہوا تھا کہ

انتظام بگڑنے نپاۓ مگر جبکہ کوئی کسیکی سماعت ہی نہین کرتا اور طوائف الملوکی کی کیفیت ہو رہی ہے تو ہم بیکار ہین جو جسکا جی چاہے وہ کرے ہم اس خودسری کو پسند نہین کرتے جب بادشاہ نے منغص ہو کر یہ کلام ارشاد فرمایا تو یہ دونون سر جھکا کر خاموش ہو رہے اور تیغین میانون مین رکھ لین کہ اس اثنا مین خواجہ عمر بھی آ پہونچے بادشاہ نے کہا کہ خواجہ کہان تھے عمر نے کہا کہ حضور ہم تو دوڑتے دوڑتے ہلاک ہو گئے بادشاہ یہ سنکر ہنس پڑے اور فرمایا کہ کیا خوب سوال از آسمان و جواب از ریسمان کہو کیفیت کی سنتے ہین کھلیان کی واہ واہ ان باتون سے ذرا غصہ بادشاہ کا فرو ہوا اور کہا کہ دیکھتے ہو خواجہ آپس ہی مین لڑے مرتے ہین کوئی سنتا ہی نہین ارے انسے کہو اگر بڑے روئین تن ہین تو پہلے مجھسے تو مقابلہ کرین دیکھون تو کیسے بہادر ہین عمر نے کہا کہ جہان پناہ آپ کیون غصہ کھاتے ہین جتنے فرماتے ہین میں سب کو اٹھا کر زنبیل مین ڈال لون سارا جھگڑا پاک ہو جاے مین ایک مرتبہ رستم زمان کو نذر زنبیل کر چکا ہون جب سے وہ میری بہت کچھ پاسداری کرتے ہین بادشاہ نے کہا کہ اچھا پہلے دست راستیون مین اس جام کو لیجاؤ بعد ازان دست چپیون مین لیجانا عمر پہلے دست راستیون مین لے گئے داراب نے جام اٹھا کر پی لیا اور دست چپیون مین قورج نے اور دونون اڑتالیس اڑتالیس ہزار سوار ساتھ لیکر تعاقب زمردشاہ مین روانہ ہوے بادشاہ نے لشکر مین طبل شادمانی بجوایا اور بہ فتح و فیروزی داخل بارگاہ ہوے اب اس داستان کو تو یہین چھوڑیے اور

دو کلمہ داستان لقاے بے لقا کے ملاحظہ فرمائیے

اور کھل جائینگے دو چار ملاقاتون مین
غیر کے سر کی بلائین جو نہین لین ظالم
خاک اڑتی کبھی دیکھی نہ خراباتون مین
تمھین انصاف سے اے حضرت ناصح کہدو
ہاے پیمانے پانون مرے ہاتھون مین
ایسی تقریر نشی تھی نہ کبھی شوخ و شریر
فیصلہ خوب کیا آپنے دو باتون مین
ہمنے دیکھا انھین لوگون کو ترا دم بھرتے
اسلیے آپ ہم آئے ہین تری گھاتون مین
وہ گئے دن جو رہی یاد بتون کی اقراغ

یہ بھی تم جانتے ہو چند ملاقاتون مین
کہ مری قتل کو بھی جان نہ آہا ہون آن
یارب اس چاند سے ٹکڑے کو کہا لیسی دن
لطف ان باتون مین آتا ہے کہ ان باتون
جلوہ یار سے جب بزم مین غش آیا ہے
تری آنکھون کے بھی فتنے ہین بی باتون مین
صفت افلاک ہین لیکن نہین کھلتا
جنکی شہرت تھی یہ ہرگز نہین ان باتون مین
وصل کیساتھ کسطرح بہاتے ہی نہ مجھے
رات بھر اتجو گذرتی ہے منا جاتون مین

راہ بر انکو لگا لائے تو ہین باتون مین
آزمایا ہے تمھین ہمنے کئی باتون مین
ابر رحمت ہی برستا نظر آیا زاہد
روشنی جسکی ہو ان یارے بھری راتون مین
مدعا کر دست دعا ساتھ دعا کی جاتی
تو رقیبون نے سنبھالا ہے مجھے باتون مین
ہمسے انکار ہوا غیر سے اقرار ہوا
کون ہیا دشمن عشاق ہے ان ساتون مین
دل کچھ آگاہ تو ہو شیوۂ عیاری سے
شام سے صبح ہوئی انکی مداراتون مین
رہبران منازل نکتہ دانی و مسافران

مراحل شیوا زبانی سبک سخن کو صحراے مدعا مین یون مطراز کرتے ہین کہ جب لقای بے لقا بھاگا بھاگا راہ طی کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ ایک مقام پر ایک صاف و شفاف پتھر ملا بختیارک و زمردشاہ اس پتھر پر بیٹھ گئے زمردشاہ بیٹھکر اپنے حال زار پر رونے لگا بختیارک نے کہا کہ روتے کیون ہو اچھا مین اپنی کتاب نجوم دیکھتا ہون دیکھون تو اسمین کیا نکلتا ہے یہ کہکر کتاب کھولکر بحساب نجوم کل حال معلوم کیا اور عرض کیا حضور کہ اے لقا مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص اہل اسلام سے پیدا ہوگا اور وہ تمھین خون کے آنسون سے رلوائیگا زمرد نے کہا کہ آیا کیا حال ہوگا ابھی بختیارک جواب نہ دینے پایا تھا کہ یکایک غلغلہ عظیم پیدا ہوا اور آواز گھوڑون کی سنائی دی نظر غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک فوج عظیم چلی آتی ہے اور

چار آسمان معلق زمین پر ایستادہ ہین بختیارک آگے بڑھا اور مردمان لشکر سے پوچھا کہ یہ کسکا جاہ وجلال ہی اور کون صاحب اقبال ہی لوگون نے کہا کہ خداوند وربند شقاق واسطے طرفداری لقا کے آتا ہی یہ سنکر بختیارک تو لوٹنے لگا اور لقا بہت خوش ہوا اور یہ آسمان اصل مین چار فرسنگ کے طویل وعریض ہین اور ایک گروہ زمین سے اونچے ہین اور ایک ایک زنجیر اُنمین لٹک رہی ہی اور آواز آرہی ہی کہ ای لقا زنجیر کو ہلاؤ جب لشکر قریب آیا تو لقا نے اُٹھکر اُس زنجیر کو ہلایا زنجیر کے ہلاتے ہی ہزارہا آوازین ایک ہی مرتبہ پیدا ہوئین اور کوئی شخص مگر زنجیر لقا کی پکڑ کر اُٹھا لیگیا اور آنکھین زمرد کی بند ہوگئین اب جو تھوڑی دیر کے بعد آنکھین کھلی تو اپنے کو گویا آسمان چہارم پر پایا فرعون شاہ ثانی کو تخت پر متمکن دیکھا اس طرح کہ وہ خود بیچ مین بیٹھا ہوا ہی اور اُسکے فرزندان سپہ سالار اُسکے گرد وپیش بیٹھے ہوے ہین زمرد شاہ نے اپنے دل مین کہا کہ بختیارک ہوتا تو دیکھتا اور حیران ہوکر ادھر اُدھر دیکھنے لگا کہ ناگہان نظر اُسکی بختیارک وغیرہ پر پڑی زمرد شاہ نے کہا کہ تم سب یہان کیونکر آئے بختیارک نے کہا کہ جس طرح آپ تشریف لائے ای لقا سجدہ کیجیے لقا نے کہا کہ اچھے یہ تقصیر ہمین کی ہی فرعون نے کہا کہ ای لقا سُن اصل یہ ہی کہ مالک خدائی مین ہون نصف خدائی تجھے دیدی تھی اور نصف اپنے واسطے باقی رکھی تھی جب تیری خدائی مین ٹہہ لگ گیا اور وہ جاتی رہی تو تو بندہ ہوگیا اور سجدہ تجھپر لازم ہوا مین نے تجھے سجدہ معاف کیا اسلیے کہ کسیکو مرتبہ بزرگ دیکر ذلیل نکرنا چاہیے یہ کہکر تخت خاص زمرد شاہ کو عنایت ہوا اور دیگر اشخاص ہمراہیان زمرد کو کرسیان مرحمت کی گئین زمرد بکروفر تمام تخت خاص پر جاگزین ہوا فرعون ثانی نے بختیارک کو شیطان صفت دیکھکر لقا سے پوچھا کہ یہ کون ہی لقا نے کہا کہ میرا عزازیل قدرت نام ہی فرعون نے کہا کہ مین نے بھی اسے اپنی درگاہ کا شیطان مقرر کیا اور یہ کہکر بختیارک کو اپنے برابر تخت پر جگہ دی اور کہا کہ ای بختیارک یہ مسلمان تو سخت بدبلا ہین یہان پہونچکر ان لوگون نے کیا کیا آفتین برپا کین بختیارک نے کل حال از ابتدا تا انتہا بیان کرنا شروع کیا ابھی کلام بختیارک کا تمام نہ ہوا تھا کہ یکایک نعرہ داراب وتورج کا سنائی دیا بختیارک نے آواز داراب وتورج کی سنکر کہا کہ صلواۃ بر محمد وآل محمد فرعون نے کہا کہ کیا ہی بختیارک نے کہا کہ شاید بہادران اسلام سے کوئی آپہونچا اب جو آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو داراب اور تورج کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگاتے چلے آتے ہین پس جبکہ قریب پہونچے فرعون نے آواز دی کہ جلد ان دونون کو ریسمان قدرت مین جکڑ لو یہ سنتے ہی چار طرف سے چار سو کمندین داراب وتورج پر پڑگئین اور یہ دونون گرفتار ہوگئے ہمراہی انکے ہزیمت خوردہ لشکر اسلام کی جانب روانہ ہوے اور داراب وتورج کو مطوق ومسلسل کرکے سامنے فرعون کے لیگئے کہا اچھا ان دونون کو لیجاؤ اور قندیل آتش مین قید کرو غرض یہ تو قندیل آتش مین جو آسمان سے باتین کررہی ہی لٹکا دیے گئے اور فرعون نے اپنے لوگون مین منادی کرادی کہ ہی کوئی جوان ایسا کہ مسلمانون تک ایلچی گری کرے یہ سنکر ایک گبر ہیل پیکر قہرش نامی سامنے آیا فرعون نے دبیر عطارد تحریر کو بلاکر نامہ لکھوایا اور اپنے مہر ودستخط سے مزین کرکے نامہ اُسکے حوالہ کیا اُسنے نامہ لیا اور سلام کرکے روانہ ہوا اور یہان بادشاہ اسلام اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہوے تھے کہ یکایک آواز واویلا ودادالغیاث کی بلند ہوئی بادشاہ نے کہا دیکھو تو غل کیسا ہی وہ گئے اور بتحقیق آکر گزارش کیا کہ حضور ایک گبر آیا ہی اور کہتا ہی کہ مین خداوند فرعون کا نامہ بر ہون اور کہتا ہی کہ ہمارے خداوند کے پاس چار آسمان معلق ہین چار فرسنگ کے طویل وعریض کہ جنمین

آفتاب بھی نکلتا ہی ماہتاب بھی فروزان ہوتا ہی ستارہ بھی نکلتے ہین ابر بھی آتا ہی بجلی بھی چمکتی ہی مینھ برستا ہی فوج
اُسکی زیر زمین رہتی ہی اور خود فلک چہارم پر جلوہ افروز رہتا ہی اُس نے لقا کو بھی اپنے پاس بلوا لیا ہی اور نوریج
داراب کو بھی قید کر لیا ہی بادشاہ نے کہا کہ کیا ملعون و نابکار ہین اپنی اپنی جگہ معاذ اللہ خدا بنے ہوے بیٹھے
ہین خبر بھی اُسے بلا جب وہ بارگاہ کے اندر آیا نامہ بادشاہ کے حضور مین پیشکش کیا بادشاہ نے نامہ ملاحظہ
فرما کے جواب جنگ تحریر فرمایا اور اُسے رخصت کیا اور حکم دیا کہ اب کوچ کرنا چاہیے یہ فرما کر پہلوان عادی
کو حکم دیا کہ بارگاہ لیکر چلے عادی نے اُسیوقت کل اسباب سفر درست کیا اور پیش خیمہ و بارگاہ وغیرہ لدوا کر روانہ ہوا
چار فرسنگ کے فاصلہ پر لشکر فرعون سے بارگاہ برپا کر دی گئی اور خیمہ ہاے سرداران نصب ہو گئے بادشاہ اسلام
بھی نہضت فرما ہوے اور بعد طی مراحل و قطع منازل کے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوے جب کہ فرعون کو یہ خبر
پہونچی کہ بادشاہ اسلام بہ ارادہ جنگ آپہونچے تو اُسنے پھر قہرش کو ایک نامہ بہ تعین روز جنگ دیکر روانہ کیا ابھی
بادشاہ اچھی طرح مطمئن ہو کر نہ بیٹھے تھے کہ ایک ہرکارہ نے آکر عرض کیا کہ حضور فرعون کا ایلچی پھر آتا ہی بادشاہ
نے عادی سے کہا کہ ایلچی کو آنے دینا پہلوان عادی نے دروازہ بارگاہ پر آکے قیام کیا کہ ایک تھوڑی
دیر بعد ایلچی سامنے آیا دیکھا کہ ایک شخص مثل کوہ آہن کے بیٹھا ہوا ہی اسلیے کہ عادی مسافت راہ طی کیے ہوے
بیٹھا ہوا تھا عادی کا رعب و دبدبہ اُس شخص پر ایسا چھایا کہ گھوڑے سے اُتر کر مودب ہو کے عادی کو سلام
کیا عادی نے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے عرض کیا کہ نامہ دار فرعون عادی نے کہا اچھا کھڑا رہ ہم اطلاع کر لین
تو پھر جواب دین یہ کہکر عادی بارگاہ کے اندر آیا اور بادشاہ سے عرض حال کیا بادشاہ نے ارشاد فرمایا
کہ خیر کیا مضائقہ آنے دو ہمنے تو پہلے ہی تمسے کہدیا تھا غرضکہ عادی نے آکر اُس شخص سے کہا کہ جاؤ ہمارا بادشاہ
تمہین طلب کرتا ہی یہ سنکر وہ شخص بارگاہ کے اندر آیا بارگاہ عظیم الشان و رفیع المکان کو دیکھکر ہوش اُسکے جاتے رہے
مودب ہو کر سامنے بادشاہ کے کھڑا رہا جب بادشاہ نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو وہ بادب تمام بادشاہ کو تسلیم
بجالایا بادشاہ نے عمر کو اشارہ کیا عمر اپنی جگہ سے اُٹھکر اُس ایلچی کے پاس آیا اور کہا کہ نامہ لاؤ قہرش
نے جو شکل عمر کی دیکھی متحیر ہو گیا پوچھا کہ آپ کون ہین عمر نے کہا مجھکو عمر عیار کہتے ہین غرض کہ قہرش نے وہ
نامہ عمر کے حوالہ کیا کہ بادشاہ کی خدمت مین پہونچا دو عمر اُس نامہ کو لیکر حاضر خدمت شاہ ہوا اور نامہ حضور مین
شاہ جمجاہ کے پیش کیا بادشاہ نے اُس نامہ کو بغور تمام پڑھکر اپنے منشی سیف ذوالیدین کے حوالہ کیا
اور ارشاد فرمایا کہ جواب اس نامہ کا جنگ تحریر کرو منشی نے وہ نامہ لیکر جواب لکھا اور بادشاہی مہر ثبت
کر کے لفافہ کیا اور حوالہ نامہ دار کر دیا قہرش اس نامہ کو لیکر تسلیم بجالا کے مرخص ہوا اور نمرود کے پاس ہو نکلا
جواب نامہ کا حوالہ نمرود کیا نمرود نے نامہ کو پڑھ کر فرعون کے سامنے پیش کیا فرعون نے نامہ پڑھکر
حکم دیا کہ بہتر طبل جنگ بجایا جاوے یہ حکم سنکر عرش بن فرعون باپ کے سامنے آیا اور عرض کیا کہ اے پدر
بزرگوار مین چاہتا ہون کہ حضور میرے نام سے طبل جنگ بجوائین فرعون نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی اس
مقام پر یہ بات بھی عرض کرنا ضروری معلوم ہوتی کہ فرعون کے چالیس بیٹے ہین ناظرین کو یاد رہے غرض کہ
لشکر فرعون مین عرش بن فرعون کے نام سے طبل جنگ بجوایا گیا جب یہ خبر بادشاہ اسلام کو پہونچی تو لشکر اسلام
مین بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا رات بھر تیاری سامان جنگ [illegible] بسر ہوئی دونون لشکرون مین صداے
بیدار باش ہوشیار باش کی بلند رہی اب ان دونون [illegible] لشکرون کو تو تہیہ جنگ اس مقام پر چھوڑ دیتے اور

دو کلمہ داستان حال غائب ہونے امیر با توقیر کے قفس سے اور کیفیت رہائی امیر کشور گیر ملاحظہ فرمایئے

جی بہلتا تھا مسیحا سے وگرنہ مجھکو
زندہ ہوتا تو ہزاروں کا تقاضا ہوتا
چل سکے مقتل ہی میں کس ترک کا دامن لیتا

انقلاب لشکر عشق جو پیدا ہوتا
کیا برا تھا مرض عشق جو اچھا ہوتا
شرم توبہ مجھے میخانہ میں رسوا کرتی
آج جو کچھ مری تقدیر میں ہوتا ہوتا

دست یوسف میں گریبان زلیخا ہوتا
دل تھا یا مشغلۂ ناز حسینان افسوس
زہر تھا سبب خندۂ مینا ہوتا
میں وہ مجنون ہوں اثر فیض قدم سے جس کے
دامن گلشن فردوس بھی صحرا ہوتا ٭

محبوسان قفس داستان کہن و اسیران سلسلۂ زلف سخن قیدی مضمون کو قفس تحریر سے رہائی دیکر میدان بیان میں اسطرح قدم انداز کرتے ہیں کہ جب ایرج نے زمرد شاہ کو تخت پر سے لات مار کے گرا دیا تو اسیوقت دیو گیر نانک درمیان جنگاہ سے قفس امیر کا چوب عقابین سے جدا ایک جانب جا بلقا سے بھاگا امیر اُس پنجرے میں بیٹھے ہوئے سیر صحرا دیکھتے ہوے چلے جاتے تھے کہ ایک مرتبہ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک علم اژدہا پیکر سامنے سے نمودار ہوا اور آواز صاحبقران کی پیدا ہوئی امیر نے اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید یہ علم میر اہی ہو مگر جب بنظر غور ملاحظہ کیا تو معلوم ہوا کہ کسی دوسرے کا علم ہے اور زیر سایہ علم ایک نقابدار تخت جواہر نگار پر متمکن ہے اور چار دیوان زبردست اُس تخت کو اپنے سر پر اُٹھائے ہوئے ہیں اور بارہ ہزار دیو گرد و پیش اُس تخت کے آ رہے ہیں اب ادھر تو امیر اپنے دل میں کہہ رہے ہیں کہ یہ کون شخص ہے اور اُدھر اُسنے جو دور سے ایک دیو کو آتے دیکھا اور اُسکے سر پر کوئی چیز دکھائی دی ایک دیو سے پوچھا کہ سر پر اُس دیو کے کیا شے ہے اُس دیو نے عرض کیا کہ حضور ایک آدمی قفس میں بیٹھا ہوا ہے اُس تخت نشین نے حکم دیا کہ اچھا اُس دیو کو پکڑ لاؤ یہ سنتے ہی تین چار دیو اُس دیو کے پیچھے دوڑ پڑے وہ دیو تین چار دیوؤں کو آتے دیکھکر پنجرا امیر کا زمین پر رکھکر بھاگ نکلا دیو اُس قفس کو اٹھا سامنے لائے نقابدار نے کہا کہ اچھا ہمارا تخت بھی زمین پر رکھدو اور دروازہ قفس کا کھولو اُسی وقت تخت نقابدار کا زمین پر رکھدیا اور دروازہ قفس کا کھول کے امیر کو نقابدار کے سامنے لائے نقابدار نے پوچھا کہ تم کون ہو امیر نے فرمایا کہ صاحبقران یہ سنکر نقابدار نے امیر کو اپنے تخت پر بٹھا لیا اور دیوؤں سے کہا کہ قید انکی کاٹو امیر نے فرمایا کہ قید کاٹنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں خود قید توڑ ڈالونگا یہ کہکر کل قید کو امیر نے توڑ ڈالا نقابدار نے کہا کہ میں بھی صاحبقران ہوں اور دعوی صاحبقرانی رکھتا ہوں آپ کو لازم ہے کہ بارگاہ سلیمانی اور مرکب عود تبرکات انبیا علیہم السلام میرے حوالہ فرمایئے ورنہ اگر دیجئے گا تو میں بزور شمشیر لیلونگا امیر نے فرمایا کہ اس طرح تو بہت سے لوگوں نے دعوی صاحبقرانی کیا ہے مگر میں نے بحکم خداے لایزال سبکا حلقہ بگوش کیا اور کوئی مجھسے مقابل ہو کر سر بر نہوا نقابدار نے کہا کہ اچھا پھر ہم بھی آپ کے لشکر میں آکر مقابلہ کرینگے امیر نے ارشاد کیا کہ بہتر کیا مضائقہ ہے یہ سنکر نقابدار تخت سے نیچے اُترا اور دیوؤں سے حکم دیا کہ بہت جلد آپ کو لشکر اسلام میں پہونچا دو ہرچند امیر نے استفسار نام و نشان میں اصرار بلیغ کیا مگر نقابدار نے انکار ہی کیا اور مطلق اپنا نام و نشان نہ بتانا تھا نہ بتایا دیو امیر کو لیکر لشکر امیر کی طرف روانہ ہوے اور راہ لشکر اسلام اختیار کی اب امیر کو راستہ میں چھوڑیئے اور دو کلمہ داستان لشکر اسلام سماعت فرمایئے راویان خوش تقریر و محرران اخبار صداقت پذیر اس مضمون بے نظیر کو صفحہ قرطاس بلاغت اساس پر یوں تسطیر کرتے ہیں کہ رات بھر لشکر فرعون و لشکر اسلام میں طیاری جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر میدان کارزار میں آئے

بعد آراستگی صفوف جدال وقتال عرش پسر فرعون شاہ نے صف لشکر سے باہر نکلکر نعرہ کیا کہ ہے کوئی پہلوان
ایسا لشکر اسلام مین جو میرے مقابلہ کے لیے لشکر سے باہر آوے پس یہ نعرہ سنکر مہلیل جنگ عراقی لشکر اسلام
سے باہر آیا بعد لڑنا و زنی کے نوبت نیزہ بازی آئی بعد سو ڈیڑھ سو طعن کے عرش بن فرعون نے نیزہ عراقی کا
ہوائی کیا عراقی نے تلوار ماری عرش نے تلوار اسکی رد کرکے پوری قوت سے ہاتھ عراقی کا اسطرح پکڑ کر گھسیٹا
کہ عراقی خانہ زین سے اکھڑ کر زمین پر آیا فرعون کے بیٹے نے مہلیل کو کمند مین گرفتار کر لیا اور اسکو بہ
خدمت فرعون مین روانہ کیا بعد اُسکے پھر عرش نے نعرہ کیا کہ اور جسے تمنائے مرگ ہو وہ نکلے آواز اُسکی
سنکر سمند عراقی لشکر اسلام سے باہر آیا وہ بھی مثل مہلیل اسیر کمند عرش ہو کر گرفتار کیا گیا پھر اُسنے نہیب دیا
کہ اور جو باقی ہو وہ میرے مقابلہ کو نکلے پہلوان دمشقی لشکر اسلام سے باہر آیا وہ بھی مثل اول و ثانی گرفتار بلا ہوا
اسیطرح شام کے قریب تک پانچ چھ پہلوان لشکر اسلام کے عرش نے باندھ کر باپ کے پاس روانہ کیے کہ ان
سبکو قید کرو بعد اسکے نعرہ کیا کہ واہ کیا ایسے ہی لشکر اسلام مین سب بزدلے جمع ہین کہ وہی دو چوٹون مین گرفتار
ہو گئے اور ایک ایک لمحہ مین مین نے باندھ لیا ارے اگر کوئی جوان قوی ہیکل تمہارے لشکر مین ایسا ہو کہ جو
گھڑی دو گھڑی تو ہمارے سامنے ٹھہر سکے اُسے بھیجو کہ ذرا دل کا حوصلہ نکلے اور نہین تو کہدو کہ اب ہمارے ہان
کوئی مبارز باقی نہین ہے اطاعت ہماری قبول کرو پس یہ سنکر اسد کو غیض آگیا اور مرکب کو مہمیز کرکے عرش بن فرعون
کے مقابل آیا اور پکارا کہ بڑھ آگے پس عرش نے آتے ہی ایک تیغہ اسد کے حوالہ کیا اسد نے تیغہ اُسکا رد
کرکے کمربند اُسکا پکڑ کے مرکب سے اُٹھا کر زمین پر دے مارا اور اپنے مرکب سے اُتر کر اُسے قید کرکے
جانب لشکر مراجعت کی قریب تھا کہ جنگ مغلوبہ واقع ہو جاوے کہ فرعون نے طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر
اپنے اپنے فرودگاہ کو واپس آئے فرعون نے اپنے تخت پر بیٹھ کے حکم دیا کہ سرداران لشکر اسلام جو مقید
ہو کر آئے ہین اُنکو ہمارے سامنے طلب کرو بموجب حکم اُسیوقت مہلیل جنگ عراقی وغیرہ پانچ سردار جو عرش
کے ہاتھ سے زیر ہو کر قید ہو گئے تھے سامنے فرعون کے حاضر کیے گئے فرعون نے اُنسے کہا کہ
سجدہ کرو یہ سنکر سبھون نے ایک زبان ہو کر کہا کہ تو کون نابکار ہے جسے ہم سجدہ کرین ہمارا مسجود اور معبود وہی ایک
خدائے یگانہ و بیگانہ ہے جسکی ہم سب پرستش کرتے ہین اور ہم اور تو دونون اُسکی مخلوقات سے ہین اگر وہ
چاہے تو ابھی تجھکو اس دریدہ دہنی اور اس دعوی خدائی کی دنیا ہی مین ایسی سزا دے کہ مرغان ہوا اور ماہیان
دریا تیرے حال پر ملال پر گریہ کنان ہون پس یہ سنکر فرعون کو غیض آگیا اور حکم کیا کہ ان سبکو تہ تیغ کرو یہ
سنکر قہرش عرض پذیر ہوا کہ اے خداوند غلام کے نزدیک مصلحت یہ ہے کہ حضور انہین قتل نکرین اور سوائے
قتل کے ہر ایک سزا جو حضور تصور فرمائین یہ سب دریدہ دہن اُسکے مستوجب و مستحق ہین کیونکہ خداوندزادہ
مسلمانون کی قید مین ہے اگر خداوند نے انہین قتل کیا تو پھر اس صورت مین خدشہ یہ ہوتا ہے کہ مسلمانون کے
ہاتھ سے کوئی چشم زخم خداوندزادہ کو نہ پہونچے یہ سنکر فرعون کچھ دیر تک دریائے فکر مین غوطہ زن رہا اور بعد فکر
وتامل گویا ہوا کہ اے قہرش رائے تیری صائب ہے مین نے تقدیر کی کہ ان مسلمانون کو قندیل آتش مین قید کرو
بموجب حکم یہ سب قندیل آتش مین مقید ہوئے اب لشکر اسلام کا حال ملاحظہ فرمائیے کہ اسد جو عرش کو باندھ
کے خدمت شاہ مین واپس ہوا تو بادشاہ اسلام اسد سے بہت خوش ہوئے اور نہایت تعریف کی اور بہت
شاباشی دی اور فرمایا کہ اسد نے واقعی بڑا کام نمایان کیا کہ اتنے بڑے کافر عنید کو اس پھرتی اور چابکدستی

سے ایسا جلد باندھ لیا اسد نے یہ سُنکر اپنی جگہ سے اُٹھکر سلام کیا اور دست بستہ عرض کیا کہ جہان پناہ اب اس قیدی
کے باب مین کیا حکم ہوتا ہی بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اے اسد قتل کرنا اسکا ابھی مناسب نہین ہی امیر والا تدبیر بھی نہین ہین
اور سردار ہمارے فرعون کی قید مین ہین اے اسد تم اسے اپنے ہی پاس قید رکھو مینے اسے تمھارے ہی
حوالے کیا اسد سلام کرکے خوشی خوشی عرش کو لیے ہوے اپنے خیمے مین آیا اور اسے بھی قمہور کے
ساتھ قید کیا ؏ قیس جنگل مین اکیلا ہی مجھے جانے دو ٭ خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو ٭ یہان تو
یہ کیفیت ہی اور وہان فرعون نے بعد مقید کرانے سرداران اسلام کے اپنے نام سے طبل جنگ بجوایا
یہ خبر جاسوسون نے بادشاہ اسلام کے سمع اقدس مین گذرانی کہ فرعون نے اپنے نام سے طبل جنگ بجوایا
ہی کہ کل کے روز میدان مصاف مین لگاکے آتش فتنہ و فساد کو مشتعل کرے بادشاہ نے فرمایا کہ بجا کیا ہرج ہی
بفضل ایزدی و تائید ربانی ہمارے یہان بھی کوس حربی پر چوب پڑے قاسم نے عرض کیا کہ حضور اگر مناسب ہو
تو میرے نام سے طبل رزم بجوائیے بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ بہتر کیا مضائقہ ہی نقار خانہ مین حکم بھیجا کہ قاسم
کے نام سے طبل جنگی نوازش مین آئے بموجب حکم اسیوقت لشکر اسلام مین بنام قاسم طبل جنگی نوازش مین آیا
؏ ز نقارہ آواز آمد عجیب ٭ کہ نصر من اللہ فتح قریب ٭ نوبت بانجا رسید کہ شب بھر دونون لشکرون مین
آلات حرب و ضرب کے صفائی سامان جنگ کے درستی ہوا کی کمانین گوشۂ چشم سے دشمن کے نشانہ بازی سے لیے
لیس تھین تیرون کے دل سے دشمن کے جگر کے پار ہونے کی خلش مٹی نتھی پیکانین لیلی جانستانی کی کھٹک
مین غیرت آہ دلدوز قیس تھین کلہ عمود تیشہ فرہاد سے بڑھکر جان شیرین عدو لینے پر آمادہ نیزۂ جگر خراش مرگ
دشمن پر دلدادہ شمشیر جانستان خم ابروے جانان کی طرح خون کی پیاسی بزدلون مین عجب طرح کی افواسی غرض کہ رات بھر دونون
لشکرون مین یہی شور نشور برپا رہا جب آثار صبح نمایان ہوے دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف
جدال و قتال اُس طرف سے نمرود اپنے اسپ قدرت پر سوار ہوکر میدان مین آیا اور نعرہ کیا ہی کوئی بہادر لشکر
اسلام مین جو میرا مقابلہ کرے یہ آواز سنکر قاسم اپنے گھوڑے کو مہمیز کرکے میدان مین آئے اور نعرہ کیا کہ ہم
تیرا مقابلہ کرینگے غرض دونون جوان پہلے تگاور زن ہوے بعد تگاور زنی کے نمرود نے نیزہ اُٹھایا قاسم نے
نیزہ اُسکا رد کرکے اپنا نیزہ اُٹھایا غرض دونون مین نیزہ بازی ہونے لگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو بلبلین گتھی ہوئی
ہین یا دو زلفین کسی محبوب کی باہم پیچیدہ ہوگئی ہین غرض کہ بعد نیزہ بازی کے نمرود نے عمود اُٹھایا قاسم نے
سپر کو چہرہ کی پناہ کیا وار اُسکا خالی گیا پس قاسم نے مرکب اپنا جھکا کر اُسکے پہلو مین آکر چاہا کہ عمود اُسکا چھین لے
مگر ممکن نہوا نمرود نے پلٹ کر قاسم کو پشت زین سے اُٹھاکر باندھ لیا اور نعرہ کیا کہ اگر اور کسی پہلوان مین دم
رہے ہو تو وہ بھی میدان مین نکلکر اپنا حوصلہ پورا کرے یہ سنکر بدیع الزمان میدان مین آئے نمرود نے بدیع
کو دیکھکر مرکب اپنا بڑھایا اور بعد زد و خورد بدیع کو بھی مثل قاسم گرفتار کرلیا اور طبل بازگشت بجواکر اپنی فرودگاہ
کی طرف مراجعت کی قاسم ابھی دعا کر رہے تھے کہ خدایا بدیع بھی مثل میرے میرے ساتھ قید ہوجاے
کہ یکایک بدیع بھی مطوق و مسلسل سامنے سے نمودار ہوے قاسم نے کہا کہ چچا جان دعا میری خوب
قبول ہوئی ہمارا اور آپکا یہان بھی ساتھ ہوا بھلا چچا جان رفاقت ہو تو اتنی تو ہو اور ساتھ ہو تو ایسا تو ہو کہ قید
مین بھی باہم رہے بدیع نے کہا واہ بھتیجے واہ تم ہی جانتے تھے کہ مین بھی تمھارے ساتھ مستوجب
گناہی ہون اور مبتلاے عقاب حبس ہون مگر یہ رفاقت تو نہ تھا کہ تم میری فتح و فیروزی کی دعا کرتے نہ کہ

برخلاف اسکے یہ کہکر بدیع ہنس دیے ابھی ان دونون مین یہ باتین ہو رہی تھین کہ ایک مرتبہ کسی نے قاسم
اور بدیع الزمان کا مع مسند مکان کے اُٹھا لیا اور نمرود کے پاس آسمان چہارم پر حاضر کیا اب جو قاسم و بدیع الزمان
نے دیکھا کہ ایک گبر بدبخت تخت پر بیٹھا ہوا ہی حسب عادت بطریق اہل اسلام سلام کیا کسی نے جواب سلام نہ دیا مگر غیب
سے آواز آئی کہ علیکم السلام نمرود نے کہا کہ اے بندگان مغضوب سجدہ کرو قاسم و بدیع نے کہا کہ تو کون نابکار
ہی جسے ہم سجدہ کرین ہم سواے خداوند یگانہ و فرزانہ کے اور کسیکو سجدہ نہین کرتے وہی معبود ہی اور وہی لائق
پرستش اور مسجود ہی اور تو بھی مثل ہمارے ایک بندہ اُسیکا ہی مگر صانع اور خالق کا فرق ہی یہ سُنکر نمرود مغلوب الغضب
ہوگیا اور حکم دیا کہ ان دونون کو بھی قندیل آتش مین قید کرو یہ بھی بحکم نمرود قندیل آتش مین مقید ہوے
جب یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی کہ قاسم و بدیع بھی آسمان چہارم پر قندیل آتش مین گرفتار ہوے تو بعد فکر و تامل بسیار
شاہ جہاندار نے عمر سے ارشاد فرمایا کہ خواجہ مجھے عجب طرح کا تحیر ہی کہ یہ آسمان اس مردود نے کس طلسمات سے کیونکر بنائے
ہین اور اسمین کیا بھید ہی کہ فوج اُسکی تو زیر زمین اور خود بالاے آسمان ہی اور جسے لشکر مین قید کرتا ہی
اُسے کچھ دیر کے بعد آسمان پر کھینچ بلاتا ہی اے خواجہ جو اس طلسمات کو جاکر دیکھ آئے اور بعد تحقیق حال
مجھسے آکر راست راست بیان کردے تو مین ہزار طومان اُسے نقد انعام دونگا عمر نے کہا ہان حضور بات تو
معقول ہی پھر کسیکو تجویز کیجیے بادشاہ نے کہا تمھین کسیکو تجویز دو عمر نے کہا کہ مین آپ سے بہتر تجویز نہین کر سکتا ہون
بادشاہ نے کہا کہ اچھا ہم تو تمھین کو تجویز کرتے ہین عمر نے کہا حضور مین بادشاہ نے ہنسکر کہا کہ جی ہان آپ عمر نے
کہا کہ حضور مین نہین جاؤنگا مجھ مین اب قوت نہین ہی بڈھا ہوا اب نہ ویسی فکر نہ ویسے ہاتھ پانون بادشاہ سمجھے کہ یہ
عمر ہین مد نظر یہ ہی کہ کچھ اور بڑھین فرمایا کہ اچھا بھی دو ہزار طومن دینگے غرض دو ہزار طومن کا نام سُنکر کچھ عذر معذرت
کر گئے نہین ہان کرنے لگے آخر کار کہا کہ ؎ ہرچہ از دوست میرسد نیکوست ؎ یہ کہکر ہیئت اپنی تبدیل کی اور
باندھا سے عیاری سے چست و چالاک ہوکر سمت لشکر نمرود شاہ روانہ ہوے اور لشکر مین داخل ہوکے
کُل حال رتی سے ریزہ تک دریافت کرکے چاہتے تھے کہ لشکر اسلام کی جانب مراجعت کرین کہ ناگاہ کوئی کمربند
عمر کا پکڑکے اُڑا لیگیا عمر نے شور کیا کہ ارے تو کون ہی اور کیون مجھے لیے جاتا ہی ارے اگر عمر کے دھوکے
لیے جاتا ہی تو مجھے چھوڑدے مین عمر نہین ہون مجھے کس علت مین گرفتار کیا ہی مگر وہ کب سنتا تھا عمر کو اُڑا لیے
چلا گیا تھوڑی دیر کے بعد عمر کے پاؤن زمین سے آشنا ہوے اور آنکھ عمر کی کھلی دیکھا کہ امیر با توقیر
ایک تخت جواہر نگار پر متمکن ہین اور چار دیو دست بستہ سامنے کھڑے ہوے ہین عمر آگے بڑھکر بشرف
قدمبوسی سے مشرف ہوے امیر نے عمر کو گلے سے لگایا اور کہا کہ عمر اچھی طرح تو رہے عمر نے کہا کہ حضور
شکر خدا کہ بعد ایک مدت کے حضور کو صحیح و سلامت دیکھا لیکن آپکو کیونکر خبر ہوئی جو آپنے دیو کو بھیجکر اُٹھوا لیا
اور اگر دیو مجھکو کھا جاتا تو کیا ہوتا امیر نے فرمایا کہ بھئی اتنی مجال نہ تھی یہ سب ہمارے تابعدار ہین کھانا ایسا
ہنسی ٹھٹھا ہی اچھا خیر کچھ حال نمرود شاہ کا بیان کرو کہ اس سے کیا ٹھہری عمر نے کل روئداد تا حال نمرود بیان کی
امیر نے ارشاد کیا کہ اچھا ہمارا مرکب اور اسلحہ جلد لاؤ اور خبر میری لشکر مین پہونچاؤ عمر نے کہا بہت مناسب ہی پھر
امیر نے ایک دیو کو حکم دیا کہ عمر کو پہونچا دے اور پھر لے آئے غرض کہ عمر گئے اور سبھون کو خبر مقدم امیر
کی دیکر گھوڑا اور ہتھیار لیکر خدمت امیر مین روانہ ہوے جب خدمت امیر مین پہونچکر گھوڑا اور اسلحہ حاضر کیے
تو امیر نے دیوون کو رسید دیکر رخصت کیا اور خود سوار ہوکر داخل لشکر ہوے سرداران لشکر اسلام

پیشوائی کرکے امیر کو لیگئے امیر لشکر مین داخل ہوکر بارگاہ مین جلوہ افروز ہوے اور منشی بلاکر حکم دیا کہ نامہ
نمرود کو لکھو منشی نے اسیوقت نامہ لکھکر پیشکش کیا امیر نے نامہ لیکر حکم دیا کہ جام کلہ عفریت اور بیٹرا لاکر جلد ایک
کرسی پر رکھو اسیوقت جام اور بیڑا لاکر کرسی پر رکھ دیا گیا امیر نے آواز دی کہ ای بہادرو تم مین سے کوئی پہلوان
ایسا ہی کہ اس جام کو پیئے اور یہ نامہ اپنی پگڑی مین مضبوط باندھ کے بارگاہ سے نکلکر بارہ ہزار سوار اپنے ہمراہ
لیکر لشکر نمرود کی جانب روانہ ہو یہ کلمہ سنکر ایرج اپنی جگہ سے اُٹھے اور جام پیکر بیڑا اٹھا لیا اور اس نامہ کو امیر کے
ہاتھ سے لیکر عرض کیا کہ حقیر اس خدمت کو انجام دیگا امیر نے فرمایا بارک اللہ یعنی خدا برکت دے چنانچہ ایرج عازم
روانگی بارگاہ نمرود ہوے بعد ازان امیر نے عمر کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ ای خواجہ تم تو بیٹھے ہوے ہو قافلہ
کے ہمراہ کون جائیگا ہمراہ ایرج کیون نہین جاتے یہان بیٹھے ہوے کیا کروگے غرض عمر بھی بعد حجت بسیار اسباب
عیاری اور گلیم حضرت ابراہیم سر پر رکھ کے ساتھ جانے پر مستعد ہوے غرض ایرج بارہ ہزار سرخ پوشون کو
ساتھ لیکر خود یاقوت پوش ہوکے لشکر نمرود کی جانب روانہ ہوا اور عمر حیل حجت مین رہگئے بعد روانگی ایرج امیر نے
باصرار تمام عمر کو بھی روانہ کیا عمر جلد جلد راہ طی کرکے پوشیدہ طور پر ایرج سے ملحق ہو گئے مگر ایرج کو مطلق
خبر نہوئی القصہ جب قریب لشکر نمرود پہونچے تو ایک سپہ سالار ملک ہیجان کوہ پیکر نام شکار کے واسطے
آیا تھا اُسنے ایرج کو دیکھکر اپنے ہمراہیون سے پوچھا اُن لوگون نے بعد دریافت عرض کیا کہ امیر حمزہ صاحبقران
کا ایلچی ہی نمرود کے پاس نامہ لیے جاتا ہی ملک ہیجان کوہ پیکر یہ سنکر آگے بڑھا مرکب گرہ بن اشقر کو دیکھکر
بہت پسند کیا ایرج کے برابر آکر سلام کیا اور عرض کیا کہ ای جوان تو مجھے پہچانتا ہی کہ مین کون ہون ایرج
نے کہا کہ ہم نہین پہچانتے اُسنے عرض کیا کہ مین نمرود کا سپہ سالار ہون ملک ہیجان کوہ پیکر میرا نام ہی آگاہ ہو
کہ خداوند ہمارا خداوند نمرود آسمان چہارم پر ہی اور روز زمین پر ہی اور مقصود تیرا یہ ہی کہ امیر کا نامہ نمرود تک پہونچا کے
جواب لے یہ بتا کہ اُن تک تو کیونکر پہونچیگا تیرا پہونچنا وہان تک غیر ممکن ہی مین تجھپر یہ احسان کرنے کو موجود ہون
کہ تیرا نامہ نمرود تک پہونچا کے جواب لا دونگا مگر اس شرط سے کہ اگر تو بھی میرے ساتھ اُسکا نعم البدل جو مین
تجویز کرون بجا لائے ایرج نے کہا کہ بیان کر اُسنے کہا کہ ای جوان وہ یہ ہی کہ یہ مرکب تیرا میرے بہت پسند
ہی تو مجھے دیدے اور عوض مین اُسکے مجھسے دو مرکب لیلے ایرج نے کہا کہ مجھے کوئی ضرورت نہین ہی مین خود
تا کہ پہونچاؤن یا نہ پہونچاؤن تجھے اس سے کیا گھوڑا میرا ایسا نہین ہی کہ تجھسے دو مریل گھوڑے لیکر اپنا نایاب
مرکب تجھے دیدون جا اپنی راہ لے یہ سنکر اُسنے جواب دیا کہ اگر نہ دوگے تو مین تمھین مار کر لے لونگا کیون اپنی
جان گنوانے کی فکر کرتے ہو بہتر یہ ہی کہ گھوڑا میرے حوالے کر دو یہ سنکر ایرج کو طیش آگیا جھنجھلا کر کہا
کہ دور ہو سامنے سے کیا بکتا ہی بس جاتا ہی تو جا ورنہ بہت معقول سزا پائیگا یہ سنکر اُسے بھی غیظ آگیا اور غصہ مین
آکر پوری قوت سے ایک تلوار ایرج کے حوالے کی ایرج نے تلوار اُسکی رد کرکے جو ایک ہاتھ مارا تو مع مرکب
و مرکب چار ٹکڑے ہوکے ایرج صلوات خوان جانب لشکر نمرود روانہ ہوے داخل لشکر ہوکر پوچھا کہ ای
لشکریان نمرود تم مین سے بھی کسیکو مرکب کی ہوس ہو تو آئے اور مثل اپنے سپہ سالار کے جو مرکب کا خواہان ہو تماشہ
دیکھ جائے لشکریون نے کہا کہ نہین صاحب یہان کسیکو مرکب کی ہوس نہین ہی آپ شوق سے جہان مزاج مین
آئے تشریف لیجائیے کوئی آپکا مانع و مزاحم نہین ہی اور نہ ہمارے یہان کا یہ قاعدہ ہی کہ ایلچی سے مزاحمت
کرین اُس سپہ سالار نے لبطمع مرکب خلاف دستور ایسی مزاحمت کی ویسی ہی سزا پائی ہمارا کچھ سر تھوڑی پھرا ہی کہ

صاحبقران

خواہ مخواہ آپ سے مخاصمت و منازعت کرین ایرج نے کہا کہ جی نہین جسکا جی چاہے آدمی لشکریون نے کہا کہ جی
نہین آپ سے تو عرض کیا کہ تشریف لیجاسیئے ایرج نے کہا کہ خیر یہ کہکر بجادۂ مستقیم روانہ ہوے مگر ناظرین کو خیال
رہے کہ عمر پوشیدہ طور پر اُنکے ساتھ ساتھ ہین فی الجملہ یہ خبر نمرود کو پہونچی کہ ایلچی امیر حمزہ صاحبقران کا آتا ہی اور
راہ مین آپ کے سپہ سالار ملک ہیجان کوہ پیکر سے مقابلہ ہوا تھا اُسے اُسنے قتل کیا نمرود نے کہا کہ وجہ
مخاصمت کیا ہوئی لوگون نے عرض کیا کہ حضور اُنہون نے خلاف دستور ایلچی سے مزاحمت کی اور اُسکے مرکب کو
دیکھا بلال ٹیک بڑی گھوڑا اُس سے طلب کیا اُسنے نہ دیا تکرار ہوتے ہوتے نوبت بہ جنگ آئی آخر الامر
کار بدکردہ را سزا اینست نمرود مردود نے کہا کہ نام اس ایلچی کا کیا ہی لوگون نے عرض کیا کہ حضور نام اس ایلچی کا
ایرج نامدار ہی یہ جوان بڑا صاحب وقار ہی انتہا کا بہادر و سفاک کمال جری و چالاک ہی یہ سنکر نمرود نے
بختیارک سے کہا کہ ای شیطان درگاہ لوگ کہتے ہین کہ امیر حمزہ صاحبقران کے ایلچی نے ہمارے سپہ سالار
ہیجان کوہ پیکر کو مار ڈالا بختیارک نے کہا کہ خداوندا اسمین تعجب کی کون سی بات ہی یہ تو داخل قواعد اہل اسلام ہی
ای خداوند یہ تو اُنہون نے اپنا نمونہ دکھایا ہی ابھی کی آدمی کی سرشدی کا معاملہ ہی ابھی دیکھیے کون کون زخمی ہوتا ہی
اور کس کس کی قضا آتی ہی نمرود نے کہا کہ یہ کیون نہین کہتے کہ یہ سب بلاے بد ہین بختیارک بولا کہ خداوند مین نے
تو پہلے ہی عرض کیا کہ ان سب کے کاٹے کا منتر نہین ہی کوئی کام انکا مصلحت سے خالی اور حکمت و فراست سے
معرا نہین ہوتا جیسا موقع دیکھتے ہین ویسی بات کرتے ہین انکے مقابلہ مین زمرد شاہ تقدیر کرتے کرتے آخر اس
حال پُر ملال کو پہونچ گئے یا نہین اُنکی تدبیر ایسی سخت ہوتی ہی کہ زمرد شاہ کی تقدیر کچھ نہ بنا سکی بھاگنے کے سوا
کچھ چارہ نہوا اور خداوند کو معلوم ہوا ہوگا کہ پہلے دو لڑائیون مین امیر نہ تھے اب وہ بھی آگئے ہین اب دیکھا چاہیے
کہ کیا آفت برپا ہوتی ہی ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ یکایک ایرج نے آکر آواز دی کہ ای نمرود آگاہ ہو کہ مین
ایرج نامدار ہون امیر حمزہ کا نامہ فیض شمامہ تیرے پاس لیکر آیا ہون جلد مجھے اپنے پاس طلب کر اور نامہ
امیر پڑھکر جواب تحریر کر دو ورنہ مین یہ سمجھون گا کہ تجھسے زیادہ بودا اور نامرد بھگوڑا دنیا مین کوئی نہین ہی کہ معاذ اللہ
خدائی کا تو دعوی کرے اور کمترین بندگان معبود برحق اور مسجود مطلق سے اس طرح دبجاے جب آواز ایرج
کی نمرود نے سنی قہرش سے کہا کہ ای قہرش روے زمین پر کسیکو بھیجدے کہ وہین جاکر نامہ پڑھکر جواب لکھدے
ایسے جنگی آدمی کو کون بیان بلاسے معلوم نہین کہ کیا انجام ہو قہرش نے کہا کہ ای خداوند یہ ایرج نامدار امیر حمزہ
عالی وقار کا نامہ دار ہوش کردہ ہی آفت کا آدمی ہی ایسا دلیرانہ سمجھ یہ اس لائق نہین ہی کہ یون اُس سے بے اعتنائی
کی جاے ای خداوند مین نے ایسا کچھ سنا ہی کہ یہ ایرج وہ ایرج ہی کہ گیارہ برس تک سرداران امیر حمزہ
سے کہ جنکا آج یہ نامہ دار بنا ہی مقابلہ عظیم کرتا رہا بس یہ ایک بات کافی و وافی ہی کہ جو امیر حمزہ سے گیارہ برس
تک برابر لڑتا رہا وہ ایسی بے اعتنائی کا متحمل نہوگا آپ یہ تو خیال فرمائیے کہ اُسنے کس بیباکی اور دریدہ
دہنی سے آواز دی کہ اس طرح کوئی شخص بے دھڑک نہین آسکتا اور قاعدہ ان خدا پرستون کا یہ ہی کہ جبتک اصل
مکتوب الیہ کا سامنا ہو تب تک وہ کسی دوسرے کو نامہ نہین دیتے اور واقعی بظاہر بھی یہ امر خلاف مقتضی [illegible]
ہوتا ہی کہ تحریر کسیکے نام کی اور لیوے دوسرا شخص آپ جسے ایرج کے پاس روانہ کیجیے گا وہ [illegible]
ایسی بے اعتدالیون کا تحمل کہین صاحب عزم سے ممکن ہی اولوالعزم لوگ ایسی بے اعتنائی کا تحمل کرنا
اپنے عزم و مرتبت کے خلاف جانتے ہین بہتر یہ ہی کہ ایرج کو اپنے پاس طلب کیجیے اور باعزاز تمام امیر

نامہ اُس سے لیکر جواب تحریر فرمایئے نمرود نے کہا کہ اچھا ملائکہ زرین بال سے کہو کہ مجبور اُسکا پکڑ کے
اُٹھا لائین قہرش نے کہا کہ خداوندیہ سب باتین خلاف مصلحت ہین نمرود نے کہا کہ اچھا پھر تجھکو تو کیا چاہیے
قہرش نے کہا کہ خداوند میرے نزدیک تو مصلحت یہ ہے کہ ایک تخت مرصع کار زنجیرون مین باندھکر لٹکایا جاوے
اور دریچہ ہائے آسمان سے ملائکہ اُسے کھینچ لائین اور کوئی پہلوان نامی آپکا اُس تخت پر بیٹھ کے بطرز پیشوائی
جاوے اور بعزت تمام و اکرام مالا کلام ایرج کو تخت پر بٹھائے ملائکہ آسمان دوم اُس تخت کو کھینچ لائین اور اسی طرح
سے ملائکہ ہر چہار آسمان تعمیل کرین اور چار جوان جاکر ایرج کا استقبال کرین اسی طرح چارون آسمانون کی سیر کرا کے
خداوند کے سامنے لائین اگر اس ترکیب سے ایرج کے ساتھ برتاؤ کیا جاوے اور عظم و شان رفعت و قدرت
خداوندی دکھائی جاوے تو کچھ عجب نہین ہے کہ ایرج آپ کو لائق خدائی تسلیم کرے اور آپکو سجدہ کرے یہ سنکر
نمرود نے کہا کہ ہان واقعی سچ ہے یہ رائے تیری صائب ہے مین نے ایسی ہی تقدیر کی ہے اور حکم دیا کہ شہپال
زرین بال بادیگر ملائکہ مقربین تخت کو لیجاوے اور وزیر بتدیل زرین رقم خسرو بلند اختر عون شاہ اُسکی
پیشوائی کے لیے جائین غرض کہ شہپال زرین کے ساتھ چند ملائکہ آئے اور بتعظیم تمام ایرج سے پیش آئے
ایرج نے کہا کہ تم کون ہو ہر ایک نے اپنا نام بتلایا اور عرض کیا کہ ہمارے خداوند نے آپکی پیشوائی کے لیے
ہمکو ارسال کیا ہے آپ اس تخت پر جلوہ افروز ہون اور شوق سے ہمارے خداوند کے پاس تشریف لیچلین
ایرج اُس تخت پر رونق افزا ہوے اور عمر نے اپنے تئین پوشیدہ کر کے اس طرح کہ ایرج نے بھی نہ دیکھا
پایہ تخت کو پکڑ لیا اور ملائکہ نے تخت کو آسمان اول پر کھینچا ایرج نے فلک اول پر پہونچکر دیکھا کہ ہر ایک نیلے
کاروبار ضروری مین مصروف ہے اور جا بجا انواع و اقسام کے گملے رنگین طرح بہ طرح کے نقش و نگین
لگے ہوے ہین عجائب و غرائب صنائع سے اُس آسمان اول کو گویا اپنے زعم مین معاذ اللہ نمونہ بہشت برین بنایا
ہے وزیر بتدیل آسمان دوم سے پیشوائی کے لیے آسمان اول پر آیا اور اپنے زعم ناقص مین صنایع عجیبہ
اور بدایع غریبہ دکھا کر کہنے لگا کہ آپنے ہمارے خداوند کی قدرت اور حکمت ملاحظہ فرمائی اب تو آپکو سجدہ
لازم ہے ایرج نے کہا کہ نمرود کیا مردود ہے جسے ہم سجدہ کرین وہ ہرگز سجدہ کا سزاوار نہین لائق تعظیم و
پرستش وہی خدا ہے یگانہ و فرزانہ ہے جسکی ہم پرستش کرتے ہین اور لائق عبادت وہی ذات وحدہ لاشریک
لہ ہے جسے ہم معبود حقیقی کہتے ہین خاموش رہ غرض کہ وزیر بتدیل آسمان دوم پر لیگیا وہان خسرو بلند اختر نے آسمان
سوم سے اُترکر مراسم پیشوائی ایرج کے ادا کیے اور عجائب و غرائب صنائع بدایع آسمان سوم کا معاینہ کرایا سیر
کرتے کرتے ایرج نے ایک جانب دیکھا کہ ایک شخص نہایت طویل القامت ایک سو چالیس کا قلم ہاتھ مین لیے
ہوے اور ایک سو چالیس من کی دوات سامنے اُسکے رکھی ہوئی اور ایک سو چالیس من کی لوح ہائے طلائی
اپنے سامنے رکھے ہوے خدائی نمرود کا حساب لکھ رہا ہے جب ایرج اُسکے برابر پہونچے تو اُس سے پوچھا
کہ تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے اُسنے عرض کیا کہ مین سیارہ عطارد ہون اور نام میرا اشتغالی زرین رقم ہے ای جوان
زہے نصیب تیرے کہ تو اس مقام پر پہونچا بنویس برین لوح تعریف خداوند نمرود ایرج نے کہا اچھا کیا مضائقہ
ہے دوات قلم لا اُس شخص نے قلم دوات سامنے ایرج کے حاضر کی ایرج نے قلم اُٹھا کر اُس لوح پر
رقم کیا کہ نمرود بڑا مردود شخص ہے ابد آلاباد لعنت خدا اُسپر ہو اور ایزد متعال اپنا قہر اُسپر نازل کرے یہ الفاظ
لکھکر اُس شخص سے کہا کہ دیکھ مین نے کیا خوب تعریف تحریر کی ہے جب نظر اُسکی اس کتبہ پر پڑی بہت

برہم ہوا اور دوات اُٹھا کر ایرج کی پیشانی پر کھینچ ماری ایرج نے دوات کو تو جھپکی دیکر پھینک دیا اور اُس
نے گریبان مین ہاتھ ڈال کے ایک گھونسا اُسکے سر پر مارا کہ کاسۂ سر اُسکا پارہ پارہ ہو گیا جب وہ ملعون
تمام ہوا تو ایرج نے کہا کہ الحمد للہ کہ ہمین فال فال خوب ست خسرو یہ معرکہ دیکھکر لرز گیا اور کانپتا ہوا
ایرج کے سامنے آکر گویا ہوا کہ ای جوان تو نے کیا غضب کیا کہ خداوند نمرود کے ملک مقرب منشی لوح کو
تو نے مار ڈالا ایرج نے کہا چپ رہ کیا بکتا ہے کیسے خداوند اور کیسا منشی لوح ہر ایک گستاخ اسی انجام کو پہونچتا ہے
کار بد کردہ را سزا اینست ❊ ابھی خسرو سے اور ایرج سے یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ خواجہ عمرو کو یہ ترکیب
سوجھی کہ لاؤ یہ لوح طلائی اور دوات و قلم ایک قیمتی مال ہے اُسے اُٹھا لو یہ دونون تو مصروف گفتگو ہین
خواجہ صاحب نے آنکھ بچا کر کہ کسی کو خبر بھی نہوئی لوح و قلم و دوات داخل زنبیل کر لی اب جو مڑ کر خسرو نے
دیکھا تو قلم و دوات ندارد ہے حیران ہو کر کہنے لگا کہ قلم دوات کیا ہوئی دیکھیے یہ بھی خداوند نمرود کی قدرت
نمائی ہے کہ لوح و قلم دوات خود بخود غائب ہو گئی ایرج نے کہا کہ چپ رہ مردک کیا بے تمیزی کی باتین کہتا ہے
بس بہت بیہودہ گوئی اچھی نہین ایسا نہو کہ تو بھی در عہدہ دہقنی کی سزا پائے غرض بعد سیر و ساحت قصر آسمان سوم ہی
لیگیا وہان بھی سیر و سیاحت کرائی کہ آسمان چہارم سے فرعون شاہ آسمان سوم پر واسطے استقبال کے آیا
اور آسمان سوم سے وہ فلک چہارم پر لیگیا اور وہان کے عجائبات کا مشاہدہ کرا کے نمرود کے پاس لے آیا
اب یہان آکر ایرج نے دیکھا کہ ایک شخص دراز قد بہیئت بصد کبر و نخوت تخت خداوندی پر بیٹھا ہوا ہے
اور تاج سر پر رکھے ہوے ہے اور گرد و پیش اُسکے کنیزان ماہ پیکر و غلامان زرین کمر دست ادب بستہ
بصد اہتمام حاضر اور برای تعمیل احکام استادہ ہین اور چالیس کنیزان خوش جمال عقب سر اُسکے کھڑی
ہوئی مورچھل جنبانی کر رہی ہین اور ایک جانب لقا اور دوسری جانب بختیارک بے لقا جاگزین ہے
خسرو نے کہا کہ سجدہ کر ایرج نے کہا کہ کسے سجدہ کرون خسرو نے کہا کہ خداوند کو ایرج نے کہا کہ خاموش
او مردود اور عوض سجدہ کے بطریق اہل اسلام سلام کیا اُن لوگون مین سے کسی نے جواب سلام نہ دیا مگر غیب
سے صدا بلند ہوئی کہ علیکم السلام یا ایرج نمرود نے پوچھا کہ تو کون ہے ایرج نے کہا کہ نامہ دار امیر نمرود نے
کہا کہ نامہ لاؤ ایرج نے کہا کہ پہلے میرے واسطے دنگل لا تھوڑی دیر مین بیٹھ لون راہ دور سے آتا ہون
ذرا ستا لون تو تیرے سوال کا جواب دون نمرود نے کہا کہ ہم کوئی دنگل ساز نہین ہین یہ سنکر ایرج نے
ہر چہار طرف ملاحظہ کیا ایک جانب دیکھا کہ ایک پہلوان اجلال ثمین تن نام نمرود کے قریب بیٹھا ہوا ہے اور
اُسکا ایک ہاتھ ہے اور اصلی ہاتھ مین کئی ہاتھ نکلے ہوے ہین اور ہاتھون پر سنگلے کی طرح بال اُگے ہوے
ہین اور کل پہلوانان نمرود سے زیادہ قوی ہیکل ہے بڑے کبر و نخوت سے آنکھین بند کیے ہوے نشۂ
بد دماغی مین سرشار بدمست بیٹھا ہوا ہے اُسے دیکھکر اُسکے برابر آیا اور کہا کہ او پہلوان اُٹھ دنگل پر سے
اُسنے مطلق نہ سنا دوسری مرتبہ پھر ایرج نے کہا کہ ای پہلوان اُٹھ دنگل پر سے مین تجھسے کہتا ہون پھر اُسنے
کچھ جواب نہ دیا اب تو ایرج کو غصہ آگیا اور تیسری بار آواز سخت سے ڈانٹ کر کہا کہ ابے او مردک پہلوان اُٹھ
دنگل پر سے دو مرتبہ تجھسے کہہ چکے کسطرح تو سماعت نہین کرتا ہے اُسنے آنکھ کھول کر کہا کہ کیا کچھ ہمسے کہہ رہا ہے
ایرج نے کہا کہ کیا خوب دو مرتبہ تجھکو پہلوان پہلوان کہکے آواز دی اب جب اپنے ہنر کو پہونچا اور ہمنے مردک
کہکر آواز دی تو تیری آنکھ کھلی معلوم ہوا کہ نام تیرا مردک ہی ہے یہ سنکر اُسے غصہ آگیا اور اپنے ہاتھ کو دراز کیا

اور چاہا کہ گردن ایرج کی پکڑ لے ایرج نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اُسکا ہاتھ پکڑ لیا ہر چند کہ ہاتون کے چھینے سے
سخت تکلیف ہوئی مگر جی کڑا کر کے نام مبارک حیدر کرار قاتل عمرو و انتر کشندہ اژدر غالب کل غالب حضرت علی ابن ابی طالب
علیہ السلام کا لیکر اس زور سے جھٹکا دیا کہ ہاتھ اُسکا شانہ سے ٹوٹ کر جدا ہو گیا اور وہ منہ کے بل دنگل کے
نیچے آرہا ایرج نے وہ ٹوٹا ہوا ہاتھ نمرود کے سامنے پھینک دیا بختیارک نے کہا کہ خداوند یہ دست تو
خوب مزیہ ہے اسکو بہر دست حفاظت سے رکھ چھوڑیئے نمرود کو بختیارک کے اس کلام سے ہنسی آگئی
اور مسکرا کر کہا کہ ارے چپکا نہیں بیٹھتا خواہ مخواہ کی بے تکی ہانک رہا ہے بیکار بڑ بڑ لگائی ہے غرض ایرج
اس پہلوان کو گرا کے اُسکے دنگل پر جا بیٹھے بھائی اُسکا مہلیل رومین تن بھی سامنے نمرود کے بیٹھا ہوا
تھا اُسنے جو بھائی کا یہ حال دیکھا خون اُسکی آنکھون مین اُتر آیا اپنی جگہ سے اُٹھ کر ایک تلوار ایرج کے حوالہ کی
ایرج نے ضرب اُسکی خالی دیکر جست کر کے اُسکے سینہ پر اس زور سے لات ماری کہ وہ دھم سے زمین پر
گر پڑا اُسکے گرتے ہی ایرج نے اور ایک لات اُسکے گردہ پر ماری کہ گردے اُسکے پھٹ گئے اور
ایک ہاتھ اُسکا پانون کے نیچے دبا کر ایک ٹانگ اُسکی پکڑ کے جو ایک جھٹکا دیا تو چر سے دو حصے ہوگئے
ایرج نے دونون ٹکڑون کو چرخ دیکر بالاے ہوا اُچھال دیا اور دونون ٹکڑے اُسکے بالاے
ہوا سے چرخ کھاتے ہوئے زمین پر گرے اور ایرج نے اپنی کرسی پر بیٹھ کے نعرہ کیا کہ ہم نامہ دار
امیر حمزہ عالی شان یہ کہکر نمرود سے کہا کہ اے آپ آگے بڑھ اور نامہ ہمارے امیر کا لے نمرود آگے
بڑھا نامہ دست ایرج سے طلب کیا ایرج نے کہا کہ تعظیم اس نامہ کی بجا لاؤ استادہ ہو کر اس نامہ کو لو نمرود نے
یہ سُنکر لقا کی طرف دیکھا لقا نے اشارہ سے کہا کہ اچھا کھڑے ہو جاؤ ایسا نہو کہ کوئی اور آفت تازہ آکر
دامنگیر ہو ابھی دو شخصون کا کام تمام ہو چکا ہے نمرود لقا کا اشارہ پا کر کھڑا ہو گیا اور نامہ ایرج سے طلب کیا
ایرج نے کہا کہ اس نامہ کو لیکر پہلے سر پر رکھو پھر لفافہ چاک کر کے پڑھنا چاہا مگر بسبب رعب و جلال کے
نہ پڑھ سکا اور بختیارک کے حوالہ کیا بختیارک نے اُس نامہ کو بہ آواز بلند پڑھا نمرود نے مضمون نامہ
سماعت کر کے بختیارک سے کہا کہ جواب اسکا جنگ تحریر کر دے بختیارک نے اُسیوقت جواب نامہ جنگ
لکھکر ایرج کے حوالہ کیا جب بختیارک نامہ ایرج کے حوالہ کر چکا اور اتنی دیر مین حواس نمرود کے درست ہوئے
اور رعب ایرج کا برطرف ہوا تو جی کڑا کر کے ایرج سے کہا کہ کیون ایرج تو نے یہ کسقدر بے اعتدالی
کی اور ہماری جناب مین کسقدر گستاخی کا مرتکب ہوا ہر چند کہ مین نے تجھے یہ عزت دی تھی کہ اپنے تخت
کے پاس برطلب کر لیا تھا اب دیکھیون کہ تو کیسا مرد ہے جب یہ کہکر نمرود خاموش ہوا تو ایرج نے کہا کہ خاموش
رہ کیون بیکار سمع خراشی کرتا ہے زیادہ دون کی لیگا تو ایک تیغہ تیرے سر پر ایسا رسید کرونگا کہ سر تیرا دھڑ
سے جدا ہو جائیگا اور اپنے تمام افعال بد کی سزا پائیگا یہ تقریر ایرج کی سنکر نمرود فرط غضب سے آپے مین
نہ رہا ساری مصلحتون کا خیال جاتا رہا ایک دیو قوی ہیکل شمالدیو نام جو نمرود کے پاس کھڑا تھا اُس سے اشارہ
کیا کہ مار اُس آدمزاد کو اب اسکی گستاخیان حد سے زیادہ متجاوز ہوتی جاتی ہین اور بہت سخت کلامیان کر رہا ہے
یہ سنکر وہ دیو آگے بڑھا اور ایرج کی گردن مین ہاتھ ڈال کے زور کرنے لگا ایرج نے دیو سے کہا کہ اچھا ابھی
تو بھی اپنا حوصلہ اچھی طرح نکال لے تیرے دل مین بھی ہوس باقی نرہجائے یہ کہکر ایرج اس دیو کے آگے
آ گئے جب وہ خوب زور کر چکا اور کچھ نہ ہلا سکا تو ایرج نے کہا کہ بس اب سنبھل مین بھی اپنا زور کرتا ہون یہ

گھبرایا تھ دیو کا پکڑ کر اس زور سے جھٹکا دیا کہ دیو منہ کے بل ایرج کے پانون پر گر پڑا اور گڑگڑانے لگا
کہ اے آدمزاد مجھسے قصور ہوا مجھے چھوڑ دے ایرج نے کہا کہ اچھا اس شرط سے چھوڑتا ہون کہ تو ابھی
مجھے زمین تک پہونچا دے دیو نے کہا کہ بہت خوب آپ ہاتھ میرا چھوڑ دیجیے اور میری پشت پر بیٹھ لیجیے
مین ابھی تعمیل ارشاد کرتا ہون یہ سنکر ایرج نے اُسے چھوڑ دیا اور اُسیوقت دیو کی گردن پر سوار ہوا عمر تو پہلے
بیٹھے ہی ہوے تھے جیسے ہی ایرج اُسکی گردن پر سوار ہوے ویسے ہی میان عمر بھی اُس دیو کے ایک
شانہ پر گنڈلی مار کے اس طرح آہستہ سے دبے پانون آکر بیٹھ رہے کہ مطلق ایرج کو معلوم نہوا کیونکہ
دیو کا شانہ تھا اُسکی گردن کی آڑ مین بالکل محسوس نہوا اور نہ اُس دیو کو کچھ گرانی ثابت ہوئی کیونکہ عمر کا بوجھ ہی
کیا تھا مگر کچھ آہٹ سی پائی گئی جب دیو پھر اکر منھ اُٹھا کر دیکھتا ہی تو یہ اور دبک جاتے ہین غرض کہ وہ دیو
ایرج کو لیکر چلا عمر و دیو نے دیو سے اشارہ کیا کہ اُسے یہان سے لیجا کر کسی دریا مین یا پہاڑ پر پھینک دیا دیو
اشارہ سے سمجھا کہ بہت اچھا ایسا ہی ہوگا غرض دیو وہان سے پرواز کرتا ہوا چلا جاتے جاتے ایک مقام پر
چاہا کہ ایرج کو ادھر اُدھر پھینک دے ایرج نے یہ قصد دیکھکر ایک ہی گھونسا دیو کے سر پر مارا کہ سر اُسکا
گردن مین گھس گیا اور کہا کہ دیکھ خبردار اب اگر ایسی لڑائی کی تو اس زور سے گھونسا دونگا کہ تو یہین مردہ ہوکے
گر پڑیگا پھر میرے سے جاہے جو کچھ ہوجاے دیو نے عرض کیا کہ بہت اچھا اب ادھر اُدھر نہ دنگا بھی نہین
خداوند یہ قصد میرا تھوڑی تھا کہ مین آپ کو پھینک دون ایرج نے دوسرا گھونسا اُٹھایا اور کہا کہ دیکھ سے
اس گھونسے کو اور سیدھا چل چل غرض جب وہ دیو دوسرا قصد کرتا ہی ایرج گھونسا اُٹھاتے ہین القصہ اسی طرح
ایرج بالاے زمین آئے عمر تو کود کر ایرج سے پہلے ہی لپٹے ہوے اور ایرج نے گرز بند اُس دیو کا
پکڑ کر بالاے سر چرخ دیکر زمین پر دے مارا کہ سر دیو کا پھٹ گیا ایرج کمر بند اُسکا لیکر خدمت امیر مین روانہ
ہوے اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیا جب عمر خدمت امیر مین پہونچے تو فرد وقائع امیر کو دیکر علیحدہ
ہو رہے امیر نے ایرج کے کارنمایان دیکھکر بہت مدح وثنا کی اور چند سردارون کو پیشوائی کے واسطے
روانہ کیا جب ایرج شرف قدمبوسی امیر سے مشرف ہوے اور اپنی جگہ پر متمکن ہوے کمر بند دیو کا امیر
باتوقیر کے سامنے رکھ دیا اور عرض کیا کہ حضور یہ آخری کارستانی تھی اور اُسکے علاوہ جو جو کامیابیان
ہوئین وہ مجھے بالتفصیل یاد بھی نہین رہین مگر مختصراً گذارش کرونگا افسوس ہی کہ وقائع نگار کوئی ہمراہ
نہ تھا عمر کسیطرح جانے پر راضی نہوے اُسکا بڑا تاسف ہی امیر نے ارشاد فرمایا کہ بھئی دیکھو ذرا اس
فرد کو تو معائنہ کرو اب جو ایرج دیکھتے ہین تو کل واقعات بالتفصیل قلمبند ہین ایرج نے کہا کہ حضور
یہ کون ایسا میرے ساتھ گیا تھا جسے مین نے کسی وقت نہین دیکھا واقعی حالات تو سب من وعن کم وکاست
صحیح صحیح مرقوم ہین کہ سر مو فرق نہین امیر نے مسکرا کر عمر کی جانب اشارہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ یہی حضرت
تھے جو کام سواے انکے اور بھی کوئی کرسکتا ہی جب تم جاچکے تو عقب سے مین نے انہین بھی جس طرح
بنا روانہ کیا ہر چند کہ یہ تو اپنے معمول کے موافق بظاہر انکار ہی کرتے رہے مگر مین نے بہ اصرار تمام
انکو روانہ کر دیا ایرج نے خواجہ سے کہا کہ خواجہ بیان تو کیجیے کہ آپ کیونکر گئے اور کس طرح
آپ نے میری ہمراہی کی خواجہ نے کہا کہ آپ کے جانے کے بعد مین بھی بہ امر امیر آپ کے تعاقب
مین روانہ ہوا پاے شاطری مار کے آپ کے لشکر مین ملحق ہوگیا مگر آپ سے پوشیدہ رہا اپنے تئین

ظاہر نہین کیا جب آپ تخت پر بیٹھنے چلے تو مین نے بھی تخت کا پایہ پکڑ لیا تھا جب آپ واپس چلنے لگے تو مین دیو کے شانے پر سے کود کے آپ سے پیشتر یہان چلا آیا اسمین تعجب کی کون سی بات ہی ایرج نے کہا کہ واقعی خواجہ سلامت آپ سے تو کوئی عجب نہین ہی ای خواجہ حق تو یہ ہی کہ آپ خود ہی اپنے نظیر ہین دوسرا کوئی شخص تو مثل آپ کا نہین معلوم ہوتا ہم بھی تو آپ کے تربیت یافتہ ہین اور آپ ہی کی وجہ سے اس مرتبہ کو پہونچے خواجہ نے کہا کہ یہ آپکی سعادتمندی ہی ورنہ مین تو اس قابل نہین ہون ایرج نے کہا کہ یہ آپکا انکسار ہی ورنہ آپ بہت بڑے شخص ہین خلاصہ اینکہ ابھی یہ ذکر ہوئی رہا تھا کہ یکایک بدیع الجمال کے آنے کی خبر ہرکارون نے امیر کو پہونچائی

ذکر آمد بدیع الجمال و دیگر امور حسب حال بیان کیے جاتے ہین

جنون مین تن پہ لباس غبار باقی نہین
کب اپنے پاس کفن کو بھی تار باقی ہے
خزان کو دیکھ کے وحشت سی چھا گئی دل پر
غلط کہ گردش لیل و نہار باقی ہی
خرام ناز نے تھوڑی قیامتین کی ہین
جو ہم نہین تو ہمارا غبار باقی ہی
امید وصل چلی جاے ہان دل نادان
رہا سہا ہی نفس کے تار باقی ہی
کرونگا مین بھی ترا ایک ہی لہو پانی
نکالنا ابھی دل کا بخار باقی ہی
رکھینگے عمر بھر اس دل کو بس مین اے ظالم
کہ دل مین یارئہ صبر و قرار باقی ہی

ابھی نزاکت رفتار یار باقی ہی
ابھی نظارئہ فصل بہار باقی ہی
وہ جسم زار کا سنتے ہی حال گھبراے
وہ دیکھے تو کسیکا مزار باقی ہی
جو نہ نہین ہی تو کچھ بھی خلش نہین باقی
بہت ابھی تو شب انتظار باقی ہی
صبا اُڑا نہ سکی آسمان مٹا نہ سکا
جو دم مین دم ہے ای تیغ یار باقی ہی
مرض عشق کی کیا پوچھتے ہو تدبیر
اگر بقا ہی تو کل اختیار باقی ہی
دم اخیر ہی ای داغ توبہ کر توبہ

ابھی زمانہ ناپائدار باقی ہی
نہ دیکھی عیش گذشتہ کی پھر کبھی صورت
ابھی تو شرح دل بیقرار باقی ہی
رہی نہ بہر عدو دل مین کینہ جو کی جگہ
جو عشق ہی تو غم بیشمار باقی ہی
جنون کے ہاتھ سے تا نفس کیا سے غضب
کہ دل مین آنکے ہمارا غبار باقی ہی
بیان ہو نہ جگر پر یہ آپ گھبرائے
کہ زندہ بھی کوئی بیمار زار باقی ہی
پھر ابکی لوٹ لے ظالم نگاہ ناز سے تو
کہ دم سیاہ ابھی اختیار باقی ہی

منطقیان رموز حکمت سخن و متکلمان اسرار داستان کہن موضوع و محمول فسانہ سے تشکل برہان سلمی قائم کر کے اس طرح نتیجہ نکالتے ہین اور اس قضیہ اتفاقیہ صغریٰ و کبریٰ کو جنس و فصل بیان سے خاصتہً یون بعرض عام کرتے ہین کہ جب امیر نے خبر آمد بدیع الجمال سنی تو کل باتون کو قطع نظر کر کے منتظر آمد بدیع الجمال کے تھے اور متفکر تھے کہ خیر باشد بدیع الجمال کے آنے کی کیا وجہ ہی کہ اس اثنا مین بدیع الجمال بھی آموجود ہوا اور امیر باتوقیر کو بصد ادب اسلام کر کے نامہ آسمان پری کا امیر کے حوالہ کیا امیر نے اس نامہ کو پڑھکر اسیوقت جام طلب کیا اور بیچ بارگاہ مین اس جام کو رکھوا کر آواز دی کہ کوئی جوان ایسا ہی کہ اس جام کو پیے اور قہقہہ حبشی کا لائے اور طلسم گلزار سلیمانی کو شکست کرے نور الدہر اپنے دل مین یہ سوچے کہ ایرج نے ابھی اتنی بڑی ایلچی گری کی ہی اور ایسا کار نمایان بر روے کار لایا ہی اب تم چلکر اس کام کو انجام دو طلسم کو توڑ دو اور قہقہہ حبشی کو مار رہو یہ تصور کر کے اپنے دنگل سے اٹھے اور سامنے امیر کے حاضر ہو کر دست ادب باندھ کے گزارش کیا کہ حضور اگر مناسب تصور فرمائین تو غلام اسکا راہم اسکا سر انجام عمل مین لائے یہ سنکر امیر نے ارشاد فرمایا کہ بارک اللہ ای شاہ جوانان یہ سب کام تیرے ہی واسطے ہین یہ کہکر امیر نے خواجہ عمیا و ثنی اور خواجہ دریادل پسران خواجہ بزرجمہر کو طلب کیا اور ارشاد فرمایا کہ ای خواجہ زادو دیکھو تو کہ طلسم گلزار سلیمانی کو کون توڑیگا اور یہ نیکنامی کسکے حصہ مین ہی اور قہقہہ کو مار کر کون سرخروئی

حاصل کریگا خواجہ زادون نے اصطرلاب نجوم کو آفتاب کی جوت سے ملاکر تثلیث و تربیع سیارگان افلاک سبعہ کی مطابقت کرکے احکام پر نظر کی اور ہر ایک ستارہ سعد و نحس کی نظر کو بروج فلکی کی مناسبت سے ملاحظہ کرکے عرض کیا کہ حضور مرگ قہقہہ کی تو تیغہ عقرب سلیمانی سے معلوم ہوتی ہے جسکے ہاتھ مین وہ تیغہ ہوگا وہی قاتل اسکا معلوم ہوتا ہے امیر نے اسیوقت تیغہ عقرب سلیمانی نورالدہر کے حوالہ کیا نورالدہر نے مسلح و مکمل ہو کر بہام نوش فرمایا ہمراہ بدیع الجمال نے دیوون کو اشارہ کیا کہ تخت حاضر کرو دیوون نے فی الفور تخت حاضر کیا نورالدہر تخت پر جلوہ افروز ہوئے اور امیر کو سلام کرکے پرشہ قاف کی سمت روانہ ہوئے اب انکو تو راستے مین چھوڑا دو کلمہ داستان حال لشکر اسلام و لشکر نمرود کے ملاحظہ فرمائیے جو ٹہا ہو سا تھیون نے لیل کا روان

لیجائے ٹوٹنے مری قسمت کہاں مجھے
چاہین مثل سنگ فلاخن جہاں پھینکیے
آتی نہین ہے بات سوائے فغاں مجھے
ہوتی نہ وہ گلی تو بہاتا نہ دل مرا
تو کہہ رکھے کاش تو پاسبان مجھے
ای داغ اسکے ہاتھ سے گر ہوں شہید مین

اسکو نہ آئے تم تو دل بدگمان سے
پھینکے مرے نصیب کی گردش کہاں مجھے
پڑتی ہے آنکھ سر بزم جب کہین
ملتا اگر زمین سے عوض آسمان مجھے
دل خط مین رکھدیا بھی تو کیا فائدہ ہوا
وہ موت بھی ہو زندگی جاودان مجھے

وان لیگیا کہ موت ہی جانان جہان ہے
کیا درد دل کہون کہ سراپا ہون درد
جانتے ہین اک نگاہ پہ سو گمان مجھے
افسانہ تھکے اسکو سناؤن تمام رات
آیا ہے کہا ہی سوال کو جب ہی تو زبان مجھے
تھا پاسبان قوم نکتہ دانی دہن یہان

فنون قصہ خوانی نزاوئیہ خامہ سحر نگار نکتہ سنج بیان پر اس شکل سے رقم کرتے ہین کہ جب ایرج دیو کو مار کر خدمت امیر نوقیر سے مشرف ہوئے اور یہ خبر نمرود کو پہونچی کہ ایلچی امیر کا اس دیو کو مار کر صحیح سلامت لشکر اسلام مین ہو نچگیا تو بنجیارک نے نمرود سے کہا کہ ارستانی خدا پرستون کی ملاحظہ کی نمرود کو غیظ آگیا اور حکم نوازش نقارہ رزمی صادر کیا اسیوقت لشکر نمرود مین طبل جنگ بجا جو اسیطرح لشکر اسلام نے یہ خبر صاحبقران والاشان کے حضور مین آکر عرض کی لشکر نمرود مین طبل جنگ بجادیا گیا امیر نے بھی زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی آئیدہ کوس جنگی بجایا جائے چنانچہ فوراً لشکر امیر مین بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی صدائے شور فساد بلند ہوئی شب بھر دونون جانب اسباب حرب و ضرب کا انتظام سامان جنگ کا اہتمام ہوتا رہا شجاعان روزگار و مردان آزمودہ کار اپنے اپنے اسلحہ کی صفائی و درستی مین مصروف ہوئے بادشاہ نے سویرے سے دربار برخاست کردیا سرداران اپنی جگہ پر آئے صبح خانے کھاوائے مسل و رسل نقیبون مین صدا بلند ہوئی آئینہ تیغ پر صیقل دو چند ہوئی بانگ دراز و شور قرنا سے جنگی مراءت خاطر شجاعان کے لیے گویا قلعی تھی کہ ہمت و جراءت کی صورت نظر آنے لگی آئینہ خانہ ہمت مین عروس جلادت جلوہ دکھانے لگی تمنائے ہم آغوشی عروس ظفر مین فتح و ظفر مین سیماب دار بیقرار آمادہ مرگ دیدیا سے کار زار چشم شاہد ہمت کے اشارے ہونے لگے کہ دیکھین کون جراءت تیغ کے روبرو سینہ سپر بناتا ہے اور کون بخندہ پیشانی بگڑا ہوا نقشہ درست بناتا ہے آج ہی تو مردی و نامردی کے جوہر کھلینگے عرصہ جنگگاہ مین جرید شجاعت کے دفتر کھلینگے کسکی قلعی کھلجائیگی گرد کرد و بدر نقش رخسار شجاعت سے وصل جائیگی کل مقدمہ نام و ننگ ہے خصم مردانگی پر جامہ حیات تنگ ہوا اس کسامہی دین بزدلون کو عارسی ہوئی کسنان جانستان ملامت کی خلش مژگان یار سی ہے نیزے سے شاہد ناز کی طرح تیر تکلے کا سعود منہ بنا کر سمٹنے لگے تیغ آبدار کے سلسلے سپر نے دل کی کدورت لگالی تھی برچھیون کی آن بان دیکھی بہالی تھی کمند حلقہ زلف گرہ گیر تھی لب سوفار سے نگاہ سے راسا بازی تیر تھی پیادے

محو صورت جنگ سواروں پر عرصہ زیست تنگ گھوڑے فرط ہراس سے ششدر کھڑے تھے پیل
کجروی عدو سے منصوبہ حیرت مین پڑے تھے چار آئینہ اپنا رخ روشن دکھا رہے تھے خود و لبساط حمات
بجھا رہے تھے زرہون پر یہ کڑی پڑی تھی کہ تیغ مخالف کے انتظار مین نگاہ حسرت لڑی تھی شمشیر صاعقہ
بار کی چمک کشت حیات دشمن پہ بجلی گراتی تھی مارے خوف کے قضا بھی گولی بچاتی تھی نفر زین و لگام کی
درستی مین آمادہ مستعد جنگ ہر ایک سوار و پیادہ کہان تک گزارش ہو چار پہر رات یہی غوغا بلند رہا جب مرقع
دہر سے ورق شب الٹا صورت دوسری نظر آئی تیغ سحر صیقل ہو کر مصفا ہوئی خنجر آفتاب نے روانی
دکھائی بت جلائی دہر نے کھر مشعل روز ٭ ہوا روشن چراغ عالم افروز ٭ جو نکلا شہسوار اسپ افلاک ٭
اڑے تابون سے تارے صورت خاک ٭ ہنگام سحر دونون لشکر بصد کرو فر دار و دشت قتال ہوئے
صبح ہوتے ہی صاحبقران عالی شان نے بھی بعد ادائے فریضہ سحری مثل آفتاب تابان کمین بارگاہ سے
طالع ہو کر خانہ زین مرکب خنگ سیہ قیطاس کو منور و روشن فرمایا سردار مثل خطوط شعاع گرد اس نیر تابان
کے روان چالیس ہزار سواران چارآئینہ پوش ہمراہ جوڑیان نقارہ ہا سے نقرہ و طلا کی بجتی بہ عظمت و شان
فی الجملہ اس جاہ و حشمت سے امیر با توقیر مع سپاہ وارد جنگاہ ہوئے دلاوروں نے صفوف جدال و قتال کو آراستہ
کیا نقیبوں نے کڑکا کہنا شروع کیا ٭ یک آگے بڑھ رہا اور یک پیچھے ہٹے ٭ ایسے پوت کپوت کا کاماس پکھا ہے
ای مردان بکوشید نا جامہ زنان نپوشید ٭ روز جنگ ست جنگ باید کرد ٭ کوشش نام و ننگ باید کرد ٭
رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا ٭ مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ٭ اس کلام شجاعت التیام سے مادہ
شجاعت کا ہیجان ہوا صفوف افواج پر مثل صف مژگان سناٹا سا چھا گیا ہر ایک بہادر اپنی جانب مخالف
بہ نگاہ قہر نگران تھا کہ صف لشکر نمرود سے مغیلان خارا شکن باہر آیا اور نعرہ کیا کہ ای فرقہ مغضوب درگاہ
خداوند تم مین سے جسے دعوی مردانگی ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے اور جام شربت مرگ میرے ہاتھ سے
پیے نمرود نے کہا کہ مین نے تقدیر کی ہے کہ مغیلان خارا شکن حمزہ کو قتل کریگا بختیارک نے کہا کہ بجا ہے
ای خداوند ہم یہ تقدیر کرتے ہین کہ مغیلان اور اسکے بعد بہت سے سردار تمہاری فوج کے حمزہ کے
ہاتھ سے چاشنی گیر حلاوت مرگ ہونگے نمرود نے کہا کہ ای شیطان درگاہ تو نے کیا کہا تو کیسی الٹی
تقدیر کرتا ہے بختیارک نے کہا کہ خداوند آج ہمارا بھی تقدیر کرنے کو جی چاہا بھلا دیکھین آج کسکی تقدیر
زبردست و چرب نکلتی ہے غلام کی یا خداوند کی نمرود نے کہا کہ تو بھی کتنا پاجی اور نالایق ہے تیری دل لگی ہر وقت
چلی ہی جاتی ہے غرضکہ نعرہ مغیلان خارا شکن کا سنکر امیر با توقیر میدان مین تشریف لائے پہلے تو
صاحبقران والاشان نے اتمام حجت کے لیے بہت کچھ وعظ و پند زبان الہام بیان سے ارشاد فرمائے
اور دلائل وحدانیت و ربوبیت باری تعالی عز اسمہ مغیلان سے بیان کر کے دعوت اسلام کے بعد اسکو
ارشاد فرمایا کہ اگر تیرے پاس ان باتون کا جواب ہو تو بیان کر ورنہ بہتر یہ ہے کہ مذہب حقہ کو قبول کر مغیلان
نے تیغہ کھینچکر کہا کہ جواب ان باتون کا آپکو یہ تیغ آبدار دیگی یہ سنکر امیر کو تاب ضبط باقی نہ رہی غیظ آگیا اور
فرمایا کہ بہتر حملہ آور ہو مغیلان خارا شکن نے اس تیغہ کا وار کیا صاحبقران نے تلوار اسکی رد کر کے
کلائی اسکی پکڑ لی اور اس زور سے جھٹکا دیا کہ وہ منہ کے بل زمین پر آرہا نیچے ایک پتھر پڑا ہوا تھا
سر اسکا اس پتھر پر گر کے پاش پاش ہو گیا امیر نے اور ایک تلوار اوپر سے مار کے کام اسکا تمام کیا

ور نعرہ کیا کہ اور جیسے تمنائے مرگ ہو اور خیالات اجل پلے آرزوئے قتل مین جسکے کھٹک رہا ہو وہ
میرے مقابلہ کو باہر آئے یہ نعرہ سنکر بابیل کوہ پیکر سامنے آیا امیر نے اُسے بھی علف تیغ بیدریغ
کیا غرضکہ اسی طرح ستائیس کافران عنید کو راہی دارالبوار کیا نمرود نے قریب شام طبل بازگشت بجوایا لشکر
امیر مین بھی طبل بازگشت پر چوب پڑی دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر واپس آئے لشکری بسترون پر آکر
آرام پذیر ہوئے سرداروں نے اپنے خیمون مین استراحت کی جبکہ طوق شعاع مہر گردن روزگار سے اُترا اور
ہیکل کہکشان شاہد شب نے زیب گلو کی ۞ چو در برقع کو رفت آفتاب ۞ سر روز روشن فرو شد بخواب
شب تیرہ چون اژدہائے سیاہ ۞ زماہی برآورد سر سوئے ماہ ۞ دورویہ سپاہ پس میدا نشستند کس
گرد خرگاہ نگہداشتند ۞ امیر باتوقیر بارگاہ مین آکر بیٹھے اُدھر نمرود بھی اپنی قیام گاہ پر گیا مجمع رفقا و مصاحبین
ہونے لگا بختیارک نے نمرود سے کہا کہ کیون خداوند شیطان کی تقدیر کو ملاحظہ فرمایا اب شیطان کی تقدیر
زبردست ہی یا خداوندگی نمرود نے کہا کہ اچھا ہمنے تقدیر کی کہ کل حمزہ کو ہم گرفتار کرا لینگے بختیارک
نے کہا کہ اچھا ایک تقدیر کو تو ہم دیکھ چکے اب اسے بھی دیکھتا ہی نمرود نے بختیارک سے کہا کہ ار
خاموش رہ تو ہر مرتبہ ایسی ہی دل لگی بازی کیا کرتا ہی بختیارک نے کہا اچھا دیدہ باید کہ چہ خواہد شد ۞ سے
کہ شب آبستنی فردا چہ زاید ۞ نمرود نے کہا بہت اچھا بہت اچھا اب زیادہ بک بک نہ کیجیے یہ کہکر نمرود
نے مرزبان فیل خوار جادو کو طلب کرکے کہا کہ اے مرزبان جس طرح بنے آج حمزہ کو اُٹھا لاؤ تو ہم
جانینگے کہ تو عیار ہی یہ سنکر مرزبان نے کہا کہ حضور بہت اچھا تعمیل ارشاد مین کچھ عذر نہین ہی چنانچہ مرزبان
نے پہر رات گئے لباس شب روی زیب جسم کرکے بارگاہ سلیمانی کی راہ لی جب بارگاہ کے قریب
پہونچا تو ہر چند چاہا کہ جست کرکے خیمہ کے اندر چلا جاوے مگر ممکن نہوا جسقدر یہ کوشش کرتا تھا کہ جست
کرکے اندرون خیمہ چلا جاوے اُسیقدر سراچہ بارگاہ اور بلند ہوتے جاتے تھے آخر مجبور ہوکر بارگاہ کے
دروازہ پر آیا دیکھا کہ مقبل معہ چند عیارون کے پہرا دے رہا ہی بس دیکھتے ہی اسم سحر پڑھ پڑھ کے
دم کرنا شروع کیے ایک آن واحد مین مقبل اور سب ہمراہی بیہوش ہو ہو کر گر پڑے بس اب کیا تھا گھر سنسان وہ
کا مرزبان جب داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ امیر اپنے بستر استراحت پر غافل آرام فرما رہے ہین اسنے چاہا
کہ امیر پر بھی اسم سحر دم کرکے گرفتار کرے جیسے ہی کہ مرزبان نے اسم سحر شروع کیا ویسے ہی حسن
اتفاق سے امیر کشورگیر کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک شخص سامنے کھڑا ہوا جادو کر رہا ہی امیر سمجھے کہ اپنے
زعم مین مجھے غافل سمجھکر جادو کر رہا ہی امیر نے وہین سے پلنگ پر لیٹے لیٹے اسم اعظم آغاز کیا ادھر سے
وہ سحرخوانی مین مصروف ہی اور پڑھ پڑھ کر امیر پر دم کر رہا ہی اور ادھر امیر اسکے اوپر اسم اعظم
پڑھ پڑھ کے دم کر رہے ہین بعد تھوڑی دیر کے جب اُسنے اسم سحر کو تمام کیا اور امیر خاموش بے حس و
حرکت لیٹے رہے تو وہ مردود یہ سمجھا کہ حمزہ بیہوش ہوگئے اب انہین گرفتار کر لینا چاہیے یہ سوچکر قریب
امیر آیا امیر بسم اللہ کہکے اُٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ کیون اے ساحر نابکار سحر کر چکا بس ایسے ہی سحر پر میری گرفتاری
کے لیے آیا تھا ارے لعنت ہی خدا کی اور تو کچھ نہین یہ کلام سنکر عقل ساحر کی حیران ہوگئی اور عرض کیا
کہ اے حمزہ معلوم ہوا کہ آپ نے کسی نکسی طور پر میرے سحر کو رد کر دیا امیر نے وہ لوح جو گلے مین پہنے ہوئے
تھے جسپر اسم اعظم منقوش تھا اُسکو دکھا لی کہ دیکھ یہ لوح جو میرے گلے مین پڑی ہوئی ہی اسی لوح کی

برکت سے مین نے تیر سے سحر کو دفع کر دیا ابھی امیر سے اور اسی جادوگر سے یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی
کہ حسب اتفاق عمر بھی اُسی طرف آ نکلے قریب دروازۂ بارگاہ آ کر دیکھا کہ مقبل اور اُسکے ہمراہی تو بیہوش
پڑے ہوئے ہین اور اندر بارگاہ کے امیر سے اور کسی شخص سے بات چیت ہو رہی ہے خواجہ سمجھے
کہ بھی کچھ دال مین کالا ہی چاہیے یہ سوچ کر گلیم عیاری اوڑھ کر اندرون بارگاہ آ گئے دیکھا کہ ایک جادوگر امیر
کے سامنے کھڑا ہوا ہی اور امیر سے اور اُس سے گفت و شنید ہو رہی ہے عمر نے جاتے ہی امیر سے
کہا کہ کیون آج آپ بیدار کیون ہین امیر نے فرمایا کہ یہ حضرت میرے گرفتار کرنے کو آئے تھے
اتفاقاً میری آنکھ کھل گئی عمر نے کہا کہ پھر یار سے مردود کو یہ کہکر اُس ساحر کی طرف لپکے دیکھا کہ وہ ندارد
ہی مجھے دیکھتے ہی بھاگ گیا جلدی سے بیرون خیمہ آئے اور اُسکو چار طرف دیکھنا شروع کیا
دیکھا کہ ایک سمت کو بھاگا چلا جاتا ہی بس جھپٹ کر کمند اصفہانی کے حلقہ اُسکی جانب پھینکے ہر چند
کہ وہ عمر سے بہت فاصلہ پر تھا مگر چونکہ خاصیت اُس کمند کی یہ ہی کہ بوقت ضرورت یہ کمند حسب حاجت بڑھ جاتی ہی
وہ کمند کے حلقون مین گرفتار ہو گیا اور عمر اُسے کھینچتے ہوئے جانب بارگاہ لائے اور میخ ہائے وادی
مین کسکر اُسے باندھ دیا اور قصد کیا کہ جا کر امیر سے اطلاع کرین دیکھا تو امیر بھی دروازۂ بارگاہ پر کھڑے
ہین عرض کیا کہ حضور یہ ساحر حاضر ہی امیر نے فرمایا کہ بھئی خواجہ تمھین اس امر کی خبر کیسے ہوئی عمر نے عرض
کیا کہ حضور یا بعد ارجو بالادوی کرتا ہوا دروازہ بارگاہ پر آیا تو دیکھا کہ مقبل اور اُسکے ہمراہی بیہوش پڑے
ہوئے ہین اور آپکی باتون کی آواز آ رہی ہی تب مین سمجھ گیا کہ کچھ دال مین کالا ہی گلیم اوڑھکر داخل بارگاہ ہوا دیکھا
تو یہ مردود آپ کے سامنے کھڑا ہوا ہی اُسے دیکھکر مین تو آپ سے باتین کرنے لگا یہ مردود فرصت
پا کر بھاگ نکلا اب جو مین نے باہر آ کر دیکھا تو راستہ نہ پایا بیرون خیمہ تلاش کرنے لگے ایسے کمند اصفہانی پھانس
لیا اب کیا حکم ہوتا ہی امیر نے فرمایا کہ قتل کرو عمر نے بسم اللہ کہکر خنجر مارا کچھ اثر نہوا سمجھے کہ کچھ اُسکے پاس
ایسی چیز ہے کہ جسکے باعث سے خنجر تاثیر نہین کرتا ڈھونڈتے ڈھونڈتے دیکھا کہ اُسکے بالون مین
ایک تعویذ موم کیا ہوا چپٹا ہی عمر نے اُس تعویذ کو نکال کر پھینک دیا اور بسم اللہ کہکر ایک خنجر اُسکی گردن پر
رسید کیا کہ دھڑ سے سر اُسکا جدا ہو گیا امیر نے حکم دیا کہ لاش اس مردود کی ہاتھی کے پاؤن مین باندھ
کے تشہیر کراؤ جب صبح ہوئی تو لاش اُس مردود کی پائے فیل مین باندھ کے تمام لشکر مین خوب تشہیر
کرائی ہے کہ نمرود کو بھی یہ خبر پہونچی کہ مرزبان مارا گیا تو اُسے بہت ہی تاسف ہوا اور نہایت غیظ آیا
کہنے لگا کہ جبتک کوئی بڑا آزمودہ کار نہ جائیگا امیر کا گرفتار ہونا امر دشوار ہی بختیارک نے کہا کہ کیون
خداوند کیا ہوا نمرود نے کہا کہ ارے شیطان تو نے سنا کیا مرزبان امیر حمزہ کے ہاتھ سے مارا گیا بختیارک
نے کہا کہ کیون مارا گیا اُسنے تو تقدیر کی تھی کہ حمزہ گرفتار ہو جائینگے یہ کیسی الٹی تقدیر ہو گئی نمرود نے کہا کہ خیر
تو اپنی شیطنت کی لینے لگا بختیارک گویا ہوا کہ پھر کوئی تقدیر سوچیے گا نمرود بولا کہ ہان مگر نہ سوچے تو کیا کرینگے بختیارک
نے کہا کہ خداوند اب کی ایسی بودی تقدیر نہ سوچیے گا اس مرتبہ تو ذرا مضبوط سی تقدیر کیجیے گا ایسا تو نہوا کبھی مسلمانون
کی تدبیر سے آپکی تقدیر پیش رفت نہ کر سکے نمرود نے کہا کہ نہین اب کی بہت مستحکم تقدیر کیجائیگی یہ کہکر ایک تعویذ
لکھکر اور آگ منگوا کر اُس تعویذ کو آتش مین ڈال دیا بس جیسے ہی وہ تعویذ جلا اور دھوان بلند ہوا ویسے ہی یکایک ایک
تاریکی سی پھیل گئی اور ایک دیو سیاہ زشت خو سامنے سے پیدا ہوا اور نمرود کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا

نمرود نے اُس سے کچھ اشارہ کیا وہ بونے پھر پرواز کی اور بعد تھوڑی دیر کے سمندر جادو اور محیط جادو
کو لیکر نمرود کے حضور مین حاضر ہوا نمرود نے ان دونون کو بہت تواضع و تکریم سے اپنے پاس بلا کر قریب
تخت اپنے جگہ دی بختیارک نے کہا کہ اے خداوند آپنے اپنی خدائی کو بالکل بے حقیقت اور سبک
کر دیا کہ ایک ایک بندہ کی یون تعظیم و تکریم کرتے ہین نمرود نے کہا کہ یہ سب میری خدائی کے ستون اور میرے
بندگان خاص ہین اگر مین انکے مدارات اور دلداری نکرون تو پھر دوسرا کون ہی جو انکا حفظ مراتب کریگا یہ کہکر نمرود
اُن دونون ساحرون کی جانب متوجہ ہوا اُن ساحرون نے عرض کیا کہ خداوند نے ہمین کس واسطے طلب کیا ہی
نمرود نے کہا کہ مین نے تمکو اس غرض سے طلب کیا ہی کہ خدا پرستون نے میرے ستائیس سردارون کو قتل
کیا اور قہور و بلاشور اور عرش انکی قید مین ہین اور چند سردار حمزہ کے میری قید مین ہین اگر مین انہین
قتل کرونگا تو حمزہ قہور اور بلاشور و عرش کو قتل کر ڈالیگا اگر تم دونون جاکر عرش اور قہور و بلاشور
کو رہا کرلاؤ تو مین اُن مسلمانون کو تہ تیغ کردون سمندر جادو نے کہا کہ اُن مسلمانون کو آپنے کہان قید
کیا ہی نمرود نے کہا کہ آسمان پر سمندر جادو نے کہا کہ کس جگہ نمرود نے کہا کہ قندیل ہائے آتشین مین
سمندر نے عرض کیا کہ لشکر مین کیون نہ قید کیا بختیارک بول اُٹھا کہ اگر لشکر مین قید کرتے تو حمزہ
کا عیار زبردست خواجہ عمر چھڑا لیجاتا سمندر جادو نے کہا کہ بھلا اُسکی کیا مجال ہی مین اُسکو قتل کر ڈالونگا مین تو
اُسکے خون کا پیاسا ہون بختیارک نے کہا کہ بہت اچھا جب آپ عمر کو قتل کیجیے گا تو تھوڑا سا خون اُسکا مجھے
بھی دیجیے گا نمرود نے کہا ارے شیطان خاموش رہ تو ہر جگہ دل لگی کیے جاتا ہی ہر بات مین مسخرہ پن
کرتا ہی غرض محیط جادو نے سمندر جادو سے کہا کہ تو جاکر قہور وغیرہ کو چھڑا لا اور مین خود ان مسلمانون کو
لشکر مین لیجاکر قید کرتا ہون اور آپ چوکی دیتا ہون دیکھون تو میرے پہرے سے کون چھڑا لیجاتا ہی اور کسکی
طاقت ہی ارے جو چھڑانے آئیگا خداوند کے اقبال سے اُسے قتل کرونگا نمرود نے کہا کہ اچھا اُنہین
لاؤ قیدیون کو اُسیوقت سرداران لشکر اسلام کو سامنے نمرود کے حاضر کیا بختیارک نے کہا کہ مبلغ لندہ
و قاسم دونون داماد لقا ہین زمرد شاہ نے کہا کہ بختیارک تو مجھے ذلیل کرتا ہی تجھسے کسنے کہا تھا کہ تو
ایسی باتین کرے ارے صاحب یہ سب جھوٹ ہی بختیارک نے کہا کہ خداوند ہاتھی پھرے گانون گانون جسکا
ہاتھی اُسی کا ناؤن القصہ محیط جادو اُسیوقت مبلغ وغیرہ کو لیکر آسمانون سے اُتر کر زمین پر آیا اور
لشکر نمرود مین ایک خیمہ علحدہ نصب کراکے ان سب کو اُس خیمہ مین لیجاکر قید کیا اور کل اہل لشکر مین منادی
کرادی کہ خبردار کوئی ان قیدیون کی نگہبانی نکرے مین تنہا ان سبکی حفاظت کرونگا دیکھون تو کون لیجاتا ہی
چنانچہ مخبر ہرکارون نے امیر کی خدمت مین جاکر عرض کی کہ محیط جادو نے سرداران لشکر اسلام کو لاکر لشکر
نمرود مین مقید کیا اور خود اُنکی حفاظت کر رہا ہی اور سمندر جادو نے اقرار کیا ہی کہ مین قہور وغیرہ کو لشکر اسلام
سے چھڑا لاؤنگا پس امیر یہ خبر سنکر آبدیدہ ہوے اور ارشاد فرمایا کہ اگر اتفاق سے ایسا ہی واقع ہوا
اور سمندر جادو قہور وغیرہ کو آکر چھڑا لیگیا تو بڑا ہی غضب ہوگا نمرود ہمارے سردارون کو ضرور قتل کریگا
کیونکہ اُس صورت مین پھر اُسے کوئی خوف تو رہیگا نہین اور اگر مین پہلے ہی قہور وغیرہ کو قتل کرتا ہون تو بھی
وہ لوگ قتل ہو جاوینگے اگر کوئی شخص جاکر ہمارے سردارون کو چھڑا لاتا تو البتہ ہماری بن پڑتی ہم
ان ملعونون کو بخوف خطر قتل کرتے یہ سنکر شاپور نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور کیون استغفراللہ اس

و پریشان ہوتے ہین غلام ابھی جاکر آپ کے سرداروں کو چھڑائے لاتا ہے اول تو سمندر جادو بیان آنے ہی نپایگا کہ مین جاکر سرداران حضور کو رہا کیے دیتا ہون اوجاگر بالفرض وہ آبھی گیا اور قہمور وغیرہ کو چھڑا لیگیا تو قبل اسکے کہ وہ قہمور وغیرہ کو لیکر لشکر ظفر مین ہوپنچے مین آپ کے سردارون کو آپ تک ہوپنچا دونگا بس پھر کوئی خوف نہین ہے ورنہ آپ میرا نام شتا لور نہ رکھیے گا یہ سنکر امیر نے ارشاد فرمایا کہ بارک اللہ جزاک اللہ بڑی ہمت کی اے شتاپور اگر تو اس کام کو سرانجام دیگا تو مستحق انعام عظیم ہوگا اب اس داستان کو یہین چھوڑیے اور اس طرف توجہ فرمائیے

پہونچنا نورالدہر کا طلسم گلزار سلیمانی پر اور قتل ہونا قہقہہ سیہ چشمی کا نورالدہر کے ہاتھ سے

دیکھتا جا ادھر ادھر سے ڈر لگا آ
ہو جاتے ہین ٹھہر جائین ٹھہرنے والے
اس گذرگاہ سے پہونچین تو کہین منزل تک
سچ تو یہ وہ بھی برے ہوتے ہین مرنے والے
قتل ہونگے ترے ہاتھون سے خوشی اسکی ہے
سر ہو جائین کسیکے یہ بکھرنے والے
حشر مین لطف ہو جب ہمسے کہون دو دو باتین
ہمسے اچھے رہے سرتے مین کترنے والے
غسل میت کے شہیدون کو ترے کیا حاجت
رات کی رات ٹھہر جائین ٹھہرنے والے
غنچۂ گل مین دھرا کیا ہے بتا اے بلبل
اور ہونگے تری محفل سے ابھرنے والے

بچی نظرین کیے مجھ سے گذرنے والے
قلزم عشق سے اے خضر ہمکو خوف نہین
جیسی گذریگی گزارینگے گذرنے والے
ہوکے لبریز نہ چھلکیگا مرا ساغر دل
آج اتراتے ہوے پھرتے ہین مرنے والے
آہ کے ساتھ فلک سے یہ ندا آئین آئین
وہ کہین کون ہو تم ہم کہین ہونیوالے
ہو وہی قہر وہی جبر وہی گرد و غرور
بے وفا ہے ابھی نکھرے ہین نکھرنے والے
ملی روز قیامت بھی حیات جاوید
جمع ہین چند ورق وہ بھی بکھرنے والے

راہ دیکھینگے نہ دنیا سے گذرنے والے
بیٹھ کر رہ مین ابھرتے ہین ابھرنے والے
منہ نہ پھیرا جگر و دل نے صف مژگان سے
میکدے سے ہون اگر لاکھ ہو بکھرنے والے
تیرے گیسوے پریشان نگرین سودائی
جل گئے سایۂ طوبی مین ٹھہرنے والے
خوشنوائی نے رکھا ہمکو اسیر صیاد
بت خدا ہین مگر انصاف نگر نہوالے
منزل عشق نہین ہے یہ سرائے فانی
ہمنے دیکھے بہت اس شوخ پہ مرنے والے
حضرت داغ جہان بیٹھ گئے بیٹھ گئے

سرمہ کشان دیدۂ انجام بین حقیقت و نظارگیان چشم نورآگین بصیرت تجلی جوہر مضمون سخن سے دیدۂ بے نور داستان کو اس طرح منور فرماتے ہین اور میل قلم سے چشم شاہد تحریر مین یون سرمہ لگاتے ہین کہ جب قہقہہ کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ آسمان پری جانب طلسم گلزار سلیمانی آگئین اور خیمہ انکا مع لشکر ظفر پیکر وہان نصب ہو چکا تو یہ بھی بعجلت تمام اپنے لشکر کو لیکر آپہونچا اور آتے ہی طبل جنگ بجوا دیا جب یہ خبر آسمان پری کو ہویدون سے پہونچائی کہ قہقہہ پہونچ گیا اور آتے ہی اسنے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوا دیا تو آسمان پری نے بھی اپنے لشکر مین کوس حربی بجانے کا حکم دیا چنانچہ اسیوقت آسمان پری کے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی زمین و آسمان دہل گئے عالم کے تہ و بالا ہونے کی نوبت پہونچی شب بھر تیاری و درستی سامان جنگ ہوا کی صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف کشیدہ ہوے آسمان پری نے عبدالرحمن جنی سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے کوئی دم مین لشکر قہقہہ سے مبارز طلبی ہوگی عبدالرحمن جنی نے کہا کہ حضور خاطر جمع رکھین عنقریب کوئی شخص فرستادہ امیر آیا ہی چاہتا ہے گھبرانا غلطی ہے آپ کا نامہ پہونچتے ہی امیر با توقیر نے کسی سردار کو روانہ کیا ہوگا ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ قہقہہ نے میدان جنگ مین آکر نعرہ کیا کہ ہے کوئی پہلوان لشکر آسمان پری مین جو میرا مقابلہ کرے پس یہ سنکر آسمان پری اور بھی مضطر و سراسیمہ ہوئین کہ اب ہے ہے کیا کرون اور گھبرا کر عبدالرحمن سے

کہا کہ خواجہ اب کیا ہونا چاہیے کہ لکایک نعرہ نورالدہر کا سُنائی دیا خواجہ عبدالرحمن نے کہا کہ شکر خدائے عزوجل نورالدہر آپہونچے اب کوئی فکر و اندیشہ کا محل نہیں ہے غرضکہ نورالدہر نے آتے ہی مقابل قہقہہ نعرہ کیا ۵ شعر ہ عالم شجاع عصر نورالدہر عالی شان ٭ سپہر حشمت صاحبقرانی و جہانبانی ٭ مہ برج شجاعت آفتاب عزو تمکین گشت از لشکر من فوج اعدا صد پشیمانی ٭ نہنگ بحر رزم دست بر قبضہ چو بگذارم ٭ شود از آب تیغم لشکر کفار طوفانی قہقہہ نعرہ سنکے تاؤ پیچ کھانے لگا اور نورالدہر پر وار شمشاد کا وار کیا نورالدہر نے وار اُسکا خالی دیکر نیزہ اُٹھایا قہقہہ نے بھی نیزہ اُٹھایا نیزہ بازی ہونے لگی کامل دو پہر تک نیزہ بازی رہی کہ سنانین نیزوں کی بالکل ناکارہ ہوگئین قہقہہ نے نیزہ پھینک کے تلوار علم کر کے نورالدہر پر حملہ کیا نورالدہر نے حملہ اُسکا خالی دیکر تیغہ عقرب سلیمانی کو میان سے لیا اور تین مرتبہ خبردار خبردار کہکے اُسکے سر پر تیغہ مارا قہقہہ نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا ہرچند کہ سپر اُسکی بہت زبردست تھی مگر کیا ہو سکتا ہے یہ تیغہ عقرب سلیمانی وہ بلا کی چیز ہے کہ سپر اور خود کو کاٹ کر راکب و مرکب کے چار ٹکڑے کرتی ہوئی زمین مین در آئی نورالدہر نے قبضہ کو چوم کر تیغہ کو میان مین رکھا اور صدائے اللہ اکبر جل جلالہ کی بلند کی پس قہقہہ کے قتل ہوتے ہی کل دیو نورالدہر پر ٹوٹ پڑے اور وار شمشاد دیکر نورالدہر پر حملہ آور ہوے نورالدہر نے بھی تیغہ عقرب سلیمانی کو میان سے لیا اور غول مین دیوؤن کے در آئے آسمان پری نے بھی اپنے دیوؤن کو حکم دیا کہ قہقہہ کے دیوون پر جا گرو ادھر تو آسمان پری کے دیو قہقہہ کے دیوون پر جا پڑے اور اُدھر قمرزاد اور فخرزاد و گبرزاد بھی قید توڑ کر آ پڑے جنگ مغلوبہ واقع ہوگئی اس طرح بھرٹ سے تلوار چلی کہ الامان خون کی ندیان بہگئین کشتون کے پشتے بندھ گئے دیوون کے لاشون کے جابجا انبار نظر آتے تھے ہر طرف کوہ سیاہ کا عالم تھا زمانہ درہم برہم تھا تین شبانہ روز جنگ رہی نو لاکھ دیوؤن مین چار لاکھ دیو قتل ہوے اور پانچ لاکھ بھاگ نکلے آسمان پری نے بہ فتح و فیروزی مراجعت کی اور لشکر صورت نما کو نورالدہر کے واسطے بارگاہ نصب کرائی یہ سب آکر داخل بارگاہ ہوے صحبت عیش و عشرت آراستہ ہوئی ساقیان سیمین رو بادۂ مشکبو لیکر حاضر ہوے مطربان شیرین ادا نے رقص و سرود کا رنگ جمایا تھوڑی دیر یہ جلسہ مسرت منعقد رہا نورالدہر نے بعد فراغت طعام و شراب آسمان پری سے پوچھا کہ کیون دادی جان وہ طلسم کونسا ہے اُسکا مجھے نشان بتا دیجیے کہ جسکے لیے مین نے اسقدر مسافت طے کی ہے مین جا کر اُس طلسم کو فتح کرون آسمان پری نے کہا کہ اے فرزند اُس طلسم کا نام طلسم گلزار سلیمانی ہے یہ کہکر نورالدہر کو سب پتہ و نشان اُس طلسم کا بتا دیا اب یہ نو طلسم کشائی کے لیے جانب گلزار سلیمانی رخصت ہوتے ہین دیکھیے کب پہونچین جبتک دو کلمہ داستان خلاصی بدیع الزمان وغیرہ کے بیان ہوتے ہین

نفس سرد کی تاثیر شب غم دیکھو
دل مین رہنے نہ دیا منہ سے نکلنے نہ دیا
عقل کہتی تھی نہ لکھ وفتر مطلب اُنکو
حشر کے دن کو اگر تو نے نکلنے نہ دیا
کسی صورت نہ بچا عشق کی رسوائی سے
کیا کرون مجھکو فرشتون نے بچلنے نہ دیا

کوئی کلمہ بھی مرے منہ سے نکلنے نہ دیا
شمع کو تا بہ سحر مین نے پگھلنے نہ دیا
شوق نے راہ محبت مین اُبھارا لیکن
شوق نے ایک بھی مضمون بدلنے نہ دیا
بدگمانی نے نہ چھوڑا اُسے تنہا چھوڑا
کہ مجھے نام بھی غیرت نے بدلنے نہ دیا
بزم اغیار مین اُس شوخ نے عیاری سے

وہ لٹا یا مجھے قاتل نے سنبھلنے نہ دیا
اس جفا پر یہ فلک کہ تمھارا شکوہ
ضعف نے ایک بھی گرنے کو سنبھلنے نہ دیا
اے شب ہجر ترا خلق یہ احسان ہوگا
مین نے قاصد کو اگر راہ مین چلنے نہ دیا
چھین لیتا اُسے مین حشر کے دن ضد کر کے
کیا ہی اعجاز کیا داغ کو جلنے نہ دیا

محافظان زندان نکتہ دانی و نگہبانان محبس رموز معانی قیدی مضمون کو زنجیر فکر سے رہائی دیکر یون کھلے بندون معرض
تحریر مین لاتے ہین کہ بدیع الزمان وغیرہ جو لشکر نمرود مین قید تھے اُنکی رہائی کے باب مین جب شاپور نے
امیر باتوقیر سے عرض کیا کہ آپ مطمئن رہین مین جاتا ہون تو امیر نے شاپور کو دعا دیکر انعام کا وعدہ کیا اور عمر
سے کہا کہ اے خواجہ تم تو سر برندہ جادوگران اور سلطان عیاران ہو تم اس مقدمہ مین کوئی کارروائی نہین کرتے
مناسب یہ ہے کہ اس محل پر تم بھی کوئی کام کرو عمر نے کہا اے امیر یہ کام کوئی ایسا دشوار امر نہین ہے کہ جسمین
مین بھی شریک ہون یہ تو ایک مختصر کام ہے شاپور اُسکے واسطے کافی ہے وہ جاکر اس امر کو انجام دیگا آپ
گھبراتے کیون ہین اور اگر کوئی کام میرے ہی کرنے پر منحصر ہوتا اور مین دیکھتا کہ بغیر میرے کام نہین چلتا تو مین
خود ہی سبقت کرتا اور انصرام کار کے لیے مستعد ہو جاتا آپ کے فرمانے کی کیا حاجت تھی اور ان چھوٹے
چھوٹے کامون کے لیے میرا جانا مناسب نہین ہے اور یون مین حضور کا تابعدار ہی ہون جہان اور جس کام کی ضرورت
ہو مین ہر طور موجود ہون مگر آپ میری التماس کو غور کریے میرا جو کچھ خیال تھا مین نے گذارش کیا آئندہ
حضور کا جو ارشاد ہو فدوی بسر و چشم بجا لائے سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے ✦ آپ مالک مین ادنے
جان نثار مجھے کیا عذر ہے میرے نجانے کو میری پست ہمتی اور تقصیر خدمت پر محمول فرمایئے گا مین نے آپ ہی
کے حفظ مراتب کے باعث سے عرض کیا کہ علاوہ میرے آپ کی بھی کسر شان ہے اسلیے کہ یہ مشہور ہو جاتا کہ
بس امیر کے لشکر مین ایک یہی ہے ہر چھوٹے بڑے کام کے لیے اُسی کی شکل دکھائی دیتی ہے امیر تو یہ
سنکے خاموش رہے شاپور نے عرض کیا کہ حضور پدر بزرگوار بجا کہتے ہین غلام جاتا ہے اور اس
کام کو بفضل ایزدی و اقبال صاحبقرانی انجام دیتا ہے حضور ہر مرتبہ ہر کام پر خواجہ کا جانا واقعی غیر مناسب ہے
آخر یہ سب غلام کس دن کے لیے ہین یہ کہکر امیر کو سلام کر کے لباس عیاری زیب جسم کیا اور بانہائے
عیاری سے چست و چالاک ہو کر جانب لشکر نمرود روانہ ہوا شاپور تو اُس طرف قطرہ زن ہوا اور
یہان شبرنگ عیار نور الدہر نے بجائے خود یہ خیال کیا کہ اے شبرنگ اگر تو شاپور سے پہلے پہونچکر
اس کام کو انجام دے لائے اور سرداران لشکر اسلام کو رہا کر کے خدمت امیر مین حاضر کر دے تو تیری
بھی دھوم مچ جائے اسواسطے کہ یہ کام بہت بڑا کام ہے یہ سوچکر مع ابو الفتح و خوردگ بن گردمرد اور اسلم
پیادہ رو اور اندلس بن عمر وغیرہ سات عیارون کو اپنے ہمراہ لیکر اُسنے بھی لشکر کفار کی راہ لی اب سنیے
کہ بعد جانے شاپور کے امیر نے لشکر مین منادی کرا دی تھی کہ آج رات کو ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر یہی ذکر
کرے کہ امیر نے قمور وغیرہ کو قلعہ ذوالامان اور سبائل مین روانہ کر دیا اب ادھر تو لشکر اسلام مین دن ہی
یہ چرچے ہونے لگے کہ بھلا امیر نے قمور وغیرہ کو قلعہ ذوالامان مین بیکار بھیج دیا ہماری سمجھ مین نہین آتا
کہ یہان کیا خوف تھا اگر یہ سمجھے کہ لشکر نمرود سے کوئی عیار یا جادوگر آکر چھیڑ لیجاتا تو بھلا یہ بھی کوئی بات ہے لشکر
اسلام مین بھی ایسے ایسے عیار و سپاہی موجود ہین کہ بایدوشاید امیر کو خواہمخواہ خدشہ ہوا اور ادھر اسد نے کیا کیا
کہ اپنے خیمہ مین تہخانہ کھود کے قمور وغیرہ کو اُس تہخانہ مین بند کیا اور منہ تہخانہ کا لکڑیون سے پاٹ کے
اُسپر فرش کر دیا اور چالیس آدمیون کو گرد خیمہ چوکی پہرہ کے لیے متعین کر دیا غرضکہ سمندر جادو جو داخل لشکر
اسلام ہوا تو ہر ایک جگہ ہر ایک شخص سے یہی گفتگو سنی کہ امیر باتوقیر نے قمور وغیرہ کو قلعہ ذوالامان و
سبائل مین روانہ کر دیا یہ سنکر سمندر جادو بہت پریشان خاطر ہوا اور یہ بدبخت اپنے کو ملک سبائل مین

پہونچا اگرچہ تمام ملک اور قلعہ بھر چھان مارا مگر کہین پتہ نہ پایا سمجھا کہ مسلمانون نے دل لگی کی اور مجھے فریب دیا قمہور وغیرہ سب لشکر اسلام ہی مین موجود ہین فقط مجھکو دھوکا دینا منظور تھا شاید میرے آنے کی خبر ان سب تک پہونچ گئی تھی اس سبب سے یہ ڈھنگ باندھ رکھا تھا چلنا چاہیے لشکر اسلام مین وہین قمہور وغیرہ ملینگے یہ سوچ کر بزور سحر ہوا پر اُڑ کر تین ساعت مین اُس پاتال سے لشکر اسلام مین پہونچا اور تمام لشکر مین دیکھ بھال کے خیمہ اسد پر پہونچا دیکھا کہ چالیس شخص چوکی پہرہ پر مامور ہین فوراً اسم سحر پڑھ کر سبھون کو بیہوش کیا اور داخل خیمہ اسد ہوا دیکھا کہ اسد جنین سے اپنے پلنگ پر تانگ پھیلائے سو رہا ہے بس سمندر جادو نے جاتے ہی اسد کو بیہوش کر کے تمام خیمہ کو چھان مارا ہر ہر گوشہ مین ہر ہر جگہ دیکھ ڈالا کوئی جگہ باقی نرکھی مگر کہین پتہ نہ پایا حیران ہو گیا اور کبھی تو اپنے دل مین یہ کہتا تھا کہ ارے سمندر یہ مسلمان کس بلا کے لوگ ہین عجب عجب کارستانیان کیا کرتے ہین جو کسی طرح سمجھ مین نہین آتین کوئی تدبیر انکی تدبیر پر پیش رفت نہین جاتی ارے ہم کیا ہین جب خداوند کی تقدیر پیش رفت نہین ہوتی تو ہماری تدبیر پیش رفت کیا ہوتی تم اور ہماری تدبیر کیا ہی اور کبھی کہتا تھا کہ اگر آج قمہور وبلاستور وغیرہ کو ہمدردی کو نہ پاکرکے نہ لیگیا تو بڑی ہی تیری کرکری ہوگی ہر شخص یہی کہیگا کہ ارے یہ کیا سمجھ کے دعوے کیا تھا اور کیا سمجھ کے گیا تھا غرض کہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے ایک مقام کی زمین کچھ اونچی معلوم ہوئی بچھونا اُلٹ کے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ تہ خانہ کا منھ ہے لکڑیان رکھ کے اوپر سے مٹی ڈال دی ہے وہ مٹی اور لکڑیان ہٹا کے سمندر اُس تہ خانہ مین اتر گیا اور چارون طرف دیکھ ڈالا کسیکو نہ پایا مگر ایک جانب منھ نقب کا دکھائی دیا سمجھا کہ کوئی عیار بھائی اس نقب کے راستے سے قمہور وغیرہ کو نکال لیگئے یہ سوچکر اس نقب کے اندر چلا گیا جاتے جاتے منھ نقب کا دکھائی دیا سمندر نقب کے باہر آیا دیکھا کہ کوئی سیاہ پوش قمہور وغیرہ کی قید کاٹ رہا ہے پوچھا کہ ارے تو کون ہے اُسنے کہا کہ مین ہون عیار عمرو ورضوان حاجب سیاہ پوش خیمہ اسد مین نقب دیکر ان سبکو نکال لایا ہون سمندر نے کہا کہ خیر کیا مضائقہ ہے جیسے مین نے کام کیا ویسے تو نے کچھ ہرج کی بات نہین ہے یہ کہکر سمندر جادو بہ شکل عقاب بنکر ان سبکو اپنی پشت پر بٹھلا کے جانب آسمان نمرود کے اُڑا اور یہان لشکر نمرود مین میان شاپور نے آکر اُس خیمہ مین نقب لگانی شروع کی کہ جنمین سرداران اسلام مقید تھے اور شبرنگ جوان سے عیارون سمیت نمرود کے لشکر مین آیا تو دیکھا کہ جس خیمہ مین سرداران اسلام مقید ہین گرد اُس خیمہ کے ایک بڑا بھاری جادوگر ٹہل رہا ہے اور اسم سحر پڑھتا جاتا ہے اور اُسکے چالیس شاگرد اُسکے ساتھ ساتھ ہین اور ہزارہا سانپ بچھو وغیرہ جانور سان گرد زمین پر پھر رہے ہین یہ دیکھکر شبرنگ نے اُن سانپ بچھون مین ایک اینٹ پھینکی اینٹ کے گرتے ہی ایک بچھو نے بڑھکر اُس اینٹ پر ڈنک مارا کہ وہ اینٹ خاکستر ہو گئی شبرنگ نے اپنے دل مین کہا کہ العظمۃ للہ کیا سحر عظیم ہے مگر شاپور ضرور کوئی کارستانی کر جائیگا لیکن تم بھی اپنا ساتو زور لگا لو خالی نہ پھرو شاید کوئی کام بنجائے یہ سوچکر اپنی شکل بصورت رضوان حاجب شکل کر کے ایک مشعلچی کو لشکر نمرود سے اپنے ساتھ لیکر محیط جادو کے قریب گیا محیط جادو نے پوچھا کہ تو کون ہے شبرنگ نے کہا کہ مین ہون رضوان حاجب خداوند نے تمہارے واسطے شراب یاقوت رنگ بھیجی ہے وہ لیکر آیا ہون محیط جادو نے اُسیوقت سجدہ کیا اور کہا کہ لاؤ میان رضوان کیا رحمت خداوندی ہے یہ کہکر اول شراب کی رضوان کے ہاتھ سے لیکر خود بھی پی اور اپنے شاگردون کو بھی خوب پلائی اُس شراب کے پیتے ہی سبکے سب بیہوش ہو گئے شبرنگ نے مع محیط

سب کے سر تنون سے جدا کیے اور داخل خیمہ ہوے اتنی دیر مین ہیان شاپور نقب لگا کے سرداران لشکر اسلام کو لیجا چکے تھے یہ جو آکر آپ دیکھتے ہین تو خیمہ خالی پڑا ہے کسیکا پتہ نہین سمجھے کہ شاپور چھڑا لیگیا اپنے دل مین کہا کہ خیر شاپور لیگیا تو لیجانے دو ہمارا آنا بھی خالی نہین گیا ان جادوگرون کا قتل بھی ایک امر عظیم تھا یہ سوچکر انہون نے بھی لشکر اسلام کی راہ لی یہان آکر سردارون کو خدمت امیر مین بٹھا پاکر اپنے خیمہ کی راہ لی دوسرے روز نمرود نے زمرد سے کہا کہ اے زمرد شاہ قمہور وغیرہ تو لشکر اسلام سے رہا ہوگئے اب مین ان خداپرستون کو طلب کرتا ہون اگر مجھے سجدہ کیا تو خیر ورنہ سبکو قتل کرونگا کہ اس اثنا مین خبر پہونچی کہ کوئی عیار لشکر اسلام کا محیط جادو کو معہ چالیس جادوگرون کے مارکے سرداران لشکر اسلام کو چھڑا لیگیا نمرود کو یہ سنکر نہایت تاسف ہوا اور امیر باتوقیر نے صحبت عیش و عشرت آراستہ کی کہ اس اثنا مین امیر کو اطلاع ہوئی کہ رات کو خیمہ اسد سے قمہور وغیرہ غائب ہوگئے کوئی عیار نقب لگا کر چھڑا لیگیا امیر نے ارشاد فرمایا کہ خیر وہ سب رہا ہوگئے تو ہوجانے دو میرے سردار تو بچ گئے غرض جبکہ بعد فراغ جشن شب کو آرام کیا تو خواب مین دیکھا کہ آپ تیرہ زمین سے جوش مارکے حرم محترم کو بہا لیگیا امیر باتوقیر یہ خواب دیکھکر جو جوگے تو نہایت پریشان خاطر ہوے صبح کو منجمون کو طلب کرکے تعبیر خواب کا استفسار کیا منجمون نے عرض کیا کہ حضور طالع حرم مین خرابی پائی جاتی ہے بہتر یہ ہے کہ حرم کو یہان سے کسی اور طرف کو روانہ کیجیے امیر باتوقیر نے اسیوقت سامان سفر درست کرکے کل اہل حرم کو ہمراہی بہرام شیر خوار طرف سفت در بند عجم کے روانہ کر دیا

اب یہان سے دو کلمہ داستان قتل بہرام کے از دست بدر بن زلازل ملاحظہ فرمایئے

ڈوب کر سینہ مین اہن نگ سے پیکان نکلا
داور حشر بھی اچھون ہی کا خواہان نکلا
مین نہ تڑپا جو دم ذبح تو وہ کہتے ہین
خاک نکلا جو بسمل از رگ کچھ ارمان نکلا
ہم بھی دیکھین کہانتک مین ترسے ہمراہی
ایک شعلہ ساتھ دامن مژگان نکلا
سختی دل کا مزا تجھکو چکھاتا کافر
دیدۂ تر سے مرے اشک بھی خندان نکلا
داغ دل جیسے کے اس بت کو دکھانا ہی تھا
دل سے بسیا ترے لگ کے وہ ارمان نکلا
دل سوزان نے کہین آگ چھوڑی شب ہجر
دم تو نکلا مرے کشتہ کا پر آسان نکلا
قول پورا تھا پر اس عہد شکن کے منہ سے
قدم اپنا بھی اب اے گردش دوران نکلا
مانا نالون کی گلوگیر فضا ہی سب چھوٹ
پھر کرون کیا کہ خدا تیرا نگہبان نکلا
پاس خدام قیامت کے نہین جز انصاف
آرزو نکلی تو نکلی مگر ایمان نکلا
لب دہان مجھسے زبون حال کا ارمان نکلا
صبح خورشید کے بدلے مہ تابان نکلا
لحد تنگ مین کس کس کی سمائی ہوگی
ٹکڑے ٹکڑے ہوکر سخن وعدہ و پیمان نکلا
شعر رنگین ہیں مین اس برق نظر کا جلوہ
ہمنے جب تار نکالا تو گریبان نکلا
رونے والون کو بھی اب مجھسے تسلی ہی رہیگی
دینگے کیا اگر کوئی بیداد کا خواہان نکلا

نثر

خامہ بندان پنجہ رنگین شاہد سخن و آرائش دہندگان عرائس مضامین کہن زلف تقریر دلپذیر سرخوش بیانی مین شانہ کشی کرکے طرہ تابدار تحریر کا یون جوڑا باندھتے ہین کہ جب یہ خبر بلاشور نے زمرد شاہ کو پہونچائی کہ امیر نے کل اہل حرم کو ہمراہی بہرام جانب در بند عجم روانہ کر دیا تو بدر ملعون اجازت حاصل کرکے ہمراہی بلاشور وغیرہ کی راہ دریا سے جزیرہ فندق مین آیا اس مقام پر پہونچکر سد راہ ہوا جب بہرام سے اور بدر سے سامنا ہوا تو بدر بہرام کو ٹوک کر آگے بڑھا اور بہرام سے دو دو زخم ہوا بہرام نے تلوار ماری کہ بدر کے سر پر جا بیٹھی مگر کوئی اثر نہوا تیغ بہرام کی پلٹ گئی بدر نے اپنے مرکب سے جھک کر مرکب بہرام کا پی کر ڈالا بہرام مرکب سے کود پڑا بدر نے ایک تلوار گردن بہرام پر ایسی ماری کہ سر بہرام کا جدا ہوگیا ہمراہیان بہرام لشکریان بدر پر ٹوٹ پڑے جنگ مغلوبہ

واقع ہوگئی دونون لشکر ایسا لڑے کہ میدان جنگ کو نمونہ عرصہ محشر بنا دیا ہے کمان خم چو ابروے جانان شدہ

بہر گوشہ غارت گر جان شدہ | شدہ پرچم نیزہ ہا فتنہ بار | چو گیسوے کافر دلان تتار
کلہ خودہا گشتہ گلگون ہمہ | چو دلہاے عشاق پر خون ہمہ | بہ بیجا ذخو کرد گرز گران
چو دلہاے سنگین سمین بران | گذر کرد تیر از تنہ ہاے سیم | چو از حلقہ زلف خوبان نسیم

غرض کہ خوب معرکہ کی لڑائی ہوئی مگر لشکر بہرام بے سردار تھا تاب مقاومت نہ لا سکا راہ فرار ہوا بدر نے سر
بہرام کا نیزہ پر چڑھا دیا لیکن چند سردار ہمراہیان بہرام سے حرم محترم کو لیکر ہفت دربند عجم کی سمت چل کھڑے
ہوے جب یہ خبر امیر عالی مقام کو پہونچی کہ بہرام بدر کے ہاتھ سے مارا گیا اور ہمراہیان بہرام کچھ مارے گئے
اور کچھ حرم محترم کو لیکر ہفت دربند کی جانب چلے گئے ہین اور بدر نے عجم مین پہونچکر حرم محترم کا محاصرہ کیا ہے امیر
کے سناٹے آ گئے اور عرض کیا کہ حضور کیون متفکر ہوتے ہین مین جا کر اس انجام کار کرتا ہون امیر خبر وحشت اثر
بہت مسرور ہوے بدیع الزمان کو خلعت دیکر رخصت کیا بدیع الزمان ستر ہزار جوان ہمراہ لیکر سمت
ہفت دربند عجم روانہ ہوے جب بعد طی مراحل و قطع منازل لشکر بدر کے برابر پہونچے تو بدر نے طبل
جنگ بجوایا بدیع الزمان نے بھی کوس حربی بجوایا شب بھر درستی سامان جنگ ہوا کی صبح کو دونون لشکر میدان
جنگ مین وارد ہوے صفوف جدال و قتال آراستہ ہو گئین مگر ابھی کوئی بہادر طرفین سے میدان رزم
مین نہ آنے پایا تھا کہ بلاشور نے بدر سے کہا کہ ای بدر آج جنگ کو موقوف رکھو کہ ماندگی اور تکان زائل
ہو جاے کل بتائید خداوند مقابلہ کرینگے بدر کو بھی یہ راے پسند آئی طبل بازگشت بجوا دیا لڑائی کو ملتوی
رکھا بدیع الزمان بھی طبل بازگشت بجوا کر اپنی فرودگاہ کی جانب واپس ہوے خیمہ استادہ ہو گئے
کل اہل لشکر اپنی اپنی جگہہ پر مقیم ہوے وقت شب بلاشور کو یہ سوجھی کہ کوئی ایسی تدبیر کرنا چاہیے
کہ بدیع الزمان زندہ گرفتار ہو جائین اور جنگ و جدل موقوف رہے کیونکہ بدیع الزمان سے مقابلہ
کرکے سر بر ہونا امر دشوار معلوم ہوتا ہے سوچتے سوچتے یہ بات ذہن مین آئی کہ دو تین ہزار بورہ میوہ کے
لیکر اور کل میوہ مین بیہوشی ملا کر جانب لشکر بدیع الزمان روانہ ہوا اور قریب لشکر بدیع آکر خیمہ زن ہوا اور
آپس مین ذکر و اذکار کرنے لگا کہ کل صبح کو یہان سے کوچ کرینگے یہ خبر بدیع الزمان کو بھی پہونچی کہ کچھ
میوہ فروش آپ کے لشکر کے قریب آکر مقیم ہوے ہین شاہزادہ بدیع الزمان نے مقبل سے ارشاد
کیا کہ ای مقبل تم جا کر ان سبکو گرفتار کر لاؤ مقبل اسیوقت تعمیلاً للارشاد ان تجار کی طرف روانہ ہوا جا کر
دیکھا کہ سوداگر جا بجا بیٹھے ہوے اپنی بکری کا حساب و کتاب کر رہے ہین جیسے ہی مقبل ان کے قریب
پہونچے سب کے سب بھاگ کھڑے ہوے مقبل نے انکا تعاقب کیا کچھ تو بھاگ گئے اور کچھ لوگون
کو مقبل گرفتار کرکے خدمت بدیع الزمان مین حاضر ہوے بدیع الزمان نے ان لوگون سے
پوچھا کہ تم کون لوگ ہو سچ سچ بیان کرو ورنہ مین تم سبکو تہ تیغ کرونگا انھون نے عرض کیا کہ بہت اچھا ہم
سچ سچ بیان کیے دیتے ہین اتنے مین بدیع الزمان نے کہا کہ ہان سچ صحیح حال بیان کرو گے تو امان ملجائیگی ان
لوگون نے عرض کیا کہ حضور سچ سچ تو یہ ہے کہ ہم لوگ تاجر ہین بدر کے لیے یہ میوہ کے بورے لیے
جاتے تھے بدیع الزمان نے سنتے اپنے اہل لشکر کو حکم دیا کہ اچھا انہین تو چھوڑ دو اور کل اسباب اور میوہ انکا
لوٹ لو یہ حکم سنتے ہی ان سبکو تو رہا کر دیا اور کل مال و اسباب و میوہ انکا لوٹ لیا اور خدمت شاہزادہ بدیع الزمان

مین حاضر کیا بدیع الزمان نے اُس میوہ کو کل لشکر مین تقسیم کردیا اور خود بھی کچھ نوش فرمایا میوہ کھاتے ہی بدیع الزمان
اور کل اہل لشکر بیہوش ہوگئے بلاشور یہ خبر سنتے ہی فرود گاہ بدیع الزمان مین داخل ہوا اور اکثر لوگون کو
قتل کرکے مقبل اور بدیع الزمان کو زندہ گرفتار کرلیگیا بدر نے علم بدیع الزمان اپنے سر پر بلند کرکے
چاہا کہ شہر عجم کو تباہ کرے عمرجان تیز رفتار نے یہ خبر امیر کو پہونچائی کہ الیسا سانحہ واقع ہوا امیر یا توقیر یہ خبر
وحشت اثر سنکر بکمال متردد ہوے ایرج نے عرض کیا کہ حضور متردد کیون ہوتے ہین غلام کو اجازت
دیجیے فدوی جاکر انتقام کریگا غرض کہ ایرج امیر سے رخصت ہوکر روانہ ہوے اب انکو تو راہ مین چھوڑیئے اور

دو کلمہ داستان نورالدہر کے سماعت کیجیے

صراف سخن ملفظ جو ن زر
در رشتہ جنان کشید گوہر چو کہ جب نورالدہر والاقدر قریب طلسم گلزار سلیمانی کے پہونچ گئے
تو قصد کیا کہ بخط مستقیم داخل طلسم ہون عبدالرحمن جنی نے عرض کیا کہ اے شاہزادہ بلند اختر غلام کے نزدیک
تو یہ امر بہت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی مثل جناب حمزہ صاحبقران عالی شان کے ایک عبادت خانہ برپا
کیجیے اور درگاہ جناب احدیت مین مناجات کیجیے بفضل ایزدی انکشاف حال ہوجائیگا موافق اُسکے کاربند
ہوجیےگا نورالدہر کو یہ راے بہت پسند آئی اور ایک خیمہ علیحدہ برپا کرا کے دعا و عبادت کرنا شروع کی
مناجات کرتے کرتے کوئی پہر رات گئے تک آنکھ لگ گئی عالم خواب مین دیکھا کہ حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام
تشریف لائے ہین اور ارشاد فرماتے ہین کہ اے نورالدہر جب صبح طالع ہو تو تم دامن کوہ مین جانا وہان قریب
طلسم ایک درخت بہت عظیم الشان واقع ہے انتہا درجہ کا گھن اس نخل کا ہے اور سایہ مین اُس شجر کے ایک شہریار
بڑے عز و وقار سے تاج شاہی بر سر اور چار قب شہر یاری در بر چند رفیق و مصاحب ہمراہ لیے بیٹھا ملیگا
تم جاتے ہی اُس درخت کو زور کرکے جڑ سے اکھیڑ کر پھینکدینا وہ شہریار مع رفیق دیار تمپر حملہ آور ہوگا تم
بلا تامل اُسکو قتل کرنا اُسکے قتل ہوتے ہی اُس درخت سے ایک دریاے خون جوش زن ہوگا
تم بالکل اُسکا خیال نکرنا اور جاتے ہی اُس غار مین جو درخت کے اکھڑ جانے سے پیدا ہوگا کود پڑنا
وہان تمھین ایک صحراے لق و دق ملیگا اور ایک دیونی نمبھا رہے داہنے ہاتھ کی جانب اُس لاش
کو لیے ہوے نمایان ہوگی اور ایک فرسخ اُس لاش کو لیجائیگی اُسکے بعد ایک دیو اُس درخت کو لیے
ہوے پیدا ہوگا اور اس لاش کو دیکھکر بہت گریہ و زاری کریگا بس تم بے تامل اُس دیو سے وہ درخت
چھینکر اُسی دیو کے مارنا وہ دیو اُس درخت کی چوٹ سے گر پڑیگا تم اُسکا پیٹ پھاڑ کر کلیجہ اُسکا نکال
لینا بعد ازان آگے بڑھکر اُس دیونی کا تعاقب کرنا زمین سمٹ جائیگی اور تم بہت جلد اُس دیونی کے قریب
پہونچ جاوگے جاتے ہی اُس دیونی کو اُسی طرح قتل کرنا اور اُسکا جگر بھی نکال لینا اور ان دونون کا
جگر لیے ہوے کھڑے رہنا کہ یکایک ایک مرغ عظیم مثل فیل لوح زمرد گلے مین ڈالے ہوے
پیدا ہوگا تم جاکر اُس مرغ سے صاحب سلامت کرنا وہ مرغ تمسے اُن جگرون کا خواستگار ہوگا تم اُس سے
کہنا کہ اے مرغ تجھے حضرت سلیمان کی قسم کی ہے کہ یہ لوح مجھے دیدے جب وہ لوح تمھارے حوالے
کرے تو تم وہ جگر اُسے دیدینا جب وہ کھالے تو اُس سے کہنا کہ جس طرح مین نے تجھے بعد سات سو برس کے
تیری مراد کو پہونچایا اُسی طرح تو بھی میری مراد پر مجھے پہونچا دے یہ سنکر وہ مرغ تمھین اپنی پشت پر بٹھلا کے
تمھاری مقصد گاہ تک پہونچا دیگا چنانچہ یہ خواب دیکھکر نورالدہر کی آنکھ کھل گئی سے چون شاہسوار چرخ گردان

میدان بستد زبیم نبردان
قرابہ شکست و می فرو ریخت

خورشید زبیم اہل آفاق
قرابہ می نہد بار برطاق

صبح از سر شورشی کہ انگیخت

مسحکر نور الدہر عبد الرحمن حسنی سے یہ حال بیان کرکے اُس درخت کیجانب جسکا بیتہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بتادیا تھا روانہ ہوئے اور جیسا کہ حضرت نے عالم رویا مین ارشاد فرمایا تھا ویساہی عالم شہود مین دکھائی دیا نور الدہر نے جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہی کُل احکام حضرت کی تعمیل کی تا اینکہ اُس مرغ کی پشت پر سوار ہوئے کہ یکایک چالاک سامنے سے آپہونچا اور عرض کیا کہ حضور اپنے اُس دیو کو مار کے مجھے رہا کر دیا مین اُسکی قید مین تھا غرض کہ دونون اُس مرغ پر سوار ہو کر جانب صحرا روانہ ہوئے اور مرغ پرواز کرتا ہوا چلا دیکھیے کب پہونچتے ہین اب اس داستان کو تو یہین تک چھوڑ دیجیے

اور دو کلمہ داستان جنگ قمہور اور امیر بالوقیر کے ملاحظہ فرمایئے خمسہ

مدعی کون وہان دخل کسی کا کیسا
جلد جاتا ہی ہر شخص کا نقشا کیسا
اور فرہاد بھتا مرد ورکہ دھوئے مجھ
لکھتے ہین یہ بھی اک انداز ہی سودا کیسا
اُنکی سُنیے تو حقیقت ہی نہایت نادر
یون تو چرچین ہین جہا مین بہت ایسی ویسی
جلوۂ حسن بتان کی ہی نمایش کیسی
مین نہین وہ کہ جو موسی کیطرح لاؤن تاب
اٹھ گیا بیچ سے جب مین ہی تو پردا کیسا
ایسے سامان ہین تو کس چیز کی ہو حیرانی
جوشش عشق نہانی ابھی دیکھی کیا ہی
میرے اشکون کی روانی ابھی دیکھی کیا ہی
مجھکو کیا غم سے غرض اور الم سے مطلب
مجھکو بخشا ہی غم حوصلہ فرسا کیسا
زہر سے کھیل سمجھتے ہین وہ مرجانے کو
داغ کیا عرض کرینگے یون ہی سارے خدام
طلب بوسہ مین کیا چاہیے ناظم ابرام

اپنے سایے سے بھی بچتا تھا وہ کیونکر
سادہ دل ہی وہ بت آئینہ سیما کیسا
میری شامت ہی دکھاؤن جو انھین اپنا جگر
لوگ ہمسایے کے سب جمع پریشان خاطر
گرکے خون ایک جا بیٹھے ہین مگر پاس مگر
دیکھیے چشم حقیقت سے یہ شی جیسی
ایدل اس باغ کا ہوگا چمن آرا کیسا
مجھسے دیدار طلب ہونگے جہا نہین کمیاب
قیس صحرائی و فرہاد تھا کوہستانی
تپش و زاری و تنہائی و سرگردانی
شدت اشک فشانی ابھی دیکھی کیا ہی
گفتگو نوح کے طوفان مین ہی دریا کیسا
آسمان ٹوٹ پڑا ہی ستم دائی غضب
جھوٹ ہی جانتے ہین قیس کے افسانہ کو
شمع پر دیکھ کے گرتے ہوئے پروانہ کو
ہی تعجب زہے آگہو فسکر انجام
دیکھکے دل ہی تو پھر اُنسے تقاضا کیسا

دیکھتے دیکھتے لیتا ہی زمانا کیسا
طعن کرتے ہین زلیخا پہ نہتھی اُسکو نظر
مین کس گنتی مین ہون قیس کا قصہ سنکر
لاش پر روتے ہین ہوتا نہین قاتل ظاہر
پوچھتے ہین کہ مرے در پہ ہی غوغا کیسا
کستے دیکھی ہی یہ سبزہ اسکے تجلی ایسی
جو دکھاتا ہی دکھا کل کے عوض آج تھا
ذوق دیدار مین بیخود ہون نظر مجسے چھپا
پاس ننگون کے دھرا کیا تھا بجز عریانی
گھر مین سب کچھ ہین موجود ہی صحرا کیسا
ہی جو بیسر و سامانی ابھی دیکھی کیا ہی
کہتا ہین اک بندہ آسا لیٹ و صد عین طلب
اور دکھ درد اگر ہون تو کھٹکا ہون مارا
جان دیتے نہین دیکھا کسی دیوانے کو
پوچھتے ہین کہ یہ ہوتا ہی تماشا کیسا
تقوہ دل بخش دیا جب کہ لیلو انعام
متحیان نغمہ طرب خیز قصہ خوانی و

رامشگران لحن فرحت آمیز معانی اس داستان لطف انگیز کے بیان مین نوائے سخن کو زخمہ تحریر سے یون زمزمہ سنج کرتے ہین کہ ایک روز قمہور نے زمرد سے بسبیل تذکرہ کہا کہ ای خداوند باپ ہمارا کہان ہی زمرد نے کہا کہ اسکو تو حمزہ نے قید کرلیا ہی قمہور نے کہا کہ اچھا پھر آپ میرے نام طبل جنگ بجوا دیجیے مین جا کر امیر سے مقابلہ کرونگا اور اپنے باپ کو چھڑا کر لاؤنگا اب اس مقام پر ناظرین کو خیال رہے کہ اب چند روز کے عرصہ مین زمرد شاہ کے معاون اور کچھ لشکر کا اسکے پاس اجتماع ہوگیا ہی اور قریب لشکر نمرود خیمہ زن ہی اور زمرد شاہ حسب ضرورت آسمان نمرود سے نیچے بھی اُترا تاہی اور دیکھکے اپنا سامان درست کرتا جاتا ہی جب یہ خبر جا سوسان

لشکر اسلام نے حاضر ہو کر امیر عالیمقام کی خدمت میں عرض کی تو اُسیوقت اپنے لشکر میں بھی نواخت طبل رزم کا حکم دیا اور سامان حرب و ضرب درست کرنا شروع کیا جب کہ مشعل آفتاب نہانخانہ مغرب میں جا کر گل ہوگیا

چون کرد شب از علاقہ در ... آن شب ہمہ عزم جنگ کردہ
گوش زرخ زمانہ را ایر ... افزایش نام و ننگ کردہ
آن در کہ بخوشہ چون ثریا ... مہر تخت زدہ در بدر ہا

غرضکہ دونون جانب شب بھر سامان جنگ کے صدائے ہوشیار باش و بیدار باش بلند رہی نقارہ رزمی بجا کیے بہادر اپنے اپنے اسلحہ سجا کیے تیر ترکش میں بل کی لینے لگے نیزون نے خود سری سے سر بلند کیے کلاہ خود اعدا کی سر شکنی پر خندہ زن کمند زلف خوبان کی طرح حلقہ فگن تیغ آبدار ابروے خمدار کی صورت خون کی پیاسی خنجرہاے اعدا پر عجیب طرح کی اوداسی حلقہ ہاے زرہ ہمہ تن چشم ہو کر چار آئینہ مرگ میں سرخروئی جاوید کے نگران خود اپنی خودبینی میں جام عشق تجانے سے سرگران پیکان کے دل میں جگر کے پار ہونے کی خلش تھی تیرون کو جان عدو لینے کی دوا دوش تھی سپر فراخ دامن کالی بلا کی صورت سر اعدا پر بلا نازل کرنے کے لیے طیار برچھیون کو نگاہ جانان کیطرح سینہ دشمن فگار کرنے کا انتظار بندوقون کی تیز روی سے بزدلون کے جی چھوٹے جاتے تھے مارے خوف کے گولی بجاتے تھے دود باروت سے زمین تیرہ و تار تھی تفنگ کی شعلہ فشانی مثل آہ شرربار تھی طالع رزم پر مریخ کی نظر تھی نحوست زحل سینہ سپر تھی غرضکہ شب بھر یہی ہمہمہ رہا

چون خسرو صبح خبر شادان ... بر تخت نشست بامدادان
روز از سر مہر سر برآورد ... و آفاق بمہر سر برآورد
جنگ سر سنگ آفتاب نیزہ

خطوط شعاعی لیے ہوئے میدان جنگ کی نظر ثانی کو برامد ہوا دونون لشکر بڑی چمک دمک سے وارد دشت قتال ہوئے چودہ صفین لشکر جرار کی آراستہ ہوئین نقیبون نے کڑکا کہنا شروع کیا سے جہان اک ماتم سراے عجیب

نہین جائے پاس و رجائے عجیب ... چلے جاتے ہین گو کہ جیسے سحاب
یہ منزل نہین جاے بود و باش
جوانی گئی موسم شیب ہے ... نہ جدول رہیگی نہ سرو روان
یہ بیٹھے جو ہین سامنے ہین کہان
شہود ایک دو روز کو عیب ہے ... گلستان کو پائینگے ہو کا مکان
جہان جملہ ہے ایک بزم روان
سکون یان کا دیکھا سر رستاخیز ... جیسے دیکھو چلنے کا گرم تلاش
بجا ہے کیا کوش علت بدام

کسینے نہ اگر کیا یان مقام ؛ ای بہادران نامی و شجاعت شعاران گرامی بنا چند روز ہے کبھی صبح عشرت گاہ شام غم اندوہ ہوگئے کل سوی گورستان جو ہم باخستہ حالی ستے + مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشتی پایمالی تھے + یہ دو مصرع لکھے اُسی بمضمون خیالی تھے + مہیا گرچہ سب سامان ملکی تھے + سکندر جب چلا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے بعد نقابت نقباے بلند آواز قمہور میدان مین آیا اور نعرہ زن ہوا کہ اگر امیر حمزہ عالیشان میرے مقابلہ کو آئین تو البتہ لطف جنگ ہے یہ سنکر امیر بادقر اشقر کو مہمیز کر کے قمہور کے مقابلہ کو آئے اور ارشاد فرمایا کہ ای قمہور ہر چند تجسے مقابلہ کرنا میرا کسر شان ہے مگر چونکہ تو نے خود مستدعا کی اسوجہ سے مین تیرے مقابلہ کو نکل آیا کہ تیرے دل مین ہوس اور حوصلہ باقی نہ رہجائے اور یہ بات کہنے مین نہ آئے کہ اگرچہ قمہور نے امیر کو طلب کیا اور قصد مقابلہ کا امیر سے کیا مگر امیر مارے خوف کے لشکر سے باہر نہ آئے پس ای قمہور بسم اللہ حملہ آور ہو بیار انچہ داری ز مردی نشان + کمان کیانی و گرز گران + قمہور نے کہا کہ نہین پہلے آپ ہی حملہ آور ہون امیر نے فرمایا کہ یہ ہمارا دستور نہین ہے یہ سنکر قمہور نے چوب دست اُٹھائی اور یہ کہکر کہ خیر ہمارا تو دستور ہے امیر پر دہ چوب آہنی ماری یہ تو اسکی بندھی چوٹ ہے ہر چند کہ امیر نے اپنی سپر پر دی مگر دل امیر کا لرز گیا اور اشقر تا شکم زمین مین در آیا ہر چند امیر نے چاہا کہ مرکب زمین سے نکلے مگر ممکن نہوا آخر مجبور ہو کر امیر بادقر پیادہ ہوگئے اور

ہی تلوار مین مرکب قمہور کو بے گر ڈالا اور مرکب اشقر کو جھٹکا دیکر زمین سے نکال لیا قمہور بھی گھوڑے کی پیٹھ
سے پیادہ ہوگیا اور چاہا کہ امیر کے مرکب کو بھی پکڑے امیر نے مرکب کو پس پشت کرلیا اور آگے بڑھکر قمہور
سے دست وگریبان ہوئے کشتی ہونے لگی دن بھر کشتی رہی اور خوب زور ہوا کیئے شام کو قمہور نے امیر سے کہا
کہ اب ہمارے کھانے کا وقت آگیا بھوکے ہین اب نہ لڑینگے پھر سمجھا جائیگا امیر نے کہا کہ یہ ہمارا قاعدہ نہین ہی
کہ ہم بے زیر کیے ہوئے حریف کو چھوڑ دین قمہور نے کہا کہ ہمارا قاعدہ تو یہی ہی کہ جب ہم بھوکے ہوتے ہین
تو مقابلہ نہین کرتے آج جنگ ملتوی رکھو کل لڑینگے امیر بھی اپنے دل مین یہ سمجھے کہ ای امیر تم بھی اسے غنیمت
ہی سمجھو یہ سمجھکر جنگ سے دست بردار ہوئے دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر واپس آئے امیر نے عمر سے
قمہور کی شجاعت کی بہت تعریف کی غرضکہ دوسرے روز زمرد شاہ اپنے لشکر مین بارگاہ برپا کیے ہوئے
بیٹھا تھا اور زمرد شاہ کے پاس قمہور اپنے باپ کے لیے بیٹھا ہوا رو رہا تھا کہ یکایک دیو اور رنگ
زمرد شاہ کے سامنے آیا اور پیش لقا سجدہ کیا زمرد شاہ نے استفسار حال کیا اُسنے تمام سرگذشت اپنی
اور حقیقت لقادار سبزپوش کی بیان کرکے عرض کیا کہ ای خداوند جب مین نے لقادار سبزپوش کو مسلمان
پایا تو مین نے ملازمت اسکی ترک کردی اور دامن کوہ پر آبیٹھا اور قمہور کے واسطے رونے لگا کہ ناگاہ
بلاشور کا بیٹا بلاجو بھی میرے پاس آپہونچا اور مجھسے اپنے باپ کا احوال استفسار کیا مین نے کہا کہ بلاجو
باپ تمھارا ہمراہ عرش بن جمشید اور قمہور کے خدا پرستون کی قید مین ہی بلاجو نے کہا کہ اچھا تم چلو ہم بھی آتے
ہین بس ای خداوند مین تو آگے بڑھ آیا ہون یقین ہی کہ کل تک بلاجو بھی آجائیگا اور آئیگا تو چار ہزار عیارون سے
آئیگا زمرد شاہ نے اُسیوقت طبل شادمانی بجوایا یہ خبر عیارون نے خواجہ عمر کو پہونچائی کہ بلاجو آیا چاہتا ہی
خواجہ نے پوچھا کہ بلاجو کون ہی عیارون نے کہا کہ بلاشور کا بیٹا ای خواجہ لوگ کہتے ہین کہ بلاجو اپنے باپ سے
بھی باپ ہی بلا کا عیار فتنۂ روزگار ہی یہ خبر سنکر عمر کو بھی اُسکے دیکھنے کا اشتیاق ہوا صورت اپنی تبدیل کرکے
لشکر کفار مین آیا دیکھا کہ کئی ہزار عیار کفار بلاجو کی پیشوائی کو چلے جاتے ہین خواجہ عمر بھی اُنکے ساتھ ہولیے
بعد طی کرنے چند مراحل کے دیکھا کہ یکایک دامن صحرا سے ایک گرد عظیم پیدا ہوئی اور آواز زنگ کی سنائی
دی جب برابر ہوپہونچے تو دیکھا کہ بلاجو چار ہزار عیاران سیہ پوش کے ساتھ چلا آتا ہی جب بلاجو کی صورت عمر
نے دیکھی تو اپنے دل مین کہا کہ واقعی عجب سج دھج کا عیار ہی دیکھا چاہیے کہ یہ کمبخت کیا آفت اُٹھاتا ہی اور کیا فتنہ
و فساد برپا کرتا ہی آخرکار سب کے سب لشکر کفار مین پہونچے ابھی یہ سب اطمینان سے بیٹھنے بھی نہ پائے تھے
کہ بلاشور بھی ہفت دربند سے آپہونچا اور اپنے فرزند کو دیکھکر بہت خوش اور بشاش ہوا اور حال گرفتاری
بدیع الزمان کا زمرد شاہ سے گزارش کیا عمر یہ حال سنکے بہت متاسف ہوئے اور اپنے عیارون سمیت
اپنے لشکر مین واپس آئے اور کہا کہ اگر مین اس کمبخت بلاشور سے اپنے فرزندونکا عوض نہ لون اور جس طرح
کہ اسنے میرے فرزندون کے کباب کیئے ہین مین بھی اُسی طرح اسکے فرزند بلاجو بدبلا کے کباب نکرون
بلکہ کباب کرکے اسے نہ کھلاؤن تو آج سے نام عیاری و دلاوری کا نہ لون اور مجھسے زیادہ بھر بردہ دنیا پر کوئی نامرد نہوگا
یہ کہکر خدمت امیر باتوقیر مین حاضر ہوئے اور کل حال من وعن امیر سے بیان کیا امیر بھی حال بدیع الزمان کا
سنکر نہایت متالم ہوئے اور خواجہ سے کہا کہ خواجہ اس کمبخت کی فکر بہت جلد کرنا چاہیے اسلیے کہ اول تو تم
خود ہی کہتے ہو کہ یہ اپنے باپ کا بھی باپ ہی خواجہ نے کہا کہ حضور ہان سنا تو ایسا ہی ہی امیر نے فرمایا کہ ہان بھئی

صحیح ہوگا معلوم نہین کہ یہ بدبخت کیا آفت برپا کرے اور دوسرے یہ کہ اگر اپنے باپ سے بڑھا ہوا نہ سہی تب بھی جب
تو ایک ہی بلاشور تھا اب اُسکا بیٹا اور وہ دو بلائین مجتمع ہو گئی ہین کیا ہو گیا نہو اس سے بہتر یہی ہے کہ جلد کوئی
فکر کرو عمر نے عرض کیا کہ بہت خوب مین بہت جلد تعمیل حکم کرونگا اور خداوند نعمت علاوہ آپکے ارشاد کے میرا
دل بھی تو داغدار ہو رہا ہے میرے کیسے کیسے فرزند اس بیحیا نے ہلاک کیے ہین حضور غلام نے تو پہلے ہی تہیہ
کر لیا تھا کہ اگر بلاشور کو اس بلاجو کمبخت ہی کے کباب نہ کھلائے تو کچھ کام ہی نکیا یہ کہکر خدمت امیر سے
اُٹھکر بارگاہ نمرود مین آیا دیکھا کہ جشن ہو رہا ہے دور شراب گلگون چل رہا ہے بزم طرب آراستہ ہے نغمہ چنگ و
رباب ہے ہر شخص محو ہے کثرت مینوشی سے مین چور بیٹھے ہوئے ہین ادہر اُدہر کی غپ شپ اُڑا رہے ہین اور بختیارک
نشۂ شراب مین بلاجو سے کہہ رہا ہے کہ اے بلاجو لشکر اسلام مین خواجہ عمر بڑا زبردست عیار ہے کوئی عیار اُس سے
جیت نہین پاتا اور کوئی عیاری اُسکی عیاری کے سامنے پیش نہین ہو سکتی ہرچند کہ تمھارے باپ نے اُسکے
کئی بیٹون کو مار مار کے کباب لگا ڈالے مگر اُسکی چتون پر میل بھی نہ آیا اور اسیطرح اپنی تدبیر مین مصروف رہا اور
بدستور عیاریان کیا کیا اے بلاجو عمر بلا کا آدمی ہے مین تو کہتا ہون کہ آدمی کاہے کو ہے پریت ہے کل دارومدار لشکر
اسلام کا اُسی کی عیاری پر ہے بلاجو تو نشہ کی ترنگ مین تھا ہی لگا ڈینگ ہانکنے کہ ارے بھئی بختیارک کیا کہتے ہو
عمر کیا چیز ہے اور اُسکی حقیقت ہی کیا ہے مین ابھی جا کر تن تنہا اُسے گرفتار کر لاؤنگا یہ کہکر صحبت عیش سے اُٹھ کھڑا
ہوا اور سامان عیاری اپنے جسم پر لگا کے کہنے لگا کہ مین گیا اور لایا بلاشور کو بھی یقین ہو گیا کہ آج عمر گرفتار
ہو جائیگا کیونکہ بلاجو میرا بیٹا ہے اور جوان ہے عقل بھی اُسکی جوان ہے اور مثل مشہور ہے کہ اگر پدر نتواند پسر تمام کند
میری تدبیر نہ چلی مگر اُسپر بھی عمر کے دل کو داغدار کر کے لالہ زار بنا دیا تھا یہ بلاجو ہے کوئی نہ کوئی پہلو دیکھ بھال کے
عمر کو گرفتار کر ہی لیگا عمر تو بلاجو کے اُٹھتے ہی وہان سے چل کھڑے ہوئے تھے اور بارگاہ امیر مین جا پہونچے
تھے اب بلاجو یہان سے اُٹھکر تلاش عمر مین روانہ ہوا یہان عمر نے امیر سے کل حال بیان کر کے عرض کیا کہ حضور
غلام جاتا ہے اور انشاء اللہ اس بلاجو مردود کو رستہ ہی سے گرفتار کر کے بلاشور کے پاس لیجائیگا اور اُسکے ہاتھ
سے اسے ذبح کرا کے کباب لگا کے کھلائیگا غرضکہ عمر امیر سے رخصت ہو کے خدا کا نام لیکر چند عیارون کو اپنے
ساتھ لیے ہوئے سامان عیاری درست کر کے جانب صحرا روانہ ہوئے مگر ناظرین کو یہ خیال ملحوظ رہے کہ صورت
اپنی خواجہ نے ایک عورت کی قطع پر مشکل کر لی تھی چنانچہ خواجہ ہاے شاطری مارتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ راہ مین
انھون نے کیا دیکھا کہ بلاجو نشہ شراب مین چور سامان عیاری جسم پر آراستہ کیے ہوئے چلا آتا ہے یہ دیکھکر عمر سن سے
ہو گئے فوراً اپنے عیارون سمیت ایک درخت پر چڑھ گئے اور اُسکی شاخون مین چھپ رہے جب بلاجو اُسطرف سے
نکل گیا تو خواجہ اُس درخت سے اُتر کر آگے بڑھے اور تھوڑی دور جا کر ایک برات ترتیب دیکے خود محافہ مین
سوار ہوئے اور اپنی صورت ایک نازنین مہ جبین کی شکل پر مشکل کی چند عیارون کو براتی بنایا اور چند عیارون کو
قزاقون کی صورت بنا کر ادہر اُدہر کر دیا اور کہدیا کہ تم بلاجو کو دیکھنا تو آتے ہی اس برات کو لوٹ لینا اور اُن براتی
عیارون سے کہدیا کہ تم سب مجھے تنہا چھوڑ کر بھاگ جانا الغرض خواجہ نے اس بارات کو دیہاتی برات بنا کر اُسجانب
کی راہ لی کہ جس طرف بلاجو کو جاتے دیکھا تھا غرض بعد تھوڑی دور جانے کے کیا دیکھا کہ بلاجو حلقہ ہاے کمند ہاتھون مین
لیے ہوئے بیٹھا ہوا ہے یہ دیکھکر وہ قزاق عیار گھوڑے ہاتھون مین لیے ہوئے برات کے پیچھے ہوئے بلاجو نے جو باجے
کی آواز سُنی اپنی جگہ سے اُٹھکر برات کا تماشا دیکھنے لگا کہ یکایک وہ قزاق برات پر آ گرے اور کل اسباب و جہیز لوٹنا

شروع کیا براتی تو یہ حال دیکھکر بھاگ کھڑے ہوئے قزاقون نے خوب توٹا کہارون نے جو یہ نقشہ دیکھا تو وہ بھی دولہن کا
محافہ رکھکر رفوچکر ہوگئے جب وہ قطاع الطریق برات لوٹ چکے تو اب دولہن کو محافہ سے نکالکر ایک گوشہ مین لیچلے
ہرچند کہ بلاجو کے ذہن مین یہ بات بار بار آئی کہ جاکر اُن لٹیرون کو مانع ہو کہ وہ غارتگری سے باز رہین مگر پھر یہ سوچا
کہ انھون نے اتنے براتیون کا تو کچھ خوف و خطر کیا ہی نہین اور سبب کے سب براتی مارے ڈر کے بھاگ کھڑے
ہوئے تو تو اکیلا کیا بنا سکیگا اور یہ سفاک تجھ تنہا کو کیا مانینگے یہ خیال کر کے چپکا کھڑا ہوا تماشا دیکھا کیا کہ تھوڑی ہی
دیر کے بعد ایک عورت کے رونے کی آواز آئی کہ اسطرح ہانک ہانک کر رو رہی ہے کہ گویا کسی نے آسیے خوب
مارا ہے اب تو اسکو تاب نرہی اور دوڑتے دوڑتے اُسی گوشہ مین پہونچا کہ جسمین وہ دولہن بیٹھی ہوئی رو رہی
تھی جاکر دیکھا کہ وہ عورت نہایت خراب حالت سے بیٹھی ہوئی ہے بلاجو کو دیکھکر گھونگھٹ نکال لیا اور مارے
شرم کے سمٹ بیٹھی بلاجو نے پوچھا کہ ارے تو کون ہے اور تجھپر کیا بنی ہے اُس عورت نے شرم کے مارے کچھ جواب
نہ دیا جب بلاجو نے کہا کہ اری نیکبخت تو اپنا حال مفصل بیان کر کہ تو کون ہے اس جگہ پر مین ہی ہون اور کوئی نہین
ہے شاید تو وہی دولہن ہے کہ جسکی ابھی برات لوٹی گئی تھی مین سب ماجرا دیکھ رہا تھا مگر کیا کرون تنہا تھا اس
سبب سے نہین بولا تو اپنا حال تو کہہ اب یہان کوئی نہین ہے اگر مجھسے کوئی کام ہو سکے گا تو مین کر دونگا جب
بلاجو یہ کہکر بہت مضطر ہوا تو اُس نوعروس نے کہا کہ ارے میان کیا کہون یہان سے کوئی پانچ کوس پر ایک
گانون ہے مین اُجڑی وہان کی رہنے والی ہون میرا باپ اُس گانون کا زمیندار ہے شوہر میرا مجھے بیاہے ہوئے
لیے آتا تھا کہ یہ نگوڑے قزاق آپڑے اور سب برات کو لوٹ لیا شوہر میرا اور سارے براتی جان کے خوف
سے بھاگ کھڑے ہوئے قزاق لوگ جب برات لوٹ چکے تو میری جانب متوجہ ہوے اور یہان لاکر مجھے بغیرت کیا ارے
میان اب مین کیا کرون اس ظلم اور اپنی تنہائی و بیکسی پر رو رہی ہون اگر کوئی تدبیر کر کے کسی پردہ سے کوئی ڈولا
کالاکر مجھے میرے گانون تک پہونچادو تو تمھارا بڑا احسان ہوگا دین دنیا مین خدا تمھارا بھلا کریگا کرایہ اُسکا
اپنے گانون پہونچکر دلوا دونگی یہ کہکر زار و قطار رونے لگی بلاجو کو اس عروس شب اول کی حالت بیکسی و
تنہائی پر بہت تاسف ہوا اور کہا کہ اے نیکبخت مین یہان کا باشندہ نہین ہون دیہ و قریہ سے بالکل
نابلد ہون ڈولا کہان سے ڈھونڈھون ہان یہ ہو سکتا ہے کہ تو میری پیٹھ پر بیٹھ جا مین خود تجھے تیرے گانون تک
پہونچادون دولہن نے کہا کہ میان یہی احسان تمھارا کیا کم ہے کہ تمنے آکر میرا حال پوچھ لیا یہ مجھسے کیونکر ہو سکیگا
کہ مین تمھین اسقدر تکلیف شاقہ دون بلاجو نے کہا کہ نہین تو اسکا خیال نکر میری پیٹھ پر بیٹھ جا اگر ڈولا مجھے ملسکتا
تو مین خود غیر عورت کو اپنی پیٹھ پر نہ بٹھاتا آ اے آ میری پشت پر بیٹھ جا دولہن نے کہا کہ خیر میان مین بھی مجبور
ہون چلنا کیسا اُٹھا بھی نہین جاتا ورنہ ایسی گستاخی کبھی نکرتی دونون جہان مین تم خوش رہو یہ کہکر
اپنے دل مین بسم اللہ کہکے بلاجو کی پیٹھ پر قیام کیا اور سوچا کہ خیر بہ تو اس مقام سے یہان تک تو نوبت
پہونچی کہ مین تیری گردن پر سوار ہوا الغرض بلاجو وہان سے آگے بڑھا تھوڑی ہی دور چلنے پایا تھا
کہ اُس عروس عربدہ جو نے حلقہ ہاے کمند نکالکر بلاجو کی گردن مین پھنسا دیے اور خوب زور سے جھٹکا دیکر
اوپر سے ایک دھپ بڑے زناٹے سے رسید کی کہ بلاجو زمین پر گر پڑا خواجہ نے اُسکی گردن پر سے
اُترکے خوب اچھی طرح حلقہ ہاے کمند مین جکڑ کے داروے بیہوشی نکالکر بلاجو کو سنگھادی بلاجو اُسے
سونگھتے ہی بیہوش ہوگیا خواجہ نے روغن عیاری نکالکر اپنی صورت کو تو بلاجو کی صورت بنائی اور

بلاجو کو اپنی شکل پر متشکل کر کے گیند عیاری کا اُسکے مُنہ مین دیکے پشتارہ باندھکر اپنی پیٹھ پر باندھ لیا اور لشکر کیجانب مردانہ
ہوکر بارگاہ نمرود مین پہونچا یہان بلاشور انتظار بلاجو مین بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک بلاجو سامنے سے نمایان ہوا
بلاشور نے بلاجو سے کہا کہ کیون فرزند لایا عمر کو بلاجو نے کہا کہ جی ہان خداوند کی عنایت سے زندہ گرفتار کر لایا
بھلا یہی ممکن تھا کہ بلاجو جاتا اور عمر کو نہ ڈھونڈھ لاتا مگر اے پدر بزرگوار واقعی جیسی صفت سُنی تھی اُس سے
بڑھکر عمر کو پایا فی الحقیقت ایسا بلا سے پدر یہان ہے کہ بغیر میرے گرفتاری اُسکی ممکن ہی نہ تھی بھلا یہ کسی دوسرے
کی تو کیا تاب و طاقت تھی کہ خواجہ کو گرفتار کر کے لے آتا اے پدر عالی مقدار وہ وہ ملعون مجسمے بھی کی ہین
کہ میرا ہی جی جانتا ہے مگر مین بھی خداوند ہی کی قسم کھا کر گیا تھا کہ جب تک عمر کو گرفتار کر لونگا تب تک
بارگاہ کی طرف مراجعت ہی نکرونگا بلکہ کسیکو منہ ہی نہ دکھاؤنگا یہ سُنکر بلاشور اپنی جگہ سے اُٹھا اور بلاجو کو اُٹھاکر
گلے سے لگا لیا اور ایک کرسی بر خداوند کے سامنے بٹھلایا بلاجو نے پشتارہ کھولکر سامنے رکھا اور بلاشور
سے کہا کہ لیجیے اُٹھیے اور اپنے ہاتھ سے اسے ذبح کر کے کباب لگائیے یہ سنکر زمرد شاہ نے ایک خلعت
گرانبہا اور دس ہزار طومان طلا بلاجو کو انعام دیا اور بلاشور نے عمر کو اپنے ہاتھ سے حلال کیا اور آگ پر
نمک مرچ ملا کے گوشت اُسکا کاٹ کے کباب لگا کے خوب خوش جان کیے اور بلاجو سے کہا کہ اے فرزند واقعی
کیا مزے کے کباب ہین اور کیا چرب گوشت تھا خوب امیر کا مال جگہ جگہ کر ہوتا ہوا تھا زمرد شاہ نے کہا
کہ خیر لاکھ لاکھ شکر کرنا چاہیے کہ امیر حمزہ جسکے بھروسے پر کودتے تھے اور لشکر اسلام کو جسپر بڑا غرہ تھا وہ
مارا گیا دیکھیے کہ امیر کیا کرتے ہین بلاشور نے کہا کہ خداوند اگر کباب اسکے نوش فرمائین تو جانین کہ کس قدر
مزے کے کباب ہین اور کسقدر گوشت اُسکا نمکین اور بالذائقہ تھا خوب ہی محنت کی دو تین کہا تھا کہ موٹا
ہوا تھا یہ سُنکر بلاجو نے کہا کہ ہان خداوند سچ ہے اگر ہر روز بلاشور ایسا ایک فرزند اسی طرح کا موٹا تازہ نکلا
دیدیا کرین تو خوب بالذائقہ کباب بنا کرین اور خوب میان بلاشور خوش ہوا کرین سچ ہے اگر عیاری کرے
اور مرد چالاک ہو تو اتنا تو ہو واقعی کیا چالاکی کی ہے میرے بھی چھکے چھوٹ گئے یہ سنکر بلاشور سُن ہو گیا اور
کہنے لگا کہ ارے تو عمر ہی خواجہ نے کہا کہ جی ہان ہنم خواجہ عمر بن امیہ ضمری دیکھ او بلاشور مطلع جایا
اور چالاکی اسے کہتے ہین کہ تیرے فرزند کے کباب تجکو کس کس مزہ سے کھلائے ہین اور تو نے خوش ہو کر کھائے
چٹخارے بھر بھر کے کھائے ہین واہ واہ واہ یہ کہکر عمر کرسی پر سے کھڑے ہو گئے اور باہر جانے کا قصد کیا تب
لوگ عمر پر ٹوٹ پڑے اور چاہا کہ عمر کو گرفتار لین مگر یہ عمر تھے کسکے ہاتھ لگتے تھے جو لوگ سامنے آیا کمند اُسکے
گلے مین ڈال کے گرا دیا اور ایک ہی ہاتھ مین کام تمام کیا تا اینکہ بارتے مارتے زمرد شاہ کے قریب پہونچے چاہا کہ
اُسکا کام بھی تمام کرین مگر وہ مردود اٹھکر بھاگ گیا عمر بہت محنت کر کے بہتون کو مار پیٹ کے نکل گئے اور لشکر اسلام
کی راہ لی بعد جانے عمر کے بلاشور بہت رنجیدہ ہوا گریبان اپنا پارہ کیا اور منہ پر اپنے طمانچے لگا کر خوب ہی پھوٹ
پھوٹ کر رویا اور کہتا تھا کہ ہائے کیا غضب ہو گیا کہ اپنے فرزند کو اپنے ہی ہاتھ سے مین نے حلال کیا اور کباب لگا کر کھائے
ہائے مین ایسا چوکا کہ بالکل خبر نہوئی افسوس صد افسوس عمر کے فرزند کو مار کر تو مین نے خود کھایا عمر کو یہ سوجھی نہین ہوا
اور بلاجو نے کباب تو عمر نے خود بھی کو کھلائے ہائے افسوس صد افسوس زمرد شاہ نے کہا کہ اے بلاشور تو کیون
اسقدر بیقراری کرتا ہے اور ناحق اپنی جان دیے دیتا ہے ایک فرزند کے عوض مین تجھے دس فرزند اس سے بہتر
خوشتر عطا کرونگا تو خاطر جمع رکھ اور اسی قسم کے بہت سے کلمات تشفی و تسلی آمیز بلاشور سے کہے کرنی الحال

اُسے تسکین ہوئی جب رقت اُسکی کم ہوئی تو زمرد شاہ نے کہا کہ ای ملا شور اب عنقریب سمندر جادو چالیس ہزار ساحروں کی جمعیت سے آیا چاہتا ہی پر جب وہ آلیگا تو توان خدا پرستوں کا حال دیکھنا کہ ان سب کا کیا حال ہوا یہ سنکر ملا شور نے زمرد شاہ کو سجدہ کیا اور کہا کہ ای خداوند مجھے عمر کو عنایت کیجیے کہ مین اپنے فرزند کا عوض خون اُس سے لون زمرد شاہ نے کہا کہ مین نے تجھے اختیار دیا کہ تو جس طرح چاہے عمر سے عوض خون ملا خوا کالے مین نے قضا عمر کی تیرے ہاتھ پر مقرر کی اور تقدیر کی کہ عمر تیرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ سنکر ملا شور اپنا ساز و سامان درست کرکے تلاش عمر مین روانہ ہوا جب وہ جا لیا تو قہور نے زمرد شاہ سے کہا کہ ای خداوند مین اب جو دستی سے جنگ و جدال نکرونگا آخر بمقابلہ اسلامیہ جنگ یہ جو دست کہان تک کام دیگی ایک دن انجام کار زک اُٹھاؤنگا اب مین فنون سپاہیانہ کے حاصل کرنے مین کوشش بلیغ کرونگا اور بعد حصول فنون و طرق سپاہیانہ جنگ کرونگا زمرد شاہ نے کہا کہ بہت خوب نہایت مناسب ہی یہ کہکر مضراب فرخ کماندار کو طلب کرکے قہور کو اُسکے سپرد کیا اور حکم دیا کہ بہت جلد اسے کل فنون سپاہگری تعلیم کردے غرض قہور نے مضراب فرخ کماندار سے اکتساب فنون سپاہگری کرنا شروع کردیا اور دو ہفتہ تک جنگ موقوف رہی۔

داستان ایرج کے ہفت دربند عجم پر پہونچنے اور مقابلہ بدرین زلازل یک چشمی سے بیان کیجاتی ہی

ترے تلاش کہ سرگرم جستجو ہوکر + ملا ہون رنگ مین رنگ اور بو مین بو ہوکر + تری گلی مین ترے دلکا نقش ہوکے سا رقیب مٹ گیا میری آبرو ہوکر + دہان کلیم سے وہ نازیان یہ عوض + کبھی حجاب نہون میسے گفتگو ہوکر + نگاہ شوق نے کیا خواب مین نہین دیکھا + حیا حجاب ہی چھپتے ہو روبرو ہوکر + ذرا سی چھیڑ پر جامے سے باہر اب ہوگئے عیب ہی کہ نہو حسین خوبرو ہوکر + لگی ہی ہنبہ مژگان مین خون دل سے حنا + ہماری آنکھ ملے سب سے سرخرو ہوکر سوال وصل یہ وہ گالیان بھی دیتے + کوئی تو بات ٹھہر جاے گفتگو ہوکر + ہمارے جذب محبت کو دیکھنا قاتل کہ رنگ لایا ترا خنجر رگ گلو ہوکر + ہوا ہون مین بھی اب ای داغ اپنا دشمن آپ + زمانہ دوست ہی اُسکا مرا عدو ہوکر

بیاشنی گران مذاق خوش بیانی و حلاوت دہندگان لذات قصہ خوانی حلواے سخن کو قند مکرر شیرین زبانی سے یون نقل محفل کرتے ہین کہ جب ایرج نامدار امیر با تدبیر عجستہ ہوکر ہفت دربند عجم پر جا پہونچے تو دیکھا کہ بدرین زلازل یک چشمی قریب خندق پہونچگیا ہی اور قصد کر رہا ہی کہ خندق کو پاٹکر دروازہ کو توڑے یہ حال دیکھکر تمام عجمی گریہ و زاری اور مناجات مین بدرگاہ باریتعالے مصروف ہوگئے پس بمشاہدہ اس حال کے ایرج نے نعرہ بلند کیا کہ منم ایرج نامور دلپذیر + کہ شاہ شہانیم و آفاق گیر + نعوای کین شیر صید من است + گریزان ز نامم شود پیل مست + یل نامور شجیع زین سنم + بدشت وغا شاہ شیر افگنم + یہ نعرہ کرکے کہا کہ باش ای نامعقول کیا کرتا ہی خبردار ہوجا اگر تجھے اپنی جان کی سلامتی منظور ہے تو جانب قلعہ کے مراجعت کر ورنہ یہ بات خوب ذہن نشین کرلے کہ سر تیرے بدن پر نہوگا یہ کلام سنکر بدر نے خندق سے مراجعت کی اور دلمین خیال کرنے لگا کہ پہلے ایرج کا کام تمام کرلون تو پھر عجمیون کی جانب متوجہ ہونگا یہ تصور کرکے ایرج کے برابر آیا اور تین مرتبہ ہشیار باش کہکے ایرج پر تلوار ماری ایرج نے تلوار اُسکی رد کرکے کہا ای بدرین عجم نامرد کو تلوار سے تو کیا مارونگا تجھ ایسے بیحیا و بیغیرت سے تلوار کرنا ننگ و عار کا باعث ہی یہ کہکر گھوڑا اپنا بدر کے برابر لیجا کر اس زور سے ایک طمانچہ بدر کے بناگوش پر مارا کہ اُسے چھٹی کا دودھ یاد آگیا ہوگا چکر کھا کر قریب تھا کہ خانہ زین سے فرش زمین پر آے مگر ایرج نے اُسے گرنے نہ دیا کمربند اُسکا پکڑکے فاش زین سے اُٹھا لیا اور بالاے سر چرخ دیکر زمین پر دے مارا

اور فوراً اُسے باندھ لیا اور کہا کہ کیون بیجا اسی دم داعیہ پر ہے بل کی لیتا تھا اور مقابلہ کرنے کو آیا تھا ارے
لعنت خدا کی تف ہو تیری اوقات پر اور تو کچھ نہین تو سب کے ساتھ مکاریان کر کے بہت مغرور ہوگیا تھا
یہ نہ جانتا تھا کہ ہر فرعونے را موسیٰ ایسے ویسے لوگون کی طرح مجھ کو بھی سمجھ دوڑا اور یہ خیال نکیا ہر بیشہ
گمان مبر کہ خالی ست ٭ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد ٭ او مردود اب تیری سزا یہ ہی کہ تجھے قید سخت مین ڈال
کر اکر مار ڈالیون بدر نے کہا ای شہریار گستاخی میری معاف فرمائیے مین مسلمان ہوتا ہون ایرج نے کہا
کہ ہان مین تجھے ضرور مسلمان کر ڈالونگا خاطر جمع رکھیو یہ لکھکر بدر کو مقید کر کے اُسکے لشکر کو شکست دیکر بھگا دیا
اور مقبل و شاہزادہ بدیع کو قید سے رہا کرایا بدر کو قید مین پڑا رہنے دیجیے آئندہ چلکے دیکھا جائیگا

چند کلمے داستان شاہزادہ نورالدہر کے اور حالات طلسم گلزار سلیمانی ملاحظہ فرمائیے

ستم ہی کرنا جفا ہی کرنا نگاہ الفت کبھی نکرنا ٭ تمھین قسم ہے ہمارے سر کی ہمارے حق مین کمی نکرنا ٭ ہماری میت
پہ تم جو آنا تو چار آنسو بہا کے جانا ٭ ذرا رہے پاس آبرو بھی کہین ہماری ہنسی نکرنا ٭ کہا نکالا نا کہا نکالا جا نا وہ جانتے
ہی نہین یہ رسمین ٭ وہان سے ہے وعدے کی بھی یہ صورت کبھی تو کرنا کبھی نکرنا ٭ سلے تو چلتے ہین حضرت دل
تمھین بھی اس انجمن مین لیکن ٭ ہمارے پہلو مین بیٹھکر تم ہمین سے پہلو تہی نکرنا ٭ نہین ہو کچھ قتل انکا آسان
یہ سخت جان ہین بڑے بلا کے ٭ قضا کو پہلے شریک کرنا یہ کام اپنی خوشی نکرنا ٭ ہلاک انداز وصل کرنا کہ پردہ رہجائے
کچھ ہمارا ٭ غم جدائی مین خاک کر کے کہین عدو کی خوشی نکرنا ٭ مری تو ہے بات زہر انکو وہ اُنکے مطلب ہی کی
نہ کیون ہو ٭ کہ اُنسے جو التجا سے کہنا غضب ہے انکو وہی نکرنا ٭ ہوا اگر شوق آئینہ سے تو رخ رہے راستی کیجانب
مثال عارض صفائی رکھنا برنگ کاکل کجی نکرنا ٭ وہی ہمارا طریق الفت کہ دشمنون سے بھی ملکے چلنا ٭ نہ ایک شیوہ
ترا ستمگر کہ دوست سے دوستی نکرنا ٭ ہم ایک رستہ گلی کا اُسکی دکھاکے دلکو ہوئے پشیمان ٭ یہ حضرت خضر کو جتا دو
کسیکی ہم رہبری نکرنا ٭ بیان درد فراق کیسا کہ ہے وہان اپنی یہ حقیقت ٭ جو بات کرنی تو نالہ کرنا نہین تو وہ بھی کبھی
نکرنا ٭ مدار ہے ناصحو تمھین پر تمام اب اُسکی منصفی کا ٭ ذرا تو کہنا خدا لگی بھی فقط سخن پروری نکرنا ٭ بری ہے ای داغ راہ
الفت خدا نہ لیجائے ایسے رستے ٭ جو اپنی تم خیر چاہتے ہو تو بھولکر دل لگی نکرنا ٭ طلسم کشایان مراحل حکایات لطف
انگیز و طے کنندگان مقامات حیرت خیز گلہائے رنگین سخن کا گلدستہ بنا کر اسطرح زینت انجمن کرتے ہین کہ جب شاہزادہ
نورالدہر مع جالاک بن عمر بپشت مرغ پر سوار ہو کے چلے تو جاتے جاتے ایک صحرائے بیرہ و تار مین پہونچے کہ
چالیس فرسنگ کا عریض و طویل تھا شاہزادہ نے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے مرغ نام اُسکا بتا کے آگے بڑھا بعد تھوڑے
عرصے کے دامن کوہ مین پہونچا اور شاہزادہ سے کہا کہ اس پہاڑ کو کوہ ما یہ کہتے ہین اور یہ پانی جو اسکے گرداگرد
بہ رہا ہے اسکا نام دریائے رودآب ہے اور اس پہاڑ مین ایک غار ہے کہ اسمین ایک پیر کبیر السن آصف بن برخیا کا
بھانجہ قیام پذیر ہے نوسو برس کا اُسکا سن ہے اس لوح کو وہی پڑھیگا اور وہی احوال طلسم سے واقف ہے
غرض جبکہ شاہزادہ اُس غار پر پہونچا تو ایک آواز کچھ پڑھنے کی سنائی دی نورالدہر سمجھے کہ واقعی کوئی شخص
یہان مقیم ہے یہ سوچکر مشغول دعا و مناجات ہوئے کہ اس اثنا مین وہ پیر معمر اُس غار سے اُٹھکر کسی ضرورت کے
واسطے چلا جب شاہزادہ نے دیکھا کہ ایک پیر پہاڑ سے نکلکر کسی ضرورت سے چلا آتا ہے تو نورالدہر سمجھے کہ وہ پیر
مرد یہی بزرگ ہے آگے بڑھکر نورالدہر اُس پیر مرد کے سد راہ ہوئے اور قدمبوسی کر کے مصافحہ کیا اور تمام
احوال اپنا اُس سے اظہار کیا وہ پیر مرد یہ حال سنکر رو دیا اور کہا کہ ای جوان یہ کام بہت سخت و دشوار ہے نورالدہر

نورالدہر نے کہا کہ ای پیرِ مرد مین تو اس کام کے واسطے بیڑا اُٹھا چکا ہون پیر مرد نے کہا کہ اچھا لوح طلسمی تمنے بہم پہونچائی ہی
نے کہا کہ جی ہان اور فوراً لوح نکالکر اُس پیر مرد کو دکھائی اُسنے کہا کہ ای جوان واقعی اس لوح پر چند دعائین تو ایسی ہی لکھی
ہوئی ہین کہ جب کسی مصیبت اور بلا کے وقت اسے کوئی پڑھے تو ضرور وہ بلا دفع ہو جائے شاہزادہ نے کہا
کہ ای پیر مرشد کامل جب میرے بخت رسا نے مجکو یہان تک پہونچا دیا تو مین اب کہان جاؤنگا آپ مجھے رہنمائی کیجے
اُس پیر مرد نے کہا کہ بابا خدا ہی اب چونکہ تو مصر ہی تو مین بھی بیان کرتا ہون سُن ای جوان بیابان قاف مین ایک دیو
رہتا ہی کہ اُسکے سات سر ہین اور وہ بھانجہ ہی دیو سمندون ہزار دست کا جسے امیر نے پردہ قاف مین قتل
کیا تھا حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام نے اُس بیابان مین ایک باغ تعمیر کروایا ہی اور اُس باغ مین
چالیس قصر ہین اور ایک مرغ زرین بال اُس باغ مین رہا کرتا ہی اور وہ دیو کہ جسکا حال مین نے تجسے بیان
کیا وہ اس مرغ کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہی جو شخص اُس دیو کو مارکے اس مرغ زرین کو پاجائیگا وہی شخص
اس طلسم کو توڑیگا اور وہی وہانکا مالک ہوگا پس ای جوان اگر تو اُس طلسم مین بخوبی پہونچ جاسکے اور کوئی
مشکل تجھے درپیش آئے تو اُس مرغ سے کہنا ای مرغ تجھے قسم ہی حضرت سلیمان کی کہ میری کارسازی کر جب وہ
مرغ تجسے یہ کلام سُنیگا تو اپنی چونچ سے زمین پر لکھ دیگا کہ ای جوان یہ کام کر اور یہ نکر بعد اُسکے وہ مرغ تجکو اُس
جگہ پر پہونچا دیگا یہ سب باتین سنکر شاہزادہ اُس مرد پیر سے رخصت ہوکر مع چالاک اُس مرغ کی پشت پر سوار
ہوا اور وہ مرغ وہان سے اُڑا دو روز کے بعد ایک دریائے عظیم کے کنارہ پر جا پہونچا اور شاہزادہ کو اپنی
پشت پر سے اُتار کے گویا ہوا کہ ای شہریار آپ یہان قیام کیجے مین شکار کے واسطے جاتا ہون نورالدہر
نے کہا کہ اچھا یہ تو بتلا کہ باغ و قصر سلیمانی یہان سے کتنے فاصلے پر ہی اُس مرغ نے کہا کہ ای شہریار یہان سے
اتنے فاصلے پر ہی کہ آدمی برابر چلے تو چالیس ماہ مین وہ مسافت طی کرے اور دیو تیز رفتار چھ ماہ مین اور مین بطاقت
پرواز کرون تو چار روز مین پہونچ جاؤن ابھی نورالدہر سے اور اُس مرغ سے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ دیو
ہفت سر پہونچ گیا اور ایک چیخ ماری کہ او حرامزادہ تو ہی نے سید روشن کو قتل کرکے اُنکے جگر کھائے
ہین اور اب ایک آدمزاد کو میرے قتل کرانے کے لیے لایا ہی یہ کہکر آگے بڑھا اور کہا کہ او مرغ تو نے بڑی
چالاکی اور غضب کیا اب ہی شرط کہ مین بھی تجھے ہلاک کرون یہ کہکر اُس دیو نے اُس مرغ کو ایک گرز مارکے ہلاک
کر ڈالا اور نورالدہر سے کہا کہ ای آدم زاد جا مین نے تجھے چھوڑ دیا تیری جوانی پر مجھے رحم آتا ہی مگر دیکھتے ہی ہین تو
کہ تو کیا کر لیتا ہی یہ کہکر وہ دیو غائب ہوگیا اور چالاک اس عالم تنہائی کو دیکھکر رونے لگا نورالدہر نے کہا ای
چالاک رونے کی بات نہین متوکلاً علی اللہ چل کھڑے ہو غرض یہ دونون یاد خدا مین جانب صحرا روانہ ہوئے

اب اس داستان کو تو یہین چھوڑئے اور

چند کلمہ داستان والیسی ایرج کے لشکر اسلام مین اور جنگ وجدل تہمور کی ایرج سے ملاحظہ فرمائے

تجسے دل خاک ملے دل سے بھی تو ملتا ہی + کوئی ملتے ہی سے ای عربدہ جو ملتا ہی + اسطرح دشمن جان سے نہین
ملتا کوئی + کیا لپٹ کر ترے خنجر سے گلو ملتا ہی + دیکھیے ای قسمت برگشتہ تلاش دشمن + دوست کو ڈھونڈتے ہین
ہم تو عدو ملتا ہی + نکیا دل سے یکایک تیرے سوفار کا رنگ + ورنہ بیگانے سے برسون مین لہو ملتا ہی + چرخ
کم مایہ سے کچھ ہمکو ملے یا نہ ملے + یہ بڑی دولت دنیا ہی کہ تو ملتا ہی + دیکھ چلکر مرے ساقی کی سخاوت زاہد
ایک ساغر کوئی مانگے تو سبو ملتا ہی + گل کھلائینگے عجب رنگ کے یہ شاخ خرد + اُسکو پانی کی جگہ روز لہو ملتا ہی

ارمغان دیتے ہین ہم پیر مغان کو جاکر + کوئی اچھا جو ہمین ظرف وضو ملتا ہی + خاک مین داغ ملاتے ہین جو عزت تیری
مر بھی کمبخت کہ الیسون ہی سے تو ملتا ہی + معلمان دبستان سخن سنجی و اُستادان رموز گرم و سرد این سرای سہ پنجی
سبق حکایات نو دکہن کو یاد کراکے املاے بیان کی تحریر مین اسطرح خامہ فرسائی کرتے ہین کہ جب بلاشور زمرد شاہ
سے رخصت ہو کر تلاش عمر مین روانہ ہوا تو بختیارک نے زمرد شاہ سے کہا کہ ای خداوند دیکھا چاہیے کہ کیا انجام ہوتا
ہی اب میان بلاشور زندہ بھی آتے ہین یا نہین زمرد شاہ نے کہا کہ نہین بختیارک یہ بلاشور بھی اپنے نام کا
ایک ہی ہی بختیارک نے کہا اچھا دیکھتے ہی تو ہین ابھی یہ باتین سب لوگون سے خوشی خوشی ہو رہی تھین کہ کچھ
لوگون نے آکر بیان کیا کہ ایرج نامدار نے بدر بن زلازل کو ہفت در بند عجم پر گرفتار کرلیا اور اب اُسکی قید لیکر
لشکر اسلام مین آتا ہی یہ سنتے ہی قمہور نے کہا کہ ای خداوند آپ کیون متردد ہوتے ہین مین جاکر بدر کو ایرج
کے ہاتھ سے چھڑا لاتا ہون یہ کہکر ساز و سامان سپاہگری اپنے جسم پر آراستہ کرکے روانہ ہوا جب امیر کو
ہرکارون نے یہ خبر پہونچائی کہ قمہور خبر آمد ایرج سنکر بدر کو رہا کرنے جاتا ہی اور ایرج سے مقابلہ کریگا تو امیر
بہت خفا ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ کیا خوب اب سرداران لشکر اسلام کو یہ کفار بد شعار ایسا بودا اور ناکارہ
کا سمجھے ہین کہ ایک ایک ادنے شخص کو مقابلہ کے لیئے بھیجتے ہین خیر دیکھا جائیگا یہ حال اور خفگی امیر سنکر
سلیمان ثانی شکار کے بہانے سے بہ تعاقب قمہور روانہ ہوئے تھوڑی ہی دور راہ طی کی تھی کہ سواری
ایرج کی نمودار ہوئی قمہور نے دیکھا کہ ایرج بڑے ہی تزک و احتشام سے چلا آتا ہی اور لاانتہا فوج ایرج کے جلو مین
روان ہی اور بدر بن زلازل مقید و مسلسل ایک آرابہ پر بیٹھا ہوا ہمراہ ہی بس قمہور یہ حال دیکھکر ایرج کے
سد راہ ہوا جب ایرج کی سواری قمہور کے برابر آئی تو قمہور نے ایرج کو ٹوک کے نعرہ کیا کہ او ایرج بدر کو گرفتار
کرکے نازان نہونا اگر دعوے بہادری ہی تو آ میرا مقابلہ کر یہ نعرہ سنکر ایرج نوجوان کو غصہ آگیا اور مرکب اپنا آگے
بڑھاکر ارشاد فرمایا کہ ای قمہور بڑھ آگے اور حملہ کر + بیار انچہ داری ز مردی نشان + کمان کیانی و گرز گران +
بس یہ سننا تھا کہ قمہور آگے بڑھا اور ایک نیزہ ایرج نامدار کے حوالہ کیا ایرج نے نیزہ اُسکا رد کرکے اپنا
وار کیا قمہور نے ایرج کا وار خالی دیا غرض خوب ہی نیزہ بازی ہوئی جب ایرج سے قمہور کا بس چل نہ سکا تو
قمہور نے بڑھکر گریبان ایرج کا پکڑ لیا ایرج مرکب سے اُتر پڑے اور دونون مین کشتی ہونے لگی ابھی یہ دونون
باہم کشتی مین مصروف تھے اور بلا کے زور ہو رہے تھے کہ یکایک ایک ٹکڑا ابر آسمان پر پیدا ہوا اور برق کوندی
اور درمیان سے برق کے دو پنجہ پیدا ہوئے اور قمہور کو اُٹھا لیگئے جب قمہور غائب ہوگیا تو ایرج مع فوج ظفر موج خرم و شاد لشکر
اسلام کی جانب آئے اور داخل لشکر ہوکر خدمت فیضدرجت امیر سے مشرف ہوئے اور بدر ملعون کو سامنے
امیر باتوقیر نے حکم قتل صادر فرمایا بدر نے عرض کیا کہ یا امیر مین دائرہ اسلام مین داخل ہوتا ہون مجھے امان دیجیے
یہ سنکر امیر نے ایرج سے ارشاد کیا کہ ای ایرج اچھا آج شب روز اسے قید رکھو کل اسکا دیوان سمجھا جائیگا

اب اس داستان کو پھر ملاحظہ فرمایئے گا اسکو یہین چھوڑ کر

پہلے دو کلمہ دہستان حقیقت حال مین اُس پنجہ کے اور کیفیت قمہور کی مشاہدہ کیجیے

محرران قصہ ہاے کہن و نازکی بخشندگان گلشن سخن صفحہ قرطاس صداقت اساس پر حقیقت اس قصہ کی یون
تسطیر کرتے ہین کہ کوہ زرافشان پر ایک ساحرہ زرافشان جادو نام قیام پذیر تھی اور قمہور کو ایک مرتبہ
دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہوگئی تھی ہر روز وہ اسی فکر مین رہا کرتی تھی کہ کسیطرح کوئی موقع ایسا ہاتھ

لگے کہ مین قمہور کو اُٹھا لاؤن حسب اتفاق آج یہ اسی فکر مین بالاے ہوا چلی جاتی تھی کہ قمہور کو ایرج سے
لڑتے دیکھ پایا اپنے دل مین کہا ای زرافشان اس موقع سے بہتر کوئی موقع ہاتھ نہ لگیگا بہتر یہ ہی کہ تو
قمہور کو اُٹھا لیجا یہ خیال کر کے وہ ساحرہ قمہور کو اُٹھا لیگئی اور لیجا کر اپنے مسکن پر اُتارا اور ایک نازنین
مہ جبین بنکر زیور و لباس سے آراستہ و پیراستہ ہو کے قمہور کے سامنے آئی اور گویا ہوئی کہ ای قمہور
مین تجھپر ایک مدت مدید سے عاشق ہون ہر روز تیرے لانے کی فکر کیا کرتی تھی مگر کوئی موقع نہ ملتا
تھا آج حسن اتفاق سے یہ موقع مجکو ملگیا اسوقت کو غنیمت جانکر مین تجھے اُٹھا لائی اب مناسب یہ ہی
کہ تو مجھے قبول کر اور دست شوق میرے گلے مین ڈالدے ای قمہور مین اسکے عوض مین تجکو تمام عالم کا
بادشاہ کر دونگی اور اگر تونے میرے وصل سے انکار کیا اور میری لگی کو نہ بجھایا تو یہ بات خوب یاد رکھنا
کہ مین تجھے بانواع عقوبت مبتلا کرونگی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال زار پر گریان ہونگے یہ سنکر
قمہور نے کہا کہ ای جان جہان وای ہوش ربائے عاشقان کون شخص ایسا بیمروت اور کج اخلاق ہوگا
کہ تجھ ایسی نازنین مہ جبین اُس سے مواصلت کی خواہش کرے اور وہ قبول نکرے ای جان جہان مجھے تعمیل
ارشاد مین کوئی عذر نہین ہی تمھارے تیر حسن نے میرے دل کو خود ہی نشانہ بنا دیا ہی مگر تا وقتیکہ میرا باپ مجھتک
نہ آلے اور مین اُس سے نہ پوچھ لون یہ امر وقوع پذیر نہوگا والد بزرگوار سے اجازت سے لینا مین ہر امر پر مقدم
جانتا ہون مین نے آجتک کوئی کام بلا خوشنودی والد ماجد کے نہین کیا اور تم اس امر سے خاطر جمع رکھو
کہ تمھین منظور نہوگا آجتک کوئی بات میری خوشی کی میرے باپ نے رد نہین کی اور اگر بدون اُنکی
اجازت کے یہ امر واقع ہوگا تو باعث اُنکے ملال خاطر کا ہوگا زرافشان جادو نے کہا کہ تم ٹھہرو مین
ابھی لائی یہ کہکر ایک حصار گرد قمہور قائم کر کے کہ جسمین قمہور چلا جائے بالاے ہوا اُڑ گئی اور ایک
آن واحد مین دیو اورنگ کو لا کر حاضر کر دیا قمہور اُٹھکر اورنگ سے بغلگیر ہوا اور کل ماجرا من و عن معرض
بیان مین لایا اورنگ نے زرافشان جادو سے کہا کہ زرافشان جادو خوشا نصیب میرے کہ تجھ
ایسی مہوحسین و نازنین مجھے بلا تجسس ملی جاتی ہی مجھے کوئی اس امر مین عذر و حیلہ نہین ہی مگر ای زرافشان
ایک شرط ہی زرافشان نے کہا کہ وہ بیان فرمائیے اورنگ نے کہا کہ شرط یہ ہی کہ تم حمزہ کو مع اُسکے
سردارون کے گرفتار کر لاؤ تو مین اُن سب کو لیکر زمرد شاہ باختری کے پاس روانہ ہون اور بڑی دھوم
سے قمہور کے ساتھ تجھین کد خدا کر دون یہ سُنکر زرافشان نے کہا کہ بہت بہتر یہ امر تو کچھ ایسا دشوار نہین
ہی مین ابھی جاتی ہون یہ کہکر کل سامان عیش مہیا کر کے اپنے خدمتگارون کو اُنکی خدمت و حفاظت
کے لیے معین کر کے جانب لشکر اسلام روانہ ہوئی اور یہان کا حال سنیے کہ ایرج و تورج دامن کوہ
مین مصروف صید افگنی تھے کہ یکایک آپہونچی اور آتے ہی ایرج و تورج کو مع اکثر رفقا کے اُٹھا لیگئی جب رات ہوئی تو
حارث بن سعد کو اُٹھا لیگئی غرضکہ اسیطرح اکثر سرداران لشکر اسلام کو اُسی دن اور رات مین اُٹھا لیگئی اور
سامنے اورنگ کے حاضر کیا اورنگ نے کہا ای زرافشان واقعی تمنے بڑا کام کیا اکثر سرداران لشکر اسلام
اُٹھا لائین مگر ابھی حمزہ اور اُسکے بڑے بڑے سردار جنپر حمزہ کو بڑا بھروسہ اور گھمنڈ ہی وہ ابھی باقی
ہین زرافشان عرض رسا ہوئی کہ آپ مطمئن رہین مین انکو بھی لے آؤنگی اگر نہ لاؤن تو آپ میرا نام
زرافشان نہ کہیےگا القصہ جب امیر باتوقیر وقت سحر بیدار ہوئے اور مسجد کر پاس سلیمانی سے عبادت

پروردگار عالم بجا لاکر باہر آئے تو ایک عجیب طرح کا غوغا اور شور وغل سنائی دیا کہ تمام لشکر مین ایک
تہلکہ مچا ہوا ہی کہ کل سے اسوقت تک لشکر مین برابر پنجے گر رہے ہین اور سردارون کو اٹھا لیجاتے
ہین اور کچھ ذہن مین آتا کہ یہ پنجہ کدھر سے کرتے ہین اور کس طرف کو لیجاتے ہین یہ سنکر امیر بھی بہت
پریشان خاطر ہوئے اور زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ آخر کیا تدبیر کرنا چاہیے کسینے کچھ تجویز کیا
کسینے کچھ کہا کہ اسی اثنا مین ہاشم اور غضنفر کو بارگاہ دانیالی سے پنجے اٹھا لیگئے لشکر امیر مین ایک شور
محشر پیدا ہو گیا اور ایک آفت مچی ہوئی تھی کہ معاذ اللہ امیر سے اگر لوگون نے عرض کیا کہ لیجیے حضور ہاشم
وغضنفر کو بھی پنجہ اٹھا لے گئے جب یہ خبر نمرود کو پہونچی تو اسنے کہا کہ ہمارے ذہن مین نہین آتا کہ یہ کیسے
پنجہ ہین اور کسکی یہ کارستانی ہی زمرد شاہ نے کہا کہ یہ ہماری تقدیر کا کام ہی نمرود نے کہا کہ کیون زمرد
آج پھر تمنے تقدیر کا نام لیا اور پھر تقدیر بگھارنے لگے اپنے عہد وپیمان اور اپنی حالت سابقہ کو بالکل
فراموش کر گئے زمرد نے کہا کہ پھر اسمین نقصان ہی کیا ہی چندے میرے لیے یہ انقلاب ہو گیا تھا جب
وہ بات رفع ہو گئی تو پھر مین خداوند ہو گیا اور تقدیر میری کارگر ہونے لگی آپ کا اسمین اجارہ ہی کیا ہی یہ
سنکر نمرود کو غیض آگیا اور کہا کہ او نابکار اب گستاخیان تیری حد سے گذر گئین اور تیری شامتین آگئی ہین
یہ کہکر ایک گھونسا زمرد شاہ کی پیشانی پر اس زور سے مارا کہ وہ تیورا گیا قریب تھا کہ چکر کھا کر گر پڑے
اور بھیجا ناک کے راستے بہ جائے مگر زمرد شاہ نے جرات کر کے ضبط کیا اور تان کر جو ایک گھونسا نمرود
کے منہ پر مارا تو دو دانت اسکے ٹوٹ کر گر پڑے اب تو لگا طو لنسا چلنے اس اثنا مین جمشید وغیرہ آپڑے
اور بیچ بچاؤ کر کے رفع شر کر دیا لیکن نمرود کے دل مین زمرد شاہ کیجانب سے کینہ رہا اب اس قصہ کو یون ہی چھوڑ کے

اور دو کلمہ داستان نورالدہر کے بیان کیے جاتے ہین نظم

یہ جو ہی حکم مرے پاس نہ آئے کوئی
دل دکھانیکا اگر ہو تو دکھائے کوئی

اسلیے روٹھ رہے ہین کہ منائے کوئی
ناک مین ہی نگہ شوق خدا خیر کرے

یہ نہ پوچھو کہ غم ہجر مین کیسی گذری
سامنے سے مرے بچتا ہوا جائے کوئی

ہو چکا عیش کا جلسہ تو مجھے خط بھیجا ✦ آپ کی طرح سے مہمان بلائے کوئی ✦

حال افلاک وزمین کا جو تنا یا ہی تو لیا
خون دل زہر نہین ہی کہ نگھائے کوئی
وعدۂ وصل اسے جان کے خوش ہو جاؤ
رکھا اس چیز کو کیا آگ لگائے کوئی

بات وہ ہی جو ترے دل کی بنائے کوئی
کیا وہ محو داعی دعوت نہین ہی اے اعدا
وقت رخصت بھی اگر ہاتھ ملائے کوئی
آپنے داغ کو منہ بھی نہ لگایا افسوس

درد الفت کے مزے لیتے ہین سب دل والے
مہربانی سے بلا کر جو پلائے کوئی
بےمہری سے زمانے کی ہوا ہی دل سرد
اسکو رکھتا ہون کلیجہ سے لگائے کوئی

غواصان دریاے معانی واشنایان بحر نکتہ دانی اس داستان نادر بیان کی تحریر مین در مضمون
کو اس طرح غلطان کرتے ہین کہ جب وہ مرغ اس دیو کے ہاتھ سے مارا گیا یعنے قفس جسم اسکا
طائر روح سے خالی ہوا نورالدہر اور چالاک متوکلا علی اللہ تکیہ بفضل خداوند ذوالمنن کرتے ہوئے
جانب صحرا چل کھڑے ہوئے رات بھر چلا کیے صبح کو پھر اسی جگہ ہو نکلے پھر دن بھر بادیہ پیمائی
کرتے رہے شام کو اسی مقام پر اپنے تئین پایا غرض جب رہروی کرتے ہین پھر پھر کے وہین آنکلتے ہین
اور تھک کر بیٹھ جاتے ہین گردش تقدیر سے مثل پرکار پھر اسی حلقہ مین گام فرسا ہوتے ہین اسے
مین چالاک نے کہا کہ اے شاہزادہ عالی وقار اتنو چلا نہین جاتا نورالدہر نے کہا کہ بھی اپنا بھی یہی

حال ہی بیٹھ رہو جو کچھ تقدیر دکھائیگی وہ دیکھینگے + پیش آتی ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہے + سر نہیم پیش
زشمشیر حبیب + ہرچہ آید بر سر من یا نصیب + یہ کہکر شہزادہ مایوس ہوکر ایک درخت کے نیچے
جا بیٹھا تھوڑی دیر گذری تھی کہ ایک سیمرغ سامنے سے نمودار ہوا اور نور الدہر کے سامنے
آکر کھڑا ہو رہا نور الدہر نے متعجب ہوکر اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اُس سیمرغ نے زبان فصیح سے
جواب دیا کہ شہر یار بلند اقتدار مین آپکا خانہ زاد ہون جب امیر حمزہ عالیشان پردہ قاف
مین تشریف لائے تھے تو اُس زمانہ مین ایک سیمرغ اس پہاڑ کے دامن مین قیام پذیر تھا اور وہین
رہا کرتا تھا کہ ایک مرتبہ ایک اژدہاے سیاہ پیکر اُس کوہ مین پیدا ہوا اور اُسکے بچون کے کھانیکا
قصد کیا بلکہ ایک آدھ کو کھا بھی گیا جب امیر با توقیر کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو اُنھون نے آکر اُس
اژدہے کو قتل کیا اور اُس سیمرغ اور اُسکے بال بچون کی جان بچائی تو ای شہر یار عالی وقار مین
اُسی سیمرغ کی اولاد سے ہون اور آپکا دعاگوے قدیم ہون جب وہ سیمرغ مر گیا تو مین وہان سے
چلا آیا اب مین جس مقام پر مقیم ہون وہان بھی ایک ویسا ہی اژدہاے سیاہ پیکر پیدا ہوا ہے اور
میرے بال بچون کے کھانے کا عزم رکھتا ہے اب تک تو مین نے اُنکی حفاظت کی ہے مگر آخر کار نا کجے
ایک نہ ایک دن اُسکا دار مجھ پر چل ہی جائیگا پھر کہین کا نہ رہونگا اور ای شہریار وہ اژدہا ایسا
سخت ہے کہ کسی طرح کا حربہ اُس پر اثر پذیر نہین ہوتا پس ای شہزادہ والا تبار اگر آپ تکلیف فرما کر اُس
اژدہے کو قتل کرین اور میرے بال بچون کی جان اُسکی شر سے بچائین تو آپ کو جبل قصر سلیمانی تک پہونچادون
نور الدہر نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے یہ کہکر اُس سیمرغ کے ساتھ ہوئے اور اُس اژدہے
کے سامنے آئے جب اژدہے نے نور الدہر کو آتے دیکھا تو فوارہ ہاے آتشین نور الدہر کی جانب پھینکنا
شروع کیے نور الدہر نے آگے بڑھکر تین تیر متواتر اُس اژدہے کے مارے کوئی اثر نہوا جب
یہ حالت دیکھی تو نور الدہر لا الہ الا اللہ کہکے آگے بڑھے اور ایک دو دستی گرز اُس اژدہے کے سر پر
رسید کیا کہ سر اُسکا کوفتہ ہو گیا اُس اژدہے کے مرتے ہی وہ سیمرغ چالاک کو اُٹھا کر لے بھاگا
اور سامنے سے دیو ہفت سر پیدا ہوا اور قریب شاہزادہ کے پہونچکر دار شمشاد کا دار کیا نور الدہر
نے وار اُسکا رد کرکے ایک تلوار اُسکے ایسی ماری کہ ایک ہاتھ مین دیو ہفت سر قلم ہو گیا دیو نعرہ
کرکے سامنے بھاگ گیا کہ خیر ای جوان تو نے ہاتھ تو میرا قلم کیا ہے دیکھ تو مین بھی تجھے کیا سزا دیتا ہون
ای تو سہی جو مرغ زرین بال کو ایسی جگہ نہ چھپادون کہ اگر تو تمام عالم مین ہزار سال تک بھی گردش کرے
تب بھی اُسکا ایک پر تک نہ پاوے یہ سنکر شاہزادہ حیران کھڑا ہوا تھا کہ سیمرغ سامنے آیا نور الدہر نے
کہا کہ چالاک کہان ہے سیمرغ نے کہا کہ گھبرائیے نہین چالاک موجود ہے نور الدہر نے کہا کہ اچھا چلیے
تو تیرے کام سے فراغت پائی اب مجھے جبل قصر سلیمانی مین پہونچا دے اب یہ تو اُس طرف کو
روانہ ہوتے ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑیے اور

دو کلمہ داستان امیر با توقیر کے ملاحظہ فرمائیے

بتان ماہ وش اُجڑی ہوئی منزل مین رہتے ہین	کہ جسکی جان جاتی ہے اُسیکے دل مین رہتے ہین
زمین پر پانون نخوت سے نہین رکھتے پری پیکر	یہ گویا اُس مکان کی دوسری منزل مین رہتے ہین

ہزارون حسرتین وہ ہین کہ روکے سے نہین رکتی
بہت ارمان ایسے ہین کہ دل کے دل مین رہتے ہین

یہان تک تھک گئے ہین چلتے چلتے تیرے ہاتھون سے
کہ اب چھ چھ کے ناوک سینۂ بسمل مین رہتے ہین

نہ دیکھے ہونگے رندون سے بھی تو نے پاک ای زاہد
کہ یہ بیداغ مینخانہ کی آب و گل مین رہتے ہین

محیط عشق کی ہر موج طوفان خیز ایسی ہی
وہ ہین گرداب مین جو دامن ساحل مین رہتے ہین

خدا رکھے محبت نے کیے آباد دونون گھر
مین انکے دل مین رہتا ہون وہ میرے دل مین رہتے ہین

فلک دشمن ہوا گردش زدون کو جب ملی راحت
زیادہ راہ سے بھٹکے تھکے منزل مین رہتے ہین

تن آسانی کہان تقدیر مین ہم دل گرفتون کی
خدا پر خوب روشن ہی کہ جس مشکل مین رہتے ہین

کوئی نام و نشان پوچھے تو ای قاصد بتا دینا
تخلص داغ ہی وہ عاشقون کے دل مین رہتے ہین

رہروان منازل قصہ خوانی و سالکان طریق نکتہ دانی اس داستان شوکت نشان کو یون جلوہ افروز بیان کرتے ہین کہ جب امیر باتوقیر کو پنجہ اٹھا لیگیا لینے وہ دن تو جون تون کر کے کٹ گیا اور شام ہوئی تو امیر نے وضو کر کے نماز پڑھی بعد فراغ نماز ورد وظائف مین مصروف تھے کہ عادی نے امیر کے سامنے آکر سلام کیا امیر نے عادی سے پوچھا کہ کیون عادی آج کسکے طلایہ کا دن ہی عادی نے عرض کیا کہ خداوندا آج تو حضور ہی کے طلایہ کا دن ہی یہ سنکر امیر نے حکم دیا کہ اچھا سامان ہمارے طلایہ کا درست ہو بموجب حکم اسوقت سامان طلایہ درست ہوا امیر مرکب پر سوار ہو کے مصروف طلایہ ہوئے ابھی کچھ عرصہ نگذرا تھا کہ دفعتہً ایک پنجہ آکر گرا اور امیر کو اٹھا لیگیا لشکر مین ایک غلغلہ عظیم برپا ہو گیا جب یہ خبر زمرد شاہ کو پہونچی تو کہنے لگا کہ ہان مین نے ایسی ہی تقدیر کی تھی اب مین عنان تقدیر یون منعطف کرتا ہون کہ کل صبح کو مین خود جنگ کرونگا طبل جنگ بجا دیا جاے چنانچہ کوس عزلی نوازش مین آیا جب یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی تو یہان بھی طبل جنگ بجا غرض کہ شب بھر طرفین مین تیاری جنگ کی رہی بہادر آلات حرب و ضرب کی درستی مین مصروف رہے تلوارین صیقل و مصیقل ہونے لگین کمانین جو خانہ کر گئی تھین سینک ساتک کر لیس ہوئین خنجر آبدار مصفا ہوئے اژدہاے کمند نے دشمنون کے نگلنے کے لیے منہ کھولا نیزہ و تبر خنجر و شمشیر ہر ایک اسلحہ حرب و ضرب کی درستی شب بھر رہی جب سفیدہ صبح چمکا اور ستارہ سحری نمودار ہوا دونون لشکر میدان کارزار مین آکر صف آرا ہوئے نقیبون نے کرکھا کہنا شروع کیا کہ گیت مذمت دنیاے فانی مین اشعار عبرت خیز پڑھنے لگے شجاعون کے دل بڑھنے لگے قطعہ

دنیا خوابیست کش حل تعبیر | صید اجل ست گر جوان گر پیر
هم روی زمین پرست وهم زیر زمین | این صفحہ ز خاک پر دو او تصویر ست

ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید ٭ روز جنگ ست جنگ باید کرد کوشش نام و ننگ باید کرد
کوئی رہا ہی نہ رہیگا مردون کا نام صفحہ گیتی پر قائم رہیگا ٭ رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا ای بہادران زمانہ و شجاعان فرزانہ آج معرکۂ کارزار مین وہ ناموری حاصل کرو کہ رستم و سہراب کو لوگ بھول جائین دشمن کا نام مثل حرف غلط صفحہ دنیا سے مٹا دو کافران بیدغا کو مار کر مٹا دو نام دشمن کا مٹا دو آج ہی وہ معرکہ ٭ بھول جائیگا سہو حال کا اور کھا تل ہوا الحاصل بعد نقابت نقباے بلند آواز زمرد شاہ میدان مین آیا اور نعرۂ ہل من مبارز بلند کر کے

کہا کہ ہی کوئی بہادر کہ میرے مقابلہ کے لیے آوے یہ نعرہ سُنکر عمر معدی کرب میدان مین آیا تھوڑی دیر تک تو کچھ ردوبدل رہی آخر کار عمر معدی کرب زمرد کے ہاتھ سے زخمی ہوا بعد ازان عمر معدی کرب کے بھائی اپنے برادر یہ حال دیکھکر صف لشکر سے میدان مین آئے وہ بھی مجروح ہوئے غرضکہ راوی کا بیان ہی کہ شام تک اکثر لوگ سرداران لشکر اسلام کے زخمی ہوگئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر واپس آئے

دو لشکر گشادہ کمر چون دو کوہ ❊ شدند از نبرد آزمائی ستوہ ❊ بہ لشکر گہ خویش گشتند باز ❊ بر زم دگر روزہ کردند ساز ❊

زمرد شاہ نے میدان سے شادان و فرحان مراجعت کرکے مجلس عیش کی آراستگی کا حکم دیا اور اپنی جگہ پر بیٹھکر لاف و گزاف کرنے لگا کہ اب مین ایسے ہی کارنمایان کیا کرونگا تاکہ لوگ میری خداوندی سے واقف ہون یہ فقرہ سُنکر زمرد مردود اپنے دل مین بہت رنجیدہ ہوا اور مثل مار دم بریدہ پیچ و تاب کھا کر خاموش ہو رہا مگر اپنے دل مین کہتا تھا کہ خیر سمندر جادو ہی سے اسے درست کراؤن جبکی سند الحاصل دوسرے دن زمرد شاہ پھر میدان مصاف مین آیا

دگر روز کین ساقی صبح خیز ❊ زمین گرد بر خاک یاقوت ریز
دگر بارہ در کارزار آمدند ❊ بشمشیر افگنی در شکار آمدند
دو لشکر چو دریای آتش دمان ❊ گشادند بازار کین ہا کمان

آج زمرد کا نعرہ سنکر مرزنگ بن مرزبان میدان مین آیا اور بعد تھوڑی ردوبدل کے زخمی ہوا بعد اُسکے منظفر بن بہرام ضیغم میدان میں آیا وہ بھی زخمی ہوا آج بھی چند سردار لشکر اسلام کے ہاتھ سے اس نابکار کے زخم رسیدہ ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا اگر دونون لشکر اپنے اپنے جاے آسایش پر جا کر قیام پذیر ہوئے شعر

چو روز دگر صبح ابلق سوار ❊ طویلہ برون زد برین مرغزار ❊ یعنے خسرو خاوری نے تخت زنگاری افلاک پر جلوس فرمایا اب تیسرا دن ہی آج بھی زمرد شاہ پھر میدان مین آیا اور نعرہ کرکے ابکی مرتبہ سعد بن قباد کو طلب کیا سعد بن قباد لشکر سے نکلکر مقابل زمرد شاہ ہوئے اور بعد نیزہ بازی اور گرز بازی کے سعد نے اس زور سے ایک تلوار زمرد شاہ کے سر پر لگائی کہ سپر اور خود کو کاٹکر تا دو ابرو اُتر آئی طبل بازگشت بجا اگر اپنے اپنے آرامگاہ کو واپس ہوئے زمرد شاہ نے اپنے خیمہ مین سامان عیش و نشاط کا رنگ جمایا اور ادھر سعد بن قباد اپنی بارگاہ مین آرام پذیر ہوئے جب بلاشور تلاش عمر سے واپس آیا تو زمرد شاہ کی خدمت مین گیا زمرد شاہ نے اُس سے پوچھا کہ کہان گیا تھا بلاشور نے کہا کہ تلاش عمر مین مین تو یہ سمجھا تھا کہ یہ موقع غنیمت ہی عجب نہین کہ اس ٹلڑ مین عمر ہاتھ لگ جاے مگر کم بخت ہاتھ نہ لگا آخر مجبور ہوکر نیل مرام پھر آیا زمرد شاہ نے کہا کہ خیر عمر تو ملا یا نہ ملا اور ملے یا نہ ملے جس طرح بنے جاکر سعد کو چرا لا بلاشور نے کہا بہت خوب مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر ساز و سامان عیاری درست کرکے جانب لشکر اسلام روانہ ہوا اتفاقا خواجہ عمر کہین گئے تھے لشکر اسلام مین نہ تھے بلاشور کو یہ موقع بہت غنیمت معلوم ہوا اور جانب خیمہ سعد چلا دیکھا کہ یہان نہایت ہوشیاری ہی سپاہی پہرہ پر مسلح بیٹھے ہوئے ہین خدمتگار اپنے اپنے کام مین سرگرم ہین حاجب و دربان یسلول پاسبان اپنے موقع و محل پر چست و چالاک ہین یہ تو بشکل مبدل تھا ہی کسی طرح ان لوگون مین مل ملاکے خیمہ کے اندر پہونچکیا

خدمتگاروں کی آنکھ بچا کر پروانہ ہائے بیہوشی اُڑا دیئے وہ شمعون پر جاکر جلے اور دود بیہوشی خیمہ مین پھیل ہوا ناوقم اور خدمتگار چھینکین لے لیکر بیہوش ہوگئے سب پر خواب غفلت کا غلبہ ہوا اسنے جھٹ بلا عیاری کسوت سے نکالکر ہاتھ پر چڑھایا اور ساڑھے تین مثقال بیہوشی کفچہ پر رکھکر سعد کے نتھنے کے قریب لیگیا جیسے ہی نفس کشی کی اور نیچے کا دم اوپر کھینچا سب بیہوشی ناک مین چڑھکر دماغ مین سرایت کر گئی فوراً اوراق سے چھینک آئی اور بالکل غفلت طاری ہوگئی بلاشوب نے سعد کا پشتارہ باندھا اور خیمہ سے چراکر جانب لشکر کفار روانہ ہوا اب اس ذکر کو تو یہین چھوڑئے اور

دو کلمہ داستان امیر والاشان کے سماعت فرمائیے

دنیا مین کوئی لطف کرے یا جفا کرے
میری جگہ نصیب سے تو ہو تو کیا کرے
کیون او ستم شعار یہ کہنا بھی یاد ہے
تھوڑی سی زندگی ہے کہانتک وفا کرے
روز جزا کہین نہ سوال جواب ہین
جیسے اخیر وقت مین کوئی دعا کرے
منظور کسکو ہے جو اٹھائے بلائے عشق
تیری خوشی سے کام کوئی کچھ کیا کرے
اس عشق مین کسیکا اجارہ نہین [illegible]

جب مین کہین بلا ہے میری کچھ ہوا کرے
آتے ہی آنکھ ہوش قیامت بپا ہوئی
تجھے دغا رہے تو خدا سے دغا کرے
گو وعدۂ دروغ کی بھی عمر ہوگئی
کچھ گفتگو ہمارے تمہارے ہوا کرے
دل کیطرح سے جان بچائیگی عشق مین
جب مر چکے ہی تو کہو کوئی کیا کرے
دل کا خلل تن مین ایک [illegible]
[illegible] درد کا جسکو ہو دولت عطا کرے

اس جور پر وفا نکرے یا وفا کرے
مانگین تمہین کیون نہ دعا مین کہ دین خدا کرے
لذت کو عشق کی غم جاوید چاہیئے
امید ہی نہین جو کوئی التجا کرے
اس التجا کے ساتھ کہا ہمنے حال دل
پھر کچھ وفا کرے تو یہی ہو وفا کرے
تجکو [illegible] آگئی دیوانگی مری
[illegible] تیغ یار ہی یہ فیصل نیا کرے

نخلبندان گلشن معانی و گلچینان باغ قصہ خوانی اس حکایت پر بلاغت کو اس طرح پر عرض بیان مین لاتے ہین کہ جب زرافشان جادو امیر کو قمہور کے سامنے لیگئی تو امیر نے ملاحظہ کیا کہ سرداران لشکر اسلام موجود ہین امیر والاشان نے استفسار حال کیا اُن لوگون نے بیان کیا کہ اے امیر ہم لوگ مبتلائے سحر ہین امیر عالی مقام نے اسم باطل السحر پڑھنا شروع کیا جب اسم تمام ہوا سحر بھی برطرف ہوگیا اور تمام سردار قید سحر سے رہا ہوگئے جب زرافشان جادو نے یہ سانحہ دیکھا کہ امیر نے سحر بیکار کر دیا اور کل سردار رہا ہوگئے تو اسنے جھنجھلا کے امیر پر تیغ سحر مارا امیر نے اسم باطل السحر پڑھ کے وار اُسکا رد کیا اور بسم اللہ کہکے ایک ہاتھ تیغ بیدریغ کا ایسا مارا کہ اُس ساحرہ کے دو پرکالے ہوگئے جب قمہور نے یہ معرکہ دیکھا تو بہت ہی گھبرایا اور زنگ سے کہا بیکھے وہ ساحرہ تو ماری گئی اب کیا کرنا چاہیئے اورنگ نے کہا تو مطمئن رہ تجھپر کوئی آفت نہین آئیگی یہ کہکر قمہور کو اپنی پیٹھ پر بٹھا کے لے اُڑا امیر باتوقیر نے کل مال و اسباب اسنے قبضہ مین کیا اور خدا کا نام لیکر ایک سمت کو روانہ ہوئے بعد کئی روز کے بھوکے پیاسے یاد خداوند غفار کرتے ہوئے پایہ تخت زال زر و کوہی مین پہونچے دیکھا کہ اُسکے لشکر مین کوچ کی طیاریان ہو رہی ہین امیر وہان کھڑے ہوکر تماشہ لشکر کا دیکھنے لگے کہ یکایک ایک شخص کو دیکھا کہ مرکب دوڑائے ہوئے چلا آتا ہے امیر نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اُس شخص نے کہا کہ مین قارن کا نوکر ہون امیر نے

پوچھا کہ قارن کون شخص ہی اُسنے جواب دیا کہ قارن زمردشاہ باختری کا ایلچی ہی ابھی یہ باتین ہو ہی رہین تھین کہ سواری قارن کی بھی آپہونچی قارن نے جو یہ ماجرا دیکھا کہ میرے رفیق کو چند شخص گھیرے ہوے کھڑے ہین اُسکو غصہ آگیا اور اُن لوگون سے مباحثہ کرنے لگا انجام کار قارن مع اپنے رفقا کے امیر کے ہاتھ سے مارا گیا ہمراہیان امیر نے اسلحہ وغیرہ اُسکے لے لیے جب یہ خبر زال کو پہونچی کہ کچھ مردمان نووارد نے زمردشاہ کے ایلچی کو مار ڈالا اور جتنے لوگ اُسکے ساتھ تھے اُنھین قتل کر کے مال و اسباب اُنکا لوٹ لیا یہ خبر سنکے زال کو نہایت ہی غصہ آیا اور رشل باردم بریدہ پیچ و تاب کھا کر سوار ہوکے امیر کے پاس آیا اور نعرہ کر کے ان سب پر جا پڑا ایرج نوجوان نے آگے بڑھکے ایک تلوار اُسکے حوالہ کی زال نے تیغ ایرج کی رد کر کے اپنا وار کیا اپکی مرتبہ ایرج نے وار اُسکا رد کر کے بند دست سے ہاتھ اُسکا پکڑ کے اس زور سے جھٹکا دیا کہ زال فاسق زین سے زمین پر آرہا ایرج نے زال کو بجائے سپر اُٹھا کے بلند کر لیا جب زال نے بہ زور ایرج کا ملاحظہ کیا تو بخوف جان ایمان لایا اور قدم بوسی امیر کشور گیر سے مشرف ہوکے اپنے ساتھ اپنی بارگاہ مین لایا اور بہت عمدہ طور سے امیر اور ہمراہیان امیر کی ضیافت کی کھانے عمدہ اور لذیذ طیار کرائے اور کل سامان اکل و شرب اعلے درجہ کا مرتب کیا ناچ اور راگ رنگ کا جلسہ منعقد ہوا عین گرمی صحبت مین شراب بیہوشی آلود پلا کر سب کو بیہوش کر کے گرفتار کر لیا اور رات بھر سب کو قید رکھا صبح کو پھانسی کا حکم دیا ابھی پھانسی وغیرہ نہ پائے تھے کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست تیرہ و خیرہ ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو جب دامن گرد کا شق ہوگیا تو دیکھا کہ ایک نقابدار سبز پوش نعرہ کرتا ہوا چلا آتا ہی کہ خبردار او نالائقو دست خود نگہدارید کہ ما ہم رسیدیم آتے ہی اُس نقابدار نے ان سب کو اس بلا سے نجات دی اور آگے بڑھکے زال کو ایسی تلوار ماری کہ اسکے دو پرکالے ہوگئے اِس قصہ کو تو یہین چھوڑیئے اور

	دو کلمہ داستان نورالدہر کے ملاحظہ فرمائیے	

لیکے دل کیسے ہو کیون دین اسے ٹلنے کے لیے ملگیا خوب بہانہ یہ مچلنے کے لیے + باغ عالم مین ہین سب پھولنے پھلنے کے لیے + ورنہ کیا داغ تری طرح سے جلنے کے لیے + تیرا عہد ہو کہ میری طبیعت ظالم + یہ بلائین نہین آئین کبھی ٹلنے کے لیے + اپنی تصویر ہی وہ کاش مجھے بخشواین مشغلہ چاہیے کوئی تو بہلنے کے لیے + چارہ گر زندہ رہیگا تو کریگا بدتر + چاہیے عمر خضر میرے سنبھلنے کے لیے وصل دشمن کی گھڑی تھی کہ ہوا اپنا وصال + ساعت اچھی نہ ملی جان نکلنے کے لیے + غم کی دیوار کھڑی ہوگئی دل کے اندر + میرے ارمان ترستے ہین نکلنے کے لیے + خاک ٹھہرے ترے کوچہ مین کوئی اے قاتل + مستعد نقش کف پا بھی ہین چلنے کے لیے + کھائے جاتا ہی مجھے خنجر خونخوار ترا + یہ آگلنے کے لیے ہی کہ نگلنے کے لیے + تو مری لاش کو ٹھکرا کے چل اے مست شباب + ٹھوکرین کھاتے ہین انسان سنبھلنے کے لیے + بزم اغیار مین آئے کے نہ ہو اے داغ + چاند چھپنے کے لیے ہی کہ نکلنے کے لیے + چہرہ پردازان پیکر تصویر معانی و ہر صفت سازان شاہد رنگین بیانی اِس داستان مسرت عنوان کو اسطرح

زیب وزینت دیتے ہین کہ جب نورالدہر نے دیو ہفت سر کا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا اور وہ بھاگا تو
نورالدہر نے سیمرغ سے کہ اب تو مجھے چہل قصر سلیمانی مین پہونچا دے سیمرغ نورالدہر کو اپنی پشت پر
بٹھا کے طرف باغ چہل قصر سلیمانی کے لیچلا بعد طی مراحل و قطع منازل کے نورالدہر دروازہ چہل
قصر سلیمانی پر پہونچ گئے اب جو باغ کے اندر جا کر دیکھا تو باغ ویران پڑا ہے چمنون پر اُداسی چھائی ہوئی
نرگس بیمار نگاہ حسرت سے ہر سو نگران سوسن دہ زبان خاموش آبشار بند ہے جوش و خروش سے
سنبل سے پریشانی ظاہر تھی غنچہ سربستہ سے دل بستگی نمایان لالہ حمرا بادل داغدار پژمردہ خاطر افسردہ
شاخ گل سوکھکر کانٹا ہو گئی تھی گل اشرفی پر زردی کا عالم سرو آزاد پابگل ہر ایک نخل الم شعار
کی اُداسی اگر رقم کرون شاخ نرگس قلم کرون ہر تختۂ باغ تختۂ مشق اندوہ و یاس تھا وہ پھولا پھلا
باغ بالکل اُداس تھا نورالدہر یہ حال دیکھکر حیران و پریشان خاطر ہوئے اپنے دل مین سوچنے
لگے کہ خداوندا یہ کیسی صرصر حادثہ چلی کہ ایسا ہرا بھرا باغ اس طرح پائمال خزان ہو گیا شعر
ہائے کیا بدلی زمانہ کی ہوا + غنچہ تصویر تک مرجھا گیا + ایک نخل کے نیچے کھڑے ہوئے سوچ رہے تھے کہ
اب یہان پر کیا کرنا چاہیے کہ یکایک ایک پیک سبز پوش نمودار ہوا دیو ہفت سر کا سر اور مرغ
زرین بال کو نورالدہر کے حوالہ کیا نورالدہر شکر خداے ذوالجلال بجالائے اور مرغ زرین بال
کو لیکر پایۂ تخت گلزار سلیمانی پر آئے لندھور اور بدیع الجمال اور مالک سامنے سے نمودار
ہوئے نورالدہر ان سب کو اپنے ہمراہ لیکر کنارہ طلسم پر آئے اور اس مرغ سے کہا کہ اے مرغ
تجھے قسم ہے حق حضرت سلیمان علیہ السلام کی کہ مجھے اس طلسم سے آگاہ کر اب انکو تو اس گفت و
شنود مین چھوڑیئے اور

دو کلمہ داستان عمر اور بلاشور کے ملاحظہ فرمایئے

کہتے ہین جسکو حور وہ انسان تمہین تو ہو + جاتی ہے جسپہ جان مری جان تمہین تو ہو + مطلب کی کہہ رہے ہین وہ دانا تمہین تو ہو
مطلب کی پوچھتے ہو وہ نادان تمہین تو ہو + آتا ہے بعد ظلم تمہین کو تو رحم بھی + اپنے کیے سے دل مین پشیمان تمہین تو ہو
پچھتاوگے بہت مرے دل کو اُجاڑ کر + اس گھر مین اور کون ہے مہمان تمہین تو ہو + اک روز رنگ لائینگی یہ مہربانیان
ہم جانتے ہین جان کے خواہان تمہین تو ہو + دلدار و دلفریب دل آزار و دلستان + لاکھون مین ہم کہینگے کہ ہان ہان تمہین تو ہو
کرتے ہو داغ دور سے بتخانہ کو سلام + اپنی طرح کے ایک مسلمان تمہین تو ہو + غواصان دریاے بے پایان
سخن و آشنایان بحر مضامین نوگفتن اس داستان رنگین کو یون گوہر بیان سے آبدار کرتے ہین کہ جب
بلاشور بادشاہ لشکر اسلام کو پکڑ لیگیا اور سامنے زمرد شاہ باختری کے حاضر کیا تو زمرد شاہ نے
حکم قتل دیا تنزیل زرین قلم اور سہیم تیغ زن متفق ہو کر کہنے لگے کہ جب تک حمزہ اور عمر کی فکر نہ ہوگی
اُسوقت تک ہم سعد کو قتل ہونے نہ دینگے بہتر یہ ہے کہ ابھی سعد کو مقید رکھو زمرد شاہ یہ سنکر
مجبور ہو گیا اور سعد کو ایک تہخانہ مین جو اسکے تخت کے نیچے تھا مقید کیا جب خواجہ عمر کو اس حال
سے آگاہی ہوئی کہ سعد کو کوئی پکڑ لیگیا تو خواجہ تلاش سعد مین روانہ ہوئے ہرچند فکر تجسس کیا
مگر کچھ سراغ نہ ملا آخرکار عمر بختیارک کو پکڑ لیگئے اور اُس سے ڈرا دھمکا کر حال سعد کا معلوم کیا اور
خواجہ بشکل بختیارک متشکل ہو کے دربار زمرد مین پہونچے اور بجاے بختیارک متمکن ہوئے اور یہان سے

بلا شور تلاش مین خواجہ عمر کی روانہ ہوا تین پہر رات تو عمر بختیارک کے پلنگ پر اینڈا کیے اور پہر رات
رہے سبب سے کہ خواب غفلت سے خوب غافل ہوئے تو عمر پلنگ پر سے اٹھکر قید خانہ سعد کے
قریب آئے اور سعد کو قید سے رہا کرکے صورت سعد کی تبدیل کردی کہ کوئی پہچان نہ سکے بارگاہ زمرد
سے نکال لیگئے اور بلا شور جو تلاش عمر مین گیا تو اسکو عمر کا سراغ تو نہ معلوم ہوا مگر بختیارک کا حال دریافت
ہو گیا یہ نقب لگاکے بختیارک کو نکال لیگیا اور صبحکو بارگاہ مین حاضر ہوا اور بختیارک کو بھی حاضر کیا بختیارک
نے کل حال مین وعن بیان کیا غرضکہ ادھر تو عمر سعد کو لیکر داخل لشکر اسلام ہوئے اور ادھر لاوند کے لیو
قمہور کو لیکر داخل لشکر کفار ہوا نمرود شاہ نے طبل جنگ بجوایا رات بھر طیاری جنگ مین گذری جب کہ
ستارۂ سحری چمکا دونون لشکر میدان مین آئے کفار کی جانب سے قمہور نے نکلکر نعرہ کیا لشکر اسلام
سے بادشاہ جمجاہ نے برابر ہوکر مقابلہ کیا صبح سے شام تک برابر رد و بدل ہوتی رہی آخر شام کو سعد
قمہور کے ہاتھ سے زخمی ہوئے دونون لشکرون مین طبل بازگشت بجا اور دونون لشکر اپنی اپنی قیامگاہ
واپس گئے رات کو کفار لشکر اسلام پر شبخون گرے اور لشکر اسلام شکست کھاکر ملک سائل کیجانب روانہ
ہوا بارگاہ سلیمانی اور قیدیان لشکر اسلام کفار کے ہاتھ آئے بختیارک نے کہا کہ ہم سب ٹھہر جاؤ جب
تک کسی جگہ دم لیوین تو پھر لشکر کرکے ان سب کو گھیر لو یہ رائے سب کو پسند آئی اور توقف کیا جب
لشکر اسلام دس پانچ کوس کے فاصلہ سے ہوگیا تو ان سب نے جب دور سے لشکر کفار کو آتے
دیکھا تو اہل اسلام سب ہامہ کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے مگر لشکر کفار نے بعجلت تمام پہونچکر گھیر لیا
قہر تمام اور شاپور اور شہر یار تو امیر کے خیمہ مین نکل گئے اور یہ لوگ عمر کی فکر مین مشغول ہوئے

اب یہان سے دو کلمہ داستان نور الدہر اور طلسم کے بیان ہوتے ہین منظوم

روکنا دل کو کہ شوق زلف دلبر لیچلا
سانپ کے منہ مین مجھے اسقدر لیچلا
ابر رحمت کا ہوا اہل جہنم کو گمان
ضبط نے کھینچا ادھر دل سوے دلبر لیچلا
دل کی امین دل سی جائے بیخودی ہی شوق مین
نامہ بر جب سر تو کیا میرے دفتر لیچلا
سیکڑون مہر شہادت مین مرے داغ جگر
جب بت کافر کو مین دل مین چھپا کر لیچلا
کوئی دامنگیر تھا کوئی گریبان گیر تھا
ہر گرا دیگا جو اٹھا بوجھ سر پر لیچلا
اسکی چتون دیکھتے ہی خلق مین ہلچل پڑی
ضعف نے اکثر بٹھایا شوق اکثر لیچلا

تھا تمنا مجھکو کہ یہ سودا اسے سر لیچلا
جلد یا وہ شعبدہ گر مین بھی کہتا رہا
سوے دوزخ مین جو استاد آن لیچلا
رشک دشمن نے مجھے الجھن دکھا مین جو در
کسطرح لایا خدا جانے یہ کیونکر لیچلا
کیا ہوا کس سخت جانسے ہو گئی قاتل کو لاگ
مین عدم کو خود بنا کر اپنا محضر لیچلا
کاتب اعمال سے محشر مین ہوگی گفتگو
اسکو اپنے ہاتھ جیب مین ور محشر لیچلا
الفت دنیا قافلہ چلنے لگا نالے کے ساتھ
مضطرب کو مضطرب مضطر کو مضطر لیچلا

باندھ حلقہ مشکین خیال زلف دلبر لیچلا
اسکو لینا وہ کوئی دلکو چرا کر لیچلا
وہ سدھارے اپنے گھر کو رہی یہ
شوق نظارہ جو سوے روزن در لیچلا
پھر بلایا پھر کہا کچھ پھر آپ سے رخصت کیا
چھانٹ کر دس بیس مین جو ایک خنجر لیچلا
خوب رضوان سے در فردوس پر جھگڑے ہو
اسلئے مین آپ اپنا حال لکھکر لیچلا
بار عصیان کسقدر ہے آدمی جز ضعیف
یہ جرس آواز اپنی لگا کر لیچلا
منزل مقصود تک پہونچے بڑی مشکل سے ہم

رہروان منازل طلسم و نیرنج و ناظمان ممالک شادی و رنج اس
داستان رنگین بیان کو زیور تحریر سے آراستہ و پیراستہ کرکے یون معرض بیان مین لاتے ہین کہ
نور الدہر نے لندھور اور مالک اور بدیع الجمال کو دیکھا تو اسوقت اُس مرغ سے کہا کہ اے

مرغ بحق حضرت سلیمان علیہ السلام مجکو حال طلسم سے آگاہ کر یہ سنکر اُس مرغ نے اپنی چونچ سے
زمین پر تحریر کیا کہ ای نور الدہر دریا کے کنارے جاکر کھڑا ہو وہان تجھے ایک کشتی ملیگی تو اُس
کشتی پر بیٹھ جا اور مجھے لینے سے جدا نکر اور لوح کو پڑھ جب تو کشتی پر بیٹھ جائیگا تو پانی دریا کا طلاطم میں
آئیگا اور چارسو نہنگ سر اپنے دریا سے نکالین گے اور ایک نہنگ اُن سب نہنگون مین بہت
سیاہ رنگ ہوگا تو اسنے کو اُس نہنگ کے منہ مین ڈال دینا اور بہت ہوشیار و خبردار رہنا یہ
عبارت پڑھکر شاہزادہ نے اُسکی تعمیل کی بخوشی تمام اور بعجلت بسیار اپنے کو اُس نہنگ غضبناک
کے منہ مین ڈال دیا اور جاتے ہی بیہوش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد اُس نہنگ نے جا اوت کی
اُسی وقت یہ معلوم ہوا کہ کوئی شخص نور الدہر کی گردن مین ہاتھ ڈالے دیتا ہی بس یہ فوراً ہوشیار
ہو گئے اور نعرہ کرکے اُس نہنگ کے منہ سے نکل گئے اب جو دیکھا تو اپنے کو ایک صحرا
تیرہ و تار مین پایا لوح بدستور گلے مین پڑی ہے اور مرغ بھی ساتھ ہی اب جو نور الدہر وہان
سے آگے بڑھے تو ایک دروازہ کے پشت پر پہونچے وہان ایک روشنی معلوم ہوئی غور سے
جو دیکھا تو وہ دروازہ سونے کا اور مرصع کار ہی اور قفل زرین اُسکے دروازے مین لگا ہوا ہی
اور ایک کرسی جواہر نگار اُس دروازہ کے آگے رکھی ہوئی ہی اور اُس کرسی پر ایک دیو
بیٹھا ہوا ہی جیسے ہی اُس دیو نے نور الدہر کو دیکھا نعرہ کیا کہ او آدم زاد تو یہان کیون آیا
ہی جا چلا جا یہان سے ورنہ تو اگر ہزار جانین رکھتا ہوگا تو ایک بھی یہان سے صحیح و سالم نہ
جا سکیگی یہ کہکر وہ دیو وہان سے اُٹھ گیا شاہزادہ نے مرغ سے کہا کہ ای مرغ تجھے قسم ہی
حق حضرت سلیمان علیہ السلام کی مجھے اس مقدمہ سے آگاہ کر یہ سنکر اُس مرغ نے اپنی منقار
سے زمین پر تحریر کیا کہ ای نور الدہر اس کرسی کو اُٹھانے سے اس کرسی کے ایک تختہ سنگ سفید
کا ملیگا جب اُس پتھر کو اُٹھائیگا تو ایک کنوان تجھے دکھائی دیگا فوراً اپنے کو اس کنوین مین
ڈال دینا شاہزادے نے موافق اُس تحریر کے تعمیل کی اُس کنوین مین گر گئے جو آنکھ کھولی تو
ایک مکان عالیشان مثل قصر شاہی کے نظر پڑا بارگاہ کے اندر جاکے دیکھا کہ ایک جوان
تاج شاہی بر سر چار قب شہریاری در بر ایک تخت مرصع کار پر بیٹھا ہوا ہی زنجیر اُسکی کمر مین پڑی
ہوئی ہی اور چالیس دیو گرداگرد اُس تخت کے بیٹھے ہوئے شراب خواری کر رہے ہین اور
اُس جوان کو مسخرہ بنا رہے ہین جو درد جام شراب مین رہجاتی ہی وہ اُس جوان پر پھینکدیتے
ہین نور الدہر کو اُسکے حال زار پر رحم آیا اور اُس جوان نے نور الدہر سے کہا کہ ای شہریار
مجھے ان دیوون کے ہاتھ سے رہائی دلوائیے یہ سنکر نور الدہر نے اُس مرغ سے پوچھا کہ
ای مرغ تجھے قسم ہی حضرت سلیمان علیہ السلام کی مجکو بتلا کہ مین اس مقام پر کیا کرون مرغ
نے بدستور سابق اپنی منقار سے زمین پر تحریر کیا کہ ای نور الدہر اس جوان کو مار ڈال پہلے تلوار
کھینچکر اس جوان کی جانب جا اور کہہ کہ مین تجھے دشمنون کی تیغ سے ہلاک کرتا ہون اور ان
دیوون کی جانب منہ کرکے ایک تلوار اُس جوان کے ایسی مار کہ کام اُسکا تمام ہو جاے نور الدہر
نے بموجب تحریر مرغ کے تعمیل کی اُس جوان کے مرتے ہی آندھی سیاہ آئی کہ گویا ایک طوفان

آشکار ہوا زمین و آسمان تیرہ و تار ہو گیا اور آواز آئی کہ ای جوان مار انگشتی مرا کہ نام من ابرہہ جادو
بود جب تھوڑے عرصہ کے بعد وہ تاریکی برطرف ہوئی اور آندھی کو سکون ہوا تو نور الدہر
نے آنکھ کھولی دیکھا تو دیوؤن کو نہ پایا اور اُس مکان کے درمیانی ستون مین سات نمبر واقع
نظر پڑے ہر چند بہ تعمق نظر دیکھا کسی طرف جانے کی راہ نہ پائی مرغ سے سوال کیا مرغ نے
اپنی چونچ سے تحریر کیا کہ ای نور الدہر گرد اس ستون کے گردش کر تو تجھے ایک لوہے کی
تصویر معلوم ہوگی کہ سر اُسکا جانب سقف ہوگا تو اُس ستون پر ایک ہاتھ مارنا ہاتھ کے
مارتے ہی ایک دروازہ پیدا ہوگا اُس دروازہ کو دیکھکر موافق نوشتۂ لوح عمل کرنا
نور الدہر موافق تحریر مرغ کے جب دروازہ پر پہونچے تو دروازہ خود بخود کھل گیا اور
خوشبو عنبر و مشک کی مشام مین نور الدہر کے پہونچی دروازہ کے اندر جاکر سوائے ایک
چاندی کے صندوق کے اور کوئی چیز نہ دکھائی دی غور سے دیکھا تو اُس صندوق کو مقفل پایا
اور کنجی کو کنڈے مین آویزان دیکھا اور سامنے ایک حوض مصفا دکھائی دیا اور اُس حوض
مین ایک سونے کا میل تھا اُسمین مور کی شکل دکھائی دی نور الدہر نے مرغ سے سوال کیا
مرغ نے تحریر کیا کہ ای نور الدہر اُس صندوق کو اسی کنجی سے کھول چنانچہ اُس صندوق کو اُسی
کلید سے کھولا اُسمین سے ایک دست بقچہ سلیمانی نکلا جسمین تلوار و پیراہن اور جامہ اور جریب
لپٹی ہوئی تھی مرغ نے تحریر کیا کہ ان سب چیزون کو نکال کر لیلے پہلے لوح کو گردن مین ڈال تجھے
اس حوض مین غوطہ لگا بعد ازان حوض سے نکلکر وہ کپڑے پہن لے اور تلوار لگا لے کہ تجھے ایک دیو
سے مقابلہ کرنا ہوگا بعد کپڑے پہننے کے اُس مور کو حوض مین سے اُکھاڑ ڈال بعد ازان ایک جانب
اُس حوض کے ایک دروازہ ملیگا اُس دروازے کو کھولکر اندر داخل ہوا اور داہنے ہاتھ کی سمت
چل کھڑا ہو شاہزادہ نے موافق تحریر کے عمل کیا اُس دروازہ کے اندر جاتے ہی قریب تھا کہ
بیہوش ہو جاے یکایک ایک روشنی معلوم ہوئی اب جو آنکھ کھول کر دیکھا تو ایک باغ پر فضا
دکھائی دیا اور ہر درخت کی جڑ مین ایک پریزاد زنجیر بستہ بیٹھی ہوئی دکھائی دی قریشیہ کو دیکھا
کہ مع کل پریزادون کے مقید ہین نور الدہر نے آگے بڑھکر قریشیہ سے پوچھا کہ تمھارا کیا حال
ہی اور سامان اکل و شرب تمکو کیونکر میسر ہوتا ہی یہ سنکر قریشیہ رونے لگین اور کہا کہ ای نور الدہر
کیا بیان کرون کئی ہزار مرغ اس طرف سے اُڑتے ہوئے جاتے ہین اور ہر ایک مرغ اپنی اپنی چونچ
سے ایک ایک دانہ گندم پھینکتا جاتا ہی وہ دانہ ہاے گندم مجتمع ہو کر گئی سو من گیہون ہو جاتا ہی
سیدہ اُن گیہوؤن کا نکال کر دیو کھا لیتے ہین اور اُسکی بھوسی کی روٹیان پکوا کر ایک ایک روٹی
ہم سبکو دے جاتے ہین یہ سنکر نور الدہر نے مرغ سے سوال کیا مرغ نے حسب دستور منقار
سے تحریر کر دیا کہ ای نور الدہر تیر کو چلہ کمان مین جوڑے کھڑا رہ یہ مرغ صبح کے وقت آتے ہین اور اُن مرغون
مین ایک زرد مرغ بھی ہوتا ہی نہایت تیز و چالاک نام اُسکا کیاس جادو ہی جب اُس مرغ کو دیکھنا
تو دیکھتے ہی تیر اُسکے سینے پر مارنا اگر ترا تیر پورا جا بیٹھا تو مراد تیری حاصل ہوئی اور اگر خطا کی تو تیرا کام
ہو جائیگا اور جب تیر اُس کے لگ جائیگا تو یہ عمارت سب کی سب تباہ اور برباد ہو جائیگی اور کل دنیا

تیرے نظر مین تیرہ وتاریک معلوم ہوگی عناصر دیو تیرے ہاتھ آجائیگا مگر تو ہرگز مشوش نہونا اور جو اسم
کہ لوح پر لکھا ہوا ہے اُسے پڑھے جانا چنانچہ شاہزادہ نے بموجب تحریر کے تعمیل کی مرغ کے مارتے ہی
ایک طوفان عظیم پیدا ہوا اور باغ تمام ویران و عمارت نہس نحس ہوگئی اور ایک دیو مہیب صورت
سامنے سے نمودار ہوا اور وار شمشاد کر کے شاہزادے پر حملہ آور ہوا نورالدہر نے وار اُسکا رد
کر کے ایک ہی تلوار مین کام اُسکا تمام کیا پھر ایک شور محشر پیدا ہوا اور اُسی طوفان عظیم مین زمین کو زلزلہ
ہوا اور درخت اپنی اپنی جگہ سے اُکھڑ گئے اور درختون کی جگہ گنج پڑ گئے اور ایک صندوق مرصع کار
مقفل سامنے سے معلوم ہوا شاہزادہ نے چاہا کہ اُس صندوق پر قبضہ کرے کہ یکایک ایک سبز پوش
آسمان سے نمودار ہوا اور لوح و مرغ زرین کو لیکر چلا گیا شاہزادہ وہ لوح اور مرغ زرین اُس
سبز پوش سے نہ لے سکا مگر اور اسباب طلسم از بہ لند ہور اور مالک کو اپنے ہمراہ لیکر طلسم سے
باہر آئے آسمان پری اور عبد الرحمن جنی کو اُسی طرح مع فوج بیٹھا ہوا پایا قریشیہ کو آسمان
پری کے حوالہ کر کے خود خدمت امیر مین روانہ ہوئے اب نور الدہر کو تو راستہ مین چھوڑیے

اور چند کلمے حال لشکر اسلام و لشکر کفار کے ملاحظہ فرمائیے

کہ ابھی لشکر کفار پل ہامہ پر لشکر اسلام کا محاصرہ کیے ہوئے پڑا تھا اور عمر بسنجوے امیر مین بادیہ
پیمائی کر رہے تھے کہ یکایک بالائے آسمان سے ایک تخت نمودار ہوا عمر اُس تخت کو دیکھکر کھڑے ہو رہے
کہ دفعتہً وہ تخت زمین پر آیا اور امیر مع سردارون کے اُس تخت سے زمین پر تشریف لائے خواجہ عمر امیر
باتوقیر کو دیکھکر ہنستے ہوئے دوڑے اور پابوسی امیر سے مشرف ہوئے تمام ماجرائے گذشتہ خدمت امیر
مین من و عن گذارش کیا امیر باتوقیر نے پہلے ذوالامان کی جانب تشریف لیجانے کا قصد کیا خواجہ عمر
نے زنبیل سے نکال کر گھوڑے حاضر کیے امیر نے عنان عزیمت کو جانب ذوالامان منعطف کیا
اور عمر کو اپنے ساتھ لیا بختیارک نے یہ خبر نمرود اور زمرد شاہ کو پہونچائی نمرود نے زمرد شاہ
سے کہلا بھیجا کہ ای زمرد اب تو خداوندی کر رہے ہو اور قبل اسکے تجھے کہا بھی تھا کہ حمزہ آئے
تو مین کوئی تدبیر ان مسلمانون کی کرون تو اب کوئی تدبیر کرو یہ سنکر زمرد نے بدر کو طلب کیا اور
کہا کہ ای بدر اگر تم امیر سے پہلے ذوالامان پر پہونچکر کوئی کار براری کر لاؤ تو کیا اچھی بات ہی
بدر نے عرض کیا کہ بہت بہتر اور لباس سپاہی گری سے درست ہو کر قلعہ ذوالامان کی جانب
روانہ ہوا اور مرکب کو مہمیز کر کے امیر کے پہونچنے سے قبل ذوالامان مین پہونچ گیا ابھی کوئی کوشش نہ
کرنے پایا تھا کہ یکایک نعرہ امیر باتوقیر کا سنائی دیا بس امیر کا نعرہ سنتے ہی اُسکے حواس باختہ ہوگئے
ہاتھ پاؤن مین تھرتھری پڑ گئی داہنی جانب سے نعرہ امیر کا سنائی دیا تھا بدر بائین سمت سے
بھاگ کھڑا ہوا اور جلد جلد راہ طے کر کے زمرد شاہ کے پاس پہونچ گیا اور تمام حال گذارش
کیا اور وہانکا حال سنیے کہ جب امیر باتوقیر قلعہ ذوالامان مین پہونچے تو مردان قلعہ قلعے سے نکلکر پابوسی
امیر سے مشرف ہوئے اور زر و جواہر امیر پر نثار کر کے تمام حال گذشتہ بیان کیا امیر عالیمقام نے وہانکا
انتظام درست کر کے پل ہامہ کی راہ لی اور یہان زمرد شاہ نے قمہور سے کہا کہ ای قمہور اب بہت
ہوشیاری کرنا چاہیے یہ حریف آ پہونچا ہی دیکھیے کیا آفت برپا کرے اور ای قمہور مین تو اسکے اطمینان کا

قائل ہوئے اگر لشکر کو ہمارے محاصرہ میں چھوڑ کے انتظام قلعہ ذوالامان کے لیے چلا گیا بختیارک نے
کہا کہ اے خداوند یہ عجب بڑا مرد ہے انجام بین ہے واقعی قلعہ ذوالامان کا انتظام ضروری اور بہت ضروری تھا
تھا کیونکہ وہ ان مسلمانوں کی امن کی جگہ ہے غرض دوسرے دن زمرد شاہ نے پھر مسلمانوں پر یلغار کیا
قریب تھا کہ پلہ قبضہ کفار میں آجائے اور مسلمانوں کو شکست ہو کہ یکایک آواز نعرہ امیر اور
سرداروں کی گوش زد ہوئی اور امیر با توقیر تھوڑی دیر میں نمایان ہوئے کفار نے پل کی طرف سے
مراجعت کی امیر اور کفار میں جنگ مغلوبہ واقع ہوئی شام تک لڑائی ہوا کی قریب تھا کہ لشکر کفار کو
شکست ہو کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے
مارا ہوا کو جب دامن گرد شق ہوا تو دیکھا کہ مرزبان شاہ اپنے چالیس بھائیوں کو مثل الماس شاہ
اور یاقوت شاہ اور خاور شاہ و فیروزشاہ و رونق شاہ و مرواریدشاہ و زبرجدشاہ و گوہرشاہ وغیرہ
کے پچاس ہزار آدمی کی جمعیت سے زمرد شاہ کی مدد کے لیے آیا ہے شام تو ہو ہی چکی تھی زمرد
شاہ نے طبل امان بجوا دیا امیر اپنے لشکر میں چلے آئے اور زمرد شاہ نے اپنے لشکر میں
مراجعت کی اور اپنا تخت نمرود کے تخت سے مقدم رکھا اور چار پایہ نمرود کے تخت سے بہت
کاری گری کیے ساتھ مرصع اور جواہر نگار اپنے تخت میں زیادہ کیے نمرود نے یہ دیکھکر زمرد شاہ
سے کہا کہ ذرا ان باتوں کو دیکھیے جائیے زمرد شاہ نے کہا کہ خاموش رہ ورنہ ابھی تجھے اپنی آتش
غضب سے جلا دونگا نمرود ادب سے ہمراہیان نمرود نے خاموشی کو بہتر جانکر سکوت کیا اتنے
میں زمرد شاہ نے بلاشور سے کہا کہ اے بلاشور امیر کا مرکب قمہور کے ہاتھ میں ہے اور عمر کا مرکب
تیرے ہاتھ میں ہے اگر ہو سکے تو عمر کو لے آ بلاشور نے کہا کہ بہتر گیا اور لایا یہ کہکر لباس شب روی
زیب جسم کر کے لشکر اسلام میں آیا اور صورت اپنی تبدیل کر کے دروازۂ بارگاہ پر پہونچا اور عمر کو
دیکھکر عیاروں میں ملگیا اور ہاتھ بڑھا کر گردن عمر کی پکڑ کے لے بھاگا سمک شیردل نے
جو مڑ کے دیکھا تو عمر نظر نہ آیا اسنے غوغا کرنا شروع کیا کہ ارے کوئی عمر کو چرا لے گیا شاپور پڑا ہوا
سو رہا تھا اسنے جو یہ آواز سنی بے تحاشا ننگے پاؤں اپنے بستر پر سے اُٹھکر تلوار لیکر دوڑا بلاشور
عمر کو لیے ہوئے بارگاہ زمرد میں آیا شاپور بھی جلدی سے اسکے پیچھے پہونچ ہی تو گیا اور
ایسی تلوار لگائی کہ بازو بلاشور کا زخمی ہو گیا بلاشور نے بھی پلٹ کر تلوار ماری کہ شاپور کا
بازو بھی زخمی ہوا اس جلدی سے شاپور نے تلوار اٹھا کر دوسرے حملہ کا قصد کیا بلاشور نے سپر کو
چہرہ کی پناہ کیا شاپور نے نہایت پھرتی سے زیر بغل بلاشور ہاتھ لیجا کر بایاں ہاتھ اسکا قلم کر ڈالا
بلاشور نے فریاد شروع کی لوگ دوڑے شاپور اپنی تلوار کا خون پونچھتا ہوا نکل گیا بلاشور نے
عمر کو زمین پر رکھدیا اور ہاتھ اپنا تیل میں تلوا ڈالا اور کفار نے عمر کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا
تاکہ عمر بھاگ نہ جائے مگر یہ تو ایک ہی اُستاد بے بدل ہیں سُن ہی چکے تھے کہ نمرود اور زمرد سے
بیچ گئی انھوں نے پکارنا شروع کیا کہ اے نمرود میری فریاد رسی کر زمرد نے عمر سے کہا کہ اے عمر
قسم ہے تجھے اپنے خداوندی کی کہ اگر تو مجھسے فریاد کرتا تو میں تجھے ابھی چھوڑ دیتا عمر نے کہا کہ اب تو
میں نے دین نمرودی کو اختیار کیا زمرد نے جلاد سے کہا کہ ارے جلد اسکی گردن مار دے جلاد نے

قتل عمر کے لیے ہاتھ اٹھایا عمر نے پھر نالہ و فریاد شروع کی ابھی جلاد عمر کو قتل کرنے نہ پایا تھا کہ یکایک سمندر جادو چالیس ہزار جادوگرون سے آگیا اور نمرود کے برابر آکے متمکن ہوا زمرد بہت برہم ہوا اور جلاد سے کہا کہ جلد گردن عمر کی جدا کر عمر نے پھر فریاد و زاری آغاز کی اور نمرود سے کہا کہ ای نمرود تو کیسا خداوند ہی اور کیسی خداوندی کرتا ہی کہ مین فریاد کرتا ہون اور تو میری فریادرسی نہین کرتا یہ سنکر نمرود نے زمرد سے کہا کہ ای زمرد چھوڑدے عمر کو اور سمندر نے جلاد کا ہاتھ پکڑ لیا اور عمر کو وہان سے اٹھا لیا اور کہا کہ خداوند کو سجدہ کر عمر نے بہت خوشی سے سجدہ کیا نمرود نے عمر کو بہت سا انعام دیا اور صحبت عیش آراستہ کی اور عمر سے کہا کہ ای عمر ہمنے سنا ہی کہ تم گانے خوب ہو اسوقت کچھ اپنے لحن داؤدی کا نمونہ سناؤ ابھی عمر کچھ گنگنانے بھی نہ پایا تھا کہ بختیارک نے نمرود سے آکر کہا کہ ای خداوند عمر سے خبردار رہیے گا یہ بڑا بدمعاش اور پکا چور ہی آخر کار دغا کریگا نمرود یہ سنکر بہت خفا ہوا اور حکم دیا کہ اس مردک کو قید کرو اور عمر سے مخاطب ہوا کہ ہان خواجہ تم کچھ گاؤ اس حرامزادہ کو بکنے دو مسخرہ ہی اسکی بات کا برا نمانو غرضکہ عمر نے گانا شروع کیا سبحان اللہ انکے گانے کی کیا تعریف کیجائے اول تو نظر کردۂ ہفت پیغمبران دوسری خداوندکریم نے انکو لحن داؤدی عنایت کیا ہی گانے مین انکا عدیل و نظیر نہین تان سین اگر انکا ایک ترانہ سن لیتا تمام عمر سر دھنتا پھر باورا ہوجاتا شوری شور مچاتا باربد و نکیسا کا دم بند ہوجاتا خواجہ ایسا گائے کہ جملہ حضار مجلس پر عالم محویت طاری ہوگیا در و دیوار مست ہوگئے گاتے گاتے خواجہ نے جوڑی نکالی اور نئے انداز سے اس غزل کو بجانا شروع کیا

غزل

وہ نگاہ شوخ کچھ بھری ہی گھبرائی ہوئی
تکتی ہی سجدہ کو کافر ای واعظ تجھ
انگلیان جسکی کیجئے وہ خامہ فرسائی ہوئی
اسکے لیکن جان ڈالی غیر کی تصویر مین
یہ بہار آئی ہوئی ایسی گھٹا چھائی ہوئی
ای جوش نا امیدی رکھلے شرم آرزو
صبح محشر بھی الٰہی شام تنہائی ہوئی

اور کہیں گم ہو گئی جاتی رہی آئی ہوئی
گو ہین مقبول انکی جبہ فرسائی ہوئی
دوست دشمن کو بنایا ہی ترے انداز نے
یہ نیا اعجاز یہ اچھی مسیحائی ہوئی
ہائے دنیا تو کہان وہ عیب شوئی کیا ہوئی
گوشۂ دل مین الگ بیٹھی ہی شرمائی ہوئی

کس دل بیتاب کی یارب تماشائی ہوئی
ہو فنا تیری فامیری شکیبائی ہوئی
کاتب اعمال سے ضد تھی دم تحریر شوق
سب کو پہچانا اگر تجھسے شناسائی ہوئی
توبہ کر زاہد اگر دنیا نہین تو یہ لیے وقت مین
عرصۂ محشر مین سوائی سی سوائی ہوئی
ہی عجب اندھیر کوئی حال کا پرسان نہین

ایسا اس غزل نے رنگ جمایا کہ ہر شخص حاضرین محفل مین سے نقش دیوار بنگیا اور نمرود کے قلب پر تو یہ کیفیت طاری ہوئی کہ بے اختیار اسکی آنکھ سے آنسو نکل پڑے نہایت محظوظ ہوا اور کمال درجہ معرفت و مداح ہو کر اپنے ساتھ آسمان پر لیگیا جب رات ہوئی تو قمہور نے امیر سے کہلا بھیجا کہ کل ہمارے تمہارے جنگ ہوگی کہ اسی اثنا مین اور چند ساحر نمرود کے سامنے آئے مثل سحاب جادو و ننا عنقہ جادو و قتیل ہاسے جادو و کرکرہ جادو و قبرہرہ جادو وغیرہ کے اور پابوسی نمرود سے مشرف ہونے نمرود نے سبہون کو خلعت دیکر اپنے پاس بٹھایا اور عمر کیجانب اشارہ کرکے کہا کہ دیکھو یہ ہمارا خاص الخاص بندہ ہی اور کہا کہ ای عمر پھر سجدہ کر عمر نے پھر خداوند عالم کے سجدہ کی نیت کرکے سجدہ کیا نمرود نے خلعت گران بہا و انعام کثیر مرحمت کیا تمام ساحر خوش و مسرور ہوئے الغرض جب صبح ہوئی تو دونون لشکر میدان مین آگئے صف آرائی قمہور میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ ای حمزہ اور کسیکو میرے مقابلہ کے لیے نہ بھیجنا اگر تمہین بہادری کا دعوی ہو تو میرے مقابلہ کو نکلو امیر نے چالاک کو اشارہ کیا اسنے حقہ کفت ہوا پر اوڑایا لوگ پہچان گئے

کہ امیر میدان مین جاتے ہین لشکر کے سوار اپنے اپنے گھوڑون پر درست ہو بیٹھے چودہ صفوف جدال و قتال کی آراستگی و درستی ہو گئی امیر مرکب شبدیز کرکے قمہور سے مقابل ہوئے بعد سوال وجواب نیزہ بازی شروع ہوئی چند طعنون کے رد وبدل کے بعد امیر نے نیزہ قمہور کا ہوائی کیا قمہور نے چوب دست آہنی کہ اسکی بندھی چوٹ ہی امیر پر ماری امیر نے ضرب اُسکی رد کرکے گرز مارا ہرچند کہ قمہور نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا مگر صدمہ گرز سے گنبد سپر کی ٹوٹ گئی قمہور کود پڑا اور تلوار کھینچکر چاہا کہ ایکہی ہاتھ مین اشقر کے ٹکڑے کرے بس امیر جلدی سے پیادہ ہوگئے تلوار قمہور کی امیر کے سپر پر پڑکے ٹوٹ گئی قمہور دوڑکر امیر سے دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی سات دن تک امیر نے قمہور کو چھوڑا ساتوین شام کو امیر نے قمہور کو زیر کرکے باندھ لیا اور راہی لشکر کیجانب ہوئے کہ اثنائے راہ مین ایک پنجہ آکر گرا اور قمہور کو اٹھا لیگیا امیر باتوقیر نے جانب آسمان رخ کرکے ایک تیر کھینچا اور وہان قمہور کو سحاب جادو اُٹھائے لیے جاتی تھی وہ تیر اُسکے سینہ پر پڑا پشت کو توڑکے نکل گیا اور قمہور اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کے زمین پر گر پڑا اور زمین پر گرتے ہی ایرج کیجانب جھپٹا اور خوب زور سے ایک گھونسہ ایرج کے سر پر رسید کیا لشکر اسلام کے لوگ دوڑے اور قمہور کو پھر گرفتار کر لیا امیر طبل شادمانی بجواتے ہوئے قمہور کو اپنے ساتھ لیکر داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے اس عرصہ مین برہمن آفتاب زنار خطوط شعاع گلے مین ڈالے ہوئے جانب ظلمات گیا اور روانہ انجم کا مالا لیے ہوئے زنار دار پھر اخضر فلک پریشان کرنے آیا

نظم

ہوا ظلمت مین پھر خورشید تابان
نظر آیا عروج ماہ تابان
دکھائی شام نے پھر شکل آکر
کھلی ہر چار سو زلف معنبر

رات کو امیر عالیمقام نے آراستگی بزم مسرت کا حکم دیا فی الفور صحبت عیش منعقد ہوئی ساقی ومطرب حاضر ہوئے دور جام مے ارغوانی چلنے لگا ناچ گانے کا سما بندھا عین گرمی صحبت مین امیر نے قمہور کو طلب کیا اور کہا کہ ای قمہور تو کہتا تھا کہ جو کوئی مجھے زیر کر لیگا مین اُسکی اطاعت قبول کرونگا اب بتا کہ مین نے تجھے کیونکر زیر کیا قمہور نے کہا کہ اپنے باپ سے پوچھ لون تو کہون جو کچھ وہ کہیگا اُسپر عمل کرونگا یہ سنکر امیر نے قمہور کو قید کیا جبکہ اسیر زندان خانہ مغرب قید تاریکی شب سے نکلکر دریچہ مشرق سے نمودار ہوا **نظم** اُٹھے زاہد کہ صورت اہل محفل ❊ بڑھا ئے گو قدم لیکن بمشکل جو حسن صبح نے پھر منہ دکھایا ❊ گئین آنکھین جسے غیندین ہوش آیا ❊ وقت سحر امیر باتوقیر آکر دربار مین رونق افروز ہوئے اور ایک دیو امیر کے سامنے آکر حاضر ہوا امیر نے پوچھا کہ تو کون ہے اُسنے عرض کیا کہ یا امیر میرا نام اورنگ دیو ہے قمہور کو مین نے پرورش کیا ہے اور اصل مین قمہور آپ کا فرزند ہے امیر نے متعجب ہوکے استفسار کیا کہ میرا فرزند کیونکر ہے وہ تو تجھے اپنا باپ بیان کرتا ہے اورنگ نے کہا کہ واقعی اس حال سے نہ آپ آگاہ ہین نہ وہ واقف ہے قمہور نے چونکہ آنکھ کھولکر اپنے تئین میری آغوش مین پایا اس سبب سے وہ مجھے اپنا باپ خیال کرتا ہے اصل کیفیت اسکی یہ ہے کہ جب شاہزادہ بدیع الزمان نے ذوالفین بن اختم کو زیر کیا اور جمشید و خورشید ظلمانی کو شکست ہوئی تو انھون نے اپنی بہن ملکہ سروقد گوہر پوش کو نذر امیر کیا تھا اور پھر بھائی اُسکے چرا کرکے بھاگے اور جہازون پر سوار ہوکے جانب ظلمات

چلے گئے تو اسوقت گوہر پوش حاملہ تھین اتفاقاً بھائی میرا گورنگ دیو دریاے شور کی سیر
کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ یکایک ایک باد مخالف ایسی چلی کہ جہاز اُنکا ٹوٹ گیا جمشید و خورشید اور
تمام ساکنین جہاز غرق بحر فنا ہوئے مگر گوہر پوش ایک تختہ پر بہتی ہوئی کنارہ پر آپہونچی میرے
بھائی گورنگ دیو کو گوہر پوش کے حال زار پر رحم آگیا اور اُسنے خیال کیا کہ یہ عورت اس جگہ
پر تن تنہا کیا کر سکیگی یا تو بھڑک بھڑک کر خود ہی مرجائیگی یا کوئی جانور درندہ اسے آکر کھاجائیگا یہ خیال
کرکے گورنگ گوہر پوش کو اُٹھا لایا اتفاقات روزگار گوہر پوش گورنگ دیو کے گھر مین آکر
بیمار ہوئین اور اُسی علالت مین قمہور پیدا ہوا اور گوہر پوش بقضاے الٰہی فوت ہوگئین جب
وہ مرگئین تو مین نے اس لڑکے کو اپنے بھائی سے مانگ لیا اور اُسکی پرورش و پرداخت
مین مصروف ہوا چونکہ میرے باپ کا نام قمہور تھا اس لحاظ سے مین نے نام اُسکا قمہور دیوزاد
رکھا اور ایک دایہ اُسکے واسطے مہیا کی اور اُس دایہ نے اسکو دیونی اور پلنگ وغیرہ کا دودھ
پلا کر پرورش کیا جب یہ لڑکا بڑا ہوا تو بات نکرتا تھا اور کسی آدمی کی زبان نہین سمجھتا تھا اور بال
اُسکے تمام بدن پر بڑے بڑے تھے مین اسکو ہمراہ لیکر بخش جنی کے آگے لے گیا سیمرغ نے
اپنی زبان اُسکے بدن پر ملی بال اسکے جسم کے گر گئے اور اپنا دودھ قمہور کو پلایا قمہور کی
زبان گویا ہوئی اور سیمرغ نے مجھسے کہا کہ خبردار اے اورنگ اس طفل کو کسیکو نہ دینا اور نہ اسکا
حال کسی سے بیان کرنا یہ حمزہ عرب کا فرزند ہے یہ حال سنکر امیر بہت ہی شاد و خرم ہوئے قمہور
کو بلا کر کلمہ طیبہ تعلیم کیا قمہور کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا امیر نے قمہور کی دعوت کی اور تمام
ملک و مال قہقہہ کا اورنگ دیو کو عنایت کیا اور برابر کرسی کے قمہور کو دست چپ مین جگہ
دی اور مجلس عیش آراستہ ہوئی ایرج نے نقارخانہ اسکندری مین نوبت خوشی کی بجنے کا حکم دیا اور
شمشیر نگوشیہ قمہور کو عنایت کیا جب یہ خبر زمرد شاہ کو پہونچی تو وہ دھارین مار مار کر رونے لگا اور
پریشان ہوکر بالاے آسمان نمرود کے پاس جاکر اُسکے قدمونپر گر پڑا اور کہا کہ اے نمرود میری خطا سے
درگذر کر مین نے اپنے گناہ سے توبہ کی نمرود نے کہا کہ اچھا مین نے تیرے گناہون کو عفو کیا یہ تو
کہ تو روتا کیون ہے زمرد نے کہا کہ اے نمرود نہ روؤن تو کیا کرون میرے لشکر مین قمہور ایک ہی
پہلوان تھا کہ مجھے اُسپر بڑا بھروسہ تھا آج معلوم ہوا کہ وہ حمزہ کا فرزند ہے حمزہ اُسے کل کے مقابلہ مین
باندھ لیگیا اور اُسے مسلمان کرلیا نمرود زمرد کا ہاتھ پکڑ کے آسمان پر لے گیا اور تخت جواہر نگار پر
متمکن ہوا زمرد زیر تخت بیٹھا ہر چند نمرود نے کہا کہ اے زمرد اپنی اصلی جگہ پر بیٹھ مگر زمرد نے یہی کہا
کہ اب مین کس منہ سے تخت پر بیٹھون غرض نمرود نے عمر سے فرمایش کی کہ خواجہ کچھ گاؤ عمر نے گانا شروع
کیا اور سب شرابخواری مین مشغول ہوئے تھوڑی دیر کے بعد شراب پیتے پیتے پھر رو دیا نمرود نے کہا
کہ ارے اب کاہے کی رقت ہے زمرد نے کہا کہ مین اس بات پر روتا ہون کہ اب حمزہ سے مقابلہ کرنیوالا
کوئی باقی نرہا سمندر جادو نے کہا کہ اے زمرد تم مطمئن رہو مین بعنایت خداوندی ان خدا پرستون سے
مقابلہ کرونگا اور حمزہ کو مع اُسکے لشکر کے مار دونگا آخر یہ چالیس ہزار جادوگر مین لایا کسلیے ہون بختیارک
نے کہا کہ اے سمندر جادو تم کہتے ہی کیا ہو سحر حمزہ کل دنیا کے سحر سے بڑھا ہوا ہے آج پردۂ دنیا پر

تو مجھے کوئی مدمقابل حمزہ معلوم نہین ہوتا سمندر نے ہنسکر کہا کہ ارے بختیارک میرے ساتھ چالیس ہزار
ساحر ہین پتھر مار مار کے مین ان خدا پرستون کا ناطقہ بند کرونگا بعنایت خداوندی آج ہی رات کو یہ کارستانی
کرونگا غرض اب یہان کا تو یہ حال ہے اور بارگاہ حمزہ کی یہ کیفیت ہے کہ امیر با توقیر اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ
چالاک بن عمر داخل بارگاہ ہوا امیر عالیمقام کو مجرا گاہ سے مجرا کرکے بہ نسبت فیضدرجت مین آمد نور الدہر کی
خبر عرض کی امیر نے فرمایا کہ اچھا یہ تو سنا تمھین عمر کا بھی حال کچھ معلوم ہے چالاک نے عرض کیا کہ حضور یہ ان کا حکم
ہے وہ آسمان نمرود پر ہین مین ابھی تو جاکر خبر لاتا ہون امیر نے فرمایا کہ مردانہ باش برو چالاک آسمان نمرود
کیجانب روانہ ہوا جب زیر آسمان پہونچا تو دیکھا کہ چند ساحر تخت پر بیٹھے ہوئے ہین اور تخت جانب آسمان کھنچا
جاتا ہے پس چالاک بھی اپنی صورت تبدیل کرکے شکل جادوگرون کی بنکر اس تخت پر جا بیٹھا اور بالاے آسمان
پہونچگیا اور قریب عمر کے جاکر چپکے سے کہا کہ کہو بابا جان کیسے ہو عمر نے کہا کہ چپکے رہو اور اپنی فکر سے غافل
نہو مگر سمندر نے نمرود سے کہا کہ آسمان سے نیچے چلکر نقارہ رزمی بجوائیے اور مستعد جنگ ہو جیے مین ان
خدا پرستون کا کام تمام کرونگا اور جب کل خدا پرست بیہوش ہو جادین تو شمشیر آبدار سے سبکو قتل کیجے گا غرض
ابھا نیس سمندر جادو ولشکر نمرود آسمان سے نیچے اترا اور طبل جنگی بجوایا جب یہ خبر امیر کو پہونچی اور لشکر اسلام
میں بھی آواز طبل جنگ بلند ہوئی اور دونون جانب تیاری ہونے لگی سمندر جادو نے عمر سے کہا کہ ای عمر تم
کچھ گاؤ عمر نے گانا شروع کیا سمندر جادو نے کہا کہ بھی خالی گانا تو ٹھیک نہین ساقی گری بھی کرو عمر نے کہا کہ
بہت خوب یہ تو میری عین تمنا تھی کہ مین حضور کو اپنی ساقی گری کے کرتب بھی دکھاؤن کہ شاہون اور شہریارون کی
صحبت مین کیونکر ساقی گری کرتے ہین چنانچہ عمر نے بہ چالاکی تمام الٹ پھیر کرکے شراب مین دارو بیہوشی
ملادی اور سب حضار محفل کو وہی شراب ملاکر بیہوش کیا اور سمندر کو داخل زنبیل کر لیا اور خود بصورت سمندر
متشکل ہو کے لوگون کو طلب کیا اب سب کے سب حیران ہوئے کہ ایک سمندر تو بالاے آسمان ہے اور ایک زیر زمین
یہ کیا معاملہ ہے عمر نے کہا کہ تم سب حیران کیون ہو ابھی اس سے زیادہ عجیب تر دیکھو گے سبنے سجدہ کیا عمر نے
حکم دیا کہ لحاف وپارچہ وغیرہ روغن مین تر کرکے آسمانون پر ڈالو بعد ازان حکم دیا کہ آگ لیجاکر آسمانون مین لگادو
حسب الحکم آسمانون مین آگ لگادی ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوگیا اسی ہنگامہ مین چالاک عمر کو نکال لے گیا
جب آگ مشتعل ہوئی تو مردمان آسمان نے یہ تصور کیا کہ یہ آتش سحر ہے غرضکہ اس شور وغل سے سب جادوگر
ہوشیار ہوگئے اور فرعون ونمرود وقیطولون کو جلتے دیکھکر ساحرون کی پشت پر بیٹھکر زمین پر آئے اور زمرد شاہ
اپنے ساتھ لیکر ساحران سمندر جادو کے شریک ہوکر لشکر اسلام پر ٹوٹ پڑے سرداران لشکر اسلام بھی فوج کفار پر
تلوارین کھینچکر جا پڑے خوب تلوار چلنے لگی بازار مرگ گرم ہوا جادوگر قتل ہونا شروع ہوگئے ایرج اور نمرود سے مقابلہ ہوا
ایرج نے اسکو باندھ لیا اور خدمت امیر مین حاضر کیا فرعون یہ تلاطم دیکھکر بھاگ کھڑا ہوا اتفاقاً نور الدہر بھی لندھور
ومالک کو ہمراہ لیے اور اسباب طلسم سب ساتھ تھا اسی ہنگامہ مین آپہونچے اور دیکھکر شریک جنگ ہوئے اور انہون نے
زمرد شاہ کو گرفتار کرکے خدمت امیر مین حاضر کیا جمشید اور بلاشور اور زمرد کے چار بھائی جابلقا کیجانب بھاگ گئے اسد
نے بدر کا تعاقب کرکے چار فرسخ پر جالیا اسکو گرفتار کیا اور خدمت امیر مین حاضر کیا امیر نے دیوان کیا خوف جان سے انہون نے
بکر اسلام قبول کیا اور باقی ساحر جو گرفتار ہوکے تھے انہون نے قبول اسلام مین انکار کیا امیر نے سبکو سولی دینے کا حکم
اور فرمایا کہ مع لقا تیرباران کرو غرض لقا مع اپنے چارون بھائیون اور اکثر ساحرون کے قتل ہوا اور نمرود بھی تیرون

کیا گیا بختیار کہیں بھی کسی سمت کو بھاگ گیا تھا بعد اسکے مجلس عیش و نشاط آراستہ ہوئی بعد فراغ جشن سات روز تک
مصروف شکار رہے کہ اس اثنا میں خبر ہوئی کہ نقابدار نے اسباب صاحبقرانی طلب کیا ہی اور واسطے جنگ کے مقابل
لشکر ظفر اثر کے اترا ہوا ہی کہ اتنے میں عیار نقابدار امیر کے پاس حاضر ہوا اور اسباب صاحبقرانی طلب کیا ہی اور عرض کیا کہ
نقابدار نے آپکو سلام عرض کیا ہی امیر یا تو قیسے جواب دیا کہ بھیجی جو کہ مجھ پر غالب آئے اسباب اسکا ہی آخرکار دونوں لشکر
میں طبل جنگ بجا صبح کو نقابدار مرکب سیہ چشمی پر سوار باز سفید سایہ کئے ہوئے نہایت شان و شوکت سے میدان
میں آیا امیر سے مقابلہ ہوا بعد گفتگو جنگ میں مشغول ہوئے نیزہ بازی و گرز بازی و شمشیر بازی جملہ فنون سپہ گری کا
ردو بدل ہوا مگر کسی سے کچھ مطلب حاصل نہوا آخرش کشتی کی نوبت پہونچی دس شبانہ روز کشتی میں مصروف رہے گیارھویں
دن دونوں بیہوش ہو کر گر پڑے مگر سر نقابدار پاس امیر پر تھا امیر نے خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا
کہ وہ فرماتے ہیں کہ یا امیر یہ تمھارا فرزند ہی اور وہ صاحبقران ہی تمکو لازم ہی کہ کعبہ کو چلے جاؤ امیر نے قبول کیا ادھر نقابدار
نے بھی خواب میں دیکھا کہ صاحبقران زمانہ تم ہی ہو مگر بالفعل یہانسے چلے جاؤ نقابدار نے ہوش میں آکر اسیوقت
کوچ کر دیا امیر بھی بارگاہ میں آئے اور فرمایا کہ میں نے شرط کی تھی کہ بعد لقا کے مارے جانے کے میں خانہ کعبہ کو چلا جاؤنگا بادشاہ
اسلام نے فرمایا کہ مجھکو بادشاہی سے سروکار نہیں ہی لندھور نے کہا کہ میں ہندوستان چلا جاؤنگا اور عادی اور مقبل و عمر
امیر سے عرض کیا کہ ہم ہمراہ رکاب ہیں امیر نے قبول کیا چنانچہ بعد فراغ شکار امیر نے بارگاہ میں آکر فورا
بدیع الزمان اور نور الدہر کو طلب کیا اور قاسم و سرداران دست چپ کو بھی بلوایا اور وہان تمام دست راستی
نور الدہر کے پاس گئے ہوئے تھے اور کل دست چپی ملک قاسم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جب حسب الطلب امیر
کوئی نہ آیا تو امیر آزردہ ہو کر بارگاہ سے اٹھکر حرم سرا میں چلے گئے اور ادھر خیمہ نور الدہر میں مجلس آراستہ ہوئی اور ادھر
مالک قاسم اور ایرج نے مجلس آراستہ کی ایرج نے شاپور کو باخفا دست راستیوں میں روانہ کیا کہ جا کر چھپکے
سے دیکھ آئے کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور نور الدہر نے چالاک کو دست چپیوں میں روانہ کیا مالک قاسم بارگاہ
ایرج میں بیٹھے ہوئے کہہ رہے تھے کہ بھائی اب عجب طرح کی مشکل آپڑی ہی امیر نے یہ فرمایا تھا کہ جب لقا قتل ہو لیگا
تو میں خانہ کعبہ چلا جاؤنگا اور دنگل صاحبقرانی جسے مناسب ہوگا اسے دیتا جاؤنگا اب لقا تو قتل ہو چکا دیکھنا چاہیے
کہ کیا انجام ہوتا ہی ہمکو تو نور الدہر اور بدیع الزمان کی برابری ہی بارگاہ امیر میں ناگوار تھی اور وہ چاہتے تھے کہ
دست چپیوں پر تفوق رہے تمام سرداران دست چپ نے کہا کہ مستحق دنگل صاحبقرانی کا ایرج نوجوان ہی ہم
انشاء اللہ کل دنگل صاحبقرانی پر ایرج کو بٹھا دینگے اور اگر کوئی مزاحم ہوگا تو ہم بھی تلوار میان سے کھینچ لینگے یا مار لینگے
یا مارے جائینگے ایرج نے کہا کہ اچھا تم سب اگر اپنے ارادہ میں سچے ہو تو صحف ابراہیمی کو لاکر قسم کھاؤ سب دست چپیوں
نے صحف ابراہیمی لاکر قسم کھائی چالاک نے نور الدہر سے کل واقعہ بیان کیا کہ خیمہ ایرج میں یہ مشورہ قرار پایا ہی دست
راستیوں نے یہ سنکر کہا کہ کیا مجال ہی کسیکی کہ سوائے نور الدہر کے دنگل صاحبقرانی پر کسی اور کو بٹھا دے مستحق اس منصب
جلیل کا نور الدہر عالیشان ہی کیونکہ انھوں نے لقا کو گرفتار کیا ہی نور الدہر نے کہا کہ بھائی اگر تم بھی صادق القول ہو تو صحف ابراہیمی لاکر سب
قسم کھاؤ جملہ دست راستیوں نے صحف ابراہیمی لاکر حلف کی جب یہان بھی قسم اقسام ہو چکی تو شاپور نے جا کر یہ خبر
ایرج کو دی ایرج نے عمر کو بلا کر کہا کہ ای خواجہ میں چالیس ہزار طومان تمھیں دونگا اگر کل نور الدہر کو صندلی امیر پر نہ بیٹھنے دو
اور بعد اسکے شاہ سلیمان کو بلا کر کہا کہ کل لشکر اسلام میں باہم خون جھر برس جائیگا اور بڑا جدال و قتال ہوگا نور الدہر
کو یہ خبر لگی ہی کہ دنگل صاحبقرانی پر متمکن ہوں اگرچہ انھیں کوئی استحقاق نہیں ہی مستحق اس منصب کا میں ہوں میں نے آپکا

مطلع کر دیا میرے ہوتے صندلی امیر پردہ نہین بیٹھ سکتا ہے مین آپکو چالیس ہزار طومان دونگا آپ جاکر نورالدہر کو
سمجھا دیجیے کہ وہ اس ارادہ سے باز رہین یہ سنکے شاہ سلیمان نورالدہر کے پاس آئے ہنوز کچھ کہنے
نہ پائے تھے کہ نورالدہر نے بھی ایسا ہی کچھ کہا شاہ سلیمان حیران ہو کر خدمت امیر مین حاضر ہوئے
اور امیر اُسیوقت صنوبر بانو دختر طہماس کے قصر مین تھے غرض شاہ سلیمان نے امیر کو متفکر پاکر
پوچھا کہ کیون حضور اسقدر آپ متردد کیون ہین امیر نے فرمایا کہ بھئی لقا تو مارا جا چکا اب میرا ارادہ
یہ ہے کہ مین کل ممالک کو اپنے فرزندون پر بالمساوات تقسیم کر دون کہ کسیکو کسی سے جائے پرخاش
باقی نرہے اور خود خانہ کعبہ کو چلا جاؤن مگر فکر اسکی ہے کہ صندلی اپنی کسے دون یہ سنکر عمر نے کل حکایت
قسم و اقسام دست راستیون اور دست چپیون کی خدمت امیر مین گزارش کی سلیمان شاہ نے
کہا کہ واقعی حضور یہ کل واقعہ سچ ہے ضرور بالضرور کل باہم لشکر اسلام مین بڑی طنگرج کی تلوار چلیگی
امیر یہ سنکر بہت منغض ہوئے اور فرمایا کہ خیر ہم سوچینگے کہ اس مقدمہ صلاح وقت کیا ہے غرض
سلیمان اور عمر مرخص ہو کر اپنے اپنے خیمہ مین آئے مگر متفکر کہ دیکھیے کیا انجام ہوتا ہے غرض صبحکو
امیر بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے سوائے بادشاہ کے اور کسیکو نہ پایا پوچھا کہ آج کیا سبب ہے جو کوئی
سردار نہین آیا بادشاہ نے کہا کہ دست راستی اور دست چپی کل سے نورالدہر اور ایرج کے خیمہ مین
مجتمع ہین ہر ایک اپنی اپنی جگہ تن رہا ہے امیر نے یہ سنکر سلیمان شاہ کو بھیجا کہ تم بزرگ آدمی ہو
دونون کو سمجھا کر لے آؤ ایرج نوجوان بمعیت قاسم و علمشاہ و قہور و عجبل و سلیمان ثانی و حارث
بن سعد و تورج و مرزبان و مرزنگ و مالک و ابراہیم بن مالک وغیرہ حاضر ہوئے اور اپنی
اپنی جگہ پر متمکن ہوئے اور شاہزادہ نورالدہر بمعیت بدیع الزمان اور لندھور و عمر و اسکندر
فرخ لقا و اسد و داراب و غضنفر و عین الزمان و نور الزمان و مظفر و علقمہ اور ابوالفتح
وغیرہ کے آکر مسلح و مکمل اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہوئے امیر نے نہایت اعزاز و احترام سے سب کو
بٹھایا اور فرمایا کہ جو مجکو دوست رکھتا ہے اوسکو چاہیے کہ اپنے ہتھیار رکھدے غرض کہ سب نے
اپنے اپنے ہتھیار علیحدہ کر دیے مجلس آراستہ ہوئی عمر نے گانا شروع کیا شاپور شیر دل سوار
بارگاہ پر کھڑا ہوا تھا چالاک بن عمر نے جو شاپور کو دربارگاہ پر دیکھا کہ اپنے ہمراہیون سمیت
پاسبانی کر رہا ہے تو چالاک بھی اپنے ہمراہیون سمیت سامنے شاپور کے کھڑا ہو گیا شاپور نے
کہا کہ او چالاک تو میری برابری پر آجاتا ہے یہ نہین جانتا کہ میری تیری کیا برابری ہے اگر ایرج مجکو
امیر بنیگا تو مین بجائے عمر کے متمکن ہونگا چالاک نے کہا کہ او بے ادب کیا بکتا ہے شاہ جوانان
نورالدہر عالیشان کے سوا اور کوئی بھی امیر کی جگہ پر متمکن ہو سکتا ہے شاپور نے کہا کہ او نالائق خاموش
رہ چالاک نے کہا کہ تو چپ رہ شاپور نے کہا کہ معلوم ہوا اب تیری شامت ہی آگئی ہے چالاک
نے کہا کہ معلوم ہوا تیرے سر پر قضا کھیل رہی ہے شاپور نے کہا کہ خیر اگر قضا کھیل رہی ہے تو تو نے یہ کہکر
ایک پتھر چالاک کے شانے پر کھینچ مارا چالاک نے بھی ایک پتھر اُٹھا کر شاپور کی پیشانی پر کھینچ مارا اُسکا شانہ ٹوٹا
اُسکا سر پھوٹا ایک غل غپاڑا مچ گیا امیر نے یہ شور و شغب سنکر پہلوان عادی سے کہا کہ دیکھو تو عادی کیا
ہنگامہ مچا ہوا ہے عادی بیرون بارگاہ آئے دیکھا کہ چالاک اور شاپور مین پتھر چل رہا ہے عادی نے

منع کیا اور کہا کہ ارے بے ادبو یہ کیا ہنگامہ برپا کر رکھا ہے نہ پاس امیر نہ خیال بادشاہ جاؤ اپنی اپنی جگہ جا کر بیٹھو
یہ سنکر چالاک نے ایک پتھر اُٹھا کے عادی کے سر پر دے مارا کہ ایک جھجھلا سا زخم آیا عادی ہائے
ہائے کرتا ہوا پیچھے ہٹا شاپور نے ایک پتھر عادی کے پیٹ پر رسید کیا عادی وہان سے بھاگ کر
بارگاہ امیر مین آئے اور عرض کیا کہ حضور وہان تو کوئی سنتا ہی نہین ڈھیلا پتھر چل رہا ہے ایک دو پتھر
میرے مار دیے آخر مین بھاگ آیا امیر نے عمر سے ارشاد کیا کہ خواجہ جاؤ ان سب مردودون کو
پکڑ لاؤ جب سب عیار حاضر ہوئے تو امیر نے فرمایا کہ برب کعبہ مین انمین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا
عمر نے جا کر اشارہ سے کہا کہ ارے بھاگو حمزہ عالیشان قسم کھا چکے ہین وہ ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے
سب تو ادھر ادھر بھاگ کھڑے ہوئے مگر عمر نے شاپور شیر دل اور چالاک کو پکڑ کے اسلیئے حاضر کر دیا
کہ امیر کو یہ خیال نگذرے کہ عمر نے اپنے لڑکون کی جہت سے سب کو بھگا دیا امیر نے جلاد کو طلب کر کے
حکم دیا کہ پہلے ان دونون کی گردن زدنی کرو کہ یہی بانی فساد ہین بعد اسکے سمجھا جائیگا چالاک اور شاپور
مین اب اسوقت بھی منازعت شروع ہوئی چالاک نے کہا کہ رہ مردود پہلے تو ہی مارا جائیگا شاپور
نے کہا بخیریت ہے پہلے تیرے ہی ٹکڑے اُڑائے جائینگے یہ سنکر چالاک نے ایک تھپڑ شاپور پر دے مارا
شاپور نے چوٹ اسکی خالی دیکر ایک پتھر چالاک پر دے مارا امیر یہ ماجرا دیکھکر اور زیادہ منغص ہوئے اور
تیغ عقرب سلیمانی لیکر خود کھڑے ہو گئے کہ مین خود اپنے ہاتھ سے انہین مارونگا امیر کے اُٹھنے سے ایرج
اور نور الدہر دونون کو یقین ہو گیا کہ اب چالاک اور شاپور نہ بچینگے ایرج نے عمر کی طرف
دیکھکر اشارہ سے کہا کہ دس ہزار طومان دونگا اگر تم شاپور کو رہا کرا دو یہ اشارہ پاکر عمر نے نور الدہر کیجانب
دیکھکر اشارہ سے کہا کہ کہو شہزادہ تم کیا کہتے ہو نور الدہر نے بھی اشارہ کیا کہ خواجہ مین دس ہزار طومان
دونگا اگر چالاک بچ جائے عمر نے ان دونون سے یہ اقرار کرا کے لندھور کی طرف اشارہ کیا کہ اے
رستم زمان اُٹھیے اور اس آتش غضب کو بجھائیے لندھور نے اشارہ سے کہا کہ تم آگے بڑھکر سفارش
کرو پھر ہم سمجھ لینگے عمر تو پہلے ہی یہ سمجھے ہوئے تھے کہ جو کچھ ایرج و نور الدہر سے ملجائے وہ تو لے لو پھر ہم
ہاتھ جوڑ کر منت کر کے چھڑوا ہی لینگے غرض عمر نے امیر سے دست بستہ عرض کیا کہ خداوند نعمت
یون تو آپ کو اختیار ہے آپ مالک ہین جان و مال گوشت پوست سب آپ ہی کا ہے مگر اب یہی دو شیر
میرے باقی ہین بس عمر کے اتنا کہتے ہی سعد بادشاہ نے کہا کہ یا امیر اب انکی خطا معاف کیجیے عمر کی
پیری کے یہی دو سہارے ہین امیر بادشاہ کی سفارش سے ساکت ہو گئے اور تیغ کو میان مین رکھ لیا حکم
دونون کو خلاص کیا شاہ سعد تخت سے نیچے اُتر آئے اور امیر سے کہا کہ ابھی آپ لشکر مین موجود ہین تو یہ کیفیت ہے
کہ میری حقیقت کوئی نہین سمجھتا اور سب لوگ ایک دوسرے کی خونریزی پر آمادہ ہین بعد آپ کے تشریف لیجانیکے
میری کیا قدر جانینگے امیر نے ہر چند شاہ کو تکلیف سلطنت دی مگر شاہ نے قبول نکیا آخر امیر نے حارث بن سعد کو
تخت پر بٹھایا اور سلطان سعد سے یہی کہا گیا تھا مگر اُنھون نے منظور نہین کیا آخر الامر سکہ بنام حارث جاری کیا
گیا بعدہ امیر نے لندھور سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ خیر یہ تو معلوم ہو صاف صاف کہو کہ آخر یہ جنگ و جدل کس لیے
ہے لندھور نے کہا کہ امیر اور امیر کی جگہ پر ـ یہ سنکر امیر نے فرمایا کہ چہ خوش ابھی نہ تمنے کچھ کہا نہ سنا یہ سب خوامخواہ
اپنی اپنی جگہ پر کٹے مرتے ہین ان لوگون کو ان امور مین کیا مداخلت ہے جسے چاہینگے ہم حاکم کرینگے جسے چاہینگے محکوم

اُر گئے آخر یہ ہین کون یہ سنکر ایرج اور نورالدہر ناراض ہوکر امیر کی آنکھ بچا کر بارگاہ سے اُٹھ آئے اور نورالدہر
نے ایرج کیطرف دیکھکر قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور ایرج نے نورالدہر کو دیکھکر دست بقبضہ کیا کہ اتنے دیر مین
چالاک اور شاپور بھی بارگاہ سے باہر آئے شاپور ایرج کو ایرج کے خیمہ مین لیگیا چالاک نورالدہر کو اُسکے
خیمہ مین لیگیا سب دست چپی بارگاہ ایرج مین اور کل دست راستی بارگاہ نورالدہر مین آکر جمع ہوئے اب جو امیر
نے نظر کر دیکھا تو کسی کو نہ پایا سمجھے کہ سب کے سب جھلا کر اُٹھ گئے اور ایرج و نورالدہر مین قرار واقعی ناچاقی ہوئی
ہے اور ضرور لڑائی ہوگی یہ سوچکر عمر سے کہا کہ خواجہ تم جاکر ایرج اور نورالدہر کو سمجھا آؤ اور منع کردو کہ یہ کیا واہیات
حرکات ہین افعال امیر مین تحسین کیا مداخلت ہی جسے چاہینگے ہم حاکم کرینگے جسے چاہینگے محکوم کرینگے خودرائی اور خودسری تمنے کیون
اختیار کی ہے اسکا انجام اچھا نہین ہے عمر نے عرض کیا کہ بہت خوب یہ کہکر بارگاہ امیر سے اُٹھکر پہلے نورالدہر
کے پاس آئے دیکھا کہ نورالدہر بیٹھے ہوئے رو رہے ہین خواجہ نے پوچھا کہ کیون شہزادہ روتے کیون ہو
نورالدہر نے کہا کہ مین ایرج کیواسطے روتا ہون کہ کل وہ بابت دنگل صاحبقرانی کے میرے ہاتھ سے مارا
جائیگا عمر نے ہرچند فہمایش کی مگر نورالدہر نے ایک سماعت نکی مجبور ہوکر خواجہ ایرج کے پاس آئے
ایرج کو بھی اُسی طرح روتے ہوئے دیکھا خواجہ نے سبب گریہ دریافت کیا ایرج نے بھی مثل نورالدہر
کے جواب دیا خواجہ نے لاکھ لاکھ سمجھایا مگر کچھ اثر پذیر نہوا مجبور ہوکر خدمت امیر مین حاضر ہوکر عرض حال کیا امیر
نے دونون کو اپنے پاس طلب کرکے ارشاد فرمایا کہ ارے یارو کیون آپس مین اسقدر جنگ و جدل کرتے
ہو اور کیون خواہ مخواہ لڑے مرتے ہو تم دونون یہ نہین خیال کرتے کہ ہمنے کس محنت و جانکاہی سے دین
اسلام کو رواج دیا اور کس محنت و مشقت سے ان ممالک کو مسخر کیا اور کن مشکلون مین ان کفار ستم شعار کو
دائرہ اسلام مین داخل کیا اور تم ہماری اس محنت کو یون ضائع کیا چاہتے ہو اور ساری میری مشقت کو
خاک مین ملانے کی فکر کرتے ہو یہ کیا خیال خام ہے اس ہنگامہ اور فساد سے درگذرو اور باہمی مصالحت سے
کام لو یہ سنکر مالک نے کہا کہ یا امیر مناسب یہ ہے کہ آپ مکہ معظمہ جاتے وقت جسکو مناسب جانیے اُسکو اپنی جگہ پر
بٹھاتے جائیے امیر نے کہا کہ ہان انشاءاللہ ایسا ہی کیا جائیگا مالک اور پہلوان عادی و خواجہ عمر
و مقبل کو امیر نے اپنی ہمراہی کے لیے مقرر کیا اور تقسیم ممالک کیجانب متوجہ ہوئے ہرچند ان سب
لوگون نے بھی ہمراہی مین اصرار کیا مگر امیر نے انکار کیا اور خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ اے خواجہ بعد میرے
جانے کے باختر مین غوغائے عظیم پیدا ہوگا بہتر یہ ہے کہ ابھی آپ یہین تشریف رکھیے یہ کہکر تقسیم ممالک شروع
کی ظلمات سکندر فرخ لقا کو عنایت فرنگوشہ رضوان شاہ کو مرحمت ہوا دشت کافور اور بیابان شاق
اسکندر کو دیا اور دشت جان اور نہ طاق سکندری و قریہ قہور کو دیا اور عظلی آباد اور مرصع حصار اور
درہ محکم حصار ایرج کو اور زرتاشیہ و صفوانیہ و سعدانیہ و للانیہ و شعالیہ و نیل کوہ و مرادکوہ قاسم کو
عنایت کیا اور علمشاہ و جمشید بن قباد کو ملک فرنگ مرحمت کیا اور زرین لقا اور جبشیہ کلنگان اور نوشاباد
و مشتری حصار و مینا حصار اور نقرہ حصار اور خفران کوہ نورالدہر کو اور بندر باختر و سنجان
و قلعہ حرمان اور قلعہ قرامان اور درہ خونریز شاہزادہ بدیع الزمان کو دیا اور ہاشم کو نمرود و
اور و بند سائل مثل جالندریہ وغیرہ کے دیا اور حیقولیہ اور بارگاہ دارابیہ و شہر حشمت خورشید کو
عطا کیا اور کشوریہ و ہشت در ہند باختر اور رومانیہ تورج کو مرحمت کیا اور کشوریہ داراب کشورکشا کو

اور تسمائل سعد بن عمر کو اور سماکہ اور طلسمات شاہ سلیمان کو اور کل ملک ترکستان سعد بادشاہ کو
عنایت کیا اور حارث بن سعد کو ایران کیجانب جانے کا ایما کیا اُنھون نے انکار کیا اور عرض کیا کہ میری
موت زیست نور الدہر کے ساتھ ہی مین کسیوقت اور کسی حالت مین نور الدہر سے جدا نہین ہو سکتا
اور تمام زمین بربر اور کوہ کرکرہ اور ہزار درہ مغرب کرب کو مرحمت کیا اور یونان و مقر عمر بن حمزہ یونانی
کو دیا اور جزیرہ فندق بدر بن زلازل یک چشمی کو عنایت کیا غرضکہ ہر ایک مستحق اور ذی حق پر از روے
عدل و انصاف جیسا مناسب معلوم ہوا کل ممالک کو تقسیم کر دیا عمر نے پوچھا کہ ایرج و نور الدہر
کہان رہینگے آیا اپنے اپنے مقامات پر رہینگے یا انہین سے کسی ایک کو دنگل صاحبقرانی عنایت کیجیے گا
امیر نے فرمایا کہ اگر اب کوئی دقت باقی ہے تو یہی ہے مین سخت حیران ہون کہ ان دونون مین کسے ترجیح دون
اگر ایرج نہوتا تو نور الدہر کو دیتا اور نور الدہر نہوتا تو ایرج کو دیتا اب ان دونون کی موجودگی مین کچھ ذہن مین نہین آتا کہ کیا
کرون ابھی کوئی فیصلہ نہوا تھا اور کوئی بات قرار نہین پائی تھی کہ قرلشیہ سلطان و آسمان پری مع ملکہ
عالم آرا بانو و ایک نقابدار ہمراہ اُنکے خدمت امیر مین آگئین امیر نے نقابدار کا حال پوچھا آسمان
پری نے کہا کہ دختر قاسم ملکہ خورشید چہر ہی جو کہ بطن دردانہ پری سے پیدا ہوئی تھی جسکا عشق کوچک اختر
مین ہوا تھا غرضکہ سات روز تک کل انصرام امیر نے موقوف رکھا اور شادی قرلشیہ سلطان کی سلیمان ثانی کے
ساتھ جو کہ فرزند عجیل کے ہین کر دی اور عالم آرا ہمشیرہ دختر عجیل و نور الدہر کو ایرج کے ساتھ منعقد کیا
اور خورشید چہر کو نور الدہر کے ساتھ منسوب کیا غرض کہ ہر ایک کی شادی بیاہ سے فراغت پا کے
مقدمہ صندلی مین امیر کو بہت تفکر ہوا اور خلوت مین بیٹھکر آب دیدہ ہوے آسمان پری نے
سبب گریہ استفسار کیا امیر نے فرمایا کہ مین صندلی کے مقدمہ مین بہت متفکر ہون ملک تو کل تقسیم
کر دیے اب اسے کسیکے پاس نام کرون ایرج و نور الدہر دونون اس بات پر منازعت کرتے ہین نور الدہر
چاہتے ہین کہ مجھے ملے ایرج کی خواہش ہی کہ مجھے ملے اور میرے ذہن مین کچھ نہین آتا کسے ترجیح دون
انجام یہ ہوتا معلوم ہوتا ہی کہ ایرج و نور الدہر مین خوب ہی کشت و خون ہوگا آسمان پری نے کہا کہ
آپ اسقدر فکر مند کیون ہین مین ایسی سہل سی ترکیب بتلائے دیتی ہون کہ کسیکو جاے گفت باقی
نرہے اور یہ منازعت برطرف ہو جائے امیر نے پوچھا کہ وہ کیا ترکیب ہی آسمان پری نے کہا کہ صندلی
کو طلسم آصف بن برخیا مین ڈال دیجیے اور کہہ دیجیے کہ جو کوئی اُس طلسم کو توڑیگا وہی صندلی کا مالک
ہوگا امیر کو یہ راے بہت پسند آئی اور خواجہ عمر سے کہا کہ خواجہ مقدمہ صندلی کا تو طے ہو گیا اب تم اپنی
جگہ کی نسبت کیا کہتے ہو عمر نے کہا کہ حضور میری یراق عیاری و کرسی ہدہد کا وہی شخص مالک ہوگا جو میرے
فرزندون کے خون کا عوض بلاشور سے لے اور اُسے قتل کرے یہ کہکر اسباب اپنا مع زنبیل دروازہ
تسمائل پر آویزان کرا کے قران کے سپرد کیا بعد ازان آسمان پری نے صندلی امیر و طبل سکندر و حلم
اژدہا پیکر وغیرہ کو اُٹھوا کر اپنے ہمراہ لیا اور روانہ ہو گئین اور اپنے مقام پر پہونچکر اس سب اثاثہ صاحبقرانی
کو طلسم مین ڈلوا دیا بعد ازان امیر با توقیر سب سے رخصت ہو کر اور خواجہ عمر اور عادی و مالک و مقبل وغیرہ کو
ہمراہ لیکر بیابان قضا و قدر کی راہ سے مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہوئے اور سعد ترکستان کیطرف تشریف لے گئے
بعد جانے امیر کے سردارون نے بارگاہ حشاحی مین جابجا قرار لیا ایرج نے کہا کہ اب مقدمہ صندلی اگر

باقی تھا وہ بھی طے ہو گیا جو طلسم کشائی کریگا وہی مالک ہوگا نورالدہر نے کہا ہان واقعی اب کوئی نزاع نہین کہ جو طلسم کشائی کرے وہی مالک ہو عرض لشکر اسلام مین ہر ایک نے اپنا ساز و سامان درست کیا اب ان سب کو توہین چھوڑ دیتے اور

دو کلمہ داستان وداع امیر لندھور اور تتمہ حال ہندوستان کا ملاحظہ کیجیے

جگر کو تھام کے مین بزم یار سے اٹھا
ترا ستم جو نہ ایک روزگار سے اٹھا
شب فراق اجل کی بہت دعا مانگی
ترے شہید کا لاشہ بہار سے اٹھا
تمھارے جھوٹ نے بے اعتبار ہے کیا
حجاب کب نگہ شرمسار سے اٹھا
کسی نے پائے حنائی جو ناز سے رکھا
مین اپنے ہاتھ کو ملتا مزار سے اٹھا
تم اپنے ہاتھ سے دو پھول قبر کو چنکر

ہر اک قرار سے بیٹھا فراز سے اٹھا
ہوا نہ پھر کہین روشن یہ رشک تو دیکھو
جگر مین درد بڑے انتظار سے اٹھا
ہمارے خط مین جو مضمون سرگرانی تھا
کہ جب ایک سے اٹھا ہزار سے اٹھا
ترس رہے تھے شرابی کہ انگلیان اٹھین
تڑک کے شیشہ ہمارے مزار سے اٹھا
نچوڑتا اگر انکے قدم وہ کیون جاتے
یہ داغ کب دل امیدوار سے اٹھا

ہمارے دل سے وہ تنہا اٹھا لیا عالم
کوئی چراغ جو میرے مزار سے اٹھا
ہوا ہے خون کے چھینٹون سے پیرہن گلنار
کہ ایک حرف نہ اُس گلعذار سے اٹھا
گلہ رقیب کا سنکر جھکین رہین آنکھین
وہ ابر رحمت پروردگار سے اٹھا
رہی وہ حسرت دنیا کہ صبح محشر بھی
مگر نہ ہاتھ دل بیقرار سے اٹھا

رہروان منازل خوش بیانی و سیاحان اقلیم سخندانی ناظمان کشور فصاحت وچمن پیرایان گلزار بلاغت شاہد مدعا سے گلے مل کے یون حرف رخصت مطالب زبان پر لاتے ہین اور درشاہوار مضمون کو جلوہ گاہ بیان مین لاکر اس طرح زیب گوش سامعین فرماتے ہین کہ جب امیر کشورگیر جانب خانہ کعبہ روانہ ہوئے تو لندھور نے لشکر مین شور و غوغا دیکھا ہندوستان جانے کا عزم کیا اور بادشاہ سے عرض کیا کہ داغ مفارقت حمزہ صاحبقران نے ایسا دل پر اثر کیا ہے کہ مجھ مین طاقت دوستی دستار ستیون اور دشمنی دست چپیون کی باقی نہین رہی یہ کہکر آب دیدہ ہوئے اور اُسی وقت بادشاہ سے رخصت ہو کر کشتی مین سوار ہوکے جانب ہندوستان روانہ ہوئے اب عنان خامہ عنبرین شمامہ جانب تحریر حال ہندوستان منعطف ہوتی ہے اور تتمہ حال سواد ہند معرض بیان مین آتا ہے کہ لندھور نے جیپور ہندی کو بادشاہ ہند کیا تھا وہ ہر سال خراج خسرو ہند کو بھیجتا رہتا تھا ایک روز محل مین دختر لندھور شیرین دخت کو دیکھکر عاشق ہو گیا اور بہت سا روپیہ بطریق رشوت خواجہ عمر کے پاس بھیجا کہ لندھور کو راضی کرکے شیرین دخت کی شادی میرے ساتھ کرا دیجیے چنانچہ خواجہ عمر نے لندھور کو راضی کیا کہ ای خسرو ہند اگر عقد پر رضامند نہوگے تو جیپور کہ بیمار عشق شیرین دخت مین ہلاک ہو جائیگا چنانچہ لندھور نے جیپور کو شیرین دخت کے ساتھ منعقد کیا اُس سے لڑکا پیدا ہوا کہ نام اُسکا قمہور بن جیپور رکھا گیا اور جرائیل خان لقب اسکا مشتہر ہوا وہ تو رستم ہند یعنی لندھور کا پسر جیپور ہندی قمہور نام ہے جو کہ بطن شیرین دخت سے پیدا ہوا تھا وہ بعمر چاردہ سالگی پہونچا سولہ برس کا گھر زمانہ باندھتا تھا ایک روز شکار جانب صحرا روانہ ہوا اور اسکا گذر ایک دشت پر بہار رشک لالہ زار مین ہوا شکار کھیلتے کھیلتے اتفاقاً قمہور ایک پہاڑ کے دامن مین پہونچا اُس پہاڑ سے ایک پیر مرد کی آواز سنائی دی قمہور نے جو جاکر دیکھا تو اُس پہاڑ مین ایک نشیب ہے اور اُس نشیب مین ایک پیر مرد بیٹھا ہوا زور رہا ہے قمہور اُسے روتا پاکر اُس نشیب مین اتر گیا

اب جو جا کر دیکھا کہ اُس نشیب میں ایک باغ لگا ہوا ہے سبحان اللہ باغ ہے یا نمونہ بہشت بریں بہت
ہرا بھرا وہ بلبل و گل کی ترانیاں طوطی و قمری کی خوش بیانیاں ہوائے سرد و عطر آگین کا چلنا باد صبا کا مچلنا اُس
باغ کی خود بہار عاشق دراز گلہائے زنگار رنگ سے مثل ارژنگ مانی اسمین نقش و نگار ہر نخل نشہ نمو سے ہمیں
سرشار شبنم میں شراب ارغوانی کا لطف اظہار افسر گل تاج کاؤس گلبن ہر ایک مثل چتر طاؤس گلستان
میں ہر گل مالک زر ہر سوسن زبان شکر داد عطر سے بڑھکے یاسمن کی بو غنچوں میں نافہ چین کی ابیات

ایسی روش میں چمن صاف تھا
خوبان جہان کی انجمن تھا
سبزے گرد چمن ہمکنار بکثرت
پر نور یسان برج مہتاب

خود لوٹ رہی تھی خضر زر رفتار
جلوہ مہ منصہ کا عیان تھا
جس طرح سے قصرہائے جنت

وہ تازہ چمن میں اک چمن تھا
کیا حسن فروش کاروان تھا
آراستہ سب مکان نایاب

وسط باغ میں ایک چبوترہ بنا ہوا تھا اور اُس پر ایک تخت بچھا
ہوا تھا اور بالائے تخت ایک بت طلائی رکھا ہوا تھا اور ایک مرد پیر اس بت کے پاس بیٹھا
رہا تھا قمہور اُس بت کے قریب گیا اور اُس بڈھے کو بلا کر سبب گریہ استفسار کیا اور حقیقت
اس بت کی دریافت کی اُس پیر نے کہا کہ مجھے آج پچاس برس کا زمانہ ہوا کہ میں بخوف لندھور
بھاگ کر اس پہاڑ میں چھپ رہا ہوں اور یہ بت میرا معبود ہے اسی کے حکم سے میں رزق بھی پاتا
ہوں جزائیل نے کہا کہ میں نبیرہ لندھور ہوں جلد مسلمان ہو پیر نے کہا کہ میں ہرگز مسلمان نہونگا جزائیل
نے چاہا کہ اُسے قتل کرے کہ بت کے اندر ابلیس بیٹھا ہوا تھا اُسنے آواز دی کہ ای جوان ای قمہور مجھے
سجدہ کر اور مجھ پر ایمان لا کہ میں تجھے تمام عالم کا بادشاہ اور حاکم کردونگا اور کہا کہ تیرے بزرگ بھی بت پرست تھے قمہور بت کی آواز
ابلیس کے فریب میں آگیا اور دیکھا کہ پیر نے سجدہ کیا قمہور نے بھی سجدہ کیا کافر ہو گیا اور پیر سے کہا
کہ تو اسی جگہ رہ بعد دو روز کے میں تیرے پاس آؤنگا اور سوار ہو کر اپنے لشکر میں آیا اہل لشکر سے کہا
کہ مجھے ایک فکر درپیش ہے سب نے عرض کیا کہ ہم سب آپ کے مطیع و فرمان بردار جان نثاری میں
حاضر ہیں یہ اپنے باپ جیپور کے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ میں لشکر حمزہ پر جاتا ہوں اور اپنا نام
جزائیل خان رکھا جیپور نے کہا کہ جان پدر مطلب تمہارا کیا ہے کہا ملک گیری جیپور نے کہا کہ اگر
خواہش سلطنت ہے تو میں تجھکو بادشاہ کیے دیتا ہوں القصہ جیپور نے اسے بادشاہ کیا اور سکہ بنام
جزائیل شاہ جاری کر دیا ایک روز وہ ملعون اپنے باپ کے پاس آیا اور کہا کہ آبا و اجداد ہمارے
بت پرست تھے میرے بھی دل میں یہی خیال آیا کہ بت پرستی اختیار کروں اور مسلمانوں سے جدال
و قتال کروں جیپور نے ہر چند تعریف خدا بیان کی اور بت پرستی سے منع کیا اُسنے نمانا اور کہا
کہ ای پدر تو بھی بت کو سجدہ کر جیپور نے لعن و طعن کی مگر قمہور کے دل سے زنگ کفر دور نہوا
اور ایک آدمی اُس پیر کے پاس روانہ ہوا وہ اُس پیر کو لایا جزائیل شاہ بہت عزت و احترام سے
اُس سے پیش آیا اب یہ خبر عالم میں مشہور ہوئی القصہ دو برس میں ساٹھ ہزار بت پرست جمع ہوگے
جیپور نے کہا کہ جان پدر جو بت پرست ہوئے وہ ہوئے اور جنہوں نے یہ طریقہ اختیار نہیں کیا
اُنسے کچھ مزاحمت نکرو اُس کافر نے کہا کل میں اسکا جواب دونگا شب کو گھر میں آیا جیپور اپنی بی بی کے
ساتھ سو رہا تھا اس حرامزادے نے سر جیپور کا کاٹ ڈالا صبحکو سر جیپور کا طشت طلا میں رکھ

بارگاہ مین آیا لوگ یہ حال دیکھکر لرزنے لگے کسی کی مجال بوجہ خوف نہ تھی کہ یہ نہ ہوئی کہ کچھ حال دریافت کرے قمہور نے کہا کہ اے الناس تم مین سے جو بت کو سجدہ نکریگا مین اُسے قتل کر دونگا کیونکہ کوئی باپ سے زیادہ مجھے عزیز نہین تھا القصہ ہزار ہا مسلمانون کو قتل کیا اور مسجدون کو ویران کر دیا شوالے بر پا ہوئے اب اسنے قصد کیا کہ لشکر اسلام پر چڑھائی کرے کہ اس اثنا مین لندھور کے آنے کی خبر مشتہر ہوئی جزائل شاہ نے کہا کل عریضہ لکھونگا اور غنیمت و تحفہ لندھور کے واسطے بھیجا اور شبکو جا کر لشکر لندھور پر شبخون مارا اور لندھور کو گرفتار کر لیا اور آنکھون مین نیل کی سلائیان پھروادین اور لا کر قلعہ سراندیپ مین قید کیا اور سوائے الیاس کے کوئی لندھور کے پاس نہین جا سکتا تھا انکو تو اسی حال مین چھوڑیے اور

دو کلمہ داستان لاہوت غول کے سماعت فرمائیے نظم

پھنسی ہوئی ہے یہ گردن بتونکے پھندون مین + چھڑا دے کوئی ہو آشنا خدا کے بندون مین + جنون کی خانہ خرابی سے اب کہان فرصت + پھنسا ہوا ہے یہ دن رات گھر کے دھندون مین + اُسی سے ہوتے ہین انداز بے نیازی جو ہے قدیم تمھارے نیاز مندون مین + اُڑا جو لیکے خط شوق ہو گیا غنقا + وہ تیز پر ہے کبوتر مرا پرندون مین نکل کے جائے کہان دل تمھاری زلفون سے + پھنسا ہے اک یہ نخچیر دو کمندون مین + خدا کا ذکر تو اُن بت کے سامنے کرتے + مگر وہ ایک ہی کافر ہے خود پسندون مین + نکال لیتے ہین سر درد کے ہم بھی دل کا بخار جو بیٹھ جاتے ہین دو چار دردمندون مین + چڑھا دے نیزہ پر سر میرا کاش گر قاتل + کہ یہ شہید بھی نامی ہو سربلندون مین + ہوئی ہے داغ محبت مین تھوڑی بدنامی + یہ منہ دکھانے کے قابل ہے دردمندون مین

راویان شیرین کلام اس داستان نمکین کو بدستیاری خامہ عجائب نگار یون رقم فرماتے ہین کہ جب مرد شاہ باختری کو تارک غول نے خبر دی تھی کہ جب تو بیشہ نگرگ مین غولون سے لڑا تھا اور وہان سے مادہ غولان پکڑ لایا تھا بعد مدت کے دختر ہیتال اک غول اور سروابہ غول کے بطن سے لڑکے پیدا ہوئے ہین پسر زمرد شاہ مانند عقیق سرخ کے اور آنکھین سبز اور منہ سفید اور پسر تختک زرد چشم سینہ سفید و سیاہ تھا زمرد شاہ کے ہاتھ کی انگوٹھی اُسکے مان کے ہاتھ مین تھی کہ اُسے زمرد شاہ نے دی تھی اپنے پسر لاہوت کے ہاتھ مین پہنائی تھی اور پسر تختک کا تختگان و تختگان نام تھا دونون ایک ہی جگہ رہتے تھے جب چار برس کے ہوئے تو ایک روز لاہوت تختگان کے کہنے سے اپنی مان کے پاس آیا اور کہا کہ مین غول کی صورت ہون اسکا باعث کیا ہے اُسنے کہا کہ تو پسر زمرد شاہ ہے باپ تیرا خداوند باختر ہے یہ سنکر اُسنے کہا کہ مین غولون مین نہین رہونگا اپنے باپ کی خدمت مین جاؤنگا اسکی مان نے کہا کہ تیرے باپ کو تو خدا پرستون نے قتل کر ڈالا لاہوت نے کہا کہ مین جا کر اپنے باپ کے خون کا عوض لونگا چنانچہ سب سامان زمرد شاہ کا مثل انگشتری و تاج وغیرہ لاہوت کو دیا اور رخصت کیا تختگان تو اسکا رفیق تھا اور ہر وقت اسکی رفاقت مین رہتا تھا یہ بھی اسکے ہمراہ ہوا جبکہ لاہوت زمرد شاہ کی طرف چلا ابلیس بشکل پیر مرد اسکے سامنے آیا اور کہا کہ اے لاہوت جلد جا اور اپنے باپ کی جگہ خداوند ہو اور تختگان کو شیطان بنا کہ یہ کبود چشم ہے اور ایک یہ روایت ہے کہ تختگان بھاگ کر یہان آیا ہے وہ بھی انکے ہمراہ ہے لیکن ابلیس نے اُنسے کہا کہ میرے دو فرزند ہین ایک کا نام

کناس ہی جب تو اُنکو پکاریگا تو کناس دہنی جانب سے جواب دیگا اور جبکہ تو خناس کو پکاریگا تو وہ بائین جانب سے جواب دیگا اور یہ دونون تیری خدائی کو قائم کرینگے اور رونق دینگے نیس چہ تاریکی کہ دور سے معلوم ہوتی ہی جاننا چاہیے کہ ایک کاروان سوداگران کا کشتی پر آئیگا تو پہلے جا اور فلان وقت ایک نہنگ پیدا ہوگا تو اُس سے سوال سجدہ کرنا چنانچہ لاہوت دونون شیطانون کو ہمراہ لیکر کنارہ کنارہ دریا کے آیا اور کشتی پر سوار ہوا بعد تھوڑے عرصے کے نہنگ بھی پیدا ہوا اور راستہ روکے سدِّ راہ ہوا مُنہ کھولے ہوئے کھڑا تھا سوداگر بدحواس ہوئے لاہوت ایک تاج مرصع سر پر رکھے ہوئے تھا اور وہی انگوٹھی پہنے تھا اُسنے کہا کہ ای بندگان من مجھے سجدہ کرو تو مین اس نہنگ کو اپنی قدرت سے دور کردون سوداگر تو سراسیمہ تھے ہی اُنھون نے گھبرا کر لاہوت کو سجدہ کیا اب لاہوت نے نہنگ سے کہا کہ مین نے تقدیر کی ہی تو مجکو سجدہ کر اور میرے بندونکو امان دے اور غائب ہوجا نہنگ یہ کلمہ سنتے ہی سجدہ مین گرا اور باوازِ بلند اُسنے کہا کہ بیشک تو معاذ اللہ خدا ہی یہ کہکر نہنگ غائب ہوگیا سوداگر یہ سحر تدراج کفر کا دیکھکر معتقد ہوگئے اور مطیع و فرمان بردار ہوکر اُسکی اطاعت اختیار کی ❊ ازین قصہ یکدم فراموش کن

زجاے دگر داستان گوش کن ❊

داستان نورالدہر اور ایرج کا طلسم مین جانا نظم

مُتا ہی اضطراب دل بیقرار کب
ہوتی ہی دیکھین رحمت پروردگار کب
دل سے فلک کے اہلِ زمین کھینچ لینے آہ
گرتے ہین اشک امن شمع مزار کب
مرینگے بعد نشاء الفت اُتر گیا
دامان آرزو کا ہوا تار تار کب
کرتا ہی شوخیان یہ سرِ اک شہسوار سحر
لیتے ہی دیتا چین ہین بیر مزار کب
زلفون کی بوسے کب ہوا اشتعال ...
آتا ہی دیکھین موسم فصل بہار کب

آتا ہی چین مرکے بھی زیر مزار کب
غفلت مین لسکہ عمر دو روزہ بسر ہوئی
نکلا برنگ شیشہ ساعت غبار کب
گذری شتا تو نہین ہی بہار شب وصال
رہتا ہی اس شراب کا باقی خمار کب
بعد فنا یہ بخت سیہ کا اثر رہا
ہوتا ہی رام ابلق لیل و نہار کب
دمبازیان ہین آپکی یہ وعدہ وصال
زانوے غیر پر نہ رہا فرق یار کب

آتا ہی جھوم جھوم کے ابر بہار کب
اب چیت پچھلی رات کا ہی اعتبار کب
سوزِ غم فراق کا ہی ضبط اسقدر
نکلی ہی دل سے حسرتِ بوس و کنار کب
سینے مین کب خلش نرہی خار یاس کی
جلنے دیا صبا نے چراغ مزار کب
ہوتا ترقیون پر اگر اضطراب دل
ہمکو تمھاری بات کا ہی اعتبار کب
گلشن مین خار بنکے خزان سے بچا آثر

سرشاران بادۂ خوشگوار سخندانی و طلسم کشایان گنجینۂ اسرار معانی اس داستان ندرت بیان کو زیور تحریر سے آراستہ و پیراستہ کرکے اس طرح گہر افشانی کرتے ہین کہ جب امیر با توقیر جانب مکہ معظمہ نہضت فرما ہوئے تو نورالدہر نے کہا کہ میری صندلی امیر کی جگہ پر بچھاؤ ایرج نے کہا کہ میری صندلی امیر کشور گیر کے مقام پر متمکن کیجاے غرضکہ ہر روز یہی تکرار رہا کرتی تھی ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ بستر خواب سے دونون رات کو غائب ہوگئے جب صبح کو ایرج و نورالدہر کی آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک مکان تیرہ و تار مین مقید و محبوس پایا وقت معین پر ایک شخص آتا تھا وہ کھانا پانی دیجاتا تھا ایکدن ایک پیرمرد آیا اُسنے دعا دی اور قید ان دونون کے بدن سے دور کردی نورالدہر نے پوچھا تم کون ہو اور ہمکو یہان کون لایا ہی اُس پیرمرد نے زبان گوہر فشان سے یون ارشاد فرمایا کہ اس شہر کا نام ارزقیہ و صنوبریہ ہی اور مجکو ملک صفاے ارزق پوش کہتے ہین ایک لڑکا میرا کہ اُسکا نام حارث ششتر سوار ہی اور

صاحبقرانی رہتا وہ ایکدن وہ شکار کے واسطے جانب صحرا گیا تھا وہان ایک قلعہ تھا اور قلعہ کے اندر ایک چاہ تھا نہایت عمیق اور اُسپر ایک چرخ لگا ہوا تھا اور ڈول طلائی زنجیر مین آویزان تھا میرے لڑکے نے کیفیت اسکی دریافت کی لوگون نے بیان کیا کہ جو شخص اُس ڈول مین بیٹھتا ہی طلسم آصف بن برخیا مین پہونچ جاتا ہی اور جو کہ صاحبقران وقت ہو وہ اُس طلسم کو فتح کرے چنانچہ میرا لڑکا جاکر ڈول مین بیٹھا جونہی ڈول مین بیٹھا تھا کہ وہ چرخ حرکت مین آیا اور ایک آواز مہیب پیدا ہوئی اور ہر چہار طرف تاریکی چھا گئی اُس ہنگامہ عظیم مین میرا لڑکا اُسی کنوئین مین گر کر غائب ہو گیا جب وہ لڑکا شکار سے واپس نہ آیا مجکو ایک تردد پیدا ہوا اور اُس ہنگامہ کی خبر مین نے سنی کہ بیٹا تمھارا اُس کنوئین مین گر کر غائب ہو گیا مین اُس چاہ پر گیا اور بہت کچھ تدبیرین کین اور لوگون نے ڈول کو کنوئین مین ڈالا مگر کچھ اثر پذیر نہوئین اور اصلا حال معلوم نہوا کہ وہ لڑکا کہان غائب ہو گیا پھر مین نے مشورہ کرکے آدمی حمزۂ عالیشان کے پاس بھیجا اُسنے واپس آکر کہا کہ وہ خانہ کعبہ کو تشریف لیگئے ہین اور تو وہان ہین چنانچہ میرے دو عیار ہین زنبور و ماہور نام اُنکو مین نے بہر استفسار و انکشاف حال روانہ کیا وہ بھی یہی خبر لائے کہ امیر تو خانہ کعبہ کیجانب نہضت فرما ہوئے مگر ایرج اور نور الدہر امیر کی جگہ پر جنگ کرتے ہین مین نے اُنسے حکم دیا کہ تم جاؤ اور اُن دونون کو لے آؤ وہ لے گئے اور لفظون عیاری تمکو سے اُنسے اگر تم یہ مشکل میری حل کرو اور میرے پسر کو مجھسے ملا دو تو مین تمام شہر سے مسلمان ہوتا ہون نور الدہر ایرج نے قبول و منظور کیا پہلے ایرج ڈول پکڑ کر اندر چاہ کے گیا جونہین ڈول نصف چاہ مین گیا کہ زنجیر ٹوٹی اور ایرج چاہ مین گرتے گرتے ہی غائب ہو گئے نور الدہر یہ حال دیکھکر رونے لگے ہر چند کوشش کی مگر کچھ اثر ایرج کا معلوم نہوا اب نور الدہر بھی ڈول پکڑ کے چاہ مین گئے پھر اُسی طرح نصف چاہ تک پہونچکر زنجیر ٹوٹی اور نور الدہر بھی چاہ مین غائب ہوئے سب آدمی جو چاہ پر موجود تھے یہ حال دیکھکر بھاگے اور کچھ نشان ان دونون شاہزادون کا معلوم نہوا اب انکو تو چندے اسی چاہ مین رہنے دیجیے اور

دوگلمہ داستان لاہوت کے ملاحظہ کیجیے

ہم مسیحا ہے اجل کو ترے بیمار سے ناز	اُسکو دنیا مین نہین اپنے طلبگار سے ناز	ناز برداری رنجور اید مشکل ہے
اُٹھ سکینگے ترے کب تک کسی غمخوار سے ناز	بنگیا یار کی تصویر ہر یک نقش قدم	کیا ٹپکتا ہی پریوش ترے رفتار سے ناز
کیون نہ عشاق کو پھر لطف و کرم ہو یکسان	ناز سے پیار ہی خوشتر ترا اور پیار سے ناز	لن ترانی کی صدا کوہ پہ اتنک ہی بلند
ان تبو نکو سی نہین طاقت بیدار سے ناز	اب ترے ناز بجا کو بھی وہ سمجھا بیجا	خط نمایان ہی مناسب نہین اغیار سے ناز
کیون نہ جی بیچکے خواہان شہیدی ہون ہزار	اُنکا ایک ایک ہی انمول خریدار سے ناز	واقفان کہ در سخن قسمر داند

شرح این داستان چنین کردند کہ جب لاہوت کو سوداگرون نے سجدہ کرکے تخت خدائی پر بٹھایا اور یہ کشتی پر سوار ہو کر چلا بعد چند روز ناخدا گریبان چاک روتا ہوا آیا اور کہا کہ راہ بھول کر جزیرہ آدم خواران مین آ گئے ہین یہ حال سُنکر سب اہل جہاز حیران و پریشان ہوئے لاہوت نے کہا کہ تم گھبراؤ نہین وہ سب میرے بندے ہین کہ اس اثنا مین ایک زورق نمایان ہوئی اُس زورق پر میوہ اور مرغ وغیرہ سب طرح کا سامان کھانے کا موجود تھا چند آدمی کشتی پر سے اُتر کر آئے اور کہا کہ در میان تمھارے خداوند کون ہی لاہوت نے کہا کہ مین ہون سب نے سجدہ کیا اور وہ اسباب جو ہمراہ تھے لاہوت کے لاکر رکھا اور نجگان سے کہا کہ تم پہلے سے نہ آئے اُسنے عذر کیا القصہ کشتیان کنارہ دریا

آئین سہمان آدم خوار حاضر ہوا اور لاہوت کی ملازمت حاصل کی یہ لوگ تاتحت شیطان کے تھے کہ لاہوت
کی طرف سے انکو اغوا کرکے لائے تھے غرضکہ سہمان لاہوت کو اپنے جزیرہ مین لیگیا اور دعوت کی
سات دن تک وہان جلسہ عیش و عشرت منعقد رہا ایک روز سہمان آیا اور عرض کیا کہ دو کشتیان
فی الحال آئی ہین اُنپر جو آدمی سوار ہین وہ کہتے ہین کہ ہم خداوند کے پاس آئے ہین لاہوت نے
کہا کہ اے بندۂ خاص اُنکو پیشوائی کرکے لاؤ اُس کشتی پر ایک پہلوان تھا کہ نام اُسکا سہیلان
بن سہیل نامدار تھا اُسکو لاہوت کے پاس حاضر کیا اُسنے سجدہ کیا لاہوت نے اُسے خلعت
سے سرفراز کیا جو آدمی لاہوت کے ہمراہ تھے وہ حیران ہوئے اور کہا کہ خدائی خداوند لاہوت
شاہ کی برحق ہی راوی کہتا ہی کہ ابلیس پرتلبیس لشکر مین موجود تھا لاہوت سے اُسنے پیشتر آکے
خبر دی تھی لاہوت نے کہا کہ ملک مرواق کا کیا حال ہی اور اُسکی دختر کس خیال مین ہی سہیلان نے
سجدہ کیا اور کہا کہ سب تمھارے مشتاق قدوم نکہت لزوم کے ہین اور مرواق نے جو نامہ
دیا تھا وہ سہیلان نے پیش کیا اُسمین تحریر تھا کہ نو برس سے مین تمھارا اشتیاق ہون اور جس روز
سے دختر نے کہ عالم خواب مین تمھارا جمال مبارک دیکھا ہی اُسکے دل کو قرار نہین ہی اور جس دن سے
سنا ہی کہ تم ادھر آتے ہو اس مژدۂ جان بخش کے سننے سے اور بھی شوق زیادہ ہوا ع وعدۂ وصل
چون شود نزدیک + آتش شوق تیزتر گردد + لاہوت نے سہیلان کے ہاتھ خلعت گرانبہا
مرواق کو بھیجا اور زبانی یہ کہلا بھیجا کہ مین ایک مہینہ کے بعد جنگ حمائل شاہ بن زبرجد شاہ سے
فرصت کرکے آؤنگا سہیلان نے وہ خلعت جاکر مرواق کو دیا وہ نہایت خوش ہوا اور شکریہ خداوند
لاہوت کا بجالایا اور انتظار آمد لاہوت مین چشم براہ رہا + نامہ لکھنا پسر زبرجد شاہ کا لاہوت کو
راویان خوش تقریر اس حکایت دلپذیر کو صفحۂ قرطاس پر اس طرح رقم کرتے ہین کہ ایک روز سہمان
مردم خوار نے مجلس عیش و نشاط آراستہ کی تھی ساقیان سیمین ساق و مطربان شہرۂ آفاق کا جمگھٹا تھا آوازِ
ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند تھی کہ لاہوت بھی محفل مین آکر بیٹھا سہمان نے چاہا کہ سکہ لاہوت
کے نام کا جاری ہو جائے لاہوت نے کہا کہ ابھی وقت نہین ہی کہ اس اثنا مین خبردارون نے آکر
خبر دی کہ ایلچی حمائل شاہ پسر زبرجد شاہ کا آیا ہی لاہوت نے حکم دیا کہ اُسکو پیشوائی کرکے نہایت
عزت و توقیر سے لاؤ جب وہ بارگاہ مین آیا اُسنے بعد بجا آوری مراسم تعظیم و تکریم کے نامہ لاہوت کے حضور مین پیش کیا لاہوت نے
منشی کو طلب کیا اور مضمون نامہ سے مطلع ہوا اُسمین لکھا تھا کہ اے لاہوت تو جو دعوے خدائی کرتا ہی
یہ امر محال ہی کیونکہ مین آج صاحب قیطول ہون اور لاکھ سوار و پیادے میرے ہمراہ رکاب ہین اور ملکہ خفر
بنت و مامہ ساحرہ مجبر مائل ہی مین نے خروج کیا ہی اور مظفر ارمنوسی کو قتل کرکے مالک ملک ارمنوس
ہوا ہون تجکو لائق و لازم ہی کہ میرے پاس چلا آ اور اس خیال کو اپنے دماغ سے نکال ڈال میری
اطاعت کر درصورت اطاعت خلعت اور تصویر اپنی تیرے پاس بھیجتا ہون اُسکو سجدہ کر دیکھ میرا کہنا
مان نہین تو بہت پچھتائیگا بے موت مارا جائیگا اور اگر میرے پاس جلد آئیگا تو ہم اور تم دونون متفق ہوکر
کام خدا پرستون کا تمام کرینگے لاہوت اس مضمون کو سنکے بہت ہی برہم ہوا اور دود نخوت اسکے دماغ
مین پیچیدہ ہوا ایلچی پر سیاست کرکے بارگاہ سے نکلوادیا یہ خبر حمائل شاہ کو ہوئی کہ ایلچی سے لاہوت

اس طرح بدخنوانی کے ساتھ پیش آیا ائے وماغ مین تو دو دکبر وغرور بچیدہ تھا ہی لیس یہ برہم ہوکے مع لشکر جرار لاہوت کی طرف روانہ ہوا لاہوت کو جب یہ خبر پہونچی اسنے بھی اپنا ساز و سامان درست کرکے بجانب حمائل شاہ کوچ کیا اب ان دونون کو تو کوچ و مقام مین مصروف رکھیے جب تک

دو کلمہ داستان معظم خان کے نابینا ہونے کے سماعت فرمائیے نظم

کب ہی منظور کہ یون جنبش دل آزار رہے
یارب اس عہد مین درد دل بیمار رہے
پوشش کعبہ سے کیا کم ہی اگر دل پر ہی
لاکھ موتی کے عوض دُر شہوار رہے
جامہ ہی دست جنون اور کہان سے لاؤن
ہی عوض صنعت جم ساغر سرشار رہے
اثر گرمی رفتار ہی یہ بھی میرا
مفت ہی مالدون سالک جو یہ انبار رہے

ہر اک وہ شی ہی کہ بیچو بھی تو سو بار بکے
تک تیرے یوسف نے خریدا ہی وہ رتبہ کہ نہ جیے
چاہیے میرے گریبان کا ہر اک تار بکے
ہی شب وصل عدو اور زمانہ مجبور
لے رکھون ہول اگر دامن کہسار بکے
ایک بلبل رہے کس کس کے زلیخائی مین
کہ بیابان مین بہت سو کہہ کے اسی بار بکے

ہون خلش دوست دعا ہی کہ دو لیے بکے
یہ ہی بکتا ہی تو ہم مفت ہی سو بار بکے
دیکھکر اشک مسلسل کو وہ انسو بھر لائے
کیون نہ بستر کے لیے گل کے عوض خار بکے
تم ہو ساقی تو عجب کیا ہی کہ میخانہ مین
ڈھیر پھولون کا جب آکر سر بازار بکے
بار عصیان کو اٹھائے ہوئے پھرتا کب بکے

سرمہ کشان چشم قصہ خوانی و نور افزایان دیدۂ معانی کحل البصر تحریر سے اس حکایت درد انگیز و عبرت خیز کے بیان مین میل قلم سے چشم بصیرت مین یون سرمہ لگاتے ہین کہ جب لندھور کو ان کور باطنون نے نابینا کر دیا تو یہ خبر مشہور عالم ہوئی اور نور دیدہ اسلام یعنی معظم خان بن بہرام و ملک شعیب کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو یہ چند ہزار آدمی لیکر کشتی پر سوار ہوئے اور آکر کنارہ دریا کے پہونچے ہرکارون نے یہ خبر جذائل شاہ کو پہونچائی وہ سواد الوجہ فی الدارین تو ایک ہی مکار تھا اسنے ایک نامہ معظم خان کو تحریر کیا کہ مین اس حرکت سے نہایت نادم و پشیمان ہون اور ہمچشمون مین منہ دکھانے کے قابل نہین ہون بہت سے کلمات معذرت آمیز اس نامہ مین مندرج کیے اور خشمدانشت اس امر کی ظاہر کی کہ میرا قصور لندھور سے معاف کرا دیجیے ورنہ ہزارہا بندگان خدا کا خون ہوگا ناحق مارے جاینگے ادھر تو اسنے نامہ بھیجا بعد ازان چالیس فیل پر زر اور چالیس خوان کھانے کے روانہ کیے انمین نہایت اطعمہ لذیذ اور طرح طرح کی مٹھائیان اور پکوان آچار و مربہ وغیرہ تھے مگر سب بیہوشی آلود کہ اگر ایک لقمہ بھی انسان کھالے معاً بیہوش ہوجائے اس تدبیر کے بعد شبخون مارا ملک شعیب بھی ہمراہ معظم خان کے آگئے تھے انکو اس ہنگامہ مین قتل کیا اور معظم خان کو گرفتار کرلیا اور ان کی آنکھون مین بھی نیل کی سلائیان پھرا دین اور لندھور کے پاس انکو بھی محبوس کیا

داستان نور الدہر اور ایرج کا طلسم مین جانا نظم

لازم نیست کہ از وقت نہ غافل باشی
نو بہار ست دران کوش کہ خوشدل باشی
طبع انسان تو کیا ہی در دیوار کو جوش
کہ تو خود دانی اگر زیرک و عاقل باشی
تو سنے یا نہ سنے مین تو کہونگا ہی صاف
فکر دنیا نے ترے ہوش اڑائے مگد ست

جہد کن جہد بعیش خود و عاقل باشی
کہ نسے گل ہد از خار تو در گل باشی
عندلیبان چمن کرتے ہین ہمت خرسند
جسکی خاطر مین ذرا سا بھی اگر ہی انصاف
نقد عمرت بدر غصۂ دنیا مگداف
ہست کو نیست سمجھتا ہی تو او نیست کو ہست

تا بکے در غم اندیشہ باطل باشی
یہ وہ دن ہین کہ بجز عیش کسیکو نہین غم
من نگویم کہ کنون با کہ نشین وچہ بنوش
میری گفتار کو ہرگز وہ سمجھتا نہین لائق
گر شب و روز درین قصۂ مشکل باشی
تو ہی چشم بصیرت تجھے ای دہر پرست

درچمن ہر ورقے صورت حال دگر ست
جس سے پوچھا یہ کہا اسنے کہ کیسا درست
رفتن آسان نوار واقف منزل باشی
نہ ملی قسمت کو تقدیر سے انکو تو دد

حیف باشد کہ زکار ہمہ غافل باشی
آخرش بیٹھ رہے جبکہ نہ پایا در دست
کوششین جو حضرت سالک نے بھی کی ہین ہیچ
حافظا گر مدد از بخت بلند ش تمام

مدتون تیری طرح ہمنے بھی ڈھونڈھا در دست
گرچہ راہیست پر از بیم ز ما تا بر دوست
کسی تدبیر سے لیکن نہ بر آیا مقصد
صید آن شاہد مطبوع شمائل باشی

آمد ہیسر مطالب رہبردان مراحل طلسم و نیرنگ سازی نورد بردان دشت شنیدہ پردازی
اس داستان حیرت بیان کو صفحہ قرطاس پر یون مرتسم کرتے ہین کہ جب نور الدہر وایرج چاہ مین غائب ہوئے
تو بیہوش ہوگئے تھے جب کچھ عرصہ کے بعد نور الدہر کو ہوش اور آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ہاتھ بندھے ہوئے ہین اور
آواز آدمیون کی معلوم ہوتی ہے مگر کوئی آدمی نہین دکھائی دیتا آگے چلے تاریکی سے روشنی مین آئے ایک
سمت کو رہروی کرنے لگے جاتے جاتے ایک سواد شہر دکھائی دیا جب شہر پناہ کے اندر داخل ہوئے
تو دیکھا کہ ایک شہر ہے نہایت آباد دوکانین آراستہ و پیراستہ بزارہ صرافہ جوہری بازار کھلا ہوا ہر قسم کے
خریدار و بیپاری بیع و شرا کر رہے ہین کہین مالنین کہین کنجڑین کہین سنگریان کہین تنبولنین ہر قسم کی دوکانین
لگی ہوئی ہین جو بزاز کی دوکان تھی اُسکی خوبی کیا لکھی جاسکے اوسنے یہ بات ہے کہ جب کسی نے اُسکے قریب
جالی جالی لوٹ کی طرح دل سوراخ دار ہوا جی لوٹ گیا لاہی دو دو آہ عاشقان کا پتہ دیتی تھی گلبدنون
کی تن کی زیب بنی تھی جو گلرخسار اُس دوکان کے کپڑے کو دیکھ پاسے تو شبنم نمط اشک بہاسے ہاتھ مل
کے رہ جاتے کمخواب آسے اسی طرح صرافہ مقابل مین اُسکے آراستہ روپیہ اشرفی کوڑی پیسہ کا ڈھیر لگا
ہوا بعض بعض دوکانون پر گہنا سونے چاندی کا رکھا ہوا جسکو دیکھکر خازن طبیعت مالامال زر امید سے
آسودہ حال اشرفی کو جو کوئی نسیم بدن تھیری سے دیکھتا تو زرد ہوجاتی ہوجاتی مثل سیم سادہ سادہ لوحی ہاتھ
آتی فلک مفلس ہرچند للچاتا ہے مگر وہان کے درم و دینار نہین پاتا ہے سکہ کو اکب دور سے دکھاتا ہے اشرفی وہ
مہر انیر نثار کرنے کو طیار ہے اسلیے نہین پاتا ہے صراف سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے نظر آتے تھے ٹاٹ
کے نیچے اٹھنیان چونیان چھپائے بیٹھے تھے کسی طرف بساط خانہ کی سجاوٹ بصد انبساط تھی ولایتی
نفیس اسباب دوکانون مین ڈھیر تھا چھتریان لگی تھین کہ سورج مکھی کو شرماتی تھین آگلی دوکانون کے نیچے
علاقہ بند بیٹھے تھے جو ریشم کے کرن پھول بناتے اور گہنا گوندھتے تھے وہ کرن پھول جو گلرخسار و نکے
زیب بناگوش دل انکا کنول ہوجاتا باغ حسن مین بہار آجاتی دلون کو لبھاتا بساط خانہ کے برابر کسی
طرف کو گلفروشون کی دوکانین تھین کہین تنبولن کی آن بان تھی گلفروش بہت سے گلچین نگر گل
نظارہ سے دامن بھرتے تھے گویا بہار گلستان کا اُس دوکان پر مقام تھا غنچہ لبون کا اژدہام تھا
شمشاد قامت اگر وہان کے پھولون کو نام دھرتے باد صبا انکی الف قامت جھکا کر نون بناتے مالہ
گلہاے بوقلمون کو دیکھکر اگر نہ پسند کرتے تو داغ دل حاصل ہوتا نسیم سحری انکا دل خون بناتی جب
اُس دوکان کی طرف سے برنگ بلبل شوق تن آتے فرط عشرت سے پھولے نہ سماتے ہزارون دہائی
پھولون کی محبت مین گل کھاتے سورج مکھی کو دیکھکر آفتاب رشک سے جلا جاتا ہے گل چاندنی کو دیکھکر
مہتاب داغ کھاتا ہے چنبیلی کی بھینی بھینی خوشبو قابل دید بہار شب بو بیلا سب سے البیلا جوہی کا ہار جو ہے اُسکا
خواستگار ادھر تنبولنون کی سرخروئی جنکے سامنے کوئی بات سرسبز نہوئے وہ انکا بانکاپن کہ عشاق بے ساز

و برگ آگی دوکان پر جان سپاری کرین پانون کی صفت مین زبان منہ مین لال رہے یاقوت کی طرح
دل اگال رہے عشق مین خون دل قوت ہوجاسے اُس پان کی سرخی کو لعل احمر کہون یالب رنگین جانان
سے تشبیہ دون کمال تاب خون دل پیون اور ہونٹھ چبا چبا کر رہون بہتر ہو کہ شفق آسمان کی لکھون تنبولن
عاشقون کے قتل پر بیڑا اُٹھاتی تھی ہزارون کا کے خون بہاتی تھی ایک عالم کو اُسکی گلوری نے چھالیا تھا جو
کوئی وہان گیا اُسکو سرخرو بنادیا مراد آباد کہتا اُجین کی سپاری مہیوے کے پان ہر شہر کی جنس اُسکے
پاس گران لونگ الایچی جوز جاوتری کا پان مین ذرا کھانے سے اُسکے ہر رگ مین خون پیدا ایک طرف
حلوائی اپنی دوکانین سجائے تھے برنجی تھالون کو خوبصورتی سے لگائے تھے دہی بالائی کے کونڈے
جمے ہوئے جو کوئی اُسکو کھائے نعمت بالائی اُسکے ہاتھ آئے وہ امرتیان مسلسل و پیچدار جلیبیان
اور برفی ذائقہ مین خوشگوار تلخکامون کو شیرینی وہان حاصل در بہشت قوت دل موتی چور کے لڈو
آبداری مین موتی سے زیادہ تر تقویت دل کے واسطے معجون مروارید سے بہتر ایک سمت تنبولنین
جوڑے ترچھے باندھے تختون پر بیٹھین تھین آتشین رخسار بنی تھین عارض پر زلف پیچان تھی یا آہ عاشقان
کا دھوان تھا رخسار پر خال سیاہ مثل سویدائے دل سوختگان عیان تھا ایک طرف پیچوان دھرے
تھے پینے والون کے دماغ تمباکو سے بسے تھے مداریے کی آواز پر زندگی کا دارومدار تھا حقے کی آواز
سے دل پہلو مین بیقرار تھا عاشق تن ساعت اُنکے ٹہلتے تھے اور شعر مضحک کے طور پر پڑھتے تھے شعر

برم توحید ست تمباکوی ما	بوی وحدت میدہد ...
این چہ انانیکہ تمباکو کشند	اولش اللہ و آخر ہو کشند

ایک طرف کنجڑین بیٹھی تھین مہ پارہ مگر ایک ایک حرافہ و عیارہ رنگترون کے رنگ سے باغ آرزو کا آب رنگ
پاتا میٹھا اُس شیرین دہن کا تلخکامون کو خوش آتا ناشپاتی کی خریداری سے مشتری کی روح راحت
پاتی نارنگی کی رنگینی رنگین مزاجون کو بھاتی رام پھل کے کھانے سے دلکو آرام جسنے ایکبار کھایا تمام عمر
اُسکے سیب ذقن کا رام اگرچہ معشوقان ہند شجر خوبی کے ثمر ہین مگر اُن شکر لبون کو دیکھکر زرد آلو کی طرح
رنگ باختہ بیخبر ہا مین نارپستان اگر اُنکے ہاتھ آتے تو عاشق اُنکو کھانے کے عوض چھاتی سے لگاتے لوٹے
کی گنڈیریان نایاب مصری کی ڈلیان جسے دیکھکر بیتاب غرض دوکانداروں کا ہر سمت مجمع منتظم

سراپا حسن و خوبی تھے وہ مہ رو
قیاسے نور معنی کو نچھا دے
گل و غنچہ رخ و لب سے خجل تھے
زبان تعریف مین جسکے ہوئی لال
کبابی کا کوئی دیکھے جو دیدار
کباب دل کو سوز تازہ دیجے
جو وہ شیرین دہن کرتا تبسم
نہ تھین آنکھین وہ تھے دو جام بادہ
وہ ساقی سنکے دیتا جام بھر بھر
کھڑا رہتا تھا جرأت کے اثر سے

فشان غمزہ پر تھی تیغ ابرو
وہ مالن رشک گل عاشق فراموش
ہزارون سرو غم سے پا بگل تھے
لب نازک پہ اُسکے رنگ پان تھا
نمک ریز جراحت ہو یہ گفتار
ملاحت اسکے رخ پر تھی نمودار
تو خوش آتا تھا اُس جا شور در دم
جو سبزی بیچنے والون کو دیکھا
کھڑے دوکان پہ اُسکی مست یکسر
کوئی تھا گرم نظارہ بصد جوش

صفت بزار کی خامہ جو لکھے
سخن سے جنکے ہو غنچہ بھی خاموش
تنبولن کا بیان کیا کیجے احوال
و با خون دل دادگان تھا
اگر اس شعلہ رو کی مدح کیجے
صباحت کا ہوا تھا گرم بازار
نگہ سے نشہ ہوتا تھا زیادہ
قدح نوش اُسکی دوکان کے تھے جا
کوئی اُس آئینہ رو کی نظر سے
ہزارون آہ لب پر لیک خاموش

جو دوکانین تھین عطارون کی پر سو
کہ نکہت وانکی نزہت بخش جان تھی
عجب گویا تھا اُسکا لعل مینوش
تو نقد ہوش اُس مینکش سے تھے
لب نازک جو تھا ہمرنگ بادہ
کہ نرگس یک نگہ سے ہوتی رنجور
غرض عالم غضب تھا اس پری پر
ہوا تھا ہر مشتاقان دیدار
کوئی زرین لباسونکا تھا شیدا

غضب تھی عطر مجموعہ کی خوشبو
جو اہر ہوش معشوقان زیبا
شفا بخش مریضان بلاکش
شراب ایسی بھری شیشونکے اندر
سخن سے مستی ہوتی تھی زیادہ
وہ دو ٹہرے سرخ آنکھون مین وہ مستی
کہ یک عالم تھا دلدادہ اُسی پر
کوئی زر دیکے سودا مول لیتا
برنگ زر تھی زردی رخ پہ پیدا

دکان اُنکی بھی مثل بوستان تھی
وہان بیٹھے تھے مثل نقش دیبا
وہ ساقی وانکی جسکو جام دیتے
کہ دیکھے سے ہوا نشہ مضمر
غضب تھی اس پری کی چشم مخمور
وہ ہنسنا اُسکا اور وہ مے پرستی
کہین صرافون کا تھا گرم بازار
کوئی نقد دل و جان دونون دیتا

اور علاوہ ان دوکانداروں کے سہرک پر بازیگر تماشا کرتے اکابرین شہر ٹہلتے پھرتے بنیے بقال وہان بڑے معزور ومہذب بنے ہوئے بیٹھے تھے الحاصل نورالدہر والاشان شہر کی سیر کرتے ہوئے خرامان خرامان چلے جاتے تھے مردمان شہر حسن وجمال شہزادہ نورالدہر دیکھکر حیران تھے کہ یاالٰہی یہ کس ملک کا شاہزادہ ہی مگر یہان اسطرح بے سر وسامان یکہ وتنہا نہ خادم نہ خدمتگار نہ کوئی رفیق نہ غمگسار غرضکہ لوگ انکو گرفتار کرکے لیگئے اور چودہ دن تک قید رکھا پندرھوین دن دارالامارۃ شاہی کے قریب لیگئے سبحان اللہ اُس مکان کی صفت کیا ہوسکے مکانات صفائی مین رشک بلور بلکہ سراسر نور جسپر حور و رضوان کا دل شیدا ہوا ہی واقعی رشک قصور آسمان ہی بلکہ اگر آسمان سے تشبیہ دون تو زمین پر بیرا احسان ہی اگر اُسکی محراب کو کاسہ ہلال سے مشابہ کرون یا کشکول شب سے مناسبت دون تو ہلال و شست دونون کو اسکے درکا گدا بناؤن لازم ہی کہ جام جہان نما قرار دون جمشید کی روح پر احسان کرون عالم امکان نے چاہا کہ وسعت کو اُسکے صحن کی پیمائش کرون ہرچند کہ اندیشہ محال تھا لیکن مدت ازل کو ابد تک جریب بناکے طول وعرض اُسکی ناپا مگر آپ ہی گذر گیا اور اُسکی درازی کو نہ پایا مہندس خیال نے چاہا کہ اُسکے ہر ایک طاق کو کہ خوبی سے جفت ہین اور عمدگی مین طاق ہرچند فکر کو رخصت تلاش کرنے کی دی مگر اُس تکلیف مالایطاق اُٹھانے سے بھی نظیر اُسکی ممکن نہوئی روبروے سقف منقش صحن فلک مقرنس واژگون اور آفتاب سامنے اُسکے شمسہ کے شرم سے دینار خزانہ قارون صفائی دیوار اور نزاکت طرح اُسکی اشارہ انگشت سے میلی ہو اور ہر نقش سے اُسکے چشم نابینا اچھی ہو نظر تماشابین اگر اُسکے غرفون کو دیکھے تو منزل قمر تصور کرے ایک پایہ اُسکا کرہ ارض سے منطبق اور دوسرا عالم بالا سے متعلق نظم

تھا برق قمر ہی ضیا مین
اس قصر کا ہر کہان کمان نقش
مثل دل عارفان صفا مین
خود نور زمین و آسمان نور
وہ خرم و دلکشا تھا جیسا
اللہ رے علوے قصر اقدس
کسرے کا محل کہان تھا ایسا
تھا پست یہ گنبد مقرنس

اور آگے اُس قصر عالیشان کے ایک باغ دلکشا فرحت افزا عندلیبان خوش نوا زمزمہ سرا جوانان چمن کی نرالی ادا نظم

نکہت گل نے ہر اک جا ہین بکھیرے عود دان
دار البتو نسے عیان ہی چرخ اخضر کی ہوا
وہ ہوا کے عالم مین صف باندھے کھڑے ہین سب چمن
تاک کے خوشون پہ ہی عقد ثریا کا گمان
اٹھکھیلیان کرتی ہی باد بہاری ہر طرف
ہر طرف کیلے لیے مثل حلہ پوشان جنان
طرفہ تر سبزہ نے کی ہی ہر طرف کو سرکشی

ہی زمین فیروزہ گون اور لاجوردی آسمان بیچ مین ایک بنگلہ مرصع کار بنا ہوا ہی اور ایک تخت جواہر نگار بچھا ہوا

اُسپر ایک شخص لباس جواہر کار در بر کمال نخوت و غرور سے اس تخت پر متمکن ہو لوگ نور الدہر کو گرفتار کیے
ہوئے بادشاہ کے حضور مین لیگئے نور الدہر نے دیکھا کہ ایک شخص تخت پر بیٹھا ہو اور گرد اُسکے یمین و یسار
تمام اراکین دولت کرسیون پر اور صندلیون پر بیٹھے ہوئے ہین نور الدہر نے باواز بلند کہا کہ سلام میرا
اُس شخص پر ہو جو خداے وحدہ لاشریک کو برحق جانتا ہو غیب سے آواز علیکم السلام آئی مگر بادشاہ اُس
کلمہ سے نہایت برہم ہوا اور جلاد سے حکم دیا کہ اسے لیجا کر قتل کر جلاد آیا اور نور الدہر کو اُسنے لیجا کر بوریہ
فلاکت پر بٹھایا کہ اس اثنا مین آواز ساز کی آئی نور الدہر نے دیکھا کہ ایک جوان چودہ پندرہ برس کا سن
مگر کمال لاغر اور چہرہ اُسکا زرد ہو سامنے آیا جب اُس تخت نشین نے اُسے دیکھا تو تخت پر سے اُترا اور اُسکے
گلے لگا کر خوب زار و قطار رونے لگا اور اپنے پہلو مین بٹھالیا اُس جوان لاغر کے ہمراہ ایک پیر مرد بھی تھا جوان
لاغر نے کہا کیون اس جوان غریب کو قتل کرتے ہو بادشاہ نے کہا کہ یہ میرے آگے خداے آسمان کا نام
لیتا ہو جوان لاغر نے نور الدہر سے کہا کہ ای جوان یہان تو کیونکر آیا نور الدہر نے اپنا نام بتایا اور سب حال
بیان کیا وہ سنکر خوش ہوا اور کچھ جھک کر بادشاہ کے کان مین کہا اور عرض کیا کہ اس جوان کو میرے قصر
گلشن مین قید کرو نور الدہر کو وہان لیگئے نور الدہر نے دیکھا باغ نہین ہو نمونہ بہشت برین ہو روش بندی
آراستہ ہر ایک نخل سرو نوخاستہ بلبلین غزلخوان کہین طاؤس رقصان ایک طرف کبک دری قہقہہ زنان
ایک سمت کوزند بافان چمن ایک جانب گل و بلبل مین ارتباط ایک سو قمری و شمشاد مین اختلاط ادا الیان
آپس مین ہم آغوش سوسن صد زبان خاموش سبزہ نوخیز نسیم عنبر بیز نرگس کی آنکھون مین چشم انتظار کا سما
حیرت ہر سو نگران نسیم و صبا سبزے کی ہواداری مین مصروف ہر چیز بہمہ صفت موصوف نہرین جاری جنکے قطرہ
مین موتی کی آبداری نسیم بہار کا چلنا اور جوانان چمن کا دیکھکر کف افسوس ملنا وجد مین آنا اور خاموش رہنا
باغبان بیلچے لیے ہوئے مصروف کار روش بندی سب طیار شہزادہ باغ کی سیر مین نگاہ حسرت مصروف تھا کہ
بعد ایک لمحہ کے وزیر آیا اور کہا کہ ای جوان جس سرزمین پر تو آیا ہو یہ سرحد ظلمات و پشتہ تاریک ہو بیابان
پہاڑ ہی اُسپر چار ہزار چشمہ جاری ہین اور باغات و شہر ہاے عظیم آباد ہین اور اس قلمرو مین تین بادشاہ ہین
اور ہر بادشاہ صاحب لشکر کثیر ہو علیحدہ علیحدہ رہتے ہین اور ہر ایک کا مذہب جداگانہ ہو ایک ہر ایک پرستی
کرتا ہو آپسمین جنگ و جدال سے نفاق رہتا ہو جس بادشاہ کو الوندزنار بند زنار پرست کہتے ہین وہ آتش پرست
ہو ایک بادشاہ ابر پرست ہو اُسکو ملک سموات ابر پرست کہتے ہین اور ایک جمشید خاک پرست ہو اور
یہ میرا بادشاہ ہو اور سرحد ابر پرستون کی ہماری سرحد سے نزدیک ہو جمشید اور ملک سموات ان دونون
مین آپس مین اتفاق ہو انمین لڑائی نہین ہوتی ہر سال جشن نوروز ہوتا ہو جمشید اور ملک سموات
ایک دوسرے کی مہمانی کرتے ہین اور یہ جوان ضعیف ہمارا بادشاہ زادہ ہو مگر آپ پرست ہو یہ سموات
کی دختر کو دیکھکر عاشق ہوا جب نوروز گذر گیا تو یہ ضعیف و لاغر ہوا جب اس شہزادہ کے عشق کا حال
کھلا تو خواستگاری دختر کی گئی اُسنے قبول نکیا بڑی لڑائی ہوئی ہزار ہا آدمیون کا کشت و خون ہوا
قریب تھا کہ اُسکی شکست ہو آخر بمجبوری دختر کی شادی کرنے پر راضی ہوا اور جس جگہ سے تمکو گرفتار
کرکے لائے ہین وہ سرحد ہماری ہو اُس چاہ کی راہ سے اُس پہاڑ کا راستہ جاری ہو اور یہان سے تین
راہین گئی ہین ایک شہر ملک سموات کی طرف اور ایک طلسم آصف بن برخیا کی جانب اور معمول یہ ہو

کہ جو کوئی شخص کنوین مین گر پڑتا ہی تو اُسکو گرفتار کر کے خواہ ہماری طرف خواہ ملک سموات کی جانب لیجاتے
ہین اس پہاڑ پر ایک شخص ہی کہ نام اُسکا صنوبر کوہ پرست ہی وہ آدمی کو ایک سو طومان کو فروخت کرتا
ہی کیونکہ وہان رسم ہی کہ شادی ہوتی ہی شب زفاف عروس و نوشاہ آدمی کا گوشت کھاتے ہین کہ ایک
دوسرے کی نظر مین اچھے معلوم ہون ملک سموات کے آدمی وہان گئے اور ایرج نام ایک جوان کو لائے
اور اپنا حال اُس سے بیان کیا ایرج فوراً اُنکی طرف سے جنگ کرنے لگا اور بہت لوگون کو مارا ہم تو
ایرج کے حریف ہین نور الدہر نے کہا خاطر جمع رکھو ایرج ہمارا بھائی ہی ہم اُسکو منع کر دینگے وزیر نے
یہ خبر ملک جمشید کو پہونچائی وہ خوش ہوا اور ایوان بادشاہی مین لایا نور الدہر نے نامہ لکھا کہ اے
ملک ایرج دختر ملک سموات کو اس جوان بہار کو دے اور تو سموات کو خدا پرست کر مین جمشید
کو مسلمان کرتا ہون اور سب ملکر اپنے لشکر مین چلینگے ایرج نے نامہ پارہ پارہ کیا اور ایلچی پر سیاست
کی اور پیغام کہلا بھیجا کہ مین نے عہد کیا ہی کہ جب تک جمشید کو نہ مارونگا آرام نہ لونگا نور الدہر نے
یہ پیغام سنکر کہا کہ مین اس دختر کو بزور جاکر لاونگا چنانچہ دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا اور صفوف
جدال و قتال آراستہ و پیراستہ ہوئین باقی حال اسکا آگے معلوم ہوگا

داستان لاہوت کی اور حمائل بن نمرود کے بیان ہونے مین

رنج و حسرت کے سوا حاصل دنیا کیا ہی + غافل اس کارگہ تیغ مین رکھا کیا ہی + مجھکو گوشہ مین
منظور ہی کونین کی سیر + دل ہی بیدار تو پھر دیدۂ بینا کیا ہی + جبکہ انسے کہون حال دل بیتاب کا تو
جانکر پوچھتے ہین تیری تمنا کیا ہی + لب جانبخش کی اپنی وہ نہین جانتے قدر + مجھ سے کہتے ہین کہ اعجاز مسیحا کیا ہی
وہ ہنگامہ ہوئی مرگ مری جسکے لیے + اُسنے اتنا بھی نہ پوچھا کہ تماشا کیا ہی + چیر کر سینۂ دل پہ یہی کھانا بس تھا
تہمت دامن صد چاک زلیخا کیا ہی + انسے کیون غیر کی تعظیم مین الجھے سالک + تم ہی جھوٹے سہی جانے دو یہ جھگڑا کیا ہی

راویان تقریر حسرت آثار و مورخان تاریخ عبرت دثار دبیران ملک ہمہ دانی و منشیان قصہ خوش بیانی اس تقریر
عدیم النظیر کو باٰئین شایستہ و عنوان بایستہ یون تسطیر کرتے ہین کہ جب لاہوت برابر لشکر حمائل شاہ بن
نمرود کے پہونچا تو دونون لشکرون مین صف بندی ہوئی میمنہ میسرہ قلب و جناح آراستہ ہوئے نقیبان
بلند آواز نے اشعار عبرت آثار پڑھنا شروع کیے ہر ایک بہادر آمادۂ رزم و پیکار ہوا نمونہ صحرائے رستخیز
دشت کارزار ہوا صفوف لشکر پر سناٹا چھا گیا کہ ایک جانب سے مقارہ کوہ تن میدان مین آیا
بڑی چمک دمک سے اسنے اپنی شاہسواری کا رنگ جمایا اور آواز دی کہ لشکر مخالف سے جسکو تمنائے
مرگ ہو وہ میرے مقابلہ کو نکلے فوج مخالف سے سہمان نے نکلکر نعرہ کیا دونون مین باہم جنگ ہونا
شروع ہوئی کہ دفعتہ مرکب مقارہ گرم ہوا اور یہ گھوڑے سے گرا فوراً سہمان نے اسے پکڑ کے آدم
خوارون کے حوالہ کیا وہ کھا گئے بعد ازان چند پہلوان سہمان نے پکڑ کر آدم خوارون کو دیے اونکو
نوش جان کر گئے تمام لشکر پر ایک رعب چھا گیا ہر شخص خائف و ترسان ہوا حمائل شاہ نے یہ حال
دیکھکر فوراً طبل امان بجوا دیا دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر واپس آئے اخضر جادو رات کو وقت
لاہوت کو گرفتار کرنے گئی خود گرفتار بلا ہو گئی یعنے لاہوت پر عاشق ہو کر اُسکو سجدہ کیا اور حمائل
کے پاس آدمی بھیجکر کہلا بھیجا کہ مین لاہوت پر عاشق ہو گئی ہون تو بھی اگر اُسکی اطاعت کو حمائل لاچار ہو گرا

آیا لاہوت کو سجدہ کیا تمام لشکر حمائل شاہ کا لاہوت پرست ہوا اسی عرصہ مین ملک مرواق آیا لاہوت
کی ملازمت حاصل کی لیکن ایک روایت مین ہے کہ بختیارک یہان بھاگ کر آیا اور حال لقا کا اسنے بیان
کیا سب رونے لگے اور اخضر واسطے کسی کام کے قاف مین گئی چنانچہ لاہوت نے بختیارک کو شفقت
اور ملک مرواق کو وزیر اور سیمان کو سپہ سالار کیا اور کوچ کر کے روانہ ہوا جب برابر سعادت نگار
کے پہونچا نامہ سعادت شاہ و کیامرز و مشتاق و مقاتن کو لکھا کہ تم لوگ حاضر ہو کر مجکو سجدہ کرو جب
کیامرز مضمون نامہ سے مطلع ہوا اُسنے مشتاق سے کہا کہ میرا وہان جانا مناسب نہین ہے کیونکہ
مین اسلام کو ترک نہین کر سکتا اور تاب مقاومت اس کبر کی بھی نہین لا سکتا پس ایلچی کو مار ڈالا
اور مال و اسباب اپنا لیکر یحیی شاہ کے پاس شہامیہ ظلمات مین چلا گیا لاہوت نے سنا اکاہ
سر کھینچی اور کہا کیامرز نے ایلچی کو مارا اور یحیے کے پاس بھاگ کر ظلمات مین چلا گیا اخضر جادو
صورت اژدہے کی بنکر شہامیہ کی طرف گئی ہنوز کیامرز نے حکایت لاہوت یحیے سے سامنے پوری
بیان کی تھی کہ آواز نعرہ مہیب اُسکے کان مین پہونچی کہ ای خیرہ سر تو نے ایلچی خداوند کا مارا اور یہان
آکر پناہ لی ہے غضب لاہوت سے کہان بچیگا غرضکہ وہ اژدہا اندر آیا اور نفس کشی کر کے کیامرز کو نگلنے لگا
اور یہ کہتا ہوا روانہ ہوا کہ جو خداوند سے دشمنی کریگا اُسکا یہی حال ہوگا پس اخضر جادو کیامرز کو پکڑ کے لاہوت
کے پاس لائی بعد ازان لاہوت نے کیامرز کو قید کیا اور نامہ اسکندر اور یحیی و ذکریا کو لکھا کہ آؤ اور
مجکو سجدہ کرو اُن بادشاہون نے آپس مین مشورہ کیا کہ اُسکو فریب دیکر سبائل کی طرف چلے جائین اور
بہت کچھ تحفہ جات لاہوت کیواسطے بھیجے اور کہلا بھیجا کہ ہم بھی آتے ہین جب ایلچی آیا اور پیغام اُن
بادشاہون کا لاہوت سے کہا لاہوت نے سنا اور خندہ کر کے کہا کہ یہ چاہتے ہین کہ مجکو فریب دیکر
سبائل کی طرف بھاگ جائین لیکن عقب تخت لاہوتک کے ایک مکان تھا اُسمین دونون پسران
شیطان کو جگہ دی تھی وہ خبر ہر مقام کی لاہوتک کو دیتے تھے اس سبب سے لاہوتک خبر غیب کی
کہتا تھا القصہ لاہوتک نے سیمان آدم خوار کو چالیس ہزار آدم خوارون کے ہمراہ بھیجا وہ کنارے
دریا کے آیا ادھر سے اسکندر و یحیے نے اپنی فوج لیکر مقابلہ کیا باہم دونون مین جنگ ہوئی بعد جدال
و قتال سیمان نے اسکندر و یحیے کو گرفتار کیا اور لاہوت کے پاس مقید کر کے لایا لاہوت
نے اسکندر کا مع کیامرز پوست کھنچوایا اور بہایت عذاب الیم سے اُنکو قتل کیا القصہ جب لاہوت
مردان ظلمات کا کام تمام کر چکا تو فرنگوشیہ کی جانب متوجہ ہوا اسکا حال آیندہ معلوم ہوگا

داستان روانہ کرنا حمزہ ثانی کا سعد کو طرف ترکستان کے

ساقی ہے بیخودی پلادے	مشتاق کو شکل پھر دکھادے	میخانہ مین ہو گیا تلاطم	ساقی نے شراب کردی ہے سب
ہے ذکر جلال مہر انور	پھرتا ہے یہ جستجو تاکب پیر	رندون کو یہ ماہ عالم افروز	ہے گشت مین تا سحر بصد سوز
ہر چیز مین انقلاب پایا	گردش مین فلک کو روز دیکھا		

راویان خوش تقریر کا بیان ہے اس طرز پر یہ داستان
ہے کہ جب امیر بالتوقیر خانہ کعبہ کو تشریف لیگئے تھے تو سعد کو ترکستان کی طرف روانہ کیا تھا اور چار
کو سمت ایران جانے کا حکم دیا تھا لیکن پسر ارسلان شاہ کہ افراسیاب ثانی اُسکا نام تھا ہر چند
کہ اس امر سے راضی نہ تھا مگر ناچار اُسنے اطاعت اختیار کی اور دو ہزار آدمی اپنے ہمراہ لیکر امیر سے

آیا جب رات ہوئی اور مشعل ماہ فلک اول پر روشن ہوئی قندیلین ستارون کی چمکنے لگین پرتو ماہ
سے تمام صحرا مین گویا فرش چاندنی کا بچھا ہوا تھا ہر طرف عالم نور نظر آتا تھا ہواے خوشگوار چل رہی تھی
گلہاے صحرائی کی خوشبو دماغ جان کو معطر کر رہی تھی ؎ این سبزہ واین صحرا بوے زجنون دارد +
دیوانگی ومستی این وقت شگون دارد + شہزادہ سعد کا شکار کھیلنے کو جی چاہا تمام عالم مشعلون کی روشنی
سے روشن تھا گویا دن ہو رہا تھا شہزادہ معروف صید افگنی ہوا تھے مین ضمیری عیار خبر لایا کہ صلصال
غار افراسیابی سے باہر آیا ہے یاقوت شاہ کو اسنے مارا ہے اور خاقان بن خاقان کو قتل کیا ہے دوسرے
روز افراسیاب کو جلک سے خبر سعد کے آنے کی سنی اُسنے آکر ملا اور اُنکے لشکر کے ہمراہ ہوا سعد
نے دریافت کیا کہ صلصال کا لشکر کسقدر ہوگا افراسیاب نے بیان کیا کہ چار صد ہزار شاہزادہ یہ سنکر
خاموش ہوا لیکن صلصال نے جب خبر پائی کہ سعد آتا ہے تو اسنے اپنے لشکر کی ترتیب کی اور
طبل جنگ بجوادیا رات بھر دونون لشکرون مین درستی سامان جنگ ہوا کی جبکہ یکہ تاز چرخ چارم افسر گروہ
انجم اس ہنگامہ کی خبر سنکے بیتابانہ نکل آیا اور خوف سے کانپتا ہوا آسمان کے کنارے سے جھانکنے لگا
یعنے دوسرے دن وقت صباح لشکر صلصال میدان مین آکر صف کشیدہ ہوا سعد بھی مع لشکر
میدان مین آکر ترتیب صفوف جدال وقتال مین مصروف ہوا کہ اس عرصہ مین صلصال نے صف
سے نکلکر نعرہ کیا کہ ہے کوئی بہادر لشکر اسلام مین جو میرے مقابلہ کو نکلے سعد یہ نعرہ سنکے صف لشکر سے برآمد
ہوکے بعد تگاورزنی دونون مین فنون سپاہگری کی ردوبدل ہونے لگی نیزہ بازی عمود بازی ناوک
افگنی جملہ فنون کے خوب جوہر دکھائے آخر نوبت شمشیر زنی آئی صلصال کے ہاتھ سے سعد زخمی
ہوکر مع افراسیاب ایک سمت کو نکلگئے مگر بھی چالیس ہزار سوار سے صلصال کے ہمراہ تھا صلصال
نے سعد کا تعاقب کیا شہر کو آکر گھیر لیا مگر سعد کو نہ پایا بہت برہم ہوا تمام شہر کو تاراج کیا بعد ازان نامہ لکھکر
خراسان کی جانب روانہ کیا کہ جو شخص سعد کو گرفتار کرکے میرے پاس لائیگا حکومت خراسان کا وہ مالک
ہوگا سعد و افراسیاب مع چالیس ہزار ہمراہیون کے چلے جاتے تھے کہ صلصال کا عیار ارزق زربہنگ
اثناے راہ مین ملا سعد نے کچھ خیال بھی نہ کیا برابر رہروی مین مصروف رہے تھے کہ سعد اپنے ہمراہیان لشکر
کے نیشاپور مین پہونچا اور چندے وہان توقف کرکے دبیر خوش تحریر کو طلب کرکے نامہ لکھوایا اور اپنی مہر
اُسپر ثبت کرکے نورج نیشاپوری کے پاس روانہ کیا مضمون نامہ مین یہ تحریر تھا کہ مین تیرے
پاس آیا ہون اور پریشان ہون مجکو اس مقام پر قیام پذیر ہونے دے جب تک کہ میرا زخم اچھا
ہو اور جب تک کہ مین یہان مقیم رہون میرے واسطے مع کل ہمراہیان کے آذوقہ بھیجا رہ نورج ہنوز
جواب لاو نعم دینے نہ پایا تھا کہ اس اثنا مین صلصال نے بھی نامہ بھیجا کہ یوسف شہر نیشاپور مین
چالیس ہزار سے آتا ہے اگر دروازہ شہر کا کھولدیا اور یوسف بہ آشتی پیش آیا تو فبہا بادشاہی بدستور
نورج کی ہے اور اگر شہر کا دروازہ نہ کھولا اور تمرد اختیار کیا تو یہ سمجھ لینا کہ یوسف بادشاہ ہوگا جب
نورج اس مقدمہ سے بھی آگاہ ہوا تو پہلے اسنے اپنے لڑکے کو سعد کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا
کہ جب تک آپ کوہستان مین رہین مین یوسف کو یہان سے دور کرتا ہون اور نورج نے بسبب
خوف کے بت کو سجدہ کیا یوسف نے صلصال کو نامہ لکھکر ان حالات سے مطلع کیا صلصال

نے پھر یوسف کو نامہ لکھا کہ بجبر شہر مین داخلہ کر اور نورج سے جنگ و جدال کر کے اُسکو قتل کر اور سر اُسکا
میرے پاس روانہ کر جب یوسف کے پاس یہ نامہ پہونچا فوراً اُسنے مع لشکر کوچ کر کے شہر مین داخلہ
کیا اور اُسوقت پہونچا کہ نورج پوشاک پہن رہا تھا یوسف نے پہونچتے ہی سر نورج کا جدا کیا
دو چار آدمی جو وہان سے بھاگ کر آئے اور سعد کو خبر کی سعد بیابان کی راہ سے جو عقب پہاڑ
کے میدان تھا وہان آکر مقیم ہوا وہان ایک جوان تھا کہ نام اُسکا بدر تھا اُسکے مکان مین آکر قیام
پذیر ہوئے دیکھا کہ ایک غل و شور رہا ہی اور ہنگامہ عظیم برپا ہی سب آدمی پریشان خائف و ترسان ہین
اور آپس مین چرچا کر رہے ہین کہ بڑا غضب ہوگیا پھر نیسر رومین تن پیسر سہم زابل و زرائل سے خروج کیا
ہی صدف نوش و اصفیانوش یونانی شکار کھیل رہے تھے اُنکو پکڑ کر دار پر کھینچ دیا اور انواع و اقسام
ظلم و بدعت کر رہا ہی اور پرویز بن ہرمز کو بادشاہ بنا کر تخت کیخسرو پر بٹھایا ہی اور اُنکی جانب سے چارون
طرف آدمی روانہ کیے ہین اور اطراف و جوانب کے حاکمون اور فرمانروایون کو نامے تحریر کیے ہین اِس
خبر وحشت اثر کو جب سعد نے سُنا تو کہا کہ جب میرا یہ حال پہونچا تو ان کافرون نے موقع پاکر خروج کیا
اب صلصال بھی آئیگا اور یہ سب اشرار مجتمع ہوکر فساد عظیم برپا کرینگے آتش جدال و قتال مشتعل
ہوگی پھر جو کچھ پیش آئیگا دیکھا جائیگا ❁ سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب + ہرچہ آید بر سر من یا نصیب +
افراسیاب کوچک نے کہا تجھے میری جگہ پر جانے دیجیے چندروز مین وہان رہکر انتظام کرون اور
فوج و لشکر کی درستی کر کے اُنکے قتل کی فکر عمل مین لاؤن سعد نے کہا کہ میرا اُس شہر مین کوئی دوست
نہین ہی کہ اُسکو جوان بدر کے پاس بھیجون مگر بدر یہ خبر سنکر خود سعد کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض
کیا کہ میرے مکان پر تشریف لیچلیے چندروز وہان قیام فرمائیے تدبیر دفعیہ کفار نابہنجار کیجیے آئندہ جو کچھ
پیش آئیگا ویسی اُسکی تدبیر کیجائیگی ❁ رات دن گردش مین ہین ہفت آسمان + ہو رہیگا کچھ نہ کچھ گھبرائین
کیون + بعد چندروز کے یہ خبر مشتہر ہوئی کہ صلصال آپہونچا اور پرویز بن ہرمز بھی اُسکے پاس گیا
ہی صلصال نے پرویز کا آنا غنیمت جانا اور اُسکو اپنے لشکر کا بادشاہ کیا

اب ذکر کیکاوس کا بیان کیا جاتا ہی +

نقشہ وحشت دکھاتی ہی جو تصویر فراق + پانون مین اپنے پہن لیتا ہون زنجیر فراق + دیکھ ای تاریخ ا
سے کہتے ہین تاثیر فراق + خواب وصلت مین جو دیکھون یادن تعبیر فراق + رسم و راہ شہر فرقت کے ہین
سب کوچے الگ + خضر کو رستہ بتادیتے ہین رہگیر فراق + ترکش سینہ سے ای قاتل نکلتا ہی نہین + ہو گیا
ہی کیا لب معشوق یہ تیر فراق + گنجینہ کشای این خزینہ + سر باز کند ز گنج سینہ + جبکہ کیکاوس ایرج کے
ہاتھ سے بھاگا اور تاب مقاومت نہ لاسکا تو بادشاہ عالم پناہ نے اُسکا ملک شاپور کو عنایت کیا
شاپور کے دل مین تمناے ملازمت امیر تھی اُسنے فولاد پنجہ گیر کو اپنی طرف سے حکومت شہر سپرد
کر کے آپ خدمت امیر نامور مین روانہ ہوا یہان فولاد نے ظلم و بدعت پر کمر باندھی اور مردم آزاری
کرنے لگا عدالت بالکل چھوڑ دی تمام ملک مین بد انتظامی پھیل گئی رعایا وہان کی از بس مضطر و پریشان تھی اِس
اِس بات کو چار برس کا زمانہ گذر گیا کیکاوس کوہستان مین رہا کرتا تھا ایک دن اُسکے دل مین یہ خیال
آیا کہ کوہ ہزارہ پر ایک پیر مرد رہتا ہی اُسکے پاس چل اور اپنا عرض حال اُس سے کر شاید اُس مرد پیر کے

کی برکت انفاس سے تیرا مطلب دلی بر آئیگا غرضکہ کیکاؤس اپنے ذہن مین یہ تصور کر کے کوہ ہزارہ
پر گیا اور اُس مرد پیر کی خدمت مین حاضر ہو کر کل حال اپنا بیان کیا پیر روشن ضمیر نے رمل مین دیکھکر کہا کہ
اگر کوئی آدمی تیرے پاس ہو تو اسے عوج بن بروج کے پاس روانہ کر اُسکی استمداد سے ملک تیرا تیرے
ہاتھ آجائیگا وہ تیرا کام بہت اچھی طرح سر انجام کر دیگا وزیر خواجہ بختیار نے بھی کہا کہ تو عوج بن بروج
بن عوج بن عنق کے پاس جا کیکاؤس وہان گیا دیکھا کہ بہت بڑا شہر آباد ہی ہزارہا مکانات اور عمارتین پختہ
و بلند بنی ہوئی ہین کلمہ تھا مرد و زن بستے ہین اسنے دیکھا کہ باہر شہر کے عوج کھڑا ہی اُسنے جو کیکاؤس کو
دیکھا پوچھا کہ تو کون ہی کہان سے آیا ہی اور کیا مطلب رکھتا ہی کیکاؤس نے کہا کہ مین عوج کے پاس
آیا ہون عوج قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا کہ منم ملک عوج کیا کہتا ہی اسنے عرض کیا کہ میرا نام کیکاؤس ہی
فولاد پنجہ گیر نے میرا ملک چھین لیا ہی اور مجھے نکال دیا امیدوار ہون کہ آپ مدد کر کے میرا ملک مجھکو دلوا دیجئے
آپکا بڑا احسان ہوگا اور مین کمال شکر گذار و فرمانبردار آپکا ہونگا عوج یہ حال سنکر بہت رو دیا اور چوب
جو کاندھے پر لیے ہوئے تھا اُسے رکھکر ایک نعرہ کیا لوگ جمع ہو گئے عوج نے پوچھا کہ تم لوگ اسکو
پہچانتے ہو سب نے کہا ہان ہم جانتے ہین بس عوج اُسکے ہمراہ روانہ ہوا فولاد کو یہ خبر پہونچی وہ مارے
خوف کے قلعہ بند ہوا عوج نے قلعہ کو بضرب ہاے چوب توڑا اور قلعہ کے اندر داخلہ کیا اور فولاد کو گرفتار
کر کے کہا کہ تو نے اسکے باپ کو کیون مارا فولاد نے کہا کہ اُسکو امیر حمزہ صاحبقران نے قتل کیا ہی اور وہ
سائل مین ہین عوج نے فولاد کو کیکاؤس کے حوالہ کیا اور دریافت کیا کہ سائل کی راہ کونسی
آسان ہی کہ جلد اُس راستہ سے پہونچین چنانچہ کیکاؤس اور عوج انتظام فوج و لشکر کا درست
کر کے اور ہم عفر سیاہ کا مجمع کر کے سائل کیجانب چلتے ہین کہ انکا ذکر آگے مذکور ہوگا

چند کلمے اورنگ دلیر بہ قہور اور جنگ ہونا پسر قہقہہ سے مذکور ہوتے ہین

چالاکیان حکایت دلپذیر اس داستان رنگین بیان کو اس طرح تحریر کرتے ہین کہ جب امیر کشورگیر نے ملک
قہور کو جگہ قہقہہ کی بخشی تو اُسکی طرف سے اورنگ وہان مقیم تھا اب پسر قہقہہ کا سن چودہ برس
ہوا اور اُسنے ہاتھ پانون نکالے تھا ایک بیس برس کی عمر اسکی ہوئی غرور جوانی نے یہ خیال اُسکے دماغ
مین متخیل کیا کہ مین خروج کر کے ملک و مال اپنے باپ کا لون ہر چند اُسکی مان نے منع کیا اور اسکو
بہت کچھ فہمایش کی کہ سیامک وادی ایمن سے آلیوے تو ایسا قصد کرنا پسر قہقہہ نے کہ اسکا نام شغشغہ
تھا اپنی مان کے نصایح کو کچھ خیال نہ کیا اور کہا کہ مین ضرور خروج کرونگا اُسکی مان نے پھر منع کیا اور کہا کہ
توقف کر مین کوہ زغام پر جو قلعہ ہی اور ملک حارث وہان رہتا ہی اور بہت بڑا منجم ہی اُسکے پاس جاتی
ہون جب وہان سے واپس آؤن تب تو ارادہ خروج کرنا چنانچہ یہ ملک حارث کے پاس کوہ زغام
پر گئی اور اُس سے کہا کہ اے حارث اولاد قہقہہ مین صرف ایک یہی پسر نور نظر ہی مین ڈرتی ہون کہ اسے
کوئی گزند نہ پہونچے اُسکا ارادہ خروج کرنے کا ہی تم اُسکے طالع دیکھو تاکہ مجھکو اطمینان حارث نے نجوم
و رمل مین دیکھکر کہا کہ یہ پسر نہایت پرزور ہوگا اور بڑے بڑے کارنمایان اس سے ظہور مین آئینگے
بڑا نصیبہ ور اور کمال صاحب شوکت و جرأت ہوگا وہ عورت یہ احکام سنکر بہت خوش ہوئی اور اپنے
مکان پر واپس آئی جب چالیس روز منقضی ہوئے تو شغشغہ روئین تن نام ہوا اور لشکر جمع کرنا اُسنے

شروع کیا محاوش بن سابات کو اپنا وزیر مقرر کیا اُسنے بخوف ملازمت منظور کی مگر رات کے وقت بھاگ کر ہفت گلشن ارم مین چلا گیا شعشعہ نے جب خبر سنی کہ محاوش بھاگ گیا تو یہ بھی اُسکے تعاقب مین گلشن ارم کی طرف روانہ ہوا

اب بدر کا حال بیان کیا جاتا ہی

کہ جب بدر بخوف جان سلمان ہوا تو امیر نے اُسے جزیرۂ فندق مین بھیجدیا وہ اُسی جزیرہ مین بسر کرتا تھا مگر خروج کرنے کی فکر اُسکو ہمیشہ رہا کرتی تھی ایک دن اُسنے اپنے ملازمون سے کہا کہ اگر ایک شہر میرے ہاتھ آجاوے تو کام میرا بنجاوے خدا پرستون سے جاکر مقابلہ کرون اور انکو شکست دون بدر کا وزیر تھا فضل النجم شناس اُسنے عرض کیا کہ تھوڑا تھوڑا لشکر قلعۂ عجم مین بھیجیے اور آپ عورت کی صورت بنکر محافہ مین سوار ہوکر جائیے چنانچہ بدر نے ایسا ہی کیا اور قلعہ مین داخل ہوا کسیکو اُسکے آنے کی خبر نہوئی بعد ازان بدر نے ایک آدمی شہربانو کے پاس بھیجا وہ یہ حال سنکر اُسی وقت روانہ ہوئی لیکن گوہر ملک و یاقوت ملک ملک عجم مین تھین اور قارن بلند کمان حاکم عجم تھا اُسکو خبردار نے خبر پہونچائی کہ شہربانو ملک عجم لینے کو آتی ہی ملکہ گوہر تاک نے قارن سے کہا کہ قلعہ خالی ہوا اُسنے اس امر کو قبول نہ کیا میدان مین آیا شہربانو کے ہاتھ سے زخمی ہوا مگر شہربانو بھی بدر کے ہاتھ سے زخمی ہوئی اُسی شب کو بدر نے شہر سے خروج کیا اور قارن پر آیا قارن ہرچند کہ زخمی تھا مگر اُسنے بدر کا مقابلہ کیا ہنگام جنگ تلوار بدر پر کارگر نہوئی لیکن بدر نے ایک ہاتھ قارن کا قلم کیا قارن نے کہا اے بدر اتنی فرصت دے کہ مین اپنا منہ قبلہ کی طرف کرون یہ کہکر قارن نے کلمہ پڑھا اور کہا اے بدر اب جو تیرا جی چاہے وہ کر بدر نے سر قارن کا جدا کیا یہ حال دیکھکر مارے خوف کے اور لوگ بھاگ کھڑے ہوئے گوہر ملک اور یاقوت ملک نے پوشاک مردانہ پہنکر سیجان کی راہ لی بدر محل کے اندر داخل ہوا خواجہ سراؤن سے استفسار کیا اُنھون نے کہا کہ سیجان کی طرف گئی ہین بدر یہ حال سنکر سوار ہوا اور اُنکے تعاقب مین چلا جب گوہر ملک اور یاقوت ملک چلتے چلتے فرنگوشہ مین پہونچین اور ایک چشمہ آب دیکھا کہا کہ تھوڑی دیر یہان ٹھہرین کہ ناگاہ بدر بھی آن پہونچا پھر سوار ہوکر چلین کہ ایک طرف سے دو ہزار سوار پیدا ہوئے مرجان جو گوہر ملک کا عیار تھا وہ خبر لایا کہ ملوک عجم ہی ملوک جب قریب پہونچا دیکھا کہ یہ گوہر ملک ہی پس اُنکو ہمراہ لیکر روانہ ہوا

داستان ایرج اور نور الدہر کی جو طلسم مین گئے ہین

طلسم کشایان گنجینۂ راز سربستہ و واقفان کنوز اخبار نہفتہ نقد سخن کو محک بیان پر یون کامل العیار کرتے ہین کہ جب دونون لشکرون مین صف آرائی ہوئی نور الدہر اور ایرج نے میدان مین نکلکر مقابلہ کیا ایام فنون جنگ کی رد و بدل ہونے لگی نیزہ و گرز سے کچھ کار برآری نہوئی مرکب کمزور ہوگئے آخر نوبت کشتی کی پہونچی سات روز برابر کشتی ہوتی رہی مارے بھوک کے برا حال ہوا معمول یہ تھا کہ ہر صبح و شام ایک ایک کاسۂ شیر پی لیتے تھے مگر اس مرتبہ دونون نے مارے غصہ کے وہ دودھ بھی نوش نکیا آخر بیہوش ہوکر اور کہنے لگے کہ کل تلوار سے لڑینگے لوگ دونون کو میدان سے اُٹھاکر اپنے اپنے مقام پر لیگئے جب ہوشیار ہوئے پھر آدمی ایرج کے پاس بھیجا کہ دختر اُس جوان لاغر نے سپر سموات کو دے اور دونون

کافرون کو مسلمان کرا یرج نے جواب مین کہلا بھیجا کہ مین نے شرط کی ہی کہ داماد کو مارونگا لیکن ایرج کو سات
روز کی کشتی سے حرارت ہوآئی تھی ملک سموات نے کہا کہ خاک پرست کل غلبہ کرینگے بہتر یہ ہی کہ عیار کو
بھیجکر نور الدہر کو جبرو امنگائیے ایرج نے قبول نہ کیا اور کہا کہ کل دیکھنا کہ مین کس طرح نور الدہر کو زیر کرتا ہون لیکن
ملک سموات نے ایرج سے پوشیدہ اپنے عیار مہتر شہمال کو بھیجا وہان نور الدہر کو سات روز کی کشتی
کے تکان سے صدمہ پونہچا تھا قصر زرنگار مین سورہے تھے کہ شہمال نے نور الدہر کو بیہوش کیا اور پشتارہ
باندھکر چرالیگیا سموات نے اپنے آمیون کے حوالہ کیا کہ وہ نور الدہر کو ایک مکان مین لیگئے اور وہان
نظر بند کیا جب یہ خبر جمشید کو معلوم ہوئی کہ نور الدہر کو بستر خواب سے عیار لیگیا جمشید نے فرمایا کہ اس
راز کو پوشیدہ رکھنا چاہئے کیونکہ لشکر مین جب خبر مشتہر ہوگی تو تمام فوج بیدل ہو جائیگی دوسرے دن پھر
صفین آراستہ ہوئین ایرج میدان مین آیا اور نور الدہر کو طلب کیا جمشید نے اپنے بیٹون سے کہا
آج نور الدہر کسلمند ہی تم ایرج کا مقابلہ کرو چنانچہ جہل حبشی میدان مین آیا ایرج نے اُسکو زخمی کیا اور
چند آدمی مارے گئے طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے قیام گاہ پر واپس گئے ملک سموات نے
ایرج پر زر نثار کیا اور جمشید گریان ہوا اور کہا کہ نور الدہر کا کچھ حال معلوم نہین منجمون کو طلب کیا اور نور الدہر
کا حال دریافت کیا اُنھون نے بقاعدہ نجوم بیان کیا کہ نور الدہر کو ملک سموات ابر پرست نے جبروا
منگایا ہی مراق حبشی کہ یہ بھی جمشید کا بیٹا ہی اُسنے کہا کہ مین جاتا ہون اور ایرج کو بعیاری مارتا ہون چنانچہ
مراق بصورت یساول دربارگاہ سموات پر آیا اور دروازہ کھولنے دیگا نصف شب گذری تھی کہ ایرج باہر نکلے
تھے اور اپنی خوابگاہ پر جاتے تھے کہ مراق نے پشت سے ایرج کو زخمی کیا مگر ایرج نے اُسی حالت زخمداری
مین اُسے بھی مار الیکن دختر ملک سموات ملکہ مشتری شمائل نے جب سُنا کہ نور الدہر کو لاکر میرے قصر کے قریب
مقید کیا ہو اسنے لباس عیاری اپنے جسم پر آراستہ کیا اور جاکر زندان بان کو مار کر نور الدہر کو رہا کیا اور اپنے محل مین
لائی اور عرض کیا کہ مین جمشید کے تیسرے بیٹے پر عاشق ہون جسکا نام شبرنگ حبشی ہی اور بیمار ولاغر رہتا
ہی بعد ازان مےنوشی کا شغل ہوا جب پہر رات باقی رہی تو مشتری شمائل نے کہا کہ اب نکل چلنا چاہیے
اسوجہ سے کہ صبحکو جب ملک سموات کو یہ حال معلوم ہو جائیگا تو اُسوقت سخت مشکل ہوگی چنانچہ
نور الدہر اور مشتری شمائل چودہ عورتون کو لیکر اور دربان کو قتل کر کے نکل گئے جب خبر انکے آنے
کی ملک جمشید کو پہونچی تو اسنے طبل شادمانی بجوایا اور تمام شہر کو آئینہ بندی کا حکم دیا اور
نور الدہر نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ شبیر جمشید کی شادی کرون

داستان بلاشور کا ہاتھ کٹا ہوا درست ہونا

راوی شیرین زبان اس حکایت نادر بیان کو اس طرح زیب رقم کرتا ہی کہ جب امیر حمزہ عالیشان نے لقا
اور نمرود کو گرفتار کر لیا تو جمشید اور بلاشور بھاگا اور فرار ہو کر شہر جابلقا مین پہونچے بلاشور کا ہاتھ
کٹا ہوا تھا ایک روز اُسنے کہا کہ اگر ہاتھ میرا پھر درست ہو جاوے تو انتقام خون خداوندون کا مین
جا کر اہل اسلام سے لون ایک شخص نے کہا کہ یہان ایک حکیم رہتا ہی درہ کوہ مین کہ اُسکو زال خردمند
کہتے ہین اگر وہ چاہے تو ہاتھ تیرا درست کر سکتا ہی چنانچہ بلاشور اُس حکیم کے پاس گیا اور کہا کہ آپ کو جمشید
نے یاد کیا ہی حکیم بزم جمشید مین حاضر ہوا بلاشور نے اُس سے کہا کہ تو میرا ہاتھ درست کر دیگا اُسنے کہا

کہ ایک برس مین تیرا ہاتھ درست کر دونگا بلاشور نے کہا ہزار طومان مین پیشکش کرونگا جمشید نے بھی
حکیم سے کہا کہ اگر تو یہ کام کرے تو مین تجھے اپنا وزیر کرون غرض کہ حکیم زال خردمند نے منظور کیا
اور بلاشور کے دست بریدہ کے علاج مین مصروف ہوا حکیم نے کیا تدبیر کی کہ ایک گنہگار واجب القتل
کا ہاتھ تازہ کاٹا اور بلاشور کو بیہوش کر کے اسکا زخم بھی تازہ کیا اور حمام مین لیجا کر اُس گنہگار کے ہاتھ کو بلاشور
کے ہاتھ مین پیوند کر دیا اور سر کے بال سوزن مین پرو کر ٹانکے لگائے اور بلاشور کو ایک تختہ مین باندھ دیا کہ جنبش
نہو حکیم نے کہا کہ اسی طور پر اسکو آب و طعام دیا جاوے اور اسکے ہاتھ کو جنبش نہو چنانچہ چار روز کے بعد بلاشور
کو ہوش آیا اسکو بالکل بولنے تک کی طاقت نہ تھی شوربا مرغ اُسکو دیا اور روغن دز پلاتا تھا جب چالیس
دن کے زال نے کہا کہ ذرا ہاتھ کو حرکت دے کہ انگلیان حرکت مین آئین بلاشور نے ہاتھ کو حرکت
دی رات کو روغن سفید اور دوائین لین جب چالیس روز گذرے تو بلاشور کا ہاتھ پختہ ہوا زال نے
بلاشور سے منجیہ کیا کہ محکم ہوا اب بلاشور کا ہاتھ خوب استوار ہوگیا اور سب کام کاج کرنے لگا بلاشور
بہت خوش ہوا ایک روز کچھ تاجر دربار جمشید مین آئے اور فریاد و زاری کرنے لگے کہ ہمارا مال و اسباب تجارت
وہ جو قلعہ ہے اور اکوان چہار دست وہان رہتا ہے اُسنے لوٹ لیا زال خردمند نے کہا کہ کوئی عالم مین ایسا
نہین ہے جو اکوان کا مقابلہ کرے بلاشور نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین اُس سے لڑنے کو جاؤن اور
کام اُسکا تمام کرون جمشید نے کہا صد آفرین تیری ہمت اور جرأت پر چنانچہ بہت کچھ بلاشور کو دیا اور نامہ
اکوان کو لکھا کہ خداوند تو عرش اعلے پر تشریف لیگئے ہین مناسب ہے کہ آپ اُنکے خون کا انتقام سلیمان سے لیجیے
نامہ لیکر بلاشور کے ہاتھ روانہ کیا جب بلاشور قلعہ کے دروازہ پر آیا تو حاجب و دربانون نے روکا اُسنے کہا کہ مین جمشید کے
پاس سے آیا ہون غرضکہ بلاشور قلعہ کے اندر داخل ہوا اور نامہ اکوان کو دیا بلاشور نے دیکھا کہ اکوان
کے چار ہاتھ ہین اور ہشتاد ارج کا قد ہے ایک ہاتھ مین قدح شراب اور ایک ہاتھ مین کباب اور ایک ہاتھ
کی مٹھی بند کی ہوئی ایک زانو پر رکھا ہوا ہے بلاشور سامنے آیا اور نامہ گذرانا اُسمین یہ مضمون مرقوم تھا کہ
یہ بھی تحریر تھا کہ خدا پرستون سے میرے دل مین داغ پڑے ہوئے ہین اُنھون نے ہاتھ بھی بلاشور کا
قلم کیا تھا اور لقانے نے فرمایا تھا کہ مین نے تقدیر کی ہے کہ اکوان چہار دست طبل جنگ
خدا پرستون کے نام پر بجوائے اور اُنسے مقابلہ و مجادلہ کرے اکوان چہار دست ہنسا اور کہا کہ مین
مرد نہین ہون اگر بھیجا خدا پرستون کا سر سے نہ نکالون اور ایک کو زندہ چھوڑون جا اور جمشید کو
میرے آنے کی خبر کر غرضکہ بلاشور کو خلعت دیکر رخصت کیا بلاشور خلعت پہنکر بہت خوش و خرم
روانہ ہوا اور جمشید کے پاس آکر سب حال بیان کیا جمشید نے طبل شادمانی بجوایا اور شہر جابلقا کو
آئینہ بند کیا اور کمال آراستگی سے شہر کی رونق پاکیزہ کی اور مکانات شاہی کو فرش فروش و شیشہ آلات
سے آراستہ کرایا اور نہایت شان و شوکت سے اکوان کے استقبال کو گیا اور نہایت عزت و احترام
سے اکوان کو لاکر دار الامارہ شاہی مین بٹھایا اکوان نے جمشید سے ملاقات کی جمشید نے اُسکو اپنا
سپہ سالار بنایا اور لشکر جمع کر کے طرف سائل کے روانہ ہوئے آیندہ دیکھیے کیا ہوتا ہے

دو کلمہ داستان طلسم و حال شاہزادہ زمان ایرج نوجوان مین بیان ہوتے ہین قسمیہ

زبان ز شرع رسید است لطف صحبت نیست	بگفت و گوی نهم گوش آن سماعت نیست	کنم سپاس عبادت مرا طاقت نیست

کسیسے بر بدن ہن گیا کہ رفت نیست
عدو سے وصل کا وعدہ کیا ہی تونے کیا
مرو کہ وقت چنین رفتن از مروت نیست
اب اتفاق سے تو آگیا تو سنتا جا
یہ رعب حسن کی تیر سے ہو غمزہ گر خونی
تو بیوفائی خود گرچہ شہر مسارنی
وہ جانتا ہی سب اُسکے رموز نیک و بد
تغافلے کہ از عمد نگاہ حسرت نیست

مرا بحال چنین دیدن از مروت نیست
یہ حال در خیر نیست کچھ آکی خبر ہی نہین
بھرے ہین دلمین خدا جانے مدعا کیا کیا
لبانہایت ہوسے گفت وگوی ہست مرا
کہ بات دل پہ نہ آئی مری زبان پہ کبھی
ہنوز با تو مرا جرأت شکایت نیست
سوا اُسکے تماشے سے کسکو ہی مقصد

عنایتین وہ تری کیا ہوئین جو مجھ پر تھین
کہونکہ جان بلب آمد مرا دمے بنشین
بڑھا ہوا ہی بہت اشتیاق کہنے کا
کہ تاب خامشیم با وجود حیرت نیست
کبھی اور کسی سے تجھی سے کہنی تھی
ہوئی ہین رشک کی سالک بنا کہتین بحید
تو بار قیبی وسیلے تغافلے دارد

راستگران نغمہ قصہ خوانی و زمزمہ سنجان لطائف خوش بیانی اس داستان لطیفہ کی ترنم سرائی مین یون خوش آہنگ ہوتے ہین کہ جب ایرج کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ نور الدہر رہا ہوا اور دختر سموات کو بھی لیگیا نہایت پریشان ہوا کہ اتنے مین خبر لوٹی کہ اُسکی شادی کا بھی سامان ہو رہا ہی یہ مضمون سُنکے اور بھی برہم ہوا اور چند آدمی ہمراہ لیکر کمین گاہ مین بیٹھا کہ اتنے مین دیکھا کہ برات چلی آتی ہی آگے آگے ہاتھی نشان کا ہی بعدہ ماہی مراتب جلوس سواری برچھی بردار جھنڈی بردار غول کے غول بعد اُسکے باجے انواع واقسام کے بجتے ہوئے شہنا نواز نقارچی نوبت شادیانی بجاتے بڑی دھوم سے برات چلی آتی ہی پیچھے سبکے محافہ عروس کا کہاریان پریوش بالباس پرزر پایہ محافہ کا پکڑے ہوئے خوشی خوشی چلی آتی ہین بس یہ دیکھتا تھا کہ ایرج مع اُن آدمیون کے آگرا اور دو چار محافظون کو قتل کیا اور محافہ لیکے ایک سمت راہی ہوا اس عرصہ مین ملک سموات بھی پہونچا بعد ازان خبر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو ہوئی کہ غضب ہوا ایرج محافہ عروس کا لیکر چلا گیا اور بہت آدمیون کو اُسنے قتل وقمع بھی کیا بس نور الدہر بھی یہ کیفیت سنکر تعاقب مین چلے لیکن ایرج جو محافہ لیکر روانہ ہوا تھا جب دور نکل گیا تو عروس کو ذرقان جنی سپہ سالار ملک سموات کے سپرد کیا کہ تو اسکو ارد وسے معلے مین پونہچا اور خود شب بھر صحرا مین قیام پذیر رہا صبحکو ارادہ کوچ کیا تھا کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی اور دل گردسے شاہزادہ نور الدہر پیدا ہوا اور نعرہ کیا کہ غضب کیا تونے کہ عروس کو لیگیا معلوم یہ ہوتا ہی کہ تو اپنے دین قدیم پر ہی یا کہ لامذہب اور بیدین ہی کیونکہ پرائی زوجہ کا قبضہ مین لانا کسی ملت ومذہب مین جائز نہین ہی پس بہتر اسی مین ہی کہ عروس کو میرے سپرد کردے ورنہ بڑا فساد ہوگا اور انجام اچھا نہوگا یہ سننا تھا کہ ایرج کو نہایت غصہ آگیا اور بغیظ وغضب کہا کہ تو مجھے مرتد وبیدین بناتا ہی تو بڑا دیندار ہی کہ میری معشوقہ کے ساتھ شادی کرنے چلا ہی مین ہرگز عروس کو نہ دونگا دیکھون تو کس طرح تو لیجاتا ہی نور الدہر نے غصہ مین آکر نیزہ مارا ایرج نے نیزہ کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین چنگاریان آگ کی نیزہ کے پھلون سے اُڑنے لگین جب ایرج بند باندھتا ہی کہ نیزہ اسکا ہوائی کرے نور الدہر اُسے کھول دیتا ہی جب نور الدہر کوئی بند باندھتا ہی ایرج اُسے نہایت صفائی سے کھول دیتا ہی یہان تک کہ تا دیر نیزہ بازی رہی ہین سو سا ٹھ طعن نیزہ کی رد وبدل ہوئی مگر کوئی کسی پر غالب نہین ہوتا سنانین بنا تین نیزہ کی بیکار ہوگئین چھڑ پڑ جھڑ پڑنے لگی جب ڈانڈین بھی بیکار ہوگئین تب گرز اُٹھا کر ایک نے دوسرے پر حملہ کیا تراق گرز کا بلند ہوا یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا کرین مرکبون کی شکست ہوگئین سوار غرق زمین ہوگئے گرز سے بھی مطلب برآری نہوئی آخر تلوارین کھینچ لین دو بجلیان تھین کہ کوندنے لگین دونون ابر کے جھکیت مین

قیامت کی چوٹین چل رہی ہین شمشیر صاعقہ بار کی چمک سے چشم تماشائیان خیرہ ہوئی جاتی ہے جو تلوار پڑتی ہی کسیقدر ضرور سپر کو کاٹتی ہی غرضکہ تا شام تلوار چلی چشم خورشید کو بھی ان بہادرون کی تیغ کی چمک سے چکاچوند ہونے لگی مارے خوف کے تماشاخانہ مغرب کی سمت چلا اور سپہر شب نے اپنی سیہ بختی کا دامن فراخ کیا ہر سمت اندھیرا چھا گیا اتنے مین یہ خبر آئی کہ فرقان حبشی دختر سمووات پر عاشق ہوا اور اسکو لیکر ملک راجہ زنار بند نارپرست کی طرف روانہ ہو گیا نور الدہر نے جب اس خبر کو سنا ایرج کو چھوڑکر اُسکے عقب مین چلے جمشید نے بھی لشکر کو ہمراہ لیکر کوچ کیا اور ایرج بھی یہ حال سنکے تعاقب مین روانہ ہوے اور انکے ہمراہ سمووات بھی ایک لاکھ جن ہمراہ لیکر چلا اب انکو تو تعاقب مین جانے دیجیے جب تک

دو کلمہ داستان بدر کے ملاحظہ فرمائیے

ہون تیرہ روز کیا ہو ضیا گستر آفتاب
ان گردشون پہ تو نے بنایا گہر آفتاب
اک داغ لیگیا ہی فلک سینے سے ستار
کب سینۂ سپہر کو ہی دو جگر آفتاب
کرتا نہین ہے تیری نمایش پسند دہر
اُس رخ کے ہو سکے نہ کبھی ہمسر آفتاب
گردش نصیب ہوتے ہین اہل ہنر تمام
ہی سادہ روئی تیری تراز نور آفتاب
اُس بت کے سحر مین کوئی کھاتا نہین فراغ
بت کی جگہ بنائے اگر آذر آفتاب
ذکر کر جو کام کرتے ہین لیے رہے ہین کام مین
بھیگا ہوا نہ پاسکے اگر بستر آفتاب
کیا ذکر آفتاب ہی ایدل کر اُسکی مدح
آنکی نظر مین ذرہ سے ہی کمتر آفتاب
تشکیل انکی دیکھکر عرق انفعال سے
کسطرح بنگیا ہی شہ خاور آفتاب
دیکھے نگاہ مہر جو اُسکے حسود پر
ایوان سے اُنکے لطف کا ہی منظر آفتاب
کافی ہی اُنکے دست سخاوت نشان کو
ایوان مشورت مین ہی سر دفتر آفتاب
پڑھتا ہون ایک مطلع روشن حضور مین
کب چار مین فلک پہ بناتا گہر آفتاب
روشن خرد بنا ہے جہان مین ترے سوا

جاتا ہی میرے سایہ سے بھی بچکر آفتاب
کیا کیا ہی دیکھنے کی شب ہجر مین ہوس
لایا کہان سے ورنہ یہ بد گوہر آفتاب
یارب نگاہ دیکھکے ہوتی ہی خیرہ کیون
گردش مین کس طرح نہ رہے دن بھر آفتاب
گرداب حادثات محیط جہان کو دیکھ
کیا جانئین تجھ مین کون سے ہین جو گہر آفتاب
نور انہین تلاش مین تو ورنہ ایک سا
چمکیگا میرے سامنے کیا تیغ آفتاب
آہ شرر فشان مری جاتی ہی متصل
لرزان ہی مثل صبح تن لاغر آفتاب
ہر خاکسار مہبط انوار حق ہی یہان
قربان جسکے نام کو ہو سنکر آفتاب
مالک ہین کارخانۂ مطبخ کے وہ جہان
ہو جائے کیون نہ سر سے قدم تک آفتاب
مطبخ کو رشک سے یہ ہوئی اُنکی ذات سے
دے چشم روزگار مین اک نشتر آفتاب
انکی عطا نے بخشی ہی رونق جہان کو
آجائے بنکے خود بھی جو کان زر آفتاب
ہی عالم اُسکی بزم مین سرگرمی نشاط
تائید جسکی آپ کرے سنکر آفتاب
یون حال پر ملازمون کے ہی نگاہ مہر
ڈھونڈھے چراغ نور اگر لیکر آفتاب

اس خاکدان سے تجھکو ہی بہتر کہ چرخ کو
گویا کہ ہی جمال رخ دلبر آفتاب
انسان کو صبر ہو تو اٹھائے ہزار داغ
کیسے ظہور حسن کا ہی مظہر آفتاب
اس زلف کی نہ رشک سے ہوگی برابری
ہر روز ایک سا ہی تجھے جگر آفتاب
جب حسن ہو تو حاجت مشاطگی نہین
ہی خط استوار وخط محور آفتاب
گر چشم حق نگر ہو تو اُسکو بھی تو دیکھے
لے راہ لامکان کی نہ گھبرا کر آفتاب
مانین گے ہم نہ جوشش طوفان اشک کو
دیکھو ضمیر ذرہ مین ہی مضمر آفتاب
بابو جو ہین سراگ نراین فلک شکوہ
مردم شناس مثل جہان پرور آفتاب
کیا ملگئی حضور سے اُسکو بھی آئی سند
جس طرح زینت فلک اخضر آفتاب
اللہ نے دیا ہی وہ خلق وعطا وحلم
سیمین لباس ماہ ہی زرین سر آفتاب
ظاہر ہی اُنکی راے سے ہر نکتۂ خفی
بنتا ہی اُنکے ہاتھ مین یان ساغر آفتاب
پاتا جو کچھ جگہ بھی ترے در پر آفتاب
گویا کہ جلوہ ریز ہی ذرون پر آفتاب
یہ اور ترے عارض تابان سے ہمسری

کبھی وہ قدم نہ حد سے رکھے باہر آفتاب
ٹھہرین ہین یہ ستارہ نہین آسمان پر
اب کیا عروس دہر کو ہو زیور آفتاب
کیا مدح ہو سکیگی اثر دہ دعا کرو
جب تک ہی زینت فلک اخضر آفتاب

ہی ایک ماہتاب کو فیض آفتاب سے
رکھتا ہی بندگی کا یہی محضر آفتاب
اُس فرد پر ہو نور خرد کی صفت رقم
آمین جس دعا کو کہے سنکر آفتاب
نکلے نہ کام چرخ سے تیرے حسود کا

تبا ہی تیرے جلوہ سے ہر اختر آفتاب
رونق ہر ایک علم کو دی ہی حضور نے
تار شعاع سے جو کرے مسطر آفتاب
جب تک ہی ایک داغ قمر کو لگا ہوا
احباب کے نہ حکم سے ہو باہر آفتاب

منشیان عطارد تحریر مور خان جادو تقریر اس داستان سحر بیان کو خامہ عنبرین شمامہ سے یون مسطور کرتے ہین کہ جب بدر سرحد عجم مین پہونچا تو چندروز وہان قیام کیا ایک دن قصد آگے چلنے کا کیا تھا کہ یردہ بیابان سے ایک گرد تیرہ و تار اُٹھی سر گرد باسمان رسیدہ و پاے غبار بر زمین دوزیدہ ہوا اسنے مارا گرد کو اور گردنے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے کوہیار بن ماہیار پچاس ہزار سوار سے بکمال شان و شوکت نمایان ہوا بدر استقبال کے لیے بڑھا بڑی گرمجوشی سے دونون ملاقی ہوئے اور فرط اخلاص سے بغلگیر ہو کر حرف و حکایت زبان پر لائے غرضکہ بکمال ذوق شوق سے ملاقات ہوئی خیمہ برپا ہو گئے بارگاہین آراستہ ہوئین کوہیار مع اپنے لشکر اور افسران فوج کے خیمون مین مقیم ہوئے بدر نے کوہیار کی دعوت کی سامان ضیافت ترتیب دیا گیا اکل و شرب کا چرچا ہوا بعد ازان صحبت عیش و طرب گرم ہوئی جام بادۂ ناب گردش مین آیا دف دائرہ الغوزہ چنگ و رباب بجنے لگا عین گرمی صحبت مین دونون گہر بزم لقا کو یاد کر کے بہت روئے گوہر اشک صدف چشم سے نکالکر تار مژگان مین پروئے بعد ازان یہ مذکور زبان پر لائے کہ پہلے ملک باختر پر قبضہ کرلین بعد اُسکے ماتم خداوند کا برپا کرین تاکہ ہر ایک عقیدت کیش مطیع ہو کر شریک بزم عزای خداوند ہو اظہار رنج و الم با دل دردمند ہو باہم یہ صلاح کر کے بدر نے کہا کہ وہ گیسو بریدہ شوخدیدہ یعنی ملکہ گوہر ملک کہین فرار ہو گئی ہی اُسے لے آوین کوہیار نے کہا بہتر یہ ہی کہ پہلے اس قلعہ کو لے لو پھر آگے چلنا کہ اتنے مین ان دونون کی خبر شہر بانو کو ہوئی اُسنے بھی آکر دونون سے ملاقات کی غرضکہ باہم مشورہ کر کے شہر بانو کو سمت عجم روانہ کیا اور آپ ملک سنجان کیجانب گرم خیز ہوئے جسوقت شہر بانو ملک عجم مین آئی اُسنے یہ اظہار کیا کہ مجکو کسی مذہب و ملت سے سروکار نہین ہی اس پر تو پرچلی اور درستی شہر مین مصروف ہوئی اب حال بدر کا سنئیے کہ بدر جسوقت چارباغ لنگ حریان دیوکش مین پہونچا باغ کو دیکھکر نہایت افسوس کیا بدیع الزمان نے یہان بہت بڑی عمارت بنوائی تھی اور باغ کو نہایت آراستہ و پیراستہ کیا تھا گنجاب نے اس باغ کو برباد کر دیا تھا بدر بربادی باغ کو دیکھکر از بس متاسف ہوا کہ حیف ہی ایسا تر و تازہ باغ صرصر حوادث سے اس طرح ویرانہ ہو جاوے یہ تاسف کرتا ہوا جانب سنجان روانہ ہوا ہرکارون نے خبر کامل خان بن گنجاب کو پہونچائی کہ بدر مع فوج و لشکر آپہونچا ہی یہ سنکر کامل خان اور ترک جوشن پوش و علقمہ اصطرلابی و مرجان دریا باری وغیرہ یہ سب سردار نہایت پریشان ہوئے شہر مین حفاظت کا انتظام کیا اور اذوقہ بکثرت جمع کر لیا اور شہر سے لشکر کو لیکر باہر آئے خیمہ برپا کیا کہ اس عرصہ مین تتق گرد جانب صحرا سے بلند ہوا اور آواز نقارون کی آنے لگی جب قریب آکر دامن گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ بدر مع کوہیار پچاس ہزار سوار کی جمعیت سے نمایان ہوئے اور سامنے آکر میدان مین خیمہ و خرگاہ برپا کیے مگر طبل جنگ نہین بجوایا دوسرے روز جبکہ شہسوار مہر صحراے اخضر فلک پر نمودار ہوا بدر نے نامہ کامل خان بن گنجاب کو لکھا کہ بہتر یہی ہی

ہو کہ تم ہمیشہ قدرت کے بیٹے ہو دین سے اپنے برگشتہ ہوکر عزت اپنی بہت رونق گنوا چکے اب لازم کہ ہمارا
اہل اسلام کا ترک کرو اور اطاعت ابدولت کی اختیار کرو ورنہ خون کے دریا بہا دونگا یہ نامہ کوہیار لیکر طرف
کامل خان کے روانہ ہوا ہنوز کامل خان کے لشکر تک نہ پہونچا تھا کہ قضا کار و اتفاقات روزگار سے جانب
صحرا سے تتق گرد بلند ہوا جب گرد قریب آکر شق ہوئی تو ہزار سوار سفید پوش نمودار ہوئے جو ڑبیان سرکار دین
کی واسطے خبر کے روانہ ہوئے تھے انہون نے آکر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ یموت بن سارنج جسکو ملک
قاسم خاور سیاہ نے زیر کیا تھا وہ آتا ہی اکا شراقیہ سے پاس شاہزادہ بدیع الزمان کے جاتا ہی کہ
اتنے مین یموت بن سارنج لشکر قریب آپونچا دیکھا کہ ایک پہلوان مسلح و مکمل مع چند سواران ہمراہی
کے کہ وہ بھی سب سلاح و سنجوگ سے دریائے آہن مین غرق تھے طرف ملک سبحان کے جاتا ہی اسنے پوچھا تو کون ہی اور کہان کا
عزم رکھتا ہی کوہیار نے بیان کیا کہ مین ایلچی ہون بدر بن زلازل یک چشمی کا پاس کامل خان کے
جاتا ہون یہ سنتا تھا کہ یموت کو نہایت غصہ آیا اور کہا او حرامزادے بدر کیا مسخرا ہی کہ جسکا تو ایلچی بنا ہی
دور ہو سامنے سے اور پلٹ جا یہ سنکر اسنے تلوار ماری یموت نے قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا کلائی مروڑ کر
تلوار چھین لی اور ایک طمانچہ مارا کہ کوہیار کی آنکھون مین دنیا اندھیری ہوگئی یموت نے اسے اسیر
کرلیا وہ چند لوگ جو ہمراہ آئے تھے روتے پیٹتے ہوئے سامنے بدر کے ہوئے اور تمام احوال بیان
کیا بدر نہایت غصہ مین آیا اور کہا کہ خیر کل اس سے سمجھونگا طبل جنگ بجا اسیوقت نقارہ رزمی پر
چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر کامل خان بن کنجاب کو ہوئی یموت کو استقبال کرکے
لیگیا بعد اسکے خود کوس حربی بجوادیا تمام رات نقارہ گڑگڑائے گئے جوان تیاری جنگ مین مصروف
رہے کہ یکایک پردہ شب سے گریبان سحر چاک ہوا جھونکی نسیم بہار کی چلی طیور درختون پر چہچہے زن
کفار بعد بت پرستی میدان جنگ مین آئے صف آرائی کی ادھر اہل اسلام نمازون سے فارغ ہوکر
عازم میدان کارزار ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نقابت کرکے نکل گئے تھے کہ بدر
بن زلازل مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا بعد سلح شوری مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے بھائی
یموت کا خوت بن سارنج نکلا اور مقابل ہوا ادھر یموت نے کوہیار کو دار پر کھینچا وہان تلوار
چلی اور خوت زخمی ہوا ترک جوشن پوش نکلا بدر نے نیزہ مارا ترک نے نیزہ اسکا چند طعن ہوئے
کیا بدر نے غصہ مین آکر تلوار ماری گھوڑے نے ترک کے سکندری کھائی تیغہ سر پر بیٹھا تا دوابرو
اتر آیا واشانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکل گئی مگر چادر خون کی جو باہر آئی تو غش طاری ہوا ترک
گھوڑے سے گرا بدر نے اسے اسیر کرکے اپنے لشکر مین بھیجدیا یہ حال دیکھکر زرین جنگ میدان
مین آیا بڑی دیر تک لڑا کیا آخر ہاتھ سے بدر کے زخمی ہوا اور کہا کل پھر مین بدر سے لڑونگا شام
ہو چکی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے باقی داستان فردا

اب چند کلمہ داستان شاہزادگان ایرج و نورالدہر کے بیان ہوتے ہین

کہ جب ذرقان حبشی شہر ریوند مین آیا تو سنا کہ ملک ریوند واسطے شکار کے گیا ہوا ہی پاس اسکے پہونچی
اسنے کہا تو کون ہی اسنے حال اپنا بیان کیا اور بہت عاجزی کی اسنے کہا کہ اگر تو امیر مرادبخش کو
سجدہ کرے تو مین تجھے پناہ دیتا ہون بلکہ تیری طرف سے خود لڑونگا اور یہ نہایت زبردست سردار ہی

ذرقان نے کہا بچشم و دل قبول ہی اور سجدہ کیا رلوندشاہ نے اُسے سپہ سالار کیا اور شہر مین آیا ذرقان کی نہایت عزت کے ڈنگل اسکو سب سے بالا دست دیا صبحکو خبر آئی کہ اَیرج و نور الدہر عقب مین ذرقان جنی کے آئے ہین رلوند نے کہا کچھ پروا نہین ہی اور مع لشکر شہر سے باہر آیا بارگاہ استادہ کرائی کہ اتنے مین صحرا سے گرد اُڑی اور ایرج و نور الدہر پہونچی رلوند نے انکو آتے دیکھکر طبل جنگ بجوا دیا تمام رات نقارے سر پٹا کیے آخر صبح کو شاہ خاور واسطے فریاد رسی کے برامد ہوا رلوند صفین آراستہ کر کے خود میدان مین آیا برچھے کے ہاتھ نکالے جب پسینے مین غرق ہوا نیزہ زمین پر گاڑ کر مبارز طلب کیا ایرج نے مرکب بڑھایا نور الدہر نے بھی گھوڑا اُٹھایا یہ کہتا ہی میرا شکار ہی وہ کہتا ہی میرا صید ہی دونون غصہ مین بڑھتے چلے جاتے ہین نہ اپنی جرأت کا خیال ہی کہ ایک سے دو کو لڑنا نہ چاہیے کچھ ہوش نہین ہی عشق مین دختر سمواتے کے مبہوت ہین نور الدہر کہتا ہی کہ دختر کو مجھے دے ایک کا نعرہ ہی کہ خبردار مجکو دینا ورنہ مار ہی ڈالونگا رلوند نے پکارا کہ مین تم دونون کو شکار کرونگا کہ اتنے مین نور الدہر نے قریب ہوکر سر پر رلوند کے تلوار ماری تلوار نے خود کو کاٹا عرقچین زرہ ٹوپ وغیرہ سے اُترتی ہوئی چلی تھی کہ کمر پر وار ایرج کا ہوا رلوند کے چار ٹکڑے ہوئے ذرقان نے جو یہ حال دیکھا دختر کو لیکر طرف طلسم اصفت کے روانہ ہوا ایرج و نور الدہر بسبب سردار کے مارے جانے کے تمام فوج ٹوٹ پڑی تھی انھون نے بہت لوگون کو مارا آخر کار فوج بھاگی ایرج و نور الدہر نے ہر چند شہر مین تلاش کیا ذرقان کا پتا نہ لگا بعد تفحص بسیار معلوم ہوا کہ بھاگ کر طرف طلسم آصفت کے گیا ہی ایرج نے نور الدہر سے کہا کہ چلو امیر کی صندلی بھی اسی طلسم مین ہی یہ دونون بھی مشورہ کر کے طرف طلسم کے روانہ ہوئے جمشید و سمواتے نے ہر چند منع کیا مگر ایک نے نہ مانا مجبور ہوکر تو درہ کوہ مین اُترے اور طرف طلسم آصفت کے روانہ ہوئے

اب دو کلمہ داستان جنگ بدر کے لشکر اسلام سے بیان ہوتے ہین

کہ جب بدر طبل بجوا کر دوسرے دن میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا تو تیموت بن سیارنج مقابل ہوا نیزہ بازی ہوئی تیموت نے نیزہ اسکا ہوائی کیا لیکن تلوار سے یہ بھی زخمی ہوکر پھر گیا کامل خان اپنے مرکب کو جمکا کر مقابل ہوا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی کامل خان نے نیزہ ہوائی کیا تلوار چلی آخر یہ بھی زخمی ہوئے شام ہو گئی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ پر آئے کامل خان مع زخمی سردارون کے رات کو قلعہ بند ہوا اور مہتر سنجانی عیار کو پاس شاہزادہ بدیع الزمان کے روانہ کیا اور عرض کرا بھیجا کہ بدر نے آکر نہایت پریشان کیا ہی سب سردار زخمی ہین آخر کو قلعہ بند ہوئے عیار پیغام لیکر روانہ ہوا یہان علاج زخمیون کا ہونے لگا کہ اتنے مین دیکھا کامل خان نے از پردہ بیابان گردی برخاست مگر تیرہ تیرہ علامت کفر و ضلالت جب گرد شق ہوئی تو دو سو علم فیلان مست پر دکھائی دیے جو نشانہ دو لاکھ سوار کا تھا ہرکارون نے آکر خبر دی کہ شعبہ قلم کوہی نے سپہر یاقوت شاہ زنبور شاہ کو بادشاہ کیا اور خداے ستون سے لڑنے جاتا ہی یہ سنکر کامل خان اور بھی پریشان ہوا لیکن دوسری راہ سے طرف ملک حرمان کے چلا کیونکہ اسطرف قحط تھا عیار زنبور شاہ کا مکذب ہین کذاب ہی اسنے آکر بدر کو خبر دی کہ نبیرہ خداوند جاتا ہی آکر خدمت مین زمین ادب کو بوسہ دو

بدر یہ خبر سنکر لشکر کو چھوڑ کر پاس زیور شاہ کے روانہ ہوا کامل خان کو جب یہ معلوم ہوا کہ بدر لشکر
مین نہین ہی شہر سے نکلکر لشکر پر اسکے شبخون مارا اور خزانہ بدر کا لوٹ لیا ترک جوشن پوش کو رہا کیا
اور پھر قلعہ مین چلا آیا وہان لشکر مین غدر ہو گیا رات بھر کفار آپس مین لڑا کئے آگ ہنگامہ محشر انگیز برپا رہا
باپ کو بیٹے بھائی کو بھائی نے قتل کیا جب صبح ہوئی کچھ لوگ روتے پیٹتے پاس بدر کے پہونچے اور تمام
حال بیان کیا کہ لشکر آدھا رہگیا کامل خان نے شبخون مارا خزانہ لوٹ لیگیا ترک جوشن پوش کو رہا
کیا یہ سنکر بدر نہایت غصہ مین آیا اور زیور شاہ سے اجازت لیکر پھرا اور یہ قصد کر لیا کہ کل اس شہر کو
ضرور لے لونگا اور لشکر مین آتے ہی طبل جنگ بجوا دیا قلعہ پر بھی طبل بجا سامان جنگ درست ہونے لگا
کامل خان نے قلعہ کو آراستہ کیا

اب یہان سے دو کلمہ داستان شاہزادہ بدیع الزمان کے بیان ہوتے ہین

کہ جس وقت عیار سنجانی فرستادہ کامل خان در بند جالندریہ پر پاس شاہزادہ بدیع الزمان کے پہنچا
بعد دعا و ثنا بجا لانے کے سبب کیفیت بیان کی کہ یون بدر آیا اور سردارون کو زخمی کیا آخر سب
قلعہ بند ہوئے قریب ہے کہ قلعہ فتح ہو جاوے اور سنجان مین عملداری کفار پھر ہو جاوے یہ سنکر شاہزادہ
بدیع الزمان نے سامان کوچ کر کے آگے عیار کو روانہ کیا عیار طرف سنجان کے گیا لیکن بدیع الزمان
کوچ بکوچ قریب ملک عجم کے پہونچے قیام پذیر ہوئے لیکن کوئی واسطے استقبال کے نہ آیا شب کو
کچھ لوگ آئے اور بیان کیا کہ بدر نے عجم لے لیا اور شہر بانو بھی عجم مین ہے بدیع الزمان عجم مین داخل
ہوئے یہ خبر شہر بانو کو ہوئی کہ اسنے لشکر کشی کر کے نقارہ رزمی بجوا دیا تمام رات تیاری جنگ مین تھے
ہوئی صبحکو دونون لشکر میدان مین آئے اودھر سے شہر بانو نکلی مبارز طلب کیا جب ادھر سردارون نے
عورت کے مقابلہ کو نکلنے مین عار سمجھا تو شہر بانو لشکر سمیت آ کر گرمی جنگ مغلوبہ ہوئی تلوار چلنے لگی آخر کار
شہر بانو شکست کھا کر بھاگی اور شہر سے نکلکر درہ کوہ مین قیام پذیر ہوئی بدیع الزمان نے آگے چلنے کا
ارادہ کیا مردمان شہر اس سے بہت ڈرے ہوئے تھے شاہزادے کو روکا بدیع الزمان نے فضل بن کیا مور
خون آشام کو وہین چھوڑا چالیس ہزار سوار اطاعت مین دئے اور آپ سرحد عجم مین آئے داخل مجلس ا
ہوئے گوہر ملک کو دیکھا گوہر ملک بدیع الزمان کو دیکھکر رونے لگی بدیع الزمان نے گلے سے
لگایا اور ایک شب وہان رہے صبح کو کوچ کر کے چار باغ مین آئے اسکو ویران دیکھکر نہایت افسوس
کیا جوان مرد قصاب کو دو ہزار آدمی سے چار باغ مین چھوڑا اور آپ آگے روانہ ہوئے لیکن بدر
بن زلازل نے طبل بجوا ہی دیا تھا اور صبحکو قلعہ پر یورش کیا کامل خان خود فصیل بند دروازے پر
دوربین لگا کر بیٹھا دیکھا کہ کفار بلا کی طرح چلے آتے ہین جس وقت زد پر آ گئے گولندازون کو اشارہ کیا توپین
چلنے لگین جگر زمین کا ہول سے شق ہونے لگا جتنے زد پر آ گئے تھے ایک ہی بار ڈھیر مین سب اڑ گئے باقی
کفار بھاگ کر پلٹے بدر کو نہایت غصہ آیا اور بیٹھکر مرکب پر تنہا طرف قلعہ کے متوجہ ہوا گرز ہاتھ مین استوار کیا گھوڑ
کو اڑا کر طرف قلعہ کے چلا یا تو اہل قلعہ خوش تھے کہ بغیر کفار کا تو مرا اب جو دیکھا کہ بدر آتا ہے نہایت پریشان
ہوئے لیکن جس وقت بدر زد پر آیا گولے مارنا شروع کئے لیکن بدر خالی دیتا ہوا چلا آتا ہے جب خندق پر
پہونچا گھوڑے کو ایڑ کی مرکب جست کر کے خندق کو پھاند کر برابر دروازہ قلعہ کے آیا دیکھا اہل قلعہ نے

کہ بدر زیر دیوار قلعہ کھڑا ہی دست بدعا ہوئے کہ ای کریم و کارساز ای مالک بے نیاز بجا نا اس حرمزادے
سے اُدھر بدر نے گزار کہ دروازہ قلعہ کا توڑ کر اندر جانے کا قصد کیا تھا کہ اہل اسلام کے سر سے
دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا اور پردہ بیابان سے تق گرد بلند ہوا جس وقت گردش ہوئی تھا شہزادہ
بدیع الزمان کئی لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا بدر یہ حال دیکھکر افسوس کنان طبل باز گشت بجوا کر
پھر گیا تمام شہر مین اور قلعہ پر طبل شادیانی بجا زخمی سردارون واسطے استقبال کے قلعہ سے باہر آئے اپنے مالک کے قدم

لیکن اب حال فصل خان بن گیا ہوں کا بیان ہوتا ہی کہ جسے بدیع الزمان حفاظت عجم کے لیے چھوڑ آئے ہین اب وہ حال سُنیے

فصل خان عجم مین تھا کہ ایک روز ہرکارون نے شرربانو کو خبر دی کہ بدیع الزمان طرف سیستان کے روانہ ہوا فصل بن گیا ہوں کو عجم مین چھوڑ گیا ہی یہ سنکر شب کو مع فوج چلے اور آکر لشکر کیا ہوا شبخون مارا قتل کرنا شروع کیا غلغلہ برپا ہوا فصل شور سنکر خیمہ سے نکل آیا سنا کہ شرربانو شبخون لائی ہی یہ سنکر جلدی سے مرکب پر بیٹھکر تلوار کھینچی اور بھیس مین شرربانو کے چلا راہ مین مقابلہ ہوا تلوار چلی مرکب فصل کا مارا گیا فصل پیدل ہوا شرربانو نے دوسری تلوار ماری کہ سر فصل کا بھی زخمی ہوا لوگ فصل کو سامنے سے لیگئے اور لشکر نے فصل کے شکست کھائی فصل نے عیار کو اپنے ملوک عجم کے پاس بھیجا کہ اگر تم کہو تو مین چلا آؤن اُسنے قبول نہ کیا فصل مجبور و ناچار مع لشکر بھاگ کر چار باغ مین پاس جوان مرد قصاب کے آیا دوسرے روز شرربانو نے لشکر جوانمرد پر بھی شبخون مارا جوانمرد نے مقابلہ کیا زخمی ہوا آخر شرربانو فصل و جوانمرد دونون کو گرفتار کر لیگئی نیکر جسوقت یہ خبر بن بہیم گوہر ملک کو پہونچین نہایت غصہ آیا اور پروردگار پر تکیہ کر کے لباس مردانہ پہنا اور ہتھیار لگائے نقاب چہرہ پر ڈالی نیزہ ہاتھ مین لیا گھوڑے پر سوار ہو کر چلی ہر چند ملوک عجم نے منع کیا مگر نہ مانا اور لشکر شرربانو پر شبخون کر کی قتل کرنا شروع کیا خبر شرربانو کو پہونچی کہ ایک نقابدار لشکر کو قتل کر رہا ہی یہ سنکر شرربانو مرکب پر سوار ہو کر طرف نقابدار کے گئی اور آواز دی کہ او نقابدار بدکردار کیون میرے لشکر کو قتل کر رہا ہی نقابدار نے کچھ جواب نہ دیا جسوقت شرربانو قریب نقابدار پہونچی نیزہ مارا گوہر ملک نے نیزہ اسکا ہوائی کیا شرربانو نے تلوار ماری پس تلوار تو پشت شمشیر پر روک کر خود وار کیا شرربانو نے سپر بلند کی مگر تلوار جو گیرتی ہے سپر کے دو ٹکڑے کیئے خود کو کاٹا تا دو ابرو اُتر آئی اسنے سر پیچھے کو کھینچا تلوار سر مرکب پر پڑی کہ گردن مرکب کی قلم ہو گئی شرربانو اور مرکب دونون غلطان پیچان زمین پر آئے لوگ اسے لیکر بھاگے گوہر ملک نے فصل اور جوانمرد قصاب کو بھی رہا کیا نقارہ ظفر بجا شرربانو شکست کھا کر بھاگی یہ خبر بدیع الزمان کو پہونچی کہ گوہر ملک نے یون نقابدار بنکے شرربانو کو شکست دی اور اپنے سردارون کو رہا کیا نہایت خوش ہوئے وہان بدر کہ بدیع الزمان کے آنے سے طبل باز گشت بجوا کر قلعہ پر سے پلٹ آیا تھا جب رات ہوئی آکر بارگاہ مین بیٹھا جام مے ناب گردش مین آیا صحبت رقص و غنا گرم ہوئی جب خوب نشہ ہوا بدر نے حکم کیا کہ طبل جنگ بجے ہرکارون نے خبر شاہزادہ بدیع الزمان کو دی فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی دیتا ہمدہ بانی بجے طبل جنگ اسوقت نقارہ حربی

ہر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبحکو دونون لشکر میدان
مین آگئے بعد آراستگی صفوف جدال وقتال بدر مرکب کو جھپٹا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا
اس طرف سے شاہزادہ بدیع الزمان مقابل ہوا بہ نگاہ در کو بچا گیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی
ہوئی چند طعن مین شاہزادہ نے نیزہ بدر کا ہوائی کیا اسنے غصہ مین آکر تلوار ماری بدیع الزمان
نے چاہا تھا کہ بند دست پر ہاتھ ڈالدون کیونکہ تلوار مارنا بدر کو بیکار ہی کہ بسبب خفتان مرصع
کے تیغ اسپر اثر نہین کرتی لیکن قضاے کار اتفاقات روزگار ٹھوکر سے نے سکندری کھائی
تلوار بدر کی سر پر پڑی بدیع الزمان نے فوراً استادانہ مارا تھا کہ تلوار جھنجھا کر سر سے نکلی شاہزادہ
بدیع الزمان نے اسی حالت مین ایک ہاتھ کمر مین بدر کے ڈال دیا بدر نے دوسری تلوار ماری بدیع الزمان
نے سپر پھینک کر کلائی پکڑ لی جس سے شانہ بھی زخمی ہوا مگر بدر کر ہاتھ تلوار چھین لی اور زین سے
اٹھا لیا سر پر چرخ دے رہے تھے کہ فوج کفار دوڑ پڑی نیچا کمر بند بدر کا ٹوٹا اور یہ زمین پر گرا
لوگ اسکے آگئے تیغ اسے بچا لیگئے بدر گریزان ہوا اہل اسلام داخل قلعہ ہوئے علاج وغیرہ
بدیع الزمان کا ہونے لگا کہ دوسرے روز بدر نے آکر پھر قلعہ کو گھیر لیا انہین اسی حالتمین چھوڑتے

اب چند کلمہ داستان طلسم آصف بن برخیا کے اور جانا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان اور ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین

کہ جب ایرج و نور الدہر درہ طلسم مین در آئے ایک صحرا ملا اس صحرا مین جاتے جاتے قریب کوہ
بھرتے ہوے پہنچے ہونگے کہ ایک میدان سبز و خرم نظر آیا اور اس میدان مین ایک قلعہ دکھائی دیا
کہ ہزار برج اسکے تھے اور ہر برج مین غول بیٹھے تھے کہ آنکھین جنکی مانند مشعل کے روشن تھین اور
ہر برج مین ایک ایک طاق تھا اور ہر طاق مین زنگ آویزان تھے اور ایک کرسی رکھی تھی اسپر
ایک بندر اندھا گردن بندھا ہوا بیٹھا تھا اور دروازے پر ایک زاغ سیاہ کوہ پیکر بیٹھا ہوا تھا اور ایک
طلسم کے میدان مین پانچ سو درخت چنار سر بفلک کشیدہ نظر آتے تھے اور ہر درخت کے نیچے کماندار
تیر کمان جوڑے ہوئے لیس بیٹھے تھے یہ رنگ دیکھ ایرج و نور الدہر آگے بڑھے کہ کماندارون نے
کمانین کھینچین اور وہ زاغ اڑ کر بلند ہوا اور اس بندر نے عمود ہر زنگ پر مارا کہ صدا اسے ہولناک
پیدا ہوئی اور قلعہ چرخ کھانے لگا اور غولون نے تالیان بجائین جس سے اور شور وغل پڑ گیا کہ یکا یک
ایک اژدہا قلعہ سے باہر آیا دو نقارہ اسکی پشت پر رکھے ہوئے تھے اور ایک دیو اسپر سوار تھا
اس دیو نے نقارون پر چوبین مارین کہ دوسرا اژدہا قلعہ سے باہر آیا ایرج و نور الدہر بیہوش ہو کر اسکے
شکم مین چلے گئے بعد چند عرصہ کے جب ہوش آیا تو اپنے کو ایک باغ سبز و خرم مین پایا کہ گلہائے
بوقلمون کھلے ہوئے ہین جانوران خوش الحان زمزمہ سرائی مین مصروف ہین صدہا آدمی کام مین مشغول
ہین کوئی کیاریان درست کر رہا ہے کوئی قلمین لگا رہا ہے کوئی پانی سینچ رہا ہے میوہ گونا گون پھلا ہوا ہے ایرج
و نور الدہر کے جی مین آیا کہ کچھ میوہ کھانا چاہیے اور ہاتھ شاخ درخت کی طرف دوڑایا وہ شاخ بلند ہو گئی
دوسری شاخ پکڑنا چاہی وہ بھی اونچی ہو گئی اسیطرح جس شاخ کے پکڑنے کا قصد کیا وہ اونچی ہو گئی مجبور
ہو کر بیٹھ رہے تو انہین تین روز کا عرصہ گذر گیا جب تیسرے روز بھوک کے اسے بہت مضطر و پریشان

ہوئے درخت پر چڑھنے کا قصد کیا کہ ایک آواز پیدا ہوئی کہ خبردار درخت پر نہ چڑھنا ورنہ پچھتاوگے اور
یہان کھانا بغیر مزدوری کے ممکن نہوگا یہ کیسکی نہ سنتے تھے درخت پر چڑھنے لگے جس درخت سے لپٹے
وہ نظرون سے نہان ہوگیا جب اُس سے علیحدہ ہوئے پھر نظر آنے لگا اسی اثنا مین ایک دیو پیدا ہوا
کہ تین شاخین اُسکے سر پر تھین اور دو میل فولادی اُسکے ہاتھون مین تھے وہ ایرج و نورالدہر کو دیئے
اور کہا کہ دن بھر روڑے کوٹ کر سرخی بناؤ شام کو کھانا نصیب ہوگا ورنہ مارے بھوک کے مرجاؤگے
ناچار یہ بھی اپنے کام مین مصروف ہوئے جب شام ہوئی تو وہی دیو دو روٹیان لیکر آیا ایک ایک
دونون کو دیکر چلا گیا وہ شاہزادے کہ جو ہمیشہ غذا ے لطیف کھایا کیے تھے ایک ایک روٹی تیسرے دن
نصیب ہوئی شکر پروردگار بجالا کر کھالی چشمہ سے پانی پیا سو رہے جب صبح ہوئی پھر کام مین مصروف ہوئے
شام کو حسب معمول دیو آکر روٹی دیگیا اسیطرح ہفتہ کا زمانہ گذرا کہ ایک روز ایرج کام مین مصروف تھا
کہ نورالدہر نے کہا کہ کیون ایرج اسوقت تو تم اسیر کی جگہ اُنکی صندلی پر بیٹھے ہوتے ہو واہ کیا شان
و شوکت تمھاری ہی ایرج نے کہا مین تو نہین مگر شاید تم بیٹھے ہو جو مجھپر طعن کر رہے ہو نورالدہر نے
جواب دیا کہ بیٹھے تو نہین ہین مگر بیٹھین گے ایرج نے کہا کیا مجال نورالدہر نے میل فولادی خبردار
کہکر ایرج پر مارا ایرج نے میل کو میل پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ آسمان کو نکل گیا جگر زمین
ہول سے شق ہوگیا تتق گرد بلند ہوا ایرج نے بھی جواب مین ایسی ضرب ماری کہ وہی حالت نورالدہر
کی بھی ہوئی جو ایرج کی ہوئی تھی یہانتک باہم گئی ضربین چلنے کی نوبت آئی تمام قلعہ گونج گیا غولون نے
یہ رنگ دیکھکر تالیان بجائین کہ زمین مین زلزلہ پیدا ہوا اور زاغ سیاہ مغز خوردہ آیا اور ان دونون کو
زمین باغ پر گرا کر چلا گیا ؂

اب یہان سے چند کلمہ داستان آمد نقابدار سبزپوش کے فتح کرنا طلسم آصف کو اور لینا صندلی صاحبقران کا اور رہا کرنا ایرج و نورالدہر کو بیان ہوتے ہین

کہ جب وہ زاغ ایرج و نورالدہر کو زمین پر گرا کر چلا تو سامنے سے ایک نقابدار سبزپوش نظر آیا کہ لوح
گلے مین اُسکے پڑی ہوئی تھی اُسکی یہ شکل دیکھکر بیتاب ہوا اور چاہا کہ بھاگ کر نکلجاؤن کہ نقابدار نے بزور
تمام تیر مارا زاغ بچکر چلا تھا کہ تیر سینہ پر بیٹھا زاغ قلابازیان کھاتا ہوا زمین پر گرا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آندھی
چلی خاک اُڑی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من زاغ جادو بود یکایک ایک دیو پیدا ہوا کہ دو تین تن و
آہنی بدن تھا گرز ہاتھ مین استوار کیے ہوئے قریب نقابدار کے آیا اور اس زور سے چیخا کہ تمام قلعہ تھرا
گیا اور گرز سر نقابدار پر مارا نقابدار نے گرز کو سپر پر روکا اور ہاتھ کلائی پر ڈالدیا لیکن ضرب سے دیو
کی ایک تہلکہ پڑگیا تھا اور تمام عمارت باغ کی گر پڑی تھی کہ نقابدار نے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر
کمربند دیو کا پکڑ کر جو زور کیا سر سے بلند کر لیا اور چرخ دیکر جو زمین پر مارا تو استخوان پارہ پارہ ہوگئے اس
اثنا مین غبار تاریک بلند ہوا اور آواز غولون کی آئی دیکھا نقابدار نے کہ صدہزار غول تالیان بجاتے
ہوئے چلے آتے ہین لیکن آتے آتے نظرون سے غائب ہوگئے بعد اُسکے صدہزار درختو پر دو دو بیٹھے
نظر آئے کہ کبھی باہم لڑتے ہین اور قلابازیان کھاتے ہین قلقاریان مارتے ہین کہ ناگاہ نقابدار نے
گلے مین جو لوح پڑی ہوئی تھی اُس لوح کو درمیان غولون اور بندرون کے پھینک دیا اور نقاب

کہ ہمراہ تھا بجوادیا پس بمجرد لوح پھینکنے کے غول ایک طرف سے اور بندر ایک طرف سے دوڑے اور باہم لڑنے لگے کہ دریا سے خون جاری ہو گیا یہانتک کہ ایک غول اور ایک بندر باقی رہگیا سب مرگئے وہ بھی باہم لڑا کیے یہان تک کہ بندر نے غول کو مارا اور لوح لینے چلا تھا کہ نقابدار نے تیر مارا وہ تیر بندر کی پیشانی پر پڑا نقابدار نے لوح اُٹھالی کہ یکایک شور و غل برپا ہوا ہوائے تند چلی ابر ہفت رنگ پیدا ہوا صدا رعد کی گرجنے کی آئی ابر سے برق باری ہونے لگی ہزارہا بجلیان کوندکر ہر طرف گرتی تھین اور ایک جانب سے ایک اژدر قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا نمودار ہوا اور نقابدار پر حملہ آور ہوا نقابدار نے ایسی لکد ماری کہ اژدہے کا نخش زمین ہوگیا یکایک ابر شق ہوا اور اُسمین سے ایک ساحرہ نمودار ہوئی کہ ہاتھ مین اُسکے ایک گلدستہ سحر تھا وہ اُسنے نقابدار پر کھینچ مارا جسکا ہر پھول ایک برق جوالہ ہو کر طرف نقابدار کے چلا نقابدار نے عکس لوح کا ڈالا پھول کمھلا کر گر پڑے اُس نے جب یہ دیکھا کہ اتنا بڑا سحر میرا خالی گیا جسکے تیار کرنے مین ایک عمر صرف کی تھی گھبرا گئی اور بھاگنے کا قصد کیا کہ نقابدار نے تیر بھر کمان مین پیوستہ کیا اور اُس ساحرہ پر مارا تیر کلیجہ پر اُسکے پڑا تڑپ کر زمین پر آئی اور ایک دو تیر زمین پر مارے کہ ایک زنگی پیدا ہوا کہا ارے حرامزادے مجھے نکال پیچل مین نے تمکو کسدن کے لیے پالا تھا یہ سننا تھا کہ وہ زنگی کہ ایک ہاتھ مین اُسکے بوتل شراب کی تھی اور ایک مین جام تھا دونون کو نقابدار کیطرف لڑا کر پھینکدیا وہ دونون چور ہوگئے اور ٹکڑے اُنکے جو جسم نقابدار پر پڑے تو آبلے پڑگئے چکر آگیا اور زنگی اُس ساحرہ کو لیکر بھاگا کہ عیار نقابدار کے ساتھ تھا اُسنے آواز دی کہ ای شہریار ہوش مین آئیے حریف نکلا جاتا ہے نقابدار نے جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ ساحرہ جسے تو نے تیر مارا تھا زمین پر نہ گرنے پائے کہ چور نگ ہوائی گر اگر شاید اتفاق سے تا زمین پہونچ جائے اور زنگی پیدا ہو تو لوح آگے اُسکے پھینک دے جب وہ لوح اُٹھانے چلے تو تیر سے کام اُسکا تمام کر اور خون زنگی کا علاج آبلہ جسیم کا ہے یہ دیکھکر نقابدار نے آواز دی کہ ارے لوح لیتا جا یہ کہکر لوح پھینکی زنگی خوشی خوشی دوڑا جیسے ہی قریب لوح کے آیا نقابدار نے تیر مارا کہ گلے پر زنگی کے بیٹھا اور فوارہ خون کا گردن سے جاری ہوا پس نقابدار قریب پہونچا اور خون اُسکا آبلو نپر ملا فوراً صحت ہوگئی وہ زنگی اور ساحرہ دونون تڑپ تڑپ کر دم توڑ رہے تھے کہ نقابدار نے ایک ایک ہاتھ تلوار کا چھوڑ کر انکی مشکلین آسان کین فوراً آندھی چلی خاک اُڑی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آوازین مہیب پیدا ہوئین کہ ہم کشتی مرا نام میمونہ جادو بود و حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ وہ عمارت ہے نہ وہ درخت ہین نہ باغ ہے ایک میدان وسیع ہے کہ اتنے مین آسمان کی جانب سے چند ہزار دیو و پری تخت نقابدار کا لیے ہوئے زمین پر آئے نقابدار تخت پر جلوہ افروز ہوئے طبل سلیمانی کہ جسکی آواز دوازدہ فرسنگ تک جاتی تھی کا اور علم اژدہا پیکر سر پر نقابدار کے کھولا ایرج و نور الدہر دونون زخمی کھڑے دور سے تماشا دیکھ رہے تھے اور حیران تھے کہ اتنے مین نقابدار نے کہا ای جوانو تم کون ہو اور کیون متحیر ہو سنا ہے مین نے کہ تمنے امیر کی جانشینی کے لیے بڑی محنت و مشقت کی ہے اگر تم اولاد ابراہیم نہوتے تو مین تمکو بہت ذلیل کرتا ایرج و نور الدہر از بسکہ اُسکی بہادری دیکھ چکے تھے کچھ جواب ندیا بعد اُسکے نقابدار نے کہا کہ

میری اطاعت تمکو قبول کرنا لازم ہی کہ مین نے تمکو اس بلا سے چھڑایا کہ تم قید تھے اور اساسہ صاحبقرانی بھی
اسوقت میرے قبضہ مین ہی دونون نے جواب دیا کہ جو ہمین زیر کرے ہم اُسکی اطاعت کرتے ہین ورنہ
اطاعت کی لعنتا بدار نے کہا خیر بہتر ہی سبائیل مین سمجھا جائیگا القصہ ذرقان جنی سے سوال اسلام
کیا اُسنے انکار کیا نقابدار نے ذرقان کو قتل کیا جمشید دسمواۃ دونون مسلمان ہوئے دختر
سمواۃ کو پسر جمشید کو دیا نور الدہر دارج کا معالجہ کیا بعد اُسکے دونون کو طرف سبائل کے یہ
کہکر روانہ کیا کہ ہم ملک مصفائے ارزق پوش کو سر کرکے ہم بھی بعد تمہارے آتے ہین اور دیو پری
اپنے ہمراہ لیکر طرف آسمان کے روانہ ہوا

چند کلمہ داستان شاہزادہ بدیع الزمان اور ملک قاسم عالیشان کے بیان ہوتے ہین

کہ جب بدیع الزمان زخمی ہوکر شہر مین آئے تھے مرجان کو طرف سبائل کے روانہ کیا تھا جب وہ سبائل
مین پہونچا تو تمام حال بیان کیا قاسم اپنے فرزندون سمیت واسطے مدد بدیع الزمان کے روانہ ہوئے لیکن
یہان بدر نے طبل جنگ بجوادیا بدیع الزمان درد زخم سے بیہوش تھے اہل قلعہ نے سامان اپنا درست کیا
جب زمانہ شب کا برطرف ہوا اور پردہ شب سے روئے سحر ظاہر ہوا جھونکے نسیم بہار کے چلے طائر باغون مین
چہچہہ زن ہوئے مسجدون مین آواز اللہ اکبر بلند ہوئی مندرون مین سنکھ پھکا آفتاب عالمتاب برامد ہوا کہ یکایک
بدر بن زلازل یک چشمی مع فوج یلغر کرکے طرف قلعہ کے چلا ادھر گولندازون نے سیدہ باندھی جب دیکھا
کہ زد پر آگئے ہین توپین مارنا شروع کین اتنے گولے مارے اتنے گولے مارے کہ صفین بچھادین لیکن بعد تھوڑی
دیر کے دیکھا کہ بدر برلب خندق کھڑا ہوا ہی اور لاف زنی کر رہا ہی ایک پتھر قلعہ پر سے پھینکا کہ جو چالیس من کا
تھا وہ پتھر قریب سر بدر کے پہونچا بدر نے سر اپنا تو بچایا لیکن پشت سے پر گرتا ہوا گھوڑے کے پیچھے پر
پڑا کہ بدر گھوڑے سمیت خندق مین گرا اب لوگ بھی اُسکے آگئے تھے بدر کو نکال لیگئے اور دس ہزار
آدمی بدر کے کام آئے بدر تو بیمار ہوگیا دوسرے روز بدر اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ خبر آئی لشکر شاہزادہ
خاور سیاہ کی پہونچی بدر نے سعید قلم کوہی کو بلاکر کہا کہ قاسم آنے نہ پائے اُسنے آکر راہ روکی قاسم
نے غصہ مین طبل بجوادیا سعید نے بھی طبل بجوایا تمام رات نقارے سر بہ فلک رہے صبحکو دونون لشکر میدان
مین آئے سعید بھی میدان مین آیا مبارز طلب ہوا اُدھر سے قاسم نکلے نگاورِ جلی گھوڑا سعید قلم کوہی
کا لیس پا ہوا اُسنے نیزہ مارا قاسم نے نیزہ ہوائی کیا گرز مارا گرز بھی چھین کر پھینک دیا سعید قلم کوہی نے
تلوار ماری قاسم نے پشت شمشیر پر روک کر جو وار کیا تلوار سپر کو کاٹتی ہوئی خود کو رد کرتی ہوئی تا دوابرو
اُتر گئی سعید نے سپر پیچ کھینچا تلوار سر سے نکلی مگر غش آگیا لوگ اُسے لیگئے قاسم مع لشکر مقابل مین بدر کے
لشکر آرا ہوا انھین تو یہین چھوڑئیے

اب چند کلمہ داستان لاہوتک غول کے بیان ہوتے ہین

کہ جب لاہوتک جزیرہ لبالب مین پہونچا آخر شن زحل پیشانی خدمت مین لاہوتک کے حاضر ہوا اور عرض
کیا کہ اس جزیرہ مین ایک درخت نہایت عجیب ہی کہ اُس گل پر ہزارون جانور اپنے پرون کا سایہ کیے
رہتے ہین اگر اُسکا حال معلوم ہو جائے تو مین جانون کہ آپ خداوند ہین اور سجدہ بھی کرون لاہوتک نے
کہا کہ بے اسکے تو سجدہ نکریگا اُسنے کہا نہ کہا یہ راز خداوندی ہی کسی وقت مین جب مصلحت ہوگی ظاہر ہوگا

آخر اسنے نہ مانا لاہوتاک نے آدم خواردن سے کہا کہ اسے کھالو سب لوٹ پڑے اور حصہ بانٹ کر لیا اب
لاہوتاک پاس اُس درخت کے آیا دیکھا کہ واقع مین ہزار ہا جانور سایہ پرون کا کیے ہوئے ہین لاہوتاک
نے تلوار سے درخت کو قلم کیا جڑ کھدوائی تو ایک انگوٹھی نکلی کہ وہ خاتم سلیمان تھی اُسے اسنے ہاتھ مین پہنا
دیکھا کہ سب جانور سر پر لاہوتاک کے سایہ کیے ہوئے ہین بہت خوشی ہوا کہ یہ سامان تو بڑے خداوندون کو بھی نہ نصیب ہوا ہوگا
اتنے مین چار دیو سامنے آئے سلام کیا اور کہا کہ ہم اسکے فرمانبردار ہین جسکے پاس یہ انگوٹھی
ہو لاہوتاک نے کہا جو کہین وہ کروگے کہا ضرور اسنے کہا بہتر وقت پر سمجھا جائیگا لیکن وہ دونون شیطان
بچے جو اسکے ساتھ تھے اور خبر نیک و بد کی دیتے تھے انھون نے لاہوتاک سے کہا کہ ہم اب رخصت ہوتے
ہین لاہوتاک نے کہا کیون کہا یہ انگوٹھی جب تک تمھارے پاس ہے ہم رہ نہین سکتے لاہوتاک نے اچھا ہین
بعد چند سے کے اسے جدا کر ڈالونگا غرضکہ وہ دونون روانہ ہوئے اور لاہوتاک کشتی پر سوار ہو کر طرف فرنگوشیہ
کے روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے دیو تندک آیا خدمت مین شاہ اسلام کے حاضر ہوا اور خبر خروج شعشہ بن قمقمہ
کے بیان کی اور کہا کہ اورنگ قلعہ بلور سے بھاگ کر آیا ہے قرلشیہ سلطان سے لڑائی ہوئی ازبسکہ شعشہ
دو تین تن بھی ہے قرلشیہ نے شکست کھائی قلعہ بند ہے ملکہ آسمان پری نے فرمایا ہے کہ قمہور دیو پرور کو
واسطے مدد کے روانہ کر دین انھین لیے جاتا ہون شاہ اسلام نے اجازت دی تندک قمہور دیو پرور کو لیکر روانہ ہوا

اب کچھ حال شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان اور ایرج نوجوان کا سنیے

کہ جب یہ دونون طلسم سے چھوٹ کر اپنے لشکرون مین آئے تو بدیع الزمان اور قاسم عالیشان
کو پایا حال پوچھا قارن نے تمام کیفیت بیان کی نورالدہر کرب کے پاس آئے اور کہا کہ آپ والد
بزرگوار کی مدد کو نہ گئے کہ قاسم روانہ ہوئے یہ اچھا نہوا کرب نے کچھ جواب نہ دیا نورالدہر بھی خاموش ہو رہے
کہ ایک روز شاہ اسلام نے فرمایا کہ اے کرب غازی امیر نے فرمایا تھا کہ تم تین روز سے زیادہ سیال
مین نہ رہنا دو برس گذر گئے ہین کہ مین خواب پریشان دیکھتا ہون دوسرے روز کرب و حارث و سعد
ہفت در ہند کی طرف روانہ ہوئے

اب چند کلمہ لاہوتاک غول کے بیان ہوتے ہین

کہ جب اسنے انگشتری سلیمانی پائی تو تین ہزار آدمی کا لشکر لیکر طرف شہر فرنگوشیہ کے روانہ ہوا لیکن
حال فرنگوشیہ کا یہ تھا کہ مالک بن ملکوت شاہ اور خواجہ فرخ بازرگان باہم بیٹھے ہوئے شراب خواری
کر رہے تھے کہ یکایک صحرا کی طرف ہزار ہا چراغ روشن دیکھے شعلہ بن دیو چہر کو واسطے خبر کے روانہ
کیا جب شعلہ کنارے دریا کے پہونچا دیکھا کہ اک لشکر عظیم اترا ہوا ہے شکل اپنی تبدیل کر کے داخل
لشکر ہوا سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ دیکھا کچھ لوگ باہم بیٹھے ہوئے مصروف شراب خواری مین اور کہہ رہے
ہین کہ مسلمانون نے جس بیدردی سے خداوند کو مارا دیکھنا کہ لاہوتاک خداوندزادہ کیسا انکو
مزا چکھاتا ہے ایسی شئے اُسکے ہاتھ لگی ہے کہ تمام دیو و پری فرمانبردار ہین یہ خبر سنکر شعلہ عیار خدمت مین مالک
بن ملکوت شاہ کے آیا اور سب حال لاہوتاک کا بیان کیا مالک بن ملکوت شاہ یہ خبر سنکر
نہایت پریشان ہوا کہ دوسرے روز خبر آمد لاہوتاک کی ہوئی مالک نے قلعہ کو آراستہ کیا آپ
فیل بند دروازے پر بیٹھا ہوا تھا کہ دیکھا جانب صحرا سے تتق گرد عظیم بلند ہوا دیکھا کہ آگے آگے

تین سو ہاتھی جنپر تین سو علم نشانہ تین لاکھ سوار کا اور ہر علم کے پھریرے پر تعریف لاہوتک لقا کی مرقوم تھی بعد
اسکے جلوس سواری کا گذرا پھر دیکھا کہ تخت لاہوتک کا چار ہاتھیون پر کسا ہوا ہی اور مالک مرواق اور
حمائل شاہ دست راست پر اور لشکر آدم خوارون کا دست چپ کیجانب اس شان و شوکت سے یہ
غول بچہ آکر سامنے قلعہ کے اُترا بارگاہین استادہ ہوئین یہ رنگ دیکھکر فرخ نے مالک بن ملکوت شاہ
سے کہا کہ کسیکو واسطے خبر کے شاہزادہ ایرج نوجوان کی خدمت مین روانہ کیجیے یہ سنکر مالک نے شعلہ کو
نامہ دیکر روانہ کیا لیکن لاہوتک نے دوسرے دن شہر مین آنے کا قصد کیا اہل قلعہ مانع ہوئے اسنے
طبل جنگ بجوایا خبر مالک بن ملکوت شاہ کو ہوئی قلعہ پر بھی کوس حربی بجا تمام رات تیاری جنگ مین
بسر ہوئی صبحکو لاہوتک نے آدمخوارونکا لشکر واسطے قلعہ گیری کے روانہ کیا وہ یلغار کرکے روبرو ہوئے مع
جمعیت کثیر سیڑھے اُسنے سے تھے جب اہل قلعہ نے دیکھا بہت گھبرائے لیکن خدا کو یاد کیا اور جب آدمخوار دیر
آئے گولے مارنا شروع کیے یہانتک گولے مارے کہ تھرا کر دیا دو ہزار آدمخوار مارے گئے اور قلعہ تک
رسائی نہوئی لیکن یہ رنگ دیکھکر لاہوتک نے غصہ مین آکر دیوون سے کہا کہ اس قلعہ کو توڑ ڈالو دیو حکم
پاتے ہی چلے اہل قلعہ خوش خوش لڑائی سر کیے ہوئے بیٹھے تھے کہ ایکمرتبہ دیوار قلعہ کی اڑ اڑا کر گری
بہت سے اہل اسلام دبکر مر گئے کچھ لوگ بھاگے یکایک دوسری دیوار گری سب قلعہ سے نکل نکلکر بھاگے
کہ یہ کیا بلا ہے عظیم ناگہانی ہی کہ ایسا مستحکم قلعہ یون گرا پڑتا ہی آن واحد مین دیوون نے تمام قلعہ کو برباد کیا
لاہوتی تیغ لشکر داخل قلعہ ہوا اور قتل عام ہونے لگا مالک بن ملکوت شاہ اور فرخ بازرگان
مصلحت جانکر مطلع ہوئے لاہوتک [illegible] کیا بہت سے بہادران اہل اسلام زخمی ہوئے
بہت سے مارے گئے القصہ لاہوتک کا قبضہ ہو گیا بعد اسکے لاہوتک نے ایک نامہ پاس
قارن قمر مین اور ایک نامہ مہران گنجوری کے پاس روانہ کیا جب نامہ دار پہونچا قارن نے زائچہ
کیا اور علم نجوم سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جنگ مین لاہوتک سے سر بر نہوگا لیکن مہران
نے نامہ کو چاک کر ڈالا اور نامہ بر کا منھ کالا کرکے شہر سے نکالدیا وہ باحال پریشان خدمت لاہوتک
مین حاضر ہوا لاہوتک اُسکا یہ حال دیکھکر نہایت برہم ہوا اور اُسیوقت طبل قہاری کا حکم دیا کہ
مین کل ان بندگان بے ادب کو سزاے معقول دونگا غرضکہ نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز
نقارہ کی بلند ہوئی ہرکارون نے خبر مہران گنجوری کو دی کہ قصد ہی لاہوتک کا کہ کل حملہ کرے کہا
کچھ پرواہ نہین خداے ما بزرگ است اور تیاری مین قلعہ کے مصروف ہوا کوس حربی نوازش مین آیا
تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبحکو دونون لشکر میدان مین آئے لشکر لاہوتک سے سہمان
آدمخوار نکلا اور مبارز طلب کیا مہران گنجوری مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا سہمان تگادرزن ہوا
مرکب سے ہٹے سہمان نے کہا اے مہران خداوند کو تونے سجدہ نہ کیا دیکھ تجھے کیسی سزاے معقول
دیتا ہون یہ کہکر نیزہ کو مارا مہران نے نیزہ کو نیزہ پر روکا طعنین چلنے لگین بعد کچھ دیر کے مہران نے
نیزہ سہمان کے ہاتھ سے بہ برکت اسلام ہوائی کیا سہمان نے خشمناک ہوکر گرز مارا مہران نے
گرز کو گرز پر روکا تراقے کی صدا بلند ہوئی شرارے آگ کے نکل گئے لیکن گرز عمود پر سے اُچٹکر شانے
پر مہران کے گرکر شانہ اُکھڑ گیا وہان سے ران پر آیا کولا بھی ٹوٹا مہران بیہوش ہو گیا لوگ اسکے

دوڑ پڑے اور مہران کو نکال لیگئے اور بھاگ کر قلعہ بند ہوئے خندق مین آگ روشن کرادی پل بختہ اُٹھ گیا توپونکے
منہ سیدھے کرکے گولے مارنا شروع کر دیے سہمان مع چالیس ہزار آدمخوارون کے چلا تھا کہ لاہوتنک نے
منع کیا اور کہا کہ مفت بندگان خاص میرے ضائع ہوتے ہین اور دیوونکو حکم کیا کہ قلعہ کو ویران کرو اُسیوقت
دیوون نے قلعہ کو برباد کرنا شروع کیا کچھ لوگ مہران کو لیکر نکلگئے باقی سب از ترس جان لاہوتنک پرست ہوگئے
قلعہ سالایہ ویران و برباد ہوا القصہ وہان سے رخ قلعہ تمر کیا قارن قمر مین نے علم نجوم سے دریافت کیا تھا کہ مین
لاہوتنک سے سر بر نہونگا کچھ تحایف لیکر شہر سے باہر آیا اور اطاعت لاہوتنک کی اختیار کی اس قلعہ پر
بھی لاہوتنک کا قبضہ ہوا چندروز لاہوتنک نے جشن کیا بعد اُسکے ایک روز کہا کہ ای بندگان خاص
میرے دیکھا تمنے مین کیسا خداوند ہون کہ طائر میرے سر پر ہر وقت سایہ فگن رہتے ہین اور دیو پری اُسکے
فرمانبردار ہین اب چلو طرف نہ طاق اسکندریہ کے وہان دیکھو کیا رنگ ہی اور ہرکارون کو واسطے خبر
کے روانہ کرکے خود بھی طرف نہ طاق اسکندریہ کے روانہ ہوا وہان اسکندر شاہ جو مالک شہر تھا آگے
خبر خروج لاہوتنک کی سنی اور برباد ہونا قلعونکا بھی سنا سمجھا کہ وہ ضرور اسطرف بھی ضرور آئیگا تمام
قلعہ کو آراستہ کر رکھا ایک روز فصیل بند دروازے پر بیٹھا ہوا سیر صحرای سبزہ زار کی کر رہا تھا شب کا
وقت تھا چاندنی کھلی ہوئی تھی کہ ایک مرتبہ ایک جانب سے صدا گڑگڑاہٹ کی پیدا ہوئی اور ابر غلیظ نمودار
ہوا اور کچھ روشنی سی بھی اُس ابر مین تھی جب وہ ابر قریب آکر شق ہوا تو معلوم ہوا کہ کوئی لشکر عظیم آتا ہی اور
گرج نقارون کی ہی اور روشنی ہتھیارونکی ہی ابر و برق نہین ہی اتنے مین ہرکارون نے آکر بعد دعا و ثنا
بجالانے کے عرض کیا کہ لاہوتنک پانچ لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت سے آیا ہی اُسکا یہ قصد مصمم ہوا ہی کہ نہ
طاق اسکندریہ کو کفرستان لاہوتی قرار دیے یا برباد کرے اور کئی قلعے تاخت و تاراج کیے آتا ہی غرضکہ
وہان بارگاہ لاہوتی باہر شہر کے استادہ ہوئی لشکر اسکا اُترپڑا تمام رات یون ہی صحرا مین بسر کی جب شاہ
خاور افق مشرق سے نکلکر عرصہ افلاک پر نمایان ہوا اسیوقت لاہوتنک نے نامہ اس مضمون کا اسکندر
شاہ کے پاس روانہ کیا کہ اگر تم اطاعت خداوند کروگے تو یہ ملک و مال تمھارا ہی اور اگر سجدہ خداوند
بجا نہ لاؤگے اور حلقہ اطاعت گلے مین ڈالکر حاضر نہوگے سرتابی کروگے تو یاد رکھنا کہ تمام قلعہ برباد کر دونگا اینٹ
سے اینٹ بجا دونگا بیخ و بنیاد سے قلعہ کو مسمار کرکے گدھے کے ہل پھروا دونگا اسطرح کے کلمات تہدید آمیز
مین لکھوا کر نامہ دار کو روانہ کیا ایلچی جب نامہ لیکر دروازہ قلعہ پر آیا چوبدار نے آکر سکندر شاہ کو اطلاع
کی کہ ایک ایلچی لاہوتنک کا حاضر ہوا ہی اور نامہ لایا ہی حکم ہوا کہ ایلچی کو حاضر کرو چنانچہ ایلچی حضور مین سکندر
شاہ نے حاضر ہوکر آداب شاہی بجالایا اور نامہ لاہوتنک پیشکش کیا اسکندر نے دبیر کو نامہ دیا اُسنے نامہ کو
باآواز بلند پڑھا اسکندر کو مضمون نامہ سے آگاہی ہوئی نہایت غصہ مین آیا اور آثار غیظ و غضب کے نمایان
ہوئے منشی سے حکم دیا کہ پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کرو منشی نے حسب الارشاد نامہ لکھکر ایلچی کے
حوالہ کیا ایلچی نامہ لیکر روانہ ہوا اور لاہوتنک کو لاکر نامہ دیا اُسنے مضمون نامہ سے آشنا ہوکر اور
غصہ مین آکر حکم دیا نقارہ رزمی بجے معلوم ہوا کہ ان سبکی شامتین آئی ہین چنانچہ اُسیوقت کوس حربی پر
چوب پڑی صدائے شر و فساد بلند ہوئی ہرکارے جو با مر جاسوسی معین تھے وہ خبرین لے لیکر روانہ ہوئے
اور جاکر سکندر شاہ سے عرض کیا کہ لشکر لاہوتنک مین طبل رزم بجا ہی کل کے روز وہ میدان کارزار مین

نکلکر آتش فتنہ وفساد کو مشتعل کریگا باقی خیر وعافیت اسکندر شاہ نے یہ سُنکر کہا کہ کچھ اندیشہ نہین ہی
خدای ما بزرگ ست یہ کہکر اور اپنا مختصر لشکر لیکر میدان مین آیا بارگاہ برپا کی اور نقارہ جنگ بجوادیا تمام
رات دونون لشکرون مین طیاری رہی بہادر اسلحۂ جنگ درست کرنے لگے جو دلاور کہ عرصہ سے مشتاق
دیدار شاہد تیغ تھے اُنکو تو گویا وہ رات شب عید ہو گئی تھی دل اُنکے نہایت بشاش تھے کہ کل روز
وصل شاہد شمشیر بران ہی مدت سے ہمکو اُسی کے وصل کا ارمان ہی ایسے معشوق قاتل کے نہ دیکھنے سے دل کو
کلفت ہی آنکھین اُسکی چال ڈھال دیکھنے کی مشتاق ہین اب وقت سحر جلوہ معشوق شمشیر دیکھینگے سر
میدان خون زخم بہادران غازۂ رخسار شجاعت ہوگا گلشن آرزو مین بہار آئیگی نخل تمنا بارور ہوگا سہ
سپر اسپر زار پر لشکا کے خوش ہو ✣ ثمر لائیگا نخل آرزو آج ✣ باغبان قضا گلچینی کریگا جو گل خوشرنگ گلشن شجاعت
تیغ کا پھل کھا کر لبان غنچہ مسکراتا ہوا باغ جہان سے بوے گل کی طرح جائیگا مگر لطف زندگی پائیگا قیام قیامت
تک اُسکا نام صفحہ دہر مین قائم رہیگا ہر ایک بہادر دنیا مین اُسکی بہادری کا معرف ومداح ہوگا حیات جاودانی
اسیکا نام ہی مردون کا یہی کام ہی کہ میدان وغا مین زخمی ہو کر سرخرو جانب عدم جائین افتخار کی سند شجاعان
دہر سے پائین یہ خیال کر کے اکثر بہادرون نے غسل کر کے بخیال وصل شمشیر تیز پوشاک نفیس زیب تن کی پیرہن
مین عطر سہاگ ملا آنکھون مین سرمہ لگایا کہ کل معشوقہ اجل سے ہمکنار ہونگے بھائیو گلے مل لو کل قصاب
اجل خونریزی پر کمر باندھےگا تیغ تیز سے حلال کریگا دیکھیے کون ہلاک ہوتا ہی اور کون غازی ہو کر جان سلامت
لیجاتا ہی یہ وقت بہت غنیمت ہی ع غنیمت جان یہ مل بیٹھنا آپس کا ای نادان ✣ دگرگون حال ہوجاتا ہی اکدم مین ہنگا
بعض بہادرون نے اپنی تلوارین ڈورا دلوایا تا کہ حریف کی گردن کا ڈورا نہ بچے جلد رشتہ حیات قطع ہو جائے
بعضون نے چار آئینے صیقل کیے کہ جلد صورت فتح وظفر نظر آئے کسی بہادر نے دستانون کو اپنی قوت
بازو سے سر دست درست کیا کسی جری نے کسی بہادر سے کہا کہ بھائی کل حریف سے سامنا ہی دعا کرو
کہ آبرو رہجاے قدم میدان جنگ مین پیچھے نہ ہٹے خداوند عالم عرصۂ کارزار مین ثابت قدم رکھے صاعقہ
شمشیر شرربار کی چمک سے بڑے بڑون کی آنکھین جھپک جاتی ہین عرصۂ کارزار مین قدم جما کر تلوار کھانا
کچھ منہ کا نوالا نہین ہی اچھے اچھون کے جی چھوٹ جاتے ہین بڑے منچلون کا کام ہی کہ تلوار کی آنچ کو ہوای
سرد فرحت افزا خیال کرتے ہین حریف کے سامنے سے بھاگنا ننگ وعار سمجھتے ہین۔ کوئی صف شکن کسی ہمقرن
سے کہتا تھا کہ دیکھیے صبحکو کیا ہوتا ہی کس جری کی تیغ سے کون کون ہلاک ہوتا ہی کون زندہ رہتا ہی کون
گوشہ عدم مین ٹانگ پھیلا کر سوتا ہی مقابلہ حریف سخت ہی خدا آبرو رکھے امید ظفر وخیال شکست دونون
توام ہین کیونکہ جنگ دوسر دارد قول مشہور ہی ای برادر دعاے فتح وظفر خالق اکبر سے مانگو یہ شب دعا و
مناجات مین بسر کرو تا کہ خالق بحر وبر ہنگام سحر تمکو حریف پر مظفر ومنصور کر دے دامن مراد گوہر آرزو سے
بھر دے کوئی تیرانداز گوشہ مین بیٹھکر تیرونکو ترکش مین بھرتا تھا کمانین جو خانہ کر گئی تھین اُنکو سینک
رہا تھا اور ناوک فگنون سے چلا کے کہتا تھا کہ ای نامدارو مرے یہ پر لبیس ہو ہین ان تیرون سے اپنے حریف
کو تاک تاک کے ہلاک کرونگا حتے الامکان اپنے دشمن کو ہدف تیر کرونگا تیراندازی مین ذرا خطا نکرونگا مالک کا
حق نمکخواری ادا کرونگا اُنکے قدم پر اپنی جان قربان کرونگا ناوک فگن کہتے تھے مرحبا جزاک اللہ مرد میدان
اور نمک حلال ایسا ہی کرتے ہین ہم بھی سرفروشی اور جانبازی مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھینگے ذرا صبح تو ہو ہماری دلاوری

میدان مین دیکھنا جب تک جسم مین روح رہیگی قتل حریف سے باز نرہینگے اگر سوار اپنے برچھے کو دکھو یہان
کے باہم کہتے تھے کہ یہ برچھا سینہ حریف پر تانکر اسطرح مارینگے کہ وہ جانبر نہوگا جب گھوڑے سے گریگا اُسکو
پامال سم اسپان کرینگے بعض بہادران نامی گرامی گرز گران سر کو اُٹھا کر اور گردش دیکر تیغزنون سے کہتے
تھے کہ ہم توکلہ خمود سے دشمن کو جواب دینگے جو ہمارے مُنہ چڑھیگا تو گرز گران سر سے اُسکا چہرہ بگاڑ دینگے
غرضکہ ہر ایک بہادر نامی نشۂ بادہ شجاعت سے سرشار جان دینے پر طیار تھا آلات حرب وضرب کی درستی مین
ہر ایک ذیوقار تھا لیکن جو بزدل و نامرد دونون لشکرون مین تھے اُنکی یہ کیفیت تھی کہ خوف جان و جنگ جدال سے
اپنے بستر پر پڑے ہوئے لحاف اوڑھے کانپ رہے تھے دمبدم آہ و نالہ لب پر جاری خوف جان سے انتہا کی
بیقراری جب کوئی پیدل یا سوار آنسے پوچھتا ہے کہ بھئی کیسے ہو مزاج تمھارا کیسا ہے آج بستر پر کیون پڑے ہوئے
اسقدر آہ و فریاد کیون کرتے ہو تو وہ کیا جواب دیتا ہے کہ آج ہمکو تپ سردی سے آگئی ہے تمام اعضا مین
درد ہے تپ کی شدت سے اعضا مثل شمع کافوری جل رہے ہین تشنگی سے حلق خشک ہے کلیجہ جلا جاتا ہے ذائقہ
دہن کا تلخ ہے اعضا شکنی ہو رہی ہے گویا جسم سے جان نکل رہی ہے ضعف سے بات کرنا دشوار ہے تکیہ سے
سر اُٹھانا محال ہے کیونکر اُٹھین اور تم سے باتین کرین وہ پیدل یا سوار کہتا ہے کہ بھئی ذرا لحاف کے باہر
اپنے ہاتھ تو نکالو ذرا ہم بھی تمھاری نبض تو دیکھین کہ یہ کیسی تپ ہے کہ ایک روز کیا بلکہ پہر ہی بھر مین
تمھاری یہ کیفیت ہوئی کہ صاحب فراش ہوگئے شام تک تو تم اچھی طرح بصحت تمام ہمارے بستر پر
بیٹھے ہمسے باتین کر رہے تھے جسوقت سے کہ طبل جنگ بجا ہے اُسوقت سے تم ہمارے بستر سے اُٹھکے
اپنے بستر پر آئے ہو اسوقت ہمکو معلوم ہوا کہ تمھاری طبیعت ناساز ہوگئی ہے وہ بزدل بخیال اسکے لحاف سے باہر
ہاتھ نہین نکالتا نبض اپنی سوارونکو نہین دکھاتا ہے کہ سوار و پیدل نبض دیکھکر کہینگے کہ تمکو تو مطلق تپ نہین تپ
ورعکوئی اثر ثابت ہوگی غرض اسطرح کے خیالات کرکے وہ بزدل جواب دیتا ہے کہ بھائی اسقدر قوت نہین کہ
لحاف سے باہر ہاتھ نکالین اور تمکو نبض دکھائین علاوہ اسکے تمکو نبض دکھانا ہی بیکار ہے تمکو تیر و شمشیر دیکھنے مین
البتہ دخل ہے نبض کا حال تم کیا جانو یہ حکیم کا کام ہے تم حکیم نہین ہو جو تمکو نبض دکھاؤن بیکار سردی مین اپنا ہاتھ باہر
نکالون مثل تمھارے احمق نہین ہون بس جاؤ اپنے بستر پر بیٹھو ہمسے زیادہ گفتگو نکرو ہمسے بات نہین کیجاتی ہے اگر
خدا چاہے گا صحت ہو جائیگی ورنہ بالفعل پڑے تو ہین سوار و پیدل بیمار کی تقریر سنکے بے اختیار ہنسکے کہنے لگے
ارے یار ہم تیری بزدلی سے خوب واقف ہین جب کبھی طبل جنگ بجا ہے اور خیال حریف کا تو نے کیا ہے اسیطرح تو
زبردستی بیمار پڑا ہے کیون ہمسے دروغ گفتگو کرتا ہے کہ تپ آگئی ہے اصل تو یہ ہے کہ تو مقابلہ حریف سے ڈرتا ہے وہ بیمار
کہتا کہ میری بزدلی و شجاعت ظاہر ہے دیکھو مین ایسا جری ہون کہ تپ سے لڑ رہا ہون تم سے باتین کر رہا ہون
حواس میرے درست ہین تم سبکو پہچانتا ہون سبکے نام جانتا ہون کہو تو بتا دون اگر میری طرح اور کسیکو تپ
آتی تو مُنہ سے آواز بھی نہ نکلتی بیہوش ہو جاتا حواس خمسہ بجا نرہتے اب تک مرجاتا دفن ہو جاتا مین
ہی ایسا بہادر ہون جو اب تک زندہ ہون اور تم سے باتین کر رہا ہون سوار و پیدل نے ہنسکے کہا کہ واہ وا
تمھارا شجاعت و بہادری مین مثل نہین تم عجب بہادر ہو اوندھے پڑے ہوئے خوف جنگ سے بید کی طرح
کانپ رہے ہو اسی طرح کسی بودے کو خوف کارزار سے مرض اسہال ہوگیا دمبدم دست آنے لگے رنگ رُخ
زرد چہرہ پر مردنی چھائی ہوئی گریہ و زاری یہ دعا کرنے لگا کہ اگر یہ جنگ صلح ہو جائے تو مین عہد کرتا ہون کہ

بادار صاحب تمھارے مزار پر چھڑیان چڑھاؤنگا کوئی نامرد کہنے لگا کہ اگر مین یہ جانتا ہوتا کہ حریف سے مقابلہ ہوگا تو
کبھی سوارون مین نام نہ لکھواتا کمر سے تلوار کبھی نہ باندھتا اب کیا کرون کدھر نکلجاؤن جان اپنی دشمنون سے
بچاؤن خوف زدہ سوار سائیس سے کہتا تھا کہ بھائی خبردار ذرا ہشیار رہنا قبل صبح ضرور میرا مرکب زین
ولگام سے درست کرنا ہم تو آخر شب تارون کی چھاؤن مین ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے اپنے مکان کیطرف یہان
سے جائینگے ہرگز وقت سحر تک یہان نہ ٹھہرینگے ہم بیوقوف نہین ہین کہ لشکر مین رہین اور ہنگام مقابلہ کسی
حریف نابکار کے ہاتھ سے مارے جائین مفت اپنی جان دین شاہ و شہریار تو ملک و مال کی ہوس پر لڑتے
ہین انکا ہمیشہ جنگ و جدال کرنا بجا و درست ہے اور ہمکو تو کسی طرح کی امید نہین اگر لڑائی فتح ہوئی تو ہمکو کیا
فائدہ ہوگا اور اگر شکست ہوئی تو ہمارا کیا نقصان ہوگا ہمکو تو وہی پندرہ بیس روپیہ مہینہ بھر کے بعد ملینگے
پس پندرہ بیس روپیہ کے لیے ہم تو اپنی جان کبھی نہ دینگے سائیس نے کہا کہ حضور ایسا تو نفرمائیے آپ سپاہی
ہوکر ایسے کلمات زبان پر لاتے ہین آپ کو ایسی گفتگو کرنا زیبا نہین پس اب خاموش رہیے ایسا نہو کہ کوئی
جری سن لے تو آپ کو باعث ذلت و رسوائی کا ہو اگر آپ چلے جائیگا تو جوانان لشکر آپ پر خندہ کرینگے
کوئی آپ کو ٹکے کو نہ پوچھیگا دو کوڑی کی آبرو ہوجائیگی اگر ایسے ہی آپ بُزدل تھے تو رسالے مین
کیون اپنا چہرہ لکھوایا تلوار کیون باندھی اپنے تئین بہادرون کو کیون شامل کیا بقول شخصے ہم بھی ہین پانچون
سوارون مین + اب اگر آپ نے تلوار باندھی ہے تو صبحکو میدان جنگ مین جوہر تیغ دکھائیے حریفون
سے مقابلہ کرکے بہادرون مین اپنی آبرو بڑھائیے برسون سے آپ نے اوقات بسری بفراغت کی
ہے آج وقت پر آپ بھاگے جاتے ہین حق نمک ادا نہین کرتے اہل لشکر آپکو کیا کہینگے اور یہ آپکو کیونکر
یقین ہوگیا کہ ہم ضرور ہی قتل ہو جائینگے زندہ نرہینگے ہرچند کہ ہنگام وغا بازار اجل گرم ہوتا ہے کوئی تیر
سے کوئی تیغ سے ہلاک ہوتا ہے لیکن جن بہادرون کی زندگی باقی ہوتی ہے وہ زندہ ہی رہتے ہین تلوار اور
تیر و تفنگ کوئی حربہ حریف اُنپر کارگر نہین ہوتا ہے پروردگار عالم ہر ایک ضرب سے اُنکو بچاتا ہے قضا خود انکی
حفاظت کرتی ہے بقول شخصے ؎ گرچہ میدان وغا مین خطرۂ جان ہے مگر + بے قضا کوئی کبھی زیر فلک مرتا نہین
اس سوار نے تقریر سائیس کی سنکے کہا کہ یہ تو نے جو کہا کہ بے قضا انسان و حیوان کوئی نہین مرتا صحیح ہے لیکن
تو نے شاید یہ شعر نہین سنا ؎ گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد + تو مرو در دہان اژدرہا + انسان
کو لازم ہے کہ جہان تک ہوسکے اپنی جان بچانے کی تدبیر کرے ایسی جگہ کبھی نہ کھڑا ہو جہان خیال ہلاکت
ہو جان بچانا فرض ہے حکم ہے ذا اقل سیروا فی الارض ہے پس مین دانائی دہر ہون میدان وغا مین ٹھہرنا
کیسا جاؤنگا بھی نہین مبادا کوئی حریف ضرب تیغ تیز سے قتل کر ڈالے تو مفت جان جائے سائیس نے
عرض کیا خداوند آپ تو جنگ سے اسقدر خائف ہین کہ مین نے اپنی زندگی مین مثل آپ کے کسیکو
ترسان نہین دیکھا حضور خطا معاف گستاخانہ عرض کرتا ہون ؎ جس طرح سے آپ ڈرتے ہین کوئی ڈرتا نہین
بزدلی ایسی کوئی نامرد بھی کرتا نہین + بس اے خداوند واسطہ آپ کو اپنے دین و ملت کا اس درجہ جنگ و
جدال سے خائف نہوجیے لشکری آپکو بزدل کہینگے اگر آپ کی قسمت مین تلوار سے دو ٹکڑے ہونا نہین
ہے تو کبھی آپ کسی سے قتل نہوجیے گا اور اگر خدانخواستہ حضور کے دشمنون کی قضا ہی آگئی ہے تو گھر مین
ہلاک ہوجائیے گا اس سے بہتر یہ ہے کہ میدان جنگ مین مردانہ وار کارزار کیجیے اگرچہ عرصہ وغا مین کارنمایان

کرینگے اور وہ لڑائی فتح ہوگی تو عزت اسکا عہدہ بڑھیگا اسی طرح روز بروز ترقی ہوتی جائیگی آبرو عزت ہوگی فیل پا اگر ہتھی
جائیگی سوار نے جب اکبر سائیس سے کہا ابے تو بڑا بیہودہ ہے ہمکو نصیحت کرتا ہے ہمارا اتالیق بنتا ہے جو ہم کہتے
ہین اُسے قبول نہین کرتا اگر اپنی بہتری چاہتا ہے تو ہمارے حکم کی تعمیل کر ورنہ پچتائیگا تو ہمارا تابعدار ہے ہم تیرے
فرمان بردار نہین ہین کہ تیرے کہنے پر عمل کرین میدان جنگ مین جائین کسی ظالم حریف کے ہاتھ سے
قتل ہو جائین مفت ہماری جان جائے تیری آرزو بر آئے دشمنون کے ہاتھ سے دو دو ہاتھ شیطان کے کان
بہرے قتل ہو جائین لڑائی مین کام آئین تو ہمارا لباس پہنکے اور ہتھیار لیکے گھوڑے پر سوار ہو کر کسی
طرف چلا جائے یہی تیرا قصد ہے ہمکو تیری باتون سے صاف ظاہر ہوتا ہے او پاجی یہ تیری آرزو کبھی نہ بر آئیگی ہم تیرے
اس فقرے مین کبھی نہ آئینگے اور تیرے دام مکر و فریب مین کبھی نہ پھنسینگے ہم عقلمند ہین اپنے دوست و
دشمن کو خوب پہچانتے ہین تو ہمارا عدو ہے جان کا یہی چاہتا ہے کہ ہم کسیطرح ہلاک ہو جائین لیکن ہم تیرے
کہنے پر کب عمل کرینگے تو ہم سے زیادہ عقلمند نہین ہے ہم ہر چند کہ جاہل ہین لیکن عقلمند ہین اور تو لاکھ دانا ہے
مگر بیوقوف ہے ہماری اور تیری عقل مین زمین آسمان کا فرق ہے ہمنے دنیا دیکھی ہے جو ہم جانتے ہین وہ تو نہین
جانتا ارے ہم وہ ہین کہ ہماری والدہ نے ہمکو بڑے ناز و نعم سے پرورش کیا ہے مدت تک سایہ سے دھوپ
مین نکلنے نہین دیا ہے اور سپاہیون کی صحبت مین بیٹھنا کیسا ہمنے ہمیشہ شطرنج اور گنجفہ ستار وغیرہ کے
شغل مین اپنی زندگی بسر کی ہے اب تھوڑے زمانہ سے اُس شخص کی خالہ صاحبہ نے خدا اُنکو جہنم واصل کرے
اُنھون نے ہماری والدہ صاحبہ اور باجی صاحبہ کو ورغلا دیا اور اُنکا [illegible] ہمکو گھوڑا
لے دیا اور رسالہ مین نوکر رکھوا دیا ہر چند ہمنے اُنسے کہا کہ ہم گھوڑے پر سوار نہونگے ہتھیار نہ باندھینگے
نوکری نہ کرینگے کیونکہ ہمنے چاقو بھی کمر مین نہین رکھا ہے گھوڑا کیسا کبھی گدھے پر بھی سوار نہین ہوئے ہمین ہیبت
گھوڑے کی سواری سے ڈر معلوم ہوتا ہے ایک نہ ایک روز ہم مرکب سے گرینگے پامال سم اسپ ہو جائینگے
لیکن اُنھون نے ہماری فریاد نہ سنی اور ہمکو رسالے مین نوکر رکھوا دیا آپ تو مر گئین ہمکو اس نوکری کی آفت مین
مبتلا کر گئین اب تجھکو میدان رزم مین ہزارون پیدل و سوار علاقہ تیغ بیدریغ ہونگے کشتون کے پشتے
لاشون کے انبار جا بجا ہونگے بازار اجل گرم ہوگا ہر ایک جنگجو متاع حیات دیکر خریدار خلعت شہادت ہوگا
ملک الموت کو روحون کا قبض کرنا دشوار ہوگا دونون طرف ہزارون سوار و پیدل قتل ہونگے میدان
مصاف مین جوئی خون جاری ہوگی عفنت کی تلوار دونون لشکرون مین چلیگی سیکڑون زخمی ہونگے بہت سے
پامال سم اسپان ہو جائینگے خاک مین مل جائینگے سیکڑون تیر دان سے ہلاک ہو جائینگے ضرب گرز گران سے چور
خاک ہو جائینگے صدہا شمشیر بران سے قتل ہو کر سوے عدم جائینگے بہت سے کفن بھی نہ پائینگے لاشین اُنکی
بے گور و کفن رہینگے طعمہ زاغ و زغن ہونگے کتے ہڈیان چبائینگے دن بھر لاشین دھوپ مین پڑی رہینگی رات
شبنم مین زیر فلک رہینگی چادر گرد اُنکی لاشون پر اُڑ اُڑ کے پڑیگی شامیانہ افلاک اُنکی لاشون مین سایہ
فگن ہوگا انجام لڑنے اور شجاعت ظاہر کرنے کا یہ ہوگا بھلا ہمسے یہ معرکہ دیکھا جائیگا ہمکو تو فوراً غش آجائیگا
گھوڑے سے گر پڑینگے پامال سم اسپان ہو جائینگے روح جسم سے نکل جائیگی بے لڑے موت آجائیگی اُنکا
ارمان دل ہی مین رہجائیگا اے سائیس عہد طفلی سے تو ہماری کیفیت ہے کہ جب ہمارے سامنے کسی فصاد
نے ذبح بکرے مین نشتر چبھویا اور رگ سے خون نکلتے دیکھا فوراً ہمکو غش آگیا بار ہا امتحان کیا ہے کہ اگر ہمین

منہ کو آگیا ہمارا دل دہل گیا روح جسم مین خوف سے بیقرار ہو جاتی ہے حواس خمسہ بجا نہین رہتے قصہ کوتاہ
جب ہمارے دل کی یہ کیفیت ہے تو ہمسے میدان جنگ مین حریف سے کیا لڑا جائیگا ابھی ہمارے جینے کا
زمانہ ہوا کہ ہماری شادی ایک نیک بخت کے ساتھ ہوئی ہے وہ ہمسے نہایت محبت کرتی ہے اگر ہم تیرے کہنے
سے صبحکو میدان رزم مین جائین اور قتل ہو جائین تو جورو ہماری رانڈ ہو جائیگی ابھی نوجوان ہے مرنے کی خبر سنکے
رنج وملال سے ہلاک ہو جائیگی پس اے ساٹیس ہم انھین خیالات سے میدان جنگ مین نہ جائینگے تو ہماری عوض یا
ہماری وردی پہنکے اور ہتھیار لگا کے میدان رزم مین جانا ہم گھوڑے کے دانہ گھاس کی تدبیر کرینگے کوئی
سوار اگر تجھے پہچان کر تجھسے پوچھے تو کہدینا کہ وہ علیل ہوگئے ہین اسوجہ سے مجھے بھیجدیا ہے تو میدان رزم
سے اگر زندہ پھرا اور لڑائی فتح ہوگئی تو کچھ خلعت وانعام ملیگا وہ تو ہی لے لینا ہمین ایک کوڑی نہ دینا
اور اگر تو قتل ہوگیا تو ہم ضرور اپنے گھر چلے جائینگے القصہ اسی طرح دونون لشکرون مین جو جو بزدل اور
نامرد تھے آمادہ بھاگنے پر ہوئے اکثر شب تاریک مین لشکرون سے نکل گئے آخر شب گذر گئی وہ وقت
آیا کہ سحر ہوئی شب خوف کھا کر جلد کافور + سیاہی شب کی لیکر ہوگئی دور + لڑائی کی جو سننے دلمین بھائی
تو نکلا شہسوار آسمانی ٭ صبحکو دونون لشکر معرکہ آرائے کارزار ہوئے صفوف جدال وقتال آراستہ ہوئین
دونون طرف سے تبر دار نکلے درختون کو کاٹ کر جھاڑی جھنڈی صاف کردی بیلدارون نے نکلکر زمین کو
ہموار کیا سقون نے آبپاشی کرکے میدان کو مثل آئینہ کے کردیا بعد اسکے نقیبون نے نقابت کی کرخین
سنے کرگا کہا جسسے خون نے بہادرون کے جسم مین جوش مارا ادر لشکر کفار سے حمران آدمخوار بھائی
سہمان کا میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھایا جب خوب عرق عرق ہوگیا کرگدن کو روک کر نیزہ زمین مین
گاڑ دیا اور پکارا کہ اے گروہ خداپرستان تم مین سے جسے تمنائے مرگ وآرزوے قضا ہو وہ میرے مقابلہ
کو نکلے یہ سننا تھا کہ بھائی اسکندر شاہ کا دارائے فلک فر مرکب اپنا چمکا کر سامنے تخت اسکندر کے
آیا اجازت چاہی کہا جاؤ حافظ حقیقی مالک مختار ہے دارا نے سلام کیا بار دیگر مرکب پر بیٹھکر میدان کارزار
کا رستہ لیا جونہی بمقابلہ حمران پونہچا وہ ملعون تگاور زن ہوا دارا نے تگاور خالی دی گھوڑے
نے حمران کے سکندری کھائی حمران اوندھے منہ چلا تھا کہ دارا نے گرز مارا سر پر حمران کے پڑا
ایک سر کے ہزار سر ہوگئے یہ دیکھکر کافرون مین غلغلہ بلند ہوا موشان بن حمران تلوار کھینچکر دوڑا کہ ارے
تو نے غضب کیا کہ دھوکا دیکر میرے باپکو مارا کہان جائیگا میرے ہاتھ سے لیکن دارا نے جو دیکھا کہ یہ غصہ مین ازحد
کیطرح چلا آتا ہے حلقہ سے کمند بچھا دیے اور آپ چپکا کھڑا ہو رہا جیسے ہی موشان وہان پہونچا دارا نے جھٹکا دیا
کہ گھوڑے کے پانون الجھے اور موشان مع مرکب گرا دارا نے بزودی تمام اسکا سر بھی گرز سے پارہ پارہ
کیا اسی طرح کئی آدمخوارون کو واصل جہنم کیا یہ دیکھکر سہمان ملعون کو نہایت غیظ آیا اور کرگدن سیاہ اڑاکر
میدان مین آیا اور پکارا کہ غضب کیا تو نے کئی بھائی بھتیجون کو میرے مارا اب میرے ہاتھ سے کہان
بچکر جائیگا دارا نے جھپٹ کر اسے بھی گرز مارا سہمان نے کلائی پکڑ لی زور ہونے لگے مرکب بیٹھ گئے
سہمان دارا سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی قریب شام سہمان نے لنگر دارا کا توڑا اور سر پر چرخ
دیکر زمین پر مارا اور کود کر چھاتی پر چڑھکر ذبح کر ڈالا کلیجہ نکالکر کھا گیا اور طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھر گیا
اہل اسلام نہایت اداس کمال پریشان سکندر غم مین دارا کے گریبان چاک کیے ہوئے پلٹنا

داخل بارگاہ ہوا فکر مین بیٹھا تھا کہ کیا کرون کہ آواز طبل جنگی کی کان مین آئی ازبسکہ اپنی زندگی سے غم
برادر مین تنگ تھا خود ہی حکم دیدیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ رزمی پر چوب پڑی مردان جنگ آزما معروف
طیاری جنگ ہوئے سلاح سنجوگ درست کرنے لگے تمام رات یون ہی بسر ہوئی جبکہ سفیدہ
سحری چمکا اور شاہ خاور نیزہ خط شعاعی لیے ہوئے میدان افلاک مین برامد ہوا دونون لشکر میدان
کارزار مین آئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال سہمان پھر میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ زمین لرز
گئی آواز اس ملعون کی بہت گران تھی اسطرف سے منصور بن اسکندر نے کہا ای فرزند بھائی
کا غم میرے لیے کم نہین ہی کہ تو بھی جدا ہوتا ہی بہتر یہی ہی کہ مجھے جانے دے اسنے کہا یہ نہوگا کہ جوان
فرزند زندہ رہے اور ضعیف لڑنے جائے ماسوا اسکے ابتو مین قصد میدان کرچکا اگر پلٹ جاؤنگا تو مردان
عالم مجکو کیا کہینگے اسکندر رونے لگا مگر ناچار اجازت میدان دی منصور عرصہ مصاف مین آیا
بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی منصور نے نیزہ ہاتھ سے سہمان کے ہوائی کیا سہمان نے
خشمناک ہوکر تیر سہ پرہ کمان مین جوڑکر مارا منصور نے خالی دیا تیر کی جھونک مین سہمان جھک گیا منصور
نے تیغہ مارا کہ سر سہمان کا زخمی ہوا سہمان نے سنبھل کر پھر تیر مارا گھوڑا منصور کا کام آیا اور منصور
پیدل ہوگیا سہمان مرکب جھکا کر طرف منصور کے چلا تھا کہ زمین شق ہوئی اور اژدر نے سر نکالا
اور منصور کو نگلکر غرق زمین ہوگیا سہمان منہ دیکھکر رہگیا لیکن اسکندر نے جو دیکھا کہ منصور کو اژدہا
نگل گیا پس اسنے ہاے کا نعرہ مارا اور کہا کہ ایک آفت سے بچا تھا تو دوسری آفت آئی ای نور نظر تو
کہان گیا زمانہ میری نظر مین تیرہ و تاریک ہی ہاے اسی لیے تو مین منع کرتا تھا اجازت میدان نہ دیتا تھا
ہای پسر تو نے اپنی جوانمرگی کا داغ مجھ ضعیف خستہ جگر کو دیا کاش تیرے ساتھ ہی مجکو بھی نہنگ قضا
نے طعمہ اجل کیا ہوتا تو یہ داغ غم فرزند میرے دل پر نہوتا پس اسکندر روتا ہوا غصہ مین تلوار کھینچکر
طرف سہمان کے دوڑا سہمان ازبسکہ زخمی تھا میدان سے بھاگ گیا مگر ہورنک آدمخوار آرشیت
نہنگ پیکر کے مقابل اسکندر ہوا اور ارہ سر پر چرخ دیکر مارا اسکندر نے سپر بلند کی بھلا یہ حربہ سپر کب
مانتا ہی ڈھال کو کاٹتا ہوا سر پر بیٹھا ہورنک نے جھٹکا مارا کہ آرہ تا جگرگاہ اتر گیا یہ مرد مومن شہید
ہوا لوگ دوڑ پڑے اور لاش اسکی نکال لے گئے جنگ مغلوبہ ہوگئی آدمخوار بہت سے اہل اسلام کو مار کر
کھا گئے لیکن فوج بے سردار لاشہ اپنے مالک کا لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوئی کفار شہر مین گھس آئے
رعایا قتل ہونے لگی ہنگامہ عظیم ہوگیا جسنے اطاعت لاہوتک اختیار کی وہ تو بچا باقی سب مارے گئے
تمام منطاق اسکندریہ مین کفرستان ہوگیا لاہوتک ملعون نے جشن کیا اور بڑی خوشی سے اپنی فوج کو خلعت و انعام دیا

اب حال منصور کا بیان ہوتا ہی

کہ اسکو مقابلہ سہمان سے اژدہا لیگیا تھا وہ اژدہا اک ساحرہ تھی جو منصور بن اسکندر پر عاشق ہوگئی
تھی آئی تھی واسطے مدد لاہوتک کے مگر اس جوان کا حسن و جمال اور اسکو لڑتے دیکھکر عاشق ہوگئی
غرضکہ آنکھ جو منصور کی کھلی تو دیکھا کہ مین ایک باغ پر بہار مین ہون کہ میوہ گوناگون پھلا ہوا ہی آبشارین
جاری ہین جانوران خوش الحان درختون پر نغمہ سرائی کر رہے ہین ایک جانب ایک قصر ہی اسطرف
سے ایک ماہ وش چند سہیلیون کو ساتھ لیے ہوئے چلی آتی ہی اور قریب آکر بے تکلفی سے ہاتھ گردن مین

منصور کے ڈالدیا منصور کو حیرت ہوئی کہ مین یہان کیونکر آیا اور یہ نازنین کون ہی کہ اُس نازنین نے
کہا مین تمکو یہان لائی ہون نام میرا خیابان جادو ہی بھانجی لاہوتک کے پاس مگر تمکو دیکھکر عاشق ہوئی اور
اژدر بنکر لے آئی اب تو وصل میرا قبول کر اور منصور کو قصر مین لائی شراب و کباب حاضر کیا صحبت
رقص گرم ہوئی کنیزین ناچنے گانے مین مصروف ہوئین اک مرتبہ اسنے مزے مین آکر منصور کو لپٹ کر
ایک بوسہ لے لیا کہ دہن سے اسکے بوے بد آئی منصور نے طمانچہ مارا بس اسنے غصہ مین آکر منصور کو
ستون قصر سے بزور سحر باندھ دیا اور خود بگڑ کر چلی گئی قریب شام کے آئی اور کہا کہ اگر اب بھی مجھے قبول
کریگا تو تجھے قتل کرونگی منصور نے کہا مرنا قبول ہی یہ نہین قبول ہی خیابان جادو نے منصور کو
قید کیا دوسرے تیسرے روز صبحکو بولی کہ ارے میری تو جان تجھپر فدا ہی اور تو التفات بھی نہین کرتا تجھے بھی
مار ڈالونگی اور اپنی بھی جان دیدونگی اور تلوار کھینچکر اپنے گلے پر رکھی منصور نے کہا اگر تو دین
اسلام اختیار کرے تو کیا مضائقہ ہی یہ جملہ سنکر خفا ہوکر چلی گئی لیکن بھانجی ہی اسکی کہ نام اُسکا سمن اندام
جادو ہی بعد اسکے جانے کے پاس تجھ سے کے آئی اور کہا اے شخص کیون مفت جان دیتا ہی بہتر یہ ہی
کہ اُس سے متفق ہو کر اسے مار اور اپنے گھر کا راستہ لے کہ اسنے بہت سے آدمیون کا خون کیا ہی جو
اس سے محبت نہین کرتا اسے قتل کر ڈالتی ہی جو محبت کرتا ہی وہ بھی مرجاتا ہی مجھے تیرے جوانی پر رحم آتا ہی
اور سمن اندام سحر نہین جانتی مگر نہایت حسین ہی منصور نے کہا اسکا قبول کیا اور اصل مین سمن اندام
بھی منصور پر عاشق ہو گئی تھی غرضکہ آج جو خیابان جادو آئی تو منصور نے اُس سے اچھی طرح کلام
کیے جس سے رغبت منصور کی خیابان کی طرف ظاہر ہوئی بس اسنے منصور کو سحر سے رہا کر کے
پہلو مین بٹھایا شراب خواری مین مصروف ہوئی منصور نے بھی مجبوراً اسکے ہاتھ سے شراب پی جب
اسے خوب نشہ ہوا اور لپٹنے لگی منصور نے اسے برہنہ کر کے خنجر سے کام لیا کہ یہ ملعونہ پھڑک پھڑک کر
مر گئی شور و غل برپا ہوا آندھی چلی خاک اڑی بعد کچھ دیر کے آوازین آئین کہ کشتی مرا نام من خیابان جادو بود
حیف مردیم و جا افتاد بہم بر مطلب خود نہ رسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ وہ قصر ہی نہ باغ ہی نہ نہرین ایک
کوہ ہی اور چند مجوسی کھڑی ہین اور سمن اندام بھی کھڑی ہی سمن اندام کو مسلمان کیا اور اپنا عقد پڑھا
اور بعد اسکے اپنے لشکر کا دھیان آیا اور باپ کا خیال آیا کہ نہین معلوم مقابلہ لاہوتک ملعون مین اُسپر کیا گذری
سمن اندام سے رخصت ہوکر طرف نہ طاق کے روانہ ہوا کچھ دور چلا تھا کہ دیکھا کچھ لوگ شور و غل کرتے ہوئے
چلے آتے ہین وا ویلا وا مصیبتا کی آوازین بلند ہی سب لباس سیاہ پہنے ہوئے ہین پیچھے بہت سا لشکر ہی خاک
اڑاتے چلے آتے ہین منصور نے پہچانا کہ تو تیرے باپ کے ملازم معلوم ہوتے ہین آگے بڑھکر پوچھا
یہ کسکا جنازہ ہی انھون نے کہا اسکندر نہ طاقی کا بس منصور نے گریبان چاک کیا اور روتا پیٹتا ہوا
کچھ دور ساتھ جنازے کے چلا بعد اسکے کہا اچھا سب ٹھہر جاؤ لوگون نے بھی منصور کو پہچان لیا تھا سب
ٹھہر گئے منصور نے حال قلعہ کا اور لشکر لاہوتک کا پوچھا لوگون نے کہا کہ نہ طاق قبضہ مین کفار کے
آگیا بہت سے بہادران اسلام مارے گئے اکثرون نے تقیہ کر لیا منصور نے کہا خیر سمجھا جائیگا اور لاش
اپنے باپ کا دفن کیا بعد اسکے مع لشکر کوہ مین رہنا اختیار کیا کہ جہان اسکی محبوبہ سمن اندام تھی غرض جب
ماتم داری سے فراغت ہوئی تو ایک روز شب کو حکم دیا کہ ابھی لشکر آراستہ ہو اور فوج کو تیار کر کے

بارادۂ شبخون چلا وہان لشکر لاہوتک غافل مصروف آسایش تھا کہ منصور گرا اور قتل کرنا شروع کیا فوج
مین غوغا مچا جنگ ہونے لگی یہ مارتا ہوا ایک سمت نکلا چلا گیا قضاے کار اُس طرف سے ایک جوان جو
لاہوتک نے واسطے رسد لینے اور خزانہ لانے کے طرف قلعہ ہالابہ کے بھیجا تھا وہ آتا تھا منصور
نے اُسے ٹوکا وہ مرکب کو جھکا کر سامنے آیا کہا تو کون ہے منصور نے کہا ملک الموت اُسنے تیر مارا منصور نے تیر اُسکا
ہوائی کیا اور تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے اور خزانہ و رسد لیکر طرف کوہ کے روانہ ہوا رات بھر لشکر لاہوتک
مین تلوار چلی خوب کشت خون ہوا بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا بیٹے نے باپ کا سر کاٹا
جب صبح ہوئی تو ایک دوسرے کو پہچان کر علیحدہ ہوئے ایک ایک اپنے اپنے عزیزون کو لیکے رویا لاشین
اُٹھا کر سامنے لاہوتک کے لائے اور کہا کہ یا خداوند یہ کونسی بلاے سماوی تھی اسی ملعون نے کہا کہ تم سب کو
غرور ہو گیا تھا اس سے خداوند نے ملک الموت کو بھیجکر ان سبکو قتل کرایا کہ اتنے مین کچھ روتے پیٹتے پہونچے
اور حال ہارے جانے خشتجال آدمخوار کا بیان کیا اور کہا کہ ایک شخص خزانہ و رسد سب چھین لے گیا کچھ لشکر
بھی اُسکے ساتھ تھا لاہوتک نے ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا اور سبب اسکا یہ تھا کہ دو کم بخت
شیطان بچے جو اُسکو خبر دیا کرتے تھے جیسے انگوٹھی لاہوتک نے پائی دیا سبب برکت انگشتر کے ڈر کر
بھاگ گئے اب پوشیدہ خبرین اسکو ملنا موقوف ہو گئین غرضکہ عیار واسطے تفحص کے روانہ ہوئے ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑیے

چند کلمے شاہزادۂ بدیع الملک بن نورالدہر کے سنیے

کہ ایک روز لاہوتک بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ چوبدار نے آکر خبر دی کہ کچھ سوداگر ہفت منظر کیجانب سے آئے ہین
لاہوتک نے کہا بلا لو جب وہ سامنے آئے زمین ادب کو بوسہ دیا اور بہت سے تحائف
پیشکش کیے لاہوتک اُنسے بہت خوش ہوا اور خلعت و انعام عطا کرنے کے بعد احوال ہفت منظر کا پوچھا
اُنھون نے بیان کیا کہ قمر چہر زوجہ نورالدہر کی جو بیٹی ہے کیوان فلک رفعت کی اُسکے بطن سے ایک
لڑکا پیدا ہوا ہے جو نہایت خوبصورت ہے نام اُسکا بدیع الملک رکھا ہے جب وہ پیدا ہوا تو نجومیون سے
زائچہ دکھلوایا اُنھون نے یہ بیان کیا کہ اس لڑکے کے ہاتھ سے خداوند لاہوتک کو بہت صدمے پہونچینگے
لاہوتک یہ سنکر برہم ہوا اور اُسیوقت طرف ہفت منظر کے روانہ ہوا جب قریب قلعہ تخت نشین کے
پہونچا بارگاہ برپا کی اور نامہ قارن بلند کمان کو لکھا کہ بدیع الملک پسر نورالدہر کو لیکر حاضر خدمت
ہو ورنہ جان لینا کہ قلعہ ایک آن مین چھین لونگا اور تم سبکو غارت کر دونگا ایلچی نامہ لیکر پاس قارن کے
آیا قارن نے نامہ کو چاک کیا اور ایلچی کا منہ کالا کر کے ناک کان کاٹ کر قلعہ سے باہر نکالدیا وہ بحال خراب لاہوتک
کی خدمت مین آیا لاہوتک ایلچی کا یہ حال دیکھکر نہایت برہم ہوا اور اُسیوقت طبل جنگی بجوا دیا قارن کو
خبر ہوئی کہا کچھ پروا نہین ہے اور قلعہ کو آراستہ کر کے خود تھوڑا سا لشکر لیکر باہر قلعہ کے آیا اور خود بھی کوس حربی
بجوا دیا دونون طرف نقارے گڑگڑائے تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبحکو دونون لشکر میدان مین
آئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال ہوشنگ مردم دیو ایک سردار ہے ملک مرداق کا اُسنے اپنے کرگدن
مست کو بڑھایا جب وہ میدان کارزار مین پہونچا تو ایک مقام پر لاہوتک مع چند رفیقان اپنے کے
تشریف فرما تھے اُسنے دیکھتے ہی تمکنت لاہوتک کے سامنے آکر سجدہ کیا اور اجازت خواہ میدان کارزار
ہوا لاہوتک نے کہا جا تجھے ہاتھی دست قدرت کے سپرد کیا ہوشنگ میدان مین آیا خوب گینڈے کو

جولان کیا سراپا میدان کا دکھایا جب عرق عرق ہوگیا روک کر مرکب کو نعرہ کیا کہ باش اے گروہ خدا ناشناسان
جیسے تمناے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے کہ ادھر سے لیس کماندار فاران سے اجازت لیکر میدان
مین آیا اور تیر مارنا شروع کیا کہ ہوشنگ کا مرکب زخمی ہوا اور ہوشنگ مرکب پر سے گرا کود کر الگ
ہوا مرکب تڑپنے لگا لیس نے مہلت نہ لینے دی ہوشنگ نے قریب آکے ایک تیر ایسا مارا کہ گلے پر ہوشنگ
کے پڑا اور ہوشنگ مارا گیا بھائی اسکا فرہنگ مردم در نکلا اور لیس سے تیر چلنے لگا اتفاقاً دونون
تیر برابر چھوٹے اور فرہنگ کا تیر ماتھے پر لیس کے بیٹھا اور لیس کا تیر جبر پر فرہنگ کے پڑا دونون
پار گذر گئے اور لیس و فرہنگ ہلاک ہوئے بعد اسکے قیصر سخت قلب میدان مین آیا مبارز طلب
ہوا لشکر فاران سے سوحان نیزہ باز نکلا قیصر نے نیزہ مارا سوحان نے ایک ہی طعن مین نیزہ اسکا
ہوائی کیا اور ایک نیزہ ایسا مارا کہ مرکب قیصر کا ہلاک ہوا دونون غلطان پیچان زمین پر گرے کولا قیصر کا
ٹوٹ گیا لوگ اسے اٹھا لیگئے یہ حال دیکھکر پھر سہمان آدمخوار نکلا اور مقابل سوحان ہوا سوحان
نے نیزہ مارا اسکا بھی ہوائی کیا اسنے اژدہ پشت نہنگ مارا سوحان نے سپر بلند کی یہ حربہ سپر سے کہان
رکتا ہی تا جگرگاہ پہونچا تھا کہ سہمان نے جھٹکا مارا سوحان کے دو ٹکڑے ہوگئے یہ مرد مومن شہید ہوا
لیس اسے قتل ہوتے دیکھکر فاران دوڑ پڑا اور قریب پہونچکر نعرہ کیا کہ باش خبردار ہوشیار کہ منم فاران بلند
کمان غضب کیا تو نے کہ ایسے پہلوان کو مارا اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر سہمان نے اسے بھی
اژدہ مارا فاران نے خالی دیا سہمان جھونک مین اپنے ضرب کی جھکا تھا کہ فاران نے سر پر وار کیا تیغہ خود پر
بیٹھا ہر کا جو مارا تا دوابرو اتر گیا اسے زخمی ہوتے دیکھکر کفار نے یلغر کر دیا تمام مردمخوار دوڑ پڑے ادھر سے
اہل اسلام آ پڑے تلوار چلنے لگی ہنگامہ دار و گیر بلند ہوا جنگ مغلوبہ ہوگئی دریا لہو کے بہنے لگے ابر ڈھالون
کے بلند ہوگئے بجلیان تیغون کی چمک چمک کر گرنے لگین دو پہر یہی ہنگامہ برپا رہا اتفاقاً اسطرف سے
سرشار مست چشم سردار لاہوتک کا آتا تھا ادھر سے فاران جاتا تھا ایک نے دوسرے کو لوکارا رد و
بدل ہونے لگی فاران سرشار سے لڑنے مین مصروف تھا کہ پشت کیجانب سے مدہوش مست چشم
بھائی اسکا آیا اور نیزہ سینہ پر فاران کے مارا کہ پشت کو توڑ کر جلد گذر گیا فاران نے پلٹ کر ایک
ہاتھ ایسا مارا کہ مدہوش کے سر پر پڑا تا جگرگاہ تیغہ اتر آیا اور ادھر سرشار نے جو دیکھا کہ اسنے حالت
زخمداری مین بھائی کو میرے مارا مہلت پاکر تیغ کمر پر فاران کے لگائی کہ یہ مرد مومن شہید ہوا لوگ لاش اسکی
لیکر نکلگئے اب لاہوتک نے آواز دی کہ ہان قلعہ کو لے لو یلغر کر کے طرف قلعہ کے چلے وہان قلعہ خوب
آراستہ تھا کیوان فلک رفعت قلعہ مین موجود تھا ملک مسعود نے خوب انتظام کیا تھا جب فاران
قتل ہوگیا سب ہوشیار ہو بیٹھے جیسے ہی کفار زد پر پہونچے گولے مارنا شروع کر دیے بہت سے کفار
اوڑ گئے لیکن دو ایک سردار مثل سہمان آدمخوار وغیرہ کے یہ قریب خندق کے پہونچ گئے جب اہل قلعہ
نے یہ دیکھا کہ قلعہ ہاتھ سے جاتا ہے اب نہ بچے گا ملک مسعود نے کیوان فلک رفعت سے کہا کہ اب
لازم ہے کہ دوسرے راستے سے نکل چلیے قلعہ نہ بچے گا کیوان کو راے مسعود کی پسند آئی اور وہان سے
طرف ہفت منظر کے روانہ ہوئے جب لاہوتک داخل قلعہ ہوا مردمان شہر رونے لگے سب نے فریاد
کی کہ لٹنے والے لوٹ چلے گئے شہر کیون ظلم کرتے ہو اور خبر بھاگ جانے کی کیوان کے دی شام تک قتل

عام رہا شام کو پناہ ملی تمام قلعہ تخت نشین کفر آباد ہوا لیکن جب لاہوتک نے یہ سنا کہ کیوان بدیع الملک
کو لیکر طرف ہفت منظر کے گیا ہے اسیوقت حکم کوچ کا دیا کہ بغیر اس لڑکے کو قتل کیے ہوئے نہ ہونگا غرض
بمنزل قریب غروب آفتاب ہفت منظر کے پہونچا یہ خبر کیوان فلک رفعت کو ہوئی کہ لاہوتک نقب
مین آپ کے یہان سے آگیا کیوان مع لشکر باہر آیا اور قمر چہر کو مسعود کے سپرد کیا کہ شاید لڑائی بگڑے تو تم ان
اسے لیکر نکلجانا غرض لاہوتک نے طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر کیوان کو ہوئی اسنے بھی کوس حربی بجوایا دونو
لشکرون مین تیاری جنگ ہوئی جب زمانہ شب کا برطرف ہوا اور پردہ شب سے روئے سحر طالع ہوا
جھونکے نسیم بہار کے چلے طایران خوش الحان درختون پر چہچہہ زن ہوئے بت پرست پرستش مین مصروف
ہوئے عابدوان نے عبادت سے فراغت کی مجاہدین نے برائے جنگ کمر ہمت کو باندھا متوجہ میدان کارزار
ہوئے اور اُدھر سے تخت لاہوتک نمودار ہوا دست راست پر ملک ہرداق اور حمائل شاہ
جانب چپ سہمان آدمخوار اور سرداران نامی وگرامی پشت پر چالیس ہزار آدمخوارون کو لیے ہوئے
میدان مین آکر صف آرا ہوئے اسطرف سے کیوان فلک رفعت مرکب پر سوار اور چند سردار تھوڑا سا
لشکر لیکر بمقابلہ لاہوتک صف آرا ہوا بعد آراستگی صفوف قتال وجدال گرد بلند قد میدان مین آیا اور
پکارا کہ ای کیوان کیون خداوند سے لڑتا ہے اگر وہ چاہینگے تو تجھے خاک سیاہ کر دینگے مگر اُنکو مثل بڑے خداوند
کے بندو پر اپنے رحم آتا ہے تو غضب خداوندی سے نہین ڈرتا دیکھ پچھتائیگا کیوان نے سخت سست کہا
اور یلان فیل زور کو واسطے مقابلہ کے بھیجا یلان آتے ہی لگا در زن ہوا گرد بلند قد کا مرکب چار
قدم اور یلان کا مرکب تین قدم پست پا ہوا گرد نے نیزہ مارا یلان نے نیزہ کو نیزہ پر روکا طعن پر طعن
چلنے لگی چنگاریان آگ کی نکلنے لگین ایک مقام پر یلان نے بند باندھکر نیزہ ہاتھ سے گرد کے ہوائی
کیا گرد نے غیض مین آکر تلوار ماری یلان نے پشت شمشیر پر روک کر پیتر ہٹا کر جوہر کا وار کیا گرد کے دو ٹکڑے
ہوئے اہل اسلام مین نعرہ تکبیر بلند ہوا اور یلان نے پکارا کہ آج تم کافرونکو یونہین مارونگا غرضکہ
بعد مارے جانے گرد کے اور ایک پہلوان واسطے مقابلہ کے آیا کہ نام اُسکا ببر شکار تھا یلان سے
کہا کہ میرے تیرے فقط گرز چلے اور کوئی لڑائی نہو یلان نے کہا بہتر ہے اور تیغ نیام مین کر کے قربوس
زین سے گرز اُٹھایا اور کہا کہ وار کر ببر نے خبردار خبردار کہکر گرز شیر سر مارا یلان نے گرز کو گرز پر روکا
تراقے کی آواز بلند ہوئی شرارے آگ کے نکلے تمق گرد بلند ہوا ببر نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم ان
کہ ایک مرتبہ یلان گرد سے باہر آیا اور پکارا کہ کراز دی وکرا پست کردی حریف تیرا مین موجود ہون
اور ہوشیار ہو اور یہ کہکر وار کیا ببر نے بھی گرز پر گرز کو روکا اسکی اُس سے زیادہ حالت ابتر ہوئی اسیطرح
کئی ضرب کی نوبت پہونچی جسمین گھوڑے دونون کے کام آگئے پیدل ہو کر لڑنے لگے از بسکہ گرز کی
لڑائی کا عہد ہو چکا تھا تلوارین نہ کھینچی اتفاقاً ایک مرتبہ ببر نے گرز مارا اور یلان نے نیزہ بدلکر خالی
دینا چاہا دہان تھا ہوش خانہ یا تون یلان کا اسمین جا رہا گرز آکر کولے پر بیٹھا یلان بیہوش ہوکر گرا ببر نے
چاہا تھا کہ سر کاٹ لون کیوان بیتاب ہو کر خود دوڑ پڑا ببر نے کیوان کو آتے دیکھکر تیر مارا کہ ران پر
کیوان کے پڑا کیوان زخمی ہوا لیکن کیوان نے اُس حالت مین اپنے کو برابر ببر کے پہونچایا
اور نیزہ سینہ پر مارا کہ پشت کو توڑ کر پار گذر گیا کیوان نے ہکارا سکر بلند کیا یہ دیکھکر فوج کفار بگر کر کے چلی

ادھر سے اہل اسلام دوڑے نبرد مغلوبہ ہوئی تلوار گھمسان سے چلنے لگی ہر طرف زمین خون سے گلنار اشکو
انبار آواز بگیر و بزن بلند یلان کو لوگ اٹھا لیگیے کیوان کس بہادری سے اس قلت لشکر پر لاہوتک
سے لڑرہا ہی لیکن مسعود شاہ نے جو قلعہ پر سے یہ رنگ دیکھا یقین کامل ہوا کہ کیوان مارا جائیگا پس چپ
گو سے مع قمر چہر و بدیع الملک نکلکر طرف قلعہ منصوری کے روانہ ہوا کہ مالک وہان کا منصور کو متعلق
ہی قلعہ بھی نہایت مستحکم ہی لیکن یہان شام تک لڑائی رہی ہزارہا بندگان خدا کا خون ہوا جب شب ہوئی
تو اہل اسلام نے ملکر ایک سمت دھاوا کر دیا اور لڑتے بھڑتے نکلتے ہوئے طرف صحرا بہ کے روانہ ہوئے
اور کیوان فلک رفعت بھی نکلگیا لیکن لاہوتک نے کہ خبر دار دم نہ لینا اسیوقت قلعہ کی بے لوشکر
طرف قلعہ کے متوجہ ہوا وہان کون تھا فقط پھاٹک بند تھا کفار دروازہ توڑ کر اندر قلعہ کے گھسے وہان کسیکو نہ
پایا ناچار لاہوتک سے بیان کیا لاہوتک پریشان تھا کہ کیا کرون اور کس طرف تلاش بدیع الملک
مین جاؤن کہ منجمون نے پھر کہا کہ بدیع الملک تفحص کرنے سے نہین آئیگا آپ طرف سبا ئیل
کے چلین وہ خود آئیگا لاہوتک یہ سنکر طرف سبائیل کے روانہ ہوا

اب حال شاہزادہ خاور سپاہ فلک قاسم نامدار کا بیان کیا جاتا ہی

کہ جب قاسم نے صعد قلم کو بھی گو زخمی کیا اور مقابلہ مین بدر بن زلازل یک چشمی کے لشکر آراہوا
پہلے طبل جنگ کا حکم دیا اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر شاہزادہ ملک
قاسم کو ہوئی فرمایا ہمارے یہان بھی طبل بجے اسیوقت یہان سے نقارہ بجا تیاری جنگ ہونے لگی
جب زمانہ شب کا برطرف ہوا اور صبح نمودار ہوئی دونون لشکرون نے رخ میدان کارزار کا کیا اور
باہم مقابل یکدیگر صفین آراستہ کین نقیب نہیب دیکر نکلگیے بعدہ بدر بن زلازل یک چشمی میدان
مین آیا اور پکارا کہ او خاوری کیون شامتین تیری آئی ہین نہین پہچانتا ہے کہ مین کون ہون دیکھ ابھی تیرے
ہمسایہ کو زخمی کر چکا ہون کہ وہ قلعہ بند ہوا ہی تو اگر میری اطاعت کر تو تجھے چھوڑ دون قاسم کو یہ سنکر
تاب کہان مرکب کو جولان دیکر مقابل بدر ہوا بدر نے تگا و پچائی قاسم نے کہا بس یہی جرات کا
دعوی تھا بدر نے نیزہ مارا قاسم نے نیزہ اسکا بفنون سپہ گری ہوائی کیا بدر نے غصہ مین آکر تلوار
ماری قاسم نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا بدر نے بھی سپر بلند کی تلوار نے قاسم کے سپر کو تو کاٹا مگر سر پر
جا کر رک گئی کچھ اثر نہ کیا کیونکہ پاس بدر کے خفتان مریخ بند ہے اسیطرح تا دیر رد و بدل رہی ایک مرتبہ
قاسم نے خیال کیا کہ اس ملعون پر تو حربہ کارگر نہین ہوتا لہذا اس سے کشتی لڑنا چاہیے بس ایکی جو بدر
نے تلوار ماری قاسم نے سپر کو ہاتھ سے چھوڑ دی کہ گرد و دھال پشت پر جالگا خود چاہا کہ گھوڑے کو ملا کر بند دست
پر ہاتھ ڈال دون کہ قضائے کار اتفاقات روزگار وہان ہوشخانہ تھا پاؤن مرکب کا اسمین جا رہا اور
گھوڑے نے سکندری کھائی تیغہ سر پر بیٹھا تا دو ابرو اتر گیا قاسم نے داستانہ مارا تیغہ جھنجھنا کر سر سے
نکلا لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی گرا قاسم نے استمالت غصہ مین آکر تلوار بدر کے ماری کہ
اگر کوہ گران بھی ہوتا تو دو ٹکڑے ہو جاتا مگر بدر کو کچھ اثر بسبب خفتان مریخ بند کے نہوا بدر نے دوسری
تلوار ماری کہ شانہ بھی قاسم کا زخمی ہوا یہ رنگ دیکھکر کہ مالک ہمارا زخمی ہی اور حریف دست اندازی
سے بھی باز نہین آتا تمام لشکر قاسم کا بدر کی طرف چلا اسنے اپنے لشکر کو بھی آواز دی تمام لشکر بدر کا

بھی یلغار کرکے چلا دونون لشکر ملگئے گھمسان کی لڑائی ہونے لگی لیکن قاسم بسبب کثرت زخم کے بیہوش
ہوگیے انکو بھی قلعہ مین پاس بدیع الزمان کے بھیجا اہل لشکر لڑا کیے قاسم کے سردار دونون
جانبین اپنی لڑا دین یہان تک کہ تا شام جنگ رہی شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر جدا ہوئے
اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے رات کو تمام لشکر قاسم کا قلعہ بند ہوا یہ خبر بدر کو پہونچی اسنے اسیوقت
قلعہ کا محاصرہ کرلیا مگر مہر وند عیار بعد زخمی ہونے قاسم کے طرف سائیل کے چل چکا تھا جس وقت
سائیل مین پہونچا اور دربار مین بادشاہ اسلام حارث بن سعد کے داخل ہوا دیکھا کہ دربار آراستہ
ہی جانب دست راست و سوے دست چپ سرداران نامی دنگلون پر جلوہ افروز ہین بادشاہ اسلام
تخت پر زینت آرا ہین کہ مہر وند نے حال زخمی ہونے شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کا بیان کیا
اسیوقت شاہ اسلام نے فرمایا کہ کوئی سردار واسطے مدد کے جائیے یہ سنکر داراب کشورکشا اور
اسکندر فرخ لقا اپنے اپنے دنگلون سے کود پڑے اور واسطے مدد کے روانہ ہوئے بادشاہ فوج
جمع کرنے مین مصروف ہوئے

اب یہانسے حال اسد دلاور اور سلطان سعد کا بیان ہے نامی

کہ یہ ایران کی طرف روانہ ہوکے تھے جسوقت قریب شہر عجم کے پہونچے قصد کیا کہ کشتیونپر سوار ہوکر
روانہ ہون کہ چند مردم عجم آئے اور حال ظلم بدر وشر ربانو کا بیان کیا اسد نے کہا دیکھو نواب
تجھ کو کیونکر مارتا ہون کہ یہ بھی یاد کرے اور اسی جگہ قیام پذیر ہوئے استنے مین کچھ لوگ با حال پریشان
گریان و نالان آئے اور حال مارے جانے قارن بلندکمان کا بیان کیا اسد قارن کے بیٹے روئے
اور طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر شر ربانو کو ہوئی یہ بھی مع لشکر قلعہ سے باہر آئی اور کوس حربی
بجوا دیا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی صبحکو معرکہ آراے جدال ہوئے شر ربانو
مرکب کو جھکا کر میدان مین آئی مبارز طلب کیا ادھر سے اسد نامدار اسکے مقابل ہوا بعد گفتگو کے
بسیار نیزہ بازی ہوئی اسد نے نیزہ شر ربانو کا ہوائی کیا اسنے غصہ مین آکر تلوار ماری اسد نے
کلائی مروڑ کر تلوار چھین کے پھینک دی اور کمر بند پکڑ کے قاش زین سے اٹھا لیا اور سر پر چرخ
دیکر زمین پر مارا کود کر مرکب سے ایک پانون اسکا ہاتھ مین پکڑا ایک پانون کو پیر سے دبا کر چیر ڈالا
اور سر کاٹ کر نوک نیزہ پر بلند کیا لاش کو پائے فیل مین بندھوا کر ساتھ لیا لشکر اسکا بھاگ کر قلعہ بند ہوا
اہل اسلام نے تعقب نچھوڑا ہرچند کفار نے گولے مارے بہت سے اہل اسلام کام آئے مگر اسکندر
فرخ لقا خندق کو پھاند کر دروازہ قلعہ پر جا پہونچا اور گرز سے پھاٹک قلعہ کا توڑا تمام اہل اسلام
قلعہ مین گھس آئے کفار قتل ہونے لگے آخر پناہ مانگی سب مسلمان ہوئے جو بھاگ کر نکلگیے تھے
دہ بچے بعد اسکے طرف سجان کے روانہ ہوئے

اب حال بدر بن زلازل بک حبشی کا بیان ہوتا ہے

کہ یہ قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا لیکن دسترس نہوتا تھا ایک روز آفت بن ملدنہ عیار سے کہا کہ تو
جا کر قاسم و بدیع الزمان کو چرا لا اسنے کہا بہتر اور اسیوقت صحرا کی طرف جا کر نقب کھودنے مین مصروف
ہوا اتفاقاً یہان بدیع الزمان نے اپنے عیار سے کہا کہ قلعہ مین غلہ کم ہے لہذا نقب کھود کر نکل چلو

کہ آذوقہ جمع کرکے واسطے قاسم کے بھیجدین یہ سنکر امیہ بن عمر چند عیارون سے نقب کنی مین مصروف ہوا
اب اس طرف سے عیاران اسلام نقب کھودنے چلے جاتے ہین اور اسطرف سے آفت ہین مگذرتہ آتا ہی
کہ امیہ کو نقب مین آہٹ معلوم ہوئی بس حلقہ کمند کا مہرہ نقب پر چڑھا کر آپ ایک طرف دب رہا کہ اتنے مین
آفت نے نقب توڑی اور سر اپنا نکالا امیہ نے جھٹکا مارا کہ گردن آفت کی پھنسی امیہ آفت کو گرفتار
کیے ہوئے خدمت مین شاہزادہ بدیع الزمان کے لایا بدیع نے کہا ابھی اسے قید رکھو صبح کو سمجھا جائیگا
امیہ نے آفت کو قید کیا جب صبح ہوئی پھر سامنے شاہزادۂ بدیع کے لائے بدیع الزمان نے حکم دیا
کہ اسکو فیل بند دروازے پر لیجاکر بدر کو دکھاکر دار پر کھینچو لوگ بالاے قلعہ لائے بدر نے جو اپنے عیار
کو گرفتار دیکھا اور عیار نے فریاد کی نہایت مضطرب ہوا اہل قلعہ کو بہت دھمکایا ڈرایا یہ کب ڈرتے ہین مگر
آفت نے موقع پاکر اپنے کو قلعہ پر سے نیچے گرادیا بدر کے لوگون نے اسے بالاے ہوا روکا بدر نہایت
خوش ہوا لیکن شاہزادہ بدیع الزمان جلادون پر بہت خفا ہوئے کہ کوئی اس غفلت سے مجرم کو
رکھتا ہی کہ وہ رہا ہوگیا غرضکہ دوسری شب کو بدیع الزمان نقب کے راستے سے طرف سرحد عجم کے
روانہ ہوئے یہ خبر شاہزادہ خاور سیاہ نے جو سنی کہ بدیع الزمان چلے گئے بہت ہنسے اور فرمایا بموجب بشعر
طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت ⁂ اور خود بھی اسی راستے سے طرف سرحد عجم کے روانہ
ہوئے بدیع الزمان کوئی بیس کوس پہونچے ہونگے کہ شاہزادہ خاور سیاہ مع لشکر پہونچے بدیع الزمان
سمجھے کہ بدر تعاقب مین آتا ہی کہا کہ ہرچہ بادا باد مین بہرادونگا گو زخمی ہون سامنے اس ملعون کے بھاگنے کا نہین
کہ اتنے مین عیارون نے خبر دی کہ شاہزادہ ملک قاسم آتے ہین بدر نہین ہی کہ اتنے مین قاسم پہونچے
ہنوز کچھ کہنے نہ پائے تھے کہ بدیع الزمان نے کہا تم کیون چلے آئے مین تو تمھارے واسطے رسد
بھیجنے آیا تھا پھر مین بھی چلا آتا قاسم نے کہا کہ پھر مجھے اطلاع کیون نہ کی چورونکی طرح کیون آئے بدیع
خاموش ہورہے لیکن وہان بدر نے قلعہ پر یورش کیا گولندازون نے گولے مارنا شروع کیے لشکر کا
بدر کے ستھراو کردیا ہزارہا کفار مارے گئے لیکن جب بدر خندق کو پھاند کر دروازۂ قلعہ پر پہونچا تو سب کے
سب قلعہ کو چھوڑ کر نقب کی راہ سے روانہ ہوئے اور بدر پھاٹک توڑ کر داخل قلعہ ہوا تو کسیکو نہ پایا
اور نقب دیکھی سمجھا کہ سب اسی راستے سے چلے گئے خود بھی عقب مین روانہ ہوا اور راستے مین
بدیع الزمان و قاسم کو گھیرا یہ دونون دلاور اسی حالت زخمداری مین کمر ہمت باندھکر لڑنے پر
آمادہ ہوئے زخم سرون کے باندھے لشکر کو صف آرا کیا بدر مع فوج آپڑا اور لڑنے لگا جنگ مغلوبہ
ہوئی قاسم و بدیع الزمان لڑرہے تھے زخمون پر زخم کھارہے تھے بدر لڑتا ہوا چلا آتا ہی حریف کسیکا
اسیر کارگر نہین کسیکے روکے نہین رکتا چلا آتا ہی قریب ہی کہ شاہزادہ بدیع الزمان شہید ہون کیونکہ بدر
پہونچ چکا ہی اور حال شاہزادہ بدیع کا یہ ہی کہ زخمون سے جھوم رہے ہین قاسم مرکب اٹھائے ہوئے بدر کو
للکارتا ہوا چلا آتا ہی مگر وہی حالت یہان بھی ہی اہل لشکر مین شور و غل ہی لوگ دعائین مانگ رہے ہین
کہ پروردگار ہمارے آقاؤن کو اس حرامزادے کے ہاتھ سے بچانا بدر قریب پہونچ چکا ہی اور کہہ رہا ہی
کہ تم دونون کے سر لیکر زلور شاہ کی خدمت مین جاؤنگا کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر
گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد ہر آسمان رسیدہ و پاے گردون زمین پیچیدہ ہوا اسنے مارا گرد کو اور گردنے مارا

ہوا کوہ دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے اسکندر فرخ لقا اور داراب کشور کشا مع فوج
حاضر ہوئے یہاں یہ ہنگامہ دیکھکر لشکر پر گرے اور مارنا شروع کیا بدر نے جو دیکھا کہ بہادر آ گئے
اور لشکر کو پامال کیے ڈالتے ہیں اسیوقت طبل بازگشت بجوا دیا کیونکہ شام بھی ہو چکی تھی غرضکہ
دونوں لشکر علیحدہ ہوئے بدر ایک طرف خیمہ آرا ہوا دوسری جانب اہل اسلام سے بارگاہیں برپا
کیں اسکندر و داراب شاہزادگان قاسم و بدیع سے ملے لیکن بدر نے بارگاہ میں پہونچکر طبل جنگ
بجوا دیا خبر اہل اسلام کو ہوئی اسکندر نے کہا کہ کل میں اس سے مقابلہ کرونگا میرے نام پر طبل جنگ
بجے اسیوقت کوس حربی بجا تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبحکو دونوں لشکروں نے میدان میں مقابل
ہمدیگر ہوکر صفیں آراستہ کیں بدر مرکب کو چمکا کر میدان میں آیا اور پکارا اے سکندر کل تو میرے ہاتھ سے
بچگیا کہ شام ہو چکی تھی آج کہاں جائیگا دیکھ تو کیسا زخم تجھے بھی دیتا ہوں اسکندر نے کہا کیا بکتا ہے اور
مرکب کو اٹھا کر تگاور زن ہوا کہ بدر کو گرد برد کر دیا گھوڑے پر سے گرتے گرتے بچا آخر غصہ میں آ کر
برچھا سینہ بے کینہ اسکندر کو تاک کر مارا اسکندر نے نیزہ کو نیزہ پر گانٹھ کر جو تکان دی تو نیزہ
ہاتھ سے بدر کے نکالدیا اہل اسلام سے آواز تحسین بلند ہوئی بدر نے غصہ میں آ کے تیغہ شاہزادہ اسکندر
فرخ لقا نے سپر پر روکا تیغہ سپر میں کسیقدر دراتا تھا کہ لچک دی تلوار ٹوٹی بدر نے نصف تلوار مع قبضہ
کھینچ ماری اسکندر نے خالی دیا بدر نے دوسری تلوار نیام سے کھینچی اور وار کیا اسکندر کی پشت شمشیر
پر روک کر وہ ہاتھ دوال کمر پر مارا کہ کوہ گران ہوتا تو مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہو جاتا لیکن بدر پر بسبب
خفتان کے کچھ اثر نہوا بدر نے پھر تلوار ماری اسکندر نے چاہا کہ ہاتھ بند دست ڈالدوں کہ یکایک گھوڑے نے
ٹھوکر لی تلوار شانہ پر بیٹھی کہ شانہ اسکندر کا زخمی ہوا بدر نے دوسری تلوار ماری تمام سکندر کا زخمی تھا سپر
نہ اٹھ سکی سر بھی اسکندر کا زخمی ہوا داراب یہ حال دیکھکر دوڑ پڑے اسکندر کو میدان سے پھرا
خود بدر سے مقابلہ کرنے کو تھے کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور آواز گھوڑوں کے ٹاپونکی
کان میں آئی جب پردہ گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ دو مرکبوں پر اسد و کرب دلاور بیٹھے ہوئے گھوڑ
دوڑاتے چلے آتے ہیں ساتھ تمام فوج نیزہ بر سر شہربانو کا علم ہاشہ پاے فیل میں بندھا ہوا یہ رنگ
دیکھکر بدر پر ہیبت طاری ہوئی اور میدان سے پھر گیا طبل بازگشت بجوا دیا اسد و کرب آگے قاسم
و بدیع سے ملے اور خیمے برپا کیے باتیں ہو رہی تھیں کہ تھوڑی ہرکارونکی جو آگاہ ہوئی اور بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ
بدر نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے اور یہاں آج داراب کشور کشا نے اپنے نام پر طبل بجوایا رات بھر تیاری جنگ
میں بسر ہوئی صبحکو دونوں لشکر میدان میں آئے بدر حسب دستور میدان میں آیا اور لاف زنی
کرتا رہا کہ داراب کشور کشا نے مرکب اٹھایا اور بدر کے مقابل ہوکے بدر نے تگاور داراب
کی خالی دی کیونکہ کل اسکندر کے تگاور اٹھا کر سنبھلنا دشوار ہو گیا تھا داراب اپنے گھوڑے
کے زد میں دور تک نکل گیا وہاں سے پلٹ کر بدر کا سامنا کیا بدر نے کہا نیزہ بازی ہم
لوگوں سے بیکار ہے ہم تو تلوار کے دھنی ہیں اور وار کیا داراب نے جھکی دی کہ تلوار پیٹ پڑی
بس بند دست پر ہاتھ ڈالدیا دوسرا ہاتھ کمر میں بدر کے ڈالکر ٹکہ مارا کہ قاش زین سے اٹھا لیا
سر پر چرخ دیا کہ زمین پر ماریں کہ کمربند بدر کا ٹوٹا بدر زمین پر گرا چوٹ بہت آئی مگر جلدی تمام اٹھکر

تلوار کھینچکر دوڑا چاہتا تھا کہ گھوڑے کو داراب کے پی کرے کہ داراب گھوڑے سے کودا
لیکن کودنے مین پانون ایک رکاب مین اُلجھا داراب اُجھکر زمین کی طرف چلا تھا کہ بدر نے
سر پر تلوار ماری داراب بھی زخمی ہوا بدر چاہتا تھا کہ کاٹ لون کہ اسد دلاور دوڑا پکارا کہ او
ابن یک چشمی تیرا غیبی بن نہین جاتا اور تلوار کھینچکر آپڑا اور بدر پر برس پڑا کہ اسے دم لینا مشکل ہوگیا
لوگ داراب کو تو اُٹھا لیگئے لیکن اسد و بدر سے شام تک رد و بدل رہی آخر کار بستارہ
ازبسکہ بدر کا زور بڑھا اور مقدر اہل اسلام کا برگشتہ تھا اسد بھی ہاتھ سے بدر کے زخمی ہوا
طبل بازگشت بجا لیکن کرب دلاور نے آواز دی کہ او بدر اگر کل تیرا علاج معقول نکیا ہوگا تو نام اپنا
کرب نہ پایا ہوگا یہ کہکر میدان سے پھرے بدر یہ سنکر لرز گیا القصہ کہ اہل اسلام زخمی تھے
یہانتک کہ بارگاہ مین آیا کھانا تک نہ کھایا بستر پر لیٹا آفت بن مکذبہ عیار نے جو یہ کیفیت دیکھی اسنے
کہا آپ نہ گھبرائین مین کرب کو چرائے لاتا ہون مگر آپ ہوشیار رہیے گا کیونکہ کرب نے کچھ نہ کچھ
تدبیر سوچ لی تھی جب تو سر میدان ایسا کلمہ کہا تھا کیونکہ وہ عیار بھی ہین شاید خفتان کی فکر مین کسیکو
بھیجا ہو یہ کہکر طرف لشکر اہل اسلام کے روانہ ہوا اتفاقاً اُدھر کرب دلاور نے ضرغام شیر دل
سے کہا کہ جاؤ اور خفتان اس حرامزادے بدر کا چرا لاؤ ضرغام شیر دل اُسیوقت روانہ
ہوا بارگاہ سے نکلا تھا کہ ایک شخص کو دیکھا کہ ایک شیر کو گرفتار کیے ہوئے آتا ہے اور کہتا ہے کہ اسنے
بہت لوگون کو ایذا پہونچائی تھی ضرغام کا دل کھٹکا کہ شگون بد ہے مگر روانہ ہوا اور صورت اپنی
تبدیل کرکے داخل لشکر بدر ہوا سنا کہ آج بدر بارگاہ مین نہین بیٹھا کرب دلاور سے ترسان
بھی بارگاہ مین لیٹا ہوا ہے ضرغام نے شکل اپنی آفت بن مکذبہ کی بنائی اور بے تکلف داخل بارگاہ
ہوا کسی دربان پاسبان نے پوچھا بھی نہین لیکن جب پاس پلنگ کے پہونچا جسپر بدر لیٹا ہوا تھا
دیکھا کہ آنکھین بدر کی بند ہین اُسوقت یہ ذہن مین آیا کہ اسے بیہوشی سنگھاؤ اور کیفیہ عیاری مین بیہوشی
رکھکر جیسے ہی قریب بدر کے لیگیا آنکھ بدر کی کھل گئی بس جلدی سے ہاتھ پکڑ لیا دیکھا تو آفت
بن مکذبہ ہے بدر سمجھا کہ کوئی عیار اہل اسلام کا ہے کہ آفت کی شکل بنکر آیا ہے پکارا تو کون ضرغام
نے کہا آپ اتنی جلدی مجھے بھول گئے مین عیار ہون آپکا کہا تو تو گرفتاری کرب کے لیے گیا تھا مجھے کیون بیہوشی
سنگھا رہا تھا کہا بیہوشی نہی بلکہ دارو ہے رفع بیہوشی تھی کہ اگر آپکو کوئی بیہوش کرے تو نہ بیہوش ہوجیے
بدر اس مکر کو سمجھ گیا اور ضرغام کو پکڑ لیا لوگون کو بلاکر ضرغام کو قید خانہ مین بھیجدیا اور منتظر آفت
بن مکذبہ کا بیٹھا لیکن آفت نے ضرغام کو آتے دیکھا تھا تو خود پوشیدہ ہوگیا جب ضرغام بدر کے لشکر مین وارد
ہوا تو آفت نے شکل اپنی ضرغام کی بنائی اور نقلی خفتان مرصع بند لیکر کرب کے خیمہ مین
داخل ہوا دیکھا تو کرب دلاور خاموش بیٹھے ہوئے ہین ضرغام نقلی نے قدمونکو بوسہ دیکر عرض کیا
کہ آپکے اقبال سے مین خفتان بدر کو چرا لایا اور یہ حاضر ہے یہ کہکر آگے رکھدی کرب دلاور
نے کہا دیکھو تو کہ کل اسکی کیا حالت کرتا ہون اور خفتان ہاتھ مین اُٹھا لی کہا اسپر یہ گرد کیسی پڑی
ہوئی ہے ضرغام نے کہا مین نقب کے راستے سے گیا تھا تو نقب کے مٹی بھر گئی ہوگی کرب
نے اس گرد کو جھاڑا تو دماغ چکر مین آیا فوراً چھینک مارکر بیہوش ہوگئے ضرغام نقلی نے نعرہ کیا

منم مہتر آفت بن ملذبہ بن کذاب اور شتپارہ کرب دلاور کا باندھکر راہی ہوا قریب صبح لشکر مین پہونچا اور مدبر کے حوالے کیا مدبر نے آفت کو بہت سا انعام عطا کیا اور کہا اسے بھی زندانخانہ بھیجدو کل تمام اہل اسلام کے سامنے قتل کرونگا لیکن ہمکو لوگ کرب کے گریاں و نالان پاس قاسم و بدیع واسد کے آئے اور کہا کہ آقا ہمارا بستر خواب پر سے غائب ہو گیا اتنے مین کچھ ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ مدبر نے میدان خونی کی تیاری کی ہے دارہی استادہ ہو رہی ہے یہ سنکر سب بہادر مع قاسم و بدیع الزمان و اسد واسکندر و داراب اسی حالت زخمداری مین مرکبون پر بیٹھے آمادہ مرگ و مہیای قضا ہوئے کہ ہم کرب دلاور کے ساتھ اپنی بھی جانین دینگے یا کرب کو چھڑا لینگے اور رخ لشکر مدبر کا کیا تھا کہ جوڑی ہرکارون کی آئی اور عرض کیا کہ کرب وخضر غام زندانخانہ مدبر سے بھی غائب ہو گئے تمام بہادر اپنے ارادون سے باز رہے اور پلٹے لیکن متردد کہ کون لیگیا مگر مدبر نے جو دیکھا کہ کرب وخضر غام غائب ہو گئے پوچھا کہ کون لیگیا کہا کچھ پتا نہین چلتا لشکر اسلام مین بھی نہین ہین بس اسنے اسیوقت نامہ زنبور شاہ بن یاقوت شاہ کو لکھا کہ آپ قلعہ کا انتظام کر کے جلد آئیے کہ اچھی طرح علاج ان خدا پرستون کا ہو جاوے اور خود باوصفے کہ سردار زخمی تھے شبخون کی تیاری کر کے رات کو آکر گرا قتل کرنا شروع کیا لشکر اسلام مین غلغلہ برپا ہوا قاسم و بدیع نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ پیمانہ عمر ہمارا لبریز ہو چکا ہے اور اسلحہ تن پر آراستہ کر کے زخمون کو باندھکر مرکبون پر بیٹھکر لڑنے لگے تا صبح نہایت کشت و خون ہوا اتفاقاً ادھر سے مدبر لڑتا ہوا چلا آتا تھا ادھر سے بدیع الزمان جاتے تھے کہ راستہ مین سامنا ہوا مدبر نے تلوار ماری بدیع نے وار اسکا پشت شمشیر پر روکا اور تلوار زانی گردن پر مدبر کے ماری خطا بھی نہ پڑا مدبر نے دوسرا وار کیا کہ زخم سر بدیع الزمان کا چوپارہ ہو گیا قاسم یہ حالت بدیع کی دیکھکر دوڑ پڑا کہ او حرامزادے غضب کیا تو نے کہ میرے عمو کو میرے سامنے زخمی کیا لہو اسکا کن انکھون سے دیکھون اور قریب ہو نجک سر پتا کر کڑک ماری کہ گردن مرکب مدبر کی قلم ہو گئی مدبر غلطان و پیچان گرا اور پانچ چار تلوارین ماریں اس ملعون پر تو کوئی حربہ اثر نہین کرتا آخرکار قاسم بھی مدبر کے ہاتھ سے زخمی ہو کے لوٹ پیچھے آ گئے قاسم و بدیع کو لیکر طرف کوہ خونریز کے روانہ ہوئے مدبر کا مرکب مارا جا چکا تھا چوٹ بھی بہت کھائی تھی تعاقب نکر سکا اہل اسلام بالاے کوہ قیام پذیر ہوئے اور ستارہ جوہر جادو کو خدمت مین شاہ اسلام کے روانہ کیا دوسرے روز مدبر نے آکر پھر محاصرہ کوہ خونریز کا کیا اب انہین یہین چھوڑ کر

اب حال سنئے قمہور دیو پر درد کا کہ واسطے مدد آسمان پری کے روانہ ہوا ہے

تخت پر سوار ہے دیو تخت اڑائے ہوئے چلے جاتے ہین کہ ایک مقام پر پہونچکے دیوون نے تخت قمہور کا زمین پر اتار دیا اور کہا کہ ہم کچھ کھا پی لین تو آگے چلین اور قمہور کے واسطے خبر کے خدمت آسمان پری مین روانہ ہو چکا ہے قمہور سیر بیابان مین مصروف تھے کہ یکایک سناٹا ہوا ہوا تیز چلی دیکھا کہ ہزارہا دیو و پری زمین پر اترے کہ تمام صحرا مملو ہو گیا اور ایک دیونی کو دیکھا کہ لباس فاخرہ پہنے ہوئے تخت پر بیٹھی ہے آگے اسکے پریان ناچ رہی ہین یکایک نگاہ اس دیونی کی قمہور پر پڑی دیکھتے ہی عاشق ہو گئی دیوون سے کہا کہ جاکر اس آدمزاد کو لے آؤ دیو پاس قمہور کے آئے اور کہا چلو تمکو شاہزادی نے ہماری بلایا ہے قمہور نے کہا مین نجاؤنگا وہ خود کیون نہین آتی دیوون نے کہا اگر یون نہ چلوگے تو ہم تمکو زبردستی لیچلینگے وہ شاہزادی ہے خاقان قاف قہقہہ حسینی کی زوجہ ہے اسنے کیا غرض ہے کہ وے اسکی شان کے خلاف ہے اور تمہارا

گیا کہ قمہور کو پکڑ لیجاوین لیکن جو دیو قمہور سے لپٹا قمہور نے گھونسا منہ پر مارا کہ کلہ پھٹ گیا اور آکر تنجالہ
بانو سے بیان کیا کہ وہ نہیں آتا ہمنے چاہا تھا زبردستی لے آئین تو اُسنے ہماری یہ حالت کی تنجالہ
بانو خود پاس قمہور کے آئی اور جام شراب بھر کر پیش کیا اور کہا اے جان جہان ہمسے بیرخی کرتے ہو لو یہ جام
محبت ہے اسے پی لو اور پیام وصول قبول کرو قمہور نے ہاتھ مارا کہ پیالہ شراب کا جو مثل کاسہ تنے
کے تھا ہاتھ سے تنجالہ کے گر گیا تنجالہ کو غصہ آیا اور کہا اے شخص تو بڑا بیمروت ہے نہیں جانتا مجھے کہ
مین کون ہون اگر چاہون تو تیری ہڈیان پسلیان توڑ کر کھا جاؤن مگر تجھپر اسقدر مہربانی کرتی ہون اور
تو مجھسے بیرخی کرتا ہے قمہور نے کہا دور ہو یہان سے وہ اجل رسیدہ قمہور سے لپٹ گئی اور بوسہ قمہور
کا لے لیا قمہور نے طمانچہ مارا کہ کلہ تنجالہ کا پھٹ گیا بس اسنے کہا ارے لینا اس سرکش کو دیکھتے ہو کہ
اسنے میری کیا حالت کی دیو دارین پکڑ کر قمہور کی طرف چلے تھے کہ قمہور نے بھی تلوار کھینچی اور جھپٹ کر
پہلا وار تنجالہ پر کیا کہ سر اسکا کٹکر زمین پر گرا دیو قمہور پر ٹوٹ پڑے وار مارنے لگے لیکن قمہور نے
سیکڑون دیوؤن کو مارا دارین چھین چھین کر پھینک دین آخر کار دیو بھاگے اور خدمت مین شعشعہ دیو تن
کے روانہ ہوئے اتنے مین وہ دیو جو تخت قمہور کا اُتار کر گئے تھے وہ آئے راستے مین خبر پائی کہ قمہور
نے مادر شعشعہ کو مار ڈالا آکر عرض کیا کہ آپنے غضب کیا مادر شعشعہ کو مارا اب دیکھیے کیا آفت برپا ہوتی
ہے قمہور دیوون پر خفا ہوا کہ کیا بکتے ہو اگر وہ ملعون ہوتا تو اُسے بھی مارتا غرضکہ دیو تخت قمہور کا لیکر طرف
آسمان پری کے روانہ ہوئے وہان دیو تندرک نے آسمان پری کو خبر دی تھی کہ قمہور واسطے
مدد کے آتا ہے راہ مین ہے آسمان پری نے ازرق پری اور سلاسل پری سیامک وغیرہ کو
ملکہ قرلیشہ کے ساتھ کرکے واسطے استقبال کے روانہ کیا راستہ مین ملاقات ہوئی از بسکہ قمہور قرلیشہ
سے چھوٹا ہے سلام کیا قرلیشہ نے بہت شفقت کی اور ہمراہ لیے ہوئے خدمت مین آسمان پری کے
آئی آسمان پری نے قمہور کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیکر فرمایا کہ یہ فرزند میرا عجب پہلوان باحرب ہے
مگر شعشعہ ملعون رویین تن ہے قمہور نے کہا انشاء اللہ تعالے چیر کر پھینک دونگا کہ اتنے مین آواز طبل
جنگ کی آئی اور چند دیوؤن نے آکر بیان کیا کہ شعشعہ نے طبل جنگ بجوایا ہے قمہور نے کہا آپ بھی ہن
حربی بجوائیے اُسیوقت حکم سے قمہور کے یہان بھی طبل جنگ بجا تیاری جنگ ہونے لگی شعشعہ اپنی
بارگاہ مین بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا ناچ دیکھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ کل صبح کو مین وہ کارزار کرونگا
کہ آسمان پری کو بھاگنے کا رستہ نہ ملیگا اتنے مین کچھ دیو روتے ہوئے آئے اور لاش تنجالہ بانو کی
آگے شعشعہ کے ڈالدی شعشعہ چیخ مار کر رو دیا پوچھا کسنے قتل کیا لوگون نے نام قمہور کا لیا شعشعہ نے
کہا خیر کل سمجھا جائیگا اور لاش تنجالہ کی اٹھوا دی جب صبح ہوئی دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ
ہوئین نقیب نہیب دیکر نکلگئے تھے کہ شعشعہ میدان مین آیا مبارز طلب ہوا ادھر سے قمہور دیو پرور ملکہ
آسمان پری سے اجازت لیکر میدان مین آیا شعشعہ قمہور کو دیکھکر پکارا کہ کل تو ہی نے میری مادر
مہربان کو قتل کیا تھا قمہور نے کہا ہان ہمین ہی نے اس ناحستہ کو مارا اور تجھے بھی قتل کرونگا شعشعہ نے کہا
تجھے عورت سے لڑتے شرم نہ آئی قمہور نے کہا مین اُس سے کب لڑا وہ تو مجھسے خواہان وصل تھی اسی
جرم پر مین نے اُسکو مارا شعشعہ اس کلام پر کھسیا گیا اور وار شمشاد قمہور پر ماری قمہور نے وار خالی دی

شعشہ جونک مین وار کے جھکا وار زمین پر پڑی خاک اُڑی دونون لشکرون کو یقین ہوا کہ قمھور مارا گیا اور شعشہ
نے پکارا کہ افسوس ہی گوشت تیرا کر کرا ہو گیا ہو گا ورنہ مین کس ضرب سے مکتا قمھور نے گرد سے نکلکر آواز
دی کہ حریف تیرا مین موجود ہون اور تلوار سر پر شعشہ کے ماری از بسکہ یہ روئین تن تھا تیغہ قمھور کا اُچٹ گیا
لیکن چوٹ شعشہ کے آئی پکارا او آدمزاد تو ابھی زندہ ہی سلے یہ ضرب پیام اجل ہے اور پھر وار ماری قمھور نے
ایکی واز اسکا سپر پر روکا تڑ اقے کی صدا بلند ہوئی جگہ زمین ہول سے شق ہو گیا اتنی گرد بلند ہوا شعشہ
پکارا از دم و لیست کردم عیار دوڑ کر آیا گرد کے چرخ مار کر گھسا دیکھا کہ قمھور بیہوش کھڑا ہی اور ہر بن مو سے پسینہ
جاری ہی آنکھین بند مگر ہاتھ دونون مثل ستون آہنین کے بلند ہین عیار نے مُنہ پر پانی کا چھینٹا مارا قمھور
کو ہوش آیا جلدی سے گرد کے باہر آیا اور دوسرا تیغہ نہایت غیظ و غضب مین کمر شعشہ پر مارا جسم پر کچھ
اثر نہوا مگر تیغہ ٹوٹ گیا شعشہ نے پھر ضرب ماری قمھور جست کر کے ہاتھ سے لپٹ گیا اور دار چھین لی
شعشہ نے جھٹ کر دوسری دار ہاتھ مین لی قمھور نے اُسے دار کو چرخ دیکر سر پر شعشہ کے وار کیا شعشہ نے
وار کو دار پر روکا تڑ اقے کی صدا بلند ہوئی معلوم ہوا کہ کوہ پھٹ پڑا شرارے آگ کے نکل گئے شعشہ چیخ اُٹھا
اور بیہوش ہو گیا دیو دوڑ پڑے اور شعشہ کو اُٹھا لیگئے قمھور میدان سے پھرا آسمان پری نثار ہوئی اور
بہت تعریف قمھور کی کی طبل شادمانی بجا صحبت رقص و غنا آراستہ ہوئی دو ریادہ ناب کا ہوا کہ اسطرف
دیو شعشہ کو لیے ہوئے اپنے مقام پر آئے کچھ بوٹیان قاف کی سنگھا کر ہوشیار کیا شعشہ نے کہا بلا کی ضرب
ماری اس آدمزاد نے کل سمجھونگا اور پھر طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر آسمان پری کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش
مین آیا رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبحکو صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئین نقیب نہیب دیکر نکلے
کہ شعشہ میدان مین آیا ادھر سے قمھور دیو پر دوش گردن پر ایک دیو کے سوار ہو کر مقابل ہوا شعشہ نے
چوب چماق ماری قمھور نے وار پر روکی اور خنجر دار کو چرخ دیا کہ مارون شعشہ سامنے سے دور بھاگ کے
اور چقماق چادر لیکر دوڑا یہ عجب حربہ ہی کہ سات سلین بڑی بڑی پتھر کی مثل جال کے زنجیرون مین بندھی
ہوئی ہین قریب آکر قمھور پر وار کیا وہ سات بلائین متفق ہو کر سر قمھور کیجانب چلین ہرچند قمھور نے چاہا کہ خالی دے
ممکن نہوا ایک پتھر سر قمھور پر اور ایک اُس دیو کے سینہ پر کہ جسپر قمھور سوار تھا پڑا قمھور کا سر شق ہو گیا
دیو کا کلیجہ پھٹ گیا دونون بالائے زمین گرے شعشہ نے قصد کیا کہ سر قمھور کو قلم کرون آسمان پری
نے شور کیا کہ ارے لینا دیو دوڑ پڑے اور قمھور کو لیکر علیحدہ ہوئے شعشہ سے لڑائی ہونے لگی تمام
دیو شعشہ کے بھی آ پڑے جنگ مغلوبہ ہوئی دار شمشاد ساطور چوب چماق چقماق چادر میل فولادی چلنے
لگی ہنگامہ دار و گیر بلند ہوا گویا بیمار لڑ رہے تھے ایک آفت برپا تھی شعشہ کی یہ حالت ہی کہ
اسکے جسم پر حربہ کسی دیو کا کارگر نہین ہوتا یہ جسے مارتا ہی وہ بچتا نہین بس لڑتا بھڑتا چلا آتا ہی
آسمان پری نے حکم کیا کہ قمھور کو شفاخانہ لیجاو دیو قمھور کو لیکر چلے تھے کہ شعشہ نے
تعقب کیا آسمان پری نے شور کیا کہ ارے یہی وقت ہی جانین لڑا دینے کا قمھور بیہوش
ہی اُسے بچاو شعشہ کو روکو مگر وہ ملعون کس سے رُکتا ہی کیونکہ روئین تن ہی قتل کرتا ہوا قریب
قمھور کے پہونچ گیا آسمان پری یہ حالت دیکھکر بیتاب ہو گئی مُنہ پر اپنے طمانچے لگائے
کہ مین نے کیون قمھور کو واسطے مدد کے طلب کیا تھا اگر یہ قتل ہو گیا تو مین امیر کو کیا مُنہ

دکھاؤن گی لیکن دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور عرض رسا ہوئی کہ ای کار ساز
بے نیاز تو ہی ایسے وقت مین حامی و مددگار ہی کہ یکایک تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا اور آواز طبل
اسکندری کی کان مین آئی اور اساسہ صاحبقرانی دکھائی دیا نقابدار زرین پوش باشوکت
وحشم پہونچا اور شعشعہ کو للکارا کہ او ملعون کیا کرتا ہی شعشعہ نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نقابدار آتا
ہی پکارا تو بھی آ اب پہلے تیرا شکار کرلون تو اس سے سمجھون اور قریب پہونچکر وار ماری نقابدار
نے وار خالی دی اور لپٹ کر ہاتھ کا اڑنگا دیا کہ شعشعہ گرا بس کود کر چھاتی پر ایک ہاتھ گدی کے
نیچے دیا دوسرا ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے اور چکر دیکر جھٹکا مارا کہ سر دھڑ سے علیحدہ ہوگیا دیو شعشعہ کے
دوڑ پڑے نقابدار پر حملہ آور ہوئے نقابدار نے دیوؤن کو قتل کرنا شروع کیا استے مین کئی ہزار
تخت نمودار ہوئے ہر تخت پر ایک ایک جوان سبزپوش بیٹھا تھا تخت جواہر نگار تھے علم اژدہا
پیکر کا پھریرا ہوا مین اڑتا ہوا سب جوان مسلح و مکمل تھے دیوؤن سے جنگ کرنے لگے آخر کار
دیو شکست کھا کر لاش شعشعہ کی لیے ہوئے بھاگے نقابدار نے سر شعشعہ کا لا کر سامنے آسمان
پری کے ڈالدیا آسمان پری نقابدار کو بڑی عزت و حرمت سے قلعہ مین لیگئی اور نام پوچھا
نقابدار نے کہا بہت جلد ظاہر ہوجائیگا اور سر پر قمہور کے مرہم سلیمانی لگایا کہ فوراً زخم قمہور
کا اچھا ہوگیا بعد اسکے کمان اپنی قمہور کو دی کہ زور کرو قمہور نے کمان کو اس زور سے کھینچا
کہ منہ سرخ ہوگیا مگر نصف سے زیادہ نہ کھنچی نقابدار نے کمان ہاتھ سے لے لی اور خود کھینچی اسقدر
کہ قریب تھا کمان ٹوٹ جائے قمہور نہایت شرمندہ ہوا اور عرق جبین پر آگیا قریب تھا کہ اپنے کو
مارے غیرت کے ہلاک کرے کہ نقابدار نے کہا ای برادر فضلنا بعضکم علی بعض مین کوئی غیر نہین
ہون جیسے تمنے کمان کھینچی ویسے مین نے کھینچی قمہور نے نام پوچھا کہا بہت جلد ظاہر ہوا جاتا
ہی مگر ابھی نہین یہ کہکر رخصت ہوا قمہور نے آسمان پری سے کہا اب مجھے بھی طرف پردۂ دنیا کے بھیجدے
آسمان پری نے تخت پر قمہور کو سوار کرکے طرف سائل کے روانہ کیا

اب یہان سے چند کلمہ داستان لاہوتک غول کے بیان ہوتے ہین

کہ جب لاہوت ہفت منظر سے پھرا اور بدیع الملک کا پتا نہ لگا کوچ بہ کوچ قریب قلعہ آفتاب
کے پہونچا نوفل زرین درفش قلعہ بند ہوا جب یہ خبر لاہوتک کو ہوئی اسنے دیوؤن کو حکم دیا
کہ قلعہ کو ویران کرو دیوون نے تمام قلعہ برباد کیا نوفل نے اب یہ آفت دیکھی مع مال و خزانہ قلعہ سے باہر
آیا اور لاہوتک ملعون کو سجدہ کیا لاہوتک نے خلعت دیکر رخصت کیا اور طرف زرنگاباد کے
متوجہ ہوا جب قریب قلعہ کے پہونچا نامہ اسفندیار زرنگابادی کو لکھا کہ ابدولت تشریف شریف
لائے ہین آ اور قدمبوسی کر جب نامہ شاہ زرنخ آباد کو پہونچا جواب مین لکھا کہ آج قابل حاضر ہونے
کی نہین ہون کل حاضر ہونگا اور ہما عیار کے ہاتھ کچھ تحائف روانہ کیے ہما مع تحائف پاس لاہوتک
کے آیا سجدہ کیا تحفے پیش کش کیے لاہوتک نے ہما کو خلعت دیا جب ہما لشکر آیا تو دیکھا کہ اسفندیار
متردد ہی ہما نے باعث فکر پوچھا اسفندیار نے بیان کیا کہ مین نے عشرت عیار کو واسطے گرفتاری لاہوتک کے
بھیجا ہی اگر وہ لے آیا تو مین اُسے قید کرونگا لیکن عشرت عیار جو روانہ ہوا صورت اپنی تبدیل کرکے

داخل لشکر لاہوتک ہوا جب دربار لاہوتک سے برخاست کیا اور بارگاہ مین اپنی داخل
ہوا کھانا زہر مار کرکے پلنگ پر لیٹا عشرت عیار نے پشت کی جانب سے خیمہ کو چاک کیا اور بردہ آئے
بیہوشی کے ستونون پر مارے کہ خدمتگار وغیرہ جو اُسوقت موجود تھے دود بیہوشی اُنکے دماغ
مین گیا چھینکین مار مار کر گرے اُسوقت عشرت قریب لاہوتک کے گیا اور کچھ عیاری
مین بیہوشی لیکر قریب ناک کے لیگیا جب لاہوتک نے اوپر کا دم کھینچا عشرت نے تمام
بیہوشی دماغ مین پھونک دی لاہوتک بیہوش ہوگیا عشرت نے پشتارہ باندھکر پشت پر لگایا اور
وہان سے چل نکلا تمام لشکر خواب مرگ مین تھا طلایہ گشت پھر رہا تھا اُن لوگون کی نگاہون سے
بچکر صاف نکل گیا قریب صبح قلعہ زریخ آباد مین داخل ہوا اسفندیار ٹہل رہا تھا اُسے شب بھر
نیند نہ آئی تھی کہ عشرت پہونچا اور پشتارہ لاہوتک کا آگے ڈالدیا وہان صبحکو ملازم لاہوتک
جو بیدار ہوئے پلنگ پر لاہوتک کو نپایا شور کیا کہ ہاے خداوندوا ے خداوند تختگان وبختگان نے
سُنا آئے جب کچھ نشان نہ ملا کہا کہ جس جگہ خداوند قید ہونگے وہان جانور سایہ فگن ہونگے اور
یقین ہے کہ اسفندیار شاہ زریخ آبادی نے خداوند کو قید کیا ہے اور طرف شہر زریخ آباد کے
روانہ ہوئے لشکر زیر قلعہ اُترا کچھ عیار تفحص مین روانہ ہوئے یہان اسفندیار پشتارہ لاہوتک کا
دیکھکر نہایت مسرور ہوا عشرت عیار کو پانچ ہزار اشرفی اور خلعت ملبوس خاص عنایت کیا انگوٹھی
کیوڑے گلاب سے دھوکر اپنے ہاتھ مین پہنی لاہوتک کو زندانخانہ مین بھجوادیا دیوون نے آکر سلام کیا
اور کہا الحمد للہ کہ ہاتھ سے کفار کے نجات پائی لیکن صبحکو اسفندیار نے دربار مین کہا اور حکم کیا
کہ لاؤ لاہوتک کو داروغہ زندان خانہ لاہوتک کو لیکر حاضر ہوا اسوقت تک لاہوتک بیہوش
تھا اسقدر بیہوشی عشرت نے دماغ مین پھونک دی تھی اسفندیار نے کہا اسے ہوشیار
کرو جب لاہوتک ہوشیار ہوا پکارا ای بندگان سجدہ کنید اسفندیار نے کہا او قرمساق دیکھا
تونے قدرت پروردگار عالم کو کہ آج اُسنے مجھے تجپر مسلط کیا ہے اور قید گران ڈالکر زندانخانہ
بھیجدیا وہ عیار جو تختگان وبختگان کے بھیجے ہوئے صورتین بدلکر داخل شہر زریخ آباد ہوچکے
تھے اُنھون نے دیکھا کہ جانور مکان شاہی پر سایہ فگن ہین اور کل کیفیت گرفتاری لاہوتک
کی سُنکر واپس آئے اور بیان کیا حمائل شاہ نے کہا ایک نامہ اسفندیار کو لکھو کہ بہتر یہ ہے کہ
ہمارے خداوند کو رہا کر دے نہین تو تمام قلعہ کو ہم برہم کر دینگے اس مضمون کا نامہ تختگان
وبختگان کی جانب سے پاس اسفندیار کے روانہ کیا جب ایلچی نے نامہ اسفندیار کو
پہونچایا وہ پڑھکر نہایت ہنسا اور جواب مین لکھا کہ تمھارا خداوند کیسا ہے جو قید بھی ہوجاتا ہے اور
پھر اپنے کو چھڑا بھی نہین سکتا یہ جواب دندان شکن جو کفار کو پہونچا پھر کچھ نہ لکھا لیکن آدمخوار
نے کہا کل ہم اس قلعہ کو لے لینگے اور خداوند کو بھی رہا کرا لینگے اور اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوادیا یہ خبر اسفندیار
شاہ کو ہوئی اُسنے بھی خوب قلعہ کو آراستہ کیا رات بھر نقارہ رزمی دونون طرف بجا جب زمانہ
شب کا برطرف ہوا اور پردہ شب سے روے سحر طالع ہوا ہواے سرد چلنے لگی مرغان چمن اپنے اپنے
آشیانون سے نکلکر شاخہاے درخت پر بیٹھکر مصروف تسبیح وتہلیل پروردگار عالم ہوئے کفار

بت پرستی مین مصروف اہل اسلام نماز سحر بجا لائے کہ یکایک لشکر کفار سے ارماق آدمخوار بارہ ہزار
آدمخوارون کی جمعیت سے یلغار کرکے طرف قلعہ کے چلا اسفندیار خود فصیل دروازے پر دوربین
لگائے ہوئے بیٹھا دیکھ رہا تھا جب دیکھا کہ اب کفار زد پر آگئے ہین حکم دیا کہ بان بارود گولے
توپین مانند رعد کے گرجنے لگین دھوئین سے ایک ابر غلیظ چھا گیا جب دھوان برطرف ہوا
دیکھا کہ ارماق آدمخوار زیر دیوار قلعہ موجود ہی گرز سے دروازہ قلعہ کا توڑا چاہتا ہی اسفندیار نے دیوون
سے کہا اسے خندق مین ڈالدو دیوون نے ارماق کو خندق مین پھینک دیا ارماق وہان سے نکلکر
گرتا پڑتا ہوا بھاگا پانچ ہزار آدمخوار کام آئے طبل بازگشت بجا قلعہ پر نقارہ شادمانی نوازش مین آیا
اہل اسلام خوش وخرم بیٹھے تھے کہ اتنے مین شبان بن عمر آیا اور اسفندیار سے بیان
کیا کہ شاہزادہ سلیمان ثانی اور عجیل ماہر و بھائی صاحبقران کے آتے ہین قلعہ پر نقارہ شادیانی بجا
کفار نے خبر منگائی کہ کیا ماجرا ہی اتنے مین گرد اڑی اور عجیل ماہر و مع شاہزادہ سلیمان ثانی
آکر پہونچے اور دروازہ قلعہ کا کھلوا کر مع لشکر باہر قلعہ کے مقیم ہوئے اسفندیار شاہ باہر قلعہ کے آیا
اور استقبال کرکے عجیل و سلیمان کو قلعہ مین لایا اور شکل لاہوتک ملعون کی دکھائی عجیل نے کہا عجب
حرامزادہ معلوم ہوتا ہی اور ہزار آدمی واسطے نگہبانی کے مقرر کیے وہان سے آکر بارگاہ مین پہونچے و نکل پر
بیٹھے تھے کہ چوبدار نے آکر عرض کیا اشراق آدمخوار فرستادہ حمائل شاہ حاضر ہی برسم ایلچی گری آیا
ہی عجیل نے فرمایا بلاؤ جب اشراق سامنے آیا پکارا منم نامہ دار ومنم نامہ دار ایک فولادی کرسی
اسے بیٹھنے کو ملی سلیمان ثانی نے نامہ ہاتھ سے اشراق کے لیکر پڑھا جسمین یہ لکھا تھا کہ ای گروہ
تمنے ایک خداوند کو مارا اب اسکے بیٹے کو جو دوسرا خداوند ہی قید کیا پس بہتر اسمین ہی کہ خداوند کو
سجدہ کرو اور تخت پر بٹھا کر ہمارے پاس لے آؤ ورنہ ایک دم مین خداوند تم سب کو برباد کردیگا
سلیمان ثانی نے یہ لغویات دیکھکر نامہ کو چاک کرڈالا اشراق نہایت برہم ہوا اور پکارا تجھے
کچھ خوف نہ آیا کہ یہ نامہ کسکا ہی اور مین کون ہون اب عوض نامہ کے تیرے جسم کو پارہ پارہ کرونگا
یہ کہکر سلیمان ثانی سے لپٹ گیا سلیمان نے آن واحد مین اٹھا کر دے مارا اور دونون کان
اکھڑ لیے اشراق وہان سے بھاگا اسطرف کفار نے دربار آراستہ کیا یہ باتین ہو ہی رہی تھین کنکان
کنکان گرتے تھے انھون نے کہا کہ عجیل سلیمان نے آکر اسفندیار کو مدد دیوان سے منع کردیا ہی اب وہ
دیوون سے کام نہ لیگا سمہان آدمخوار نے کہا اگر ایسا ہی تو مین ان سب خدا پرستون کو کھا جاؤنگا
ابھی طبل جنگ بجواؤ حمائل شاہ نے کہا جواب نامہ کا آلینے دو کہ اتنے مین اشراق باحال پریشان
کٹا ہوا نامہ لیے ہوئے کان ہزار روتا آیا اور تمام ماجرا بیان کیا حمائل شاہ نے طبل جنگ بجوایا یہ
خبر اہل اسلام کو پہونچی وہان بھی نقارہ رزمی بجا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبحکو دونون
لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال اشراق آدمخوار حمائل شاہ سے
اجازت لیکر میدان مین آیا اور سلیمان ثانی کو ٹوکا ادھر سے سلیمان ثانی مرکب جھکا کر مقابل ہوا اور پکارا
تجھے کچھ حیا بھی مجھے کو کہتے ہوئے نہ آئی کہ کل مین نے تیری کیا حالت کی تھی اشراق نے کہا وہ وقت گذر گیا
اور نیزہ مارا شاہزادہ نے نیزہ اشراق کا ہوائی کیا اور کمربند پکڑ کر اشراق کو اچھال دیا زمین پر گرنے

نہ پایا تھا کہ جو رنگ ہوائی کاٹا لشکر اسلام سے آواز تحسین و آفرین کی بلند ہوئی لشکر کفار مین غریو
اُٹھا مرداق آدمخوار نے مقابلہ کیا شاہزادہ سلیمان ثانی نے نیزہ اسکا بھی ہوائی کیا اسنے تلوار
ماری سلیمان نے ہاتھ بند دست پر ڈالدیا اور کمربند پکڑ کر قاش زین سے بلند کر کے
زمین پر مارا اور پھر کر پھینک دیا سیاہان ان دونون کے واسطے رویا اور طبل بازگشت بجوایا
گرشاسپ آہن کلاہ نے حمائل شاہ سے کہا کہ یہ آدمخوار اپنے آگے کسیکو موجود نہین جانتے
تھے یہ اُسکی سزا ہی کل مین مقابلہ کرونگا غرضکہ پھر طبل جنگ بجا اور دونون لشکر میدان مین آئے
گرشاسپ حمائل شاہ سے اجازت لیکر آدمخوار ذن سے جھنجھلین کرتا ہوا میدان مین آیا اور مبارز
طلب ہوا اسطرف سے پھر شاہزادہ سلیمان ثانی میدان مین آیا گرشاسپ تگاور زن ہوا
ادھر سے سلیمان ثانی تگاور زن ہوا مرکب سلیمان کا تین قدم حسب معمول پیچھے ہٹا اور
کرگدن گرشاسپ کا پانچ قدم لپسپا ہوا گھوڑون کو پھیر پھیر کر ایک نے دوسرے کا سامنا کیا
گرشاسپ نے نیزہ مارا سلیمان نے نیزہ اسکا ہوائی کیا گرشاسپ نے تیر مارا سلیمان
ثانی نے بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور قاش زین سے اُٹھا کر زمین پر مارا گود کے چھاتی پر باندھکر
مشکین عیار کے سپرد کیا قنطور بن کلاب آہن کلاہ میدان مین آیا چوبدست شاہزادہ پر ماری
سلیمان نے چوبدست خالی دی اور لپٹ پڑا کشتی ہونے لگے چند ساعتین گذری ہونگی کہ
سلیمان نے لنگ قنطور کا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا اور باندھکر مشکین عیار
کے سپرد کیا یہ حال دیکھکر فولاد زنگی ملک مرداق کا سردار میدان مین آیا مقابل ہوا اژدہ
پشت نہنگ سلیمان پر مارا سلیمان نے اژدہ کو تیغ سے قلم کیا اور فولاد کو باندھکر لشکر
مین بھیجدیا ملک مرداق نے سلیمان ثانی کی بہت تعریف کی اور کہا کل حال مردی و
مردانگی کا معلوم ہوگا یہ کہکر طبل بازگشت بجواکر میدان سے پھر گیا جب شام ہوئی طبل جنگ اپنے
نام پر بجوادیا یہان اہل اسلام خوش وخورم بارگاہ مین بیٹھے ہین اسفندیار شجاعت سلیمان کی
تعریف کر رہا ہی کہ آواز طبل جنگ کی کانون مین پہونچی بعد کو یہ خبر بھی معلوم ہوئی کہ آج ملک مرداق
نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہی خود نکلکر مقابلہ کریگا سلیمان نے کہا خدای بزرگ سے
انشاء اللہ اس گبر کو بھی مارونگا غرضکہ رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبحکو دونون لشکر میدان مین آئے
صفوف قتال وجدال آراستہ ہوئین نقیب نقیب دیکر نگاگئے تھے کہ علم لشکر مرداق کے جلوہ گری پر
آئے اور مرداق شاہ مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھایا نیزہ کے ہاتھ نکالے جب خوب
عرق عرق ہوگیا گھوڑے کو روک کر نیزہ زمین پر گاڑ دیا اور آواز دی کہ کہان ہی سلیمان ثانی آئے
میرے مقابلہ کو یہ کل کے پہلوانونکی لڑائی نہو کہ اُسنے زیر کر لیا بس یہ کلمہ سنا تھا کہ سلیمان مرکب کو چمکا کر
میدان مین آیا سلیمان کو آتے دیکھکر ملک مرداق تگاور زن ہوا کہ سر سے سر سینہ سے سینہ لڑا چنگاریان آگ
کی نکلین پانچ قدم مرکب ملک مرداق کا لپسپا ہوا اور تین قدم گھوڑا سلیمان ثانی کا مرداق نے
خبردار خبردار کہکر نیزہ سینہ بے کینہ سلیمان کے مارا سلیمان نے بفنون سپہ گری نیزہ کو نیزہ پر روکا بند
بندھنے کھلنے لگے تادیر طعنین چلا کین آخر ایک مقام پر سلیمان نے نیزہ ہاتھ سے مرداق کے ہوائی کیا

بس نیزہ ہاتھ سے نکلنا تھا کہ دنیا سیاہ ہوگئی مرداق نے گرز گران سر کو سنبھالا اور دو دستی گرز سر سلیمان پر مارا سلیمان
نے گرز کو زیر سپر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی گرزون سے چنگاریان آگ کی نکل گئین تیغ تق گرد بلند ہوا سلیمان
نے گرد سے نکل کر گرز مارا مرداق نے گرز کو سپر پر روکا مگر ہاتھ تھرائے لنگر ضرب کا نہ اٹھ سکا سر پیچھے کو کھینچا گرز
سلیمان کا سر مرکب پر پڑا کہ مرکب بخش زمین ہوگیا مرداق مع مرکب غلطان پیچان زمین پر گرا ایک
ٹانگ اسکی مرکب کے نیچے دبی ہوئی تھی گھوڑے کے گرتے ہی کولا مرداق شاہ کا اتر گیا رنگ چہرہ کا زرد
ہوگیا سلیمان ثانی نے آواز دی کہ بجاؤ اسے کفار دوڑے مین دا لگے مرداق کو اٹھا لیگئے طبل بازگشت بجا دونون
لشکر میدان مین آئے سہمان نے تخنگان سے کہا کہ اگر کل ان خدا پرستونکو نہ کھایا ہوگا تو نام
اپنا سہمان نہ پایا ہوگا غرضکہ کفار داخل بارگاہ ہوئے زخمیونکا علاج ہونے لگا جام مے ناب گردش مین آیا
سہمان نے کئی جام پیے جب خوب نشہ ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز
نقارہ کی گرجی یہ خبر اہل اسلام کو ہوئی کہ سہمان آدمخوار نے آج اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے سلیمان نے
کہا کچھ پروا نہین ہے جو خدا کریگا وہ ہوگا غرضکہ نقارہ رزمی نوازش مین آیا رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبحکو دونون
لشکر نعرہ آرای دشت قتال ہوئے لشکر کفار سے سہمان آدمخوار میدان مین آیا فوج اسلام سے سلیمان ثانی نے
نکلکر سامنا کیا بعد گفتگوی بسیار نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا تلوار چلی مطلب نہ حاصل ہوا آخرکار نوبت کشتی پر
آئی تا دیر کشتی رہی دونون لشکر آگے بڑھ آئے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے یہانتک کہ ایک دن اور ایک رات کشتی
رہی دوسرے دن قریب صبح سہمان نے زور کیا کہ سلیمان ثانی کو دس قدم دوڑا لیگیا اور جھٹکا مارا کہ ایک
گھنٹہ آشنا بہ زمین ہوگیا شاہزادہ نے سنبھلکر زور کو اسکے روک کر ہاتھ کمر زنجیر مین ڈالکر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر
جو زور کیا تو پچیس قدم سہمان کو دوڑا لیگیا وہان سے جو زور کیا تو زمین سے اٹھا لیا سر پر چرخ دینا شروع کیا
یہ حال سہمان کا دیکھکر تمام آدمخوار دوڑ پڑے ادھر سے اہل اسلام آ پڑے جنگ مغلوبہ ہوئی آواز تکبیر بلند
ہوئی کشت و خون ہونے لگا ہر طرف ڈھالون سے اک ابر سیاہ بلند ہوا مرکبون کے شیہون کی صدائین بلند بجلیان
تیغون کی چمک چمک کر چہار طرف گر رہی تھین آج وہ جنگ عظیم ہوئی کہ تینون دن کی لڑائیون سے زیادہ آدمی
کام آئے یکایک کمربند سہمان کا ٹوٹا اور وہ زمین پر گرا لوگ اسکے چہار طرف سلیمان کو گھیرے ہوئے لڑ رہے تھے سہمان
لیکر سامنے سے راہی ہوئے جب تخنگان نے دیکھا کہ سہمان ہاتھ سے خدا پرستونکے رہا ہو گیا طبل بازگشت
بجوادیا مجاہدین نے ہاتھ روکا کفار اپنے مقام پر چلے گئے اہل اسلام اپنی فرودگاہ پر آئے تین دن تک میدان قتال
سے لاشین اٹھائین اسقدر کشت و خون ہوا کہ رنگ دشت جدال کا سرخ ہوگیا لیکن سہمان نے حمائل شاہ سے
کہا کہ ایسا بہادر زوردار آدمی مین نے نہین دیکھا حمائل شاہ نے کہا اگر تو اندیشہ مند ہے تو مین تدبیر سلیمان کی
کیے لیتا ہون سہمان نے کہا اگر ایسا ہو تو مین سب خدا پرستونکو قتل کرون حمائل شاہ نے اپنے عیار کو طلب کیا کہ نام
اسکا فیروزہ سنگ انداز تھا جب وہ سامنے آیا کہا ہو سکتا ہے کہ تو سلیمان ثانی کو چرا لائے فیروزہ نے کہا کہ گیا اور لایا حمائل
شاہ نے کہا ایک لاکھ روپیہ انعام دونگا فیروزہ اسیوقت قطورہ زرلفتی اور پاتابہ سقرلاتی سے آراستہ و پیراستہ ہو کر طرف
لشکر اسلام کے روانہ ہوا اہل اسلام نے جشن نے کیا تھا اور عشرت عیار نے دعوت شبان بن عمر کی کی تھی دونون
بیٹھے ہوئے سرود شراب خوار ہی تھے جب خوب نشہ ہوا اصلاح کی کہ چلکر لشکر کفار کی سیر کرین کہ کیا رنگ ہے اور اب کیا
ارادہ ہے دونون روانہ ہوئے راستہ مین پہونچکر اسقدر بیخود ہوئے کہ گر پڑے بعد کچھ دیر کے جب نشہ کم ہوا دونون عیار طرف

ایک طرف کوہ کے آئے اور کہا کہ چلنا لشکر دشمن مین صلاح نہین شاید گرفتار ہون اور دونون صورتین
تبدیل کرکے بالای کوہ مقیم ہوئے وہان فیروزہ سنگ انداز نے شکل اپنی ایک مرد عابد کی بنائی تسبیح
ہاتھ مین لیے ہوئے داخل لشکر ہوا جس شخص نے دیکھا مسلمان سمجھا مزاحم نہوا یہانتک کہ دربار
برخاست ہوا سلیمان ثانی اپنے خیمہ مین آیا سو رہا جب رات زیادہ گئی اور اہل لشکر مصروف خواب ہوئے
گشت طلایہ کا پھرنے لگا فیروزہ پشت خیمہ پر آیا اور فکر کرنے لگا کہ کیونکر اندر جاؤن اور سلیمان کو گرفتار
کرون اتفاقاً ایک خدمتگار واسطے رفع احتیاج کے باہر آیا ایک مقام پر بیٹھکر پیشاب کرنے لگا فیروزہ
پشت کیجانب سے قریب اُسکے گیا جب وہ پیشاب کرکے اُٹھا فیروزہ نے حباب بیہوشی ارا وہ
چھینک مار کر بیہوش ہوا بعدہ اُسے برہنہ کرکے وہین ڈالدیا اور کپڑے اُسکے آپ پہنے صورت تبدیل کرکے
داخل خیمہ ہوا اور باری دار جو بیٹھے تھے اُنھین روئی عطر کی کان سے نکالکر دی وہ سب سونگھکر بیہوش ہوئے
بعد اسکے سلیمان ثانی کو بھی بیہوش کیا اور پشتارہ باندھ کر پشت خیمہ چاک کرکے روانہ ہوا لیکن ہان
سبان بن عمرو اور عشرت عیار کو جو کوہ پر صورتین تبدیل کیے ہوئے بیٹھے تھے دیکھا اُنھون نے کہ ایک عیار لشکر اسلام سے
پشتارہ بدوش طرف لشکر کفار کے جاتا ہے یہ کھٹکے اور قریب گئے اُسنے پوچھا تم کون ہو اتفاقاً صورت توشبان و
عشرت تبدیل ہی کیے ہوئے تھے کہا کہ ہم شاگرد ہین فیروزہ سنگ انداز کے اسنے کہا مین ہی فیروزہ ہون پوچھا
پشتارہ مین کون ہے سلیمان ثانی بڑی کوشش سے ہاتھ آیا ہے شبان نے کہا واہ اُستاد کیا کہنا ذرا
ہاتھ بڑھائیے کہ مین دست بوسی تو کرون فیروزہ نے ہاتھ بڑھایا بس شبان نے ہاتھ پکڑ کر جھٹکا مارا کہ
فیروزہ زمین پر گرا بس مار کر حلقے کمند کے اسے تو باندھ لیا اور پشتارہ چھین کر سلیمان کو ہشیار کیا سلیمان نے
کہا اے شبان تو نے مجھے کیون گرفتار کیا مین نے تیرے ساتھ کونسی برائی کی تھی شبان نے کہا کیا مجال
ہے غلام کی کہ آپکو اسیر کرسکے یہ فیروزہ عیار آپکو گرفتار کرکے طرف لشکر کفار کے لیچلا تھا ہم اتفاقاً یہان موجود
تھے اسے گرفتار کر لیا سلیمان بہت خوش ہوئے اور طرف خیمہ کے چلے وہان صبحکو وہ خدمتگار ہوش مین آیا اپنے
کو برہنہ پاکر شرمندہ ہوا لنگی باندھکر جو خیمہ مین سلیمان ثانی کے آیا اور سلیمان کو نہ پایا اپنے ساتھ والونکو
بیہوش دیکھا بس شور کیا کہ کوئی ہمارے آقا کو لیگیا یہ خبر عجیل ماہرو کو ہوئی اُنھون نے گریبان کو پارہ پارہ
کیا کہ اس اثنا مین سلیمان مع پشتارہ فیروزہ پہونچے اور تمام کیفیت بیان کی فیروزہ کو قید کیا اور
شبان و عشرت کو مخلع کیا

اب یہان سے داستان صلصال بن زال بن قوس شمامہ جادو کی بیان ہوتی ہین

کہ جب صلصال نے اپنے بیٹے کو تخت پر بٹھائے جوہریونکو طلب کیا اور جواہر نفیس دیا کہ اسکا تخت بنواو ایک جوہری
کہ نام اُسکا خواجہ مدبر تھا اسنے ایک یاقوت نکالکر صلصال کو دکھایا اوس نے پوچھا اسکی قیمت کیا ہے خواجہ نے پانچ ہزار
طومان قیمت کے کہے صلصال نے قبول نکیا خاموش ہو رہا اور دوسرے وقت اپنے عیار ارزق بن زرد
سے کہا کہ اگر شب کو یہ یاقوت چرالاؤ تو ایک ہزار طومان تجھے دون ارزق بوقت شب روانہ
ہوا جب زیر مکان خواجہ پہونچا کمند مار کر اوپر گیا کوٹھے سے جھانک کے دیکھا تو خواجہ کے
گھر مین سعید اور افراسیاب کو حاکب اور سام بن نوح مشتاپوری اور فیروزہ عیار
کو باتین کرتے پایا بس فوراً وہان سے پلٹا اور تمام کیفیت آکر صلصال سے بیان کی صلصال نے

زنجار ترک کو پانچہزار سوار دیکر روانہ کیا زنجار نے آتے ہی تمام مکان کو گھیر لیا لوگون نے خبر شاہ
اسلام سعد بن قباد شہریار کو دی بادشاہ مع افراسیاب کوچک اور سام بن نوح و خواجہ
بدر و فیروزہ عیار یہ سب مسلح و مکمل ہو کر نکلے زنجار ترک نے شاہ کو ٹوکا کہ یہی دعوی بہادری
ہے کہ چھپکے بیٹھے ہو شاہ نے کہا مین چھپکر نہین بیٹھا تھا بلکہ زخمی تھا علاج اپنا کر رہا تھا زنجار
نے کہا اب مین علاج کیے دیتا ہون یہ کہکر نیزہ مارا شاہ نے چند طعن مین نیزہ اسکا ہوائی کیا زنجار
نے غصہ مین آکر تلوار ماری شاہ نے پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ مارا چار ٹکڑے ہوئے فوج
بھاگی شاہ بھی مع افراسیاب و سام وغیرہ ایک طرف راہی ہوئے لوگ لاشہ زنجار کا لیے
ہوئے پاس صلصال کے آئے صلصال غضب مین آیا اور حکم دیا کہ پتا لگاؤ کہ سب بھاگ کر
کس طرف گئے ہین عیار واسطے خبر کے روانہ ہوئے اتنے مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ جدائل خان
ہندی نواسا لندھور بن سعدان گرد کا بارہ ہزار فیل جنگی تیار اور فوج کثیر ہمراہ با شوکت و
شان آتا ہے صلصال نہایت خوش ہوا اور مع پرویز بن ہرمز اور قہر بن زوبین واسطے استقبال
کے گیا دیکھا کہ آگے آگے بارہ سو ہاتھی کہ جھولین انکی مرصع کار علم زرنگاری کھلے ہوئے جنکے پھریرون پر
تعریف لات و منات کی مرقوم تھی جب یہ گذر گئے تو بارہ لاکھ سوار مسلح و مکمل دکھائی دینے بعد ازان
جلوس سواری کا گذرا اسکے بعد بارہ ہزار فیلان مست کہ سونڈون مین انکی تلوارین بندھی ہوئی بصد
جوش و خروش نمایان ہوئے کہ صلصال دیکھکر شان و شوکت اسکی لرز گیا بعد سب کے ایک فیل
زبردست پر جدائل خان کو دیکھا کہ گرز گران سر ہاتھ مین لیے چلا آتا جدائل خان صلصال
کو دیکھکر فیل سے اترا بغلگیر ہوا صلصال نے حال لندھور کا پوچھا کہ کہان ہے جدائل خان
نے بیان کیا کہ مین نے لندھور اور معظم خان بن بہرام کو اندھا کر دیا وہ قید مین ہین صلصال نے
آفرین کی اور ساتھ اپنے لایا دعوت کی بعد اسکے کوچ طرف باختر کے کیا جاتے جاتے کنارے
دریا کے پہونچا وہان خبر سنی کہ بدر بن زلازل یک چشمی نے بڑے بڑے ظلم خدا پرستون پر
کیے ہین پس اسیوقت نامہ بدر کو لکھا کہ ای بدر آگاہ ہو کہ ہم تم ایک دین رکھتے ہین اور جو ارادہ
تمھارا ہے وہی ہمارا بھی ہے پس بہتر یہی ہے کہ ہم تم ملکر خدا پرستونکا استیصال کرین یہ نامہ پڑھکر بہت خوش ہوا اور
مع زیور شاہ کے آیا صلصال کو استقبال کرکے لیگیا اور خوشی کا جشن کیا

اب یہان سے چند کلمہ داستان لشکر ضلالت نشان لاہوتک غول کے آنا ہوا خضر جادو کا ظلمات سے اور چھڑانا لاہوتک کا بیان ہوتے ہین

جب یہ خبر کفار کو ہوئی کہ فیروزہ سنگ انداز عیار نے سلیمان کو گرفتار کیا تھا پشتارہ بدوش آتا تھا
کہ عیاران اسلام ملے اور پشتارہ چھین لیا اور فیروزہ کو بھی گرفتار کر لیگئے نہایت محزون ہوئے اور یہ
تھا کہ مارے خوف کے رو بفرار ہون کہ یکایک آسمان پر لکہ ابر اخضری نمودار ہوا کہ اسمین
سے قین ہزار در ہزار چمکتی تھین صدا گڑگڑاہٹ کی آتی تھی کہ پردے کانون کے پھٹے جاتے تھے
یکایک وہ لشکر کفار کی جانب پہنچا ہونے لگا دیکھا حمائل شاہ اور ملک فرداق نے کہ ابر شق ہوا
اور ایک تخت نمایان ہوا اسپر اخضر جادو بیٹھا ہوا تھا سب استقبال کو اٹھ کھڑے ہوئے سلام کیا

اخضر تخت سے نیچے اُترا حمائل شاہ نے اپنے پہلو مین جگہ دی اخضر نے حال لاہوتک کا پوچھا حمائل شاہ نے تمام کیفیت گرفتاری لاہوتک کی اور لڑائی مین مارے جانا سرداروںکا بیان کیا بس آتش غیض و غضب شعلہ زن ہوئے اور اُسیوقت سحر غائب کر کے روانہ ہوا لاہوتک زاندانخانہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ دیکھا اسنے ایک برق سی چمکی کہ آنکھین لاہوتک کی جھپک گئین دیکھا کہ اخضر جادو کھڑا ہی لاہوتک اخضر کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور کہا کہ ای اخضر انگشتر سلیمانی تُو مجھے لادے پھر مجبور رہا کرنا اخضر نے کہا کہ انگشتری کہان ہی اور کسکے پاس ہی لاہوتک نے کہا کہ اسفندیار شاہ کے پاس ہی اُسنے تمام لشکر کو میرے آزار دے رکھا ہی اخضر جادو یہ سنکر طرف بارگاہ اسفندیار کے روانہ ہوا دروازہ بارگاہ پر پہونچا دیکھا کہ اسفندیار شاہ تخت پر بیٹھا ہی انگشتر ہاتھ مین ہی طائر قبۂ بارگاہ پر سایہ افگن ہی سلیمان ثانی اور عجیل ماہرو بیٹھے ہوئے شراب خواری کر رہے ہین پس اُسیوقت اخضر جادو نے سحر کیا کہ ہوائے سرد چلی جتنے پاسبان تھے سو گئے اخضر نے سب کے سر کاٹے اور داخل بارگاہ ہوا دوسرا سحر کیا کہ ایک ایک گلدستہ گود مین سب سرداروں کے مع اسفندیار کے رکھا یہ گلدستہ نہایت عمدہ معلوم ہوا سب نے حیرت سے دیکھا اور اُٹھا کر سونگھا جسنے سونگھا وہ بیہوش ہو گیا بس فوراً اخضر جادو قریب اسفندیار کے آیا اور انگوٹھی ہاتھ سے اسفندیار کے اُتاری اور اسفندیار کو لیکر پرپرواز ہوا لیکے ادہر طرف لشکر کفار کے روانہ ہوا یہان قضاے کار ایک رفیق اسفندیار کا جو اُسوقت بارگاہ مین موجود نتھا اپنے خیمہ مین تھا کہ اُسکا دم گھبرایا خیمہ سے نکلکر اسفندیار کی بارگاہ مین آیا جب دروازۂ بارگاہ پر پہونچا تو دیکھا کہ پاسبانون کے سر کٹے ہوئے پڑے ہین اندر بارگاہ کے گیا تو دیکھا کہ عجیل و سلیمان ثانی بیہوش پڑے ہین پس یہ دیکھکر اسنے شور اور واویلا کیا کہ کوئی اسفندیار کو اور پاسبانون کو قتل کر گیا یہ غل اور شور سُنکر لوگ دوڑے اور بارگاہ مین آئے سلیمان و عجیل کو ہوشیار کیا کہ اتنے مین جوڑی ہرکارون کی آئی اور بیان کیا کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہی یہ سنکر عجیل ماہرو نے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی نقارہ رزمی بجے صبح کو ان کفارون سے سمجھا جائیگا غرضکہ یہان بھی طبل جنگ بجا رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین لشکر کفار سے مہروق شیر گردن میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے عجیل ماہرو نے نکلکر مقابلہ کیا بعد گفتگوے بسیار مہروق نے نیزہ سینۂ عجیل پر مارا عجیل نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اور وہی نیزہ گردن پر مارا کہ پار ہو گیا نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر زور کیا کہ فاش زین سے اُٹھا لیا اور سر پر پھرا کر زمین پر دے مارا کہ پیوند خاک ہو گیا یہ حال مہروق کا دیکھکر تمام کفار لرز گئے اور طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھر گئے دوسرے روز حمائل شاہ اور ملک مرداق نے صلاح کی کہ اسفندیار کو قتل کرو اور اُسیوقت حکم دیا کہ میدان خونی کی تیاری ہو فوراً دارین استادہ ہونے لگین یہ خبر ہرکارون نے عجیل ماہرو اور شاہزادہ سلیمان ثانی کو دی اُنھون نے کہا ہمارے یہان بھی دارین استادہ ہون اور تیاری میدان خونی کی کر کے لاہوتک غول کو زیر دار بٹھایا اور سردار جو اسیر تھے مثل گرشاسب اور قنطور آہن کلاہ فیروزہ عیار وغیرہ کے سب کو زیر دار بٹھایا اور کہا کہ اگر ایک بال بھی اسفندیار کا بیکا ہوا تو ہم سبکو قتل کرینگے یہ حال دیکھکر

تخنگان تجنگان نے حمائل شاہ سے کہا کہ قتل کرنا اسفندیار کا مناسب نہین ہی کیونکہ ایسا نہو یہ
خدا پرست بیرحم خداوند ثانی کو بھی قتل کرڈالین پہلے خداوند کو رہا کرلین بعد اسکے سمجھا جائیگا غرضکہ کفار
قتل اسفندیار سے باز رہے اور دارین اٹھوا ڈالین لیکن اخضر جادو نے جو یہ حال دیکھا کہا دیکھو
مین ابھی تدبیر کرتا ہون اور اسیوقت کچھ پڑھکر ایک جانب پھونکا دیکھا سب نے کہ ایک غبار تیرہ
بلند ہوا اور اُسنے آکر تمام لشکر اسلام کو گھیر لیا اور غبار اسقدر غلیظ تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا بعد اسکے
ایک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ سبکے دل لرز گئے جب غبار برطرف ہوا تو دیکھا کہ لاہوتک اپنے
سرداروں سمیت دار کے نیچے سے غائب ہی یہ حال مشاہدہ کرکے سلیمان ثانی اور عجیل ماہر و
نہایت پریشان ہوئے سلیمان نے کہا کہ یہ کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہی اور شبان بن عمر کو خبر
کے لیے طرف لشکر کفار کے روانہ کیا جب شبان بن عمر قریب لشکر کفار کے پہونچا صورت اپنی
تبدیل کرکے داخل لشکر ہوا سیر کرتا ہوا دروازہ بارگاہ پر پہونچا آواز طبل شادمانی کی سنی ایک خدمتگار
کی شکل بنکر اندر بارگاہ کے گیا خدمتگاروں کی صف مین کھڑا ہو رہا اگر کسی نے کہا کہ ہمنے تو تمھین کہین
دیکھا تھا تم کون ہو اور کبسے تمھین ملازم کیا ہی شبان نے دیکھا کہ لاہوتک تخت پر بیٹھا ہی انگشتری
گلے مین پڑی ہی طائر سایہ افگن ہین اور سردار اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے ہین جواب دیا کہ مجھے خداوند
لائے ہین عالم پنہان سے یہ سنکر وہ چپ ہو رہا یکایک لاہوتک ملعون نے کہا کہ ہان لاؤ اس
بندہ بے ادب یعنی اسفندیار شاہ کو یہ سنکر کفار مسلسل و مطوق کیے ہوئے اسفندیار شاہ کو
لائے اسفندیار نے بطریق خداپرستان سلام کیا اسفندیار کے سلام کا جواب غیب سے آیا
کفار نے منہ پھیر لیا لاہوتک نے کہا کیون اے اسفندیار تجھے اسوقت کی خبر نہ تھی کہ تو نے اپنے
خداوند کے ساتھ بے ادبی کی اسفندیار نے کہا بڑا قصور ہوا مجھسے تجھ ایسا کافر میرے ہاتھ آیا
اور پھر مین نے زندہ چھوڑ دیا اگر ایسا جانتا کہ تو رہا ہو جائیگا اور مین اسیر ہونگا تو فوراً قتل کرتا یہ
کلام سنکر لاہوتک برہم ہوا اور حکم کیا کہ زبان اسکی گدی سے کھینچ لو شبان یہ حال دیکھکر
مضطرب ہوا لیکن جلاد آیا اور زبان اسفندیار کی گدی سے کھینچ لی وہ مرد اسیوقت راہی
جنت ہوا شبان نے ایک پتھر مارا کہ سر جلاد کا پھٹ گیا اور وہ بھی مرگیا اور شبان بارگاہ
سے نکلکر بھاگا بارگاہ مین غلغلہ ہوا لاہوتک نے کہا لینا اسے کہ سامنے خداوند کے اسنے بےادبی کی
یہ کوئی عیار لشکر اسلام کا تھا لوگ دوڑے شبان بھاگا جاتا تھا جو کافر قریب آیا یا سامنے سے
روکنے کا قصد کیا کسیکو خنجر مار دیا کہین دو تین حقہ آتش بازی کے مارے فوراً آگ لگی اندھیرا ہوا
شبان صاف نکل گیا اور سلیمان و عجیل سے سب کیفیت قتل اسفندیار کی بیان کی عجیل
و سلیمان اسفندیار کے واسطے روئے تمام لشکر مین ماتم اسفندیار کا برپا ہوا قریب شام
یہ خبر پہونچی کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہی اہل اسلام نے بھی نقارہ رزمی بجوایا رات بھر تیاری حرب
و پیکار مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرائے دشت نبرد ہوئے سہمان آدمخوار لاہوتک
سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا سلیمان ثانی نے قصد کیا تھا کہ واسطے مقابلہ
کے نکلے کہ عجیل ماہر و نے کہا اے فرزند تجھ سا زین سحر کی ضرورت ہی تم نجاؤ سلیمان نے نہ مانا

اور مرکب کو جھکا کر مقابل ہوا سہمان نے نیزہ مارا سلیمان نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اتنے مین جانب صحرا
سے ایک اژدر نمایان ہوا اور قریب سلیمان کے آکر دم کھینچا کہ سلیمان اُسکے شکم مین چلے گئے
یہ حال فرزند کا دیکھکر عجیل کو تاب نرہی اور بعجلت تمام خنجر کھینچکر طرف اژدہے کے اسلئے کہ مارین
اسے اژدر نے پھر دم کشی کی کہ عجیل کو بھی نگل گیا اور جانب صحرا روانہ ہوا کفار نے جو دیکھا
کہ میدان بہادر ون سے خالی ہو کوئی پہلوان نامی لشکر اسلام مین نہین ہو بس آگے بڑہے اور
اہل اسلام قتل ہونے لگے لشکر اسلام نے بھی مرنے پر کمر باندھی اور کفار کو قتل کرنا شروع
کیا جنگ مغلوبہ ہوئی دریاے خون زمین پر روان ہوا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہونے
لگے شام تک جنگ رہی آخر فوج بے سردار کہان تک لڑے قدم لشکر اسلام کے اکھڑ گئے
کفار نے تمام مال واسباب مجاہدان دیندار کا لوٹکر قبضے مین کیا اور کفار نے فتح کے بجاتے
ہوئے پلٹے دوسرے روز لاہوتک نے حکم دیا کہ ہان آج شہر زر نج آباد کو برباد کرو کفار
سنگین دل نے شہر کو لوٹنا شروع کیا مسلمان بیگناہ قتل ہونے لگے گھر لٹنے لگے بعد تین روز
کے امان دی لاہوتک نے اپنی طرف سے ایک شخص کو شہر زرنج آباد کا حاکم کیا اور خود کوچ کرکے
طرف شہر اختم کے روانہ ہوا کوچ بکوچ چلا جاتا تھا جب قریب چبوترہ مازندران کے پہونچا
قیام پذیر ہوا وہان کے باشندون سے دریافت کروایا کہ یہان کا حاکم کون ہو اُنھون نے بیان
کیا کہ الکن بن لکنات زنگی یہان فرمانروائی کرتا ہو لاہوتک نے ایک نامہ الکن کو
لکھا اور ایک شخص کو ایلچی کرکے طرف الکن کے روانہ کیا لیکن ہرکارون نے وہان خبر
الکن کو دی کہ لاہوتک غول بیابان کا اس طرف سے جاتا تھا اُسنے سنا کہ اس جزیرہ مین ...
حکومت ہو بس یہین قیام کیا اور نامہ اُنکو لکھتا تھا اس اثنا مین نامہ دار بھی پہونچا الکن
نے سامنے طلب کیا جب نامہ بر سامنے گیا نامہ ہاتھ مین الکن کے دیا الکن نے کھولکر
پڑھا مرقوم تھا کہ اے الکن آگاہ ہو کہ قسم ہو لاہوتک غول خداوند جہان آفرین کی تجھے لازم ہو
کہ دیکھتے ہی اس نامہ کے آ اور مجھکو سجدہ کر اگر موافق حکم کے کیا فبہا ورنہ ایک دم مین خاک سیاہ
کر دونگا تقدیر تیری برگشتہ کر دونگا جس طرح اور شہرون کو مثل قلعہ سالابہ اور نہ طاق اسکندر ...
کے یہ مضمون دیکھکر الکن نے نامہ کو چاک کرکے پھینک دیا اور نامہ بر کا منہ کالا کرکے نکالدیا
وہ باحال پریشان نامہ لیے ہوئے سامنے لاہوتک کے آیا اور پھٹا ہوا نامہ سامنے لاہوتک
کے ڈال دیا اور کہا کہ آپنے کیسی تقدیر کی تھی کہ اُس بندہ بے ادب نے آپ کے کا بھی
کچھ لحاظ نہ کیا نامہ چاک کر ڈالا یہ سُنکر لاہوتک نہایت برہم ہوا اور جام بھرکر رکھوایا اور پکارا
اے بندگان من تم مین سے ہو کوئی ایسا کہ الکن کو گرفتار کر لائے یا سر اُسکا قلم کرے یہ سنکے
سہمان آدمخوار اپنے دنگل پر سے اُٹھ کھڑا ہوا جام پیالا ہوتک کو سجدہ کیا اور کہا دیکھیے
مین ابھی اُسے گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکر دو ہزار آدمخوارون سے طرف الکن کے روانہ ہوا
جب کنارے دریا کے پہونچا کشتیون پر سوار ہوا لیکن وہان یہ خبر الکن کو بھی پہونچگئی کہ سہمان زنگی واسطے مقابلہ
کے آتا ہی یہ سنکر الکن بھی کئی ہزار زنگی ہمراہ لیکر کشتیون پر سوار ہو کر طرف لشکر لاہوتک کے چلا اتفاقا

اسطرف سے کشتیان سہمان کی آتی تھین ادھر سے کشتیان لاہوتک کی جاتی تھین بیچ دریا مین سامنا ہوا
سہمان نے الکن کو ٹوکا الکن نے اپنی کشتی کو بڑھا کر طرف سہمان کے چلا جب دونون کشتیان قریب
آئین سہمان نے میل ڈالدی الکن پر مارا الکن نے خالی دیا میل کشتی پر پڑا کشتی ٹوٹی الکن نے دیکھا
کہ تو غرق ہوا چاہتا ہی اپنا گرز سہمان کی کشتی پر مارا کہ وہ بھی پارہ پارہ ہوئی دونون کشتیون مین پانی بھرا
اور چرخ مار کر بیٹھ گئین لوگ غوطے کھانے لگے قریب تھا کہ الکن و سہمان بھی ڈوب جائین کہ ایک ہوا
چلی اور دو پنجے پیدا ہوئے ایک نے سہمان کو اور دوسرے نے الکن کو اٹھایا اور طرف آسمان
کے راہی ہوئے جب دیکھا فوج نے کہ سردار غائب ہوئے اور انکو پنجے لیگئے بس آپسمین جنگ کرنے لگے
آدمخوارون اور زنگیون مین رد و بدل ہونے لگی یکایک دیو پیدا ہوئے اور انھون نے کشتیان زنگیون کی
الٹ دین زنگی بیچارے غرق ہوگئے لوگ سہمان کے جزیرہ مین گھسے لوٹنا شروع کیا تمام مال و
اسباب الکن کا لوٹ کر قبضے مین کیا اور خدمت لاہوتک مین حاضر ہوئے لیکن وہ پنجے جو سہمان و
الکن کو اٹھا لیگئے تھے وہ اخضر جادو تھا اور وہ دیو کہ جنھون نے کشتیان غرق کین بہ برکت انگشتری
لاہوتک کے حکم سے آئے تھے کیونکہ وہ انگشتر کے مطیع اور فرمان بردار تھے الغرض لاہوتک نے
الکن کو سامنے طلب کیا جب الکن سامنے آیا بطور خدا پرستان سلام کیا لیسی نے جواب سلام
نہ دیا لاہوتک نے کہا او بندہ گستاخ سجدہ کر الکن نے سجدہ نہ کیا لاہوتک نے کہا قید کر دو اسے اور
طرف اختر کے روانہ ہوا جب سفر دریا طی ہوا اور قریب شہر اختر کے پہونچا سامنے قلعہ کے آکر خیمہ
برپا کیا یہ خبر خورشید اختری کو ہوئی اسنے اسیوقت سے قلعہ کا انتظام کرنا شروع کیا کہ آزوقہ جمع
کر لیا خندق مین پانی بھروا دیا پل پختہ اٹھوا لیا پھاٹک قلعہ کا بند کیا لاہوتک نے جو یہ خبر سنی
کہا نامہ بھیجنا بیکار ہے کیونکہ یہی سر فساد معلوم ہوتا ہی اور حکم کیا کہ بجے طبل جنگ کل اس قلعہ کو
بھی لونگا اسوقت نقارہ رزمی بجا یہ خبر خورشید کو ہوئی کہا خدا سے تابزرگ است مجھے کچھ ان کافرونکا
خوف نہین ہی اور حکم طبل جنگ دیکر رات انتظام مین گذاری جب صبح ہوئی خورشید مع رفقا دوربین
ہاتھ مین لیکر فصیل پر دروازے پر آکر بیٹھا دیکھا کہ لشکر کفار سے سہمان آدمخوار بارہ ہزار آدمخوارون
سے یلغار کیے ہوئے چلا آتا ہی جسوقت دیکھا کہ اب زد پر آگئے ہین حکم دیا گولہ اندازون کو انھون نے
سیدھا کر کر گولے مارنا شروع کیے لیکن وہان سہمان آدمخوار کرگدن سیاہ پر بیٹھا ہوا ایک
ہاتھ مین گرز ایک مین سپر استوار گینڈے کو جولان کیے ہوئے چلا آتا ہی جو گولا سامنے سے آتا ہی
اسپر گرز مار دیتا ہی جو دہنے پہلو کی طرف آتا ہی اسے بائین جانب دب کر جانے دیتا ہی جو بائین جانب
آتا ہی اسکے دہنی طرف سے دب کر جانے دیتا ہی کبھی گھوڑے کے پیٹ سے لپٹ جاتا ہی کبھی ادھر
جھک جاتا ہی کبھی ادھر جھک جاتا ہی کسی طرح نہین مانتا یہان تک کہ سہمان بر لب خندق جا پہونچا
اور گھوڑے کو ایڑی کہ ایک ہی جست مین وہ خندق کو پھاند گیا جب اہل قلعہ نے دیکھا کہ سہمان
دروازہ قلعہ پر آگیا ہی قلعہ پر سے آتی کا متوالا تیل کا گراہ پھینکا سہمان نے اسے بھی خالی دیا اور
دروازہ قلعہ پر گرز مارا کہ دروازہ ٹوٹ گیا بس فوراً اندر قلعہ کے گھس گیا اور قلعہ کو خوب خراب و
برباد کرکے پاس اہل قلعہ کے آیا اور اہل قلعہ کو قتل کرنے لگا بعد اسکے تمام آدمخوار قلعہ مین آگئے

ایک ایک کو پھاڑ پھاڑ کے تقسیم کرنے لگے لاہوتک ملعون بھی مع فوج دیگر متوجہ ہوا
قلعہ برباد ہونے لگا خورشید اختمی نے جو یہ رنگ دیکھا اپنے چارون محلون کو قتل کیا اور
آپ فقیر بنکر طرف سبائل کے روانہ ہوا یہان کفار نے تمام مال و اسباب پر قبضہ کیا مسلمان
قتل ہوئے جنھون نے تقیہ کیا یا بھاگ گئے وہ بچ گئے ورنہ وہ بھی مارے جاتے لاہوت نے
ایک کافر کو یہان بھی اپنی طرف سے حاکم کیا اور خود طرف مرصع حصار کے روانہ ہوا

دو کلمہ داستان شبان بن عمر کے بیان ہوتے مین

کہ جب شبان بن عمر نے دیکھا عجیل و سلیمان کو لڑ کر نکل گیا اور اسفندیار قتل ہوا لشکر تباہ و
برباد ہوا پہلے کوشش کی کہ عجیل و سلیمان کو رہا کیجے جب بتانہ لگا مجبور دنا چار طرف سبائل
کے روانہ ہوئے وہان حارث بن سعد تخت پر متمکن تھے سرداران دست راست و چپ
اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے ہوئے تھے کہ بیارہ دمرجان پہونچے اور حال زخمی ہونے
شاہزادہ قاسم و بدیع کا اور غائب ہوجانا زندانخانہ سے کرب دلاور کا بیان کیا ہنوز
شاہ نے کچھ حکم نہ فرمایا تھا کہ شبان بن عمر مع عشرت عیار کے پہونچا مجراگاہ پر سے مجرا
کیا اور دست بستہ تمام حالات خروج لاہوتک کے اور بربادی شہرون کی مارے جانا
نمازیان اسلام کا اور گرفتار ہونا عجیل و سلیمان کا بیان کیا بادشاہ نے اسی وقت دو
جام مے سے بھروا کر مع دو خلعت کے رکھے اور فرمایا کہ ایک بہادر واسطے مدد بدیع الزمان
و قاسم کے اور ایک دلیر واسطے گردن زدنی لاہوتک کے روانہ ہو فوراً ایرج و
نور الدہر اپنے اپنے مقام سے کودے اور جام شراب پی پی کر نور الدہر واسطے مدد
بدیع الزمان کے روانہ ہوئے اور ایرج نوجوان بارہ ہزار سوار ہمراہ لیکر طرف لاہوتک
غول کے روانہ ہوا انکا حال وقت پر مرقوم ہوگا کہ طے مراحل و قطع منازل کرتے جاتے ہین لیکن
حال سنیے لاہوتک غول کا کہ جب میدان مرصع حصار مین پہونچا خیمہ برپا کیا اور ایک منادی کو
شہر مرصع حصار مین بھیجا کہ اسنے جاکر ندا کی کہ خداوند لاہوتک غول فرزند لقائے دانشمند
نے خروج کیا ہے اور بہت سے شہرون کو برباد کرکے یہانتک گذر ہوا ہے لہذا اے باشندگان
شہر مرصع حصار اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو چلو اور خداوند لاہوتک غول کو سجدہ کرو ورنہ وہ ایسا خداوند
بیرحم ہے کہ تم سبکو غارت کر دیگا یہ خبر سنکر شہر مین تہلکہ مچ گیا لیکن خبر سنکر شاہنشاہ مرصع حصاری
نے اپنے رفقا کو طلب کیا اور مشورت کی کہ کیا کرنا چاہیے چند آدمیون نے کہا کہ بھاگ جائیے شاہنشاہ
نے کہا کہ اور جوانمردی کے خلاف ہے مین لڑونگا اور جان دونگا لوگون نے کہا کہ اگر شہر پھیلا تو یہ ضرور ہے کہ ہم
اس سے سر بر نہو سکینگے کیونکہ فوج قلیل رکھتے ہین آخر انجام اسکا یہی ہوگا کہ شکست ہوگی اور کفار کا قبضہ
ہوگا تو رعایا قتل ہوگی یہ خون ناحق ہونگے شہنشاہ نے کہا جسے میرا ساتھ دینا ہو وہ آوے ورنہ مین خبر
نہین کرتا ہون چلا جاے اور خبر شہر مین عام ہوئی پس چہار صد ہزار آدمی شہنشاہ مرصع حصار کے ساتھ ہوئے
اور شش صد ہزار آدمی چلے گئے شاہنشاہ مرصع حصاری نے بہت سا مال و اسباب اپنے ہمراہ لیا باقی فقرا
اور مساکین کو تقسیم کرکے اپنے قبائل کو جانب شہر سبائل روانہ کیا کفن گھوڑونکی گردنون مین باندھے غسل میت

قتل سے کرلیا تمام سامان مرگ مہیا کرسا طرف لشکر لاہوتک کے روانہ ہوئے قریب لشکر کے پہونچے تھے
کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے اور عرض کیا کہ آپ کہاں جاتے ہیں لاہوتک لشکر میں نہیں ہے واسطے
شکار کے گیا ہوا ہے شاہنشاہ یہ سنکر وہاں سے پلٹا اور طرف شکارگاہ کے روانہ ہوا قضائے کار لاہوتک
ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا اڑائے چلا آتا تھا لشکر اسکا چھوٹ گیا تھا اور وہ ہرن اسطرف سے گذرا
جدھر شہنشاہ مرصع حصاری مع چند آدمیوں کے آتا تھا شہنشاہ نے اس آہو کے تیر مارا وہ گرا
شاہنشاہ نے اسے ذبح کیا اور رفیقوں سے کہا کہ شگون تو اچھا ہوا عجب نہیں ہے جو میں لاہوتک کو
گرفتار کروں اتنے میں دیکھا کہ ایک غول بچہ بھورے بھورے بال منہ مثل بندر کے سرخ قد بہت
بڑا گھوڑا دوڑائے چلا آتا ہے شہنشاہ کو جو دیکھا پوچھا تو کون ہے شہنشاہ نے کہا آدمی ہوں تو بتا
تو کون ہے لاہوتک نے جواب دیا کہ منم خداوند لاہوتک غول یہ سننا تھا کہ شہنشاہ بہت خوش
ہوا اور دل میں کہا جوینده یابنده کہاں یہ ملعون بیٹھا ملا ہے یہی موقع ہے مار لینے کا بس جلدی
سے اپنے لوگوں کو آواز دی ہاں خبردار مار لو اس گبر بچے کو کہ اسکے ہاتھ سے بہت بندگان خدا
ضائع اور برباد ہوئے ہیں مجاہدان دیندار دوڑ پڑے اور چاروں طرف سے لاہوتک کو
گھیر لیا لاہوتک نے شور کیا کہ ای بندگان بے ادب ببینید کہ زمین شق میشود و بر شما غضب
نازل میگردد لیکن یہ آواز لاہوتک کی کان میں سہمان آدمخوار کے پہونچی کہ چند پہلوانوں سے غضب
میں لاہوتک کے آیا تھا بس گھوڑے کو جولان کرکے چلا یہاں اتنی دیر میں شہنشاہ مرصع حصاری نے
تلوار سر لاہوتک پر لگائی اسنے سپر بلند کی تلوار نے شہنشاہ کی سپر کو مثل کرباس کہنہ کے
دو کیا اور سر پر بیٹھی شہنشاہ نے جھٹکا مارا تا دو ابرو اتر گئی لاہوتک نے دانستہ مارا تلوار
سر سے نکلی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی لاہوتک باگ موڑکر بھاگا شہریار مرصع حصاری
قریب تھا اسنے تلوار ماری کہ چوتڑوں پر لاہوتک کے پڑی زخم آیا اور فوج کے لوگ جسنے
لاہوتک سے لڑنیکا قصد کیا وہ مارا گیا کیونکہ یہ ملعون بھی نہایت زبردست ہے القصہ لاہوتک نے
دو زخم کھائے تھے کہ سہمان آدمخوار مع فیروزه عیار کے پہونچا اور لشکر شہنشاہ پر گرا قتل کرنے لگا
جو اسکے ساتھ تھے وہ لاہوتک کو نکال لیگئے بعد اسکے گرد اڑی اور ملک مرداق شاہ مع فوج اور
حمائل شاہ جملہ گردان زبردست پہونچے اور جنگ مغلوبہ ہوئی شہنشاہ کو افسوس ہوا کہ یہ گبر بچہ
آج بھی زندہ نکل گیا بڑے افسوس کا مقام ہے قضا اسکی تھی غرضکہ اتنے بڑے لشکر سے چند اہل اسلام جانثین
لڑائے ہوئے لڑ رہے تھے قریب تھا کہ شہنشاہ و شہریار گرفتار یا قتل ہو جائیں کہ یکایک درہ کوہ کی جانب سے
ایک گرد اڑی اور آن واحد میں وہ گرد قریب لشکروں کے پہونچکر شق ہو گئی اور نقابدار سیاہ پوش نولاکھ سوار
کی جمعیت سے پہونچا اور لشکر کفار پر گرا قتل کرنا شروع کیا یہ رنگ دیکھکر حمائل شاہ نے اپنے سرداروں کو آواز دی
کہ ارے یہ سیاہ پوش کہانسے آیا ہے اسنے تو آفت برپا کر دی ہے مار لو اسکو چنانچہ سرہنگ مردم در طرف نقابدار کے
چلا اور ارہ پشت ہنگ نقابدار پر مارا نقابدار نے ارہ کو تیغ آبدار سے قلم کیا اور سرہنگ کا کمربند پکڑ کے اٹھا لیا
اور سر پر چرخ دینے لگا یہ حال دیکھکر سرہنگ مردم در بھائی اسکا دوڑا کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ بھائی کو
میرے اٹھا لیا دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہوں یہ کہتا ہوا چلا آتا تھا جب دیکھا نقابدار نے کہ اب زد پر ہے سرہنگ کو

اوبر گیرنگ کے کھینچ مارا اُودھر سے وہ نہ زور مین گھوڑا دوڑاے چلا آتا تھا ادھر سے نقابدار نے زور سے
پھینکا اتفاقات روزگار وقضاے کار سر سپر منگ کا آکر سر گیرنگ پر پڑا کہ دونون سر اُڑکے پاش
پاش ہوگئے نقابدار نے لپک کر ایک تیغہ اوپر سے رسید کیا کہ چار ٹکڑے ہوگئے لشکر کفار
مین ایک شور ہوا اس طرف اہل لشکر نقابدار نے لشکر لاہوتک کو لپست کیا اسنے
گھبراکر طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر علیحدہ ہوگئے لیکن سہمان طبل بازگشت کی آواز سُنکر
طرف صحرا کے نکلگیا تھا کہ دیکھون یہ نقابدار کہان جاتا ہی اور کہان سے آیا تھا جب نقابدار مع
شہنشاہ وشہریار پھر آ ہوا طرف کوہ کے جاتا تھا کہ سہمان آدمخوار نے راہ روکی کہ او نقابدار غضب
کیا تو نے کہ مجرمان خداوند کو بچایا اور ہمراہ اپنے لیے جاتا ہی مین کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر قریب
نقابدار کے پہونچکر نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ اسکا تلوار سے قلم کیا اور سہمان نے غصہ مین آکر گرز
مارا نقابدار نے گرز چھین لیا اور تلوار ماری سہمان نے سپر بلند کی یہ سپر تلوار سے کٹ کٹتی ہی
صاف اُترتی ہوئی چلی گئی جام خود کو شکستہ کرکے کاسہ سر مین لہو جاتا سہمان نے سر نیچے کو کھینچا تلوار
سر کر گردن پر پڑی کہ گردن اُسکی قلم ہوئی سہمان مع مرکب زمین پر گرا مرکب جو تڑپا ایک پانون
سہمان کا گھوڑے کے نیچے دبا ہوا تھا ٹوٹ گیا نقابدار نے فوج آدمخواران کو آواز دی کہ تو اُٹھا
لیجاؤ ہم اس زخمی سے نہین مزاحم ہونگے اور طرف کوہ کے چلا گیا آدمخوار سہمان کو اُٹھا کر لیچلے وہان
لاہوتک غول شکست خوردہ زخم نصیب اپنے خیمہ مین پہونچا علاج زخم مین مصروف ہوا کہ اتنے
مین آدمخوار سہمان کو لیے ہوئے پہونچے اور کیفیت بیان کی لاہوتک نے کہا کہ کیون بغیر رضای
خداوندی گیا تھا یہ سزا ہی اُسکی ہم تقدیر برگشتہ کرچکے تھے کہ خود بھی زخمی ہوگئے الغرض جب لاہوتک
اچھا ہو شہر مرصع حصار پر قبضہ کیا اور وہان سے طرف مشتری حصار کے روانہ ہوا جب قریب شہر
مشتری حصار کے پہونچا یہ خبر سہیل خان کو ہوئی اُسیوقت کشتیان جواہر کی اور تحائف نایاب
مع نامہ اشتیاق پاس لاہوتک کے روانہ کین وہ تحائف پاس لاہوتک کے پہونچے بہت خوش
ہوا اور نامہ پڑھا تو نہایت شوق قدمبوسی مرقوم تھا لیکن تختگان بختگان نے کہا کہ اعتبار اسکا
نکیجے گا کیونکہ پیر خوانده حمزہ ہی لاہوتک نے براے امتحان سہمان کو روانہ کیا جب سہمان
داخل شہر ہوا اہل شہر کو تذکرہ کرتے دیکھا کہ سہیل خان یک بیک برگشتہ ہوگیا اور ایسی محبت لاہوتک
کی اسے ہوئی کہ فراق لاہوتک مین بیٹھا ہوا رویا کرتا تھا بس سہمان نے فیروزہ عیار کے ہاتھ لاہوتک
سے خبر کہلا بھیجی کہ مین سہیل خان کو لیکر حاضر خدمت ہوتا ہون فیروزہ نے جاکر لاہوتک سے اطلاع کی
کہ سہیل خان آپ کے اشتیاق دیدار مین رویا کرتا ہی سہمان اُسے لیکر حاضر ہوتے ہی بس یہ سنکر
لاہوتک بہت خوش ہوا اور پکارا اے بندگان من دیدی قدرت مرا چہ قدرت کردہ ام کہ پسر
حمزہ مطیع من شدہ سب نے کہا یا خداوند تو ایسا ہی ہی اور تیری قدرت تمام عالم مین آشکار ہی
اتنے مین یکایک ہرکارون نے خبر دی کہ سہمان سہیل خان کو لیے ہوئے آتا ہی لاہوتک
نے بہت خوش ہوکر اپنے سب سرداران ذی احترام کو واسطے استقبال سہمان و سہیل خان کے روانہ
کیا اور فہمائش کی کہ بہت اعزاز اور توقیر سے دونون شخصون کو میرے سامنے لانا جسوقت وہ آئے فوراً لاہوتک

سجدہ کیا لاہوتک نے سہیل کو خلعت فاخرہ عنایت کیا اور نہایت خوش ہوا بعد تین روز کے
سہیل خان نے عرض کیا کہ اگر خداوند میری دعوت قبول فرمائینگے تو میری بہت عزت ہوگی
لاہوتک نے کہا کیا مضائقہ ہے ہم آئینگے سہیل خان قبل سے واسطے انتظام دعوت کے
رخصت ہوا اور آکر قلعہ کو خوب آراستہ کیا شہر کو آئین بند کیا آتشبازی راستون مین نصب
کی صحرائے ششتری حصار مین کوئی درخت ایسا نہ تھا کہ جس مین روشنی نہ کی گئی ہو اور زربفت
سے منڈھوا دیے اور دروازہ شہر سے تا بارگاہ دونون طرف ٹٹر بندی تھی جب اس سامان
کی خبر لاہوتک کو ہوئی نہایت خوش و مسرور ہوکر مع سرداران نامی و گرامی داخل شہر ششتری
حصار ہوا تین روز تک یہان جشن سہیل خان نے تین روز تک ان سب کو جشن کی غفلت مین
رکھا اور آپ یہ انتظام کیا کہ ناموس وغیرہ کو اپنے اور لوگون کو پوشیدہ شہر سے نکالکر طرف
سبائل کے روانہ کیا اور خود شب کے وقت جب سو رہے تو آکر بند کاٹ دیتے یہ قلعہ نشیب
مین واقع ہوا تھا اور گرد اسکے سمندر ہے بس بند کا ٹوٹنا تھا کہ پانی ابل کر قلعہ مین بھرنا شروع ہوا
لوگ ڈوبنے لگے ایک راستہ کھلا رکھا تھا اُس جانب سے آپ نکلکر روانہ ہوا اور یہان لشکر لاہوتک
غرق ہونے لگا ایک شور و غوغا بلند ہوا کہین ہاتھی غرق ہو رہے تھے کہین گھوڑے کہ بیچارے
بندھے ہوئے تھے پیر کر نہ نکل سکے غرضکہ دو لاکھ کافر غرق ہوا لاہوتک غوطے کھا رہا تھا کہ لوگون
نے جال ڈالکر اسے کھینچا اور وہی ایک راستہ جو کھلا ہوا تھا اُس سے نکال کر لائے لاہوتک کو
اُلٹا لٹکایا کہ پانی پیٹ کا نکلجائے بسبب پی جانے پانی کے پیٹ مثل مشک کے پھولا ہوا تھا جب
حواس درست ہوئے بخنگان تختگان نے کہا کہ دیکھی دوستی سہیل خان کی لاہوتک نے
کہا کہ یہ انگوٹھی مجھے سزاوار نہین ہے حمائل شاہ نے کہا آپ دیوون سے کام کیون نہین لیتے
لاہوتک نے کہا دیو کہتے ہین کہ اسم جو انگوٹھی پر کندہ ہے اُسے یاد کرو تو پوری فرمانبرداری
کرینگے ورنہ ہرگز کہتے ہین تمھارے اب نہ چلینگے حمائل شاہ نے کہا ای قارن تمہین تم اس اسم
کو کیون نہین تعلیم کرتے ہو قارن نے کہا مین دیکھون انگشتر باریک بہت ہے دور سے دکھائی دینا
مشکل ہے لاہوتک نے انگوٹھی قارن کو دی قارن نے کہا مجھسے نہی پڑھا نہین جاتا مجھے دیدیجے مین ایک
نظر غور کرون تو سمجھ مین شاید آئے لاہوتک نے اجازت دی لیکن تختگان بخنگان نے کہا کہ
ہمین قارن کا اعتبار نہین کسیکو اسکی حفاظت کے لیے معین کیجیے لاہوتک نے دو ہزار سوار واسطے
محاصرہ خیمہ قارن کے معین کیے کہ وہ ہر وقت مسلح و مکمل گرد پھرا کرتے تھے لیکن قارن انگوٹھی لیکر
اپنے خیمے مین داخل ہوا اور گلاب سے دھوکر گلے مین پہنی دیو حاضر ہوئے قارن نے کہا کہ تمنے
خون مسلمانون کا بہت کیا دیوون نے عرض کیا ہم فرمانبردار صاحب انگشتری ہین اب آپ
جو کہیے وہ کرین حکم ہو سر لاہوتک ملعون کا دھڑ سے کھینچ لائین قارن نے کہا اسکی قضا میرے ہاتھ
سے نہین ہے اگر ایسا قصد کرون معلوم نہین کیا آفت برپا ہو اب تم مجھکو یہان سے اُٹھا کر طرف قاف
کے لیچلو دیوون نے کہا بہتر اور قارن کو مع تخت اٹھا کر بلند ہوئے جب قارن نے دیکھا کہ مین تیر کی
زد سے زیادہ بلند ہوچکا ہون پکار کر آواز دی کہ او گبر بچے لاہوتک غول تو نے میری حفاظت کے لیے

دو ہزار آدمی معین کیے سے آگاہ ہو کہ مین انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام کی لیے جاتا ہون کوئی
بھی ایسا ہی کہ مجھے رد کرے لاہوتک یہ آواز سنکر گھبرا گیا صحن بارگاہ مین آکر دیکھا کہ دیو تخت قارن
کا لیکر بلند ہو چکے ہین لاہوتک نے تلوار کھینچکر اپنے گلے پر رکھی چاہتا تھا کہ کھینچے اور اپنے کو ہلاک
کرے کہ ملک مرداق نے ہاتھ پکڑ لیا اور تختگان وغیرہ نے سمجھایا کہ اگر اقبال تیرا ہے تو انگوٹھی
پھر ہاتھ لگے گی غرضکہ لاہوتک اپنے ارادے سے باز رہا لیکن قارن قمر مین تخت پر سوار تمام
عالم کی سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا یکایک تخت قارن کا طرف صحراے ہفت منظر کے پہونچا دیکھا قارن
نے کہ تمام قلعے جسے اسکندر نے دیوون سے تعمیر کرایا تھا اب مسمار ہے قارن افسوس کنان چلا
جاتا تھا کہ گذر اسکا جانب کوہستان ہوا دیکھا کہ قلۂ کوہ پر ایک صفۂ سنگ ہے کہ طول اور عرض اسکا چار
ہزار درعہ کا ہے اور اسپر فرش ملوکانہ بچھا ہوا ہے اور ایک طفل ہفت سالہ باشان و شوکت کیخسروی و
فریدونی بیٹھا ہوا ہے اور گرد اسکے گردان ہفت منظر دنگلون پر متمکن ہین قارن نے دیوون
سے کہا کہ مجھے اس جلسہ مین اتار دو دیوون نے تخت قارن کا اس مجلس مین اتارا سب قارن کو ہوا
سے اترتے دیکھکر متعجب ہوئے اور پوچھا کہ تو کون ہے قارن نے جواب دیا کہ مین ایک غلام
صاحبقران ہون اس طفل کو دیکھکر یہان آیا ہون نام اس لڑکے کا کیا ہے لوگون نے بیان کیا
کہ یہ آفتاب جلالت پسر نور الدہر بن بدیع الزمان ہے نام اسکا بدیع الملک ہے ملک مسعود نے
کہا ہے قارن زائچہ اس لڑکے کا کرو قارن نے علم نجوم سے دریافت کیا اور کہا کہ یہ فرزند نور الدہر
جہانستان و صاحبقران ہوگا اور منہ فرط مسرت سے قارن کا سرخ ہو گیا اور انگشتری گلے سے اتار کر
بدیع الملک کو پہنادی دیو فوراً حاضر ہوگئے اور مجرا کیا سب سمجھے کہ بدیع الملک دیوون کو
دیکھکر ڈر گیا ہوگا لیکن بدیع الملک نے مطلق خوف نکیا اور کہا انشاء اللہ تعالے تمام سرکشان
قاف کو تہ تیغ کرونگا مجکو دیوون کی مدد کی ضرورت نہین ہے سب نے اس جرأت پر شاہزادہ کی
آفرین کی قارن نے پوچھا کہ ملکۂ آفاق مادر شاہزادہ کہان ہین کیوان فلک رفعت نے کہا کہ یہان
ہم واسطے سیر کے آئے تھے ورنہ قیام فلان کوہ پر ہے یہ کہکر سب وہان سے اٹھے اور قارن کو
ہمراہ لیے ہوئے قلعہ منصوری مین آئے قارن نے ملکہ کو نذر گذرانی اور بدیع الملک سے
سے کہا کہ دیوون کو واسطے تیاری ہفت منظر کے روانہ کیجیے بدیع الملک نے اسم پڑھا
دیو حاضر ہوئے حکم کیا کہ جاؤ اور قلعہ ہفت منظر کو نہایت استحکام کے ساتھ تیار کرو بعد اسکے قارن سب کو ہمراہ
لیکر قریب قلعہ قمر بخش کے آیا وہان کے حاکم کو اطلاع ہوئی جو از جانب لاہوتک متعین تھا کہ نام اسکا راس زحل
پیشانی تھا لشکر لیکر قلعہ سے باہر آیا طبل جنگ بجوا دیا ادھر قارن نے بھی طبل جنگ بجوایا رات بھر
تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آکے صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئین
راس زحل پیشانی میدان مین آیا اور پکارا کہ او قارن مکار تو خداوند لاہوتک سے کب جدا
ہوا اور دین حق سے برگشتہ ہوا قارن نے کہا او نابکار لاہوتک کیا گیدی تھا کہ مین اسکے ساتھ
رہتا اور اسے سجدہ کرتا جیسا کہ مصلحت وقت تھا مین نے ویسا ہی کیا پس بہتر تو اس مین ہے کہ قلعہ کو
میرے چھوڑ کر چلا جا ورنہ برباد اور مسمار کر دونگا یہ کہکر غصہ مین آیا اور گھوڑے پر سوار ہوکر اس سے

مقابل ہوا اس زحل پیشانی نے نیزہ مارا قارن نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اسنے گرز مارا قارن نے گرز اسکا سپر پر روکا اور تلوار ماری کہ مع مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے فوج اسکی دوڑ پڑی اور قارن کو گھیر لیا شاہزادہ بدیع الملک کو تاب نرہی گھوڑے کو دوڑا کر چلا تھا کہ ملک مسعود لپٹ گیا اور جانے نہ دیا لیکن کیوان فلک رفعت مع لشکر آگر گرا اور کفار کو قتل کرنا شروع کیا فوج نے سردار کیا لُٹی سب لاشہ اُس ملعون کا لیکر بھاگ گئے قارن با فتح فیروزی مع بدیع الملک داخل قلعہ قمر بخش ہوا انکا ذکر اب وقت پر آئیگا

چند کلمہ داستان کرب دلاور کے بیان ہوتے ہین کہ نیچہ آنکو زندانخانہ بدربن زلزل سے لیکر غایب ہوگیا تھا

کہ جب آنکھ کرب کی کھلی اپنے کو ایک دشت جنت نظر مین پایا اور دیکھا کہ ایک جانب فرش ملوکانہ بچھا ہوا ہی بارگاہ فلک رفعت استادہ غلامان زرین کمر مصروف اہتمام مین ہر طرف بازار لگی ہوئی ہی کثور اٹھنک رہا ہی اتنے مین کچھ شتر پران آئے کہ اُنپر نقابدار بیٹھے تھے اُنمین جو افسر تھا وہ پاس کرب کے آیا اور کہا ای جوان یہ بارگاہ تیرے لیے ہی تو سب سے علیحدہ متحیر کیون کھڑا ہی اس اثنا مین دیکھا کرب دلاور نے کہ قریب ایک لاکھ شتر پران زمین پر اُترے کہ صحرا مملو ہوگیا کرب نے نقابدار سے پوچھا کہ مین حیران ہون تمام قاف کی سیر کی مگر مین نے شتر پران نہین دیکھے تھے اُس جوان مرصع پوش نے کہا کہ جو کوئی نام میرا دریافت کرلیگا اُسکو حال ان شتران پران کا بھی معلوم ہوجائیگا کرب نے کہا میرا دل گواہی دیتا ہی کہ تم اولاد امیر کشور گیر ہو لیکن امیر باوصفے کہ شگفندہ ہفت پردہ قاف مین اُنھون نے بھی شتر پران آجتک نہین دیکھے اُس جوان نے کہا خیر چندروز مین جان جاوگے اور لاکر کرب کو بارگاہ مین صحبت عیش برپا کی ساقیان سیمین ساق حاضر ہوئے جام بادۂ ناب گردش مین آیا رقاصان پری چہرہ رشک زہرہ حاضر ہوئین اور بصد کرشمہ و ناز گانے بجانے مین مصروف ہوئین غزل ستمگار جو تیرے پالے پڑے ہین ٭ اُنھین اپنی جانون کے لالے پڑے ہین

مرے خون کے خار صحرا مین پیاسے
یہان کچھ شکستہ پیالے پڑے ہین
کیا ہی جو قتل اسنے مجھ دلجلے کو
وہ اب اک ستمگر کے پالے پڑے ہین
ترا کوچہ کعبے سے بڑھکر ہی ای بت
اُسی طرح کچھ زخم آلے پڑے ہین
گلی مین تری ہم بھی اک بے نشان سے
ابھی جنکے کانون مین بالے پڑے ہین

کہ سوکھی زبانین نکالے پڑے ہین
اُبھر آئے ہین جسم پر داغ سودا
تری تیغ مین اُس نے چھالے پڑے ہین
یہ افسوس کیون ہی مجھ اسلیے ابھی تو
یہان کتنے اللہ والے پڑے ہین
پتا دیتے ہین نرم کی بیخودی کا
ترے نام کے لینے والے پڑے ہین

جدائی مین ساقی یہان تشنگی کی
یہ دیتے جو کچھ کالے کالے پڑے ہین
مرے دلجگر جو تجھے راحت کے خوگر
بہت آپ پر مرنے والے پڑے ہین
نہ اچھے ہوئے گھاو تیغ ادا کے
جو آلٹے ہوئے کچھ پیالے پڑے ہین
اُنھین کا تو حلقہ بگوش آرزو ہی

غرضکہ اس طرح اُس نازنین نے اس غزل کو گایا کہ ہر ایک پر حالت عشق کی طاری ہوئی تھی یہ صحبت تین روز رہی کرب نے کہا یہ بتلاؤ کہ یہان مجکو تمنے بلوایا ہی یا کوئی اور اُٹھا لایا ہی اور اگر تمنے بلوایا ہے تو کس مطلب سے نقابدار نے ایک آہ سرد کھینچی اور دست افسوس ملکر عرض کیا کہ ابھی اس بات کا جواب نہین دلسکتا ہون غرض بہ اصرار تمام کہا کہ ای کرب دلاور مین

عاشق ہوں ملکہ گلشن افروز بڑی دختر بہار پری پر جو رہنے والی پردہ نجم قاف کی ہے نام اُس مقام کا
بہارستان قاف ہے ایک روز بہار پری کے یہاں کسی شادی کی تقریب تھی میں بھی اُسمیں
شریک ہوا وہیں میں نے گلشن افروز پری کو دیکھا اُسنے مجھے دیکھا باہم نگاہیں چار ہوئیں سنا ہیں
عشق کی دلوں کے پار ہوئیں محل گفتگو کا نہ ملا جب صحبت برخاست ہوئی میں نہایت ملول اُٹھا ملکہ
آسمان پری نے حال میرا پوچھا میں نے سب کیفیت اُنسے بیان کی آسمان پری نے پیغام
میرا بہار پری کو دیا اُسنے کہا کہ اگر امیر کشور گیر اور ملکہ قریشہ سلطان اور آپ شریک ہوں تو
میں شادی کر دوں تو ملکہ آسمان پری اور قریشہ سلطان موجود ہیں مگر امیر کو کہاں سے لاؤں
کہ وہ مکہ معظمہ چلے گئے ہیں اور میں تمکو اسیواسطے لایا ہوں کہ میری اس صحرا نشینی پر رحم کرو اور چلکر بہار پری
کو شادی پر راضی کر دو میں تمھارا نہایت احسان مند ہونگا کہ اپنا گھر بھر چھوڑے ہوئے اس
جنگل میں پڑا ہوں کرب نے کہا اچھا آپ مجکو وہاں لے چلیے نقابدار کرب کو لیکر طرف پردہ نجم
قاف کے روانہ ہوا جب قریب پہونچا خبر بہار پری کو ہوئی کہ نقابدار کرب دلاور کو لیکر آتا ہے بہار
پری واسطے استقبال کے آئی اور اپنے ہمراہ لیجاکر سامان دعوت مہیا کیا شراب وکباب کی
صحبت گرم ہوئی کرب دلاور نے بہار پری سے کہا کہ تمکو شادی کرنے میں کیا عذر ہے بہار پری
نے کہا مجھے کچھ عذر نہیں ہے الا تمنا میری یہ ہے کہ امیر کشور گیر بھی بسبب آپ کے مجھے سرفراز
کرتے اور شریک شادی ہوتے تو میری عزت زیادہ ہوتی کرب دلاور نے کہا کہ امیر تو صاحبقرانی
کو ترک کر کے مکہ معظمہ تشریف لیگئے جب سے میں نے گوشہ نشینی اختیار کر لی مگر ہاں اور سب تو شریک
شادی ہو سکتے ہیں اور اگر امیر کشور گیر نہ شریک ہونگے تو کیا زندگی بھر بیٹی کو بٹھلا رکھو گی بہار
پری اس گفتگو سے قائل ہوئی اور کہا بہتر ہے مجھے آپ کے فرمانے سے کچھ عذر نہیں ہے اور
اُسی وقت سامان شادی کا ہونے لگا کرب و نقابدار رخصت ہوکے واسطے رسومات
ادا کرنے شادی کے دوسرے مقام پر اُترے غرضکہ رسومات دنیوی سے فراغت ہوئی
اور برات کا روز آیا نقابدار نے بہت بڑا جلسہ کیا کہ جسمیں تمام پردہ نجم قاف کی پریاں موجود
تھیں رات بھر صحبت رقص وغنا رہی غزل ÷ دلکا آنا قضا سے کم کسی پہلو نہ تھا + قہر کی پھانسی
تھی اُسکا حلقہ گیسو نہ تھا ÷ پہلے بوسے کا ارادہ اک بت دلجو نہ تھا + جب ہم آغوشی ہوئی پھر ذائقہ [illegible] نہ تھا
ہجر میں بھی گو مہیا تھے ہمیں سامان عیش + کچھ نہ تھا پہلو میں جو وہ زینت پہلو نہ تھا + رو دیئے محفل میں
اُسکی ہم تو رسوا ہی ہوئے + تھا ڈبونے والا عزت کا سراک آنسو نہ تھا + آنکھ ملتے ہی جو دل گیسو
میں اُسکے پھنس گیا + پیچ یہ قسمت کا تھا لٹکا نہ تھا جادو نہ تھا + اُٹھ گئے آخر اُنھیں تھا بیٹھنا پہلو میں شاق
اور اس زانو بدلنے کا کوئی پہلو نہ تھا + بوسۂ چشم صنم کی تھی ہوس جب تک ہمیں + کعبۂ مقصود تھا
طاق خم ابرو نہ تھا + خار غم جب سے نکالے تھے زباں نے شوق میں + خون گو سوز الم سے دل میں
اک جلو نہ تھا + آنکھ ملتے ہی مریض ہجر اچھا ہو گیا + تجھ میں یہ اعجاز تو اے نرگس جادو نہ تھا + رات
فرقت کی ہمیں پہلو بدلتے ہی کٹی + دل کی آسائش کا لیکن کوئی بھی پہلو نہ تھا + جسقدر راحت اُٹھائی
اتنی ہی اُٹھائی + سنگ تھا جب سر کے نیچے تکیۂ زانو نہ تھا + کہتے ہیں محرومی قسمت جسے ہم پر ہے ختم +

یار تھا آغوش مین دلبر مگر قابو نتھا   خاک اڑاتین ہونگی میری حسرتین اس ہم سے + ساتھ سیت کے وہ بکھرائے
ہوئے گیسو نتھا + اسکی بیتابی ہوئی کم قطع کردی جب امید + وسلے تسکین کا سوا اسکے کوئی پہلو نتھا
سنے لی بھی الفت کی بھی کیا چیز ہی اے آرزو + اسکے کہنے مین ہی دل جسکا کبھی قابو نتھا + الغرض رات بھر صحبت
رہی دوسرے روز برات لیکر بہار پری کے مکان پر گئے عقد نقابدار کا گلشن افروز سے
ہوا لیکن وزیر زادی گلشن افروز کی کہ نام اسکا بزم افروز ہی وہ کرب پر مائل ہوئی
اور اپنی صورت کرب کو دکھائی کرب اسپر فریفتہ ہوئے عقد کرب کا بزم افروز سے ہوا
دو تین روز مصروف عیش و عشرت رہے ایک روز کرب نے نقابدار سے کہا ای برادر
وہان بدر ملعون نہین معلوم کہ کیونکر قاسم و بدیع کے ساتھ پیش آیا ہوگا نقابدار نے
کہا چلیے اسیوقت شتر پران پر سوار ہو کر طرف پردۂ دنیا کے ارادہ ملک سجان کا کرکے روانہ
ہوئے یہان بدر لعین تیغ صلصال و پرویز و جدائل خان ہندی محاصرہ کوہ کا کیے ہوئے
تھے کہ ایک روز بدر نے کہا کہ اب قتل ان خدا پرستون کا واجب ہی مبادا انکی مدد معقول
کہین سے آجائے اسیوقت حکم دیا کہ طبل جنگ بجے فوراً نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز
نقارہ کی گرجی یہ خبر قاسم شاہ و بدیع الملک کو ہوئی انھون نے کہا اچھا غضب کہ یہان بھی کوس
حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ ہونے لگی مگر دو تین روز جو لڑائی معطل اور موقوف رہی تھی سبب
اسکا یہ تھا کہ بدر دعوت و ضیافت خان اعظم و جدائل خان مین مصروف تھا الغرض زمانہ
شب کا برطرف ہوا اور پردۂ شب سے روے سحر طالع ہوا جھونکے نسیم بہاری کے چلے طائران خوش الحان
نہالان صحرا پر زمزمہ سرا ہوئے کفار بت پرستی سے فراغت کرکے میدان مین آئے اہل اسلام
نے خدا کو یاد کیا دیکھا قاسم و بدیع الملک وغیرہ نے کہ زیر کوہ یہ گبران نابکار لشکر کثیر لیے ہوئے
آمادہ حرب و پیکار کھڑے ہین ایک طرف بدر اپنا لشکر آراستہ کیے ہوئے ایک جانب تخت پرویز
ہرمز ایک جانب صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو اور ایک طرف کو جدائل خان
ہندی بارہ ہزار فیلان جنگی آراستہ و پیراستہ ہمراہ فوج ہنود خود ایک فیل زبردست پر سوار
گرز گران سر ہاتھ مین استادہ ہی یکایک بدر اپنا مرکب جھکا کر میدان مین مبارز طلب ہوا لشکر اسلام
مین کون تھا جو مقابلہ کو نکلتا لیکن ترک جوشن پوش بیٹا ترک توسن پلطاقی کا رفیق قدیم شاہزادہ
خاور سیاہ مرکب پر سے اتر کر سامنے قاسم کے آیا اور کہا کہ ای شہریار اگر کوئی قصور مجھسے اپنی
عمر مین سرزد ہوا تو اسے بحل کیجیے کہ سہارا اپنی بخشش کا موجب آپ ایسا بہادر ہاتھ سے اس گبر کے
زخمی ہوا بسبب اسکے کہ تلوار اسپر اثر نہین کرتی تو مین کیا کر سکتا ہون الا جان اپنی آپ پر سے
نثار کرونگا شاہزادہ ملک قاسم کا دل ان باتون پر ترک کے بھر آیا اور ترک جوشن پوش کو
گلے سے لگا کر رونے لگا اور کہا ای برادر مجھے تیری جدائی گوارا نہین کہ تو نے اپنے باپ کو چھوڑ کر
میرا ساتھ دیا کیونکر ہو سکتا ہی کہ مین تجھے دیدہ و دانستہ ہاتھ سے کھو دون ترک نے کہا کہ ای آقا جب سے
اگر قضا میری آچکی ہی تو ضرور مر جاؤنگا کوئی روک نہین سکتا اگر زندگی باقی ہی تو کیا حقیقت اس حرامزادہ
کم بخت بدنصیب بدر کی ہی کہ میرا سامنا کرکے مجھے قتل کر سکے قاسم اس بات کو سنکر خاموش ہو گئے

ترک بار دگر مرکب پر بیٹھ کر کوہ سے نیچے اُترا اور للکارا کہ او نامرد یہی دعوے بہادری ہے کہ زخمیوں کے قتل پر آمادہ ہے اور
محسن کُش انھوں نے ہزار جگہ تیری جان بچائی ہے امیر نے کیسی شفقت فرمائی تیرے حال پر کہ جزہ خند نے
تجھے بخش دیا مگر تو اپنے پاجی پن پر گیا بدر یہ سخن سُنکر برہم ہوا اور نیزہ ترک پر مارا ترک نے نیزے کو
نیزہ پر رد کا چند طعن چلے ہونگے کہ ترک نے نیزہ ہاتھ سے بدر کے نکال دیا بدر نے خفیف ہو کر گرز
مارا ترک نے گرز اسکا سپر پر رد کا اور اپنا گرز بدر پر مارا بدر نے اپنا سپر نیچے کو کھینچا چاہا کہ گرز مار دلت
کہ گھوڑا ابھی نیچے ہی بیٹھین گرز ترک کا سر مرکب پر پڑا کہ سر مرکب کا پاش پاش ہو گیا بدر گھوڑے سے
کودا اور تلوار کھینچکر ترک کی طرف چلا ترک نے جلدی سے ایک پانون رکاب سے نکالا تھا کہ مین بھی
کود پڑون کہ بدر نے قریب ہو کر وار کیا ترک سنبھلنے نپایا تھا کہ تلوار گردن پر پڑی سر ترک کا جدا
ہو گیا مرکب لاش ترک کی لیکر بھاگا اور زیر کوہ پہونچ کر شیہہ کیا اہل اسلام نے جو یہ حال دیکھا تو لاش
ترک کی اُٹھا لائے اور بہت گریہ و زاری کی قاسم نے سر اپنا زمین پر دے مارا کہ زخم سر شگافتہ ہو گیا
اور قاسم بیہوش ہو گیا کیونکہ ترک بچپن کا دوست تھا لیکن بدیع الزمان نے جو لاش ترک
کی بے سر دیکھی اسیوقت پیغام بدر کے پاس بھیجا کہ سر ترک کا ہمکو دیدو تو عوض مین اُسکے آذر کوہ
ہم تمکو بخشتے ہین بدر نے قبول کیا اور سر ترک کا بھیجدیا بدیع الزمان نے یہ نامہ بدر کو بھیجدیا کفار
نے طبل شادمانی بجایا اور مجلس عیش آراستہ کی بدیع الزمان نے سر ترک کا بدن سے ملا کر دفن
کر دیا اور بہت گریہ و زاری کی بدر نے پھر طبل جنگ بجوایا یہ خبر شاہزادہ قاسم اور بدیع الزمان
کو ہوئی فرمایا رضینا بالقضا اور نقارہ رزمی بجوایا کفار مین تیاری جنگ ہونے لگی اہل اسلام آپس مین
ایک دوسرے سے قصور بخشواتے تھے ایک ایک کے گلے مل رہے تھے ایک ایک سے وصیت
کرتا تھا کہ اگر تم زندہ رہنا تو یہ کرنا اور ہم زندہ رہینگے تو یہ کرینگے غرضکہ سب کو یقین مرگ تھا غسل میت کرکے
سب نے نیچے کفن پہنے اوپر سے لباس جنگ آراستہ کیا اسی عالم مین صبح ہو گئی اسنے نماز پڑھی
اور دعا کی بعد اسکے آمادہ مرگ و مہیاے قضا بیٹھے کہ یکایک بدر بن زلازل یک چشمی بالشکر کثیر
نمودار ہوا اور کوہ پر یلغار کرکے چلا جوانان اسلام گھاٹیون پر آ کے بیٹھے اور تیر مارنا شروع کیے صدہا
کافر راہی دار البوار ہوئے مگر بدر لعین تیرون کو قلم کرتا ہوا چلا آتا تھا اگر کوئی تیر اسپر پڑتا بھی تھا تو اُسپر
اثر نہین کرتا تھا قریب تھا کہ بدر بالاے کوہ آجاے کہ اہل اسلام نے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات
بلند کیے اور عرض کرنے لگے کہ اے کریم و رحیم اے کارساز مطلق اے عادل و بندہ نواز تو دیکھ رہا ہے کہ یہ کافر کیسا
ظلم کر رہا ہے کسی خاص اپنے بندے کو ہمیری مدد کے واسطے بھیج ہنوز سخن بیچ منہ کے تھا کہ آسمان پر
سے آواز نقارے کی پیدا ہوئی اور ہزار ہا شتر سواران نظر آئے آگے آگے اُنکے نقابدار مرصع پوش
اور کرب دلاور تھا جب کرب دلاور نے جو یہ حال دیکھا کہ بدر قریب قلعہ کوہ کے پہونچ چکا ہے
وہین سے نعرہ کیا کہ باش او گبر کہان جاتا ہے بدر کرب دلاور کی آواز سُنکر پھرا اور پہاڑ سے نیچے
اُترا اور پکارا اور کہا کہ اب مین تیرا بھی کام تمام کرونگا اور ان سب کو بھی قتل کرونگا یہ کلمہ سنکر بہت
غصہ مین آئے نقابدار مرصع پوش کہ کرب دلاور کا احسان مند ہو چکا ہے بڑے زور شور سے صدا دین
آکر پکارا کہ او لعین گیدی فرزند بکتا کیا ہے دیکھ تو تیرا حال چشم زدن مین کیا کرتا ہون اور اشتہ تو بڑھا کر سا

بدر کے آیا بدر نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ کو نیزہ پر لیا طعنین چلنے لگین تھوڑا عرصہ گذرا ہوگا کہ نقابدار
نے نیزہ بدر کے ہاتھ سے نکال دیا کرب دلاور نے تعریف کی بدر نے گرز مارا نقابدار نے گرز
بھی رد کیا بدر نے تلوار کھینچی نقابدار بہت بڑا پھکیت زبردست تھا بہت وار بدر کے خالی دیے
بہت سی چوٹین خود بھی لگائین لیکن بسبب خفتان کے بدر کے جسم پر کچھ اثر نہوا دن بھر تلوار چلی آخر قریب
شام نقابدار ہاتھ سے بدر کے زخمی ہوا اور شتر کو اشارہ کیا شتر نے پر کھولے اور طرف آسمان کے
راہی ہوا کرب دلاور نے ارادہ نکلنے کا کیا تھا کہ بدر طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا
اور کہا کل تجھے سمجھونگا کرب دلاور کے آنے سے اہل اسلام کو تقویت ہوئی قاسم و بدیع الزمان
بہت خوش ہوئے صحبت عیش آراستہ کی یکایک آواز طبل جنگ کی آئی کرب دلاور نے
خود بھی طبل جنگ بجوادیا رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو کرب دلاور کوہ سے نیچے اتر کر صف
آرا ہوا یکایک بدر مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا کرب دلاور نے کہا او نامرد تو نے مجھے عیار سے
چھڑوا منگایا تھا دیکھ میرے خدا نے مجھے کس طرح سے بچایا ہے اسی پر تجھے دعوے بہادری کا ہے بدر نے
کہا اگر اُسدن تو بچ گیا تو آج سر میدان مارا جائیگا کرب دلاور برہم ہوا لیکن بدر نے کہا کہ
نیزے کی لڑائی تم خدا پرستون سے بیکار ہے یہ کہکر تلوار کھینچی اور کرب دلاور پر وار کیا کرب
نے پشت شمشیر پر روک کر اپنا وار کیا بدر نے سپر اوچی کی تلوار نے کرب دلاور کی سپر کو کاٹا خود
کو دو کیا لیکن کاسہ سر پر چرکا بھی نہ پہونچا کرب دلاور نہایت پریشان ہوا کہ کیا کیجیے کیونکر اس
ملعون کو قتل کیجیے غرضکہ تین شبانہ روز جنگ رہی ہزارہا آدمی کا کشت خون ہوا اور قریب شام مرکب
بدر کا مارا گیا بدر اُسوقت بہت بیدل ہوا اور تیغ کھینچکر دوڑا کہ مرکب کرب کا پاؤن کاٹے کرب دلاور
گھوڑے سے کود پڑا بدر نے قریب پہونچ کے تلوار کرب دلاور پر ماری کرب نے بدر دست
پر ہاتھ ڈال دیا اور کلائی مروڑ کے تلوار چھین کر پھینک دی اور بدر سے لپٹ پڑا عیار نے بدر کو
دیکھا کہ اب بدر گرفتار ہو جائیگا تلوار لیے ہوئے پاس بدر کے آیا دیکھا کہ کرب بدر کو دبائے بیٹھا ہے
نکلنے نہین دیتا عیار نے حباب بیہوشی کھینچ مارے کہ کرب دلاور و بدر دونون بیہوش ہوگئے
یہ گستاخی عیار کی دیکھکر ضرغام دوڑا لیکن عیار نے اتنے عرصہ مین بدر کو کھینچا اور لاد کر طرف
لشکر کفار کے راہی ہوا ضرغام نے اُسکا تعاقب کیا جب عیار نے دیکھا کہ ضرغام قریب پہونچگیا
ہے فتیلہ رفع بیہوشی دیکر بدر کو ہوشیار کر دیا اور تلوار ہاتھ مین دیدی بدر تلوار کھینچکر ضرغام
کی طرف دوڑا ضرغام نے حقہ آتشبازی کا مارا کہ اُس سے آگ نکلی بدر بھاگا ضرغام نے آکر کرب دلاور
کو ہوشیار کیا بدر دوسرے مرکب پر سوار ہوکر میدان مین آیا کرب دلاور سے مقابل ہوا پھر
تلوار چلنے لگی قضائے کار اتفاقات روزگار پاؤن مرکب کرب کا موشخانہ مین جا رہا گھوڑے
نے سکندری کھائی اُسیوقت تلوار بدر کے سر پر پڑی کہ ہڈی تک اُتر گئی کرب نے زخم کاری کھایا
دستانہ مارا تلوار سر سے نکلی جلدی سے کرب دلاور گھوڑے سے کودا اور مرکب کو بدر کے لے کر ڈالا بدر
نے دیکھا کہ اسنے زخم کو بھی نہ مانا بڑا بہادر ہے اور بارادہ تلاش آتا ہے فوراً بھاگا اور طبل بازگشت بجوا
اور اپنے لشکر مین جاکر کہا کہ آج خداوند لقا نے میری جان بچائی ورنہ کرب ضرور ہی گرفتار

کرلیجاتا لیکن بعد بھاگ جانے بدر کے کرب دلاور زخم کے صدمے سے بیہوش ہوگیا مسلمان
کرب کو اُٹھا کر بالاے کوہ لائے زخم مین ٹانکے لگائے علاج ہونے لگا وہان بدر نے صحبت
عیش برپا کی اور کہا کل ان خدا پرستونکا استیصال کرونگا اور طبل جنگ بجوادیا یہ خبر کرب کو ہوئی
کہا کل پھر مین اسی حالت مین اس حرامزادے سے لڑونگا کہ یکایک جوڑی ہرکارون کی آئی اور
بیان کیا کہ شاہزادہ نورالدہر بافوج کثیر آگیا ابھی ملک عجم مین ہے اُدھر آفت بن بکذبہ بن
کذاب عیار نے خبر آمد نورالدہر کی بدر بن زلازل یک چشمی کو پہونچائی بدر نے زانو پیٹ لیا
اور کہا بڑا ہی غضب ہوا کہ کمک ان خدا پرستون کی آگئی جذائل خان ہندی نے کہا اگر تمھین
کچھ خوف نورالدہر کا ہے تو مین بڑھکر سدراہ ہوتا ہون یہ کہکر جذائل خان ہندی مع بارہ ہزار
فیل مست اور صلصال بن وال بن دلو بن شحامہ جادو اپنے لشکر سمیت مع قہر بن زوبین و
اور پرویز بن ہرمز یہ سب کے سب واسطے مقابلہ نورالدہر کی طرف عجم کے روانہ ہوئے شاہزادہ
نورالدہر نے منزل کی تھی اور چلنے کا قصد تھا کہ یکایک سامنے سے گرد عظیم نمایان ہوئی شاہزادے
نے ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا وہ مثل نظر جاکر پھر آئے اور بیان کیا کہ جذائل خان
ہندی اور صلصال اور قہر بن زوبین اور پرویز بن ہرمز آپ کی راہ روکنے آتے
ہین شاہزادے نے فرمایا بس خیمہ ہمارا نہ اُکھڑے اب پہلے علاج ان کفار کا کرونگا تو بدر بزرگوار
کی مدد کو جاؤنگا اتنے مین جذائل خان نے آکر بارگاہ برپا کی اور تمام لشکر کفار بمقابلہ شاہزادہ
نورالدہر اُترا جذائل خان نے آتے ہی طبل جنگ بجوادیا یہ خبر شاہزادہ کو ہوئی فرمایا ہمارے
یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگ بجے نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ
کی گرجی دونون طرف تیاری جنگ کی ہونے لگی کوئی تلوار کو سان پر چڑھاتا تھا کوئی تیرون کے پیکان
درست کرتا کوئی بندوقون مین گولی بھرتا تھا غرضکہ تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی وقت صبح
دونون لشکر میدان مین آئے اس طرف آگے آگے مرکب پری پیکر پر نورالدہر پیچھے تمام صف
بستہ سرداران نامی و گرامی ایک ایک قدم صف سے آگے بڑھاتے ہوئے آکر میدان قتال
مین ایک طرف قائم ہوئے اُس طرف بیچ مین تخت پرویز بن ہرمز کا فیلان کوہ پیکر پر کسا ہوا ایک
جانب جذائل خان ہندی بافوج کثیر دوسری طرف صلصال مع قہر بن زوبین وغیرہ
یہ آکر صف آرا ہوئے پہلے دونون طرف سے تبردار نکلے اور تمام جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان
کو صاف کیا بعد انکے بیلداران نے نشیب و فراز میدان کا درست کیا سقون نے آبپاشی
کرکے گرد کو بٹھلا دیا قہر بن زوبین مرکب جھکا کر سامنے تخت پرویز کے آیا اور اجازت لیکر
رخ میدان کارزار کا کیا اسطرف سے اور سردارون نے ارادہ نکلنے کا کیا تھا کہ نورالدہر نے
منع کیا اور کہا مجھے جلدی ہے کہ طرف کوہ آذر کے جاؤن کہ وہان بدر بزرگوار گھرے ہوئے ہین تم
لڑوگے تو طول کھینچےگا اور عاد بن ثمود کو واسطے مدد کے طرف کوہ کے روانہ کیا وہ ایسے راستے
سے گیا کہ کفار پر ثابت نہوا مگر نورالدہر مرکب کو اُڑا کر مقابل ہوا قہر نے نیزہ مارا نورالدہر نے اس
اس لطافت سے نیزہ اسکا ہوائی کیا کہ دشمنون کے منہ سے بھی واہ واہ نکلگئی لیکن قہر نے خفیف ہوکر

تلوار ماری نور الدہر نے ہاتھ بند دست پر ڈالدیا اور جھٹکا دیا کہ یہ جھپٹ کر آیا بس کمر زنجیر کا بند پکڑ کے
زور کیا کہ قاش زین سے بلند کیا اور زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا نور الدہر نے مرکب سے کود کے چھاتی پر
چڑھکر مشکیں باندھیں اور شہرنگ عیار کے حوالے کیا یہ رنگ دیکھکر سہیل ترک میدان میں آیا اور شاہزادہ سے
مقابل ہوا نور الدہر نے ایک وار میں مع مرکب اُسکے چار ٹکڑے کیے سرخاب ہندی جدائیل خان
سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور شاہزادے پر تیر مارا نور الدہر نے تیر کو تیغ سے قلم کیا اور کمر بند
پکڑ کے اُچھال دیا جب گرنے لگا چورنگ ہوائی کاٹا یہ حال دیکھکر صلصال نے اپنا مرکب بڑھایا
اور سامنے شاہزادۂ نور الدہر کے آیا شاہزادہ نگاور زن ہوا مرکب صلصال کا سات قدم
اور گھوڑا نور الدہر کا چار قدم پیچھے ہٹا صلصال نے گرز گران سر نور الدہر پر مارا شاہزادے
نے اپنا گرز بلند کیا گرز سر گرز پر بیٹھا تڑاتے کی آواز بلند ہوئی چنگاریاں نکل گئیں گھوڑا نور الدہر کا زانو تک
غرق زمین ہو گیا صلصال نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم اتنے میں نور الدہر نے گھوڑے کو
ایڑ کی کہ وہ طبقہ زمین کا لیکر نکلا نور الدہر نے نعرہ کیا کہ گراز دی وکر البست کردی حریف تیرا میں ہیچ
ہوں اور اپنا گرز سر چرخ دیگر صلصال کے مارا صلصال نے گرز کو گرز پر روکا یہ معلوم ہوا
کہ پہاڑ پھٹ پڑا تڑاتے کی آواز آئی شعلے نکلے کمر مرکب کی ٹوٹی دونوں گھٹنے صلصال کے گرز
کے لنگر سے آشنا زمین ہوئے صلصال بیہوش ہو گیا اور تہ گرد میں چھپ گیا لیکن کفار یہ
سمجھے کہ صلصال مارا گیا بس پرویز نے کہا ارے کیا دیکھتے ہو مار لو اس خدا پرست نبیرہ حمزہ
کو کہ اسنے خان اعظم کو مار ڈالا تمام ترک دوڑ پڑے شاہزادے نے تلوار کھینچی اور قتل کرنا شروع کیا اتنے
میں نور الدہر کی فوج بھی آئی تلوار چلنے لگی جدائیل خان ہندی نے بھی اپنے فیل کو آگے بڑھایا
پیچھے اسکے بارہ ہزار فیلان مست جنگی سونڈوں میں تلواریں بندھی ہوئی تھیں یہ اس جلال سے کہ
پامال کر دوں لشکر نور الدہر کو لیکن صلصال زندہ تھا جب عیار اسکے پاس گیا پانی کے چھینٹے
دیئے تو صلصال ہوشیار ہوا دیکھا کہ مرکب مرا ہوا ہے دوسرے مرکب پر بیٹھکر یہ بھی مصروف جنگ
ہوا کفار پکارے لات اعلے اور منات معلے نے خان اعظم کو دوبارہ زندہ کیا صلصال کو بھی اپنے
اوپر یہی گمان ہوا اُدھر جدائیل خان کے ہاتھیوں نے لشکر اسلام کو پامال کرنا شروع کیا بالفرض اگر
کسی نے ایک آدھ فیل کی سونڈ کو قلم بھی کیا تو وہ ہاتھی بھاگا جدھر کا رخ کیا کتنوں ہی کو پامال کر دیا
ہر طرف تیغوں کی بجلیاں چمک رہی تھیں دریاے خون زمین پر رواں تھا شاہزادہ مصروف
جنگ تھا جسپر وار کیا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے عین گرمی جنگ میں پھر نور الدہر اور صلصال کا
سامنا ہوا صلصال نے کہا او نبیرۂ حمزہ تونے بلا کی ضرب لگائی تھی لیکن مجھکو لات و منات نے مضاعف
زور دیکر زندہ کیا کب چھوڑتا ہوں تجکو یہ کہکر تلوار ماری نور الدہر نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر
جو تیغہ مارا سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو اُتر گیا خان اعظم نے دانستہ مارا تیغہ سر سے نکلا لیکن خان کو
غش آگیا لوگ اسے لیکر بھاگے اُدھر عیاران اسلام نے دو تین حقے آتشبازی کے مارے اُنسے آگ بھڑکی ہاتھی
جدائیل خان کے تھیں مار مار کر میدان سے بھاگے شہرنگ لڑتا چلا آتا تھا کہ دیکھا اسنے ایک فیل ادھر بھاگا
چلا آتا ہے سونڈ ہلتی جاتی ہے تلوار اُسمیں چمک رہی ہے بس اسنے حقہ آتشبازی مستک پر مارا کہ وہ پھٹا

آگ نکلی ہاتھی چنگھاڑ کر پلٹا اُدھر سے جدائل خان آتا تھا یہ ہاتھی اُسکے ہاتھی پر گرا شبرنگ نے
ایک حقہ ادر مارا کہ جدائل خان کا ہاتھی بھی بھاگا اور اس طرح بھاگا کہ پھر نہ رُکا تمام فوج منتشر
ہوگئی صلصال زخمی ہو چکا تھا جدائل خان کو لیکر ہاتھی طرف صحرا کے راہی ہوا کفار بے دل ابتر
ہوئے اور نا امید ہوکر بھاگے نور الدہر نے فتح پائی لیکن شبرنگ سے کہا کہ وہان والد بزرگوار پر
نہین معلوم کیا گذری اب زیادہ ٹھہرنا صلاح نہین مین چلتا ہون اور تھوڑا لشکر لیکر طرف کوہ
آذر کے روانہ ہوئے شبرنگ بھی بارگاہ لدوا کر روانہ ہوا

اب حال بدر بن زلازل کا بیان ہوتا ہے

کہ یہ طبل جنگ بجوا ہی چکا تھا دوسرے روز لشکر لیکر یلغر کیا اہل اسلام نے مناجات کی مردان
جرار جانون پر کھیل کے تیر و کمان لیکر گھاٹیون پر بیٹھے پتھر لڑھکانا شروع کیا جو پتھر نیچے گرا آگ
میں ڈالا لیکن کفار چلے ہی آتے ہین ناگہان از پردہ بیابان گردے برخاست تمام آدمی متوجہ
ہوے کہ یہ گرد کیسی اُڑی ہے یکایک وہ گرد قریب آکر شق ہوئی اور دل گرد سے عاد بن ثمود رفیق
شاہزادہ نور الدہر پہونچا اور للکارا کہ او بدر کہان جاتا ہے پہلے مجھسے سامنا کر بدر نے دل مین کہا
ایک نہ ایک آہی جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی قضا ان خدا پرستون کی نہین ہے اہل اسلام نے شکر
کے سجدے کیے اور عاد بن ثمود کے لیے دعا کی کہ یہ بدر پر فتحیاب ہو ادھر عاد سے اور بدر
سے سامنا ہوا بدر نے عاد کے نیزہ مارا عاد نے نیزہ بدر کا نیزہ پر روکا طعنین چلنے لگین کوئی مطلب
نیزہ بازی سے حاصل نہو سنانین بنانین بیکار ہوگئین بدر نے نیزہ کو پھینک کر تلوار کھینچی اور عاد پر وار کیا
عاد نے تلوار کو بدر کے مثل فولادی پر روکا اور جواب مین اُسکے وہی میل مارا اگر بدر خالی نہ دیتے
تو یقین ہے کہ بخشش ہو جائے لیکن مثل جو زمین پر پڑا خاک اُڑی اور میل دستے تک زمین مین اُتر
گیا بدر چونکہ گرد مین پنہان تھا عاد نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم کہ بدر نے پہلو کی طرف سے آکر
تلوار عاد پر لگائی عاد غافل تھا یہ سمجھا تھا کہ بدر کو مین نے مارا یکایک جو بدر نے آکر وار کیا عاد
سنبھل نہ سکا تلوار سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اُتر گئی عاد نے دامستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکلی
مگر چادر خون کی سر سے باہر آئی عاد نے اُسی عالم مین پھر میل مارا بدر سامنے سے ہٹ گیا پھر میل
زمین پر پڑا خاک اُڑی لیکن صدمے سے زخم کے عاد بیہوش ہوگیا بدر اس ارادہ سے چلا تھا کہ سر
عاد کا کاٹ لے کہ لوگ عاد کے دوڑے اور عاد کو اُٹھا لیگئے بدر نے پھر رخ کوہ کا کیا ابھی
کوئی پہر دن باقی ہوگا کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان
رسیدہ دنیای گرد در زمین پیچیدہ کہ یکایک ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ
ہوا اور دل گرد سے کئی سو علم نشان فوج کثیر کے نمایان ہوئے کہ ہر علم کے پھریرے پر تعریف الٰہی
اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی بعد اسکے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان مرکب پر سوار
گھوڑے کو سرپٹ ڈالے ہوئے چلا آتا تھا نہ جلوس سواری تھا نہ کچھ بعد آنے نور الدہر کے فوج
کثیر اور جلوس نمایان ہوا نور الدہر نے میدان مین پہونچکر نعرہ کیا کہ او بدر کہان جاتا ہے ادھر آ کہ ملک الموت
تیری جان کا آپہونچا بدر نور الدہر کو دیکھکر کوہ سے اُترا اور کوہ پر نقارہ شادمانی بجا بدر دو اسپہ

مقابلہ نور الدہر سے کرنگیا ہیبت طاری ہو گئی یہانتک کہ قریب شام لشکر نور الدہر کا آیا بدر نے سبکے
دیکھا کہ قہر بن زوبین باغل و زنجیر ایک ارابے پر بندھا ہوا ہے اتنے مین دیکھا کہ گرد اُٹھی اور
جدائل خان ہندی پہونچا فوج اسکی بدحواس ہوئی بعد اسکے صلصال کی فوج آئی اور
صلصال زخمی ایک عماری مین فیل پر سوار آیا اور تمام حال اپنی شکست کا بدر سے بیان کیا
بدر نے کہا مین نہ کہتا تھا کہ مجھے نور الدہر سے اندیشہ ہے جدائل خان نے مقابلہ کو نکلنے
کا قصد کیا تھا کہ بدر نے منع کیا اور طبل بازگشت بجوا دیا اور کہا کہ اے نور الدہر کل سمجھونگا
اور میدان سے پھر گیا اور داخل بارگاہ ہوا سب سرداران کفار ایک جگہ جمع ہوئے دور بادہ
چلا ناچ ہونے لگا صحبت عیش گرم ہوئی جب خوب نشہ ہوا جدائل خان نے کہا کل ہمارے
نام پر طبل جنگ بجے اُسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکاروں نے
یہ خبر شاہزادہ نور الدہر کو دی فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگ
بجے اُسیوقت کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی اُدھر
نور الدہر پہاڑ پر آئے اور خدمت مین اپنے پدر بزرگوار شاہزادہ بدیع الزمان کے مشرف
ہوئے اور سرداران اسلام مثل داراب و اسکندر و کرب و اسد و قاسم وغیرہ کی سب سے
ملاقات ہوئی قاسم نے حال ترک جوشن پوش کے مارے جانے کا بیان کیا نور الدہر کو نہایت
افسوس ہوا اور سب کو ہمراہ لیکر زیر کوہ آئے بارگاہین برپا ہوئین لشکرون کے پڑاو پڑے طلایہ
گشت پھرنے لگا آواز حاضر باشید و ناظر باشید کی بلند ہوئی اسی عالم مین زمانۂ شب کا برطرف ہوا
اور پردۂ شب سے حور صبح با رخ پر نور نمودار ہوئی مردان شیردل اسلحہ جنگ تن پر آراستہ کرکے
متوجہ دشت پیکار ہوئے اسطرف سے شاہزادۂ نور الدہر با فوج کثیر صف آرا ہوئے اُس طرف
بدر بن زلازل باتب جشمی ایک طرف جدائل خان مع بارہ ہزار فیل جنگی جسمین دو چار سو کم
ہو گئے ہین ایک جانب صلصال کی فوج مع تخت پرویز ہر ہزار اور اسلحہ و مسلحہ جنگی ایک
سمت جب صفوف جدال و قتال آراستہ ہو چکین اسلحہ جنگی نے پرویز سے اجازت طلب کی اور
میدان مین آیا پکارا اے نور الدہر قہر بن زوبین نہین ہون جسے تو نے گرفتار کر لیا یہ بات قہر کو ناگوار
ہوئی اور کہا نور الدہر سے کہ اگر مجکو رہا کر دو تو مین اسے اس کلام سخت کی سزا دون نور الدہر نے
کہا وہ تو مجھے گتا ہے مین خود لڑونگا اور مرکب کو جھکا کر میدان مین آئے اسلحہ نے نیزہ مارا شاہزادہ
نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اور کمر زنجر کا بند پکڑ کر زین سے اُٹھا لیا مسلحہ نے جو یہ حال اپنے بھائی کا
دیکھا تلوار کھینچکر دوڑا کہ دیکھون تو کیونکر تو میرے بھائی کو گرفتار کر لیتا ہے اور قریب پہونچکر تلوار ماری
نور الدہر نے اسلحہ کو سامنے کر دیا تلوار مسلحہ کی اسلحہ پر پڑی تھوڑا سا زخم آیا کیونکہ مسلحہ نے فوراً
اپنے ہاتھ کو روکا نور الدہر نے دوسرے ہاتھ سے اُسکا بھی کمربند پکڑا اور زین سے اُٹھا کر دونون کو زمین
پر مارا اور ایک کمند سے دونون کو باندھ کر عیار کے سپرد کیا ہر طرف سے احسنت و مرحبا کی صدا بلند
ہوئی دوست دشمن سب تعریف کر رہے تھے یہ رنگ دیکھکر جدائل خان ہندی نے اپنے فیل کو
آگے بڑھایا اور سامنے نور الدہر کے آیا اور پکارا کہ نبیرۂ حمزہ واقع مین تو بڑا بہادر اور نہایت زبردست

ہی لیکن میری ضرب کا سنبھالنا دشوار ہو جائیگا نور الدہر از بسکہ حالات اسکے سن چکے تھے کہا تیرے
زبردست ہونے مین کوئی شک نہین ہی تو البتہ زور آور ہی کہ لندھور کو بکر اندھا کر گے بٹھایا سر میدان
نہ زیر کیا واقع مین تیرے مگر کو بہت زور ہی جدائل خان یہ سنکر نہایت برہم ہوا اور پکارا ارے
معلوم ہوتا ہی کہ قضا ہی تیری آگئی ہی یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پرجہ کوہ
گیارہ سے من کی ضرب اٹھائی اور سر پر چرخ دیکر نور الدہر پر وار کیا شاہزادہ نے اپنا گرز
آراسے پر لے لیا اور گرز کو جدائل خان کے سر گرز پر روکا آواز تڑاقے کی بلند ہوئی جگر زمین
ہول سے شق ہو گیا اور ایک شعلہ آگ کا فلک کو نکل گیا مرکب نور الدہر کا رکابون تک غرق زمین
ہو گیا خاک اڑی کہ نور الدہر مع مرکب اسمین پوشیدہ ہو گئے جدائل خان نے نعرہ کیا کہ زدم
و بست کردم دیکھو آکر کہ کیا حال ہوا نور الدہر کا عیار شبرنگ دوڑ کر آیا اور گرد دگرد کے چرخ مار کر اندر گرد
کے داخل ہوا دیکھا تو نور الدہر سینہ مین ڈوبا ہوا اور مرکب رکابون تک غرق زمین ہی مگر ہاتھ نور الدہر
کے مانند ستون فولادی کے قائم ہین شبرنگ نے پکارا ای شہریار حریف لاف و گزاف کرتا ہی
نور الدہر نے مرکب کو اشارہ کیا وہ طبقہ زمین کا لیکر اوپر آیا کیونکہ طلسمی مرکب ہی ورنہ دوسرا
مرکب ہوتا تو ہلاک ہو جاتا نور الدہر نے پکار کر کہا کہ ای جدائل خان دیکھ یہ ضرب طمانچہ ہی ملک الموت کا
اور گرز اپنا سر پر چرخ دیکر جدائل خان کے مارا جدائل خان نے بھی گرز کو سر گرز پر روکا مگر یہ معلوم
ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا فیل چیخ مار کر بیٹھ گیا جدائل خان بیہوش ہو گیا نور الدہر نے نعرہ کیا زدم
و بست کردم عیار جھپٹ کر آیا پانی چھڑک کر گرد کو بٹھایا دیکھا کہ جدائل خان بیہوش ہی جب دور سے
گئی آوازین دین اور چھینٹے پانی کے مارے تو ہوش آیا دیکھا تو فیل جان بحق تسلیم ہو چکا تھا جدائل
ہاتھی سے جدا ہوا اور تلوار کھینچکر نور الدہر کی طرف دوڑا کہ مرکب کو زخمی کرون نور الدہر گھوڑے
سے کود پڑے جدائل خان نے تلوار ہاتھ سے پھینک دی اور نور الدہر سے لپٹ پڑا کشتی
ہونے لگی دونون لشکر قریب آ گئے تماشا دیکھنے لگے ادھر نور الدہر اور جدائل خان لڑ رہے تھے یہانتک
کہ شام ہو گئی کوئی کسی پر غالب نہوا دونون طرف سے افسران فوج لڑائی مین جانین لڑائے ہوئے
ہین ہر ایک کو یہ خیال کہ دیکھیے کون زیر ہوتا ہی اسی عالم مین رات بھی بسر ہوئی صبحکو دیکھا تو دونون
لڑ رہے ہین یہانتک کہ تین روز کامل کشتی ہوئی تیسرے روز نور الدہر نے زور جدائل خان
کا توڑا اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اٹھا لیا اور ہاتھ پر بلند کیے ہوئے اپنے لشکر کی طرف لیکر چلا تھا کہ
بدر نے کہا ارے دیکھتے ہو کہ نور الدہر جدائل خان کو لیے جاتا ہی مار لو جانے نپائے یہ سنتا تھا
کہ تمام کفار دست بقبضہ ہوئے ادھر سے اہل اسلام چلے جنگ مغلوبہ ہوئی ایک ہاتھ مین نور الدہر
کے جدائل خان بلند تھا دوسرے ہاتھ سے تلوار کھینچی اور کفار کو قتل کرنا شروع کیا بدر لعین قریب
نور الدہر کے پہونچ گیا اور تلوار ماری نور الدہر نے بجائے سپر جدائل خان کو سامنے کیا تلوار
کمر زنجیر کا بند کاٹ کر کوئی چار انگل اتر گئی کمر بند کٹتے ہی جدائل خان زمین پر گرا لوگ اسکے بیچ مین
آ گئے اپنی جانین دین لیکن جدائل خان کو نکال لیگئے جدائل خان زخمی بھی ہو چکا تھا لوگ اسنے
پھیر لیگئے لیکن نور الدہر نے جو دیکھا کہ جدائل خان رہا ہو گیا بدر کو للکارا کہ او نامرد تیری ذات سے

شکار میرا چھوٹ گیا تو کہان جاتا ہی اب تجکو شکار کرونگا یہ کہکر بدر کی طرف چلا بدر نے تلوار ماری نور الدہر
نے وار اسکا رد کر کے اُسکے جواب مین تلوار ماری کہ گردن پر پڑی تیغ نے بسبب خفتان کے اثر نکیا
مگر بدر نے تیغ اُٹھا اور دوسرا وار کیا نور الدہر نے سپر پر گا تھا کوئی چار انگل سپر مین اُتری ہوگی کہ جھٹک
دی تلوار بدر کی ٹوٹی اسنے قبضہ کھینچ مارا نور الدہر نے اُسے بھی خالی دیا اور کمربند بدر کا تھا
ہر چند اسنے زور کیا کہ اگر چھوٹ جاؤن تو بھاگون بھلا بچرا ہوا شیر شکار کو کب چھوڑتا ہی نور الدہر
نے زمین سے اُٹھا کر اور پر زمین کے مارا اور باندھ کر مشکین عیار کے سپرد کیا تشبر نامک بدر کو بھی لیگیا
اور اسیر غل و زنجیر کیا ادھر نور الدہر نے دست تبقبضہ ہو کر کفار کو قتل کرنا شروع کیا قریب تھا
کہ لشکر کفار کے پاؤن اُٹھ جائین صلصال نے طبل بازگشت بجوا دیا اہل اسلام با فتح و فیروزی
پھرے بدر و اسلحہ و مسلحہ کو بھی مثل قہر بن زرین کے قید کیا

اب یہان سے چند کلمہ داستان لاہوتک غول کے بیان ہوتے ہین

کہ جب لاہوتک نے قلعہ مشتری حصار مین رہکر دغا پائی بہت سا لشکر اسکا غرق ہو گیا بہت
بھاگ گیا لوگ منتشر ہو گئے چند آدمی اسکو بھی لیگئے سب کے سب ایک کوہ پر جا کر مقیم ہوئے بعد چند روز
کے لشکر منتشر جمع ہوا یہ تو اس حالت مین ہی لیکن حال خروج لاہوتک کا مجنون تیغ بند زریخ آبادی
نے سنا کہ یہ سابق مین آفتاب پرست تھا خدا پرستون سے عناد قلبی رکھتا تھا اسیوقت سات لاکھ سوار
کی جمعیت سے واسطے مدد لاہوتک کے چلا قریب مشتری حصار کے پہونچا تھا کہ دیکھا کچھ سوار
بھاگے آتے ہین کہا انھین بلا لاؤ عیار گیا اور اُنکو سامنے لایا جب وہ آئے پوچھا تم کون ہو اور
کہان سے بد حواس بھاگے آتے ہو اُنھون نے دیکھا کہ یہ سب بھی کافر وضع ہین زنار گردنون مین
پڑے ہوئے ماتھے پر ٹیکے لگائے ہوئے بیخوف و خطر بیان کیا کہ ہم لشکر خداوند لاہوتک غول
مین سے ہین سہیل خان مشتری حصاری نے خداوندی دعوت کی اور قلعہ مین لایا بعد اُسکے
بند سمندر کاٹ دیا بہت سی فوج غرق ہوئی ہم چند لوگ اسطرف سے بھاگے اور جسکو جدھر راہ ملی
وہ اُس طرف بھاگ گیا یہ سنکر مجنون نے اُنسے کہا کہ اچھا تم چلو خداوند کی خدمت مین اور ا نہین
تلاش کرو مین سہیل خان کا سر لیکر خدمت مین خداوند کے آؤنگا بعد اسکے اسنے لباس اپنا
مثل مسلمانون کے بنایا اور زیر قلعہ مشتری حصار آکر نامہ سہیل خان کو لکھا کہ مین نے سُنا
ہی تمنے لاہوتک غول کو خوب سزائے معقول دی بہت بہتر اور خوب کیا اب مین آیا ہون تم
قلعہ مین رہو لاہوتک کے لشکر پر شبخون مار مار کر ستھراؤ کیے دیتا ہون ایلچی نے یہ نامہ سہیل خان
کو لا کر دیا سہیل خان کو اعتبار مجنون کے کلام کا ہوا جواب لکھا کہ ای مجنون جی تو میرا یہ چاہتا تھا
کہ تم مع لشکر قلعہ مین آتے مگر ازبسکہ قلعہ میرا مختصر ہی اور تمھارے ساتھ فوج کثیر ہی لہذا فقط تم اگر مناسب
سمجھو تو برائے ملاقات آؤ مجنون نے کہا بہتر اور انسب ہی یہ کہکر یکہ و تنہا طرف قلعہ کے چلا ہر چند
ہمراہیون اور سرداران ذی احتشام نے مجنون کو منع کہ آپ تنہا نجائیے کسیکا کہنا نمانا اور
کہا مصلحت وقت یہی ہی ہمکو کچھ خوف و خطر نہین ہی سہیل خان نے جو آمد مجنون کی خبر پائی کہ مجنون
تنہا آتا ہی یہ سنتے ہی سامان دعوت مہیا کیا اور بہت سے لوگون اور سرداران ذی حرمت کو واسطے

استقبال

کے بھیجا جب مجنون داخل قلعہ ہوا سہیل خان نے نہایت عزت اور توقیر سے دعوت کی جام بادۂ ناب
گردش مین آیا رات بھر صحبت عیش برپا رہی صبحکو مجنون نے کہا کیا کہون میرا جی چاہتا ہی کہ ان
کافرون ملعونون کو دم نہ لینے دون مگر معلوم نہین کہ یہ لاہوتک ملعون کہان بھاگ گیا ہی
سہیل خان نے کہا مین نے تو اُسکے ڈھونڈنے مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا تھا مگر قضا نتھی کہ بچ
گیا اب سنا ہی کہ نقرہ کوہ پر مقیم ہی مجنون نے کہا تو مین جاتا ہون یہ کہکر سہیل خان سے
رخصت ہوا اور اپنے لشکر مین آیا تھوڑے آدمی ہمراہ لیے اور شب خون کی تیاری کی جب رات آ
ہوئی لاہوت پر شبخون مارا اور چند آدمیون کو برائے نام قتل کرکے ایک سمت نکل گیا
اور صبح تک اپنے لشکر مین آ گیا یہ خبر سہیل خان کو ہوئی کہ مجنون نے کل شب کو لشکر
لاہوتک پر شبخون مارا اب سہیل خان کو یقین کامل ہو گیا کہ یہ مسلمان ہی دل مین سوچا
کہ سراسر ہمدردی مذہبی کے خلاف ہی کہ ایک برادر مسلمان باہر قلعہ کے پڑا رہے اور ہم
قلعہ مین بیٹھین اب ہمین لازم و واجب ہی کہ کوئی آفت آئے تو اپنے سر پہلے لین یہ سوچکر حکم دیا
کہ دروازہ قلعہ کا کھول دو اور چند آدمی اپنے ہمراہ لیکر باہر قلعہ کے آیا یہ خبر مجنون تیغ بند کو ہوئی
مجنون واسطے استقبال کے آیا اور سہیل خان کو بارگاہ مین لے گیا صحبت عیش برپا کی
سہیل خان نے کہا کہ مین صرف اسواسطے تمہارے پاس آیا تھا کہ قلعہ حاضر ہی چلکر شوق سے
مقیم ہو پہلے مجھے تمہاری طرف گمان بد تھا اب اسکی بھی معافی چاہتا ہون مجنون نے کہا یہ
آپ کیا فرماتے ہین اور دل مین سوچا کہ اب مار لیا سہیل خان سے کہا کہ آج تو دعوت
میری قبول کیجیے کل مین قلعہ مین چلونگا سہیل خان نے کہا جو تمہاری خوشی ہی غرضکہ دو پہر رات
گئے تک صحبت رقص و سرود کی رہی دور بادۂ ناب کا ہوا کیا بعد دو پہر رات کے مجنون
نے دست بستہ ہوکر سہیل خان سے کہا کہ نان خشک و آب گرم حاضر ہی سہیل خان کہا بہتر
ہی غرضکہ دسترخوان بچھا لیکن عیار سے کہدیا تھا کہ جو کھانا سامنے سہیل خان اور اُنکے رفقا
کے رکھا جائے وہ سب بیہوشی آلود ہو عیار نے ویسا ہی کیا جب سب نے کھانے سے فراغت
پائی ہاتھ مُنہ دھوئے تو سہیل خان نے کہا کہ آج کچھ دوران سر معلوم ہوتا ہی مجنون نے کہا
یہان کچھ گرمی ہی بسبب کشمکش کے زیادہ ہو گئی ہی آئیے باہر ہوا مین سہیل خان اُٹھا تھا کہ بیہوشی
نے طمانچہ مارا اور لڑکھڑا کر گرا رفقا سنبھالنے دوڑے جو چلا وہ گرا القصہ سب بیہوش ہو گئے
بس مجنون نے تلوار کھینچ کر پہلے سر سہیل خان کا قلم کیا وہ مرد مومن شہید ہوا بعد اسکے اور
رفقا کو سہیل کے قتل کیا اور اُسی وقت اپنے لشکر مین منادی کرا دی کہ مین بمصلحت خدا پرست
بنا تھا مین نے سہیل خان کو مارا اب چلتا ہون قلعہ لینے اور طرف قلعہ کے چلا اہل قلعہ
بیچارے غافل تھے دروازہ قلعہ کا کھلا ہوا تھا سمجھے تھے کہ سہیل خان اور مجنون آتے ہونگے
کہ یکایک مجنون با چند ہزار سوار پہونچا اور قتل کرنے لگا بعد اسکے تمام کفار قلعہ مشتری حصار
مین چلے آئے مال و اسباب اہل اسلام کا لوٹنا شروع کیا ایک دن رات قتل و قمع رہا دوسرے
روز امان ملی ہزارہا مسلمان قتل ہو گیا جب اسنے قلعہ کا انتظام کر لیا اور حاکم اپنی طرف سے تعین

گر چکا تو خود دست بستہ خدمت مین لاہوتک غول کے آیا لوگون نے یہ خبر لاہوتک کو دی کہ
مجنون آتا ہی لاہوتک نے کسیکو واسطے استقبال کے بھی نہ بھیجا کیونکہ معلوم ہو گیا تھا کہ مجنون
نے شبخون مارا تھا لیکن جب مجنون سامنے گیا تو سجدہ کیا اور کہا یا خداوند یہ امر مصلحت تھا
جو مین نے ایک شبخون آپکے لشکر پر مارا تھا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ قلعہ مشتری حصار پر مین نے قبضہ کیا اور
مسلمانون کو قتل کیا اور یہ سر سہیل خان کا حاضر ہی یہ کہکر سر سہیل خان کا سامنے لاہوتک کے
پھینک دیا لاہوتک نے یہ بات سنکر بہت خوشی کی اور اچھل پڑا اور پکارا ای خاص بندے مرے
مین ستر ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کر چکا تھا کہ سہیل خان تیرے ہاتھ سے مارا جاوے اور ساتھ
مجنون کے قلعہ مشتری حصار مین آیا وہان سے طرف جابلقا کے روانہ ہوا اب ساتھ لاکھ فوج
مجنون تیغ بند کی بھی ساتھ ہوئی لشکر لاہوتک کا دونا ہو گیا طے مراحل و قطع منازل کرتا ہوا چلا جاتا تھا ایک
صحرا مین پہونچکر منزل کی تھی صحرا نہایت پر فضا تھا بختگان سے کہا کہ میرا جی چاہتا ہی کہ واسطے شکار
کے جاؤن اُسنے کہا آپ کو اختیار ہی غرضکہ حمائل شاہ اور ملک مرداق اور سہمان آدمخوار اور مجنون
تیغ بند یہ سب ہمراہ لاہوتک کے ہوئے اور واسطے شکار کے گئے ایک ہرن نظر آیا کہ گلے مین
اُسکے گھنٹی پڑی ہوئی تھی لاہوتک نے تیر مارا اور وہ ہرن بھاگا لاہوتک نے گھوڑا تعاقب مین
اُسکے ڈالا یہانتک کہ وہ ہرن دور تک بھاگا ہوا چلا گیا لاہوتک بھی اُسکے تعقب مین دور نکل گیا اور
سردار پیچھے رہ گئے کہ لاہوتک کا تیر ہرن پر پڑا اور ہرن ایک باغ مین جا کر گرا وہان ایک دیوانہ رہتا
تھا کہ نام اُسکا خوغائی شیر شکار تھا یہ ہرن اُسکا پالو تھا جیسے ہی ہرن تیر خوردہ سامنے اُسکے پہونچکر
گرا اور تڑپنے لگا یہ باغ سے نکلکر باہر آیا اتنے مین لاہوتک بھی قریب پہونچ چکا تھا دیوانہ نے جو
لاہوتک کو دیکھا پکارا او خیرہ سر تو کون ہی کہ میرے ہرن کو تو نے شکار کیا لاہوتک شکل دیوانے
کی دیکھکر ذرا اتفاقاً اُس وقت دیوانے کے ہاتھ مین کوئی حربہ نہ تھا ورنہ لاہوتک کو مار ہی ڈالتا بس
غصہ مین آکر لپٹ گیا اور ایسی ایک چکت زبردست ماری کہ صاف بوٹی اوڑا لیگیا لاہوتک نے
شور اور غوغا کیا اور ایک گھونسا منہ پر دیوانے کے بڑے زور سے مارا دیوانہ چیخا اب یہ حال ہی کہ
جب دیوانہ چکت مارتا ہی تو لاہوتک شور کرتا ہی جب یہ گھونسا مارتا ہی تو دیوانہ چیخ اُٹھتا ہی ایک
ہنگامہ برپا ہی اتنے مین ملک مرداق اور حمائل شاہ اور مجنون وغیرہ سب آگئے سب پہونچے دیکھا
کہ لاہوتک اُسنے اور دیوانہ سے جنگ ہو رہی ہی خون بدن سے لاہوتک کے بہ رہا ہی یہ حال
دیکھکر ان سبنے نعرہ کیا کہ او دیوانے کیا کرتا ہی ارے یہ خداوند ہی اسکے ساتھ ایسی بے ادبی
کرتا ہی اسنے تجھے پیدا کیا ہی لیکن دیوانہ خون لاہوتک کا چاٹتا جاتا ہی اور کہتا ہی یہ کیسا خداوند ہی
کہ اپنے بندون کو آزار پہونچاتا ہی اسنے میرے پالو ہرن کو شکار کیا مین اسے شکار کرونگا فیروزہ
سنگ انداز عیار ساتھ تھا اسنے کہا اچھا اگر خداوند ہرن کو تیرے زندہ کردے تو تو ایمان لائیگا
اُسنے کہا ہان فیروزہ نے کہا اچھا خداوند کو چھوڑ کے الگ ہو تو خداوند زندہ کردے دیوانے نے کہا
یہ نہوگا جب خداوند میرے ہرن کو زندہ کر دینگے تو چھوڑونگا نہین تو بوٹیان کاٹ کاٹ کے کھا جاؤنگا
فیروزہ نے کہا دیوانہ بکار خود ہشیار کہا اچھا دیکھ کیونکر ہرن زندہ ہوتا ہی ہرن تیر اکمان ہی دیوانہ نے کہا

باغ مین پڑا ہی فیروزہ اندر باغ کے گیا اور گھنٹی گلے سے اُس آہوے مردہ کے کھولی ایک ہرن راستے
مین کمند مار کر پکڑ لایا تھا اُسکے گلے مین ڈالدی اور اُسے بیہوش کر کے سامنے لایا لاہوتک سے کہا یا خداوند یہ
گل قدرت ہی مین لیتا آیا ہون یہ اس ہرن کو سونگھائیے اور وہ پھول رفع بیہوشی کا تیار کیا تھا لاہوتک
نے وہ پھول جو آہو کو سونگھایا آہو فوراً اُٹھ بیٹھا اور بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ فیروزہ نے پکڑ لیا دیوانہ
نے کہا خداوند نے ہرن کو زندہ تو کیا مگر وحشت اُسکی بڑھ گئی فیروزہ سونچا کہ دیوانہ بڑا سیانا ہی کہا کہ
تازی روح جو پھونکی گئی ہی اس سے یہ وحشت کی لیتا ہی غرضکہ دیوانہ نے لاہوتک کو چھوڑا اور
سجدہ کیا اور دعوت کی اُسمین کچھ پھل درختون کے پیش کیے جو دیوانہ آپ کھایا کرتا تھا سب نے پھل
کھائے نہایت لذیذ تھے دوسرے روز دیوانہ نے جنگل مین آکر قیق ناری سیکڑون دیوانے چہار
طرف سے پیدا ہو گئے صدا زنجیرون کی کھڑکھڑاہٹ کی بلند ہوئی ایک آن واحد مین تمام صحرا
مملو ہو گیا بارہ ہزار دیوانہ تھا اب غوغائی شیر شکا نے لاہوتک سے کہا کہ یا خداوند یہ سب
تیرے بندے میرے تابع فرمان ہین اور اُن سب سے بیان کیا کہ یہ خداوند ہی اسے سجدہ کرو
اسنے میرے ہرن کو زندہ کر دیا دیکھو وہ ہرن یہ موجود ہی لاہوتک کو اُن سبنے سجدہ کیا لاہوتک نے کہا مین نے خروج کیا
اسلیے کہ اپنے بندگان ناواقف کو اپنے سے آگاہ کرون جو اطاعت کرین انھین تو چھوڑ دون ورنہ
قہر اپنا اُنپر نازل کرون دیوانہ نے کہا مین ہمراہ ہون غرضکہ دیوانہ لاہوتک کے ساتھ ہوا لاہوتک
نے غضب قدرت دیوانہ کو خطاب دیا اور اپنے لشکر مین آیا وہان سے کوچ کر کے جابلقا
مین پہونچا گلباش و گلچین قلعہ بند ہوئے لاہوتک نے محاصرہ کیا ازبسکہ یہ قلعہ قلہ کوہ پر واقع ہی
کئی حملے کیے لیکن قلعہ ہاتھ نہ آیا جب یہ عاجز ہو کر بیٹھ رہا تو وہان گلباش و گلچین نے نجومیون سے
پوچھا کہ یہ قلعہ ہمارے قبضہ مین رہیگا یا ہاتھ سے نکل جائے گا اُنھون نے کہا کہ ایک ہفتہ کے اندر قلعہ
فتح ہو جائیگا یہ سنکر گلباش و گلچین از ترس جان تلوارین گلون مین لٹکا کر سامنے لاہوتک کے
آئے کہ ہم فرمانبردار ہین لاہوتک نے کہا خیر تمھاری تو جان بخشی کرتا ہون کیونکہ تم میرے پاس
آئے ہو مگر خطا اتنی تمھاری ضرور ہی کہ پہلے سے کیون نہ آئے اس جرم کی سزا یہ ہی کہ قلعہ لوٹ
لیا جائے یہ سنکر تمام لشکر لاہوتک کا قلعہ مین داخل ہوا اور مال و اسباب لوٹنے لگا الیاس
نے اہل لشکر کو منع کیا کہ ہم تو مطیع ہین پھر کیون لوٹتے ہو سمان آدمخوار نے یہ کلمہ سنا آدمخوارون سے
کہا کہ کھا لو اسے وہ لوٹ پڑے اور پھاڑ کر کھا گئے الغرض قلعہ جابلقا بھی برباد ہوا وہان سے لاہوتک
طرف کوہ آذر کے روانہ ہوا القاب دانصاب بھی ترس جان سے مسلمان ہو کے آذر کوہ بھی
برباد ہوا اب لاہوتک ملعون نے پوچھا کہ یہان سے کہان چلنا چاہیے لوگون نے بیان کیا آگے
غیطلیا باد ہی مالکہ اُسکی ملکہ جادو بن مالک بن زر دہشت ہی زوجہ عمر لعین ہی کہ یہان مال و اسباب بہت
ہوگا لاہوتک نے کہا تقدیر کو تیغ کی اُسی وقت طرف غیطلیا باد کے روانہ ہوئے جب قریب
شہر کے پہونچے بارگاہین برپا کین اور نامہ لاہوتک کی جانب سے ملکہ کو لکھا کہ جسکا مضمون یہ تھا
کہ اے ملکہ جادو تو نے کیون اوقات مسلمانون کے خراب کی تو خداوندزادی ہو کر مالک بن زر دہشت
کی بیٹی اور صاحب طاقت کہ سحر مین بے نظیر تھا اب ایک مجاہد زادہ ملکہ کے تو نے ایمان کو اختیار کیا اور

عمر سے نکاح کرلیا ہے اسمین بہ بات تیری شان کے خلاف ہی اب تجھے لازم و واجب ہی کہ اپنے دین قدیم
پر آجا اور خدا پرستی کو ترک کر دے تو مین تجھے زوجہ خاص خداوند بناؤن اور عورتون پر تیری
خداوندی قایم کرون ورنہ ایک دم مین تیرے شہر کو برباد و تباہ کر دونگا سنا ہوگا تونے کہ مین نے
ہزارہا اہل اسلام کو قتل کیا اور بہت سے شہر میرے ہاتھ سے برباد اور تباہ ہوسئے جب نامہ
ملکہ جادو کو پہونچا اور اُسنے پڑھا اور سوچی کہ ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ جو عزت اور جان بچے
اُسیوقت نامہ کا جواب لکھا کہ او گبر بچے تیری بھی یہ حقیقت ہوئی کہ تو میرے ساتھ نکاح
کرے اور مجکو دھمکائے اتنا خیال رہے کہ اگر اس طرف بڑھنے کا ارادہ کیا تو ایک سحر مین
مٹا دونگی کہ نام لیوا اور پانی دیوا نرہیگا اور یہ محض دھمکی تھی ملکہ جادو سحر سے توبہ کرچکی تھی
اور ایک عیار کو خدمت مین حارث بن سعد شاہ اسلام کے روانہ کیا کہ کسیکو واسطے مدد کے
بھیجئے عیار نامہ لیکر طرف سبائل کے روانہ ہوا اور نامہ بر بیع جواب نامہ لاہوتک کے پاس
آیا لاہوتک جواب پڑھ کر لرزا کہ واقع مین یہ ایسی ہی کہ اسکے سحر سے پناہ نہین ہی لیکن نخجگان نے
کہا کہ ملکہ جادو سحر سے توبہ کرچکی ہی کبھی سحر نکریگی علاوہ اسکے اگر سحر کرے بھی تو جب ایک آدھ
چلہ کھینچے اور ریاض اور محنت کرے تو شاید کچھ کر سکے فی الحال سحر اُسکے قبضے سے جاتا رہا ہی کیونکہ
مسلمان ہوجانے کے بعد بیسر تابع دار نہین رہتے آپ اتنے عرصہ مین اُسے گرفتار کر لیجے کہ
وہ سحر تیار نہ کرنے پائے لاہوتک نے کہا مین نے قبل خلقت دنیا یہی تقدیر کی تھی جو تو کہتا ہی
اور طبل جنگ بجوا دیا نخجگان نے کہا ای خداوند تو اپنے باپ کا بھی دادا معلوم ہوتا ہی وہ تو ایسی
ہزار برس پیشتر کی تقدیر کرتے تھے تو نے اُنسے بھی بڑی تقدیر کی لاہوتک نے ایک چپت
رسید کی کہ او شیطان تو بہت گستاخ ہوگیا ہی اُدھر یہ خبر ملکہ جادو کو ہوئی کہ لاہوتک نے
طبل بجوایا ہی ملکہ جادو نے کہا خداوند کریم حافظ و نگہبان ہی اور قلعہ کی آراستگی کا حکم دیا اور
خود بالاے قلعہ آئی دیکھا کہ مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک حد ہر نظر اُٹھاؤ
لشکر لاہوتک سے صحرا مملو ہی ملکہ جادو نے کہا اللہ اکبر کسقدر کافر بہم ہوگئے ہین غرضکہ دونو
طرف طبل جنگ کی تیاری ہونے لگی انکو ین تو اسے حال مین چھوڑئے

اب چند کلمہ داستان شاہزادہ زمان ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین

کہ ایرج شاہ اسلام سے رخصت ہوکر بڑا قتل لاہوتک کا اُٹھا کر چل چکا ہی طی مراحل و
قطع منازل کرتا چلا آتا ہی قریب شہر عنطلیا باد کے پہونچ چکا ہی منزل گزین ہوا ہی کہ دوسرے
دن شہر مین پہونچ جائینگے کہ یکایک ایک بگولہ گرد کا نمایان ہوا جب وہ بگولا قریب آکر شق
ہوا تو آواز زنگولون کی بلند ہوئی دیکھا کہ ایک عیار پاے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہی ایرج نے
شاپور سے کہا اسے پکڑ لاؤ شاپور گیا اور سامنے ایرج کے لایا وہ ایرج کو دیکھکر بہت خوش ہوا
اور عرض کیا کہ مین شہر عنطلیا باد سے آتا ہون لاہوتک غول نے تمام شہر کا محاصرہ کیا ہی ملکہ
جادو نے مجھے شاہ اسلام کی خدمت مین واسطے امداد طلبی کے روانہ کیا تھا ایرج نے کہا کہ اب
تم پلٹ جاؤ اور کہدو کہ غلام آپکا ایرج آتا ہی عیار سلام کرکے بہت جلدی سے روانہ ہوا اور ایرج نے

اُسی وقت کوچ طرف غنطلیا بادکے کیا وہان لاہوتاک ملعون نے صبحکو قلعہ پر ہلہ کیا لوگ چہار طرف
سے چلے ایک جانب سہمان آدمخوار دوسری طرف غوغائی شیر شکار دیوانہ تیسری طرف مجنون
تیغ بند چوتھی طرف ملک مرداق یہ سب کے سب چلے اور قلعہ پر سے گولہ برسنے لگا ہنگامہ
کارزار گرم ہوا بہت سی فوج کام آئی مگر سہمان آدمخوار و غوغائی شیر شکار اور مجنون و
ملک مرداق برلب خندق جا پہونچے قلعہ پر سے ہاتھی کا متوالا نیل کا گڑاہ پھینکا یہ لعین اس سے بھی بچکے
قریب تھا کہ پھاٹک قلعہ کا توڑین دہان اہل قلعہ مضطرب دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند
کرکے مصروف دعا ہوئے کہ ای کریم کارساز ای رب بے نیاز ایسے وقت مین توہی مددگار ہے
ہنوز سخن دردہان تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا واز پردہ بیابان گردے برخاست سبکی نگاہین مرتفعین
دیکھا کہ آن واحد مین وہ گرد قریب آکر شق ہوئی اور ایرج نوجوان مع تورج بن بدیع الزمان پانچ لاکھ
سوار کی جمعیت سے نمودار ہوا اور ان گران ناہنجار کو زیر قلعہ دیکھکر وہین سے للکارا کہ خبردار ہوشیار
ہو کہ مین آپہونچا کفار نے جو آواز نعرہ ایرج کی سنی پلٹے قلعہ پر طبل شادمانی بجا لیکن غوغائی شیر شکار
دیوانہ چوبدست پکڑکر ایرج کی طرف چلا کہ او خیرہ سر تو کون ہے جو ہماری محنت برباد کرنے آیا ہے
ذرا پیشتر سے آ تاکہ تجھکو مارکر قلعہ پر خوش ہوکر جاتے باش خبردار و ہوشیار کہ منم غوغائی شیر شکار
اور قریب ایرج کے پہونچکر چوبدست ایرج پر ماری ایرج نے چوب دیوانہ کی سپر پر روکی اور جواب مین
اُسکے تلوار ماری کہ سپر کو کاٹ کر خود پر بیٹھی جھٹکا جو مارا تا دابرو اُتر آئی دیوانہ نے سر پیچھے کو کھینچا
تلوار گردن مرکب پر پڑی کہ گردن قلم ہوگئی غوغائی مع مرکب زمین پر غلطان پیچان آیا آواز
دی ایرج نے کہ اُٹھا لیجاؤ اسے یہ کہکر قلعہ کی طرف متوجہ ہوا پھر کسی کا حوصلہ نہوا کہ اُوسکے
لاہوتاک طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر آیا دیوانہ کے زخم سر کا بہت کوشش و بیروی سے
علاج ہونے لگا لیکن ایرج جو قلعہ مین داخل ہوا ملکہ جادو نے سینہ سے لپٹا کر پیشانی کو بوسہ دیا
ایرج نے تین ہزار اشرفی اور خلعت بے بہا نذر گذرانی اب ایرج نے دروازہ قلعہ کا کھلوا دیا
اور باہر قلعہ کے بارگاہ برپا کی بعد آنے ایرج کے ایک دن تک فوج ایرج کی آیا کی بعد اسکے
ایرج نے دبیر باتوقیر سے نامہ لکھوایا اور کہا کہ مین اپنی ایلچی گری آپ ہی کرونگا اور نامہ کو سر سے
باندھکر طرف لشکر لاہوتاک کے روانہ ہوا جب کہ داخل لشکر ہوا لوگون نے غیر شخص کو مسلح و مکمل
پاکر روکنا شروع کیا جسنے ذرا بھی ٹوکا ایرج نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ وہ دو ٹکڑے ہوگیا یونہین
مارتا پیٹتا تا بہ دربارگاہ پہونچا وہان یہ خبر لاہوتاک کو ہوئی کہ ایرج نامہ لیے ہوئے برسم
ایلچی گری آتا ہے لاہوتاک نے تختگان کی طرف دیکھا تختگان نے کہا تھوڑی دیر مین دیکھ لیجے گا
کہ کتنے لوگ قتل ہوئے اور ایرج بارگاہ مین ہوگا لاہوتاک نے کہا تو کیا لڑنے آتا ہے کہا لڑنے
تو نہین آتا ہے مگر جو ٹوکے گا اُسکی قضا آجائیگی اور یہان پہونچکر یہ بہت سی بے ادبی خداوند کی جناب مین
کریگا اور آداب نامہ کے لاہوتاک سے بیان کیے لاہوتاک نے کہا پھر مین اسے آنے کیون دون ہاتھ رکوا دون
تختگان نے کہا وہ یہانتک ضرور آئیگا اور جواب نامہ لیکر چلا جائیگا لاہوتاک نے کہا تو کیا
جھک مارتا ہے یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ دروازہ بارگاہ پر غل ہوا اور ایرج داخل بارگاہ ہوا اور سلام

وعلیک کی تختگان نے صلواۃ پڑھی اور اُٹھکر مجرا کیا ایرج نے دیکھا کہ کوئی ڈنگل خالی نہین ہی مگر سب سے
بالا دست ایک ڈنگل کلان پر یرقان آدمخوار بڑا بھائی سہمان آدمخوار کا بیٹھا ہوا ہی جو سہمان
سے بھی زیادہ قوی ہی ایرج نے قریب اُسکے جاکر کہا کہ ذرا اپنے ڈنگل پر سے ہٹ جا کہ مین
نامہ پیش کرون اور جواب نامہ لیکر چلا جاؤن یرقان یہ کلمہ سُنکر نہایت غضبناک ہوا اور کہا
او خدا پرست تو نے مجھے سب سے ذلیل سمجھا جو ایسا کلمہ مجھسے تو نے کہا حالانکہ مین افسر فوج ہون
اور کسی کے پاس جا اور بجا جزبی کہ تو شاید تجھے کوئی ڈنگل دیدے ایرج نے ہاتھ پکڑ کر جھٹکا
مارا کہ وہ اوندھے مُنہ آرہا پس چاہا کہ ایرج سے لپٹ پڑے ایرج نے ایک گھونسا اور پانچ
چار لاتین مارین کہ کلہ پھٹ گیا اور مغز پارہ پارہ ہوگیا ایرج نے لاش اُسکی علیحدہ پٹک کر ڈنگل پر آ بیٹھا
کفار یہ جرأت ایرج کی دیکھکر لرز گئے لاہوتک نے پکارا ای نبیرۂ حمزہ تو بڑی بدعت کرتا ہی
نامہ کو لا ایرج نے کہا پہلے شرائط نامہ کے ادا کر تو نامہ دون لاہوتک نے کہا وہ شرائط کیا
ہین ایرج نے جواب دیا کہ دس کشتیان نامہ پر سے تصدق ہون اور سات مجھپر سے کہ مین
ایلچی ہون بعد اسکے دس قدم نامہ کا استقبال کر اور سات قدم میرا یہ سُنکر بہت برہم ہوا اور کہا کہ
خداوند کہین کسیکا استقبال کرتے ہین خبردار اب ایسا کلمہ بے ادبی کا مُنہ سے نہ نکالنا ایرج نے کہا او
گبر اگر شرائط نامہ نہ لیگا تو تجھے بھی سزاے معقول دونگا یہ سُنتا تھا لاہوتک نے کہا ای بندگان
مین دیکھو یہ ایلچی تمھارے خداوند سے گستاخانہ گفتگو کر رہا ہی لینا اسے یہ سُننا تھا کہ سب سردار
دوڑ پڑے ایرج نے جست کی اور تخت لاہوتک پر پہونچا اور ایک لات ایسے زور سے ماری
کہ لاہوتک تخت پر سے چت زمین پر گرا ایرج سینہ پر چڑھ بیٹھا اور تیغ قبض سینہ پر نکالکر
رکھدی اور کہا کہ جو میرے قریب آیا مین اُسسے پہلے مار ڈالونگا لاہوتک نے شور وغل کیا کہ او
بندہ بے ادب ارے یہ کیا کرتا ہی ایرج نے کہا بس خیریت اسیمین ہی کہ ابھی کشتیان منگاکر نامہ
سے اور مجھپر سے نثار کر لاہوتک نے ناچار حکم دیا کشتیان جواہرات بے بہا کی حاضر ہوئین اور نامہ پر سے
نثار کی گئین لاہوتک نے کہا اب مجھے چھوڑ دے ایرج نے کہا پہلے استقبال کرلے پھر تجھے
چھوڑ دونگا لاہوتک نے کہا چھوڑ تو استقبال بھی کردون ایرج نے کہا تخت کو اُٹھوا کر سترہ
قدم دروازہ بارگاہ کی جانب چل یہی استقبال ہی میرا اور نامہ کا لاہوتک نے حکم دیا کہ جلد تخت
اُٹھاؤ کہ بدعت سے اس بندۂ بے ادب کے نجات پاؤن ایرج نے آہستہ سے ایک تھپڑ رسید
کیا کہ ای گبر اب بھی تیرا سر نیچا نہین ہوا کہ مجھے بندہ بے ادب کہتا ہی غرضکہ تخت اُٹھایا گیا اور سترہ قدم
آگے بڑھاکر پلٹایا گیا اب لاہوتک نے کہا کہ اُتر میرے سینہ سے کہ پسلیان میری ٹوٹی جاتی
ہین ایرج نے کہا تو کیسا بودا خداوند ہی اب ایک کسر اور رہگئی ہی وہ یہ ہی کہ جواب نامہ بھی دیدے
لاہوتک نے پشت نامہ پر جواب جنگ لکھدیا ایرج سینہ پر سے لاہوتک کے اُترا اور نامہ لیکر دروازہ
بارگاہ سے نکلکر مرکب پر سوار ہوکر چلا یہان تختگان نے لاہوتک سے کہا کہ دیکھا آپ نے ایلچی کو آپ کو
ذلیل کرکے صاف نکل گیا اور ان سردارون سے جب یہان کچھ نہوسکا تو میدان مین یہ کیا کرسکینگے
غرضکہ لاہوتک نے اُسیوقت طبل جنگ بجوا دیا اور کہا کہ ای تختگان دیکھ کہ سر میدان اسیر کیا

غضب اپنا نازل کرتا ہون اُسطرف ایرج اپنے لشکر مین پہونچا تورج بن بدیع الزمان کہ یہ بھی
ساتھ ایرج کے آئے ہین لشکر تیار کیے ہوئے منتظر بیٹھے تھے دمبدم کی خبر منگا رہے تھے کہ اگر
کچھ بے ترکیبی واقع ہو تو جا پڑین اور لشکر لاہوتاک کو درہم و برہم کردین کہ یکایک ایرج نوجوان
پہونچا اور آکر بارگاہ مین بیٹھا باتین ہونے لگین ایرج نے کہا مجھے تو ایک بھی لاہوتاک کی بارگاہ
مین پہلوان نظر نہ پڑا کہ یکایک آواز طبل جنگ کی کان مین آئی ایرج نے کہا ہمارے یہان
بھی نقارہ رزمی بجے ادھر بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ ہونے لگی لاہوتاک نے
حمائل شاہ و ملک مرداق وغیرہ سے بیان کیا کہ دیکھنا کل ان خدا پرستونکو خاک سیاہ کر دونگا
تختگان سے کہا کہ ایلچی نے آکر سر بارگاہ اتنے بڑے سردار برقان کو مارا اور آپ کو ذلیل کیا
تو کچھ نہ سکا لاہوتاک خفیف ہوا اور طمانچہ تختگان کو مارا بس تختگان نے طوق لعنت گردن سے
اُتار کر پھینک دیا اور کہا کہ پھر مجھے شیطان درگاہ کیون بنایا ہے جو تیرے مزاج مین آیا وہ مین نے کہا
یہ کہکر تختگان اپنے خیمہ مین چلا آیا قضائے کار اتفاقات روز تختگان ابھی دروازے تک نہ پہونچا
تھا کہ یکایک بجلی کڑکی اور ایک پنجہ پیدا ہوا تختگان کو لیے ہوئے بر روے ہوا غائب ہو گیا یہ خبر
لاہوتاک کو ہوئی نہایت رنج ہوا الغرض طبل جنگی تو بج ہی چکا تھا وقت صبح ایک طرف سے لاہوتاک
تخت پر سوار داہنی جانب حمائل شاہ بن زبرجد شاہ بائین طرف ملک مرداق فوج کثیر لیے
ہوئے صف آرائے میدان کارزار ہوئے اس طرف سے شاہزادہ ایرج نوجوان مرکب پری پیکر پر
سوار پہلو مین تورج بن بدیع الزمان پشت پر لشکر صف آراستہ کرکے لشکر سے چالیس قدم
آگے بڑھکر بمرتبہ صاحبقرانی قائم ہوئے بعد اسکے دونون طرف سے تبردار نکلے جھاڑی جھنڈے
جنگل کی کاٹ کر میدان کو صاف کیا بیلدارون نے زمین کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کی جب
میدان صاف مثل آئینہ کے ہو گیا تو نقیب صفون سے نکلے اور باآواز بلند پکارے کہ ای بہادرو
ای دلاورو یہ روز نام و ننگ کا ہے بموجب شعر — رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا — مردونکا آسمان کے تلے نام رہ گیا
ہان خوب جانین لڑا دو اگر ہزار برس بھی جیے تو پھر ایک روز مرنا برحق ہے جیسے آج مر گئے ویسے کل مگر
اس مرنے مین نام ہے یہ کہکر نقیب ہٹے تھے کہ دلون مین بہادرون کے جوش پیدا ہوا رگون مین
لہو دوڑنے لگا لشکر لاہوتاک سے شرزائی شیر شکار دیوانہ بھائی غوغائی شیر شکار کا میدان
مین آیا چوبدست پکڑکے پکارا کہ کہان ہے وہ سرکش کہ جسنے میرے بھائی کو زخمی کیا تھا اسوقت
میدان مین آئے اور اس طمانچہ اجل لیے چوبدست کو روکے یہ سُننا تھا کہ ایرج مرکب کو چمکا کر
مقابل ہوا دیوانہ نے ایرج پر حملہ کیا ایرج نے چوبدست اُسکی سپر پر روکی اور جواب مین اُسکے
تلوار ماری دیوانے نے ہنسکر ہاتھ اونچا کیا کہ تلوار پکڑ کر چھین لی یہ بھی فعل ایک دیوانگی کا تھا
ہاتھ دیوانے کا جدا ہو گیا اور تلوار گردن پر پڑی کہ سر جدا ہو گیا ایرج وحشیانہ حرکت کو اُسکی دیکھکر
نہایت افسوس کنان ہوا کہ مین نے اس بیوقوف کو ناحق مارا اگر ایسا جانتا کہ وار سپر پر نہ روکیگا
تو اسے کشتی مین لڑکر زیر کرتا لیکن یہ حالت اپنے بھائی کی دیکھکر غوغائی شیر شکار نے اپنے گرگدن کو
جولان کیا اور میدان مین آکر ایک قیق بڑے زور سے ماری اور وار چوبدست کا سر پر ایرج کے

کیا ایرج نے گھوڑے کو ملا کر ہاتھ بند دست پر ڈالدیا دیوانے نے جو بدست تو ہاتھ سے چھوڑ دی اور
گریبان مین ہاتھ ڈال دیا ایرج بھی دست و گریبان ہوا زور ہونے لگے مرکب لنگرون کی تاب
نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئی دونون شخص گھوڑے پر سے اُتر پڑے پھر زور ہونے لگا دونون فوجین آگے
بڑھ آئین تماشا دیکھنے لگین ایرج اور دیوانے مین کشتی ہو رہی تھی یہان تک کہ دو پہر کامل
کشتی رہی اب جو زور دیوانے کا گھٹا تو اسنے حکمت ماری کہ بوٹی نوچ لے گیا ایرج نے کلہ پر گھونسا
مارا کہ سب دانت حلق مین جا رہے دیوانہ چیخ اُٹھا بس ایرج نے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر زور کیا کہ سر سے
بلند کرلیا اور چرخ دینا شروع کیا دونون لشکرون مین ایک غل ہوا ہنوز ایرج نے دیوانے کو زمین
پر پٹکا نہین تھا کہ جانب شمال سے تتق گرد عظیم بلند ہوا جب وہ گرد قریب آئی سب دیکھنے لگے کہ کون
آتا ہے اور کسکا طرفدار ہے کہ ہوانے مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا دامن گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے
چالیس علم نشانہ چالیس ہزار سوار کا نمایان ہوا بعد اسکے جبل سوار محیط کوہی مع چالیس ہزار سوار
کے پہونچا اور لاہوتک کا شریک ہوا اور عرض کیا کہ الماس شاہ کوہی تین لاکھ سوار کی جمعیت سے
آتا ہے اور سپہ سالار اُسکا قاہر بن قہرمان دیو ہرہ بھی دو لاکھ سوار سے چل چکا ہے اور بہت قریب آپہونچا ہے
یہی ذکر تھا کہ یکایک گرد اوڑتی دیکھا کہ آگے آگے تین سو علم ہین جنکے پھریرون پر تعریف لات و منات و لقا
سے لقا وغیرہ مرقوم تھی بعد اسکے جلوس سواری کا گذرا اور الماس شاہ مع تین لاکھ سوار کے پہونچا بعد
اسکے قاہر بن قہرمان دیو ہرہ بھی دو لاکھ کی جمعیت سے آیا لاہوتک نے ان دونون کا خود استقبال
کیا قاہر و الماس شاہ نے پوچھا کہ کون مقابلہ پر ہے لاہوتک نے نام ایرج کا لیا اور ہاتھ سے
بتایا دیکھا قاہر نے کہ ایرج ایک پہلوان قوی جثہ کو ہاتھ پر بلند کیے ہوئے ہین اور وہ تڑپ رہا ہے
لیکن ایرج نے جوان گبرون کو دیکھا خون ہاشمی نے جوش مارا رگ جرأت جنبش مین آئی دیوانے
کو زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا بس ایک ہاتھ پکڑا اور دوسرے ہاتھ کو پیر سے دبایا اور چیر کر
پھینک دیا کفار یہ زور دیکھکر لرز گئے اور لاہوتک طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا

اب یہان سے چند کلمے داستان تختگان کے بیان ہوتے ہین

کہ لاہوتک نے اسے طمانچہ مارا تھا اور یہ بگڑ کے چلا تھا راستے سے پنجہ اُٹھا لے گیا جب آنکھ تختگان
کی کھلی اپنے کو ایک صحراے لق و دق مین دیکھا اور ایک شخص کو سامنے پایا کہ وہ ہاتھ باندھے کھڑا تھا
تختگان نے جو دیکھا کہ ایک جھولی کندھے پر پڑی ہوئی ہے اور ٹیکا ماتھے پر دیا ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ
یہ کوئی ساحر ہے مگر نہایت ہی ہیبت ناک صورت ہے تختگان نے پوچھا تو کون ہے اور کیون مجھے اُٹھا
لایا ہے اُسنے کہا نام مہیب جادو ہے مین آپ کو اسلیے اُٹھا لایا ہون کہ آپ میری سعی خداوندزادہ
سے کیجیے کہ مین اُنکی مدد کو چلون اور ان سب خداپرستون کو مٹا دون تختگان نے کہا کہ جس طرح
مین کہون اُسطرح میرے ساتھ چلو تو خداوندزادہ مدد کو تمھاری منظور کریگا مہیب جادو نے کہا
اُسی طرح سے چلونگا جس طور سے آپ ارشاد کرین تختگان نے کہا کہ ایرج کو پہلے اسیر کرو بعد اسکے
میرے ساتھ چلو اسنے کہا بہت اچھا گرفتار کیے دیتا ہون ابھی وہ تختگان کو لیکے اپنے رہنے کے مقام پر لایا کہ ایک گنبد بنا ہوا تھا
اور گرد اُسکے کچھ درخت چنار کے لگے ہوئے تھے مہیب جادو تختگان کو اُس گنبد مین لیگیا او

کہا آپ یہین ٹھہرے مین ایرج کو لیکر آتا ہون تختگان نے کہا فریا عیارون سے نیچے رہنا اُسنے کہا اول تو
بیہوشی مجپر تاثیر نہین کرتی دوسرے یہ کہ مین سنے اپنے کو طلسم بند کردیا ہی مجپر کوئی حربہ بھی کارگر نہین ہوتا کہ
کہ مجھے کوئی قتل کرسکے تختگان سنے سبب پوچھا مہیب جادو نے کہا یہان سے شمال کی طرف
ایک کوہ ہی جسکے چہار طرف لالہ زار ہی جو مین نے سحر سے بنایا ہی کہ اگر انسان اُس لالہ زار مین پہونچ
جائے تو ہر پھول اُسکے واسطے اخگر جانسوز کا اثر رکھتا ہی جب اُسے بھی طی کرے تو درۂ کوہ مین جائے
اُس کوہ مین شیر رہتا ہی وہ کھا لیگا اگر اُس سے بھی بچا تو ایک دریچہ نمودار ہوگا اُسکے اندر ایک میدان
وسیع ہی اُسمین ایک درخت نہایت بلند لگا ہوا ہی جسپر ہزار جانور مختلف شاخون پر بیٹھے رہتے ہین اور
انواع انواع طرحکی بولیان بولتے ہین اور وہ اپنی منقارون سے انسان کو ہلاک کر ڈالتے ہین اُنھین
مین ایک طاہر ہی وہی میرا طائر روح ہی جو اُسنے پکڑ لے اور خون اُسکا مجپر ڈالے تو مین ہلاک ہون
اب کہو کون وہان پہونچ سکتا ہی اور کسکو ایسی جرأت ہی تختگان نے کہا اب مجھے اطمینان ہی جاؤ اور
ایرج کو گرفتار کرکے لاؤ مین تمھین خدمت مین لاہوتک کے لیچلون مہیب جادو نے اُسیوقت
پر پرواز پیدا کیے اور طرف لشکر ایرج کے روانہ ہوا اُسوقت پہونچا کہ ایرج بارگاہ سے اُٹھکر
طرف خیمہ کے واسطے سونے کے چلا تھا شاپور شیردل ساتھ تھا کہ ایکبار آسمان پر چمک پیدا ہوئی
اور ایک پنجہ کڑک کر گرا ایرج کو لیکر پردے ہوا راہی ہوگیا شاپور یہ دیکھکر گھبرایا اور دوڑکر یہ خبر تورج
بن بدیع الزمان کو دی تورج نے کہا ای شاپور تمھین واسطے تلاش کے جاؤ تمسے بہتر کون
عیار ہی جسے مین بھیجون کل کے میدان داری مین ہم سمجھ لینگے غرضکہ شاپور بھی تلاش ایرج مین روانہ ہوا
وہان مہیب جادو ایرج کو لیے ہوئے پاس تختگان کے پہونچا تختگان اور مہیب جادو مع ایرج
ایرج طرف لشکر لاہوتک کے روانہ ہوئے جب قریب لشکر کے پہونچے تختگان نے کہا بس
یہین ٹھہرو جب کوئی لینے آئیگا تو آگے چلنا اور ایک درخت کے نیچے ٹھہرے وہان لاہوتک کا دم
گھبرایا اور تختگان یاد آیا کیونکہ بچپن کا ساتھی ہی اور مسخرے پن مین دل بہلائے رکھتا ہی ہرکارون کو
بلاکر کہا تختگان کہان ہی آؤ وہ مجسے خفا ہوکر چلا گیا ہی ہرکارون نے عرض کیا وہ اپنے خیمے کو جاتے تھے
کہ ایک پنجہ اُنکو اُٹھا لیگیا لاہوتک نے کہا تلاش کرو اور ابھی لاؤ ہرکارے روانہ ہوئے فیروزۂ سنگ انداز
تلاش کرتا ہوا صحرا بصحرا چلا جاتا تھا کہ اسنے درخت کے نیچے دیکھا تو آدمی کھڑے ہین اور ایک پشتارہ
زمین پر رکھا ہی تختگان نے فیروزہ کو پہچانا کہا ای فیروزہ کہان جاتے ہو فیروزہ نے جو تختگان کو
دیکھا نہایت خوش ہوا اور کہا ملک جی تمھاری ہی تلاش مین تھا خداوند نے یاد کیا ہی تختگان نے مہیب
جادو سے کہا کہ اب چلو فیروزہ نے کہا یہ دوسرا کون شخص ہی اور پشتارہ کسکا رکھا ہی تختگان نے
اول سے آخر تک سب ماجرا بیان کیا غرضکہ تینون آدمی لاہوتک کی طرف روانہ ہوئے جس وقت
داخل بارگاہ ہوئے دیکھا کہ دربار عظیم آراستہ ہی رقص و سرود کا جلسہ ہو رہا ہی بادۂ ناب کے پیالے
چل رہے ہین الماس شاہ محیط کوہی ایک جانب دنگل جواہر نگار بڑے کروفر سے بیٹھا ہی اور گرد
اُسکے مصاحبین باادب بیٹھے ہین اور خدمتگار وغیرہ مگس رانی کر رہے ہین اور حمائل شاہ
اور ملک مرداق اسکی خاطرداری پر نظر کیے ہوئے ہین قاہر بن قہرمان دیوہور ایک سمت

بیٹھا ہوا ہی یہ آدمی کا ہے کو ہی مجسم ایک دیو معلوم ہوتا ہے غرضکہ تختگان نے پہونچکر سلام کیا اور مہیب جادو کو قدمون پر لاہوتک کے ڈالا اور کہا کہ یہ بندہ خاص اس غرض سے آیا ہی کہ آپ ان خداپرستون سے خود کیون مقابلہ کرتے ہین پہلوان قتل ہوتے ہین لشکر مارا جاتا ہی خود زحمت مین پتلا ہوتے ہین اگر مجکو ساتھ لے چلیے تو تمام عالم کو آپ کے قبضۂ اقتدار مین کرا دون اس فوج کی کیا حقیقت ہی جسکا بڑا خوف تھا اُسے تو اسیر کر لیا یہ کہکر لشتارہ ایرج کا پیش کیا لاہوتک بہت خوش ہوا اور پکارا ای بندگان من دیدید قدرت ما اور کہا کہ ایرج کو ابھی قتل کر مہیب جادو نے کہا کہ اسے ابھی قید رکھیے بعد استیصال لشکر کے قتل کیجیے گا ورنہ سب لشکر اسکا آمادہ مرگ ہوکر آئیگا اور بہت کشت وخون ہوگا لاہوتک نے رائے پسند کی اور ایرج کو زندانخانہ مین بھیجدیا لیکن مہتر شاپور شیر دل کہ تلاش مین ایرج کے حیل چکا ہی پہلے تمام صحرا مین تلاش کیا بعد اسکے سوچا کہ شاید کوئی ساحر آگیا ہو لاہوتک نے اُنکے ہاتھون نہ ایرج کو اٹھوا لیا ہو حیل کے خبر لینا چاہیے صورت اپنی تبدیل کرکے داخل بارگاہ ہوا اور یہ سب تماشے دیکھے پس فوراً ایک عیاری سوچی اور نکلکر بارگاہ سے بصورت مبدل اپنے لشکر مین آیا اور ایک ہزار پیک بچہ اور ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر طرف صحرا کے نکل گیا وہان سب کو لباس کفار کا پہنایا اور اپنی شکل مبدل کرکے ایک پہلوان کیصورت بنائی کیونکہ شاپور شیر دل بھی نہایت قوی اور بہادر تھا اور نام اپنا ملغران قوی تن مشہور کیا اور ایک عیار کو طرف لاہوتک کے روانہ کیا کہ ابھی جاکر خبر دے کہ ملغران قوی تن پہلوان نامی بیابان نہان سے آپ کی مدد کو آتا ہی عیار اُسوقت پہونچا کہ جام شراب گردش مین تھا کفار خوش وخرم بیٹھے تھے مہیب جادو کھڑا تھا کہ کہیے تو کل ان سب کا کام تمام کردون قاہر بن قہرمان نے کہا کہ ہم لوگ ایسے نامرد نہین ہین کہ ساحرون سے کام لین تو نے برا کیا کہ ایرج کو قید کر لایا باقی خداپرستون سے ہم لڑینگے اور اگر خداوند کو مدد ساحر کی منظور ہو تو ہم چلے جائین لاہوتک کو ازبسکہ قاہر اور الماس شاہ کی خاطر زیادہ منظور تھی مہیب جادو سے کہا کہ ای مہیب جادو تم اب جاؤ جب وقت تمھاری مدد کا آئیگا تو تمھین اطلاع دینگے مہیب ملول خاطر ہوکر چلا گیا تختگان نے کہا قید ایرج کی تو لیتے جاؤ یہان سے عیار آکر چھڑا لیجائینگے مہیب جادو نے کچھ جواب نہ دیا اور چلا گیا اتنے مین کیا دیکھتا ہی کہ ایک عیار پسینے مین غرق پیدا ہوا اور بادب آکر سلام کیا اور عرض کیا کہ ملغران قوی تن بیابان نہان کا رہنے والا آپ کی مدد کو آتا ہی سب نام بیابان نہان سنکر حیران ہوئے کہ ہمنے تو آجتک سنا بھی نتھا کہ کہان ہی اور کس طرف ہی لاہوتک نے کہا کہ یہ خداوند کے راز دار ہین انھین کون جان سکتا ہی اور سردارون کو واسطے استقبال کے روانہ کیا سب سردار آئے اور ملغران قوی تن کو استقبال کرکے لائے لاہوتک نے دست چپ کی جانب سب سے بالادست جگہ دی اور بڑے اعزاز سے بٹھایا ساقی نے شراب پیش کی ملغران نے کہا مین شراب نہین پیتا ہون لوگون نے سبب پوچھا ملغران قوی تن نے کہا کہ بیابان نہان مین ایک چاہ ہی کہ اُسکا پانی نہایت شیرین ہی اور خاصیت شراب کی رکھتا ہی مین اُسکو روز پیتا ہون اور اسوقت بھی اُسی کو پیے ہوئے آتا ہون اگر یہ شراب مین پیون تو مجھے تلخ معلوم ہوگی

سب حیرت سے اسکی شکل دیکھ رہے تھے کہ اس اثنا مین زمانہ شب کا برطرف ہوا اور حجاب تب سے
روے سحر نمودار ہوا ہواے سرد چلنے لگی طائر زمزمہ سرا ہوئے اشعار

ایک بیک چرخ مین چھپے تارے
صورت رعد گرجے نقارے
خواب مین جو تھے وہ اُٹھین یک بیک
شور سے جسکے سب کی آنکھ کھلی
شور اذان کا ہوا بلند کہین
آئی آواز بانگ مرغ سحر
سنکھ نے کی صدا بلند کہین
وردی ہر سو سحر کی بجنے لگی

غرضکہ دلاوران نامدار اور سرکشان خونخوار مسلح اور مکمل ہو ہو کر
عازم میدان کارزار ہوئے باہر لشکر لاہوتک کے پرے کے پرے فنشون کے فنشون غول کے
غول غٹ کے غٹ میدان مین کر آصفت آرا ہوئے اُس طرف سے لشکر ایرج نمودار ہوا مگر
فوج بے سردار فقط تورج بن بدیع الزمان آگے آگے مرکب پری پیکر پر سوار یکایک لشکر کفار
سے یلغران قوی تن نکلا اور لاہوتک سے اجازت لیکر میدان مین آیا گروہ خداپرستان سے
عوجان دریاباری سردار ایرج نوجوان کا نکلا اور مقابل ہوا یلغران قوی تن نے جو بدست
ماری اس طرح کہ سر پر توعوجان کے پڑی زمین پر گری کہ خاک اُڑی عوجان گرد مین آلودہ ہو گیا
یلغران مرکب سے کود کر عوجان سے لپٹ پڑا اور ہاتھ سے ناک مل دی کہ عوجان بیہوش ہو گیا
یلغران نے عوجان کو اسیر کر کے اپنے عیاریکے سپرد کیا اور پھر مبارز طلب کیا مرجان دریاباری
آیا اُسے بھی یونہین گرفتار کیا بعد اسکے ظفر اول کشتی گیر نکلا وہ بھی گرفتار ہوا غرضکہ تین پہر دن مین دس
سرداران نامی لشکر اسلام کے اسیر ہوئے یہ حال دیکھکر تورج نے کہا اب کوئی نہ جاے مقابلہ کو
مین خود جاؤنگا مگر سخت حیرت مین تھا کہ ان سردارون کو اتنی جلد تو ایرج نے بھی نہ اسیر کیا تھا یہ کونسا زبردست
پیدا ہوا ہی غرضکہ تورج مرکب کو چمکا کر یلغران کے مقابل ہوا ارادہ نگاورزنی کا کیا یلغران
نے نگاور خالی دی اور نیزہ تورج پر مارا تا دیر نیزہ بازی رہی جب کام نہ بر آیا تو وہی چوبدست
یلغران نے پھر سیدھی کی اور کہا کہ ای تورج یہ طمانچہ اجل ہی یہ کہکر وار کیا تورج نے ہاتھ بند دست
پر ڈالا یلغران مرکب سے کودا تورج بھی مرکب سے علیحدہ ہوا کشتی ہونے لگی ایک مرتبہ لڑتے لڑتے
یلغران نے ہاتھ منھ پر تورج کے رکھا تورج فوراً بیہوش ہو گیا یلغران نے تورج کو بھی کمند سے
باندھا اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا اہل اسلام گریان و نالان اپنی فرودگاہ پر آئے کفار
شادان و فرحان یلغران پر سے زر نثار کرتے ہوئے اپنی طرف روانہ ہوئے ہر سردار یلغران کی
طاقت اور جوانمردی پر آفرین کر رہا ہی تخنگان کو حیرت ہوئی کہ تورج بھی ایرج سے رزم مین کچھ کم
نہین ہی جسے حمزہ صاحبقران نے تین روز مین اسیر کیا تھا یلغران نے گھنٹے بھر کے عرصہ مین گرفتار
کر لیا اگر ایسی ہی طاقت اور جرائت یلغران کی ہے اس سے لڑ سکتا ہی لیکن یلغران جو بارگاہ
مین پہونچا لاہوتک سے کہا یا خداوند یہ حال آپ نے دیکھا کہ کس طرح سے مین نے ان خداپرستونکو
گرفتار کر لیا اب ایرج ملعون اور شیطان کی کیا حقیقت ہی کہ میرا مقابلہ کرے اور مجھسے لڑ سکے یون تو
ایک اہرمد نامی کا ہی کہ ساحر اُسے گرفتار کر کے لایا ہی آپ ایرج کو قید سے رہا کر دیجیے باقبال خداوند
کل سر میدان ایرج کو چشم زدن مین باندھ لاؤنگا لاہوتک نے کہا جو خوشی تیری اور اُسیوقت ایرج
کو زندان خانہ سے بلوایا یلغران نے کہا ای بہادر آج مین نے سب سردارون کو تیرے اسیر کیا

مع تورج بن بدیع الزمان کو لیکن اب دل میرا یہ چاہتا ہی کہ تجھے بھی سر میدان زیر کرون اور عداود
سے کہا کہ قید کاٹو ایرج نے فوراً جھٹکا مارا کہ ہتکڑی اور بیڑی ٹوٹی بلغران نے مرکب و اسلحہ ایرج
کے سامنے حاضر کیا جب ایرج مسلح و مکمل ہو چکا تو بلغران نے کہا کہ آیا مجھکو کوئی جانتا ہی کہ مین
کون ہون کفار نے کہا آپ پہلوان نامی زبردست بلغران قوی تن ہین بلغران لقلی نے نعرہ
کیا کہ باش اے کافران پردہ غا تمنے میرے آقا کو ساحر سے گرفتار کرا دیا تھا تو مین نے یون رہا کیا
منم مہتر شاپور شیر دل یہ نعرہ سنکر ایرج تو خوش ہو گیا لیکن شاپور نے کہا ہی کوئی ایسا کہ اب
روک لے لاہوتک نے کہا ارے لینا جانے نہ پائے تمام سردار تلوارین کھینچ کھینچکر چلے ایرج
نے بھی تیغہ ہاتھ مین لیا جنگ ہونے لگی اُدھر دہ دہ ہزار آدمی جو شاپور کے ساتھ تھے اہل اسلام
انھین کے قید مین تھے جلدی سے سب کو رہا کر کے گھوڑے سواری کو دیئے سب سوار ہو کر مصروف
جنگ ہوئے ایرج و شاپور لوگون کو قتل کرتے ہوئے باہر نکلے شاپور نے چار پانچ حقہ آتشبازی
کے مار کر بارگاہ مین آگ لگا دی لاہوتک بارگاہ سے نکلا اُدھر سے نعرہ تورج یزدان پرست
و مرجان دریا باری و عوجان دریا باری و نشتر اول کشتی گیر کا بلند ہوا جنگ عظیم برپا ہوئی گو کفار
بہت ہین مگر اہل اسلام سب چیدہ لوگ ہین تلوار برس رہی ہی لہو کی ندیان جاری ہین عین گرمی
جنگ مین ایرج کا سامنا سہمان آدمخوار سے ہوا سہمان نے ارہ لپشت نہنگ مارا ایرج
نے ارہ کو قلم کیا اور تیغہ مارا کہ سہمان کا سر زخمی ہوا گر گردن مارا گیا یہ غلطان و پیچان گرا لوگ اسے
اُٹھا لے گئے تورج کا سامنا رزماق آدمخوار سے ہوا اُسنے چنگال ماری کہ زرہ تک تورج کی
نوچ لے گیا تورج نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے شاپور سے فیروزہ ناوک انداز
سامنا ہوا نیمچہ چلنے لگا ایک مقام پر فیروزہ نے ایک خنجر شاپور کے اس زور سے مارا کہ شاپور
زمین پر گر پڑا اور تڑپنے لگا وہ بہت جلد قریب شاپور کے آیا اس نیت سے کہ ایک اور خنجر مار کر
کام اسکا تمام کر دون قدرت خدا سے شاپور نے وہین سے حلقہ کمند کا مارا کہ گلے مین پڑا شاپور
نے فیروزہ کو پکڑ لیا پہلو مین ایک عیار کہ شاگرد تھا فیروزہ کا مسلمان بنا ہوا کھڑا تھا اُسنے
کہا لائیے مین اسے لیجاؤن شاپور نے دیدیا وہ لیکر راہی ہو گیا مگر ایرج نے کئی پہلوان
نامی مارے اور قریب تخت لاہوتک کے پہونچ چکا تھا اور چاہتا تھا کہ لاہوتک کو گرفتار
کر دن کہ تخنگان نے طبل امان بجوا دیا دونون فریق جدا ہوئے یہ خبر جنگ کی لشکر ایرج مین
پہونچ چکی تھی اُدھر سے بھی لوگ چلے تھے کہ راستے مین ایرج سے ملاقات ہوئی لوگ خوش ہوئے
ایرج داخل بارگاہ ہوا سب سردار اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے ایرج نے شاپور سے
کہا کہ تو نے سر میدان تورج وغیرہ کو کیونکر زیر کیا شاپور نے کہا اُنکے تئین بیہوش کر دیا اور باطمینان
تمام پشتارہ باندھکر لے آیا +

اب چند کلمہ داستان جمشید جابلقا و بلا سشور کے بیان ہوتے ہین

کہ جب لقا مارا گیا اور شداد بھی کشتہ ہوا جمشید جابلقا اور بلا سشور کہ ایک ہاتھ اسکا
تلوار سے کٹ گیا ہی طرف جابلقا کے بھاگ گئے بعد گذرنے چند روز کے ایک روز بلا سشور نے

جمشید سے کہا کہ اگر میرا ہاتھ درست ہو جائے تو انتقام خون خداوند کا ان مسلمانون سے لون
وزیر جمشید نے کہا کہ یہان سے قریب ایک بیابان ہے اُسمین کوہ واقع ہے درۂ کوہ مین ایک حکیم رہتا
ہے کہ نام اُسکا زال خردمند ہے یقین ہے کہ اگر وہ چاہے تو ہاتھ بلاشور کا درست ہو جائے جمشید نے
کہا مین ابھی اُسکے پاس چلونگا غرضکہ بلاشور کو ہمراہ لیا اور اس بیابان مین پہونچے جہان حکیم رہتا
تھا دیکھا کہ صحرا نہایت دلچسپ ہے اور درخت الانواع واقسام کے لگے ہوئے ہین کہ سیب کے
درخت مین پھل انار کے لٹک رہے ہین انار مین پھل سیب کے یہی صورت اکثر درختون کے
تھی جمشید کو حیرت ہوئی وزیر جمشید نے کہا یہ سب عجائبات بنائے ہوئے اُسی حکیم کے ہین غرضکہ
جب درہ مین داخل ہوئے دیکھا کہ حکیم ایک تخت پر بیٹھا ہوا ہے کتاب سامنے کھلی ہوئی ہے ریش
سفید ناف تک لٹکی ہوئی ہے آنکھون مین سرمہ دیا ہوا تھا کہ بصارت مین فرق نہو جمشید نے سلام
کیا زال خردمند نے جواب سلام دیا اور آنکھ اُٹھا کر دیکھا پوچھا تم کون ہو اور کسواسطے آئے ہو
جمشید نے کہا مین بادشاہ جابلقا ہون یہ عیار ہے میرا کہ اسپنے فن مین اسکا مثل و نظیر نہین ہے مگر
ایک ہاتھ اسکا کٹ گیا ہے اس میرے عیار کے ہاتھ آپ درست فرما دین حکیم نے کہا بہتر اور دعوت
جمشید کی کی کچھ پھل میوہ دار وغیرہ جمشید اور اُسکے ہمراہیون کو کھلائے کہ نہایت لذیذ تھے اور
جمشید نے باوجود بادشاہ ہونے کے کبھی آنکھ سے بھی نہ دیکھے تھے بعد اِسکے حکیم نے ایک
مرد واجب القتل کو طلب کیا جب وہ سامنے آیا تو پہلے بلاشور کو بیہوش کیا اور زخم دست کو
بلاشور کے تازہ کیا اور ہاتھ اُس گنہگار کا کاٹ کر بلاشور کے دست قلم شدہ سے ملا کر بند ش
کر دی اور بلاشور کو ایک تختہ پر باندھ دیا کہ جسم جنبش نکر سکے پندرہ روز تک بلاشور اُسی
تختہ پر بندھا رہا بجائے طعام اسے یخنی دیجاتی تھی جب ہاتھ اسکا درست ہو گیا تو جمشید حکیم
سے رخصت ہوا ہر چند چاہا کچھ سلوک کرین حکیم نے منظور نکیا کہ مجھے کچھ ضرورت نہین ہے اب
بلاشور نے کہا کہ چلیے طرف باختر کے جمشید جابلقا نے کہا کہ اکوان چہاردست کو نامہ لکھنا
چاہیے کہ وہ بھی آجائے تو بہتر ہے کہ پہلوان زبردست ہے بلاشور نے کہا بہتر غرضکہ ایک نامہ
اکوان چاردست کو روانہ کیا اس مضمون کا کہ اے اکوان خداوند تو اس دل رفانی سے خفا ہو کر
عرش معلے پر چلے گئے نگاہون سے پنہان ہو گئے اب اگر انتقام خون خداوندی کا لینا ہو
تو آؤ ہم تمھارے منتظر ہین اکوان یہ نامہ دیکھکر ساتھ ہزار فوج جرار سے آکر جمشید سے ملا
اب یہ سب ملکر طرف باختر کے چلتے ہین دیکھیے کسوقت پہونچین

اب یہان سے چند کلمہ داستان بدر بن زلازل یک چشمی و نور الدہر بن بدیع الزمان کے
بیان ہوتے ہین —

کہ بدر کو شاہزادہ نور الدہر نے گرفتار کر لیا ہے اور صلصال وجدائل خان زخمی ہین نور الدہر
نے داخل بارگاہ ہو کر حکم کیا ہے کہ کل میدان خونی تیار ہو مین ان کافرون کو قتل کرونگا کہ انکی ذات
سے بڑے بڑے ظلم ہوئے ہین یہ خبر کفار کو پہونچی صلصال نے آفت بن ملذبہ جن کفہ آ
اور مہفر زرد دہنگ کسے کہا کہ اگر آج شبکو بدر اور دیگر سردارون کو چھڑا لاؤ گے تو بہتر ہے

تمہاری جواہر سے بھر دونگا یہ دونون اسیوقت روانہ ہوئے صحرا مین پہونچکر آفت نے زرد ہنگ سے
کہا کہ مین نقب لگاتا ہون تم کسی ترکیب سے اپنے کو مجھسے پیشتر قید خانہ مین پہونچاؤ اور قیدیون سے زندان
کی کاٹ دو آفت تو نقب زنی مین مصروف ہوا اور زرد ہنگ صورت اپنی تبدیل کرکے داخل لشکر ہوا
فقیر بنا ہوا سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ دیکھا اسنے کچھ لوگ خوان سر پر رکھے ہوئے چلے جاتے ہین ایک عیار
آگے آگے ہی بڑھکر اُس نے سوال کیا کہ بابا تیرا بھلا ہو کچھ فقیر کو بھی دیتا جا وہ از بسکہ رحم دل تھا کچھ
کھانا نکالکر اُسنے دیا اُسنے کہا اگر فقیر کو سیر کیا ہی تو خیر کیا یاد کریگا فقیر بھی تجھے ایسی چیز بتائے دیتا ہی
کہ تو زندگی بھر محتاج ہنو اسنے کہا کیا کیمیا بنانا اُسنے کہا ہان آ اور ذرا دو قدم میرے ساتھ چل تو تجھے بھی بھجوا دون
عیار کو لالچ آیا کہا چلیے اور فقیر کے ساتھ ہوا فقیر اسے لیکر لشکر سے الگ دور نکل گیا اور ایک
گھاس دکھا کر کہا کہ بابا یہی ہی جب تجھے چاندی بنانا ہو تو سیر بھر رانگا یا پارہ گلا کر اسمین تولہ بھر عرق
اسکا دیدینا فوراً چاندی کا ٹکڑا بنکر رہ جائیگا اور جب سونا بنانا ہو تو تانبا گلا کر یہ دوسری گھاس جو
لگی ہی اسکا عرق دینا مگر سونا تولہ بھر سے زیادہ نہ بن سکیگا اس سے تجھے چاندی بھی بتا دی کہ وہ
جتنی چاہے بنا لے یہ کہکر کچھ سوکھی ہوئی پتی نکالی اور کہا دیکھ بابا یہی تو سونگھ جتنا سوکھے پر اسکی
بو تبدیل ہو جاتی ہی اچھی طرح پہچان لے عیار نے جیسے جھک کر سونگھی تڑاق سے چھینک آئی اور
بیہوش ہوا اُسوقت اسنے نعرہ کیا کہ ہنم مہتر زرد ہنگ اور سر اُس بیچارے کا قلم کرکے خود
اُسکی شکل بنکر ان مزدورون کے پاس آیا جنکے سر پر کھانے کے خوان تھے مزدورون نے کہا آپنے
اسقدر دیر لگائی کہ اتنے عرصہ مین کھانا لیجا کر فرصت بھی ہو جاتی زندانخانہ ایسا کیا دور تھا مگر بغیر
آپ کے نجا سکے بھلا قیدی آپکو کیا دعا دیتے ہونگے دوسرے یہ کہ آپ نے کیمیا سیکھی ہماری
کیمیا یہی مزدوری ہی یہان سے فرصت پاتے دوسری جگہ جاتے اچھی آپنے کہین کچھ ہمین کو دیدو تو
نہ دیجیگا زرد ہنگ کہ عیار کی شکل بنا ہوا تھا کہا مین تم سبکو نوکر رکھونگا اور بہت کچھ دونگا
چلو زندانخانے کو اور دل مین کہا کہ خوب بنا لگا غرضکہ زندانخانے کے دروازے پر پہونچا داروغہ
زندان سے اجازت لیکر داخل زندان ہوا اور کھانا سب کے آگے رکھکے کچھ بادام کھاتا ہوا
باہر نکلا پاسبانون نے کہا مہتر جی آپ ہی آپ کھائے ہمین نہین دیتے زرد ہنگ نے سب کو بادام دیے داروغہ
زندان اتفاقاً کھانا کھانے چلا گیا تھا یہان سب پاسبان بادام کھا کھا کر بیہوش ہو گئے فوراً زرد ہنگ
نے سب کے سر قلم کیے اور اندر زندان کے آکر بدر کو جھک کر سلام کیا کہ غلام کو بھیجا نا عیار آپکا
زرد ہنگ ہے چلیے خان اعظم بہت آپکے واسطے متردد ہین غرضکہ قید سے زرد ہنگ
نے کاٹی مع بدر واسلحہ ومسلحہ وفہر بن زوبین سبکو لیکر دروازہ زندان سے چلنے کا ارادہ کیا
تھا کہ زمین کا طبقہ ٹوٹا اور آفت بن بکذبہ خاک مین اٹا ہوا تپلہ خاک کا بنا ہوا نظر آیا زرد ہنگ نے
آفرین کی کہ بر وقت پہونچے آفت نے زرد ہنگ کی تعریف کی کہ تمنے خوب اپنا انتظام
درست کر رکھا غرضکہ یہ صلاح ٹھہری کہ اب دروازہ سے چلنا بہتر نہین شائد خبر ہو جاسکے اور
نور الدہر آ جائے سب کے سب نقب کے راستے سے نکلکر روانہ ہوئے وہان صلصال و
جدائیکل خان متردد و متفکر بیٹھے ہوئے تھے کہ بدر مع فہر بن زوبین و اسلحہ ومسلحہ پہونچا صلصال

بہت خوش ہوا اور عیارون کو انعام عطا کیا لیکن بدر نے کہا کہ اگر نور الدہر بھی گرفتار ہو تو کام چلے ہم تو ہر طرح
چھوٹ جاتے اگر نور الدہر نہ گرفتار ہوا تو کل پھر وہ پکڑ لیجائیگا یہ سنکر آفت بن مکذبہ نے کہا کہ مین جاتا ہون
اور نور الدہر کو بھی لاتا ہون یہ کہکر طرف لشکر نور الدہر کے روانہ ہوا جب لشکر مین پہونچا تو دیکھا دربار
برخاست کرکے طرف خیمہ کے جاتا ہے آفت اپنی صورت تبدیل کیے ہوئے ساتھ ہوا ہنوز نور الدہر خیمہ تک نہ
پہونچے تھے کہ خبر آئی کہ زندان بان مرے پڑے ہین اور قیدی غائب ہین نور الدہر یہ سنکر نہایت
برہم ہوئے اور کہا خیر کل سر میدان ان حرامزادون کو قتل کرونگا یہ کہکر داخل خیمہ ہوئے آفت پوشیدہ ہو رہا
آج اتفاقاً شبرنگ کا اپنے خیمہ مین دم گھبرایا وہان سے نکلکر ٹہلتا ہوا چلا کہ دیکھون شاہزادے کا مزاج کیسا
ہے یہان آفت نے جب یہ خیال کیا کہ نور الدہر سو رہے ہونگے تو سراپچہ بارگاہ کا چاک کرکے بردہ اسنے
بیہوشی کے مارے جب وہ چلے تو دود بیہوشی منتشر ہوا جتنے باری دار تھے سب بیہوش ہوگئے اب
آفت اندر خیمہ کے داخل ہوا اور نور الدہر کو بھی بیہوش کرکے پشتارہ باندھا اتفاقاً شبرنگ پشت
بارگاہ کی جانب سے آتا تھا سراپچہ پر جو نظر پڑی چاک دیکھا بس اسکو دھوکا ہوا جلدی سے پاس آکر جو
جھانکا تو دیکھا کہ باری دار بیہوش پڑے ہین اور شاہزادہ بھی بیہوش ہے آفت نے پشتارہ باندھکر
ارادہ کیا تھا کہ اسے اٹھا کر لیچلون کہ شبرنگ نے خیال کیا کہ یہ دروازہ بارگاہ سے نہ جائیگا کیونکہ پاسبان
بیٹھے ہونگے اسی طرف سے جائیگا بس کمند کا حلقہ لگا کر بیٹھ رہا چنانچہ آفت جیسے ہی بارگاہ سے نکلا شبرنگ نے
جھٹکا مارا کہ حلقہ کمند کا گلے مین آفت بن مکذبہ کے پیوست ہوگیا شبرنگ نے اسے گرفتار کیا اور
پشتارہ شاہزادہ کا چھین کر ہوشیار کیا جب نور الدہر کو ہوش آیا دیکھا کہ کمند سے بندھا ہوا ہون اور
شبرنگ سامنے کھڑا ہے نور الدہر نے کہا ای شبرنگ ہمنے تیری کیا خطا کی تھی جسکا تونے یہ عوض لیا
اور مجھے کس لیے گرفتار کیا ہے شبرنگ نے عرض کیا کیا مجال ہے غلام کی کہ حضور کو گرفتار کرے یہ ملعون
آفت بن مکذبہ آپکو لیے جاتا تھا ہم رستے مین بروقت پہونچا نور الدہر نے آفرین کی اور کمند کو توڑ ڈالا شبرنگ
کو خلعت عنایت کیا اور حکم دیا کہ اسے ابھی قتل کرو شبرنگ نے تلوار کھینچکر چاہا تھا کہ آفت کو قتل کردن کہ اسنے فریاد کی
اور کہا کہ ای شاہزادہ نور الدہر مین ایمان لاتا ہون مجھے قتل نہ کروایئے مجھے معلوم ہوا کہ آپ صاحب اقبال ہین
اور مذہب آپکا برحق ہے نور الدہر نے شبرنگ سے کہا کہ اچھا اسے رہا کردو اب یہ ایمان لاتا ہے شبرنگ
نے کہا حضور یہ مکر کرتا ہے کبھی مسلمان نہوگا نور الدہر نے کہا تب تو یہ اقرار کرتا ہے غرض شبرنگ نے اسے رہا کردیا
آفت نے کہا مین غلام ہون اب کہان جاؤن یہین رہونگا جہان ایمان عطا کیا ہے وہان روٹی بھی دیجیے
نور الدہر نے کہا اچھا تو یہین رہ آفت وہان رہنے لگا اور اسقدر خدمت کی کہ شاہزادہ نے اسکی تنخواہ
بہت زیادہ کردی اور اپنا حافظ جان قرار دیکر طلایہ خاص پر مقرر کردیا جب اس ملعون ابن کذاب نے
یہ مکر خوب اعتبار اپنا بڑھا لیا تو ایک روز شاہزادہ کو بیہوش کرکے نقب قبل سے دے رکھی تھی اسکے
راستے سے لیکر راہی ہوا وہان اسکے انتظار مین کفار متردد اور پریشان بیٹھے تھے کہ آفت پر کیا مصیبت
پڑی معلوم نہین کہ گرفتار ہوگیا اتنے مین یہ خبر سنی کہ مسلمان بھی ہوگیا لیکن بدر نے کہا کہ وہ کبھی ایمان
نہ لائیگا یہ بھی ایک عیاری ہے غرضکہ تین چار روز کے بعد دیکھا کہ آفت پشتارہ بدوش چلا آتا ہے بدر نے
کہا کہ آفت تو کیسے پشتارہ باندھکر لایا ہے اسنے بہت خوش ہوکر کہا کہ نور الدہر کو تب بدر اچھل پڑا

اور بیکار اوہ مارا کیا تاب و طاقت ہی اب کسی کی کہ مجھسے لڑسکے اسی سے مین ڈرتا تھا یہ کہکر حکم دیا کہ ابھی قتل کرو آفت نے کہا آپ یہ کیا قیامت کرتے ہین اگر اسوقت نور الدہر کو قتل کیا تو تمام لشکر نور الدہر کا جوش دریای آہن سے موج خیز ہی ابھی آپڑے گا اور کشتی حیات ہر ایک کی طوفانی ہو جائیگی تمام لشکر کا آپکے خون ہوگا لہذا یہ تدبیر اور سرداروں کو بھی قتل کرلین پھر اختیار ہی بدر نے کلام آفت کا پسند کیا اور کہا اچھا اسے قید رکھو لیکن صبح کو شبرنگ جو حسب دستور آیا دیکھا کہ شاہزادہ نہین ہی اور آفت بن ملذبہ کے ہمراہی کچھ قتل کیے ہوئے کچھ بیہوش پڑے ہین تب اسنے دوڑ کر اسد غازی اور کرب دلاور و بدیع الزمان نامور اور قاسم والاگہر وغیرہ سے یہ حال پرملال بیان کیا سب نہایت محزون ہوئے کہ دیکھیے خدا کیا دکھاتا ہی لیکن اسد نے کرب غازی سے کہا کہ ای پدر بزرگوار قاسم و بدیع الزمان مین بالکل طاقت نہین ہی انھین طرف دربند جالندریہ کے روانہ کردین کہ وہ جگہ نہایت مستحکم ہی ہمپر جو کچھ گذریگی جھیلین گے ان سب سرداروں کو بچانا چاہیے یہ مشورہ کرکے قاسم و بدیع الزمان و اسکندر فرخ لقا و ارباب کشور کشا ان سب کو چالیس ہزار آدمی ساتھ کرکے رات کیوقت طرف دربند جالندریہ کے روانہ کیا اور خود مقابلے مین بدر کے صف آرا تھے کہ اگر بدر نے شاہزادہ نور الدہر کے قتل کا ارادہ کیا تو ہم پہلے اپنی جان دیدینگے شبرنگ دمبدم کی خبر لاتا ہی لیکن عیاران کفار بھی لشکر اسلام مین تھے انھون نے جو یہ انتظام دیکھا کہ سب سرداروں کو اسد نے دربند جالندریہ کی طرف بھیجا دلدہی سے جاکر یہ خبر بدر کو دی بدر نے صلصال اور جدائل خان سے کہا کہ اب یہان رہنا صلاح نہین ہی اگر ایک اسد قتل ہوا بھی تو اور سردار نکلے جاتے ہین پہلے چلکر انھین قتل کرنا چاہیے غرضکہ یہی صلاح ٹھہری اور اسیوقت کوچ کرکے دربند جالندریہ کے سمت تعاقب مین سرداران اسلام کے روانہ ہوئے تھوڑی تھوڑی فوج نے بدر و صلصال و جدائل خان تو آگے روانہ ہوئے بعد انکے قہر بن زوبین واسلیح و مسلحہ و پرویز بن ہرمز یہ سب لشکر کثیر کی تیاری کرکے روانہ ہوئے شبرنگ نے یہ خبر اسد و کرب کو دی کہ بدر تعاقب مین زخمیون کے روانہ ہوگیا اسد و کرب بھی تمام فوج لیکر روانہ ہوئے لیکن وہ لوگ جو زخمیون کو لیے ہوئے جاتے ایک دن اور ایک رات برابر چلے گئے ایک صحرای پرفضا مین پہونچے وہان سے قریب دریا کا کنارہ تھا ہوا سرد معلوم ہوئی بے اختیار جی مین آیا یہین اتر پڑیے کسواسطے کہ گھوڑون مین بھی طاقت چلنے کی نہتھی اتر پڑے چونکہ وہ جگہ بہت صاف تھی وہین سبھون نے کھانا کھایا پانی پیا اپنے اپنے گھوڑون کو دانا گھاس دیا خوب ملا کہ جسمین گھوڑونکی تھکن مٹجائے اور تھوڑی دیر آرام کیا بعد کچھ دیر کے سوار ہوکر ارادہ چلنے کا کیا تھا کہ یکایک تتق گرد بلند ہوا اور آن واحد مین وہ گرد قریب پہونچکر شق ہوگئی زیل گرد سے جدائل خان ہندی اور صلصال اور بدر لعین نمایان ہوئے اور وہین سے نعرہ کیا کہ خبردار زخمیون کو نہ لیجانا قاسم نے کہا خبردار اب کوئی قدم آگے نہ بڑھانا مجھے سامنے سے ان گبران نابہنجار کے بھاگنا موت سے بدتر ہوا ابھی لڑکر مرجاؤنگا یہ کہکر گھوڑا طلب کیا زخم سر کو رومال سے باندھا کسیقدر اچھا ہو چلا تھا اور بدر کو آواز دی کہ او کانے کے بیٹے ذرا ٹھہر مین آتا ہون تیری سرکوبی کے لیے قاسم کی یہ جرأت دیکھکر لوگون مین جوش مارتا تھا

بہادر آفرین کرتے تھے یہ عزم ملک قاسم کا دیکھکر بدیع الزمان نے کہا مین بھی تیرے ساتھ اپنی
جان دونگا اور یہ بھی زخم سر باندھکر اسلحہ درست کرنے لگے بعد اسکے اسکندر و داراب نے
سامان حرب و پیکار مہیا کیا مگر قاسم جلدی سے مرکب پر بیٹھکر صف سے نکلے اور کہا کون آتا ہی
میرے مقابلے کو یہ سنکر بدر لعین تلوار کھینچکر چلا قاسم بڑھکر لگا ور زن ہوا کہ بدر کو گرد برد کر دیا
بدر نے تلوار ماری قاسم نے بیٹھکر پتہ کٹی کا وار کیا کہ تلوار ہاتھ سے بدر کے نکلگئی اب قاسم
نے چاہا کہ اسے باندھ لون کشتی مین یہ کیا کر سکتا ہی بدر سامنے سے بھاگا قاسم نے گھوڑا ڈالا
جدائیل خان نے اپنا فیل بڑھایا اور کہا بدر تجھسے نہ لڑیگا مجھسے مقابلہ کر یہ کہکر قریب آکر گرز گران سنگ
یازدہ سو من کے ضرب سپر پر قاسم کے لگائی قاسم نے سپر کو چہرے کی پناہ کی گرز جو سپر پر پڑا ہی
تراقے کی صدا بلند ہوئی تنق گرد اٹھا اور صدمے سے ضرب کے زخم سر قاسم کا شق ہو گیا اور
قاسم بیہوش ہو کر گرا جدائیل خان نے چاہا تھا کہ سر قاسم کا کاٹ لون کہ بدیع الزمان پہونچے
اور کہا کیا کرتا ہی جدائیل خان نے گرز مارا بدیع الزمان از بسکہ حال قاسم کا دیکھ چکے تھے کہ
یہ ضرب گرز سے بیہوش ہی کیونکہ دھمک سے ضرب گران کے زخم سر شق ہو گیا خود ضرب کو خالی دیکر
وار تلوار کا کیا کہ گردن فیل جدائیل خان کی قلم ہو گئی اور فیل زمین پر گرا جدائیل خان کود کر علحدہ
ہوا صلصال نے مرکب دوڑا دیا اور سامنے بدیع الزمان کے آیا جدائیل خان نے دوسرا
فیل طلب کیا یہان بدیع الزمان اور صلصال سے تلوار چلنے لگی لڑتے لڑتے ایک مقام پر
گھوڑے نے بدیع الزمان کے سکندری کھائی اور تیغ صلصال کا سر پر پڑا کہ زخم چوپارہ
ہو گیا سکندر فرخ لقا دوڑ پڑے اور قاسم و بدیع الزمان کو میدان سے پھرا آپ سامنا
کیا صلصال نے تلوار ماری اسکندر نے وار اُسکا سپر پر روکا سپر کٹی کوئی چار انگل تلوار سر مین
در آئی اسکندر نے داستانہ مارا کہ تلوار سر سے نکلی اور غیظ و غضب مین آکر لپیٹ کر ہاتھ تلوار کا
مارا صلصال نیچے سمٹا تلوار گردن پر مرکب کے پڑی کہ گردن صلصال کا مارا گیا بدر پھر دوڑا
اور کہا خان اعظم آپ دوسرا مرکب طلب کیجیے جب تک مین لڑتا ہون اور قریب پہونچکر تلوار اسکندر
پر ماری سکندر نے بھی رد کر کے وار اپنا کیا آخرکار یہ بھی زخمی ہوا بدر نے پایا تھا سر کاٹ لون
کہ داراب کشور کشا پہونچے بدر نے تلوار ماری داراب نے سپر پر روکی کہ مقدور
سپر کو کاٹ کر اُترنے پائی تھی جھٹک دی تلوار بدر کی ٹوٹی بدر نے ٹکڑا جو ہاتھ مین تھا منہ پر داراب
کے کھینچ مارا داراب نے خالی دیا بدر کے پاس دوسری تلوار نتھی جلدی سے گرز اُٹھا کر داراب
پر مارا داراب نے کلائی پکڑ کے کمر بند مین ہاتھ ڈالدیا اور زور کر کے سر سے بلند کیا مگر زور کرنے مین
ٹانکے زخمون کے ٹوٹ گئے لیکن داراب بدر کو ہاتھ پر بلند کیے ہوئے ہین اور بدر تڑپ رہا
ہی کہ یکایک کمر بند بدر کا ٹوٹا بدر کے ہاتھ مین گرز تھا وہ سر داراب پر گرا ضرب شدید آئی
زخم سر شق ہو گیا داراب بیہوش زمین پر گرے لیکن عیار داراب کا قریب پہونچ چکا تھا
اس امید پر کہ میرے آقا نے بدر کو گرفتار کیا ہی اسے بھی لا کر قید کرون وہان انقلاب نے معرکہ
گذرا عیار داراب کو لیکر بھاگا کفار نے خردش کیا کہ ہان جانے نپائے اسے پکڑ لو مار لو

اور بدر نے گھوڑا ڈالا عیار ہوئے صلصال و جدائل خان تلوارین کھینچ کھینچ کر طرف لشکر کے چلے
کہ اور زخمیون کو چھین کر قتل کرین اہل اسلام نے یہ حالت دیکھکر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات
بلند کیے ہنوز سخن در دہان تھا کہ از پردہ بیابان تیغ گرد نمودار و نمایان شد اور آواز بوق کی کان مین آئی
اور اسد اور کرب دلاور پہونچے یہان یہ ہنگامہ گرم دیکھا للکارا کہ خبردار قدم آگے نہ بڑھانا کفاردون
نے نہ مانا اسد نے بڑھکر جدائل خان کو روکا کرب نے صلصال کا سامنا کیا بدر کو عیار دار ایک
ایک خس پوش کی طرف لیگیا آپ تو جست کرکے نکل گیا بدر مع مرکب کتوئین تین چار ہاتھ لوگ اُسکے
دوڑے بدر کو نکالا لیکن چوٹ بہت آئی ہاتھ شانے پر سے اُکھڑ گیا سر پھٹ گیا گھوڑے کا ایک پیر داہنا
ٹوٹ گیا وہان اسد جو سد راہ جدائل خان کا ہوا جدائل خان نے نیزہ مارا اسد نے نیزہ جدائل خان کا
کا ہوائی کیا اُسنے غصہ مین آکر گرز مارا اسد نے گرز گرز پر روکا تڑاتے کی صدا بلند ہوئی زمین لرز گئی
آسمان ہلگیا جانور چرند اور پرند بھاگے گرزون سے شعلے آگ کے نکلے مرکب ایرج چیخ مار کر بیٹھ گیا
گرز پھسل کر گھوڑے پر اسد کے گرا اسد بیہوش ہوگیا اور کوہ لا اُتر گیا جدائل خان نے نعرہ کیا کہ
زدم و بست کردم ضرغام شیر دل جھپٹ کر آیا اسد کا یہ حال دیکھکر اسد کو لیکر نکل گیا جدائل خان
نے تلوار ماری کرب نے پشت شمشیر روک کر دار کیا صلصال نے رد کیا تین چار ضربین چلی
ہونگی کہ اُسطرف بدر پھرا ہوا آتا تھا پشت پر سے کرب کے نعرہ کیا کرب نے پھر کر دیکھا اُسوقت
صلصال نے اُسکے تلوار ماری کہ سر کرب کا بھی زخمی ہوگیا کرب نے اُسی عالم زخمداری مین
دوسرا وار کیا کہ بدر کے سر پر تلوار پڑی مگر بسبب خفتان کے تلوار نے کچھ اثر نکیا اب کفار ہجوم کر رہے
ہین قریب ہے کہ کرب دلاور شہید ہو جائے کہ یکایک پردۂ بیابان سے گرد اُڑی اور زور سے نعرہ
کیا شیر بیشہ کلنگان یعنے طہماس بن عنقویل دیو پرور کا ہوا بدر تو صورت طہماس کی دیکھکر
سامنے سے بھاگا اور صف لشکر مین ملگیا لیکن صلصال نے سامنا کیا اور تلوار ماری طہماس نے
وار صلصال کا دستہ ساطور پر لیا اور جواب مین اُسکے ساطور مارا خان اعظم نے سپر کو چہرہ کی
پناہ کیا بھلا یہ حربہ سپر سے کب رکتا ہے امیر خود کیی بار زخمی ہوئے شیرویہ فرزند صاحبقران ہاتھ سے
طہماس کے اسی ضرب سے شہید ہوئے کبس ساطور نے سپر کو صاف کیا اور حباب خود سے مانند
ہوا کے گذر کر سر مین اُتر گیا صلصال نے داستانہ مارا ساطور تو سر سے نکلا مگر زخم کاری لگا جدائل خان
نے اپنے فیل کو آگے بڑھایا اور کہا او عادی تو نے بلا کی ضرب ماری کہ اُس سے صدمہ عظیم ہوا
اور خان اعظم کو بھی اُس ضرب نے زخمی کیا لیکن تو بچکر میرے ہاتھ سے کہان جائیگا قضا تیرے
سر پر کھیل رہی ہے یہ کہکر قریب ہو کچکر ایک گرز بارہ ہزار من کا مارا طہماس نے ضرب گرز کو دستہ ساطور پر
روکا اسوقت طہماس کو یہ معلوم ہوا کہ ایک پہاڑ عظیم پھٹ پڑا تڑاتے صدا بلند ہوئی مرکب طہماس کا
چیخ اُٹھا طہماس از سر تا پا گرد مین آلودہ ہوگیا جدائل خان نے نعرہ زور شور سے مارا کہ زدم و
و بستم کردم طہماس نے گرد سے نکلکر ساطور مارا جدائل خان نے بہوشیاری تمام گرز کو ساطور ہی
پر روکا اور سپر کو بلند نہین کیا مگر قدرت خدا سے اسپر بھی پھل ساطور کا آٹھ دس اُنگل گرز
مین اُتر کر ٹوٹ گیا جدائل خان نے غصہ ہو کر دوسری ضرب زور و شور سے ماری طہماس نے اسکو

خالی دیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو فیلان مست لڑ رہے ہین لیکن بدر لعین جھپٹ کر لپشت طہماس کی جانب
آیا اور تلوار ماری کہ سر طہماس کا زخمی ہوا اور بہت چوٹ آئی طہماس نے پلٹ کر بدر لعین کو دیکھا
کہا تُف ہی تیری نامردی پر اور اُسی عالم زخمداری مین گھوڑا ڈالا بدر کے پیچھے بدر بھاگا اہل
اسلام نے مہلت پائی دیکھا کہ سب طہماس کی طرف متوجہ ہین اپنے سردارون کو لیکر عجم کے سمت
راہی ہوئے اسوقت عجم مین گو ہر ملک اور فصل بن گیا ہو رخون آشام اور مملوک عجم موجود
ہین اور جس وقت جدائل خان نے مع صلصال مدائن سے خروج کیا تھا راستے مین بادشاہ
اسلام یعنے سعد بن قباد شہریار سے مقابلہ پڑا تھا اور سعد مع افراسیاب کو جاک کے ہاتھ سے
صلصال کے زخمی ہونے تھے اور لوگ پوشیدہ طور سے انھین لیکر طرف باختر کے روانہ ہوئے تھے
یہ بھی حوالی عجم مین پہونچ چکے تھے کہ یکایک گرد میدان سے نمودار ہوئی سعد کے یہ لوگ سمجھے کہ کفار
آتے ہین قصد بھاگنے کا کیا تھا کہ دو عیار آ گئے اور اُنھون نے بیان کیا کہ قاسم بدیع الزمان
و داراب کشور کشا و سکندر فرخ لقا و کرب دلاور ہاتھ سے بدر کے زخمی ہوئے
لوگ اُنکے انھین لیکر بھاگے ہین بادشاہ یہ خبر وحشت اثر سُنکے بہت روئے جس وقت یہ سب زخمی
سردار پہونچے بادشاہ سب کو لیکر داخل قلعہ ہوئے وہان جب زخم مین طہماس کے ہوا لگی یہ بیہوش
ہوگیا گھوڑا طہماس کو لیکر نکل گیا اور حوالی عجم مین کنارے دریا کے آکر ٹھہرا اتفاقاً شبرنگ بن
عمر عیار نور الدہر واسطے شب گردی کے نکلا تھا کنارے دریا کے پہونچا تو دیکھا کہ ایک دلیر بہت قوی
زمین پر پڑا ہی خون سے آلودہ ہی اور تمام گیاہ بھی سرخ ہو رہی ہی اور گھوڑا سرہانے اپنے مالک
کے کھڑا ہی اور رو رہا ہی شبرنگ یہ ماجرا عجیب اور غریب دیکھکے قریب آیا طہماس کو پہچانا اُٹھا کر
قلعہ مین لایا اور شاہ سعد کے سامنے ڈالدیا شاہ نے کہا اسے بھی خدا نے بچایا ورنہ اسنے کفار و نکو
تنہا گھیر چکا تھا غرضکہ علاج زخمیون کا ہونے لگا تیسرے روز پردۂ بیابان سے تتق گرد بلند ہوا
کہ قبۂ گردون کو تاریک کر دیا جب گرد قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ بدر بن زلازل مع حبشی اور
صلصال اور جدائل خان مع فوج کثیر آپہونچے بادشاہ نے کہا ستارۂ اہل اسلام کا نہایت
گردش مین ہی دیکھئے کیا ہوتا ہی امیر کا خانہ کعبہ کو چلے جانا گویا برکت کا اُٹھ جانا ہوا حیف ہی کہ یہ
کافر جنکو بھاگتے راہ نہ ملتی تھی اُنکے ہاتھ سے اتنے سرداران نامی و گرامی زخمی ہوئے لیکن
بدر نے پہونچتے ہی قلعہ کا چارون طرف سے محاصرہ کر لیا کہ کوئی نکلکر نہ جا سکے شاہ نے کہا کہ رضینا
بقضا از بسکہ کفارون سے زحمت شاقہ اُٹھا چکا تھا تین چار روز قلعہ پر یورش نکیا راحت پذیر ہوا
بعد تین چار روز کے بدر لعین نے کہا کہ مہلت دینا انکو صلاح نہین کل صبحکو اس قلعہ کو فتح
کر کے سب کو قتل کرنا چاہیے صلصال و جدائل خان نے بھی کہا کہ بہتر ہی اور اسیوقت
نقارہ رزمی کا حکم دیا یہ خبر شاہ اسلام کو پہونچی فرمایا کہ رسد بھی ہو چکی ہی کیا تدبیر کیجاے شبرنگ نے
کہا کہ اس قلعہ مین پوشیدہ نقب موجود ہی اگر آپ کا حکم ہو تو سب سردارون کو لیکر طرف سائل
کے چلین شاہ نے فرمایا کہ مناسب اور بہتر ہی اتنا حکم سنتے ہی پہلے شبرنگ سب سردارون کو
لیکر روانہ ہو گیا شاہ اسلام کا ارادہ ہوا کہ مین اگرچہ ان دو دن مگر قلعہ سے نجاؤن کیونکہ طبل جنگ بج چکا

اور سردار بسبب کثرت و صدمہ زخم سے بیہوش تھے ورنہ کوئی نہ جاتا غرضکہ شاہ نے تیاری جنگ
کرنا شروع کی لیکن جب شہربانو ماری گئی تو دو غلام اُسکے قلعہ مین موجود تھے وہ بظاہر مسلمان ہوگئے
تھے اُنھون نے جو حال دیکھا تمام کیفیت نامہ تیر مین باندھکر طرف لشکر بدر کے پھینکا وہ تیر سامنے ایک
عیار کے گرا کہ نام اُسکا یاقوت کمند انداز تھا شاگرد تھا آفت بن ملمذیہ کا اُسنے جو دیکھا کہ تیر مین نامہ
بندھا ہوا ہی وہ نامہ لیے ہوئے سامنے بدر کے آیا اور کیفیت تمام وکمال بیان کی بدر نے نامہ کو
پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ ای پہلوانان نامی تمھین کچھ خبر بھی ہی تم جانتے ہو کہ اہل اسلام قلعہ مین موجود
ہین یہان کوئی نہین فقط شاہ سعد باقی ہین کل سردارون کو لیکر شبرنگ عیار نقب کی راہ سے
طرف سمائل کے روانہ ہوگیا اگر ایک شاہ سعد کو قتل کرنا ہو تو یہان ٹھہرو ورنہ اُن سب کے
تعقب مین جاؤ اور ہم دونون غلام ملکہ شہربانو کے از ترس جان مسلمان ہوکر قلعہ مین مقیم ہین
نام ایک کا سرقہ اور دوسرے کا زرقہ آمیزدم مختار ہو بس یہ نامہ پڑھتے ہی بدر نے جدائیل خان
وصلصال سے کہا کہ اب آپ دونون صاحبون کی کیا رائے ہی مین جانتا ہون کہ قلعہ کو چھوڑکر
تعقب اُن سب کا کیجیے سب کی یہی صلاح ہوئی اور لشکر کثیر لیکر طرف سمائل کے روانہ ہوئے
لیکن جس وقت سرداران اسلام نقب سے نکلے تو اسد و کرب نے دیکھا کہ شاہ اسلام و
گوہر ملک اور افراسیاب کو حب فضل وغیرہ نہین آئے ہین یہ بھی نقب کی راہ سے
پلٹ کر قلعہ مین چلے آئے اندر آکر دیکھا تو قلعہ سنسان پڑا ہی ادھر وہان شبرنگ اور بہزاد و
لشکر کوچ بکوچ با آرام تمام چلا جاتا تھا بعد دو روز کے ایک صحرا مین گذر ہوا نہایت پر فضا تھا اور
وہان ایک دریا بھی تھا غرضکہ مقام ہوا اور خوش گوار دیکھکے سب کے سب ٹھہرے اور کچھ کھانا کھایا
پانی پیا آرام سے رہے تھے کہ جانب صحرا سے تتق گرد عظیم بلند ہوئی ایک ہرکارہ ادھر کا روانہ
ہوا بعد تھوڑی دیر کے آکر اُسی ہرکارہ نے خبر دی کہ بدر بن زلازل یک چشمی مع جدائیل خان
ہندی و صلصال آپہونچا شبرنگ نے سُنتے ہی اس خبر وحشت اثر کو جلدی جلدی سب کو
سوار کیا ہنوز قدم آگے نہ بڑھانے پائے تھے کہ گرد قریب آکر شق ہوئی اور دل گرد سے بدر مع
صلصال و جدائیل خان با فوج کثیر پہونچے قاسم و بدیع الزمان نے بھی کمر ہمت کو مرگ پر
چست باندھا اور تلوارین کھینچکر جا پڑے اور داراب و اسکندر و طہماس بھی لڑنے لگے
شور دار وگیر بلند ہوا کفارون کا یورش اور ہنگامہ برپا ہوا شبرنگ کی اُسوقت یہ حالت تھی
کہ جس سردار کی طرف زغہ زیادہ ہوتا ہی یہ اُدھر دو چار حقہ آتشبازی کے داغ کر پھینکتا ہی کہ
لوگون کے مُنہ ہاتھ جل جاتے ہین سب سامنے سے بھاگتے ہین اہل اسلام جانین لڑاتے ہوئے
ہین ایک ایک نے دس دس کو مارا ہی مگر کیا کرین کہان تک لڑین فوج کفار مانند دریا سے
زخار کے موجین مار رہی ہی ایک قتل ہوتا ہی تو دس آتے ہین تھین گرمی جنگ تھی اسطرف سے قاسم
لڑتے ہوئے جاتے تھے اور اُس طرف سے کہراق آہن کلاہ آتا تھا کہ پہلوان زبردست ہی
اژدہ پشت نہنگ اسکا حربہ ہی قاسم نے اسے دیکھکر نعرہ کیا کہ او کافر کہان جاتا ہی ادھر آ شیر دل سے
سامنا کر کہراق نے کہا تقضا تیری شاید میرے ہی ہاتھ سے تھی یہ کہکر اژدہ قاسم پر مارا قاسم نے

ارہ تیغ سے قلم کیا اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ اسکے شانے پر پڑا دوسرے شانے سے گذر گیا اُدھر
بدیع الزمان کا سے اور مہراق سے مقابلہ ہوا مہراق نے تیر بدیع الزمان پر مارا بدیع نے وار
اُسکا رد کرکے ایک ہاتھ کمر پر مارا کہ دو ٹکڑے ہوگئے داراب سے اور ارزاق زرد رو سے سامنا
ہوا ارزاق نے نیزہ مارا داراب نے چند طعن مین نیزہ اسکا ہوائی کیا اور اپنا نیزہ سینہ پر ارزاق
مارا کہ سینہ کو توڑ کر پار گذر گیا پس زین سے اٹھا کر زیر زمین کے مارا اُدھر اسکندر فرخ لقا سے اور ارجن
تیر انداز سے سامنا ہوا ارجن نے تیر مارا کہ سکندر کا بازو زخمی ہوا پس سکندر نے وہی تیر کھینچکر اپنی
کمان مین جوڑ کر جو مارا تو گردن کے پار گذر گیا ارجن ہدف نشانۂ قضا ہوا اُدھر طہماس بن عنقویل
دیو پیکر ساطور گران اٹھائے ہوئے اُڑتا چلا جاتا تھا جسپر وار کیا مع مرکب چار ٹکڑے ہوگئے دوسری طرف
سے طویل خان ہندی جدائل خان کا سردار چوبدستی مارتا چلا آتا تھا ہیبت سے اہل اسلام
اسکے ہاتھ سے مارے گئے تھے یکایک دونون کا سامنا ہوا طویل خان نے چوب ماری طہماس نے
وار اسکا دستہ ساطور پر روکا مگر گرانی ضرب سے ٹانکے زخمون کے کھل گئے قریب تھا کہ طہماس بیہوش
ہوجائے کہ اس شیر دل نے اسی عالم مین ضرب رد کرکے ایسا ساطور مارا کہ تا جگرگاہ اُتر گیا طویل خان
مارا گیا اب طہماس مین طاقت سنبھلنے کی نرہی ساطور ہاتھ سے چھوٹ گیا اور طہماس بیہوش ہوکر گرا
یاقوت کمند انداز عمرو افتادہ طہماس کو گرفتار کرکے لیگیا اُدھر قضا رکار اتفاقات روزگار بدر کا
اور قاسم کا سامنا ہوا بدر نے قاسم کے تلوار ماری قاسم نے وار اسکا رد کرکے تیغہ مارا بدر
نے وار قاسم کا رد نہ کیا اور دوسرا وار کیا قاسم کی تلوار بدر پر اور بدر کی تلوار قاسم پر پڑی قاسم
کی تلوار تو لب خفتان مرصع بند کے اٹک گئی اور کچھ اثر نکیا لیکن بدر کی تلوار قاسم کے
تا دو ابرو اُتر آئی قاسم نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکلی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی
قاسم ہرنے پر سر رکھکے بیہوش ہوگیا آفت بن ملکذ بہ قریب بدر کے کھڑا تھا اُسنے قاسم کو
بھی کمند مین باندھ لیا اُدھر بدیع الزمان سے اور جدائل خان سے مقابلہ ہوا جدائل خان
نے گرز مارا بدیع الزمان نے بہ چالاکی تمام گرز کو خالی دیا اور پہلو بچا کر تلوار ماری کہ ران جدائل خان کی
زخمی ہوئی اُسوقت جدائل خان نے غصہ مین آکر پھر ایک گرز نہایت زور سے مارا بدیع
خالی نہ دے سکے کہ پہلو پر انبوہ کافران جمع تھا ناچار گرز کو سپر پر روکا تڑاقے کی آواز مثل
رعد کے آئی تمام ٹانکے زخم سر کے ٹوٹ گئے تاب صدمے کی نہ لا سکے یہ بھی بیہوش ہوگئے
عیار کفار نے انھین بھی اسیر کیا پھر داراب اور صلصال سے مقابلہ ہوا داراب نے
صلصال کو ٹوکا صلصال نے تیغہ مارا داراب نے وار صلصال کا پشت شمشیر پر
روک کر تلوار ماری کہ کئی اُنگل سپر مین اُتر گئی مگر اتفاقاً تلوار ٹوٹ گئی قبضہ ہاتھ مین رہگیا
داراب نے قبضہ کو پھینک کر صلصال سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی زور کرنے مین تمام
ٹانکے زخمون کے کھل گئے داراب نے دیکھا کہ حال اپنا دگرگون ہے کہا کہ اے صلصال دیکھ
زور آخر ہے اور کمربند پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر زور کیا کہ زمین سے اُٹھا لیا اور بلند کرکے
چاہا تھا کہ زمین پر دے مارون کہ غش آگیا صلصال ہاتھ سے چھوٹ کر بھاگنے کو تھا کہ دیکھا اسنے

داراب بیہوش ہو پس فوراً داراب کو بھی قید کیا اُدھر اسکندر فرخ لقا سے قہر بن زورین سے مقابلہ ہوا اسکندر پر قہر نے نیزہ مارا اسکندر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا قہر نے تلوار ماری اسکندر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا پھر زور کر ہاتھ تلوار چھین لی اور کمر بند پکڑ کر سر سے بلند کر لیا چاہا کہ زمین پر دے مارون کہ زرد مشک عیار نے دیکھا بس فوراً پتھر فلاخن مین رکھکر مارا کہ سر پر اسکندر کے پڑا زخم پھٹ گیا اسکندر بیہوش ہو کر گرا قہر نے اسکندر کو بھی اسیر کیا کچھ اہل اسلام باقی رہ گئے تھے وہ شکست کھا کر بھاگے کفار نقارہ شادمانی بجاتے ہوئے پھرے خیمے برپا کیے سرداروں کو قید کیا تین دن تک جشن رکھا بعد اسکے طرف قلعہ عجم کے روانہ ہوئے کہ اوسردار وہان ہوگئے اور قلعہ کا محاصرہ کیا یہ خبر شاہ سعد کو ہوئی کہ سردار اس طرح گرفتار ہوئے سیہ رنگ نے مفصل حال بیان کیا شاہ نے کہا رضینا بقضاء جو مرضی الٰہی اور ارادہ شاہ کا ہوا کہ لڑکر جان دیجیے کرب و اسد دلاور نے کہا کہ یہان گوہر ملک ہی اگر ہم سب مارے گئے تو اُسکی حفاظت کون کریگا چلکر بابل مین مقیم ہو جیے شاہ بسبب گوہر ملک کے مجبور ہوئے اور سب کو لیکر راہ نقب سے روانہ ہوئے صبح کو مدر نے نقارہ بجا کر یلغر کیا اور داخل قلعہ ہوا وہان کسیکو نہ پایا غرضکہ تمام عجم پر قبضہ کفار کا ہوا قاسم و بدیع الزمان و داراب و نورالدہر کہ قبل سے قید تھے اور اسکندر و طہماس ان سب کو قلعہ عجم مین قید کیا اور خود تفحص مین شاہ سعد کے روانہ ہوا اب ذکر مدر کا بر وقت ہوگا

یہان سے چند کلمہ داستان لاہوتک غول و ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین شعر

الٰہی خیر کیجو آج رنگ بد نظر ہے | ٹپک ہی کبھی دل سے آہ و لہکا | جب بہ شاپور بہ عیاری ایرج

کو چھوڑا لیکہ کفاروں نے مجلس آراستہ کی اور مشورت کرکے طبل جنگ بجوایا نقارہ رزمی گرگر کر کہ قلب فلک کا تھرا گیا دلون پر ہول چھا گیا جب یہ خبر شاہزادہ زمان ایرج نوجوان کو ہوئی فرمایا ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے اُسیوقت یہان بھی نقارخانہ رعد شکوہ جوش و خروش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ و جدل ہونے لگی صبحکو دونون لشکر عازم میدان کارزار ہوئے باہمدیگر صفین باندھکر کھڑے ہوئے نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا جس سے بہادرون کے خون نے جوش مارا اکثر آتین جوگنی ہو گئین پیر جوان ہو گئے ضعیف پہلوان ہو گئے قریب تھا کہ تمام لشکر اکبی بار بڑھے کہ یکایک از پردہ بیابان گردی برخاست کہ گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ سب کی نگاہین اُسی طرف لگ گئین کہ دیدہ باید کہ ام شخص می آید یکایک ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو اور دامن گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے چھ سو علم نشانہ چھ لاکھ سوار کا اور ہر علم کے پھریرے پر تعریف زمرد شاہ باختری مرقوم تھی نمایان ہوئے بعد اسکے جلوس سواری کا یعنی بردار ماہی مراتب وغیرہ گذرے بعد اسکے خاص بردار خاصبان لیے ہوئے چلے آتے ہین پھر دیکھا کہ بہشتی چھڑکاو کرتے ہوئے گرد کو بٹھاتے ہوئے چلے آتے ہین انکے بعد دیکھا کہ کئی ہاتھیون پر ایک تخت کسا ہوا ہی اوسپر جمشید جا ملقا سوار ہے پہلو مین بلاشور عیار ہمراہ تخت اکوان چار دست مرکب بادرفتار پر سوار زبردست روزگار چارون ہاتھون مین

چار نیزہ سنبھالے ہوئے بکد ہر بان کرتا چلا آتا ہی مگر یہ سب آکر لاہوتک غول کے شریک ہوئے نقارہ شادمانی کا بجا اور لڑائی آج موقوف رہی لاہوتک نے ان سب کی دعوت کی لیکن جمشید و بابا غور و اکوان نے لاہوتک کو سجدہ کیا لاہوتک نے دیکھا کہ اکوان پہلوان زبردست ہی دوسرے بمصداق اسکے کہ کیا آپ کے چار ہاتھ پیر ہین اکوان کو عزرائیل قدرت مقرر کیا کہ واقع مین اسکے چار ہاتھ ہین اور تخنگان کو واسطے تالیف قلب اکوان کے مقرر کیا کہ ہینجہ ہی اور تمام پہلوانون کو حکم کیا کہ تابع فرمان پہلوان زبردست اکوان چار دست کے رہین اور لئی روز جشن رکھا ایک دن دربار لاہوتک کا آراستہ تھا سب پہلوان بیٹھے تھے کہ قاہر بن قہربان دیوسرہ نے کہا کہ مین دعوت کھانے نہین آیا ہون بلکہ لڑنے آیا ہون طبل جنگ بجے اُسیوقت لشکر قاہر مین طبل بجا لیکن یہ حرکت قاہر کی اکوان کے خلاف گذری کہ ہمارے سامنے یہ پیشدستی کر بیٹھا یہ رنجیدہ ہوکر بارگاہ سے اُٹھا اور اپنے خیمے مین چلا آیا اور کہلا بھیجا لاہوتک سے کہ یا خداوند مین اس جنگ مین شریک نہ ہونگا دیکھون تو یہ قاہر کل کیا کرتا ہی لاہوتک نے کہا جیسا تم کہو ویسا کیا جائے اکوان نے کہلا بھیجا کہ کل اب سے لڑ لینے دیجیے پرسون سمجھا جائیگا غرضکہ رات بہر لشکر کفار مین طبل جنگ بجا کیا اور لشکر اسلام مین بھی نقارہ حربی نواز ہین آیا صبحکا دو لشکر میدان مین آئے باہمدیگر صفین باندھکر کھڑے ہوئے اکوان اپنے لوگون سمیت علیحدہ لشکر لاہوتک سے واسطے سیر کرنے جنگ کے استادہ ہوا جب نقیب نیب ذکر نکل گئے قاہر بن قہربان لاہوتک سے اجازت لیکر میدان مین آیا نیزہ کے ہاتھ نکالے سراپا میدان کا دکھایا جب خوب عرق عرق ہوگیا تو مرکب کو روک کر دم آراستہ کرکے نعرہ کیا کہ باش ای گروہ خدا پرستان جسے تمنائے مرگ ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو لشکر اسلام سے نورج بن بدیع الزمان نے پیش قدمی کی اور میدان مین آیا قاہر تگاور زن ہوا سپر بن لڑین چنگاریان نکلین یہ معلوم ہوا کہ دو پہاڑ ملکر جدا ہوگئے لیکن مرکب نورج کا حسب معمول تین قدم اور گھوڑا قاہر کا پانچ قدم پسپا ہوا پھیر پھیر کر مثل گردانون مین مرکبون کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا قاہر نے نیزہ مارا نورج نے نیزہ کو نیزہ پر روکا طعنین چلنے لگین چند طعن کی نوبت آئی تھی کہ نورج نے نیزہ ہاتھ سے قاہر کے نکال دیا لشکر اسلام سے آواز تحسین کی بلند ہوئی اور اکوان چار دست ہنسا کہ ایسی منہ پر پیشدستی کی تھی قاہر نے خفیف ہوکر تلوار ماری نورج نے وار قاہر کا رد کرکے ایسا ہاتھ تلوار کا مارا کہ ہرچند قاہر نے سپر بلند کی مگر نہ بچ سکا تلوار سپر کو کاٹ کر خود سے مثل قطرہ آب کے گذر کر تا دو ابرو اُتر گئی اگر قاہر دا ستانہ مار کر سر پیچھے کو پھر تی سے نہ کھینچ لے تو یقین تھا کہ تلوار تا جگر گاہ اُتر جاتی لیکن نورج نے اسے زخمی کیا اور بہت خوش ہوکر آواز دی کہ اسے بہت جلد میدان سے اُٹھا لیجاؤ کیونکہ یہ لڑنے کے لائق نہین رہا ہی ورنہ اگلی وار مین جان سے گذر جائیگا اکوان نے کہا کہ سرکشی کی سزا ہی لیکن الماس شاہ محیط کو جو کہ قاہر اسکا سپہ سالار تھا یہ حال قاہر کا دیکھکر ہتھیارون کو باندھکر میدان جنگ مین آیا اُسوقت تمام فوج مارے دہشت کے لرزنے لگی اور اپنے اپنے دلوں مین کہنے لگی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی یا الٰہی خیر ہو فوراً اُسنے قاہر کو میدان سے پھیر کر نورج کے مقابل ہوا و گفت منم الماس شاہ محیط کوہی اور یہ بھی کہا کہ مین صرف بادشاہ نہین بلکہ پہلوان بھی ہون فوراً تلوار نورج پر ماری نورج

نے وار اسکا پشت شمشیر پر روکا اپنا وار کیا الماس شاہ نے بھی وار تورج کا رد کیا رد و بدل ہونے
لگی اتفاقاً تلوار الماس شاہ کی ٹوٹ گئی الماس شاہ نے عیار کو آواز دی کہ دوسری تلوار
دیجاؤ اُس وقت سب لوگون نے دیکھا کہ تلوار ہمارے بادشاہ الماس کی ٹوٹ گئی ایسا
نہو کہ حریف حملہ کر بیٹھے نمک حلالی کا یہی وقت ہی کہ جان اپنے مالک کی بچائین سب دوڑ پڑے
اور آکر تورج کو گھیر لیا تورج بھی غرق دریاے لشکر ہوا کشتی حیات کفار کو طوفانی کر دیا
کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگانا شروع کئے ایرج نے دیکھا کہ تورج تنہا ہی
اور بہت بڑا لشکر گھیرے ہی اور لاہوتک بھی مع فوج بڑھتا چلا آتا خود بھی مع فوج چلا
اُدھر سے لاہوتک اور سہمان آدمخوار و مجنون تیغ بند ملک فرواق حمائل شاہ بن
زبرجد شاہ یہ سب لشکر کثیر سے حملہ آور ہوئے ادھر سے ایرج مع فوج کے جا پڑا
تلوار چلنے لگی ڈھالون کے ابر اُٹھنے لگے تیغون کی بجلیان چمکنے لگین مینہ خون کا ہر طرف
برسنے لگا سر مانند حباب کے تیرتے پھرتے تھے زرہ پوشون کے جو ہاتھ شانون سے جدا ہو کر
گرے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ماہی دام مین آکر تڑپ رہی ہے قیامت کا جنگ و جدل ہو رہا
تھا اپنی اپنی سب کو پڑی تھی دونون لشکر ملے ہوئے تھے آواز دار و گیر بلند تھی کہین خالی
مرکب جنکے سوار مارے گئے تھے انکے گھوڑے خالی ہر طرف شیہہ کرتے پھرتے تھے جو پیادے
بزدلے تھے وہ سوار ہو ہو کر بھاگے جاتے تھے قیامت کی حرب تھی کہ یقین ہی کبھی چشم
فلک نے بھی ایسی لڑائی نہ دیکھی ہوگی ایرج نوجوان مرکب پر بیٹھا ہوا بانکپن کے ساتھ
تلوار زن مارتا چلا جاتا تھا جسپر ہاتھ مارا مع مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے کسیکو کمربند پکڑ کر اُچھالا
جب گرنے لگا چور رنگ ہوائی کا نام اکوان چہار دست علیحدہ کھڑا ہوا تماشا لڑائی کا دیکھ رہا
ہے اور جرأت ایرج پر آفرین کر رہا ہے کہ واقع مین کیا بہادر ہے اور یہ اس سے شریک جنگ
نہوا کہ لاہوتک سے کہہ چکا تھا کہ کل مین کسی طرح سے شریک جنگ ہونگا دیکھون تو قاہر کیا کرتا ہی
عین گرمی جنگ مین مجنون تیغ بند چھپ کر پیچھے ایرج کے آیا قریب تھا کہ پہونچکر گردن پر
وار شمشیر آبدار کا کرے اتفاقاً شاپور شیر دل نے دیکھ لیا آواز بلند پکارا کہ ای شہریار ہوشیار
ہو جائیے کہ مجنون تیغ بند پشت کی جانب سے حملہ کرتا ہی ایرج نوجوان پلٹ پڑا مجنون
نے تلوار ماری ایرج نے چھپکی دی کہ تلوار پٹ پڑی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ
تلوار چھین لی اور کمربند مین ہاتھ ڈالکر زمین سے بلند کیا اور آواز دی کہ ای شاپور لے اسے
یہ کہکر سامنے شاپور کے مجنون تیغ بند کو پھینک دیا اُسنے کمند مار کر گرفتار کر لیا ایرج
مجنون کو اسیر کرکے لڑتا ہوا بڑھا تھا کہ ایکبار الماس شاہ لڑتا ہوا چلا آتا ہی الماس شاہ
نے ایرج کو دیکھکر للکارا کہ کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر اور قریب آکر نیزہ مارا ایرج نے
نیزہ تلوار سے قلم کیا الماس شاہ نے تلوار ماری کہ تلوار قبضہ سے کٹ کر دور گری ایرج نے
اسے بھی مثل مجنون تیغ بند کے کمربند مین ہاتھ ڈالکر فاسق زمین سے اُٹھاکر بسر دی زمین
مارا کہ چارون شانے چت گرا شاپور کھڑا تھا اسکو بھی دوڑکر گرفتار کیا لیکن سہمان آدمخوار

نے جو ایرج کو دیکھا کہ دوسرا وار ایرج نے اسیر کیا اسکی بھی شامت آئی اژدہ پشت تفنگ
پکڑ کر جھپٹا اور قریب پہونچکر کہا کہ منم سہمان آدمخوار یہ کہکر اژدہ مارا ایرج نے اژدہ تلوار سے
قلم کیا اور کمر بند پکڑ کر اُٹھا لیا سہمان نے ہرچند لنگر مارا کچھ نہوا ایرج نے بجاے سپر رکھا جسنے
تلوار ماری ایرج نے سہمان پر روکی سہمان زخم کھا کر تڑپا اب کفار نے ایرج پر
ہاتھ نہین اُٹھایا کہ اپنے ہی طرف کا سردار مارا جائیگا ایرج جسے تلوار مارتا ہی مع مرکب چار ٹکڑے
ہوتے ہین غرضکہ اب ایرج نے رخ تخت لاہوتک کی طرف کیا کہ اسکو بھی مار لوں تاکہ یہ
سب مرحلہ سر ہو جاے پھر کوئی فتنہ و فساد نہ باقی رہے گھوڑا اڑا کر کفاروں کو قتل کرنا شروع
کیا کافروں نے جو یہ دیکھا ہجوم کیا ایرج بھلا کب اور کس سے رُکتا ہی ایک آن واحد مین قریب
تخت لاہوتک کے جا پہونچا قریب تھا کہ فیلان مست کو مار کر لاہوتک مع تخت کے اُٹھالے
اتنے مین بخشگان نے جلدی سے حکم طبل امان کا دیدیا ایرج نے پشت دست کو کاٹ لیا
کہ افسوس اس شیطان بچے کی فطرت سے لاہوتک بچ گیا اور اپنے خیمے کی جانب پھرا ادھر
میدان سے پھر کر اپنی فرودگاہ پر آئے ادھر اہل اسلام خرم و شادان اپنے مقام پر پہونچے رات
ہوئی ایرج آکر بارگاہ مین بیٹھا مجنون تیغ بند نے الماس شاہ محیط کوہی اور سہمان آدمخوار
وغیرہ کو طلب کیا جب یہ سامنے آئے ایرج نے تلقین دین اسلام کی کسی نے منظور نہ کیا ایرج
نے اسیر غل و زنجیر کرواکر زندانخانے مین بھیجدیا اور وہان کفار جو محزون و مغموم داخل بارگاہ ہوئے
لاہوتک تخت پر نہایت ملول بیٹھا ہی اکوان چہار دست بھی آکر دنگل پر متمکن ہوا ارادہ
تھا اسکا کہ طبل جنگ اپنے نام پر بجواؤن کہ لاہوتک کو گریان و نالان پایا اکوان متحیر تھا کہ یہ
خداوند گریہ کیون کر رہے ہین لیکن بلا شور کہ بلاے جبے دربان ہی سمجھ گیا ہاتھ باندھکر سامنے
آیا اور کہا یا خداوند اگر حکم ہو تو ایرج کو ابھی گرفتار کر لاؤن لاہوتک یہ سنتے ہی خوش
ہو گیا چہرہ پر بحالی آگئی کہا ای بلا شور اگر ایسا کیا تو نے تو بہت بڑی عزت تیری کرونگا بلا شور
نے قصد کیا تھا کہ جاؤن اکوان کو یہ کلمات برے معلوم ہوئے یہانتک کہ رہا نگیا اور بول
اُٹھا کہ مجھے یہ نامردی پسند نہین ہی کہ اتنے بڑے سردار کو عیاری سے گرفتار کر اسکے قتل یا قید کرین دوسرے
یہ کہ میری بہت بڑی ذلت کا امر ہی کہ لوگ کہینگے اکوان چہار دست ایسا نامرد تھا کہ خود نہ مقابلہ
کیا جو خداوند نے مجبوراً عیار سے گرفتار کروایا بس اب مین بغیر ایرج لیے لشکر مین نہ آونگا
یا زندہ گرفتار کرکے لاؤنگا یہ کہکر تلوار ٹیک کر اُٹھ کھڑا ہوا اور تنہا طرف لشکر ایرج کے فوراً
روانہ ہوا لیکن یہ خبر ہرکاروں نے شاہزادہ ایرج نوجوان کو دی کہ اکوان بارادہ جنگ
تنہا آتا ہی فرمایا لشکر مین منادی کردو کہ کوئی اکوان کو نہ روکے لیکن اکوان از بسکہ مرد
راست رو ہی پاس لشکر ایرج کے پہونچکر کہا کہ مین فقط ایرج پاس جاؤنگا تم سے سروکار
نہین سب نے راہ دی اکوان داخل بارگاہ ہوا ایرج نے اسکے واسطے دنگل منگوا دیا
اکوان دنگل پر بیٹھا ایرج نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب پیش کیا اکوان نے کئی
جام متواتر پیے ایرج نے پوچھا ای بہادر اسوقت آپ کے آنے کا کیا سبب ہوا اکوان نے

تمام کیفیت بیان کی کہ اس طرح لاہوتمک نے بلاشور سے کہا وہ آپ کی فکر مین آتا تھا مجکو یہ منظور ہوا
کہ ایسے بہادر کو عیار گرفتار کرلیجائے اور وہ بے بسی سے قتل ہو لہذا اگر تم میرے ساتھ چلو تو مین قصور
تمہارا خداوند سے معاف کرا کر صلح کرا دون ورنہ مجھسے جنگ کرو کہ مین قسم کھا کر آیا ہون کہ بغیر ایرج کے لیے
یا سر اسکا لیے نہ آؤنگا ایرج نے کہا یون تو مجھے جانے اور صلح کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہی اگر لڑنے
کو کہتے ہو تو مین حاضر ہون لیکن اس لڑنے مین کیا لطف ہی اسنے کہا اگر مین تم یہان جیسے مین لڑاؤنگا سکو خبر ہی
اور کون دیکھتا ہی کہ کسنے کیا کیا سر میدان مقابلہ ہوتا کہ تمام عالم دیکھے اور داد مردانگی کی دے جا کر
طبل جنگ بجواؤ صبح کو سر میدان سمجھ لینا یا مین تمھین باندھ لونگا یا تم نے مجھے باندھ لیا اکوان نے کہا بہتر
ہی اور اسیوقت بارگاہ ایرج سے اٹھکر باہر آیا مرکب پر سوار ہو کر صحرا کی راہ لی جب لشکر ایرج
سے نکلگیا اب اسے فکر ہوئی کہ کیسے لشکر مین پہنچون جو طبل جنگ بجوا دے اسلیے کہ مین نے تو قسم
کھائی ہی کہ بغیر سر ایرج کا لیے لشکر مین نہ آؤنگا اتفاقا بلاشور اسکے ساتھ آیا تھا جب تک اکوان
بارگاہ ایرج مین رہا یہ بھی صورت تبدیل کیے وہین موجود رہا اور سب باتین سنین جب یہان اکوان
کو متردد پایا آپ کو ظاہر کیا اور کہا کہ ای رستم دستان پہلوان زمان مین جا کر طبل جنگ بجوائے دیتا ہون
اور ایک خیمہ لا کر استادہ کیے دیتا ہون کہ آپ راحت سے شب اسی صحرا مین بسر کرین یہ کہکر روانہ
ہوا اور جا کر خدمت لاہوتمک مین عرض کی کہ کل کا دن اکوان سے اور ایرج سے لڑائی کا
ٹھہرا ہی آپ طبل جنگ بجوائین لاہوتمک نے کہا اکوان کہان ہی بلاشور نے کہا وہ صحرا مین
ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہی کہ مین لشکر مین نجاؤنگا تا وقتیکہ سر ایرج کا نہ لیجاؤنگا کیونکہ
مین نے قسم کھائی ہی لاہوتمک نے اسی وقت حکم طبل جنگ کا دیا اور ایک بارگاہ مختصر واسطے
اکوان کے بلاشور کو ساتھ کر کے جانب صحرا روانہ کردی اکوان صحرا مین قیام پذیر ہوا غرضکہ
ادھر تو لشکر ایرج مین نقارہ رزمی بجا اور اسطرف لشکر لاہوتمک مین طبل جنگی شورش
مین آیا دونوطرف تیاری جنگ ہونے لگی بہادران شیردل آلات حرب و ضرب درست کرنے لگے یہانتک
کہ رات بھر تیاری جنگ مین مصروف رہے صبح کو دونون لشکر معرکہ آراے دشت نبرد ہوگے اُس
طرف سے لشکر لاہوتمک انبوہ انبوہ گروہ گروہ جوق بجوق نمایان و آشکار ہوا اور میدان مین آکر صف
باندھی اسطرف فوج ظفر موج شاہزادہ ایرج نوجوان کی صف بستہ ہوئی کہ یکایک جانب
صحرا سے اکوان چہار دست کرگدن زبردست پر سوار سلح اعضاون پر آلات حرب و ضرب
لدے ہوئے اس تقسیم سے کہ چار آرا ہون پر نیزہ و تیر و کمان اور چار پر چار گرز ایک ایک ضرب
سات سات سو من کی چار آرا ہون پر خنجر و ترکمان و چماق وغیرہ چار پر شمشیر ہاے سہ صد منی کمال
شان و شوکت سے اکوان میدان جنگ مین آیا اور اسنے ہی چار نیزہ چارون ہاتھون مین استوار
کیے اور گھوڑے کو جولان دیکر ہاتھ نکالنا شروع کیے سر اپنا میدان کا دکھلایا جبکہ خوب پسینہ
مین عرق عرق ہوگیا تو چارون نیزے زمین پر گاڑ دیے اور بیچ مین خود کھڑے ہو کر دم کو راستہ
کر کے بڑے ہی زور سے نعرہ مارا کہ ای ایرج نہی گو ہے یہی میدان ہی تمام عالم میری شان و
شوکت اعزاز و اکرام کو دیکھ رہا ہی لہذا اب تجھے نصیحت کرتا ہون کہ ہاتھ سے میرے ذلیل ہو

اور چلاکر خداوند لاہوتماک کو سجدہ کر تو خطا مین تیری عفو کرادون یہ سنکر ایرج نے مرکب کو جولان
کیا اور مقابل اکوان کے آکر نعرہ کیا کہ اسی شان و شوکت پر تو ناز اور غمزہ کرتا ہی کہ یہ سوالہ جھیکر وہن
اسباب جہالت لاد کر میدان مین آیا ہی اگر زور دست تھا تو جسم پر کیون آلات حرب کو آراستہ کیا
اکوان یہ سنکر غیظ و غصہ مین آیا اور مرکب کو دوڑا کر نگاورزن ہوا اس طرف سے ایرج نگاورزن
ہوا سپر سے سپر لڑی چنگاریان آگ کی نکلنے ہی پھول سپرون کے جھڑ پڑے اُس وقت یہ معلوم
ہوا کہ دو کوہ گران ملگئے دشت قتال لرز گیا لیکن مرکب نے اکوان کے شیحہ کھینچا اور سات
قدم پسپا ہوا گھوڑا ایرج کا تین قدم پیچھے ہٹا دونون لشکرون مین ایک خروش بلند ہوا
لیکن اکوان نے ایک ہی مرتبہ چارون نیزے سینہ ایرج پر مارے ایرج بھی فن سپہ گری
مین صاحبقران وقت ہی دو نیزے خالی دئے اور دو نیزون کو ایک نیزے پر گانٹھا اور
پہلے ہی گردش مین ہاتھ سے اکوان کے دو نیزے نکالدیے بعد اسکے اکوان نہایت ہوشیاری
سے لڑنے لگا گیارہ طعن کی نوبت پہونچی تھی کہ ایرج نے ایک ہی بار وہ دونون نیزے
بھی ہاتھ سے اکوان کے نکال دئے اکوان کو نہایت خفیف کیا اور غلو دونون
لشکرون مین ہوا دوست دشمن سب تعریف کررہے تھے لیکن اکوان نے جھپٹ کر
آرابون پر سے گرز اُٹھالیے کہ ایک ایک ضرب سات سات سو من کی تھی چارون گرز کو
چرخ دیتا ہوا چلا اور قریب آکر ایک ہی بار چارون گرز سر ایرج پر مارے شاہزادہ زمان
ایرج نوجوان نے داہنے ہاتھ مین گرز بائین ہاتھ مین سپر استوار کی اور دو گرز عمود براور
دو گرز سپر پر روکے بڑے زور سے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی دو شعلے فلک کو نکل گئے سپر
سے پھول گرے اور کلاہ عمود ایرج نوجوان شق ہوگیا گرہ بن اشقر نے شیحہ کھینچا رکابون
تک غرق زمین ہوگیا تنق گرد اسقدر بلند ہوا کہ ایرج نظرون سے پنہان ہوگیا اکوان
نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم سب کو یہ گمان ہوا کہ ایرج مارا گیا کیونکہ چار گرز اکوان
نے مارے تھے کس کس ضرب کو روکا ہوگا لیکن شاپور جھپٹ کر چلا تھا کہ دیکھون میرے
آقا کا کیا حال ہوا کہ یکایک ایرج گرد سے باہر آیا اور نعرہ کیا کہ تو ضربے زدی ضرب ما نوش
کن ہمہ شادی از دل فراموش کن اور قریب ہوکر گرز صد منی سر پر چرخ دیکر اکوان پر
وار کیا اکوان نے چاہا کہ ضرب ایرج کی خالی دون مرکب کو پیچھے سمیٹا لیکن گرز سر پر
پڑ ہی گیا اور گردن اکوان کا مارا گیا بس یہ حالت دیکھکر اکوان بہت غصہ مین آیا اور جھپٹکر
چار شمشیرین چارون ہاتھون مین کھینچین اور قریب ایرج کے ہوکر چاہا کہ گھوڑے کو ایرج
کے پی کردن ایرج مرکب سے کود پڑا اکوان نے دیکھا کہ ایرج پیادہ پا ہی بہت خوش
ہوا اور دل مین کہنے لگا کہ یہی موقع ہی اکوان نے ایک ہی مرتبہ چارون ضربین کین ایرج
کہ فن سپہ گری مین بہت بڑا اُستاد تھا اور پہلوان بھی تھا اور پھری گدکہ اور بانک و بنوٹ بھی خوب
جانتا تھا اُسوقت ایک ایسا پیچ کیا کہ دو تلوارین اپنے تیغ سکندری سے قلم کین اور دو تلوارین سپر پر
روکین سپر کوئی چار چار انگل دو جگہ سے کٹی ہوگی اور تلوارین اکوان کی ترآگئی ہونگی کہ ایرج نے

پھینک دی وہ دونون تلوارین بھی شکست ہوئین بس یہ حال دیکھکر اکوان ایرج سے لپٹ پڑا
ایرج نے بھی سپر تلوار کو پھینکا اور اکوان سے دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی یہ حال
دیکھکر دونون لشکر واسطے تماشے کے آگے بڑھ آئے کشتی جو اسکے سے ہونے لگی سرداران
کی راوٹیان گرد استادہ ہوگئین شام تک ایرج و اکوان سے کشتی رہی شام کو دونون طرف
سے روشنی آئی سردارون کو کھانا پینا حرام ہوگیا دونون طرف نگاہین کشتی مین اور جانین پہلوانون
سے لڑی ہوئی ہین کہ دیکھیے کسکی شکست ہوتی ہے کیونکہ دونون زبردست روزگار ہین مگر ایرج
و اکوان کی یہ کیفیت ہے کہ جہان اکوان ایرج کو چارون ہاتھون سے پکڑ لاتا ہے ایرج مانند برق
کے نکلجاتا ہے اور جہان ایرج اکوان کو پکڑ لاتا ہے یہ بھی نکلجاتا ہے کسی پر کوئی غالب نہین ہوتا
یہانتک کہ دو شبانہ روز اسی عالم مین گذرے تیسرا دن ہوا اب ایرج کی یہ کیفیت ہے کہ جہان
ایرج اکوان کو پکڑ لاتا ہے تو مشکل پڑ جاتی ہے اور دم اکوان کا آگیا ہے ایک مرتبہ اکوان نے
کہا اے بہادر دوران یہ اخیری زور میرا ہے یہ کہکر دو ہاتھون سے کمربند ایرج کا تھاما اور
ایک ہاتھ سے یہ بازو دوسرے ہاتھ سے وہ بازو پکڑ کر جو زور کیا اور ریلا تو بیس قدم تک ایرج کو
پسپا کیا بعد اسکے جھٹکا مارا کہ ایک گھٹنا ایرج کا آشنا زمین ہوا شاپور نے آواز دی کہ اے شہریار
آج یہ کیا ہے کہ آپ نے اتنی دیر لگادی اور اکوان کو زیر زمین نہین کیا کیون آپ نے ایک عالم
کو بیخور و خواب کر رکھا ہے بس یہ سنتے ہی ایرج نے لنگر مارا کہ تا بزانو غرق زمین ہوگیا پھر ہر چند
اکوان نے زور کیا کچھ نہو سکا اب ایرج نے کمربند اکوان کا تھاما اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے
کھینچکر جو زور کیا تو ساٹھ قدم اکوان کو دوڑا لے گیا وہان سے جو جھٹکا مارا دونون گھٹنے آشنا
بزمین ہوئے ایرج نے اکوان کو سنبھلنے نہ دیا اور سر سے بلند کر کے زمین پر دے مارا کہ
چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر باندھ کر مشکین شاپور کے سپرد کیا اور نقارہ فتح بجواکر
میدان جنگ سے پھرا کفار ملول و حزین اپنی فرودگاہ پر گئے ایرج اپنی بارگاہ مین آیا اکوان
کو زندانخانہ بھیجدیا خود سو رہا کہ تین روز کا تھکا ہوا تھا دوسرے روز دربار کیا اور قیدیون کو
طلب کیا لیکن جب اکوان زندانخانے مین گیا تھا تو سہمان آدمخوار اور مجنون تیغ بند
و الماس شاہ محیط کوہی قاہر بن قہرمان وغیرہ سب قید تھے اُنھون نے جو اکوان کو دیکھا تھا
کہا تھا کہ اے اکوان کل ایرج تلقین بدین اسلام کریگا تو ہمکو مسلمان ہونا دوسرے روز موقع
پاکر بھاگ چلین گے اکوان نے کہا کہ یہ مجھسے نہوگا کہ دغا کرون اُسنے ہمدردی سے مجھے زیر کیا ہے غرض کہ داروغہ
زندان خانہ سب کو سامنے ایرج کے لایا ایرج نے اکوان کو کرسی زرنگار پر بٹھایا اور ساقی
سے کہا کہ جام شراب دے جب اکوان شراب پی چکا ایرج نے دیکھا کہ اکوان نشہ مین
غرقاب ہے اُسوقت اکوان سے پوچھا کہ مین نے تجکو کیونکر زیر کیا اکوان نے کہا کہ جس طرح سے
بہادر بہادرون کو زیر کرتے ہین ایرج نے کہا کہ اب تیرے اطاعت کے بارے مین
کیا کہتے ہو اکوان نے کہا کہ مجھے بدل و جان منظور اور قبول ہے ایرج نے کلمہ تلقین کیا
اکوان ابھی تو بدل مسلمان ہوا اور قاہر و الماس شاہ و مجنون و سہمان یہ سب ہمکو

مسلمان ہوگئے کہ ایسا ہو ایرج قتل کرے ایرج نے قید سب کی دور کروائی سب کو
خلعت فاخرہ سے مخلع کیا اور اکوان کو گلے سے لگایا مجلس عیش اسکے واسطے آراستہ
کی تمام لشکر مین خوب روشنی ہوئی کہ رات دن معلوم ہوتی تھی درخت تمامی سے منڈھے
گئے قندیلین جھاڑ ہانڈیان آویزان ہوئین بارگاہ مین صحبت رقص و غنا منعقد ہوئی تمام
سردار آآکر لباس مکلف پہن پہنکر بیٹھے جام شراب ناب گردش مین آیا ساقیان سیمین
ساق ساقی گری مین طاق و مشتاق اشعار مناسب پڑھ پڑھکر جام ایک ایک سردار کے
آگے لاتے تھے شعر ساقیا برخیز در دہ جام را + خاک برسر کن غم ایام را غزل بزم مین ہنستا ہون
دلبر چلے + مست و بیخود ہوگئے خود ساغر چلے + روٹھکر ہمسے وہ لینے گھر چلے + شاد کرنے آئے کہ
غم دیگر چلے + زندگانی کی ہوس مین مر چلے + گھٹ گئے جب قد سے ہم بڑھکر چلے + کسکی
بربادی کا یہ سامان ہی + بن سنور کر آپ کسکے گھر چلے + شورش الفت نے پھر چھڑکا نمک
زخم جب کچھ کچھ جگر کے بھر چلے + وہ وفا کی داد دینے آئے تھے + اور الزام محبت دھر چلے
ہو چلا دل ہجر مین ساقی لہو + خون سے آنکھونکے ساغر بھر چلے + بیچکر اک خم برای پیر مغان + آج
واعظ سے سر منبر چلے + جان دیدی پھر نہ سمجھے جان نثار + ہم تو اپنی سی بہت کچھ کر چلے +
بہکی بہکی پھرتی ہی اسکی نگاہ + مست سیدھا راستا کیونکر چلے + بار کچھ کچھ لا چلا تھا نخل عشق +
پھر حوادث کے کئی پتھر چلے + دل بھر آیا شیشہ کا ساقی بغیر + آبدیدہ بزم سے ساغر چلے + دل مرا
پامال سینہ مین کیا + چلتے چلتے چال وہ اک کر چلے + اسنے دیکھا سرمہ دیکر آئینہ + آج دو
بانکون مین کیا خنجر چلے + موت جب مانگی بڑھی فرقت مین عمر + زندگی جیا ہی اگر تو مر چلے +
سامنے ہم اسکے جب بیٹھے رہے + حال دل اس پردہ مین کہکر چلے + ناتوانی سے کہین چلتا
ہی زور + کس طرح بیمار غم اٹھکر چلے + مستی بیحد سے ہی ساقی خراب + رنگ محفل دیکھکر ساغر چلے
جلوہ گاہ یار مین ای آرزو + مضطرب آئے تھے ہم مضطر چلے + یہان یہ ہنگامہ برپا تھا کہ
شاپور نے آکر عرض کیا کہ ای شہریار دسترخوان بچھا ہی ایرج اکوان کو لیے ہوئے آیا سبنے
کھانا کھایا پھر بارگاہ مین آکر بیٹھے اب صحبت رقص و غنا کی گرم ہوئی رقاصان پری چہرہ حاضر
ہوئین اور باری باری مجرے کرنا شروع کی + غزل توجہ ہی جو اسکے دل کی حسرت بڑھتی جاتی
ہی + ستم کرتے ہین وہ جو جو محبت بڑھتی جاتی ہی + جوانی آتی جاتی ہی طبیعت بڑھتی جاتی ہی +
مرے بانکے کی دن بردن شرارت بڑھتی جاتی ہی + تسلی سے تڑپ دل کی نہایت بڑھتی جاتی ہی +
مدارک کیجیے جتنا اذیت بڑھتی جاتی ہی + گریبان سحر ڈھونڈھے گا اب دست قضا اپنا + کہ ہمراہ شب غم
دل کی وحشت بڑھتی جاتی ہی + گنہ کرنے سے ہی عذر گنہ بدتر نہین کچھ شک + صفائی جسقدر چاہو کدورت
بڑھتی جاتی ہی + علامت شام غم آنے کی آتی ہوتی ہی ظاہر + کہ کچھ میرے سیہ خانے کی ظلمت
بڑھتی جاتی ہی + جگر مین درد جب اٹھتا ہی رہجاتے ہین اف کرکے + کہ طاقت گھٹتی جاتی ہی
اذیت بڑھتی ہی + بخیر انجام ہو لچھے نہین ہین طور الفت کے + وہ جتنا سیکھتے جاتے ہین محبت بڑھتی
جاتی ہی + دم رفتار اللہ رے ترے گھنگھرو کا آوازہ + کہ جسکے خوف سے آگے قیامت بڑھتی جاتی ہی +

کیے جاتا ہی دربردہ ستم شاید کوئی ظالم + کہ اسنے درد پنہان کی اذیت بڑھتی جاتی ہی + سحر کو
کیا اُداسی چھا رہی ہی قبر عاشق پر یہین گل پژمردہ ایک اک شمع تربت بڑھتی جاتی ہی + قریب
ہو چلے ہین اور اب تیری طبیعت نکے + یہ کن نا آشنا لوگون سے صحبت بڑھتی جاتی ہی + گھٹتے
ہین وہ پیٹ انجام یارب ہوگا کیا اسکا + یہان کثرت ہی ارمانون کی حسرت بڑھتی جاتی ہی +
یہ کانٹا دیکھیے نکلے گا کس دن آرزو دل سے + خلش درد محبت کی نہایت بڑھتی جاتی ہی + غرضکہ
صبح تک عجیب صحبت رہی صبح کو جلسہ برخاست ہوا کفار نے اُس رُخ مین کئی روز طبل جنگ نہ
بجوایا لیکن چوتھے روز بلاشور سے لاہوتک نے کہا کہ جاکر میرے سردارون کو فہمایش
کر کہ وہ چلے آئین بلاشور بصورت مبدل روانہ ہوا پہلے ایرج کی بارگاہ مین گیا وہان دیکھا
کہ خالی ایرج بیٹھا ہی اور کوئی نہین ہی وہان سے بارگاہ تورج مین آیا یہان بھی کسیکو نہ پایا
لیکن دیکھا کہ کچھ بارگاہین نئی استادہ ہین بلاشور قریب اُنکے آیا ایک بارگاہ سے دیکھا
کہ خدمتگار نکلا ہی بلاشور اُسکے ساتھ ہوا وہ ایک جگہ بیٹھکر پیشاب کرنے لگا بلاشور نے
حلقہ کمند کا مارا چاہا اُسنے کہ شور کرون بلاشور نے گیند عیاری کا حلق پر چڑھا دیا اور
اُسے وہین ڈالکر آپ صورت اُسکی بنکر داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ مجنون تیغ بند و اکوان
و قاہر و سہمان سب ایک جگہ بیٹھے ہین مجنون تیغ بند اکوان کو سمجھا رہا ہی کہ اے اکوان اتنی
سی سختی پر تو اپنے خداوند کو بھول گیا اور خدائی نادیدہ کو سجدہ کیا اب بھی بہتر یہ ہی کہ رات
کو شبخون مار کر سب نکل چلین اکوان نے کہا اے مجنون یہ کہان ہو سکتا ہی کہ اپنے محسن کے
ساتھ دغا کرین دیکھو تو ایرج نے باوصفے کہ ہمردی مجکو زیر کیا اُسپر کسقدر نوازش کی کہ میرے
لیے صحبت جشن آراستہ کی مجنون نے کہا دشمن کا احسان ہی کیا دشمن کے احسان کا اتنا
خیال ہی اور احسان خداوند کو بھول گئے کہ اُسنے پیدا کیا زور و طاقت دی سب کو
دو ہاتھ دیے تمکو چار ہاتھ عطا کیے علاوہ اسکے جب تم خداوند کی خدمت مین آگے تھے
تو اُسنے بھی تمھارے واسطے جشن کیا تھا غرضکہ اسقدر اس ملعون نے بہکایا کہ اکوان چپ
ہوا اور الماس شاہ محیط کو بھی و سہمان و قاہر بھی مجنون تیغ بند کے ہمزبان ہوئے
اتنے مین بلاشور نے اپنے کو ظاہر کیا اور کہا کہ اے اکوان مجھے خداوند نے اسیواسطے
بھیجا ہی کہ جاکر عزرائیل قدرت سے کہو کہ ہمین اسقدر جلد بھول گیا تو کیون ایرج سے
خوف زدہ ہو ہمنے موت ایرج کی تیرے ہی ہاتھ سے معین کی اسوقت جو تجھے زیر
کرا دیا تو تیرا دل دیکھتے تھے افسوس کہ تو امتحان مین پورا نہ نکلا یہ سنکر اکوان کا دل
برگشتہ و پریشان ہوا کہا اے بلاشور میری طرف سے خداوند سے کہنا کہ مین برگشتہ نہین ہوا
ہون آج رات کو شبخون لشکر ایرج پر مارئیے تاکہ جنگ مین ایرج کا کام تمام کرکے
حاضر خدمت ہون بلاشور یہ سنکر روانہ ہوا اور سب کیفیت لاہوتک غول سے بیان کی
لاہوتک نے پوشیدہ تیاری جنگ کا حکم دیا سب رسالہ دارون نے اپنے رسالے
مین حکم کیا کہ بوقت شب مسلح و مکمل ہوکر بیٹھین جب رات ہوئی تو لاہوتک نے ملک مرداد

کو ایک جانب روانہ کیا اور کہا کہ تم پشت لشکر پر گرنا بعد اسکے حمائل شاہ بن زبرجد شاہ کو دوسری
جانب روانہ کیا اور کہا کہ صحرا مین پوشیدہ رہو فلان وقت پر یعنے ٹھیک بارہ بجے شب کو جب سب
سو رہین اُسوقت تم میسرہ پر سے حملہ کرنا جمشید جابلقا کو مع لشکر ایک طرف بھیجا اور کہا کہ تم میمنہ
فوج پر حملہ آور ہونا اور خود تیاری کر کے منتظر وقت ہو کر بیٹھا جب بارہ بجے اور دربار ایرج کا
برخاست ہوا سب سردار اپنے اپنے خیمون مین واسطے آرام کے گئے لیکن یہ سب سیاہ
دل یعنے اکوان چہار دست مجنون تیغ بند الماس شاہ محیط کوہی قاہر بن قہرمان
دیو برہ سہمان آدمخوار ایک خیمے مین مسلح و مکمل ہو کر بیٹھے یکایک جب بارہ بجے تو لاہوتک
غول تمام لشکر کو لیکر سامنے سے آکر قلب لشکر پر گرا طلایہ کے گشت پر نفر طلا ادل گشتی کو مار
ایرج نوجوان تھا وہ بیچارہ چند لوگون سے بھڑ رہا تھا اتنے بڑے لشکر سے کیونکر لڑتا لیکن
تلوار کھینچکر مردانہ وار جا پڑا اور لڑنے لگا دو چار کو مارا تھا کہ کمند اندازون کے غول مین پھنساہزارہا
کمندین ہر طرف سے چلین آخر اسیر ہو گیا اور لشکر لاہوتک نے اہل اسلام کو قتل کرنا شروع کیا
سب غافل سو رہے تھے اس شور و غل سے اُٹھے بھی تو جب ہتھیار لگا مین مرکبون پر سوار ہون
تو لڑین کفار مہلت نہین لینے دیتے اہل اسلام بے بسی سے قتل ہو رہے ہین ادھر پشت سے
ملک مرداق تین لاکھ سوار کی جمعیت سے گرا قتل کرتے کرتے اُس طرف پہرا نیلم زنگی کا
تھا اُسنے جلدی سے کچھ لوگون کو ہوشیار کر دیا لیکن جب تک وہ درست ہون کفار آ پڑے
اور حملہ آور ہے نیلم زنگی مرکب کو اُڑا کر قریب ملک مرداق کے آیا کہ پہلے اسی کو مار لو پھر مرنا تو ہے ہی
ہے اور قریب پہونچکر تلوار ماری ملک مرداق نے سپر پر وار اسکا روک کر تیغ مارا نیلم نے
سپر بلند کی لیکن گھوڑے نے سکندری کھائی تلوار سر پر پڑی تا دوابرو گئی داستانہ تک آلوا جھنجھنا کر سر سے نکل گئی نیلم غش کھا کے زمین پر گرا کفار نے نیلم کو بھی اسیر کیا اور قتل
کرتے ہوئے آگے بڑھے اُدھر سے میسرہ پر حمائل شاہ نے حملہ کیا اُدھر مرجان دریا باری
طلایہ پر تھا جب دیکھا کہ جانب صحرا سے روشنی نمودار ہوئی تو اسنے لوگون کو ہوشیار کیا
وہ جب تک مسلح ہون ہون تب تک کفار قریب آ گئے مرجان نے مرکب اپنا آگے
بڑھایا اور کہا پہلے مجھسے لڑلو تو آگے بڑھنے کا ارادہ کرنا یہ سُنکر حمائل شاہ نے ایک
پہلوان کو کہ نام اُسکا فریب جنگ آزما تھا بھیجا اُسنے آکر مرجان سے جنگ آغاز کی حمائل شاہ
موقع پا کر لشکر پر گرا اور قتل کرنے لگا لیکن فریب جنگ آزما نے نیزہ سینہ پر مرجان
کے مارا مرجان نے نیزہ کو اسکے تلوار سے قلم کیا فریب نے تلوار کھینچکر وار کیا مرجان
نے تلوار اسکی پشت شمشیر پر روک کر وار کیا فریب نے بھی وار مرجان کا رد کیا ادہر
رد و بدل رہی اسی اثنا مین فریب نے دھوکا دیکر کمند ماری کہ حلقہ اُسکا گلے مین مرجان
کے پیوست ہو گیا فریب نے جھٹکا مارا کہ مرجان زمین پر آیا فریب نے مرجان کو
گرفتار کیا اُدھر میمنہ فوج پر جمشید جابلقا مع لشکر کثیر آیا عوجان دریا باری کا اس طرف
پہرہ تھا اس سے جلدی مین اور کچھ نہ بن پڑا جاتے ہی جمشید پر حملہ کیا تلوار نے سر جمشید کا جھوکیا

جمشید نے شور کیا بلاشور دوڑ کر قریب آیا اور ایک پتھر فلاخن مین رکھکر مارا کہ سر پر عوجان کے
پڑا عوجان بیہوش ہوکر زمین پر گرا بلاشور نے اُسے بھی گرفتار کیا اب لشکر نے فوج ایرج کو
پامال کرنا شروع کیا چارون طرف سے کفار گھیرے ہوئے ہین پامال کرتے چلے آتے تھے
جب خوب شور و غل بلند ہوا تو اکوان چہار دست مجنون تیغ بند و الیانس شاہ
محیط کو بھی وقاہر بن قہرمان دیوہرہ سہمان آدمخوار سب کے سب مسلح و مکمل تو بیٹھے
ہی ہوئے تھے خیمہ سے نکلکر مرکبون پر بیٹھکر لڑنے لگے اہل اسلام کو قتل کرنے لگے شاپور
نے دوڑ کر خبر ایرج کو دی کہ ای شہریار اٹھیے قیامت کبرا آشکار ہی لاہوتک ملعون نے شبخون
مارا ہی ہزارہا مسلمان قتل ہوئے ایرج گھبرا کر اٹھا جلدی سے لباس جنگ پہنکر مرکب پر بیٹھکر
تیغہ سکندری کھینچکر لشکر کفار پر چلا اور قتل کرنا شروع کیا ایرج نے دیکھا کہ سامنے سے ایک
پہلوان زبردست مانند دیو کے چلا آتا ہی نام اس ملعون کا سرہنگ آدمخوار ہی ایرج نے
للکارا او ملعون نامرد شبخون تو مارا ہی اس سے بڑھکر بھی کوئی نامردی ہوگی اور لاف و گزاف
کرتا ہی امیر سے مقابلے کو سرہنگ جب قریب ایرج کے آیا پکارا کہ او نبیرہ حمزہ
مین تو تیری فکر ہی مین تھا یہ کہکر چنگال مارے ایرج نے پیچھے ہٹکر تیغہ مارا کہ دونون ہاتھ سرہنگ
کے کٹ گئے سرہنگ سامنے سے بھاگا دیکھا اہل اسلام نے کہ یہ نامرد زخمی ہوکر بھاگا جاتا ہی قریب
پہونچکر ایک ایک ہاتھ مارا کہ سرہنگ کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اُدھر تورج بن بدیع الزمان
اپنے خیمے سے نکلے مرکب پر سوار ہوکر مصروف جنگ ہوئے تمام رات لڑائی رہی قریب صبح کے مجنون
تیغ بند لڑتا ہوا پشت ایرج کی طرف آیا ایرج کو یہ گمان ہوا کہ یہ سب تو مسلمان ہوتے ہین
میری طرف لڑ رہے ہونگے اس غفلت مین لڑتا ہوا چلا جاتا ہی لیکن مجنون نے قریب ایرج کے
پہونچکر پورا ہاتھ باطمینان تمام سر پر ایرج کے مارا اگر ایرج ایسا طاق اور مشاق فن سپہگری مین
نہوتا تو تلوار مجنون کی زمین پر پہونچکر دم لیتی مگر ایرج نے زخم کھاتے ہی دستانہ مارا کہ تلوار
جھنجھنا کر سر سے نکلی مگر زخم کاری لگا کہ ایرج نے سر زین اسپ پر رکھدیا مرکب ایرج کو لیکر طرف
صحرا کے نکل گیا شاپور شیردل نے جو یہ حالت اپنے مالک کی دیکھی جلدی سے تمام اسباب عیاری
گرد اگرد عیارون کو گرد کرکے حقہائے آتشبازی چہار سمت مارنا شروع کیے ہر طرف آگ لگی
کفار جو بدعت کرتے ہوتے چلے آتے تھے بھاگے شاپور عیارون سمیت اسکے ساتھ ایرج لیکر نکل گیا
اور اہل اسلام نے بھی جو راستہ پایا جانب صحرا روانہ ہوگئے پچاس ہزار اہل اسلام اس جنگ
مین کام آئے کوئی دس ہزار کافر مارے گئے تورج بن بدیع الزمان تنہا ایک مقام پر کھڑے ہوئے
لڑ رہے تھے کہ پشت کی جانب سے آکر سہمان آدمخوار نے تلوار ماری سر تورج کا بھی زخمی
ہوا کمند اندازون نے تورج کو بھی گرفتار کرلیا اور نقارے فتح کے بجاتے ہوئے پھرے
ملکہ جادو بھاگ کر قلعہ مین مقیم ہوئی اور بشکل مادر کے ایرج کے واسطے رو رہی لاہوتک
نے بعد فتح تین روز تک برابر جشن کیا بعد اُسکے حکم کیا کہ کل یلغار کر قلعہ عنظلی آباد پر کرو اسیر بھی قبضہ
ہو لے تو آگے بڑھون مجنون تیغ بند نے کہا یا خداوند عنظلی آباد سے ہاتھ اُٹھائیے کیونکہ ملکہ

جادو ساحرۂ بے مثل و عدیل ہی سامری وقت جمشید زمانہ اُسکا جواب دینے والا کوئی نہین
ہی کو اسنے سحر سے توبہ کر لی ہی مگر جو عاجز اگر توبہ توڑی تو ایک کو بھی زندہ نچھوڑے گی اگر
ایک ملک پر قبضہ ہوا تو کیا آیندہ کسی تدبیر سے ملکہ جادو کو بھی پکڑ لینگے لاہوتاک نے
کہا اچھا تقدیر کوچ کی ہمنے کی اُسی وقت بارگاہین بار ہوئین اور لاہوتک وہان سے کوچ
کر کے طرف قلعہ شکستہ ملک حرمان کے روانہ ہوا اور قبضہ اپنا کر کے وہان سے طرف زرائل
کے آیا اور قیام پذیر ہوا اور نامہ بنام بدر بن زلازل ملک حبشی و صلصال بن دال
بن دیو بن قہقامہ جادو و جدائل خان ہندی لکھکر روانہ کیا جسکا مضمون یہ تھا کہ ای بندگان
خاص الخاص آگاہ ہو کہ مین نے خروج کیا ہی اور بہت ملک اپنے قبضہ مین کیے یہانتک کہ
تا بہ زرائل پہونچا ہون سنا ہی مین نے کہ تمنے بہت سرداران نامی کو گرفتار کیا ہی مرحبا صد مرحبا
تورج بن بدیع الزمان میرے قید مین ہی اور ایرج کو مرکب جنگاہ سے لیکر نہین معلوم کس طرف
نکل گیا ہی پس تمکو لازم ہی کہ دیکھتے ہی اس حکم نامہ کے سامان سفر مہیا کرو اور قلعہ عجم مین مقیم
رہو جس وقت دوسرا شقہ تمھارے نام آئے تو خدمت خداوندی مین مع قیدیان اسلام
حاضر ہونا شتر سوار نامہ لیکر طرف قلعہ عجم کے روانہ ہوئے وہان بدر بن زلازل نے قلعہ
عجم پر قبضہ کر کے جشن کیا بعد فراغت صلصال و جدائل خان سے کہا کہ قید رکھنا ان جوانمردان کا
بہتر نہین ہی کہ شاید کوئی افتاد پڑے اور یہ چھوٹ جائین لہذا قتل کرنا چاہیے صلصال و جدائل خان
کی بھی یہی رائے ہوئی غرضکہ میدان کی تیاری ہوئی پس دار برپا ہوئین صبح کو
اہل اسلام کو کہ کل سرداران ذی وقار نامی گرامی ہین مثل قاسم و بدیع الزمان و داراب
کشور کشا اسکندر فرح لقا و طہماس بن عنقو بل دیو پرور کے سب زیر دار بٹھایا
اور حکم قتل دیا جلادونے دوسرا حکم طلب کیا بدر نے کہا جلد قتل کرو ہنوز تیسرا حکم صادر نہین
ہوا ہی بدیع الزمان و قاسم دست بدعا ہین کہ خداوندا اس وقت مصیبت مین سوا
تیرے کوئی حامی و مددگار نہین ہی کہ یکایک جانب صحرا سے گرد خفیف بلند ہوئی اور
چند شتر سوار آئے اور آکر نامہ لاہوتاک غول پیش کیا بدر و صلصال و جدائل خان
نے تعظیم کی پہلے نامہ کو سر پر رکھا کہا آنکھون سے لگایا بعد اسکے پڑھنا شروع کیا لکھا تھا
کہ بغیر ہمارے سرداران حمزہ کو قتل نکرنا غرضکہ بدر نامہ دیکھکر قتل سے باز رہا اور وہان
لاہوتاک غول نے منجمون سے پھر پوچھا کہ خوب غور کر کے بتاؤ کہ میرے زوال حکومت
کا سبب کون ہوگا منجمون نے کہا پہلے بھی عرض کر چکے ہین اور اب بھی کہتے ہین کہ سوا
بدیع الملک دوسرا آپ کی حکومت مین خلل انداز نہین ہو سکتا اور اب ہین اسکا بارہ
برس کا ہی اور قلعہ قمر بخش مین موجود ہی اور دیو دن کو تیاری ہفت منظر کے واسطے روانہ
کیا ہی لاہوتاک نے اُسیوقت ایک جام بھروا کر رکھا اور کہا ہی کوئی ایسا جو سر بدیع الملک کا
لائے یہ سنتے ہی سہمان آدمخوار اُٹھ کھڑا ہوا اور جام پی کر کہا کہ غلام اس کام کو سرانجام دیگا
یہ کہکر چالیس ہزار زنگیان آدمخوار کو ہمراہ لیکر طرف قلعہ قمر بخش کے روانہ ہوا بعد اسکے جانیکے

لاہوتاک نے فیروزہ سنگ انداز کو واسطے خبر کے طرف جزیرہ مارگیر کے روانہ کیا
کہ جاکر صلصال سے کہو کہ بندیان اہل اسلام کو لیکر طرف سبائل کے چلو ہم بھی آتے ہین
اور اُسوقت کوچ کر کے روانہ سبائل ہوا

لیکن اب چند کلمہ درین زلازل یک جسیمی کے بیان ہوتے ہین

کہ جب اُس ملعون نے قلعہ عجم کو خراب کیا ارادہ قتل سردارون کا کیا تھا کہ نامہ لاہوتاک
پہونچا جسکا مضمون یہ تھا کہ نامہ ثانی کے منتظر رہنا جس وقت دوسرا شقہ آئے فوراً خدمت
خداوندی مین حاضر ہونا در منتظر وقت بیٹھا تھا کہ فیروزہ سنگ انداز پہونچا نامہ دیا بد
اُسیوقت چند لوگون کو ہمراہ لیکر طرف سبائل کے روانہ ہوا۔ کہ اب کی اسکا وقت آ گیا

یہان سے چند کلمہ داستان حیرت بیان خسرو ہند لندھور بن سعدان کے بیان ہوتے ہین

جس وقت لندھور نے یہ سنا کہ جدائل خان فوج تیار کر کے طرف باختر کے واسطے قتل اہل
اسلام کے روانہ ہوا ہی ایک روز اسقدر پھوٹ پھوٹ کے روئے کہ بیہوش ہو گئے عالم خواب
مین دیکھا کہ جناب ابراہیم علی نبینا و آلہ و علیہ السلام تشریف لائے ہین اور فرما رہے ہین کہ اے
لندھور کیون اسقدر گریان و نالان ہی لندھور نے عرض کی کہ یا حضرت یا تو دعا فرمایئے
کہ آنکھین میری روشن ہو جائین یا دعا کیجیے کہ خدا مشکل میری آسان کر دے کہ اس زندگی
سے تو موت بہتر ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ نہ مضطر ہو خدا آنکھون کو
تیری روشن کر دیگا اور لعاب دہن آنکھون مین لندھور کے لگا دیا فوراً دیدہ حق بین
لندھور کے روشن ہو گئے اور معظم خان بن بہرام بھی اسیطرح بینا ہوئے غرضکہ جب دونون
خواب سے چونکے در و دیوار زندان نظر آئے لندھور نے وہین سجدہ شکر پروردگار کیا
اور پاس معظم خان کے آئے معظم خان لندھور کو اپنے پاس آتے دیکھکر واسطے تعظیم
کے اُٹھے لندھور نے گلے سے لگایا اور کہا کہ میری آنکھین نور اس طرح معجزہ سے آکر
جناب ابراہیم علیہ السلام سے روشن کین تم کہو کیونکر اچھے ہوئے کہ مجھے دیکھکر واسطے
تعظیم کے اُٹھے معظم خان نے بیان کیا کہ مجر بھی یہی کیفیت گذری لندھور اور معظم خان
خوشی مین بغلگیر ہوئے قید خفیف کو پارہ پارہ کر کے باہر نکلے زندان بان لندھور کو بینا
دیکھکر قدمون پر گر پڑا اور کہا کہ ہم مجبور تھے لندھور نے قید خانہ سے نکلکر منادی کرادی
کہ خداوند کریم نے لندھور کی آنکھین روشن کین اب جس جس کو اطاعت لندھور کی کرنا ہو اور
بسبب خوف جان کے تقیہ کیے ہوئے ہو تقیہ توڑے اور بت پرستی سے ہاتھ اُٹھائے لباس اہل
اسلام پھر اختیار کرے جس وقت یہ خبر عام ہوئی وہ لوگ کہ جو بسبب خوف جان کے کافر بنے
ہوئے تھے اُنھون نے تقیہ توڑ کے بتخانون کو گرانا شروع کیا جو دل سے کافر تھے اُنھون نے
بھی بسبب خوف جان کے اسلام ظاہری اختیار کیا اور اسی ہزار جزائر کے بادشاہ کہ خوف جدائل قلن
ہندی سے کافر بنے ہوئے تھے یہ خبر خوش اثر سنکر جوق جوق گروہ گروہ اطراف و جوانب سے حاضر
خدمت لندھور ہوئے اور نذرین مبارکباد کی گذرانین اور زر کثیر لندھور پر سے تصدق کر کے

تمام تحفہ بادلن اور محتاجون کو تقسیم کر دیا لندھور نے سب کو خلعت بخشے اور نو لاکھ سواران شمشیر زن
انتخاب کرکے پورا سامان جنگ درست کرکے آپ داخل محل ہوا شیرین دخت دوڑ کر
قدمون پر لندھور کے گر پڑی اور کہا ای پدر بزرگوار مین تو جانتی تھی کہ اب زندگی مین آپ
رہا نہوینگے مگر شکر ہی پروردگار عالم کا کہ اُسنے بار دگر آپ کو زندہ کیا لندھور نے دیکھا
کہ شیرین دخت کے چہرے سے شرمندگی ظاہر ہی کہا کہ ای بیٹی اگر اولاد نالائق ہو جائے تو
کیا چارہ ہی تو اسقدر کیون زمین پر جھکی جاتی ہی مجھے تجھسے کوئی شکایت نہین اور تسلی و
تشفی دیکر سامان جنگ مہیا کرکے باختر کی طرف براے مقابلہ جدائل خان ہندی روانہ ہوا
اور معظم خان بن بہرام کی طرف چلسکے یہ لکھکر لئے کہ مین بھی فوج جمع کرکے حاضر ہوتا ہون
انکا ذکر بھی وقت پر آئیگا۔

یہان سے چند کلمے داستان سبائیل کے بیان ہوتے ہین کہ وہان شاہ اسلام مع چند سرداران والامقام کے مقیم ہین

بیا ساقیا بادۂ خوشگوار
کہ آنکھون کو تیری ہی انتظار
خمارے ز رنج و غم دور ہو
مرا قلب مغموم مسرور ہو

تہ گنبد چرخ خانہ خراب
ترے غم کا ہرگز نہین ہی جواب
چلے کام مری کے مینوش کا
محافظ ہے نشہ خود ہوش کا

بہ بزم سخن طوطی خوش سنوا
بدین زمزمہ شد ترنم سرا

کہ بعد روانہ کرنے ایرج و نور الدہر بادشاہ اسلام
ستھے حارث بن سعد اسی انتظار مین بیٹھے ہین کہ اب خبر فتح کی آتی ہی اور اب ایرج و نور الدہر آتے ہین
اسی طرح چند روز کا زمانہ گذرا ہوگا ایک روز جی چاہا شاہ کا کہ واسطے شکار کے چلئے کچھ ابر آسمان پر
آیا ہوا تھا ہواے سرد چل رہی تھی شاہ تیاری کرکے واسطے شکار کے چلے شہر سے کچھ دور نکلے
ہونگے کہ کچھ خیال ایرج و نور الدہر کا آیا اس طرح کہ قلب بادشاہ کا محزون کر دیا سواری شاہ کی
رُکی کہ دیکھا سامنے سے کچھ لوگ آتے ہین اور دو شیرون کو گرفتار کیے ہوئے ہین زنجیرین اُنکے
گلون مین پڑی ہوئی گلون پر چوڑے فولادی چڑھے ہوئے گرد لوگ مسلح و مکمل یہ دیکھکر قلب شاہ کا
بھر اگیا فوراً یہ خیال ہوا کہ ایرج و نور الدہر گرفتار ہوگئے اور اسقدر حزن طاری ہوا کہ شکار
کے واسطے بھی نگئے اور پلٹ آئے بارگاہ مین تخت پر جلوہ افروز ہوئے اور سب سے حالت
اپنی بیان کی اور فرمایا کہ میرا دل خبر دیتا ہی کہ خدا نخواستہ کوئی افتاد ایرج و نور الدہر پر پڑی
کہ یکایک شاپور شیر دل مع اسا سیرج پہونچا اور حال گرفتاری نور الدہر کا اور ایرج کا زخمی ہونا اور بارگاہ سے نکلنا اور خیمہ
لاہوتک غول کا بیان کیا کہ اب اسی طرف آتا ہی اور تمام ... کر چکا ہی ہنوز شاپور بیان ہی کر رہا
تھا کہ شبرنگ بن عمر باحال پریشان پہونچا شاہ صورت شبرنگ کی دیکھکر اور پریشان ہوئے
اور حال نور الدہر کا پوچھا شبرنگ نے بیان کیا کہ شاہزادہ نور الدہر تو پہلے اسیر ہوا بعد
اُسکے مالک و قاسم و بدیع الزمان و داراب کشور کشا اسکندر فرخ لقا و طہماس
بن عنقویل یہ سب گرفتار ہوگئے اسد و کرب مع شاہ سعد بن قباد شہریار قلعہ عجم شاہ
تھے اور بدر محاصرہ کیے ہوئے تھا اب نہین معلوم کہ وہان کیا گذری شاہ حال ان سب کا
سنکر گریہ کنان ہوئے اور فرمایا کہ کیا بد اقبالی ہماری ہی کہ جس روز سے تخت پر بیٹھے زوالی

آگیا افسوس ہی کہ ساری برکت قدوم میمنت لزوم صاحبقران حمزہ عالیشان کی تھی ہوا خواہون نے
عرض کیا کہ ظل اللہ آپ کیون پریشان ہوتے ہین انشاء اللہ تعالے مدد غیبی ہوگی اور سب رہا ہو جائینگے
اسی صدمے مین شاہ نے اُس روز خاصہ بھی نوش نہ فرمایا دوسرے روز مہتر خوردک جن گرد
حاضر تھا اُس سے فرمایا کہ جاکر شاپور شیر دل اور شاہ سلمان فارسی کو بلالا وجہ یہ تھی کہ جیسے
یہ ایرج کے پاس سے آگئے تھے بیمار تھے اس وجہ سے قلعہ ذوالامان مین مقیم تھے غرض کہ خوردک
شاپور و سلمان پاس گیا اور فرمان شاہی پہونچایا شاپور و سلمان اُسیوقت حاضر خدمت
بابرکت ہوئے بادشاہ اسلام نے سلمان فارسی سے فرمایا کہ تمام سرداران نامی و گرامی
تو کفار کی قید مین ہین اور ہر دربند پر قبضہ بھی ہوگیا ہی اب یہ سننے مین آیا ہی کہ لاہوتک
غول مع بدر و صلصال و جدائل خان و اکوان چہار دست و بلاشور عیار کہ بلاے
بےدرمان ہی اور دیگر سرداران نامی سے اس طرف آتا ہی کیا تدبیر کرنا چاہیے سلمان شاہ
نے کہا کہ افسوس ہی امیر کشور گیر نہین ہین کیا تدبیر کرین دل سب کے ٹوٹے ہوئے ہین شاہ
اسلام نے فرمایا کہ امراو نہ تھا اسی دن کے لیے ہوتے ہین کہ صلاح دولت و امور سلطنت
کی دین اگر امیر عالیشان نہین ہین تو فضل یزدان تو شامل حال ضرور ہی کوئی فکر پیدا کرو ورنہ
بہت بڑا رخنہ اسلام مین پڑیگا تمام عالم مین کفرستان پھیل جائیگا سلمان نے عرض کی
کہ اے شاہ فکر سپاہ گری تو مین کر سکتا ہون اور انتظام عالم اقبال شاہ و مدد پروردگار سے متعلق
ہی مین قلعہ کو اسقدر مستحکم کرتا ہون کہ شہر دشمنان سے محفوظ رہیگی شاہ اسلام نے آفرین کی
اور سلمان شاہ فارسی نے پہلے اسپ و شتر و چار پائے جمع کرکے انتظام آذوقہ کا درست
کیا بعد اُسکے دربار عام کرکے مردان شہر کو طلب کیا جب وہ سب حاضر ہوئے تو تخت پر
آکر بیٹھے کہ جاے بلند پر نصب کیا تھا پہلے خطبہ پڑھا بعد اسکے ناپائداری دنیا مین کچھ فقرات
زبان پر جاری کیے اشعار جاے عبرت سرای فانی ہی ✤ مورد مرگ ناگہانی ہی ✤ اب نہ رستم نہ سام باقی ہی

اک فقط نام ہی نام باقی ہی	جس جگہ کل تھا بلبلونکا ہجوم	اب اُسی جا ہی آشیانہ بوم	ایہا الناس آگاہ ہو کہ

جو اس دنیا مین آیا ہی ایک دن جانا اُسے ضرور ہی کوئی آج کوئی کل دیکھو تو کیسے کیسے دنیا مین
عالی شان کہ جنکے قصر آسمان سے باتین کرتے تھے آج استخوان اُنکے زیر خاک دبے پڑے
ہین کاسہ سر ٹھوکرون مین آتے ہین دنیا مین کوئی شئے ایسی نہین ہی کہ جو ساتھ جانے
الا ایمان پس آگاہ ہو کہ لاہوتک غول لقا کے بیٹے نے خروج کیا ہی اور بہت سے
ملک اُسکے قبضے مین ہوگئے سرداران نامی گردش فلکی سے اسیر ہوئے اب وہ اس طرف
آتا ہی دیکھیے خدا کا کرنا کیا ہوتا ہی پس تمکو اگر اپنے زن و فرزند کی حفاظت منظور ہو تو قلعہ ذوالامان
مین بھیجدو کہ وہان ناموس امیر کشور گیر بھی ہین اور خود آمادہ محافظت شہر ہو کہ پہلوانان نامی
زخمی و اسیر ہین رعایا نے و عادی اور اُسی روز سب نے اپنے زن اور فرزند کو قلعہ
ذوالامان مین داخل کیا آپ مسلح و مکمل حاضر ہوئے شاہزادہ عمر بن حمزہ یونانی کہ عمر شریف
اُنکی اسی برس کی ہی فرمایا کہ دروازہ صحرای رحمت کی حفاظت مین کرونگا سلمان شاہ

نے کہا دروازہ سبائل کا انتظام اپنے ذمے لیا تیسرے دروازے کی محافظت خود حارث
ابن سعد شاہ اسلام نے قبول فرمائی اور ہاشم تیغ زن کو دس ہزار سوار دیکر
حصار شہر پر معین فرمایا ہاشم فوج لیکر بیرون قلعہ آئے اور انتظام طلایہ کا کیا اور بسے
نظر بہ کریم کارساز کرکے بیٹھے آیندہ دیکھیے کیا ہوتا ہی

داستان حیرت بیان لیجانا لاہوتاک غول کا اپنی تصویر دیگر بلاشور کو پاس بدر وصلصال وجدائل خان ہندی کے

بتا ساقیا کوئی جام اور ہی
کہ رندان بدمست کا دور ہی
کہان بادہ خاص انگور ہی

سیہ مستیون مین ہر اک چور ہی
یہ سب اسلیے ہو رہے ہین ہم
کہ ہو حرمت کعبہ شیخ گم

بگر فضل معبود درکار ہی
کہ جابر ہی قادر ہی قہار ہی
مصوران صورت خیال و

نقش بندان لطف وصال اس داستان کو یون صفحۂ قرطاس پر قلم بند کرتے ہین کہ
جب یہ خرس صحرائی جہول یعنے لاہوتاک غول سفر دریا طی کرکے کنارے پر اترا کہ اب
یہان سے سبائل بہت قریب ہی اسنے نامہ لکھواکر بلاشور کو دیا اور اپنی تصویر دلباس
بھی سپرد کیا کہ جاکر بدر کو بعد نامہ دینے کے یہ تصویر دکھانا اور کہنا کہ سجدہ کر بلاشور اسیوقت
روانہ ہوا یہان بدر منتظر تھا حکم ثانی کا کہ بلاشور تہو بچا اور نامہ بدر کو دیا بدر نے نامہ
آنکھون سے لگاکر کھولا اور پڑھا لکھا تھا کہ اے بندگان مین تمکو لائق اور لازم یہ ہی کہ تصویر
خداوندی کو سجدہ کرو جسمین اعتقادات تمھارے بڑھ جائین اور دل کبھی برگشتہ نہو اور
ہم طرف سبائل کے چلتے ہین تم بھی آؤ اور شریک جنگ ہوکر خدمت خداوندی سے
بخوبی مشرف ہو بدر نے نامہ باواز بلند پڑھکر سب کو سنایا تمام کفار نے آگے تصویر لاہوتاک کے
سجدہ کیا لیکن صلصال طرف سبائل کے چل چکا تھا بدر نے جواب لکھا کہ خداوند
طرف سبائل کے چلین یہ بندہ گنہگار بھی مع فوج و قید اہل اسلام حاضر ہوتا ہی اور کام
خداپرستونکا بحکم خداوندی تمام کرتا ہی اور بلاشور کو خلعت دیکر رخصت کردیا بلاشور
پھر طرف لاہوتاک کے روانہ ہوا تھوڑی دور آیا ہوگا کہ اسکے ذہن مین آیا اے بلاشور صلصال
سے ملتے چلو ایک خلعت وہان سے بھی ہاتھ آئیگا کیا برائی ہی سنا ہی کہ وہ طرف سبائل
کے گیا ہی کچھ خبر سبائل کی بھی ملجائیگی اور اسیوقت طرف سبائل کے روانہ ہوا اتفاقاً ایسے
راستے سے گذر ہوا کہ پہلے سبائل ملا اور لشکر خان اعظم یعنے صلصال کا دوسری
جانب تھا بلاشور کے دل مین آیا کہ دیکھو تو سبائل کا کیا رنگ ہی جس وقت زیر قلعہ پہونچا
دیکھا کہ سرداران لشکر اسلام دور قلعہ کا انتظام کیے ہوئے ہین اور برج برج سنگ پر مردان
با تیر و کمان بیٹھے ہوئے ہین ہر دروازے پر ایک سردار زبردست کا پہرا ہی کہ ایک جانب
عمر بن حمزۂ یونانی دوسرے دروازے پر شاہ سلمان فارسی مع چند پہلوان قوی
تیسرے دروازے پر خود حارث ابن سعد اور سرداران نامی گرامی پایہ تخت کے باہر موجود
تھے غرضکہ ایسا انتظام تھا کہ دشمن کو رسائی یکایک بہت مشکل اور محال تھی بلاشور نے

اُسیوقت صورت اپنی ایک گھسیارے کی بنائی اور گٹھا گھاس کا سر پر رکھکر لشکر ہاشم مین داخل ہوا
کہ طلایہ پر معین تھا ایک شخص کے ہاتھ گھاس بیچی تھی اُسکا گھوڑا زیر درخت بندھا تھا سائیس وہان
موجود نتھا اُسنے جاکر گھوڑے کے آگے گھاس ڈالدی آپ مکھیان ہلانے لگا اتنے مین سائیس آیا
اور بیٹھکر روٹی کھانے لگا گھسیارے نے کہا مین بھی بھوکا ہون سائیس نے روٹی اپنے آگے کی
تھوڑی سی اُٹھادی گھسیارے نے ایک پھل نکالکر اُسکو دیا کہ تیرا پیٹ بھرا ہی تو یہ پھل تم
کھاؤ دیکھو تو کیسا لذیذ ہی سائیس نے دیکھا کہ پھل نہایت خوش رنگ ہی مگر نئی صورت کا پھل
ہی کہ کبھی ایسا پھل کوئی نہین دیکھا گھسیارے نے کہا ذرا کھا لیجئے تو مزا معلوم ہو سائیس نے
کھا لیا گھسیارے نے پوچھا کیون کیسا مزا تھا اُسنے کہا شیرین تو تھا مگر ذرا تلخ تھا گھسیارے نے
کہا اسمین زہر ملا ہوا تھا یہ تلخی اُسی کی تھی مین تو تیرے مارنے کی فکر ہی مین تھا تو ہمیشہ سے بہت
گھاس کی جمع گرا دیا کرتا تھا میرا نقصان ہوتا تھا سائیس یہ سنکر کوڑا اُٹھا کر مارنے کو اُٹھا کہ مین تو
مرون ہی گا لیکن تجھے بھی نے مارے چھوڑون گا گھسیارہ بھاگا سائیس دوڑا دو قدم چلا ہوگا کہ
بیہوشی نے طمانچہ مارا سائیس گرا بلاشور کہ گھسیارہ بنا ہوا تھا دوڑکر قریب آیا اور اٹھا کر
روغن عیاری نکالکر اُسکی شکل بنالی اور اپنی شکل اُسے بناکر گلے مین گنبد عیاری کا ٹھونس کر کنارے
ڈالدیا اتنے مین وہ سوار آیا کہ جس کا گھوڑا تھا اور خفا ہونے لگا کہ تو نہین جانتا کہ شام کو مین شہر
مین جاکر بادشاہ کی خدمت مین تسلیم شاہزادہ ہاشم کے پہونچاتا ہون ابھی تک گھوڑا نہ تیار کیا
بلاشور کہ سائیس بنا ہوا تھا دلمین خوش ہوا کہ داخل شہر ہونے کی اچھی صورت نکلی ہم تو سمجھے تھے
کہ کوئی اور تدبیر ابھی کرنا پڑیگی غرضکہ جلدی سے گھوڑا کسکر حاضر کیا وہ سوار مرکب پر بیٹھکر چلا یہ بھی
ہمراہ رکاب ہوا جس وقت داخل شہر ہوا لوگون سے حال بادشاہ کا دریافت کیا کہ اسوقت
کہان تشریف فرما ہین معلوم ہوا کہ بہشت مین بیٹھے ہوئے وظیفہ پڑھ رہے ہین سوار دربدولت
گیا اور سائیس کے سپرد گھوڑا کیا بلاشور نے گھوڑے کو تو وہین چھوڑا اور آپ جلد بادشاہ جہان
تشریف رکھتے تھے ایک خدمتگار کی شکل بنکر وہین کھڑا ہو رہا کہ اتنے مین شاہ نے مہتر خوردک
بن گرد مرد کو طلب کیا جب وہ سامنے آیا کہا اہ خوردک شاپور شیردل کو بلا لا اور کچھ قسم طعام
نے اخوردک گیا اور شاپور کو بلا لایا شاپور نے آکر پاے شاہ کو بوسہ دیا بادشاہ رونے لگے شاپور
نے کہا اہ شاہ غم کو دل سے اپنے برطرف کیجیے اگر اقبال آپکا یاور ہی اور فضل پروردگار شریک حال ہی
تو اگر یہان بلاشور سے ہزار عیار آئینگے تو ایک فریب مین سب کو گرفتار کرونگا اور ایک ایک
سیلی مین کام آن سب کا تمام کرونگا اور بہ تدبیر لشکرون کو شکست دونگا اور کہا طعام حاضر ہی شاہ
نے شاپور کو دعا دی شاپور سلام کرکے واسطے طعام لینے کے اخی سعید کے مکان کی طرف روانہ
ہوا لیکن بلاشور نے جو یہ کلمات سنے لرز گیا اور دل سے کہا کہ بڑا ظالم عیار ہی اور تیرے نام کا
دشمن ہو رہا ہی لہذا بہتر یہ ہی کہ پہلے شاپور ہی کو گرفتار کرون اور عقب مین شاپور نے یہ انتظام اختیار
کر رکھا تھا کہ پشت مکان کی جانب ایک کنوان بہت بڑا اور بہت عمیق کھودا تھا دن کو اُسکے منہ پر
ایک سنگ رکھدیتا اور شب کو کھول دیتا تھا اور مکان اخی سعید کا متصل مکان شاپور تھا

بلاشور جو آیا ایک طرف سے کمند مار کر چڑھا دیکھا کہ شاپور مکان مین موجود نہین ہی پشت مکان کی طرف
آیا اس خیال سے کہ اب اور کہین چلکر تلاش کرنا چاہیے جیسے ہی کودا چاہ مین جا رہا مگر کنوئین مین گر گیا
اسنے شور کیا اتنے مین شاپور طعام لیکر مکان سے اخی سعد کے نکلا شاپور کے مکان
کے پشت کی جانب سے راستہ مکان شاہی کا واقع ہوا تھا جیسے ہی پشت مکان پر پہونچا آواز
سنی کہ کوئی کہہ رہا ہی محلہ والو دوڑو مین اس کنوئین مین گر پڑا مین اندھا ہون رستہ بھول کر ادھر
آ رہا شاپور نے رسی ڈالی بلاشور رسی کو پکڑ کر چڑھ آیا اور کہا ای شخص خدا تیرا بھلا کرے کہ تو نے
مجھے نجات دی شاپور نے کہا تو کون ہی اسنے کہا راہ گیر ہون شاپور نے کہا یہان تک کیونکر آیا
کہ کنوئین مین گرا کہا مین اندھا ہون شاپور کو شبہ ہوا میان سے تلوار کھینچی بلاشور چیخا شاپور
نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تو کوئی عیار ہی اگر نابینا ہوتا تو اسے تلوار کھینچنے کی کیا خبر ہوتی پھر چیخا کیون
اور اسیوقت کمند سے باندھ گرم پانی سے منہ دھویا دیکھا کہ بلاشور ہی شاپور نے کہا او ملعون
ہمسے اور عیاری دیکھ تو تیری کیا گت کرتا ہون کہ تو نے چار بھائیون کو میرے مارا ہی اور بلاشور
کو لیے ہوئے خدمت شاہی مین حاضر ہوا اور اسنے پھر خوب زد و کوب کی جس وقت سامنے
حارث بن سعد کے پہونچا عرض کیا کہ اقبال حضور کا ایسا یاور تھا کہ مین نے گھر بیٹھے بلاشور
کو گرفتار کیا اور یہ حاضر ہی شاہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ قتل کر ڈالو اسے شاپور نے خنجر کھینچا
بلاشور نے دیکھا کہ اب جان نہین بچتی کہا ای شاہ کیا خبر نہین کہ کتنے سرداران حمزہ صاحبقران
قید مین خداوند لاہوتک غول کے ہین اگر مجکو قتل کیجیے گا خداوند اسمین سے کسیکو زندہ نچھوڑیگا
کیونکہ لاہوتک مجھے محبوب رکھتا ہی شاہ کو طیش آیا اور فرمایا کہ اگر مجکو یہ یقین ہو جاے کہ تیرے
قتل کرنے سے مین خود بھی زندہ نہ بچونگا تو بھی تجھے ضرور قتل کرونگا اور کہا ای شاپور اسے بالای
برج قلعہ لیجا کر قتل کرو اور سر اسکا قلعہ پر چڑھاؤ کہ کفار آئین تو آنکھین دیکھا عبرت ہو شاپور نے عرض
کیا بہت خوب اور اسیوقت بلاشور کو سر برج لایا اور زیر تیغ بٹھا کر تیرا بدل کر ہاتھ مارا بلاشور
نے اس چستی سے ہاتھ بلند کیے کہ تلوار شاپور کی ہتکڑی پر پڑی ہتکڑی کٹی ہاتھ بلاشور
کے خلاص ہوئے پس فوراً جست کی اور برج قلعہ پر سے اپنے کو گرا دیا اس طرح کہ خندق
مین گرا شناوری کرکے مثل برق چمک کر نکل گیا شاپور نے کودنے کا ارادہ کیا تھا کہ
ابو الفتح پاس کھڑا تھا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تم مین بسبب بیماری کے طاقت نہین ہی پھر گرفتار کر لینا
لیکن شاپور کو نہایت افسوس ہوا یہ خبر شاہ کو ہوئی بہت ملول ہوئے لیکن بلاشور
وہان سے بھاگتا ہوا پاس لاہوتک غول کے پہونچا اور تمام حال بیان کیا پہلے پیغام
بدر کا دیا بعد اسکے انتظام سمائل بیان کیا اور اپنی گرفتاری کی کیفیت کہی بعد اسکے خلاص
ہونے کا حال مفصل اور مشرح کہا لاہوتک نے کہا تو اندیشہ اور فکر نکر مین نے اپنی
دست قدرت کو نگہبان بنایا ہی اور اسیوقت کوچ کر کے داخل صحراے سمائل
ہوا شاہ اسلام بر سر برج بیٹھے تھے کہ یکایک پردۂ بیابان سے تتق گرد عظیم بلند ہوا
اور سیاہی گرد مین نمودار ہوئی جو خاص علامت کفر تھی فرمایا شاہ نے کہ معلوم ہوتا ہے

کہ وہ کبر بچہ آتا ہی ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا کہ بہت جلد جاؤ اور خبر لاؤ بعد کچھ دیر
گئے دیکھا کہ گرد شق ہوئی دل گرد سے پچاس ہزار علم کہ پھریرے سبکے سیاہ تھے نشانہ ایک
ایک لاکھ فوج جرار کا نمایان ہوا اور ہر علم کے پھریرے پر تعریف زمرد شاہ باختری و
لاہوتک غول مرقوم تھی جب یہ گذر گئے تو ماہی مراتب جھنڈی بردار برچھی بردار شتر سوار
رسالہ حبشیون کا غرضکہ تمام جلوس سواری کا گذرا بعد اسکے بہشتی چھڑکاؤ کرتے ہوئے
نظر آئے جب یہ بھی گذر گئے تو دیکھا کہ ہژدہ فیلان مست پر تخت لاہوتک کا کسا ہوا ہی
اور یہ ملعون شیطان کی صورت اوپر بیٹھا ہوا ہی چتر سر پر پھر رہا ہی تاج رکھا ہوا ہی ہر طرف سے صدا ائمن
یا خداوند یا خداوند کی بلند ہین داہنی جانب ملک مرداق اور جمشید جابلقا مع فوج کثیر
پایئن تخت حمائل شاہ بن زبرجد شاہ مجنون تیغ بند الماس شاہ محیط کوہی قاہر
بن قہرمان دیو سرہ سہمان آدمخوار مع چہل ہزار آدمخوارون کے اور ہمراہ تخت
لاہوتک اکوان چہار دست کہ ایک ہاتھ مین اسکے نیزہ ایک ہاتھ مین تلوار ایک
ہاتھ مین گرز ایک مین کمند ہی اہل اسلام یہ جوش وخروش کفار کا دیکھا ترسان ہوئے
مگر خدا کو نزدیک سمجھکر دل کو مضبوط کیا لاہوتک نے آکر بارگاہ مین برپا کروائین لشکر
اترا کہ تمام صحرا بھر گیا دوسرے روز صبحکو پھر بادشاہ اسلام آکر برج قلعہ پر بیٹھے تھے اور انبوہ
کفار دیکھکر آسمان کو چشم یاس سے دیکھتے تھے کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے دیگر برخاست
گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سہ گرد بر آسمان کشیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ یہان تک کہ
بڑھتے بڑھتے وہ گرد قریب آئی اور ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو جب اس
گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے صلصال بن دال بن دیو بن شماسہ جادو تین لاکھ
کی جمعیت سے نمایان ہوا اور فوج لاہوتک سے آکر ملحق ہوا لشکر کفار مین طبل شادمانی
بجا اہل اسلام نے دیکھکر کہا کہ یہ کافر بڑھتے ہی جاتے ہین وہ کیا کم تھے کہ اتنے اور آئے
ہنوز سخن در دہان تھا کہ اور گرد اُڑی اور آن واحد مین قریب آکر شق ہوئی بدر بن
زلازل ملک حبشی سات لاکھ کی جمعیت سے پہونچا لاہوتک نے خبر آمد بدر کی
سنکر سرداروں کو واسطے استقبال کے بھیجا بدر نے جاکر لاہوتک کو سجدہ کیا اور
جانب دست راست بعد اکوان چہار دست کے جگہ پائی کہ یکایک اور گرد اُڑی
دونون طرف کے ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوئے کہ دیکھیے اب کون آتا ہی اور کس کی
کمک آئی کہ اتنے مین گرد قریب آئی اور دل گرد سے سیاہی جھلکی آواز زنجیر و زنگ
کی بلند ہوئی اور بارہ ہزار فیلان مست کہ بھسونڈ و نیز انکی تلوارین بندھی ہوئی تھین جب
خرطوم کو گردش دیتے تھے برق چمک جاتی تھی دانتون پر فردلین چڑھین ہوئی عمدگی
لشکر کا انتظام جنسے ظاہر تھا نمایان ہوئے بعد انکے جلوس سواری گذرا اور ایک فیل زربفت
پر جدائیل خان ہندی ہاتھ مین گرز یازدہ صدمنی سنبھالتے ہوئے نظر آیا پشت پر اسکے
بارہ لاکھ فوج ہندیان زبردست روزگار زنارگلون مین پڑے ہوئے ڈاڑھیان

چڑھی ہوئی ماتھوپر ٹیکے سیندور کے آگر فوج کفار سے ملحق ہوئے سرداران کفار جداائل خان ہندی کو بھی استقبال کرکے لیگئے اب کفار جمع ہین کہ تمام صحرا ہر طرف مملو ہی جداائل خان نے آتے ہی یہ صلاح دی کہ محاصرہ سبائل کا ہر فوج کرے تو بہتر ہی شاید یہ خداپرست نکلکر بھاگین تو جانہ سکین اور فوج بھی کشمکش کی زحمت سے بچے سب نے صلاح جداائل خان کی پسند کی غرضکہ اسیوقت بادشاہون نے لشکر الگ الگ کیے اور دروازہ جنوب کی طرف جمشید جابلقا مع اکوان جہار دست آکر مقیم ہوا اور باب شمال کی سمت بدرین زلازل بایت جنشی وصلصال قیام پذیر ہوئے پشت شہر پر جو مغرب کا رخ تھا سہمان آدمخوار و ملک مرداق وحمائل شاہ گئے اور سامنے شہر کے کہ مشرق کا رخ تھا خود لاہوتک مع جداائل خان ہندی رہا شب کو سب سردار بارگاہ مین جمع ہوتے ہین جب دربار برخاست ہوتا ہی تو اپنے اپنے لشکرون مین چلے آتے ہین روز صلاح قلعہ لینے کی ہوتی ہی اور کوئی تدبیر بن نہین پڑتی دو روز یونہین گذرے تیسرے روز شاپور نے شاہ اسلام سے عرض کیا کہ مین واسطے خبر کے لشکر کفار مین جاتا ہون دیکھون تو کیا مشورے ہو رہے ہین شاہ نے اجازت دی شاپور صورت اپنی تبدیل کرکے لشکر کفار مین داخل ہوا سیر کنان دروازہ بارگاہ پر پہونچا دیکھا کہ ایک گھڑی سے جتنے سردار آئے ہوئے ہین اُنکے آدمی آتے ہین جاتے ہین شاپور بھی ایک خدمتگار کی شکل بنکر داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ تمام گبر میخواری کر رہے ہین جام مے ناب کو گردش ہی شاپور منتظر کھڑا ہی کہ دیکھیے کیا مشورہ ہوتا ہی یہان تو یہ کیفیت ہی

اب چند کلمہ داستان سہمان آدمخوار کے بیان ہوتے ہین کہ لاہوتک سے وعدہ قتل بدیع الملک کا کرکے روانہ ہوا ہی

ساقیا اسطرسے دے بھر کے اک جام شراب | جسکے پینے سے ہنو بدنام کچھ نام شراب
ہوش مین اپنے رہو ایسا نہو جانے کوئی + | خود بخود کرتے ہین سب آپسمین بدنام شراب
وقت پینے کے جنھین رہتا نہین ہے کچھ قیام | بس اُنھین کے واسطے ہوتا ہے بدنام شراب

جسوقت کہ سہمان آدمخوار قریب قلعہ قمربخش کے پہونچا قلعہ کو گھیر لیا قضاءکار قارن قمر بین نے اتنی فرصت نہ پائی کہ آپ کو قلعہ تک پہونچائے کیونکہ یہ واسطے شکار کے گیا ہوا تھا نظر بخدا جنگل مین پوشیدہ ہوا اور لوگون کو واسطے خبر کے پاس کیوان فلک رفعت کے روانہ کیا اُدھر قمر چہر نے جو دیکھا کہ فوج نے قلعہ کا محاصرہ کیا ہی ایک غلام تھا کہ نام اُسکا آزر تھا اُسے واسطے خبر کے پوشیدہ راستے سے پاس کیوان فلک رفعت کے روانہ کیا کہ جاکر کہو کہ جلد دیوون کو واسطے مدد کے روانہ کیجیے دشمنون نے نرغہ کیا ہی کہ دیو آکر بدیع الملک کو یہان سے نکال لیجائین آزاد تو اسیوقت روانہ ہوا مگر نورالدہر نے سارن برادر قارن کو قتل کیا تھا کہ ذکر اسکا ایرج نامہ مین ہی زوجہ سارن کی حاملہ تھی جب لڑکا پیدا ہوا تو نام اُسکا لیس بن سارن رکھا اسنے جب ہوش سنبھالا تو باپ کو اپنے پوچھا ماں نے اُسکی بیان کیا کہ باپ تیرا نورالدہر کے ہاتھ سے مارا گیا یہ سنتے ہی اسکے دل مین کینہ پیدا ہوا مگر مصلحت وقت سمجھکر مسلمان بنا رہا اسوقت

دشمنی کا پورا موقع ملا قلعہ سے نکلکر پاس سہمان آدمخوار کے آیا سہمان آدمخوار نے کہا تو کون ہی
اور کہان سے آیا ہی اسنے کہا تیرا دوست ہون تیری مشکل آسان کرنے آیا ہون سہمان
آدمخوار نے استفسار کیا لیس نے کہا کہ اگر تا قیامت بلغر کروگے تو قلعہ قبضہ مین نہ آئیگا
ایسا استحکام قارن نے کیا ہی لیکن مین تمھین خبر دیتا ہون کہ قارن واسطے شکار کے گیا ہوا ہی
پہلے چلکر اُسے گرفتار کرو بعد اُسکے فلان کوہ سے راستہ قلعہ کا بذریعہ نقب ہی اُس سے چلے چلو نہ لڑو
نہ بھڑو قلعہ قبضہ مین آجائیگا سہمان نے کہا تم بھی میرے ہمراہ چلو لیس نے کہا مین ساتھ ہون
غرضکہ یہ دونون طرف صحرا کے روانہ ہوئے اور عیارون کو واسطے خبر کے پہلے روانہ کیا کہ خبر
لائین قارن کس مقام پر ہی بعد تھوڑی دیر کے آکر عیار نے عرض کیا کہ قارن درۂ کوہ مین بیٹھا
ہی اور زائچہ کیے ہوئے علم نجوم سے کچھ دریافت کر رہا ہی سہمان نے آکر کوہ کو چار طرف سے
گھیر لیا وہان قارن زائچہ مین بدیع الملک کا حال دیکھ رہا تھا بعد اُسکے ذہن مین آیا کہ کچھ
اپنا حال تو دریافت کرنا چاہیے کہ کیا شدنی ہی جو زائچہ کھینچکر دیکھا معلوم ہوا کہ تو تو چہار طرف سے
گھرا ہوا ہی فوراً خانہ حیات پر نظر کی معلوم ہوا کہ ستارۂ نحس جو خانہ حیات سے متعلق ہی ضرر جانسے بچا ہوا ہی مگر قران صعب ہی جس سے
یہ پایا جاتا تھا کہ قید مین رہنا ہوگا بس فوراً مرکب پر مسلح و مکمل بیٹھکر درہ سے نکلا دیکھا کہ کفار چار طرف سے کوہ کو گھیرے ہوئے ہین اور سہمان
کے ہمراہ لشکر اور تیار ہا ہی کہ وہ قارن کھڑا ہی لیکن لوگ قارن کو دیکھکر کمندین پکڑ کر دوڑے قارن نے تلوار کھینچی اور
جھپٹ کر آدمخوارون کو قتل کرنا شروع کیا اُدھر سے کمندین پڑنے لگین قارن نے بہت سی
کمندین کاٹین مگر کہانتک آخر کار اسیر ہوگیا بعد اسکی گرفتاری کے لیس سہمان کو اندر درہ کے
لایا اور کہا دیکھو یہ سنگ سیاہ جسمین قلابہ لگا ہوا ہی اِسے ہٹاؤ تو سر النقب کا نمودار ہوگا سہمان
نے اُس پتھر کو زور کرکے ہٹایا نقب نمودار ہوئی لیس نے کہا یہی راہ ہی قلعہ تمخیش کی بہت جلد اور
باآسانی تمام پہونچوگے نہ لڑو نہ بھڑو باتسانی چلکر بدیع الملک و قمر چہر کو بھی گرفتار کرو سہمان اُسکے
کہنے سے نقب مین اُترا اور روانہ ہوا دیکھا لوگ وہان قارن کی گرفتاری کے بعد خبر لیکر ملکہ قمر چہر کے
پاس گئے اور تمام حال بیان کیا کہ لیس نے قارن کو بھی اسیر کروادیا اور سہمان کو راستہ
نقب کا بتادیا وہ آتا ہی یہ سنا تھا کہ قمر چہر پہلے تو بسبب اسکے کہ عورت تھی گھبراگئی بعد کچھ دیر کے
دل کو قوی اور مضبوط کرکے حکم دیا کہ نقب کو اُس طرف بہت جلد اور بہت مضبوطی کے ساتھ بند کردو کہ کوئی
اُدھر سے آنے نہ پائے یہ حکم سنتے ہی عیارون نے نقب بند کردی اب اطمینان ہوا کہ سہمان اسطرف
سے تو نہین آسکتا بدیع الملک کو تہخانے مین بھیجدیا لوگ بدیع الملک کو بہلانے سے تہخانے
مین لائے اور کہا کہ آپ یہان سے دن بھر نہ نکلیے گا قارن نے ممانعت کی ہی کہ دن نحس اور بہت
سخت ہین بدیع الملک یہ سب باتین سُنکے چپ ہو رہا یہان ملکہ قمر چہر نے مردانہ لباس پہنا اور سلاح
جنگ تن پر آراستہ کیے اور فیل بند دروازہ پر آکر تمھین پل تختہ اُٹھوادیا اور خندق مین آگ روشن
کروادی اور بعد ازان کو بہت کچھ انعام اور اکرام حسب لیاقت ہر ایک کو تقسیم کیا اور بہت خوش
ہوکر کہا کہ خوب انتظام کرو کہ کوئی قلعہ تک آنے نہ پائے اُسکے اُسی وقت قلعہ مین خوب انتظام ہوگیا اب سب منتظر حریف
بیٹھے ہین وہان سہمان آدمخوار مع لیس تیر انداز نقب مین چلا جاتا تھا کوئی نصف نقب طے کی ہوگی

سر نقب کا بند پایا البس نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ قلعہ مین اس واقعہ کی خبر ہو گئی سہمان نے کہا کچھ
پروا نہین ہم یورش کر کے قلعہ پر قبضہ کرینگے یہ کہکر پلٹا اور نقب سے نکلکر فوج کو ہمراہ لیکر اسوقت
قلعہ پر چڑھ دوڑا ادھر ملکہ قمر چہر فیلبند دروازے پر دوربین لگائے ہوئے بیٹھی تھی کہ دیکھا
سہمان آدمخوار یلغر کئے ہوئے چلا آتا ہی جیسے ہی دیکھا کہ زد پر آگیا ہی گولہ اندازون کو حکم کیا انھون نے سیدھ
باندھ باندھ کر گولے مارنا شروع کئے ہزارہا آدمی واصل جہنم ہوئے لیکن سہمان آدمخوار گرز ہاتھ مین لئے
ہوئے گردن پر بیٹھا ہوا چلا آتا ہی صورت یہ ہی کہ اگر داہنی جانب گولہ آتا ہی تو سہمان بائین جانب مڑ جاتا ہی اور اگر
بائین جانب آتا ہی تو یہ داہنی طرف آرہتا ہی اگر سامنے آتا ہی تو وار گرز کا کرتا ہی کہ رد ہو جاتا ہی غرضکہ یہ بڑھتا ہوا چلا جاتا ہی کسی طرح
نہین رکتا قلعہ پر سے برابر گولہ برس رہا ہی ہزارہا اُسکے ساتھ والے مارے گئے کسیکے سینہ پر پڑا کمر کٹ
پر سے اُلٹ گیا کسیکے سر پر پڑا پھر یہ معلوم ہوا کہ سر تھا بھی یا نہین کسیکا مرکب مارا گیا کسیکا ہاتھ ٹوٹا غرضکہ
ایک ہنگامہ محشر خیز برپا تھا کہ سہمان گولون کو رد کرتا ہوا لب خندق پر پہونچ گیا لیکن وہان شاہزادہ
بدیع الملک کہ عمر اُسکی چودہ برس کی ہی تہ خانہ مین ملکہ قمر چہر نے بہانے سے بھیجدیا کہ ایسا نہو شیر کا
بچہ ہی بپھر جائے تو پھر نہ رُک سکے گا حریف پر جا ہی پڑیگا مگر آوازِ توپون کی کان مین بدیع الملک کے
پہونچی پوچھا کہ توپین کیسی چل رہی ہین لوگون نے کہا کہ آپ کی سالگرہ ہی اس سے بدیع الملک نے
کہا والدہ ماجدہ کہان تشریف لیگئی ہین کہا کسی کام مین ہونگی انعام وغیرہ تقسیم کر رہی ہونگی کہا
مجھے اُنکے پاس لیچلو لوگون نے کہا وہ منع کر گئین ہین کہ میرے پاس نہ لانا ایسا نہو کہ ناراض ہو جائین
بدیع الملک نے نہ مانا اور نکلکر تہ خانہ سے باہر آیا قلعہ مین بھی قمر چہر کو نہ پایا بالاے قلعہ آکر پہونچا دیکھا
کہ فیلبند دروازے پر لباس مردانہ پہنے نقاب منھ پر ڈالے ترغیب دے رہی ہین اور ایک
پہلوان زنگی کہ دہن اُسکا مثل غار عمیق کے ہی لب خندق آپہونچا ہی قلعہ پر سے گولہ برس رہا ہی
بدیع الملک نے جلدی سے اسلحہ طلب کیا قمر چہر نے منع کیا کہ نہ دینا اُسوقت بدیع الملک نے
یونہین جانے کا ارادہ کیا ناچار اسلحہ جنگ حاضر کیا بدیع الملک نے موزے پہنے خود سر پر رکھا
زرہ جسم مین آراستہ کی ڈھال پشت پر لگائی تیغہ کمر مین نیزہ ہاتھ مین استوار کر کے دروازہ
قلعہ پر آکر کہا دروازہ کھولدو لوگون نے منع کیا اور قدمون سے لپٹنے لگے کہ آپکے نانا صاحب کو کیا منھ دکھائینگے
بدیع الملک نے سب کو جھٹک کر دروازہ خود کھولدیا اور قلعہ سے باہر نکل آیا اور ڈانٹا کہ او ملعون
تو کون ہی اور کیون آیا ہی خبردار آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کرنا ہم بدیع الملک بن نور الدہر بن بدیع الزمان
بن صاحبقران ہین سہمان ہنسا اور کہا مین تو تیرے ہی تلاش مین یہان تک آیا تھا اب مجھے قلعہ
مین جانے کی کیا ضرورت ہی اور نیزہ بدیع الملک پر مارا بدیع الملک نے نیزہ کو نیزہ پر روکا طعن
چلنے لگی آن واحد مین بدیع الملک نے نیزہ سہمان کا ہوائی کیا سہمان نے تلوار ماری بدیع الملک
نے تلوار سہمان کی رد کر کے ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ گھوڑا سہمان کا مارا گیا سہمان مرکب سے زمین پر
گرا اہل قلعہ نے کہا اے شہریار اب یہ گبر جانے نہ پائے لیکن بدیع الملک نے ہاتھ کو روک لیا
اور کہا کہ مین بے بس کو نہین مارتا کفار آنے اور سہمان کو اُٹھا لیگئے اور دوسرے مرکب پر
بٹھایا سہمان نے نعرہ کیا کہ ارے اس لڑکے کو زندہ نچھوڑنا کہ خداوند کو اسکے ذات سے اندیشہ ہی

یہ جانے نہ پائے کفار نے بدیع الملک کو گھیر لیا ہر طرف سے کمندین پڑنے لگین قمر چہر یہ رنگ
دیکھکر گھبرا گئی بال زلفون کے کھولدیئے صحیفۂ ابراہیمی سر پر رکھکر مصروف مناجات ہوئی کہ خداوندا
یہ ایک ہی بچہ ہی میرا اس نور نظر کو چشم زخم زمانہ سے محفوظ رکھیو وہان بدیع الملک کی یہ کیفیت
ہی کہ جسپر ہاتھ تلوار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے کئے ہوئے کسیکو بالا سے ہوا اُچھال دیا جب گرنے لگا تو
ہاتھ تلوار کا مارا چورنگ ہوائی کاٹا لیکن نرغہ کفار بڑھتا چلا جاتا ہی کچھ لوگ قلعے سے بھی نکلے ہین چاہتے ہین
کہ شاہزادہ کو بچائین مگر اُنھین اپنی ہی جان بچانا دشوار ہی کہ آدمخوار پھاڑ پھاڑ کر کھائے جاتے ہین
اک شور و ہنگامہ برپا ہی کہ ناگاہ بیابان سے یکایک بگولا گرد کا اُٹھا گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ ایکایک وہ گرد قریب
پہونچکر شق ہوئی دل گرد سے نقابدار سیہ پوش با یازدہ ہزار سواران جنگی آکر پہونچا اور کفار کو
قتل کرنے لگا جس سے معلوم ہوا کہ یہ اہل اسلام کا طرفدار ہی اور سہمان آدمخوار کو للکارا سہمان
اژدر پشت نہنگ پیکر نقابدار کی طرف چلا تھا کہ بدیع الملک نے دیکھا للکارا کہ ا سہمان کدھر
جاتا ہی تو میرا شکار ہو چکا ہی خبردار کہ مین آیا اور گھوڑا اڑا دیا لشکر مین ادھر سیاہ پوش نے جلدی
کی کہ مین ماردون سہمان کو جب دیکھا بدیع الملک نے کہ سیاہ پوش بہت تیزیان کر رہا ہی آواز دی
بدیع الملک نے کہ ای نقابدار گو تو میرا محسن ہی کہ میری جانب سے شریک جنگ ہی مگر میرے صید پر
ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ اچھا نہ ہوگا یہ کہتا ہوا قریب سہمان کے پہونچ گیا اور سہمان نے بزور تمام ارہ
سپر بدیع الملک کے مارا ادھر نظر قمر چہر کی پڑی تڑپ گئی کہ خداوندا اس گبر کے ہاتھ سے میرے فرزند کو
بچانا بس اُدھر تو سہمان نے ارہ مارا ادھر شاہزادے نے تلوار کا وار کیا کہ ارہ کے دو ٹکڑے
ہوئے اور پھر وہین سے دوسرا ہاتھ مارا کہ سہمان کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے لاش اُسکی
گری کہ زمین ہلگئی یہ معلوم ہوا کہ کوہ گران گر پڑا لشکر سہمان مین غوغا بلند ہوا کفار لاش سہمان کی
لیکر بھاگے اور بدیع الملک نے پیچھا کیا یہانتک کہ سرحد تمرنیہ سے بھگا کر پلٹا نقابدار کس ہاتھ
بدیع الملک کا دیکھکے متحیر ہوا لیکن بدیع الملک نے دیکھا تھا کہ لیس ہمراہ سہمان کے اہل اسلام
سے لڑ رہا ہی جسوقت سہمان قتل ہوا تو یہ بھی بھاگا بدیع الملک نے پیچھے اُسکے گھوڑا اڑا دیا اور کمند
مار کر اُسے گرفتار کیا قارن ثمرین کو قید کفار سے رہا کیا اور بافتح و فیروزی میدان سے پھر کر قلعہ
مین آیا سر سہمان آدمخوار کا قلم کر لیا تھا خوشی سے قمر چہر کو نذر دیا قمر چہر نے جیسے ہی آواز بدیع الملک
کی سنی سجدہ شکر سے سر اُٹھا کر گلے سے لپٹا کر اسقدر روئی کہ بیہوش ہوگئی جب ہوش آیا ہزارون منتین جو
مانی تھین اُنھین ادا کیا لیکن بدیع الملک نے قارن سے کہا کہ لیس اس دشمن کا شریک تھا
مین نے اُسے قتل نہین کیا کہ تمہارا بھتیجا ہی گرفتار کر لیا قارن نے کہا یہ قابل قتل ہی بدیع الملک
نے پوست اُسکا کھچوا کر دار پر چڑھوا دیا بعد اُسکے تیر اندازی کر کے لاش اُسکی سر راہ پر لٹکوا دی اور قارن
سے کہا کہ ان لوگون کو جو لڑنے آئے ہمسے کیا عداوت ہی قارن نے جزو کل لاہوتک غول کا حال
بیان کیا اور کہا کہ آپسے وجہ عداوت کی یہ ہی کہ منجمون نے کہا ہی کہ باعث زوال سلطنت لاہوتک
بدیع الملک ہی اسوجہ اُسنے اس آدمخوار کو بھیجا تھا جو کہ آپ کے ہاتھ سے مارا گیا اور رسائل سر چڑھائی
کفار کی ہی وہان ناموس صاحبقرانی اور بادشاہ اسلام وغیرہ سب ہین بدیع الملک نے کہا مین

ابھی سبائل پر جاکر اسی غول بچے کو مارونگا اور سارا لشکر تباہ کر دونگا قارن نے کہا انشاء اللہ تم
ایسا ہی کر دیگے مگر ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے بدیع الملک نے دیکھا کہ یون یہ لوگ جانے نہ دینگے
علی الخصوص قمر چہر سے بمصلحت کہدیا کہ بہتر ہے میں نجاؤنگا جب تم کہوگے جب جاؤنگا دوسرے روز قمر چہر
سے رخصت برائے شکار طلب کی قمر چہر نے کہا اے فرزند تمہارے دشمن بہت ہیں تم شکار نجاؤ بدیع الملک
نے کہا کہ قریب کے صحرا میں جاؤنگا دور نہ جاونگا آپ نہ گھبرائیں ماسوا اسکے لوگ بھی تو ہمراہ ہونگے
قمر چہر نے ناچار اجازت دی اور چار ہزار آدمی واسطے حفاظت کے ساتھ کر دیئے بدیع الملک
جانب صحرا روانہ ہوئے دور تک نکل گئے مگر کہیں قیام نہ کیا لوگون نے پوچھا کہ اے شہریار اکثر صحرا راہ
مین ملے کہ جنمین شکار بافراط تھا مگر آپ نہ ٹھہرے آخر کہان پہونچکر شکار کھیلیگا بدیع الملک نے جواب دیا کہ انشاء اللہ
سبائل پر پہونچکر کفار کا شکار کھیلونگا یہ سنکر سب گھبرائے اور عرض کیا کہ یہ اجازت ہملوگون کو نہیں ہے
کہ جہان آپ جائیں وہان جانے دیں صرف یہیں شکار کھیلا کیلیئے چلئے اور ہم حفاظت جان کے لیئے
معین ہیں بدیع الملک نے کہا پھر اتنا بوتا ہی تم میں کہ مجھے نہ جانے دو اور روک لو سب نے عرض کی
کیا مجال، بدیع الملک نے کہا پھر کیون کچھ کہتے ہو چپکے چلے آؤ اگر جنگ سے ڈرتے ہو تو پلٹ جاؤ میں بغیر
کفار کو سبائل پر سے ہٹائے ہوئے نہیں پلٹنے کا سب مجبور ہوئے عرض کیا جو آپکی خوشی ہم سب جان نثار
موجود ہیں بدیع الملک جزیرۂ مارگیر کے طرف سے سبائل کی طرف روانہ ہوا وہان قمر چہر کو دو روز کی اجازت
بدیع الملک کو دی تھی تیسرے روز بہت پریشان ہوئی آخر کار ہرکارون سے معلوم ہوا کہ بدیع الملک
سبائل کی طرف روانہ ہوگیا اور کبھی کے رہ گئے نذر کا قمر چہر نے یہ سنتے ہی کلیجہ پکڑ لیا اور رونے لگی
اتنے میں سنا کہ کیوان فلک رفعت آتے ہیں قمر چہر باپ کی تعظیم کو اٹھی جب کیوان فلک رفعت
سامنے آئے پوچھا بدیع الملک کہان ہے قمر چہر نے رو رو کر سب کیفیت باپ سے بیان کی کیوان نے کہا
آخر کسکا بیٹا ہے کچھ اندیشہ نکرو خدا ہمارا اور اسکا معین و مددگار ہوتا ہے قمر چہر نے کہا آپ جلیئے اور ابھی آتے رستے
سے پھیر لائیے کیوان اسیوقت مع قارن قرین طرف سبائل کے عقب بدیع الملک میں روانہ ہوا
تین شبانہ روز منزل نہ کی کہ ایسا نہو بدیع الملک پر کوئی آفت پڑنے لگا ہو تب تو اسکے نام کا دشمن
ہو رہا ہے چوتھے روز ایک صحرا میں پہونچکر قیام کیا ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا وہان بدیع الملک
نے بھی بعد تین روز کے قیام کیا تھا سیر و شکار میں مصروف تھا یہ خبر ہرکارون نے کیوان کو پہونچائی
کیوان اسیوقت مع قارن کے پہونچا بدیع الملک نے دیکھا کہ ایک بگولا گرد کا اوڑا اور اسی بگولے پر
ہزارہا طائر سایہ فگن ہیں اور وہ بگولا بڑھتا چلا آتا ہے جب ان تک کہ قریب آکر شق ہوا بدیع الملک نے
کیوان فلک رفعت و قارن قرین کو دیکھا کیوان کو سلام کیا قارن نے بدیع الملک کو سلام کیا ملاقات
ہوئی بدیع الملک نے کہا آپ نے کہان قدم رنجہ فرمایا کیوان نے کہا اے فرزند مان تمہاری رو رو کر جان
دیئے دیتی ہے میں تمہیں لینے آیا ہون بدیع الملک نے کہا کہ میں تو اب سر لا ہو تک اغول کا لیکر پھر
ہونگا یون تو پلٹنے کی قسم ہے مادر مہربان سے عرض کیجیئگا میری طرف سے کہ میں قسم کھا چکا ہون اگر فرزند کا
کو دوست رکھتی ہیں تو میرے پلٹنے کی امید میں بیٹھی رہیں جب خدا لائیگا آکر ملونگا اگر مجھے خدا سے زیادہ
دوست رکھتی ہیں تو کافرہ ہیں میں کافر سے محبت نہیں رکھتا جب کیوان نے دیکھا کہ بدیع الملک کسیطرح

نہین مانتا تو انگشتری سلیمان علیہ السلام گلے سے اُتار کر بدیع الملک کو پہنادی اور کہا حافظ حقیقی نگہبان ہی یہ کہکر رخصت ہوکر قلعۂ قمر بخش مین آیا وہان سے قمر چہر کو لیکر طرف ہفت منظر کے روانہ ہوا آگے دیکھیے کیا ہوتا ہی

لیکن اب چند کلمہ داستان لاہوتک غول اور اہل اسلام کے بیان کرتے ہین

ساقیا جام سرخ رنگ پلا
سا سنا ابتو ہلی مقدر سے

سر بسر خون کو ہو جس سے جلا
نکلون کسطرح اسکے چکر سے

کچھ امنگین بڑھین لڑائی کی
پچھین مین ہجوم غم ہر سو

دُھن رہی تیغ آزمائی کی
غرق بحر الم ہون تا بہ گلو

کشتی دُ ادھر بڑھا ساقی
پار بیڑا مرا لگا ساقی

محاصران قلعۂ معانی و لشکریان فوج خوش بیانی اشہب کلک کو صفحہ قرطاس پریون جولان دیتے ہین کہ مہتر شاپور شیر دل بارگاہ لاہوتک غول مین بصورت مبدل کھڑا ہوا ہی کفار جمع ہین لاہوتک غول تخت پر جلوہ افروز ہی داہنے ہاتھ کیجانب اکوان چہار دست بدر بن زلازل یکچشمی الماس شاہ محیط کوہی قاہر بن قہرمان دیو ہرہ دیگر سرداران تالک فرداق وغیرہ ونگلون کرسیون پر بیٹھے ہین بائین سمت صلصال بن وال بن دیو بن شمامۂ جادو و جدائل خان ہندی و مجنون تیغ بند و قہر بن زرہ پوش اسلحہ و مسلحہ وغیرہ باقی سرداران لاہوتک و حمائل بن زبرجد شاہ یہ سب بیٹھے ہین تمام بارگاہ ان گبران ناہنجار سے مملو ہی ذکر قلعہ گیری کا ہو رہا ہی لاہوتک پوچھ رہا ہی کہ قلعہ کیونکر لے لینا چاہیے ہر ایک اپنی اپنی راے بیان کرتا ہی مگر کوئی راے قرار نہین پاتی اتنے مین جدائل خان ہندی نے کہا کہ یا خداوند میرے پاس دوازدہ ہزار فیل جنگی تیار ہین انکو قریب خندق کے بھیجنا چاہیے اور خس و خاشاک بورونمین بھر دا کر پاس فیلون کے رکھدینا چاہیے کہ وہ خندق مین خرطوم سے پھینکتے جائین جسوقت خندق برابر ہو جائے یلغر کر کے قلعہ مین گھس چلین سب نے اس راے کو پسند کیا لاہوتک نے کہا مین از قبل خلقت خود یہین تقدیر کردہ بودم اور اُسیوقت نقارۂ رزمی بجا شاپور یہ ترکیب سنکر نہایت پریشان ہوا اور اُسیوقت واسطے خبر کے خدمت مین شاہ اسلام حارث بن سعد کے حاضر ہوا اور قصہ کفار کا بیان کیا شاہ نے سلمان فارسی کو بلاکر اور عمر بن حمزہ یونانی اور ہاشم تیغزن سے یہ کیفیت بیان کی سب پریشان ہوئے اور توکل بر پروردگار کر کے نقارہ بجوا دیا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی جسوقت زمانہ شب کا برطرف ہوا اور بیزدہ شب سے خورشید سحر نے روے روشن اپنا ظاہر کیا تارے مارے شرمندگی کے آسمان مین غرق ہو گئے خورشید خاور چتر زرین لیے ہوئے مشرق سے برآمد ہوا جھونکے نسیم بہار کے چلے طائر مصروف زمزمہ سرائی ہوئے اہل اسلام نے نماز سحر سے فراغت کی شاہ اسلام برج قلعہ پر متمکن ہوئے اُدھر لاہوتک غول ملعون تخت پر بیٹھا اکوان چہار دست چارون ہاتھون مین حربے لیے ہوئے ہمراہ تخت داہنی جانب اور حمائل شاہ و جمشید جا بلقا بائین جانب ملک مرداق و الماس شاہ محیط کوہی باسرداران خود ایکطرف اور صلصال ایک سمت بدر بن زلازل ایک طرف جدائل خان ہندی دوازدہ ہزار فیل جنگی ہمراہ لیے ہوئے اور خود بھی فیل سیاہ پر سوار کہ خرطوم اُسکی سفید تھی نہایت زبردست فیل گرزیازدہ منی پرچہ کوہ ہاتھ مین استوار کیے ہوئے نمایان ہوا جب سب کفار میدان مین پہونچ گئے تو پہلے صفین باندھین بعد اُسکے جدائل خان مع دوازدہ ہزار فیل جنگی اور ہر فیل پر سو سو بورہ خاک کا لدا ہوا سبکو لیے ہوئے بر لب خندق پہونچا اہل قلعہ نے گولے مارے ایک آدھ فیل کام آیا باقی سب

لب خندق پہونچ گئے اب گولے کی زد بھی نہ باقی رہی اور فیلون کو اُسنے سدھار رکھا تھا انھون نے
سونڈون سے اٹھا کر بورے خندق مین ڈالنا شروع کیئے اُدھر چہار طرف سے کفار ہجوم کر کے چلے یہ
رنگ دیکھکر اہل اسلام تھرا گئے اور دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیئے کہ ای معبود کارساز
ای رب بے نیاز اس وقت بیکسی مین سوا تیرے کون ہے ان کفار کو پست کر بحق ابراہیم علیہ السلام یہ
سب تو دعا مین مصروف ہین فیلون نے اسقدر بورے ڈالے کہ خندق پٹ گئی اور کفار بھی یلغر کر کے
نزدیک قلعہ آ گئے قریب ہے کہ جدائل خان گرز سے پھاٹک توڑ کر داخل قلعہ ہو کہ اہل اسلام نے بلبلا کر دعا
کی اور دریا ے رحمت الٰہی جوش مین آیا کہ یرؤہ بیابان سے تتق گرد عظیم بلند ہوا اور صدا فیلون کے
چنگھارنے کی آئی آن واحد مین وہ گرد قریب آ کر شق ہوئی اور دل گرد سے نوکسے فیل کہ ہر فیل پر ایک علم
ہر علم کے پھریرے پر لغت الٰہی تعریف رسالت پناہی مرقوم تھی جب یہ گذر گئے تو ماہی مراتب وغیرہ سب
جلوس اسواری کا گذرا اور لندھور بن سعدان گرد فیل میمونہ پر بیٹھا ہوا گرز گران سنگ آسمان رنگ
ہشت پہلو برچہ کوہ ستر ہ سے من کی ضرب ہاتھ مین نمایان ہوا اور یلغر قلعہ پر دیکھا اور خیال کیا کہ جدائل خان
قریب ہے کہ پھاٹک قلعہ کا توڑے وہین سے لندھور نے نعرہ کیا کہ تمام صحرا لرز گیا جدائل خان کا دل
ہل گیا پلٹ کر جو دیکھا تو لندھور کو با عظمت شان پایا جدائل خان حیران ہوا کہ اسے تو مین نے اندھا کر دیا تھا
آنکھین اسکی کیونکر روشن ہوئین مگر مجبوراً قلعہ پر سے پھرا اور فیل کو بڑھا کر سامنے لندھور کے آ کر لگا اور ان
ہوا یہ معلوم ہوا کہ دو کوہ ملگئے فیل جدائل خان کا فیل میمون کی ٹکر کھا کر چیخ اٹھا لندھور نے کہا او جدائل خان
ناشدنی تو نے میرے ساتھ اتنی بڑی دغا کی دیکھ خداوند کریم ایسا قادر مطلق ہے کہ اسنے پھر مجھے آنکھین عطا
فرمائین جدائل خان نے جواب دیا کہ خداوندلات آعلے اور منات معلے نے دی ہونگی اب تو خدا ے
نادیدہ کا نام لیتا ہے یہ سنکر لندھور کو نہایت طیش آیا مگر ضبط کیا کہ پسندیدہ طریقہ اہل اسلام کا نہین ہے آواز
دی کہ بس بیہودہ نہ بک مین یہ چاہتا تھا کہ اب بھی راہ راست پر آ جاے مگر معلوم ہوا مجھے کہ قضا تیری
دامنگیر ہے شیطان پیچھا تیرا نہ چھوڑیگا دوزخ نہ چھوڑیگا لا ضرب بہادری کی کہ تجھے تمنا نہ رہجاے جدائل خان نے
نیزہ مارا لندھور نے نیزہ ہاتھ سے جدائل خان کے ہوائی کیا جدائل خان نے گرز کو سر پر چرخ دیکر دو دستی
ضرب سر پر لندھور کے لگائی لندھور نے گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی عمود سے پرکالہ آتش
کے نکل گئے جگر زمین ہول سے شق ہو گیا تتق گرد بلند ہوا فیل میمونہ گھٹنون تک غرق زمین ہو گیا ہی ایسا
فیل تھا کہ ضرب جدائل خان کا اٹھا گیا ورنہ دوسرا فیل ہوتا تو کمر ٹوٹ جاتی لندھور تو وہ خاک مین
پنہان ہو گئے جدائل خان نے آواز دی کہ زہ دم و پست کر دم لیکن فوراً لندھور گرد سے نکلا جدائل خان نے
سنبھلنے نہ دیا دوسری ضرب ماری لندھور نے اس ضرب کو بھی رد کیا ہنوز سنبھلنے نہ پایا تھا کہ جدائل خان
نے تیسری ضرب ماری ایکی فیل میمونہ چیخ اٹھا کہ تین ضربون کے لنگر سنبھالے لندھور نے دیکھا کہ یہ نامرد
کرتا ہے اپنے ہی وار کیئے جاتا ہے بس ایکی مرتبہ گرد سے نکلے تو گرز کو سر پر چرخ دیتے ہوئے اور آواز دی کہ
خبردار و ہوشیار ہو تو جوان ہے مین ضعیف ہون لیکن دیکھون تو کیونکر تو اس ضرب کو روکتا ہے اور بقوت
تمام جسطرح عالم کفر مین امیر کو گرز مارا تھا دو دستی گرز جدائل خان کو مارا جدائل نے گرز کو چہرہ کی پناہ کیا
لیکن گرز لندھور جو پڑتا ہے یہ معلوم ہوا کہ آسمان ٹوٹ پڑا فیل نے چیخ ماری اور کمر اسکی ٹوٹی ہاتھ جدائل خان

کے ٹھہرائے دونون گرز سر پر جدائل خان کے گرے اسطرح پر کہ گرز خود مین خود کاسہ سر مین سر گردن مین گردن سینہ مین سینہ شکم مین شکم فیل مین فیل نقش زمین ہو گیا خون کا تھتلا بنکر رہگیا تتق گرد بلند ہوا اور لندھور نے نعرہ کیا کہ زدم و لبستہ کردم عیار جدائل خان کا دوڑ کر آیا اور پانی کے چھینٹے دئے دیکر گز کو اٹھالا تو ایک چبوترہ سا بنا ہوا تھا نہ فیل محسوس ہوتا تھا نہ جدائل خان کا پتا تھا وہ یہ دیکھکر خاک اوڑانے لگا کفار یہ شوکت لندھور کی دیکھکر لرز گئے کسی کو بڑھنے کی جرات نہ ہوئی لاہوتک طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا اور قلعہ سبائل ہر نقارہ شادمانی بجا بادشاہ اسلام مع بارگاہ وغیرہ قلعہ سے باہر آئے لیکن بعد مارے جانے جدائل خان کے تین لاکھ ہندی تو بھاگ کر لاہوتک کے لشکر مین چلے گئے اور نو لاکھ لندھور سے ملے اب لشکر لندھور کا اٹھارہ لاکھ ہو گیا لندھور نے آکر بادشاہ کی قدمبوسی حاصل کی بادشاہ نے نوازش فرمائی اور حال پوچھا لندھور نے سب کیفیت اپنی اندھے ہو کر قید ہونے کی اور پھر معجزہ جناب ابراہیم علیہ السلام اور بینا ہونے کی عرض کی اور حال سرداران اسلام کا پوچھا کہ کہان ہین علی الخصوص ایرج و نورالدہر کہ یہ زور بازوان صاحبقران ہین بادشاہ اسلام نے تمام سرگذشت انکے اسیر ہونے کی کہی لندھور اسیر کو یاد کر کے بہت روئے بادشاہ نے فرمایا کہ لندھور کی عزت اب واجب ہوئی کیونکہ نظر کردہ ہوئے ہین اور وہ عزت کی بزم عیش واسطے لندھور کے آراستہ ہوئی ہر طرف چراغان ہوا تمام صحرا مین درخت تمامی سے منڈھے گئے قندیلین آویزان ہوئین لشکر مین چراغان جدا ہوا بارگاہ مین صحبت رقص معین ہوئی سب سردار جمع ہین جام مئے ناب کو گردش ہے جوانان قوی تن مثل فیل مست شراب پئے ہوئے جھوم رہے ہین رقاصان پری چہرہ حاضر ہین غزلین عاشقانہ گا رہے ہین کہ ہر ایک کو وجد کا عالم ہے غزل

جناب دل چلن اپنے بدلنے والے ہین
تو ہم بھی رنگ محبت بدلنے والے ہین
یہ سبب ہمین لٹ ترے گیسو کی سیہ
کہ جوش شوق مین شیشہ آبلنے والے ہین
ہمارے نام سے تمر لیگی عدو کی لحد
ضرور حوصلہ دل نکلنے والے ہین
برا ہی یک بیک انکا تپاک سے ملنا
وہ شکوے ہین کہ زبان سے نکلنے والے ہین
ابھی نہین ہے خبر خون دل ہوا انکا
جلا کے پھینکے ہوئے ہین جو کہ جلنے والے ہین
کہ راہ کوچۂ الفت کی چلنے والے ہین
پکارتی ہے بہار شباب کی آمد
کھلونے آج زہر یہ کالے آگلنے والے ہین
اٹھا کے آج بٹھایا ہے درد فرقت نے
وہ آج ایک نئی چال چلنے والے ہین
اشارے کرتی ہین اس ہستانی آنکھین
نگاہ چار گھڑی مین بدلنے والے ہین
خوشی کرینگے تمہی کو توڑ کر واعظ
حنا تو ملکے وہ ہاتھ ملنے والے ہین
جلاتے ہین ہمین سے حرف آرزو جو جو
جفا وہ غیر کے خاطر جو ملنے والے ہین
کہ نخل باغ تمنا کے پھلنے والے ہین
ہوا ہی داخل میخانہ کون سا سرکش
سنبھالا ہمنے لیا یا سنبھلنے والے ہین
ہجوم شوق کے جو ہو چکے محبت مین
کہ دور بادۂ الفت کے چلنے والے ہین
ہمارے دل سے نکلنے نہ پائے جو ارمان
عماسے میکدے مین آج اچھلنے والے ہین
نہ دیکھو وصل کی شب سوئے شمع و پروانہ
دل آن بتون سے بھلا کب پگھلنے والے ہین

غرضکہ یہان تو یہ ہنگامہ گرم ہے لیکن مہتر شاپور شیردل کے ذہن مین یہ بات آئی کہ چلکر خبر لینا چاہیے کہ اب لشکر کفار مین کیا ہو رہا ہے یہ سوچکر بصورت مبدل طرف لشکر لاہوتک کے روانہ ہوا بارگاہ لاہوتک مین پہونچکر دیکھا کہ تمام گبر مرنے جدائل خان کا افسوس کر رہے ہین لیکن صلصال دست بہ قبضہ ہو کر پکارا کہ بنام خان اعظم یا خداوند میرے نام پر طبل جنگ بجے کل عوض خون جدائل خان کا لندھور سے لونگا اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی شاپور نے آکر شاہ اسلام کو آگاہ کیا فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے لندھور صلصال سے کم نہین ہین اسیوقت توپخانہ رعد شکوہ جوش و خروش

مین آیا نقارے گرگرائے جلسہ برخاست ہوا تیاری جنگ ہونے لگی یکایک سفیدۂ سحری نمودار ہوا اور تیرگی شب روانہ
مغرب ہوئی شاہ خاور بصد کر و فر تاج زرین برسر قباے زرتار در بر تخت بیلی پر جلوہ افروز ہوا لاہوتک غول مع لشکر
میدان مین آیا اسطرف سے شاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز لندھور فیل میمونہ پر سوار ہاشم تیغ زن ایک سمت عمر بن حمزہ
یونانی کہ نہایت ضعیف ہین مگر مثل شیر ایک جانب اور دیگر سردار جو باقی ہین میدان قتال و جدال مین آکر صف آرا
ہوئے نقیبون نے نقابت کی کہ اے بہادران نامدار و اے لشکریان جرار یہی روز نام و ننگ ہے آج ہی آزمایش مردمی و
مردانگی کا روز ہے اپنی اپنی جراتین دکھادو اور نام رستم و سام کا مثل حرف غلط صفحۂ ہستی سے مٹا دو جبوقت نقیب
نقابت کرکے ہٹ گئے لہو جسم بہادرون مین دوڑنے لگا نامردونکو بھی جوش ہوا اسوقت ہر ایک یہ ارادہ رکھتا تھا
کہ پہلے ہمین جاکر لڑین اور جان دین لیکن ازبسکہ نام پر صلصال کے طبل جنگ بج چکا تھا تو کوئی برائے مقابلہ نکلا
لیکن صلصال اپنا فیل بڑھاکر سامنے لاہوتک کے آیا اور اجازت خواہ میدان قتال و جدال ہوا لاہوتک نے کہا
جاؤ اے خان اعظم یہ قدرت تمہارا نگہبان ہے صلصال میدان مین آیا اور پکارا کہ اے لندھور اگر عوض مین جدال خان
کے آج تجھے نہ مارا ہوگا تو نام اپنا صلصال بن دال بن دیو بن شماسہ جادو نہ رکھا ہوگا لندھور نے کہا تو وہی ہے کہ کئی بار
دفع سامنے سے بھاگا ہے اور دیکھو تو تیری کیا حالت کرتا ہون یہ کہکر سامنے تخت شاہی کے آکر فیل سے اترکر زمین ادب
کو بوسہ دیا اور اجازت میدان طلب کی شاہ نے فرمایا کہ جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے اور جام کا عفریت عنایت ہوا
لندھور بادگر فیل پر سوار ہوکر مقابل صلصال آیا صلصال نے گرز مارا لندھور نے گرز صلصال کا گرز پر روکا
کوہ پر کوہ گرا شرارے آتش کے بلند ہوئے تڑاقے کی صدا کانون مین گونج گئی بگولہ گرد بلند ہوا لندھور نے گرز
سے نکلکر گرز صلصال پر مارا صلصال نے بھی ضرب لندھور کی گرز پر روکی تڑاقا ہوا مگر لندھور کی ضرب کا لنگر
صلصال سے نہ اٹھ سکا ہاتھ کج ہوگئے گرز پھسل کر شانے پر گرا کہ شانہ صلصال کا ٹوٹ گیا وہان سے گرز سر
فیل پر آیا کہ ہاتھی صلصال کا مرگیا دونون غلطان و پیچان زمین پر آئے صلصال بیہوش ہوگیا ہاتھی فوراً
مرگیا یہ رنگ دیکھکر بدر بن زلازل یک جنگی مرکب کو تھپکاکر میدان مین آیا اور نیزہ لندھور پر مارا اتنی دیر مین غلام
آکر صلصال کو اٹھا لیگئے لندھور نے نیزہ بدر کا نیزہ پر روکا نیزہ دو بدل ہونے لگی چند طعنون کی نوبت آئی ہوگی کہ
لندھور نے نیزہ بدر کے ہاتھ سے ہوائی کیا بدر نے غیظ و غضب مین آکر تلوار کھینچی اور لندھور پر وار کیا
لندھور نے ضرب بدر کی سپر پر روکی تلوار نے بدر کی سپر کو چار انگل کاٹا لندھور نے جھٹک دی تلوار ٹوٹ
گئی بدر نے وہ ٹکڑا کہ جو ہاتھ مین رہگیا تھا ہاتھ پر لندھور کے مع قبضہ کھینچ مارا لندھور نے خالی دیا اور خبردار کہکر
گرز مارا بدر نے خالی دیا کہ گرز لندھور کا زمین پر گرا خاک اوڑی زمین وہان کی شق ہوگئی بدر نے پہلو پر سے
اگر گرز مارا لندھور نے بزور دستی تمام وار بدر کا سپر پر روکا اور دوسرا گرز مارا بدر نے پھر چاہا کہ خالی دون مگر جب
کسیقدر پیچھے سمٹ کر رہگیا بس گرز لندھور کا سر مرکب پر پڑا کہ گھوڑا بدر کا مرگیا اور بدر مع مرکب غلطان و پیچان
زمین پر آیا چوٹ اسکے بہت آئی یہ کہکر میدان سے پھر گیا کہ کل سمجھونگا اور لشکر مین پہونچکر طبل بازگشت بجوا دیا
سب میدان سے پھرے کفار اپنے پڑاو پر گئے اہل اسلام اپنی فرودگاہ پر آئے بدر نے پہونچتے ہی پھر طبل جنگ
بجوادیا ادھر بھی طبل جنگ بجا تیاری جنگ ہونے لگی لیکن لعیان خنجر گذار اور مفتاح کشوری اور چالاک بن
عمر یہ سب خوردک بن گردمرد کے مکان مین بیٹھے تھے اور صلاح کر رہے تھے کہ کونسی تدبیر ایسی نکالنا چاہیے
جس سے سردار رہا ہون کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ کہتا تھا ایک دوسرے کی راے کو رد کر دیتا تھا کوئی امر ٹھ

نہین پایا تھا کہ باہم یہ صلاح ٹھہری کہ شاپور شیردل کو لانا چاہیے کہ اُسکی عقل بہت تیز ہے اور جوان بھی ہے سب نے
یہ صلاح کر کے شاپور شیردل کو طلب کیا جسوقت شاپور آیا سب نے تعظیم کی اور بعد حرمت مقام صدر پہ بٹھایا جام
شراب پیش کیا شاپور نے جام پیا اُسوقت سب نے کہا ای شاپور تمہاری عقل ماشاء اللہ ہم سب سے نہایت
سلیم واقع ہوئی ہے تم کہو کہ رہائی سرداران کے بارہ مین کیا فکر کرنا چاہیے شاپور نے کہا کہ میرے نزدیک
تو بہتر یہ ہے کہ سب لشکر سے نکلکر کسی صحرا کو چلے جائین اکثر تاجر لشکرون مین آیا کرتے ہین پس جو قافلہ آتا ہو اُسکے
ساتھ خود بھی بصورت تاجران آکر لشکر کفار مین دوکانین لین وہان سے کہ دو کوشش مین مصروف رہین جب
موقع پائین سردارون کو چھڑالین سبنے ہاتھ شاپور کے چومے اور کہا سبحان اللہ اسی سے ہم سب نے اپنی
عقل پر تجھین فوق دیا تھا غرضکہ اُسیوقت اسباب تجارت پوشیدہ طور سے قلعہ سے نکالکر طرف صحرا کے
لیگئے مسافت روز تک قیام کیا اتفاقاً آٹھوین روز اک قافلہ جانب ظلمات سے آیا تھا اور لشکر لاہوتک
کو جاتا تھا یہ سب سوداگر بنکر اُسکے ہمراہ ہولیئے اور داخل لشکر لاہوتک ہوئے پیروز بن ہرمز کے لشکر مین
دوکانین لین اور اسباب تجارت رکھکر بیٹھے جسوقت شب ہوئی تو مہتر شاپور شیردل دوکان سے چلا گیا
دوسرے روز دیکھا کہ شاپور اندر سے دوکان کے نکلا پوچھا سب نے کہ ای مہتر مہتران کیا تمنے سحر بھی یاد کیا ہے
کہ کل گئے تھے دوکان کے باہر اور نکلے اندر شاپور نے کہا مین نے اس دوکان کے اندر سے اپنے مکان
تک نقب لگائی ہے بعد اسکے سب مشورہ کر کے جدا جدا بوقت شب تلاش مین سرداران اسلام کے روانہ
ہوئے لیکن کسی سردار کا پتا نہ لگا اب یہ معمول ہوگیا ہے کہ تمام دن تو دوکان پر رہتے ہین اور رات بھر
سردارون کی تلاش کرتے ہین ایک روز ارزق بن زر وہنگ ختنی عیار دوکان پر فتاح کشوری کے
کہ سوداگر جواہر کا بنا ہوا تھا اور مہتر الماس اپنا نام مشہور کیا تھا آیا اور پوچھا کہ عمدہ مروارید ہین فتاح نے کہا
کہ میرے پاس وہ مروارید ہین کہ ہفت کشور مین بھی مطابق اُنکے نہ نکلین گے بلکہ کسی نے نام بھی نہ سنا
ہوگا ارزق نے کہا کیا نام ہے اُس موتی کا فتاح نے کہا دُرکشیری کہتے ہین ارزق کے ہوش اُڑ گئے کہ اس نام
کا موتی نہ سنا تھا کہا جلد دکھاؤ فتاح نے کہا یہ بہت بیش قیمت ہوتی ہین ارزق نے کہا جو کچھ مانگو گے دونگا فتاح
نے کہا ابھی تو دھوپ سے چلے آتے ہو جواہر کا پرکھنا آسان نہین اندر آؤ بیٹھو شراب پیو جب مزاج درست
ہو تب دیکھو ارزق نے دلمین کہا کہ یہ مرد سوداگر نہایت مردم شناس معلوم ہوتا ہے اور پر دوکان کے آ
بیٹھا فتاح نے خادم کو پکارا وہ شراب و کباب لایا ارزق نے شراب پی کباب کھائے اور عیار بھی ساتھ
ارزق کے تھے سب نے شراب پی اتنے مین آواز کراہنے کی آئی ارزق نے پوچھا یہ کون کراہتا ہے فتاح
نے کہا بھائی میرا بیمار ہوگیا ہے اُسکے بچنے کی توقع نہین ارزق نے پوچھا کیا مرض ہے جواب دیا یرقان سوداوی
کہ ہر چیز اُسکو زرد معلوم ہوتی ہے ارزق نے کہا مین کسیقدر علم طب سے بھی آگاہ ہون مجھے تو دکھاؤ فتاح
نے کہا آئیے اور اندر حجرے کے لیگئے جس دوکان مین کہ مریض تھا بعد ارزق کے وہ عیار جو کہ اُسکے ساتھ
تھے وہ بھی حجرے مین داخل ہوئے دیکھا کہ ایک شخص زمین پر پڑا ہوا کراہ رہا ہے ارزق نے نبض پر ہاتھ ڈالا
مریض نے ارزق کا ہاتھ پکڑ لیا فتاح نے کہا مجھے سنبھالئے ایسا نہو کہ یہ آپ کو زک دے دیوانہ ہو رہا ہے
مین نہین جانتا ارزق نے کہا کہ تمنے کیا مجکو موم کا سمجھا ہے کہ ایک اتنا سا بیمار مجھے نہ سنبھلے گا فتاح چپ ہو رہا
کہ مریض نے ارزق کے ایک طمانچہ مارا کہ اُسے چکر آگیا بس اُسی عالم مین مریض نے نعرہ کیا کہ مَین مہتر شاپور

شیردل نے اوبار کر کمند ارزق کو پکڑ لیا اور نقب کی راہ سے روانہ ہوا اور یہ جو عیار کہ ارزق کے ہمراہ تھے
انھیں مہتر چالاک بن عمرو ابوالفتح وغیرہ نے گرفتار کر لیا تھا اور نے سب کو لا کر اپنے مکان میں قید کیا اور
پھر حسب معمول سب دوکان پر آکر بیٹھے وہاں یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ہدرہ نے پھر اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا
ہی جب زمانہ شب برطرف ہوا ہوائے صبحدم چلنے لگی گردان لشکر اپنے اپنے رسالوں پلٹنوں سمیت آکر
معرکہ آرائے کارزار ہوئے اسطرف لاہوتک غول با فوج کثیر میدان میں آکر قائم ہوا اسطرف شاہ
اسلام بصد شوکت و احتشام آکر میدان میں صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال صلصال
کے لشکر سے شیداز ترک میدان میں آیا مبارز طلب کیا اللہ ہور نے ارادہ کیا کہ میں نکلوں ہاشم تیغزن نے
جلدی کی اور مرکب کو چمکا کر سامنے تخت شاہی کے آیا مجرا کیا اجازت خواہ میدان کارزار ہوا شاہ نے فرمایا
جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہی اور جام کلہ عفرت عنایت ہوا ہاشم جام پیکر یار دگر مرکب پر بیٹھ کر عازم میدان
کارزار ہوئے شیداز نہ ہاشم کو آتے دیکھکر تگاور زن ہوا ادھر سے ہاشم تیغزن تگاور زن ہوئے سپرین اڑین
چنگاریاں جھڑین مرکب شیداز کا چھ قدم اور گھوڑا ہاشم کا حسب معمول تین قدم پس پا ہوا اسل بسل کر کے دونوں
دلاوروں میں ایک نے دوسرے کا سامنا کیا شیداز نے نیزہ سینہ ہاشم پر مارا ہاشم نے نیزہ کو نیزہ پر روکا
طعنین چلنے لگیں کوئی گیارہ طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ ہاشم نے نیزہ ہاتھ سے شیداز کے ہوائی کیا شیداز
نے گرز مارا کر سات سی من کی ضرب تھی ہاشم نے گرز شیداز کا سپر پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی چنگاریاں
نکلیں پھول سپر کے جھڑ پڑے جواب میں گرز کے ہاشم نے بھی گرز مارا شیداز نے گرز کو ہاشم کے اپنے گرز
پر لیا تڑاقا ہوا شعلہ فلک کو نکل گیا کمر مرکب شیداز کی ٹوٹ گئی شیداز بیہوش ہو کر گرا آواز دی ہاشم نے
کر زدم و بست کردم کفار دوڑے ہوئے آئے اور شیداز کو اٹھا لیگئے ہاشم نے پھر مبارز طلب کیا مجنون
تیغ بند لاہوتک سے اجازت لیکر میدان میں آیا بعد گفتگوے بسیار یہ ٹھہری کہ مجنون نے کہا اے پسر حمزہ
تمھیں بھی لوگ تیغزن کہتے ہیں اور میں بھی تیغ بند مشہور ہوں میرے تمھارے صرف تلوار کی لڑائی ہوا اور
نیزہ بازی تو تم خدا پرستوں پر ختم ہی یہ کہکر میان سے تلوار کھینچی اور اسطرف ہاشم تیغزن نے بھی تلوار کھینچی دونوں
بلا کے پھکیت تھے خوب چلنے لگیں لڑتے لڑتے ایک مقام تلوار نے مجنون کی سپر کو ہاشم کے دو انگل کاٹا ہوگا
کہ فوراً شاہزادے نے بلچک دی تلوار مجنون کی ٹوٹی واہ واہ کی صدا دونوں لشکروں سے بلند ہوئی مجنون
خفیف ہوا اور دوسری تلوار کھینچی پھر رد و بدل ہونے لگی ہاشم نے یہ تلوار بھی بلچک دیکر توڑی مجنون نے
اور تیغ طلب کی عیار آکر پھر دو تلواریں دے گیا ایک کو مجنون نے زیب کمر کیا اور ایک سے پھر لڑنے لگا سب
لشکر دیکھ رہا ہی کہ دونوں بلا کے پھکیت ہیں دیکھئے انجام کیا ہوتا ہی اتنے میں ہاشم نے تھکٹی ماری کہ قبضہ کے
پاس سے تلوار مجنون کی کٹ کر گری دن بھر تلوار چلی اب شام قریب ہی کہ ایک مقام پر ہاشم نے کمر بتا کر جو سر کا
وار کیا تلوار خود پر بیٹھی پیمانہ مغفر سے مثل قطرہ آب کے گذر کر کاسہ سر میں چار انگل در آئی مجنون نے
داستانہ مارا تلوار جھنا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی مجنون بیہوش ہوگیا ہاشم نے کہا ایجا
اسے لوگ دوڑے ہوئے آئے اور مجنون کو اٹھا لیگئے شام ہو چکی تھی کہ طبل بازگشت بجا دونوں لشکر
میدان سے پھرے لاہوتک داخل بارگاہ ہوا سب کفار جمع ہوئے مجنون کا علاج ہونے لگا صلصال کا زخم
اچھا ہوگیا تھا اسنے اپنے نام پر طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر اہل اسلام کو ہوئی یہاں بھی نقارہ رزمی جوش و خروش

مین آیا پھر دونون طرف تیاری جنگ کی ہونے لگی تمام رات ہر طرف لشکرون مین حاضر باش و ناظر باش کی
صدائین بلند رہین جب سفیدۂ سحری نے روے سیاہ فلک پر غازہ پھیرا نور مہر جہانتاب ہر طرف چمکا
طائر مصروف زمزمہ سرائی ہوئے پیک صبا نے آکر خبر جنگ بہار و خزان پہونچادی دونون لشکر میدان مین
آکر باہمدگر صفین باندھکر مستعد جنگ ہوئے نقیب کرکا سنا کر نکل گئے تھے کہ صلصال بن وال بن دیو
بن شمامہ جادو لاہوتک غول سے اجازت لیکر میدان مین آیا سراپا دکھایا ہاتھ نیزہ کے نکالے جب
خوب پسینہ مین غرق ہوگیا اسوقت مرکب کو روک کر نیزہ زمین پر گاڑ دیا بعد چند ساعت کے نعرہ کیا کہ اے
اے گروہ خدا پرستان منم خان اعظم آئے جسکو تمناے مرگ و آرزوے قضا ہو یہ سنتے ہی پرانی ہڈیون مین
حرارت پیدا ہوئی ضعیفون کی بحر جرات نے جوش کیا بقول شاعر - جوانی سے زیادہ وقت پیری جوش ہوتا ہے
بھڑکتا ہے چراغ صبح جب خاموش ہوتا ہے - شاہزادہ عمر بن حمزہ یونانی اپنے مرکب صبا رفتار کو اوڑا کر شاہ اسلام
سے حسب دستور اجازت لیکر مقابل صلصال ہوا اور فرمایا کہ کیا بکتا ہے ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گو ہے
بہادری کا صلصال نے کہا کہ بیشک تم جہاندیدہ ہو تمسے لڑائی کا مزا اٹھے گا اور سب تو تیرے سامنے
کے بچے ہین فی الواقع سن اسکا دو سو برس کے قریب ہے کیونکہ ابتداے نوشیروان نامہ سے برابر لڑ رہا ہے القصہ
صلصال نے نیزہ مارا عمر بن حمزہ نے نیزہ پر روکا طعنین چلنے لگین ایک مقام پر عمر بن حمزہ نے نیزہ
اسکا ہوائی کیا صلصال نے گرز مارا عمر بن حمزہ نے گرز صلصال کا سپر پر روکا یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ پھٹ
پڑا مگر عمر بن حمزہ بھی دوسرے امیر ہین وار صلصال کا اسطرح رد کیا جیسے کسی چھوٹے پہلوان کا پھر صلصال
نے کہا خیر مگر نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تلوار بازی راست بازی یہ کہکر تیغہ کمر سے کھینچکر وار
کیا عمر بن حمزہ نے تلوار کو ضامن دیکر وار صلصال کا پشت شمشیر پر روکا واقع مین اگر شمشیر ضامن نہوتی تو
تلوار صلصال کی بغیر کاسۂ سر تک پہونچے ہوئے دم نہ لیتی سپر کے دو ٹکڑے ہوتے بس یہ دیکھکر بوڑھا شیر
بیٹھ گیا عمر بن حمزہ کو غیظ آیا اور جواب مین اسکے تلوار ماری صلصال نے بھی سپر بلند کی اور تلوار کو ضامن
دیا لیکن تلوار نے سپر کے صاف دو ٹکڑے کیے تلوار کو بھی قلم کیا خود پر بیٹھی عمر بن حمزہ نے جھٹکا مارا صلصال
نے دیکھا کہ تلوار نے شمشیر و سپر دونون کو کاٹا خود پر آئی اب جان کی خیر نہین ہے سر پیچھے کو کھینچا اسپر بھی تلوار تا دوال
اوتر کر نکلی وہان سے سر مرکب پر گری گردن مرکب قلم ہوئی صلصال مع مرکب غلطان و پیچان گرا یہ حال
دیکھکر قہر بن ثردین مرکب کو جھکا کر میدان مین آیا اور صلصال کو میدان سے پھرا اور آپ مقابل ہوا
نیزہ بازی مین عمر بن حمزہ نے نیزہ ہاتھ سے قہر کے نکالدیا گرز کو بھی رد کیا نوبت تلوار کی پہونچی یہ بھی مثل
صلصال کے زخمی ہوا یہ رنگ دیکھکر شامت آئی شدید از ترک کی کہ کل ہاتھ سے ہاتھ کھینچ گیا تھا ضرب
گرز سے بیہوش ہوگیا تھا جلدی سے مرکب کو جھکا کر مقابل ہوا اور برس پڑا تلوارین مارنے لگا عمر بن حمزہ اسکے
وار رد کرتے چلے جاتے ہین جواب نہین دیتے مسکرا رہے ہین کہ کون سی لڑائی ہے جب بہت دیر کے بعد
یہ سمجھا کہ اب خبردار کہکر تلوار ماری شدید از نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا بھلا عمر بن حمزہ کی تلوار سپر
شدید از سے کب رکتی ہے سپر کو صاف قلم کرکے خود پر گری خود کو کاٹتی ہوئی دو بلغہ عرق چین زرہ ٹوپ
کو دو کرتی ہوئی زمین مین غرق ہوگئی شدید از کے چار ٹکڑے ہوئے یہ کاٹ تلوار کا عمر بن حمزہ کی دیکھکر
کفار لرز گئے اور شاہ اسلام فرما رہے تھے کہ دیکھیے ماشاء اللہ اس بڑھاپے مین بھی کیا قوت ہے غرض کہ

شام ہوگئی طبل بازگشت بجا شاہ اسلام زر نثار کرتے ہوئے عمر بن حمزہ کو بارگاہ مین لائے لیکن لاہوتک
غول جو میدان سے پھرا بارگاہ مین آیا دربار سویری سے برخاست کرکے برائے عیادت خیمہ صلصال
مین آیا دیکھا کہ سر مین پٹی بندھی ہوئی ہی اور صلصال کہ رہا ہی کہ عمر بن حمزہ کے مقابلہ مین مقابلۂ صاحبقران کا
لطف اٹھ گیا لاہوتک نے پوچھا کہ کئی روز سے ازرق عیار کو نہین دیکھا صلصال نے کہا بازار گیا تھا
جب سے آیا ہی نہین بلاشور نے کہا مجھے گمان ہوتا ہی کہ شاپور نے اسے گرفتار کرلیا اسلیئے کہ مین خوب جانتا
ہون عیاران اسلام لشکر مین موجود رہتے ہین وہان عیاران لشکر اسلام نے شام ہوتے ہی حسب معمول
دوکانین برخاست کین اور تلاش مین زندان خانہ سرداران اسلام کے نکلے تمام لشکر مین ڈھونڈھا کہین پتا نہ پایا ناچار
خیمہ لاہوتک کی جانب آئے کہ اسے بھی اسیر کرلین تاکہ زور اپنا بڑھ جائے یہ تصور کرکے خیمہ لاہوتک
مین آئے خیمہ کو خالی پایا شاپور نے کہا صبح قریب ہی اب واپس جانا چاہیے مگر خالی پھرے تو کیا اگر سردار کو
نہ چھڑایا اور کفار کو نہ گرفتار کیا تو مال کفار کیون چھوڑیے بس تمام مال و اسباب بارگاہ لاہوتک کا سب کے
باندھا اور دوکان پر آکر نقب کی راہ سے سب مال و اسباب قلعہ مین بھیجدیا لیکن لاہوتک خیمہ صلصال
سے پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا عجب واقعہ دیکھا کہ پلنگ تک سونے کو نہین ہی کہا دزدان قدرت اگر سب اسباب
لیگئے بلاسور نے کہا سوا شاپور کے دوسرے کا یہ کام نہین ہی بدر بھی لاہوتک کو پہونچانے آیا اسے یہ
دیکھکر غصہ معلوم ہوا اپنے نام پر طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش ہوا
مین آیا تھوڑی سی رات تو باقی ہی یہ بھی تھی آن واحد مین ختم ہوگئی جس وقت شاہ خاور بصد کروفر تخت
نیلم پر نیزۂ خط شعاع ہاتھ مین لیکر جلوہ افروز ہوا اور خسرو زنگبار شب شکست فاش اٹھا کر مع فوج انجم گریزان
ہو کر ملک مغرب مین قیام پذیر ہوا لاہوتک غول مع لشکر میدان قتال مین آیا اور لشکر اپنا قائم کیا
ادھر سے شاہ اسلام برآمد ہوئے جب دونون لشکرون کی صفین بندھ گئین تو بدر بن زلازل ایک جست مین
سامنے تخت لاہوتک کے آیا اجازت خواہ میدان ہوا لاہوتک نے کہا جا تجھے دست قدرت کے
سپرد کیا بدر سجدہ کرکے بار دگر مرکب پر بیٹھکر میدان مین آیا اور پکارا کہ باش اے گروہ خداپرستان تم
خوب جانتے ہو کہ تلوار میری سوختہ ہوائے اجل ہی جسے تمنائے مرگ اور آرزوئے قضا ہو وہ نکلے میرے
مقابلہ کو یہ سنتا تھا کہ لندھور بن سعدان گرز کو غصہ آیا اور جس فیل پر سوار تھے اسکو بڑھا کر شاہ سے اجازت
لیکر مقابل بدر آئے اور آواز دی کہ کیا لاف و گزاف کر رہا ہی لا حربہ بہادری کا اور نیزہ تانا بدر نے کہا
مین خداپرستون سے سوا تلوار کے دوسری لڑائی نہین لڑتا لندھور نے نیزہ ہاتھ سے رکھکر گرز تانا بدر
نے کہا گرز سے بھی نہ لڑونگا لندھور نے کہا کہ ایک شرط سے مین تلوار کی لڑائی لڑتا ہون وہ یہ کہ تو خفتان
برنج بند اتار ڈال یہ سنکر بدر نے گھوڑا ملا کر گرز سر فیل لندھور پر مارا کہ سر فیل پھٹ گیا اور وہ چیخا
لندھور نے جست کی کہ فیل سے علیحدہ ہون بدر نے کمند ماری کہ دو حلقہ اسکی گردن مین لندھور
کے پڑے بدر نے جھٹکا دیا تو لندھور نے گرتے گرتے دو حلقہ کمند کے جو ہاتھون مین الجھے تھے توڑے
اور کمند اپنی بقوت تمام بدر پر ماری کہ تین حلقے گلے مین بدر کے پڑے جھٹکا دیا بدر گرا لندھور نے چاہا کہ کمند
اپنی گلے سے دور کرکے سر بدر کا قلم کرے کفار نے دیکھا کہ اب بدر نہ بچیگا یلغار کرکے دوڑ پڑے اور لندھور
کو گھیر لیا جب دیکھا لندھور نے کہ تم گھر گئے بدر سے ہاتھ اٹھایا کفار کو قتل کرنا شروع کیا کفار نے بدر کو پھر گھوڑے

پر سوار کیا لیکن لندھور کو تنہا دیکھکر بادشاہ نے لشکر اسلام کو اشارہ کیا سب دوڑ پڑے آدھر لاہوتنگ
مع اپنے لشکر کے اور جمشید جابلقا اپنی فوج سمیت حامل شاہ ملک مرداق صلصال وغیرہ یہ سب آگر غٹ پٹ
ہوگئے تلوار چلنے لگی شمشیر صاعقہ بار کی چمک سے خرمن ہستی کفار جلنے لگا کسیطرف کمندین اُچھل رہی تھین
مرغ روح اسیر دام صیاد اجل ہو رہے تھے کہین عمود گران سر چل رہے تھے مغروروں کے کاسئہ سر کچل
رہے تھے کہین نیزہ اپنی راستبازی سے طعن کر رہے تھے کسیطرف سے کمانون کی کڑکنے صدا بلند تھی لوگ
سہمے جاتے تھے کہین گوشہ امن وامان کا نہ ملتا تھا نشانہ تیر اجل تھے سر خود سرون کے ٹھوکرین کہاتے تھے
ہزارہا کاسئہ سر پامال سم اسپان ہو رہے تھے میدان کارزار مین دریا ے خون جاری تھا عرصہ غیرت گلنار گون
ہو رہا تھا الغرض تا شام اسقدر کشت وخون ہوا کہ ملک الموت کو قبض روح مین تکلف ہوا چار ہزار اہل اسلام
عازم گلگشت جنان ہوئے اور بیس ہزار کفار واصل جہنم ہوئے شام کو تشنگان سے طبل امان بجوایا دونون لشکر
علیحدہ ہو کر اپنی اپنی آرامگاہ پر آئے لیکن لاہوتنگ غول جسوقت داخل بارگاہ ہوا سب سردار ساتھ آئے
لاہوتنگ تخت پر بیٹھا سردار اپنے اپنے دنگلون اور کرسیون پر مقیم ہوئے کہ تشنگان کی رگ مادر بخطائی جنش مین
آئی لاہوتنگ سے کہا کہ یا خداوند یہ خدا پرست جو آپکی قید مین ہین انھین کسواسطے رکھ چھوڑا ہی کہ کوئی آکر چھڑا
لیجائے اور جسطرح یہ آج خود بے بس ہین کل ہمین عاجز اور بے بس کرینگے لازم یہ ہی کہ انھین قتل کیجے لاہوتنگ
نے ملک مرداق ومجنون تیغ بند وغیرہ کیطرف اس نظر سے دیکھا کہ تمھاری کیا راے ہی ان دونون نے بھی یہی
مشورہ دیا کہ قتل ہی کر ڈالنا مناسب ہی بدر نے بھی کہا کہ مین پہلے ہی قتل کر ڈالتا مگر آپکا حکمنامہ صادر ہوا
اسوجہ سے مجبور ہوگیا اور قتل سے باز رہا لاہوتنگ نے کہا کہ اچھا کل مین سب اسیرونکو دربار مین طلب کرونگا
اور کہونگا سجدہ کرو جو مانیگا اُسے رہا کردونگا ورنہ قتل کر ڈالونگا یہ خبر تمام لشکر مین پھیلی عیاران اسلام شکلہاے
مبدل لشکر اسلام مین موجود تھے یہ خبر وحشت اثر سنکے گھبرائے لیکن شاکور شیر دل نے کہا کہ کسیکی کیا مجال ہی
کہ جو سرداران لشکر اسلام کو قتل کرسکے دیکھون تو اس قصد کی آج ہی شب کو کیسی سزا اسے معقول دیتا ہون یہ کہکے
اسیوقت اپنے انتظام مین مصروف ہوا جسوقت شب ہوئی اور مرغ زرین بال آفتاب آشیانہ مغرب مین
جاگزین ہوا گلگشن انجم پر تازگی آئی معشوق اپنی اپنی خلوت گاہ درست کرنیلگے کہین صحبت رقص وغنا شروع
ہوئی کہین عابدون نے مساجد مین شب بیداری کے قصد سے وضو کرکے تسبیحین ہاتھون مین لیکر بیٹھے
آواز الصلوۃ بلند ہوئی کوئی ہجران کشیدہ خیال معشوق مین بستر غم پر پڑا ہوا اختر شماری کر رہا ہی بقول شاعر
سے شب وصال وہ سر رکھکے چین سے سوتے تھے ❊ تڑپ رہا ہون وہ تکیے گلے لگاے ہوئے ❊ غرضکہ ہر شخص اپنے اپنے
رنگ مین ہی لاہوتنگ غول ملعون نے اس خوشی کا جشن کیا ہی کہ کل خداپرستون کو قتل کرینگے لشکر مین ہر جگہ
چراغان ہو رہا ہی بارگاہ مین صحبت رقص وسرود کی برپا ہی تمام سردار جمع ہین جام بادۂ ناب گردش مین ہی رقاصان
پری چہرہ بصد ناز وادا ناچنے گانے مین مصروف ہین کوئی ماہ وش ٹھمری ٹپہ خیال سے اپنا ہنر دکھاتی تھی کوئی

پری پیکر یہ غزل عاشقانہ گاتی تھی غزل
بجز ایذا انھین کیا اہل ستم دیتے ہین
کہ جفا دوست کو ایذا بھی یہ کم دیتے ہین
خط محبوب دکھا کر یہ کہا قاصد نے
نامے کر شوق سے ایدل جو الم دیتے ہین
انکی ہر بات پہ جانباز جو دم دیتے ہین
دیکھیئے کسکا گلا پھنستا ہی اس پھانسی مین
لے تجھے بخش بہا ہم یہ رقم دیتے ہین
وہ ہین مانع تو اجازت تجھے ہم دیتے ہین
ان حسینون نے نہ چھوڑا کوئی پہلو ہستم
آج بیٹھے ہوئے کاکل مین وہ خم دیتے ہین
ابتدا کرتے ہین عاشق الف الفت سے

ہاتھ مین ہم آگئے جب استاد ظلم و ستم دیتے ہین
خوش ہون ہر رنج مین لیکن یہی شکوہ
اے مبارک ہو بشارت تجھے ہم دیتے ہین
خون بہا اب کوئی نازک کمرون سے کیا لے
واسطہ مجکو خدا کا یہ صنم دیتے ہین

ائے خوشا بخت کہ سینے پہ ہے زانو آنکا
کردہ غیرون کی خوشی کے لیے غم دیتے ہین
کیا ستم ہے کہ وہ لیتے ہین جگر مین چٹکی
جان لیتے ہین تو جاگیر عدم دیتے ہین
آرزو آنکا ہی مطلب کہ یہ غم کھاکے مرے

لطف کیا کیا دم آخر یہ ستم دیتے ہین
خواب مین آکے وہ کہتے ہین کہ جاگا ترا بخت
اور پھر مجکو تڑپنے کی قسم دیتے ہین
اب جو زنار پہن لون تو ہنوز شاید کفر
زہر جب ہاتھ مین لیتا ہون قسم دیتے ہین

غرضکہ محفل کا عجب رنگ ہی سمان بندھا ہوا ہی ہر شخص عالم وجد مین جھوم رہا ہی یہان تو یہ عالم ہی اور یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی کہ کفار نے جشن کیا ہی شاہ اسلام نے فرمایا کاہیکا جشن ہی عیار نے عرض کیا کہ کفار کا ارادہ ہی کہ کل سرداران جو انکی قید مین ہین انھین علف تیغ ستم کرین یہ سنتے ہی شاہ کا مزاج برہم ہوا ضبط کا یارا نرہا فرمایا کہ لشکر مین ابھی فرمان پہونچا جائے کہ سب طیاری جنگ کرین جسوقت یہ کفار سرداران اسلام کے قتل کا ارادہ کرینگے اسیوقت انھین پامال کردونگا۔ غرضکہ سب سردار ہمراہ شاہ اسلام یہان آمادہ مرگ و مہیاے قضا بیٹھے ہین اور آدھر جشن ہو رہا ہی مگر عیاران اسلام اپنی اپنی فکر مین ہین جسوقت زلف لیلاے شب تا بہ کمر پہونچی یعنے نصف اللیل کا وقت آیا تو شاپور شیر دل نے سب عیارون سمیت ایک مردانہ طائفہ طیار کیا اور خود ایک پیر فرد بنکر سب کے ساتھ ہوا کہ اس قسم کی عیاری کرنے سے شاپور کو اکراہ ہی چنانچہ دروازۂ بارگاہ لاہوتک پر آکر ڈھولک پیٹنا شروع کی اور سب نے تالیان بجائین ایک شور وغل بلند ہوا لاہوتک نے چوبدار سے کہا کہ دیکھ تو یہ شور وغل کیسا ہو رہا ہی وہ گیا اور آن واحد مین آکر عرض کیا ہوا کہ کچھ بھانڈ دروازہ پر کھڑے شور وغل کر رہے ہین اور کہتے ہین کہ ہم بیابان عجائب کے رہنے والے ہین خداوند کا نام سنکر یہانتک پہونچے ہین غضب ہی کہ خداوند کے در سے اور مایوس پھر جائین لاہوتک نے کہا بلاؤ انھین آج دریاے رحمت خداوندی جوش پر ہی چوبدار نے جاکر دربانون کو منع کیا کہ حکم خداوند ہی انھین لیجانے سب کے سب یہ مژدہ سنکر خوشی خوشی داخل بارگاہ ہوے وہ طائفہ جو مجرا کر رہا تھا موقوف کیا گیا اور اُنسے کہا کچھ کمال تمھین آتا ہو وہ دکھاؤ سبھون نے عرض کیا بہت خوب اور سازندون نے ساز ملائے بھانڈون نے بیس بیس گز کی چٹین سر سے لپیٹین تالیان بجانے لگے اور ایک کشمیری نے ناچنا گانا شروع کیا یہ چالاک بن عمر تھا کہ گانے مین مثل اسکے دوسرا نہ تھا غزل نگاہون سے کچھ بدگمان ہو رہا ہی + کہ وہ دل مین آکر نہان ہو رہا ہی

دکھایا ہی دل اک نذرانے کا اُسنے
اُسی کے طرف آسمان ہو رہا ہی
ستانے کو میرے کوئی دزد بنکر
کہ آخر کوئی میہمان ہو رہا ہی
ذرا اپنے دلکو سنبھالے رہین وہ
تڑپنے کا آنکو گمان ہو رہا ہی
وہ سنسناک نکلا ہی یہ کسکی گلی سے
مرے ضبط کا امتحان ہو رہا ہی

جہان سنیے شور و فغان ہو رہا ہی
لگائے ہون درد محبت کو دل سے
دل مضطرب مین نہان ہو رہا ہی
ابھی دل سے کھینچی تھی اک آہ سوزان
کہ درد محبت بیان ہو رہا ہی
مراد ردہ پہچان لو رنگ رخ سے
کدھر الامان الامان ہو رہا ہی
اُچھلتا ہی دل آرزو ہچکیون مین

ہی آمادہ جو ظلم کرنے کو ہمپر
عدو میرا آرام جان ہو رہا ہی
چلو جاؤ بس ہو چکی سیر بسمل
جدھر دیکھتا ہون دھوان ہو رہا ہی
دھڑکتا ہی دل ہجر کے ڈر سے میرا
کہ ہیئت بدل کر عیان ہو رہا ہی
کلیجا وہ بیٹھے ہوئے ملرہے ہین
ترا ذکر اسدم کہان ہو رہا ہی

غرضکہ ایسا گایا کہ سبکو محو و بیخود کر دیا بعد اسکے فتاح کشوری جو نقال بنا ہوا تھا روپ بدل کر شکل اک مسافر کی بنکر آیا اور بعد لطیفہ کہنے لگے کہ جو بھانڈون کا دستور ہی بیان کیا کہ مین ایسا ایک سحر خداوند سامری سے

سیکھ کر آیا ہون کہ چاہون تو سب ہنسنے لگین اور چاہون تو سب رونے لگین اگر خداوند لاہوتک عقول اجازت دین تو کمال اپنا دکھاؤن لاہوتک نے منظور کیا کہ تم لوگ آزاد ہو سلام کر کے بیٹھ گیا اور جھوٹ موٹ جو کہ وغیرہ دیکر اگیاری سلگا کر رائی سرسون کے دانے پڑھ کر جلانا شروع کیے اور کہا لاہوتک کیطرف دیکھ کر یا خداوند جس شخص کو آپ فرماوین اوسپر سحر کرون ہر شخص کی خدمت مین بے ادبی نہین کر سکتا لاہوتک نے تختگان کی جانب اشارہ کیا کہ اسے پہلے ہنساؤ فتاح نے اپنے ہاتھ پر ایک لفظ بیہودہ لکھکر تختگان کو دکھائی اور چھو ہوسٹ چھو منتر کہکر ہاتھ تختگان کے سامنے کیا وہ بے ساختہ ہنس پڑا سب نے تعریف کی فتاح نے سبکو سلام کیا بعد اسکے کہا دیکھئیے خداوند اب ملک جی کو رولاتا ہون اور ہاتھ مین تھوڑا پانی لہسن کا لیکر اسمین تھوڑا حنظل و اسپند کم ہونے کے آمیز کیا اور چھو منتر کہکر چھینٹا منہ پر تختگان کے مارا ایک او عو بو تو جو آنکھ مین جا پڑا ہی آنسو ونکا تار بندھ گیا کل حاضرین محفل تختگان کی حالت پر ہنس رہے ہین کسیکی نظر اصل امر پر نہین بلکہ اور تعریفین ہو رہی ہین انعام مل رہا ہے کہ مسخر کی اچھی نقل کی خوب ظلمتین یاد کی ہین یہ نقل ختم ہونے پائی تھی کہ مہتر برق فرنگی صورت ایک نازنین کی بنکر ہاتھ مین تھال لیے ہوئے اسمین کچھ سامان بوجاپاٹ کا بغل مین بوتل دوسرے ہاتھ مین جام آکر بصد کرشمہ و ناز رقص کرنے لگا نظر بد کی جو پڑی فریفتہ ہوگیا سبکو یقین ہوا کہ عورت ہے لاہوتک نے کہا یہ تو قابل ساقی گری کے ہے اس سے کہا کہ تم شراب پلانا جانتی ہو اسنے عرض کیا کہ خداوند مین نے زندگی مین یہی تو سیکھا ہے اور کمال رکھتی ہون کہیے تو ایک جام مین حکم کا نشہ ہو اور کہیے تو حکم پلادون سرور بھی نہو سب حیران ہوئے کہ یہ اچھی صفت ہے اور اشتیاق پیدا ہوا اس سے کہا کہ ساقی گری کر برق کہ نازنین بنا ہوا تھا رقص کنان جام بھر کر ہاتھ مین لیے ہوئے اشعار پڑھتا ہوا رقص کرتا ہوا سامنے لاہوتک کے آیا اور یہ شعر پڑھکر جام پیش کیا شعر منہ سے اگر لگا لو یہ کا نشہ ہے ابلا رخ سے عیان جلال ہے آفتاب کا لاہوتک نے مسکرا کر جام ہاتھ سے نازنین کے لیا اور بے اندیشہ پی گیا اسیطرح کئی جام دیے اور لاہوتک پیتا چلا گیا مگر کچھ نشہ نہ معلوم ہوا بعد اسکے ایک ایک جام برق نے سبکو پلایا مگر یہ کیفیت کہ فقط بو شراب کا اور نشہ بالکل نہین بعد اسکے لاہوتک نے کہا اب ایک جام ایسا پلاؤ کہ حکم کا نشہ ہو جاوے نازنین نے کہ نام اپنا گلبدن ظاہر کیا تھا اور ایک ایک جام بصد انتظام سبکو پلایا بعد اسکے ناچنے مین مصروف ہوئی سازندون نے ساز بجائے اور ادھر فتاح کشوری کہ ساحر بنا آیا تھا اسنے اگیاری کر کے بہت سی بیہوشی سلگادی مگر بارگاہ بہت بڑی تھی اثر کہانتک پہونچے تیز ہوا چل رہی تھی جتنے لوگ اسکے رخ پر بیٹھے تھے وہ سب سوگئے مگر برق نے ایک ساغر مین ڈھائی مثقال بیہوشی ملا دی تھی سب پر اثر بیہوشی طاری ہے مگر گانا جو ہو رہا ہے تو سب جھوم رہے تھے کہ یکبار لاہوتک گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا کہ مجھے گرمی معلوم ہوتی ہے ساتھ اسکے سب اٹھے اٹھتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا اور لاہوتک گرا سب سنبھالنے کو دوڑے جو چلا لڑکھڑا کر گرا یہانتک کہ آن واحد مین سب ڈھیر ہوگئے بس شاپور اپنے مقام سے اٹھا اور سب سردارون کے کپڑے اتار کر برہنہ کیا چند سردار جو بہت بڑے نہین تھے مثل اسلحہ و مسلحہ کے انکی ناکین کاٹین کسیکا کان کتر لیا حسب لیاقت سبکو سزا دی اور ایک رقعہ لکھکر پاس لاہوتک کے ڈالدیا یا ہاتھ مین باندھ دیا جسکا مضمون وقت پیرا ذکر ہوگا اور تمام مال و اسباب لوٹ کر پشت بارگاہ چاک کر کے سب راہی ہوگئے اور تمام مال نقب کے راستہ سے قلعہ مین پہونچادیا اور خود حسب معمول دوکان پہ آ کر بیٹھ رہے لیکن وہان جو سبکے سب بیہوش ہوئے تھے صبح کے وقت چونکے ایک نے دوسرے کو برہنہ دیکھا پہلے ہنسا بعد اسکے

جب اپنے کو بھی ایسی حالت مین پایا تو کمال شرمندگی ہوئی کسینے چاندنی اُٹھاکر لپیٹی اور کسینے قنات پھاڑکر لنگوٹی باندھا
جو بعد کو چونکے اُنکو کچھ نہ ملا بس ایک ہاتھ آگے ایک ہاتھ پیچھے سب شرمندہ عالم حیرت مین کہ
کیا واقعہ ہی اتنے مین بلاشور کہ نہایت گستاخ تھا لاہوتک سے بہت دوست رکھتا تھا
بے اجازت بارگاہ مین آیا تو یہ کیفیت دیکھی کہ سب برہنہ ہین پہلے تو جاکر لباس لایا سب سرداران نے
پہنے بعد اُسکے باالاتفاق سب نے کہا کہ یہ کام شاپور کا ہی کہ لاہوتک نے کہا کہ کوئی میرے ہاتھ مین رقعہ باندھ گیا ہی بلاشور
نے رقعہ ہاتھ سے لاہوتک کے لیکر پڑھا تو مرقوم تھا کہ او گبرِ نابہنجار تو نے اتنے بڑے ارادے پر کمر باندھی تھی کہ
سرداران اسیر کے قتل کا قصد کیا بھلا تیرا کیا مجال ہی کہ جبتک مین زندہ ہوں تو اُنکے جسم کا رونگٹا بھی میلا
کر سکے اگر اُنکا بال بیکا ہوا تو یہ جان لے کہ ایک کو زندہ نچھوڑونگا بلکہ پہلے تجھی کو مارونگا منم مہتر شاپور شیر دل دیکھا
تو نے کہ کیا گت کی تیری اُن عیاروں نے کہ جو تجھسے کہتے ہین میری عیاری سے کون بچ کر نکل سکتا ہی افسوس ہی کہ امیر
کی ممانعت ہی ورنہ ابھی سبکا خاتمہ کر دیا تھا اور وہ مکار پرزور بلاشور کہاں تھا نہیں تو آج ناک اسکی بھی نہوتی
بلاشور یہ سنکر لرز گیا اور کہا یا خداوند اب میری رائے یہ ہوتی ہی کہ یہاں پر رکھنا سرداروں کا ٹھیک نہیں ورنہ یہ
عیار ضرور چھڑا لیجائینگے انکو جزیرہ فندق مین روانہ کر دیجیے اور حاکم کو وہان کے لکھیے کہ پوشیدہ طور سے ایک ایک
دو دو کو قتل کر ڈالے لاہوتک نے رائے بلاشور کی پسند کی بدر نے بھی کہا یہی ہونا چاہیے لاہوتک نے
آسیوفت کو بہیار گرد کو بلایا اور بارہ ہزار آدمی اُسکے ساتھ کر کے کہا کہ تو آج ان سب قیدی سرداران کو لیکر طرف
جزیرہ فندق کے روانہ ہو جا اور ایک نامہ حاکم جزیرہ فندق کو کہ بدر کے جانب سے ہی دیدیا کہ بہیار بوقت شب
قیدی سرداران کو لیکر طرف جزیرہ فندق کے روانہ ہوا بعد اُسکے جانے کے عیاران اسلام نے تفحص کیا
کہ اب کیا صلاح ہی سردار کہاں قید ہین کچھ نہ معلوم ہو سکا سب متردد ہوئے لیکن جس وقت شبکو عیاری کر کے
برہنہ کر آئے تھے خبر شاہ اسلام کو دے دی تھی کہ آپ مطمئن رہین اب مجال نہیں ہی لاہوتک کی کہ سرداروں
کو قتل کر سکے لیکن اب نہایت فکر ہوئی کہ آخر سردار کہاں ہین سب متردد تھے کہ کیا کیجیے کیونکر پتا چلے شاپور
شیر دل نے کہا مین ابھی دریافت کیے لیتا ہوں اور وہاں سے طرف خیمہ نجنگان کے روانہ ہوا اتفاقاً نجنگان
دربار سے آتا تھا اور اپنے خیمہ کو جاتا تھا شاپور ازرق بن زرہ وہنگ کی شکل بنکر سامنے نجنگان کے آیا سلام کیا
اور کہا ملک جی کہاں جاتے ہو نجنگان نے کہا خدمت سے خداوند کے آتا ہوں اور اپنے خیمہ کو جاونگا اے
ازرق تم کہاں تھے ازرق نے کہا مجھے تو عیاران اسلام نے اسیر کر لیا تھا مگر آج مین فقرہ دیکر رہائی پائی اور
ایک خبر تازہ لایا ہوں جسکا افشا کرنا خلاف مصلحت معلوم ہوتا ہی نجنگان نے کہا مجھسے تو کہو کہا کہ ذرا میرے
ساتھ تھوڑی دور چلیے نجنگان ازرق کے ہمراہ ہوا ازرق باتون مین لگائے ہوئے لشکر کی حد سے باہر نکل
آیا نجنگان نے کہا اے ازرق کہاں چلے جاتے ہو اب کہو یہاں کون ہی ازرق نے کہا تھوڑی دور اور
آئیے نجنگان کو اور آگے بڑھا لایا تھے کہ جب بالکل صحرا آگیا تو کہا کہ ذرا ہاتھ اپنے بلائے نجنگان نے کہا یہ
کیا شاپور نے نعرہ کیا کہ او سگ بچے منم مہتر شاپور شیر دل نجنگان تھرا گیا کہا مرشد زادے آخر مجھ پر کیوں عتاب
ہی غصہ کس بات کا ہی فرمائیے تو شاپور نے کہا جلد بتا کہ قیدی سرداران اسلام کے اب کہاں ہین نجنگان
نے کہا مین نہیں جانتا ہوں شاپور نے ایک گھونسا مارا نجنگان نے فریاد کی اسلئے کہ آواز لشکر مین پہونچ جائے
بس فوراً شاپور نے خنجر کھینچا کہ اب اگر آواز نکلی مار ہی ڈالونگا نجنگان تھم گیا شاپور نے اسے دہشت سے بلند

دیا اور کوڑے سے مارنا شروع کیے مگر یہ بتاتا نہین ہے آخر کو شاپور نے عاجز آ کر پیش قبض سینہ پر رکھدی اور نوک
چبھوئی کہ اگر اب بھی نہ بتائیگا تو اُتار دونگا جب اسے یقین ہوا کہ اب نہ بچونگا تو کہا اتنا مین نے سُنا ہے کہ کوہیار
سرکش چند سردارون کو لیکر جزیرہ فندق گیا ہے شاپور نے کہا تو پہلے سے بتا دیتا تو کیا ہوتا اسنے کہا مین نے
خبر معتبر نہین سنی تھی کہ کہتا جب آپ نے ایذا دینے پر کمر باندھی تب مین نے جو کچھ سُنا تھا بیان کر دیا شاپور
نے اسے وہین بندھا ہوا چھوڑا اور آپ طرف عیارون کے روانہ ہوا اور تمام حالات بیان کیے سب نے
کہا کہ کچھ لشکر لیکر طرف جزیرہ فندق کے چلنا چاہیے مگر شاہ کو پوشیدہ خبر دے کر لشکر تھوڑا سا خفیہ طور پر لیکر
چلین کہ لاہوتک کو خبر نہو فتاح کشوری واسطے خبر دینے کے شاہ اسلام کی خدمت مین روانہ ہوا لیکن بلاشور
نے لاہوتک سے کہا کہ طبل جنگ بجوائیے تاکہ اہل اسلام مغالطے مین رہین اور قیدی سرداران پہونچ جائین
ورنہ راز کھل جائیگا مین عیارون کی تدبیر کرتا ہون لاہوتک نے طبل جنگ بجوا دیا خبر طبل جنگ بجنے کی شاہ
اسلام کو ہوئی بادشاہ نے بھی نقارہ رزمی بجوایا رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین
آئے صفین قتال وجدال کی آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر کے نکل گئے تھے کہ بدر بن زلازل چشمی میدان مین
آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے داراے ہند لندھور بن سعدان گرد میدان مین آئے بعد گفتگوے بسیار
نیزہ بازی ہوئی لندھور نے نیزہ ہاتھ سے بدر کے ہوائی کیا بدر نے تلوار ماری لندھور نے چاہا کہ ہاتھ بندبست
پر ڈالون اور تلوار چھین کر بدر کو گرفتار کر لون کہ گھوڑے نے سکندری کھائی اور تلوار بدر کے سر پر پہنچی بدر
نے جھٹکا مارا کہ تلوار خود کو کاٹ کرتا دو ابروؤ اتر آئی لندھور نے داستانہ مارا تلوار جھٹکا کر سر سے نکلی اور چادر
خون کی باہر آئی بدر نے دوسری تلوار ماری لندھور نے اسی عالم زخمداری مین تلوار بدر کی سپر پر روک کر روکی
مگر فرہاد خان یکضربی پر لندھور دوڑ پڑا اور بدر کو للکارا بدر فرہاد کیطرف متوجہ ہوا لوگ لندھور کو اُٹھا
لیگئے فرہاد نے چوبدستی بدر پر ماری بدر نے چوبدستی خالی دیکر تلوار ماری فرہاد نے روکی تا شام رد و بدل رہی
آخرکار فرہاد بھی ہاتھ سے بدر کے زخمی ہوا طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے لیکن بلاشور
واسطے تدبیر کے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا جسوقت داخل لشکر اسلام ہوا ایک ایک عیار کے خیمہ
مین گیا کسیکو نہ پایا شاپور شیردل کو بہت ڈھونڈھا جب کہین نہ پایا تو یہ خیال مین آیا کہ اے بلاشور شاید شاپور
کسیکی فکر مین گیا ہے تو بھی اگر ہو سکے حارث بن سعد شاہ اسلام کو پکڑ یہ سوچکر خیمہ کی پشت پر آیا قنات چاک
کی دیکھا شاہ آرام فرما رہے ہین اور دو ایک باری دار بیٹھے ہوئے اونگھ رہے ہین دو چار پر واسنے بیہوشی کے
مارے کہ وہ شمع پر گر کر جلے دود بیہوشی منتشر ہوا باری دار اونگھ تو رہے تھے فوراً بیہوش ہوئے بلاشور اندر خیمہ کے
آیا اور چادر عیاری نکالکر ایک سرا نیچے دابا تین سرونکو پکڑ کر گردش دی کہ تمام شمعین لہرا لہرا کر گل ہوگئین جب
ایک آدھ شمع باقی رہی تو کمند عیاری مین بیہوشی رکھکر قریب شاہ اسلام لیگیا جب حارث نے نفس اوپر کو
کھینچا اُسنے تمام بیہوشی پھونک دی کہ شاہ بیہوش ہو گئے بس چادر عیاری مین پشتارہ باندھکر پشت خیمہ کی جانب
سے صاف نکلا چلا گیا وہان شاپور شیردل کے ذہن مین یہ بات آئی کہ آج لاہوتک کو پکڑ لیچلو کہ فیصلہ ہوجاے
پس یہ خیال کر کے لشکر لاہوتک مین آیا پہلے خیمہ بلاشور مین گیا جب نہ پایا تو خیمہ لاہوتک مین آیا لاہوتک
بھی واسطے سونے کے پلنگ پر لیٹا تھا چھتون تیغ بند حفاظت جان کے لیئے گرد خیمہ لاہوتک طلایہ پھر رہا تھا
ہر طرف سے آوازین حاضر باش و ناظر باش کی بلند تھین شاپور نے صورت اپنی بلاشور کی بنائی اور بے محابا نہ

طلایہ کے گشت مین مجنون سے ملاقات کر کے داخل خیمہ ہوا مجنون یہ سمجھا کہ کوئی رانہ ہوگا جو بلاشور اسوقت
لاہوتک کے پاس آیا مگر شاپور نے اندر جا کر باری دارون سے کہا کہ ہٹ جاؤ خداوند سے کچھ راز کی باتین
کہنا ہین سب بلاشور کو جانتے تھے کہ یہ بہت منہ چڑھا ہے فوراً ہٹ گئے شاپور نے اگر شانہ ہلا کر لاہوتک
کو ہوشیار کیا جسوقت آنکھ لاہوتک کی کھلی دیکھا کہ بلاشور جگا رہا ہے پوچھا کیا ہے تو قدرت کو سوتے نہین دیکھا
قدرت سوتے نہین ہین بلکہ عالم کے انتظام کو خداوند اول لقاے بے بقا کے پاس جاتے ہین بلاشور نے کہا
آپ تو عالم بالا کی سیر مین ہین مجھے بھی یقین ہے نہ پہچانا ہوگا لاہوتک نے کہا تم بلاشور ہو شاپور نے کہا منہم جہتر
شاپور شیر دل لاہوتک نے چاہا کہ اٹھ کر گرفتار کرون یا شور مچاؤن شاپور نے انھون حباب منہ پر لاہوتک
کے کھینچ ماری کہ یہ بیہوش ہو شاپور نے کہا بلاشور بنا ہوا تھا صورت لاہوتک کی اپنی ایسی بنائی اور خود تو بلا
بنا ہی ہوا تھا بس پشتارہ لاہوتک کا لیکر خیمہ سے نکلا مجنون تیغ بند سے کہا کہ دیکھو ہم شاپور کو کیسی جلد
گرفتار کر لائے اور خداوند کے پاس بھی گئے تھے اب حکم قید دیا ہے اسے زندانخانہ لئے جاتا ہون مجنون
خوش ہوا اور کہا اے بلاشور نے مبارک ہو کہ تو شاپور سے بہت خائف رہتا تھا اب تو نے اسے گرفتار
کیا بلاشور نکلی وہان سے راہی ہوا شور دو کان پر نہین پہونچا تھا کہ نقب کی راہ سے قلعہ عظلی آباد کو سے
کنکے چلا جاے کہ ادھر سے بلاشور آتا تھا اور یہ شاپور کی شکل بنا ہوا تھا شاپور نے دیکھا کہ ایک عیاری
شکل کا آدمی پشتارہ بدوش لشکر اسلام سے آتا ہے ادھر بلاشور نے بھی یہی قیاس کیا کیونکہ شاپور بلاشور
کی شکل بنا ہوا تھا اسنے اسے ٹوکا کہ تو کون ہے راستے سے للکار غرضکہ باہم اوا نہ پہچانی شاپور نے کہا او بلاشور ہیچ کہتے
لایا ہے بلاشور نے کہا شاہ اسلام کو لایا ہون مگر گیا تھا تیری تلاش مین شاپور نے کہا مین دیر بھی تیرے
خداوند کو پکڑ کے چلا ہون افسوس کہ وہان تجھے نہ پایا مگر شکر ہے کہ سامنا ہوگیا بعد اس گفتگو کے دونون نے
پشتارے زمین پر رکھدے اور خنجر کھینچے باہم جنگ ہونے لگی کبھی حباب بیہوشی چلتے تھے کبھی پتھر چلتا کبھی
حقہ آتشبازی کبھی تیر کبھی تفنگ لیکن کوئی کسی پر غالب نہین ہوتا آواز نکولون کی بلندی پر غوغا سنکر مجنون
تیغ بند کہ طلایہ پر تھا مع بارہ ہزار سوار کے دوڑ پڑا اور آکر شاپور کو گھیرا جب شاپور نے یہ دیکھا کہ تو گھر گیا اب
بچنا محال ہے جلدی سے خنجر بلاشور پر جھکایا وہ جھکا بس فوراً ران پر خنجر مارا کہ بلاشور زخمی ہوا ایک کر پشتارہ
شاہ اسلام لیا اور پشتارہ لاہوتک کو وہین پھینک کر دو چار حقہ آتشبازی کے مارے کہ مجمع درہم برہم
ہوا لوگ منتشر ہوئے شاپور صاف نکلا چلا گیا ادھر بلاشور نے پشتارہ لاہوتک لیا اور لشکر مین آیا زخم
باندھا ادھر شاپور لشکر اسلام مین پہونچا خیمہ شاہ مین داخل ہوا دیکھا کہ سب رو رہے ہین منع کیا اور پشتارہ
شاہ کا زمین پر رکھکر ہوشیار کیا اور تمام کیفیت شاہ سے بیان کی شاہ نے خلعت عطا کیا دونون لشکرون
مین طبل بشارت بجا رات تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی دونون لشکر وقت صبح میدان کارزار
مین صف آرا ہوے جسوقت نقیب لڑکا سنا کر میدان سے باہر گئے بدر بن نرال اندلی میدان مین آیا مبارز
طلب کیا لشکر اسلام مین فوج ہاشم کے علم جلوہ گری پر آے اور شاہزادہ ہاشم نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے
تخت شاہی کے آیا اتر کر گھوڑے سے مجرا کیا اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے اور جام
کلہ عفریت عنایت کیا ہاشم جام لیکر بار دگر رہوار پر بیٹھ کر مقابل بدر کے روانہ ہوا بدر نے نگاہ کر کو پھرا جانا کہ پیش نہ لو
اور نیزہ سینہ ہاشم تیغزن پر مارا ہاشم نے نیزہ بدر کا تلوار سے قلم کیا بدر نے کہا مجھے تو خود تلوار کی لڑائی پسند ہے

یہ کہکر تلوار کھینچی اور ہاشم پر برس پڑا ہاشم جوان بلا کا تیغ زن تھا اگر ایک ضرب بدر کی روکی تو چار چوٹین اتار
دین مگر اس سے مجبور تھا کہ بسبب خفتان مرصع بند کے کوئی حربہ جسم کو بدر کے کاٹتا نہین یہانتک کہ تا شام
جنگ رہی آخرکار گھوڑے نے ہاشم کے سکندری کھائی اور تلوار بدر کی سر پر آئی خود کو دو کیا تا دو ابرو اتر آئی
ہاشم نے دستانہ مارا تلوار جھنسنا کر سر سے نکلی ہاشم نے زخم سر کا کچھ لحاظ نہ کیا اور غیظ مین آکر تلوار بدر کے ماری
بدر نے ہر چند سپر بلند کی سپر و خود کو کاٹ کر تلوار سر مرکب پر آئی گھوڑا بدر کا مارا گیا لوگ دونون طرف سے
دوڑے ہاشم و بدر کو لیگئے طبل بازگشت بجا کیونکہ شام ہو چکی تھی بدر نے لشکر مین پہونچتے ہی طبل جنگ
بجوایا لشکر اسلام مین بھی نقارہ تازہ رحمی بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرا ہوئے میدان
کارزار ہوئے آج صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا عمر بن حمزہ
بیمار تھے لشکر اسلام مین کوئی سردار قابل اسکے نہ تھا کہ صلصال سے مقابل ہوتا آخرکار خود شاہ اسلام نے تخت
اپنا زمین پر رکھوا دیا تمام لشکر اسلام کے علم جلوگری پر آئے شاہ نے اسلحہ جنگ بدن پر آراستہ کئے خنگ
قیطاس پر بیٹھ کر روانہ میدان کارزار ہوئے جیسے ہی مقابل صلصال پہونچے صلصال تگاورزن ہوا شاہ
بھی تگاورزن ہوئے سپرین لڑین آگ کی چنگاریان جھڑین مرکب صلصال کا پانچ قدم گھوڑا شاہ کا چار
قدم پیچھے ہٹا صلصال نے نیزہ سینہ شاہ پر مارا شاہ نے چند طعن مین نیزہ ہاتھ سے صلصال کے نکال لیا اسنے
غصہ مین آکر تلوار ماری شاہ نے وار اسکا رد کرکے جو تیغہ مارا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے صلصال نے سر
بچایا تیغہ سپر کرکر گردن کے پڑا کہ صاف گردن اسکی قلم ہوئی اور ران صلصال کی زخمی ہوئی دونون غلطان
بیجان گرے بدر یہ رنگ دیکھکر دوڑ پڑا اور قریب شاہ کے پہونچکر تلوار ماری شاہ نے حملہ بدر کا رد کیا
اور جواب مین ایسی تلوار ماری کہ اگر کوہ گران سپر ہوتا تو مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوتے مگر بدر بسبب
خفتان کے بچ گیا گردن مرکب کی قلم ہوئی بدر مع مرکب مثل صلصال زمین پر گرا لنگر سے مرکب کے
ایک ٹانگ بدر کی دب کر ٹوٹ گئی لاہوتک نے یہ رنگ دیکھکر حکم دیا کہ ہان مارو جانے نہ پائے کہ اسنے
بڑے دو سرداروں کو زخمی کیا ہے تمام لشکر لاہوتک مثل دریائے آہن موجین تلواروں کی مارتا ہوا
چلا آتا ہے یہ رنگ دیکھکر اہل اسلام بھی مثل غضب الہی کے آگرے اور قتل مین کفار کے مصروف ہوئے
قیامت کی جنگ تھی کہ کئی کروڑ آدمی ادھر کے اور کئی لاکھ اہل اسلام کشتہ و خستہ ہوئے تمام صحرا مملو تھا اور
ہر طرف سے صدائے تکبیر و نعرہ بلند تھی جدھر نظر اٹھاؤ ہزارہا برقین تلواروں کی چمکتی ہوئی دکھائی دیتی تھین ابر چڑھاون
کے اٹھے ہوئے ہین دریائے خون بہ رہا ہے ایک ہنگامہ قیامت خیز برپا ہے عین گرمی جنگ مین اکوان تہمار
اور بادشاہ اسلام کا سامنا ہوا ہاتھوں مین اکوان کے چار حربے تھے ایک مین نیزہ ایک مین تلوار ایک مین
گرز ایک مین کمند اکوان نے چارون حربے ایک ہی بار کئے شاہ نے تلوار سے کمند کے حلقے نیزہ کا پھل
سر عمود قلم کیا اور سپر پر تلوار روکی مگر اکوان بھی سردار نہایت زبردست ہے تین سو من کا تیغہ اسکا ہے تیغہ
نے سپر کو شاہ کی قلم کیا خود کو دو کرکے تا دو ابرو اتر گیا دستانہ مارا تیغہ جھنسنا کر سر سے نکلا لیکن چادر خون کی
سر سے باہر آئی گھوڑے کے زین پر منہ رکھ لندھور نے کہ قریب تھے اور عالم زخمداری مین بھی لڑ رہے تھے جلدی
سے آکر شاہ کو پالکی مین ڈالکر طرف خیمہ کے روانہ کیا اور آپ تلوار اکوان پر ماری اکوان نے حملہ لندھور کا
رد کیا اور خود بھی ایک ہی تلوار ماری لندھور نے حربہ اکوان کا رد کیا ایک گرز ہفتدہ صد منی اٹھایا کہ اکوان

کو ایک ہی ضرب مین راہ عدم دکھا دون نجنگان نے طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر میدان سے پھرے
مگر آج سب سردار دونون طرف کے زخمی ہوئے یہ تو علاج مین مصروف ہین جب اچھے ہو لینگے تو ذکر
اُنکا آئیگا اب یہان سنیے

چند کلمے داستان حیرت بیان شاہزادہ عالم و عالمیان بدیع الملک بن نور الدہر عالیشان کے بیان ہوتے ہین

کہ یہ طرف سبائل کے بقصد قتل لاہوتک روانہ ہوئے اور انگشتر سلیمان علیہ السلام گلے مین کیوان فلک رفعت
نے ڈالدی تھی شاہزادہ تھوڑی دور آیا ہوگا کہ خیال مین آیا یہ انگوٹھی کیسی ہے فوراً چار دیو سامنے آئے اور عرض کیا
کہ ہم تابع فرمان اُسکے ہین جسکے قبضہ مین یہ انگشتری ہو بدیع الملک نے کہا مین اپنے قوت بازو سے کام کرتا ہون
دوسرے سے جرأت کے کام کو نہین کہتا ہون اور انگوٹھی کو ایک درخت کے نیچے دفن کر کے آگے روانہ ہوئے
کوچ بکوچ منزل بہ منزل چلے جاتے تھے کہ دیکھا ایک کوہ کیطرف سے ایک شیر تیر خوردہ آتا ہے شاہزادہ اُسکے
سدِّ راہ ہوا شیر نے قریب پہونچکر طمانچہ مارا بدیع الملک نے تلوار سپر ہاتھ سے پھینک کر کلائیان شیر کی پکڑ لین اور
زور کیا کہ کلائیان اُسکی ٹوٹ گئین شیر تڑپ کر مر گیا اتنے مین دیکھا کہ گرد اوڑی اور ایک نقابدار مرصع پوش پیدا ہوا
اور بدیع الملک کو دیکھکر کہا اے سرکش تو کون ہے کہ شکار کو میرے تو نے مارا اب عوض اُسکے تجھے شکار کرونگا یہ کہکر
نیزہ بدیع الملک کے مارا بدیع الملک نے نیزہ ہاتھ سے نقابدار کے ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری بدیع الملک
نے بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی نقابدار نے کہا اچھا دیکھ تو تیرے مقابلہ کو ایسا شخص
لاؤنگا جو خوب تجھے زد و کوب کرے یہ کہکر پلٹنے کا ارادہ کیا بدیع الملک نے کہا کون جواب دیا کہ عم عالیوقار
شاہزادہ نور الدہر بدیع الملک نے کہا تم کسکے بیٹے ہو نقابدار نے کہا تمھین اس سے کیا معلوم ہوا جاتا ہے
بدیع الملک دوڑ کر لپٹ گیا اور نقاب منہ پر سے نوچ کے دیکھا کہ ایک لڑکا ہے شکل تمھارے بھورے بھورے
بال آنکھون مین لال ڈورے وحشت کے پڑے ہوئے بدیع الملک نے بہ منت تمام کہا کہ سچ کہو تم
کسکے فرزند ہو کہ مجھے تم سے بوے محبت آتی ہے اور مین بھی اولاد صاحبقران سے ہون نقابدار نے کہا مجھے غضنفر
بن اسد کہتے ہین بدیع الملک گلے سے لپٹ گیا اور کہا تم تو ہمارے بھائی ہو ہم نور الدہر کے فرزند ہین غضنفر
نہایت خوش ہوا اب دونون ملکر طرف سبائل کے روانہ ہوئے جسوقت قریب قلعہ فیلا کے
پہونچے یہ خبر جمشید و سہیل خان کو ہوئی کہ حاکم اسی قلعہ کے ہین اور خوف سے لاہوتک کے تذبذب کے
حالت مین ہین جلدی سے قلعہ کے باہر آئے بدیع الملک کو اندر قلعہ کے لائے دعوت و ضیافت کی
اور پوچھا کیا ارادہ ہے بدیع الملک نے بیان کیا کہ جاکر لاہوتک غول کو مارونگا سہیل خان و جمشید
نے آفرین کی اور دست بستہ عرض کیا کہ غلامون کی عرض قبول ہو تو کہین بدیع الملک نے کہا ہو
لیکن جنگ سے منع نہ کرنا ورنہ نہ مانونگا سہیل و جمشید نے کہا کہ یہان چندے توقف کیجئے کہ لشکر جمع کر لین
تب جائیے بدیع الملک نے کہا کہ لشکر کی کوئی ضرورت نہین مدد پروردگار کافی ہے سہیل نے کہا جلوس
کے لیے ہونا ضرور ہے یون جانا آپکی شان کے خلاف ہے بدیع الملک چپ ہو رہے اب یہان تو تیاری
لشکر کی ہو رہی ہے آگے دیکھیے کیا ہوتا ہے

چند کلمے داستان مسرت بیان شاہزادہ رستم ثانی پسر ایرج نوجوان گرشاسپ دوران ہوتے ہین

خم مَی سے بھر جام ساقی شتاب
عیان چاہ نخشب سے ہو ماہتاب
لگا ہونے اندھیر ہے سب جہان

گہن میں ہے خورشید تابان نہان
غزل ہر چشم کو دیدار ترا مد نظر ہے
یہ گوے سعادت ہے وہ چوگان ظفر ہے
قالب کیطرح روح دکھائی نہین دیتی
چشمک زنی انجم کی تجھے مد نظر ہے
دیدہ کمر یار کی مشتاق ہین آنکھین
دو قطرۂ خون ہین تو دل ہے نہ جگر ہے
کھول آنکھ کو اٹھ خواب سے بیدار ہو غافل
کس نور کے بنی کے لئیے خاک بسر ہے

کہین گل نہو زندگانی کی شمع
جو گوش ہے مقصود اسے تیری خبر ہے
بیکار بنائے نہین آنکھون کے پیالے
پنہان یہ مسافر ہے عیان گرد سفر ہے
سونگھے جو اسے سانپ کے سونگھے کا ہو عالم
ہستی مین تماشائے عدم مد نظر ہے
آفت ہے کوئی ذکر فقیہ اسکے ہمارا
حاضر لئیے آئینہ خورشید سحر ہے

فروزان ہو شام جوانی کی شمع
اس خال اس ابرو کی ہمین خوب خبر ہے
دیدار کا سائل ہو جو یارائی نظر ہے
گردش ہے اشارے سے ترے ہفت فلک کو
اس زلف کی بو مین سم افعی کا اثر ہے
یہ صدمے اٹھائے ہین جدائی مین کسیکی
ایک نعرہ ہو مین دو جہان زیر و زبر ہے
کس گل کے ہوا خواہ نہین ہے آتش مسکین

چہرہ پردازان محبوب سخن و نقش بندان موجودات زمین مصوران ستی کش۔ وصورت نگاران مانی وش قلم اعجاز رقم لوح صفحۂ قرطاس پر یون روان کرتے ہین اور دامن مقصود کو ذر مدعا سے بھرتے ہین کہ امیر کشور گیر نے بعد فتح ملک فرنگیہ جب ایرج کو زیر کرلیا تو شادی ایرج نوجوان کی دختر تجمیل باہر ملکہ عالم آرا بانو کے ساتھ کی تھی بطن سے اسکے ایک لڑکا پیدا ہوا کہ شکل و شمائل مین دوسرا علمشاہ تھا نام اسکا عالم آرا نے رستم ثانی رکھا جسوقت عمر اسکی پانچ برس کی ہوئی تو مان سے نام اپنے باپ کا پوچھا جب عالم آرا نے بیان کیا تو اسنے ضد کی کہ مین اپنے باپ پاس جاؤنگا ہرچند عالم آرا نے سمجھایا کہ بچے کہان سمجھتے ہین وہ رونے لگا اسوقت دل عالم آرا کا بھی بھر آیا اور یاد نے ایرج نوجوان کی دلکو بیچین کر دیا آخر کار رستم ثانی کو گود مین لیا اور تیاری کرکے محافہ مین بیٹھکر طرف سبائل کے روانہ ہوئی طے مراحل و قطع منازل کرتی چلی جاتی تھی کہ ایک مقام پر دیکھا کچھ لوگ بیٹھے باتین کر رہے ہین عیار ملکہ کا پیاسا تھا قریب انکے گیا پہلے پانی مانگا کہ مین پیاسا ہون جب پانی پی چکا تو ایک شخص سے پوچھا کہ تم لوگ کہان جاتے ہو اور کسطرف سے آتے ہو انہون نے کہا ہم سوداگر ہین اور ملک سبائل سے آتے ہین عیار نے کہا تم تو سب حال وہان کا جانتے ہوگے انہون نے کہا اتنا ضرور جانتے ہین کہ مسلمانون پر تباہی ہے کفار کا غرغرہ لاہوت تک غول لپ لقا نے خروج کیا ہے یہ سنکر وہ عیار دوڑا ہوا آیا اور سب حال ملکہ عالم آرا بانو سے بیان کیا عالم آرا نے کہا کہ وہان چلنا مناسب نہین ہے قلعہ زرتاشیہ کو چلو کہ وہان ملکہ گیتی افروز ہین جسوقت قریب قلعہ زرتاشیہ کے پہونچے خبر اہل قلعہ کو ہوئی کہ زوجہ ایرج نوجوان مع پسر کوچک تشریف لاتی ہین ابراہیم بن مالک اژدر اور مرزبان بن گیر تنگ اور مظفر بن ضیغم خون آشام یہ سب موجود تھے واسطے استقبال کے آئے اور ملکہ کو بعزت و حرمت قلعہ مین لیگئے عالم آرا نے ملکہ گیتی افروز کو سلام کیا اور رستم ثانی کو پیش کیا گیتی افروز نے رستم کی بلائین لیکر پیار کیا گود مین بٹھا لیا دیکھا کہ پیشانی رستم کی نہایت فروزان ہے بشرے سے سمجھین کہ لڑکا صاحب اقبال ہے اسیوقت منجمون کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئے کہا کہ زائچہ اس لڑکے کا کرکے دیکھو انہون نے سوا بالشت زمین لیپی اور آفتاب مین خشک کرکے قرعہ پھینکا اور بارہون برج ساتون ستارے مع مقامات سعد و نحس ذہن مین رکھکر منسوبات سے احکام سمجھکر بیان کیا کہ یہ فرزند ارجمند جہانگیر و جہان ستان ہوگا اور بڑے بڑے کار نمایان اس سے وقوع مین آئینگے گیتی افروز و عالم آرا یہ سنکر نہایت خوش ہوئین اور منجمون کو خلع کیا ایک روز ابراہیم بن مالک و مظفر بن ضیغم خون آشام وغیرہ نے عرض کیا کہ اگر ہمین اجازت ہو

تو جا کر شاہ کے شریک جنگ ہون کہ کفار کا نرغہ ہو رہا ہی گیتی افروز نے کہا ہان تو اور بہی لڑنے والے ہین اگر کوئی کافر یہان آگیا تو یہ بچہ کیونکر لڑیگا اسکی حفاظت مقدم ہی وہ اجازت نہ ملنے کی وجہ سے مجبور ہو گئے رستم گیتی افروز سے اسقدر ہلگیا تھا کہ کسیوقت جدا نہوتا تھا فقط شبکو ہان کے پاس سو رہتا تھا اور ہر وقت حالات اپنے باپ کے پوچھا کرتا تھا گیتی افروز واقعات بیان کیا کرتی تھی اور رستم کہتا تھا کہ انشاء اللہ مین بہی یون ہی کفار کو مارونگا اور حربہ ہاے جنگ سے کھیلا کرتا تھا ایک روز شبکو پاس سے گیتی افروز کے آیا اور عالم آرا کے سینہ پر منھ رکھکے سو رہا جسوقت صبح ہوئی تو عالم آرا نے رستم کو نہ پایا سمجھی اٹھکر گیتی افروز کے پاس چلا گیا ہوگا وہانسے طرف خیمہ گیتی افروز کے چلی ادھر صبح کو گیتی افروز کی جو آنکھ کھلی بے اختیار رستم کے دیکھنے کو جی چاہا وہ طرف خوابگاہ عالم آرا کے چلی راستے مین ملاقات ہوئی عالم آرا نے کہا کیا رستم آپ کے پاس آیا ہی گیتی افروز نے کہا اگر وہ میرے پاس ہوتا تو مین یہان کیون دوڑی آتی غرضکہ سارے قلعہ مین ڈھونڈھا مارا رستم کا کہین پتانہ لگا گیتی افروز نے حالت اپنی تباہ کی عالم آرا نے گریبان پھاڑ ڈالا قلعہ مین اک کہرام مچا ہوا تھا کہ ابراہیم بن مالک وعمر زرنگ بن مرزبان ومظفر بن ضیغم خون آشام نے خیال کیا کہ اگر شاہزادہ ایرج نوجوان کا سامنا ہوگا تو ہم کیا جواب دینگے یہ سوچکر سب کپڑا لباس کر کے فقیر بنکر جانب صحرا نکل گئے انکو تو اسی حالمین چھوڑئے دیکھئے آگے کیا ہوتا ہی

اب یہانسے چند کلمے کہیار سرکش کے بیان ہوتے ہین کہ قید سرداران اسلام کی لیکر طرف جزیرہ فندق کے روانہ ہوا گر شناوران دریاے معانی وغواصان بحر نکتہ دانی گوہر مطلب کو یون پیدا و ہویدا کرتے ہین کہ جسوقت کہیار دریا طے کر چکا اور جزیرہ فندق مین پہونچا خبر قارن قوی ترکیب اور ریحان قوی ترکیب کو ہوئی کہ بدر کی طرف سے حاکم جزیرہ فندق ہین وہ دونون آئے اور کہیار کا استقبال کیا ریحان قوی ترکیب کہیار کو لیے ہوئے داخل قلعہ ہوا ریحان قوی ترکیب نے کہا کہ مین کنارے دریا کے رہونگا کہ کوئی آنے نہ پاے غرضکہ کہیار قلعہ مین آیا اور قید کو سرداروں کے محکم کیا اور قلعہ کو آراستہ کر کے بیٹھا ریحان نے کنارہ دریا کا انتظام کیا انھین بھی اسی حالمین چھوڑئیے

اب سنئے حال شاہ سعد اور افراسیاب کو چک واسد وکربولاور کا

کہ یہ ملکہ قمر چہر کو لیکر پوشیدہ قلعہ عجم سے نکلکر بھاگے ہین کسی مین حالت نہین تھی کہ مقابلہ کرے چپ کے ایک کوہ مین قیام کیا جب زخم سر اچھے ہوئے تو سب نے صلاح کی کہ اب دیکھا چاہیے یہ کفار کہان گئے ہین اور لشکر اسلام پر کیا گذری اور سرداران امیر جو قید ہوگئے تھے وہ کس حال مین ہین یہ مشورہ کر کے عیارون کو واسطے خبر کے آگے روانہ کیا بعد اسکے آپ تیاری کر کے طرف سبائل کے روانہ ہوئے طے مراحل وقطع منازل کرتے چلے جاتے ہین کہ قریب شام ایک صحرا مین پہونچے کہ نہایت پر فضا اور قریب ایک کوہ تھا اس سے آبشار ہین جاری تھین کوڑیالہ پہولا ہوا تھا ہواے جنون خیز چل رہی تھی کہ یکایک آواز سم مرکب کی آئی اور ایک بگولا گرد کا نمایان ہوا جب وہ گرد قریب آکر شق ہوئی تو دیکھا کہ گرہ بن اشقر ہی منھ ایرج کا ہر نے پر ہی خون سر سے جاری ہی یال مرکب ہاتھ مین ہی یہ حال دیکھا سب طرف گرہ کے دوڑے وہ سمجھا کہ یہ سب دشمن ہین میرے آقا کے ایرج کو لیکر اور طرف کو بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ اسد نے بڑہکر چیکارا کہ آواز اسد کی پہچان کر تھم گیا سب سرداران اسلام مع شاہ سعد قریب آئے ایرج کو اتارا زخم دوزی کی پٹی چڑھائی پانی چہڑکا جب ایرج کو ہوش آیا تو سرداران اسلام کو پہچانا

سلام کیا اور پوچھا کہ مین یہان کیونکر آیا سب نے کہا کہ گھوڑا تمھین لیکر نکل آیا اب تم اپنی سرگذشت بیان کرو
کہ زخمی کیونکر ہوئے ایرج نے تمام حال جنگ اکوان چہار دست کا اور فریب کر اسلمان ہو کر گفتار کا اور دھوکے
مین زخمی ہونا ہاتھ سے مجنون تیغ بند کے بیان کیا اور کہا معلوم نہین لشکر پر کیا گذری شاہ سعد نے کہا ہم سب
بھی عزم سبائل کا رکھتے ہین مگر زخم آپکا اچھا ہوئے ایرج نے کہا راستے مین زخم اچھا ہو جائیگا غرضکہ دوسرے
روز وہانسے بھی کوچ کیا چند قدم چلے ہونگے کہ ان ہرکارون نے جو واسطے خبر کے روانہ ہو چکے تھے آکر دعا و ثنا کے بعد
عرض کیا کہ قید سرداران اسلام کی آج جزیرۂ فندق مین آئی لیکن وہان قلعہ کا بہت بڑا انتظام ہے یہ سنکر سب سردار
خوش ہوئے ایرج نے کہا پہلے چلنا جزیرۂ فندق مین واجب ہے بعد اسکے سبائل کو رخ کرینگے غرضکہ سبکے سب
طرف جزیرۂ فندق کے روانہ ہوئے

اب چند کلمے مہتر شاپور شیر دل کے بیان ہوتے ہین

کہ جب شاپور شیر دل نے نخنگان کو گرفتار کر کے حال سردارون کی قید کا پوچھ لیا تو انتظام کر کے واسطے
رہائی سردارون کے روانہ ہوا مگر بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ شاپور کو ابھی حال سرداران امیر کے
قید کا نہین معلوم ہوا اور تفحص مین تھے ایک روز سنا کہ بلا شور نے سرداران امیر کو زیر زمین قید کیا ہے اور دروازہ
نقب کا اپنے خیمہ مین رکھا ہے اور سات عیاران نامدار طلایہ کے گشت پر حفاظت کے لئے مقرر کئے ہین یہ سنکر
شاپور خوش ہوا اور لباس شب روئی پہنکر قطوبہ و زربفتی باناریہ سقرلاتی سے آراستہ و پیراستہ ہو کر طرف
خیمہ بلا شور کے روانہ ہوا جسوقت قریب خیمہ پہونچا دیکھا کہ سات عیار گرد خیمہ پھر رہے ہین کہ کسیکے ہاتھ مین خنجر کھنچا
ہوا ہے کوئی حقہ نفتی لئے ہے کوئی کمند چہار ہاتھ کوئی گوپھن مین پتھر رکھے گردش دے رہا ہے کہ سپاہی دیکھون اور مار ڈالون
کسی کے آگے بیضہ ہاے بیہوشی رکھے ہین غرضکہ سب اپنے اپنے انتظام سے بیٹھے ہین شاپور یہ حالت دیکھکر
دور چلا آیا اور شکل اپنی ازرق بن زر دھنگ کی بنائی ہاتھ پاؤن کمند مین اولجھا کر ایک آدھ مقام پر آہستہ سے خنجر
چبھو لیا کہ لہو بہنے لگا بس اسنے شور کیا کہ ارے کوئی اتنا نہین کہ مہتر بلا شور یا اُسکے شاگردون کو خبر کرے کہ وہ
آکر مجھے بچائین یہ عیاران اسلام مجھے مارے ڈالتے ہین یہ سننا تھا کہ ساتون عیار یا تہاے عیاری سے درست
بیٹھے ہی تھے دوڑے جب تھوڑی دور آئے تو دیکھا کہ ایک شخص زیر درخت پڑا کراہتا ہے جلدی سے قریب گئے
پوچھا تو کون ہے آہستہ سے کہا کہ مین ہون ازرق بن زر دھنگ عیارون نے جلدی سے اوٹھا لیا اور اپنے
مقام پر لائے پوچھا کہ تمھین کسنے گرفتار کیا تھا ازرق نے کہا کہ شاپور نے اور اسی نے یہ خنجر بھی مارا ہے
وہ مجھے قتل کئے ڈالتا تھا کہ مین نے شور کیا تم لوگ آگئے وہ بھاگ گیا یہ سب خوش ہوئے کہ شاپور ہمسے ڈر کر
بھاگ گیا لیکن ازرق نے کہا اسوقت کیا تمہاری تواضع کرون کہ تمنے میری جان بچائی لو یہ آٹھ موتی لشکر
اسلام کے ایک جوہری کی دوکان پر جا کر مین نے چرائے تھے ایک ایک تم سب لیلو ایک میرے لیے رہنے دو
اور وہ سات موتی نکالے کہ ایک ایک عدد بیضہ عصفور کے برابر تھا سب کے منہ مین دیکھتے ہی پانی بھر
آیا اور ایک ایک موتی سب نے لے لیا ہر ایک موتی کو غور سے دیکھ رہا تھا کہ اتنا بڑا موتی اور یہ آب و تاب
اور ازرق سے کہہ رہا تھا کہ کیا خوش قسمت تھے ہم کہ محنت تمنے کی اور موتی ہمین ملے ازرق نے کہا
لو ایک یہ موتی جو باقی ہے یہ بھی تمہاری نذر ہے کیونکہ تمنے پسند کیا ہے اسپر سب عیار باہم لڑنے لگے وہ کہتا ہے
مین لونگا یہ کہتا ہے مین لونگا ازرق نے کہا اچھا سب اپنے اپنے موتی ہاتھ پر رکھو جسکے موتی سے یہ موتی

میل کھا جائے وہ لے سب نے اس فیصلہ کو منظور کیا اور موتی ہاتھون پر رکھے ارزق نے کا اصل مین
شاپور ہی اپنا موتی ایک ایک سے ملایا وہ موتی سب سے الگ تھا بس ہاتھ اُٹھا لیا اور کہا مین نہ دونگا
یہ کسی سے میل نہین کھاتا اتنے مین وہ موتی جو اُن سبکے ہاتھون مین تھے سرخ ہوگئے اب ہر ایک حیرت سے
جھمک جھمک کر دیکھنے لگا یکایک سب چٹاخ چٹاخ کر کے چٹکے اور دود بیہوشی اُنمین سے نکلا یہ ساتون عیار چھینکین
مار مار کر بیہوش ہوئے بس فوراً شاپور نے نعرہ کیا کہ منم مہتر مہتران و بہتر بہتران شاپور شیر دل اور خنجر کھینچکر سبکو ذبح کر ڈالا
بعد اُسکے خیمہ بلاشور مین داخل ہوا دیکھا کہ پلنگ خالی ہی شاپور سمجھا کہ بلاشور کہین گیا ہوا ہی بس چارون
طرف مہرہ نقب کا تلاش کرنے لگا کہین راستہ نقب کا نہ ملا بلکہ اکثر مقام شاپور نے کھود بھی ڈالے مگر نقب کا پتا
نہ ملا سمجھا کہ یہ خبر غلط تھی ناحق محنت کی خیر کچھ پھل محنت کا ملنا ضرور ہی یہ سوچکر تمام مال و اسباب بلاشور کا لیا اور
پانچ چار حقہاے آتشبازی مار کر خیمہ بلاشور کا جلا دیا وہان سے دوکان مین آیا نقب کے راستے سے سب اسباب
اپنے مکان پر پہونچا دیا وہان بلاشور کہ واسطے خبر کے لشکر اسلام مین گیا ہوا تھا پلٹ کر جو آتا ہی نگہبانون کو دیکھا
کہ ذبح کیے ہوئے پڑے ہین بارگاہ جلی ہوئی ہی مال و اسباب غائب بلاشور سمجھ گیا کہ یہ کام سواے شاپور کے دوسرے
کا نہین ہی واسطے تجسس کے لشکر لاہوتک مین روانہ ہوا کہ فساد یہین کہین سے برپا ہوتے ہین وہان شاپور
جب مال و اسباب بلاشور کا اپنے مکان مین بحفاظت تمام رکھ چکا تو سوچا کہ اب کیا تدبیر کرنا چاہیے کہ حال
قید سرداران کا معلوم ہو ذہن مین آیا کہ یہ بزرگوار عمرین امیہ نامدار جب کوئی راز کفار کا دریافت کرنا چاہتے
تھے اور کسیطرح پتا نہ چلتا تھا تو بختیارک کو پکڑ لاتے تھے کہ وہ ان کفار کا رازدان تھا اب اُسکی جگہ بیٹھا اُسکا
بختگان ہی اے شاپور اس سے بہتر کوئی وسیلہ دریافت حال کا نہین ہی کہ تو بختگان کو گرفتار کرے یہ سوچکر طرف
بارگاہ لاہوتک کے روانہ ہوا جسوقت قریب بارگاہ پہونچا دیکھا کہ تختگان اپنی خچری پر سوار جو بختیارک
کے ترکے مین اسے ملی ہی گلے مین طوق لعنت پہنے چلا آتا ہی شاپور بصورت مجنون تیغ بند سامنے تختگان
کے آیا اور کہا ملک جی ایک پیغام بعد تمھارے چلے آنے کے خداوند نے بھیجا ہی اور وہ اک راز خداوندی
ہی ذرا سُن لو مگر علحدہ چلو تختگان ساتھ ہوا شاپور جب اُسے دور لے آیا تو حلقے کمند کے مار کر پکڑ لیا اور لیکر
طرف لشکر اسلام کے راہی ہوا شاہ اسلام دربار برخاست کر کے آگر اسیطے سونے کے خوابگاہ مین لیٹے تھے کہ شاپور
پہونچا اور بشتارہ تختگان کا آگے شاہ کے ڈالدیا اور کمند سے کھولکر کوڑے مارنا شروع کیے تختگان چلایا کہ شاہ
کی دوہائی مین تو مسلمان ہون میری کیا خطا ہی جو آپ مجھے مارتے ہین شاپور نے کہا او حرامزادے جلد بتا کہ
سرداران امیر کہان قید ہین بختگان نے کہا مین تو ایک مسخرہ ہون سبکو ہنساتا ہون راز لاہوتک سے تو
بلاشور وغیرہ واقف ہین شاپور نے پھر دو چار تازیانے رسید کیے پھر اسنے شور کیا شاہ نے کہا کہ اگر تو قید
کا مقام سردارون کا بتا دے تو مین اقرار کرتا ہون کہ تجھے چھوڑ دونگا یہ سنکر تختگان نے کہا کہ آپ ضامن ہوتے
ہین شاہ نے کہا کہ ہان اسوقت اُسنے بیان کیا کہ کوہیار سرکش قید سردارون کی لیکر طرف جزیرہ فندق کے
گیا ہی شاپور نے کہا کہ اگر غلط نکلا تو مار ہی ڈالونگا تختگان نے کہا مجھے منظور ہی اب مجھے چھوڑ دیجیے شاپور
نے کہا ابھی چھوڑنا اسکا صلاح نہین یہ لشکر کفار مین جاتے ہی خبر کر دیگا پھر سردارون کی رہائی مشکل ہو جائیگی
شاہ نے فرمایا کہ مین زبان دے چکا ہون رہا کر دو شاپور نے تختگان کو چھوڑ دیا وہ طرف لشکر لاہوتک کے
روانہ ہوا اور شاپور شیر دل جلدی سے صورت سوداگرون کی بنکر دو ہزار عیار ساتھ لیکر کنارہ دریا کے آیا

کشتیون پر سوار ہوکر طرف جزیرۂ فندق کے روانہ ہوا جس وقت قریب جزیرہ کے پہونچا ملاحون سے کہا کشتی اسی جزیرہ مین اتارو انھون نے کہا ہمین حکم نہین ہی شاپور نے کہا اچھا تم ہمین لیے تو چلو اترنے نہ دینا تو فقط پروانہ مالک جزیرہ فندق کا نہ پہونچے اور کچھ نہ پوچھ بھی شاپور نے ملاحون کو دیا ملاح کنارے کشتیان لائے خبر ریحان قوی ترکیب کو ہوئی کہ لشکر اسکا کنارے دریا کے پڑا ہوا تھا دیکھا شاپور نے کہ فوج بہت ہی نظر پڑی گیا بڑی اتنے مین ریحان سامنے آیا شاپور نے سلام کیا اور کہا ہم لوگ سوداگر ہین اگر حکم ہو تو اترین مال فروخت کرین ریحان نے کہا یہ زمانہ غدر کا ہی حکم ہمارے حاکم بالا کا نہین ہی کہ کوئی اترنے پائے شاپور نے کہا کہ اچھا یہان قیام نہ کرینگے مگر اتنی تو اجازت دیجیے کہ دو روز رہکر کچھ فکر آذوقہ کی کرلین کہ ہوچکا ہی ورنہ یہ سب بندے زمرد شاہ باختری کے فاقون مر جائینگے یہ سنکر ریحان قوی ترکیب کو رحم آگیا اور شاپور کو اجازت دی شاپور اسباب اتروانے لگا وہان تختگان جو بارگاہ لاہوتک مین باحال پریشان پہونچا وہان بلاشور کھڑا تھا اسنے کہا کہو ملک جی کہان سے آتے ہو یہ کیا حالت ہی گھبرائے ہوئے کیون ہو تختگان نے کہا ای بلاشور بس یہی دعوی تمھین عیاری کا ہی دیکھو شاپور شیر دل کو کہ کیا کیا کام کر رہا ہی تمھاری بارگاہ جلا دی سات عیار مارے اسباب لوٹ لیگیا اور مجھے بھی گرفتار کرکے لیگیا اور حال قید سرداران کا پوچھا یہ کہا چپ ہوا بلاشور نے کہا پھر آپ نے کیا بیان کیا کہا مین نے صاف کہدیا کیونکہ وہ قتل کرنے پر آمادہ تھا آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ اگر شاہ اسلام ضامن نہوتے تو مجھے وہ مار ہی ڈالتا اور اب سوداگر بنکر طرف جزیرۂ فندق کے روانہ ہوچکا ہی یہ سنتے ہی لاہوتک نے کہا ای بلاشور جلدی جاؤ ورنہ شاپور سبکو رہا کرلیگا بلاشور اسیوقت چار ہزار بیک بچہ اپنے ہمراہ لیکر کشتیون پر بیٹھکر روانہ ہوا راستے مین ملاحون پر تاکید کی کہ جلد جزیرۂ فندق تک پہونچاؤ یہانتک کہ تیسرے روز بلاشور اسوقت پہونچا کہ دیکھا اسنے کہ شاپور اسباب اتروا رہا ہی اسنے کہا اچھے وقت پہونچے کہ ابھی تک کوئی فتنہ نہین برپا ہونے پایا بلکہ شاپور کو قیام کی جگہہ بھی نہین ملی تھی بس وہین سے نعرہ کیا کہ اے شاپور خبردار وہشیار آگاہ ہو کہ مین آپہونچا نعرہ بلاشور منم تازہ آفت برائے انام ۞ بلائے مجسم بلاشور نام ۞ یہ سنتے ہی شاپور نے خنجر کمر سے کھینچا اور میدان مین آیا بلاشور بھی کشتی سے جست کرکے کنارے پر آیا خنجر کھینچکر شاپور پر چلا ان دونون مین خنجر بازی ہونے لگی ادھر اور عیار دونون طرف کے کشتیون پر سے یکے بعد دیگرے جست کرکے کنارے پر آئے اور باہم جنگ ہونے لگی ہر طرف کمندین اچھل رہی تھین ظاہر مین شکار ہو رہے تھے کسینے تیر مارا کسی کا گلا اڑ گیا کوئی کمند مین گرفتار ہوا کسیکے خنجر لگا کوئی قارورۂ نفتی سے جل گیا ہر طرف ایک ہنگامہ محشر خیز بلند تھا ادھر ریحان آگاہ ہوا کہ یہ بلاشور ہی اور وہ سوداگر تنہا بلکہ شاپور عیار لشکر اسلام تھا پس اسنے تمام فوج کو حکم دیا کہ مارلو یہ جانے نہ پائے تمام فوج ریحان قوی ترکیب کی مسلح وکمل ہوکر چلی اور شاپور کو سب نے گھیر لیا شاپور کے ساتھ کل دو ہزار عیار تھے وہ بلاشور کے چار ہزار عیارون سے لڑ رہے تھے اسے بچانے کون آتا اب شاپور بلاشور کا جواب دے کہ لشکر سے اپنی جان بچائے مگر جب بھیڑ اسکے قریب آتی ہی دو چار حقۂ آتشبازی کے داغ دیتا ہی کسیکا ہاتھ جلتا ہی کسیکا منھ کسیکا گھوڑا ڈرکر بھاگتا ہی چھیڑ ہوجاتی ہی اب چاہتا ہی شاپور کہ جان بچاکر نکل جاؤن کہ تنہا گھر گیا ہی مگر راہ نہین ملتی ناچار اپنی بیکسی پر رو دیا اور دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور کہنے لگا کہ ای کس بیکسان واے یاور غریبان اے کارساز اے بے نیاز تعالی شانہ

کہ مین تیری راہ مین تیرے بندگان خاص کی رہائی کو آیا تھا یہان اس بلا مین مبتلا ہوا رحم کر میرے حال
پر ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا اور پردۂ بیابان سے تتق گرد بلند ہوا اور آن
واحد مین وہ گرد قریب آکر شق ہوئی اور اس گرد سے تین سوار پیدا ہوئے انمین ایک ایرج اور ایک
اسد ایک کرب دلاور تھے کہ یہ شکار کھیلتے ہوئے آگے نکل آئے تھے شاہ اسلام سعد بن قباد
و افراسیاب کوچک و فضل بن گیاہور خون آشام مع محافظہ ملکہ قمر چہر ابھی پیچھے ہین کہ یکایک نگاہ ان سبکی
کفار پر پڑی کہ ہزار تا تھے اور دیکھا کہ اہل اسلام سے چند عیار ایکطرف لڑ رہے ہین اور ایک جانب
شاپور بلاشور سے مصروف جنگ ہی اور لوگ بھی اسے گھیرے ہوئے کمندین مار رہے ہین قریب
تھا کہ شاپور گرفتار ہو جاے بس ایرج کو دیکھکر تاب نہ رہی اور تلوار کھینچکر لشکر کفار پر گرا اور قتل کرنا شروع کیا
نعرۂ ایرج - منم ایرج آن آفتاب منیر * کہ صاحبقران است و آفاق گیر * ایرج کا نعرہ سنکے شاپور کی جان
مین جان آئی ادھر اسد و کرب بھی تلوارین کھینچ کھینچکر گرے کفار کو قتل کرنا شروع کیا ادھر اہل قلعہ نے جو دیکھا
کہ تین شخص صحرا کیطرف سے آئے ہین اور انھون نے لشکر ریحان قوی ترکیب کو درہم و برہم کر دیا بس کوہیلہ
سرکش اور قارن قوی ترکیب مع فوج قلعہ سے باہر آئے قضاے کار ایرج کا اور ریحان قوی ترکیب کا
سامنا ہوا کہ ریحان قریب شاپور پہونچ چکا تھا کمند اسکے ہاتھ مین تھی کہ ایرج نے پہونچکر للکارا ریحان نے
کہا او مفلوک روزگار تو کہان سے اسوقت آیا کہ شاپور کی مدد کی ایرج نے کہا دیکھ معلوم ہوا جاتا ہی لاحریہ
بہادری کا ریحان نے کمند ایرج پر ماری ایرج نے سر شمشیر پر حلقہ کمند کا لیا کہ کمند ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی ریحان
نے تیر مارا ایرج نے تیر بھی قلم کیا اور ریحان کو قاش زین سے اٹھا کر اچھال دیا گرتے وقت چور نگ ہوا ئی
کا یا ادھر کوہیار سے اور اسد بن کرب دلاور سے سامنا ہوا اسد پر نیزہ کوہیار نے مارا اسد نے نیزہ ہاتھ
سے کوہیار کے نکالدیا اسنے گرز مارا اسد نے کلائی مروڑ کر گرز چھین لیا اور وہی گرز ایسا مارا کہ سر مع
مغفر سینہ مین جا رہا ادھر قارن قوی ترکیب نے جو دیکھا کہ دو ایسے پہلوان مارے گئے پھر آپ کسیکے
مقابلہ پر نہ آیا دور سے لشکر کو ترغیب جنگ دینے لگا سب نے ایرج و اسد و کرب کو گھیر لیا ہر چند
کہ شیر بیشہ شجاعت تن تنہا ہین مگر کچھ خوف و ہراس نہین ہی جسپر تلوار ماری مع مرکب چار ٹکڑے ہوگئے
مگر ہجوم کفار کا بڑھتا جاتا ہی فتح مین دیر ہو رہی ہی ادھر بلاشور کے عیار شاپور کو گھیرے ہین شاپور انسے
لڑ رہا ہی اور بلاشور چند عیارون سے قلعہ کیطرف جاتا ہی کہ جبتک یہان جنگ ہو مین قیدی سردارون کو
لیکر نکل جاؤن قریب قلعہ پہونچ چکا ہی کہ یکایک پردۂ بیابان سے گرد اوڑی اور اس گرد سے پچاس علم
پھریرون پر انکے حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم تھی نشانہ پچاس ہزار سوار کا نمایان ہوئے بعد
انکے سعد بن قباد شہریار مع افراسیاب کوچک و فضل کے پہونچے دیکھا کہ اہل اسلام سے ادہر کفار
سے جنگ ہو رہی ہی بس نعرہ کرکے گرے اور صفون کو توڑا کفار قتل ہونے لگے ادھر کرب دلاور دریا
آہن کو جھیل کر قریب قارن قوی ترکیب کے پہونچے اور نعرہ کیا کہ او نامرد کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے
قارن نے دیکھا کہ اب قضا سر پر آ ہی چکی ہی میل فولادی کرب پر مارا کرب نے میل سپر پر روک کر
جو وار تیغہ آبدار کا کیا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے ادھر وہ عیار جو شاپور کو گھیرے ہوئے تھے وہ لشکر
اسلام کے آجانے سے درہم و برہم ہونے شاپور شیر دل نے راستہ پایا دیکھا کہ بلاشور قلعہ پر پہونچ چکا ہی

بس شاپور بھی کچھ عیارون کو سپلٹی دیکر جلدی جلدی قلعہ پر پہونچا اور للکارا بلاشور کو اسنے پلٹ کر تیھر مارا شاپور
نے تیھر خالی دیکر دو تیر چٹکی مین تھے ایک بلاشورہ کو مارا ہنوز تیر بلاشور تک نہین پہونچا تھا کہ دیکھا شاپور
نے کہ بلاشور نے وہنی خالی دی ہے بس ساتھ ہی جو دوسرا تیر بائین جانب کج کرکے مارا بازو پر بلاشور کے
پڑا کہ توڑ کر پار گذر گیا شاپور کے ہاتھ سے گو فلاخن عیاری چھوٹ پڑی عیارہ بلاشور کے اسے لیکر بھاگے
ادھر لشکر کفار نے دیکھا کہ ہمارے سردار جا چکے ہین اب کچھ نہو سکیگا لڑائی فضول ہے لیکن وہان
شاپور زندانیانون کو مار کر داخل زندان خانہ ہوا چاہتا تھا کہ قید نور الدہر دلہاس و قاسم و بدیع و داراب
و اسکندر وغیرہ کے کاٹے کہ ان سب نے قیدین توڑ ڈالین اور دارین خیمون کی پکڑ پکڑ کر لشکر کفار پر گرسے
بہت سے بھاگ گئے جو رہ گئے انھون نے پناہ مانگی اہل اسلام نے کہا جو کہ ایمان قبول کریگا وہ چھوڑ دیا
جائیگا اور جو ایمان لانا نہ منظور کریگا وہ تہ تیغ بیدریغ کیا جائیگا چنانچہ جن لوگون نے کہ ایمان قبول کیا ان کو چھوڑ دیا
اور باقی کو قتل کرکے جزیرہ فندق پر قبضہ کیا بتکدہ توڑوا ڈالے اور مسجدین بنوا دین بعد اسکے سب سردار
باہم گلے ملے بعد تیاری کرکے طرف سبابل کے روانہ ہوئے انکا ذکر وقت پر ہوگا

اب حال لشکر ضلالت اثر گروہ جہول لاہوتک غول کا سنیے

کہ بعد جلسے بلاشور کے ایک روز دربار آراستہ تھا کہ تختگان نے کہا کہ میرا دل دھڑکتا ہے معلوم ہوتا ہے
کہ شاپور نے جاکر سرداران کو رہا کر لیا بدر ہنسا لاہوتک نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے وہ سب طلسم قدرت
مین بند ہین دوسرے بلاشور گیا ہوا ہے دیکھیے وہ کیا آفت برپا کرتا ہے کبھی شاپور زندہ نچھوڑیگا تختگان نے کہا
کہ بڑے خداوند بھی الٹی تقدیر کرتے تھے آپ بھی تو انھین کے فرزند ہین جو کہینگا اسکے برعکس ظہور مین آیگا
لاہوتک نے کہا دور ہو میرے سامنے سے نہین تو آتش تجھپر گراونگا کہ جلکر خاک سیاہ ہوجائیگا تختگان
چپ ہو رہا کہ ہمین کیا جو ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا کہ اتنے مین بلاشور باحال پریشان گریان و نالان پہونچا
بازو سے خون بہتا ہوا پٹی بندھی ہوئی لاہوتک نے کہا ارے بلاشور یہ تیری کیا حالت ہوئی بلاشور
نے کہا کہ خداوند بلائے سماوی نازل ہوئی ورنہ آج مین نے شاپور کو مار ہی لیا تھا اور تمام واقعہ جنگ
اور بروقت پہونچنا ایرج و کرب و اسد کا بیان کیا اور زخمی ہونا اپنا کہا بدر نے کہا کہ سب قلعہ عجم سے پوشیدہ
نکل گئے تھے جنھون نے یہ آفت برپا کی مگر ایرج کہان سے آگیا لاہوتک نے حال ایرج کا زخمی ہونا جنگاہ
مین اور گھوڑے کا لیکر نکل جانا بیان کیا مگر بلاشور وہانسے پوشیدہ واسطے خبر کے لشکر اسلام مین آیا تھا
اور بصورت مبدل داخل خیمہ شاہ ہوا اسوقت ضرغام شیردل حارث بن سعد شاہ اسلام سے عرض کرتا
تھا کہ اگر حکم ہو تو لاہوتک کو گرفتار کر لاؤن شاہ فرمارہے تھے کہ مردانہ باش ضرغام یہ سنکر تلاش لاہوتک
مین روانہ ہوا بلاشور بھی عقب مین ضرغام کے چلا لیکن جس وقت بارگاہ سے نکلا نشان قدم ضرغام دیکھتا
ہوا چلا جاتا تھا کہ ایک مقام پر نشان قدم موقوف ہو گئے اور آڑ درخت کی درمیان بلاشور اور ضرغام کے
ہوگئی تھی بلاشور سمجھا کہ ضرغام پس پشت درخت ہوگا اگر دیکھا تو نہ پایا فکر کرنے لگا کہ یہ کہان چلا گیا کہ یکایک
زیر درخت ایک قلابہ نظر آیا بلاشور اسکے قریب آیا دیکھا کہ ایک تختہ لگا ہوا ہے اسپر قلابہ نقب ہے بلاشور نے
اس تختہ کو جدا کیا تو دہانہ نقب کا دکھائی دیا بلاشور سمجھا کہ عیاران اسلام نے یہ نقب لگائی ہے یقین ہے کہ ضرغام
اسی نقب مین ہوگا یہ سوچکر چلا چلتے جاتے جسوقت سر نقب پر پہونچا اور سر نکالا تو دیکھا کہ ضرغام نے لاہوتک

کو بیہوش کیا ہی چاہتا ہی کہ لیکر روانہ ہون کہ بلاشور نے پہونچکر نعرہ کیا ضرغام ہوشیار ہو گیا بھاگی بلاشور نے لاہوتنگ کو اُسی عالم مین چھوڑا اور آپ تعاقب مین ضرغام کی دوکان پر آیا کہ وہان فتاح کشوری و ابوالفتح اصفہانی وغیرہ موجود تھے سب بلاشور کو دیکھکر نقب کین کو دوڑے اور ضرغام بھی نقب مین کودا یہ نقب جاکر بارگاہ لاہوتنگ مین نکلی ہی اور دوسرا راستہ درمیان سے لشکر اسلام کا بھی ہی بس ضرغام تو پھر بارگاہ لاہوتنگ مین نکلا اور فتاح کشوری و سماک یلطافی وغیرہ لشکر کیجانب بھاگے بلاشور بھی انھین کے تعاقب مین گیا جانا کہ ضرغام بھی انھین مین ہوگا مگر ضرغام جو بارگاہ لاہوتنگ مین نقب سے باہر آیا دیکھا بہت سے گبر آگئے ہین اور زرد ہنگ عیار نے لاہوتنگ کو ہوشیار بھی کیا ہی ایک غلغلہ ہی بارگاہ مین کہ ضرغام نے تلوار سر پر لاہوتنگ کے ماری تا دو ابرو اتر گئی لاہوتنگ زخم کھا کر گرا لوگ پیچھے ضرغام کے دوڑے ضرغام جست و خیز کرتا ہوا بھاگا یہانتک کہ صاف نکل گیا لیکن بدر نے جو یہ زور آوری عیارون کی دیکھی کہا ان خدا پرستون کو مہلت دینا ٹھیک نہین ہی اسیوقت حکم کیا کہ طبل جنگ بجے یکایک نقارہ زرمی پر چوب پڑی آواز نقارہ کی گرجی عیاران اسلام خبر لیکر سامنے حارث بن سعد کے آئے اور بعد دعا و ثنائے شاہی بجالانے کے عرض کیا کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہی فرمایا ہمارے یہان بھی کوس حربی نوازش مین آئے اسیوقت نقارہ خانہ رعد شکوہ گرجنے لگے دلیران لشکر کو آگاہی ہوئی سب سردار تیاری جنگ مین مصروف ہوئے کوئی تلوار کو صیقل کرتا تھا کوئی ہر چار ہر مین کجھاتا تھا کوئی اسلحہ درست کرتا تھا غرضکہ ہر ایک اپنی اپنی تیاری مین مصروف تھا کہ یکایک شہسوار زرین رخش نیزہ شعاعی ہاتھ مین لیے ہوئے میدان شرق سے نمودار ہوا اور زنگی شب سپر پشت پر رکھکر لرزان و ترسان گوشہ مغرب مین پنہان ہوا دونون لشکر میدان قتال و جدال مین آکر صف آرا ہوئے میمنہ میسرہ ساقہ و کمینگاہ سب آراستہ ہوا نقیب صفون سے نکلے اور پکارے اشعار دلیرو یہ ہی عرصہ نام و ننگ * نکلکر دو پہلوانوسے جنگ * جیئے سو برس بھی تو مرنا ہی پھر اسیطرح جی سے گذرنا ہی پھر * دکھا دو شجاعت کے جوہر ذرا * نکلکر دو موت سے سامنا * بڑے پہلوان تھے جو سہراب و سام مٹا دو تم آج انکے ہستی سے نام * یہ اشعار آبدار سنکر جوانون کی رگون مین لہو دوڑنے لگا ہر شخص چاہتا تھا کہ ہم پہلے جائین نامردون کو بھی جوش آگیا تھا کہ یکایک لشکر کفار سے بدر بن زلزال بخشی مرکب اپنا بڑھا کر سامنے تخت لاہوتنگ کے آیا اور اتر کر گھوڑے سے مجرا کیا اجازت میدان کی چاہی لاہوتنگ نے کہا کہ جاؤ دست قدرت تمھارا نگہبان ہی بدر بار دگر مرکب پر بیٹھکر میدان مین آیا اور نیزہ گاڑ کر آواز دی کہ جسے تمنائے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ میرے مقابلے کو نکلے کہ تلوار میری موجہ بحر فنا ہی اہل اسلام زخمی تھے کون نکلتا لیکن معظم خان بن بہرام کہ رفیق خاص ملک قاسم کا تھا رہوار کو بڑھا کر سامنے تخت شاہی کے آیا گھوڑے سے اترکر زمین ادب کو بوسہ دیا اجازت میدان چاہی اور عرض کیا کہ میری وصیت حضور سے یہ ہی کہ شاہزادہ ملک قاسم سے فرما دیجیگا کہ اگر کوئی خطا معظم خان سے ہو تو معاف کر دین کیونکہ اعتبار اس دنیاے ناپایدار مین کچھ زندگی کا نہین ہی آج مین بھی مثل ترک جوشن پوش کے نثار ہوتا ہون شاہ نے کہا اے معظم خان اگر تمھین ہراس ہی تو نہ جاؤ مین خود اس سے مقابلہ کرونگا معظم خان نے کہا غلامون کے ہوتے یہ کب ہو سکتا ہی

کہ شاہ مقابلہ کو جائین دوسرے اگر میری قضا نہین ہر تو کوئی کچھ نہین کر سکتا ورنہ یہین مر جاؤنگا کوئی
آفت آجائیگی اور اگر اقبال حضور کا یاور ہر تو اس گبر نابجار کو مارونگا شاہ نے فرمایا کہ حافظ حقیقی نگہبان
ہر معظم خان نے بار دگر مرکب پر بیٹھکر یودھا باگ کا لیا اور بدر سے ہمتگاور ہوا بعد گفتگوے بسیار
بدر نے نیزہ مارا معظم خان نے بہ یمین اسلام چند طعن مین نیزہ ہاتھ سے بدر کے ہوائی کیا بدر کو نہایت
طیش آیا اور گرز سر پر معظم خان کے مارا معظم خان نے وار اسکا رد کیا اور تلوار ماری سپر کے ٹکڑے
کیے خود کاٹا مگر سر پر بدر کے ببسبب خفتان کے اثر بھی نہوا بدر نے جواب مین اسکے تلوار ماری معظم خان
نے چاہا کہ ہاتھ کلائی پر ڈالدون یون تو قیامت تک یہ زخم نہ کھائیگا گھوڑے کو ایڑ دی کہ آگے بڑھے
وہان تھا موش خانہ پانون گھوڑے کا موش خانہ مین جا رہا گھوڑے نے سکندری کھائی تیغ قضا کی
معظم خان کے سر پر لگی کہ کاسہ سر مین در آئی بدر نے جھٹکا مارا تلوار جگر تک اتر گئی معظم خان گھوڑے
سے گرا اور شہید ہوا لوگ دوڑے ہوئے گئے اور لاش معظم خان کی اٹھا لائے اور بعض روایات
سے ثابت ہوتا ہر کہ معظم خان زخمی ہوا شہید نہین ہوا غرضکہ بدر نے پھر مبارز طلب کیا ہنوز کوئی
لشکر اسلام سے نکلا نہ تھا کہ یکروہ بیابان سے بونڈلا گرد کا نمودار ہوا آن واحد مین وہ گرد قریب آپہونچی
اور آواز نگوبون کی کان مین آئی دل گردے سے مہتر شاپور شیر دل ظاہر ہوا دیکھا شاپور نے کہ بدر میدان
مین کھڑا ہوا مبارز طلب کر رہا ہر شاپور سامنے بدر کے آیا اور کہا او ملعون نہ گھبرا کہ شاہزادہ ایرج
نوجوان مع جملہ سرداران اسلام تیری سرکوبی کے لیے آتا ہر اور تجھے مبارکباد دینے آیا ہون
کہ خیرہ فندق برباد ہوا یہ سنکر بدر کو نہایت غصہ آیا اور کھینچکر تلوار شاپور پر دوڑا شاپور بھاگا
یہانتک کہ لشکر سے نکلکر صحرا مین ٹھہرا دیکھا کہ بدر تعاقب نہین چھوڑتا چلا ہی آتا ہر بس شاپور نے پتھر
کلہ منجنیق مین رکھکر مارا کہ سینہ پر بدر کے پڑا بدر گھوڑے سے گرا شاپور لپک کر قریب آیا اور بدر
کو تلوارین مارنا شروع کین مگر ببسبب خفتان کے کچھ اثر نہوا اب شاپور نے جلدی جلدی خفتان بدر
کا اتارنا شروع کیا یہ حالت دیکھکر فیلان بدمست آدمخوار مع جملہ آدمخواران کے پہونچا اور شاپور کو
گھیر لیا اور ہر طرف سے کمندین پڑنے لگین آخر شاپور اسیر ہوگیا اتنے مین لاہوتک غول بھی
پہونچا لشکر مسلمانون کے مقابلے مین رہا کچھ لاہوتک کے ساتھ آگیا لاہوتک نے حکم کیا کہ ابھی
شاپور کو دار پر کھینچو اسیوقت بلاشور نے دار استادہ کی اور شاپور کو دار پر کھینچا ہنوز تیرباران
نہین کیا تھا کہ آسمان پر لکہ ہاے ابر نمایان ہوئے اور آواز نقارہ کی آئی اور قمہور دیو مع چالیس
ہزار دیون سے پہونچا اور شاپور کو دار پر دیکھکر ایک دیو سے کہا کہ جلد اسے چھڑالا وہ دلو آیا اور شاپور
کو مع دار لیگیا اور شاپور سے حال پوچھا شاپور نے قمہور کو سلام کرکے سب واقعہ بیان کیا لیکن
آدمخوار طرف قمہور کے چلے کہ تو نے مغضوب خداوند کو چھڑا لیا کب چھوڑتے ہین ہم تجھکو یہ کہکر ادھر سے
ادھر قمہور نے تلوار کھینچی اور آدمخوارونکو قتل کرنا شروع کیا دیوون نے جو دیکھا کہ مالک سے
ہمارے جنگ ہوتی ہر دیوون نے آدمخوارون کو کھانا شروع کیا ادھر فیلان بدمست کا اور
قمہور کا سامنا ہوا فیلان نے چوب دبچاق ماری قمہور نے چوب سپر پر رد کی اور تیغہ مارا کہ چوب
کے مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوگئے اور خود و بلغہ عرق چین ذرہ ٹوپ کاٹ کر تلوار قمہور کی دستہ

تک زمین مین در آئی اور قفلان بدست کا سارا نشہ ہرن ہو گیا مع گرگدن چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا آدمخوارون کو دیون سے بچنا مشکل ہو گیا بھاگے لاہوتک بھی مع فوج بھاگ کر اپنی فوج مین آیا اور طبل باز گشت بجوا دیا کہ ایسا نہو کہ دیو آکر یہان بھی کھانے لگین لیکن اہل اسلام آنے سے قمطور کے نہایت شاد ہوئے اور واسطے استقبال کے آسکے قمطور کو لشکر مین لائے ایک ایک قمطور سے بغلگیر ہوا شاہ اسلام نے صحبت عیش واسطے قمطور کے آراستہ کی پریزادان ماہ طلعت رقاصان ناہید طلعت آکر حاضر ہوئے جام مے گلرنگ گردش مین آیا قمطور سے باتین قاف کی ہونے لگین قمطور نے شوکت نقابدار کی بیان کی اور کہا کہ مجھسے پوری کمان اسکی نہین کھنچی اتنے مین ایک اور پری تمثال نے غزل شروع کی۔ غزل۔

حال دل پوچھے کوئی جب کوئی ناشاد رہے
ہمکو بھی بھول نہ جانا یہ ذرا یاد رہے
اڑ گیا دم لگے تعلق کا اثر کیا یارب
کاش اسی حال مین تو اے دل ناشاد رہے
دست رس دست دعا کا تو اثر تک ہووے
یاد اگر عشق مین جانکاہی فرہاد رہے
کہتی ہے جوش جنون خلش یاد مژہ
دیر تک فکر ہی مین مانی و بہزاد رہے
ہے گلہ وحشیون کو اپنے گرانجانی سے
سننے والون کی زبانون پہ بھی فریاد رہے
در تاثیر کے ملنے کی ہے امید اگر
دم بخود سوچ مین کیا مانی و بہزاد رہے
تھی نشیمن مین بھی بلبل تو قفس کر ماتم
عمر بھر سو گئین ہی پھر بھی جلاد رہے
کیا حسینون کی زبانون کا اثر الٹا ہے
انکو بھی یاد دلانا جو تجھے یاد رہے

آج کی بات بھی اسے ضبط ذرا یاد رہے
فرق ہر پنج مین کچھ اے دل ناشاد رہے
مین اسے یاد نہ آؤن وہ مجھے یاد رہے
وائے ناکامی قسمت نہ ملی صبر کی داد
ہاتھ اپنا ابھی روکے ہوئے فریاد رہے
بے چلی تھی ترے کوچہ کی ہوا گھر سے جنھین
کہ رگ جان مین نہان نشتر فصاد رہے
رہگیا حشر تک افسانہ عبرت باقی
زندہ کیون سہنے کو ہم سختی جلاد رہے
خود فراموش ہوئے ہین عشق مین وہ بیداد
اتنا سمٹا ہوا کیون دامن فریاد رہے
اٹھتا تابوت مرا تخت سلیمان کیطرح
تاک مین اہل چمن فکر مین صیاد رہے
اسلیئے داغ بدل لالہ کو ہی نکلا
جسکو ناشاد پکارین وہ بہت شاد رہے
آرزو درد کی تصویر غم فرقت مین

تو جہان جا ہے رہے خوش رہے آباد رہے
کبھی اف اف ہو زبان پر کبھی فریاد رہے
نالے کرنے پر انھین رحم تو آتا ہے کبھی
جو ستم آپ نے کیے تھے نہ انھین یاد رہے
سختئے کوہ غم ہجر نہ جھیلے کوئی
عمر بھر صورت بو دہر مین برباد رہے
میرے یکتائی نہ تصویر کوئی ایسے کبھی
رہے کشتے بھی زمانے مین نہ جلاد رہے
ہو جو تاثیر مرے قصہ غم سے ظاہر
جو کچھ اقرار ہوئے تھے وہ کسے یاد رہے
بول اٹھی جو بت ہوش ربا کی تصویر
حلقہ باندھے ہوئے جو گرد پریزاد رہے
دلکو پھانسی بھی ترے گیسوون نے دی ہر گام
کہ عیان دہر مین ناشادی فرہاد رہے
اے دل اقرار وفا لیکے وہ یا بھی سمجھ
بند ہو آنکھ کشادہ لب فریاد رہے

غرضکہ صحبت عیش ہنوز ختم نہوئی تھی کہ لشکر کفار سے آواز طبل جنگ کی آئی شاہ نے فرمایا کہ ہمارے یہان بھی کوس جنگی بجے اور صحبت برخاست ہوئی تیاری جنگ ہونے لگی تھوڑی سی رات تو باقی ہی تھی وہ سامان جنگ مین گذر گئی شاہ اسلام نماز پڑھکر برآمد ہوئے سب رفیق و یار دولت سرا پر حاضر تھے مجرا بجالائے شاہ سوار ہوئے اور رخ میدان کارزار کا کیا ادھر سے لشکر کفار میدان مین آکر صف آرا ہوا آگے آگے تخت لاہوتک غول پیچھے تمام افسران فوج لشکر کو لیے ہوئے مقابل اہل اسلام صفین باندھکر کھڑے ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نہیب دیکر نکل گئے تھے کہ صلصال میدان مین آکر مقابل طلب کرتا ہوا کوئی لشکر اسلام سے

نہیں نکلا ہے کہ پردۂ بیابان سے تتق گرد بلند ہوا اور آواز نقارون کی آئی کہ یکایک ہوا نے مارا گرد
کو گرد نے مارا ہوا کو دل گرد سے شاہزادگان ایرج و اسد و کرب و سلطان سعد و افراسیاب کوچک
و داراب کشور کشا و اسکندر فرخ لقا و ملک قاسم خاور سپاہ و بدیع الزمان نامدار طہماس بن
منقوبل دلاور و شیر بیشہ شجاعت نمودار ہوئے رنگ رو صلصال کا زرد ہو گیا لیکن طہماس
نے جو صلصال کو دیکھا کہ میدان مین کھڑا مبارز طلب کر رہا ہے پس اپنے گینڈے کو اوڑا کر میدان مین
آیا اور صلصال سے بھتگا اور ہوا سپرون سے چنگاریان جھڑ پڑین یہ معلوم ہوا کہ دو کوہ ملکر جدا
ہو گئے لیکن گھوڑا صلصال کا پانچ قدم اور مرکب طہماس کا تین قدم پسپا ہوا باگون کو پھیر کر اور گینڈون
کو چپک مار کر ایک دوسرے کے مقابل ہوا صلصال نے نیزہ سینہ طہماس پر مارا طہماس نے نیزہ
صلصال کا نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین چند طعن کی نوبت آئی ہو گی کہ طہماس نے نیزہ ہاتھ سے
صلصال کے ہوائی کیا بس جہان نگاہون مین صلصال کے تیرہ و تار ہو گیا اور گرز طہماس پر
مارا طہماس نے گرز صلصال کا ساطور پر روکا تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ آگ کا نکل گیا تتق
گرد مین طہماس نہان ہو گیا صلصال نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم یہ آواز سنکر طہماس گرد سے
نکلا اور پکارا کہ زدی و کرا پست کردی حریف تیرا مین موجود ہون اور باش خبردار و ہوشیار
یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا یہ کہکر ساطور گران سر پر چرخ دیکر مارا صلصال نے سپر بلند کی یہ حربہ
سپر سے کب رکتا ہے صاف دو ٹکڑے ہوئی صلصال نے سر پیچھے کو کھینچا اور ساطور گردن مرکب پر
پڑا کہ دو ٹکڑے کیے اور دستہ تک زمین مین اُتر گیا صلصال مرکب سے کودا اور تلوار کھینچکر دوڑا کہ گینڈے
کو طہماس کے ذبح کرون طہماس بھی کود پڑا صلصال تیغ و سپر پھینک کر طہماس سے لپٹ پڑا طہماس
صلصال سے لپٹا کشتی ہونے لگی افسران فوج مرکبون کو دوڑا کر قریب آ گئے تماشائی تماشا دیکھنے
لگے کہ دو دیو لڑ رہے ہین دیکھئے کیا ہوتا ہے کبھی صلصال اوپر طہماس نیچے کبھی طہماس اوپر صلصال نیچے
دونون مصروف تلاش ہین نہ یہ اُس پر غالب ہوتا ہے نہ وہ اس سے دبتا ہے اسی عالم مین شام ہو گئی
پس طہماس نے ایک مرتبہ کمر بند صلصال کا مضبوط پکڑ کر نعرہ کیا کہ سنبھل یہ زور اور جس سے تو نہ
روک سکیگا اور جھٹکا مارا کہ پچاس قدم صلصال ایسے جوان کو دوڑا لیگیا اور جھٹکا مارا کہ دونون
گھٹنے آشنا زمین ہوئے پس اب جو زور کیا تو کمر تک اُٹھا لایا دوسرے زور مین سینہ تک تیسرے
زور مین سر سے بلند کر لیا دونون لشکرون مین غریو ہوا طہماس نے صلصال کو زمین پر مار کر چارون
شانے چت گرا کو دکر چھاتی پر بیٹھا اور باندھ کے مشکین میدان سے پھرا طبل بازگشت بجا دونون میدان
سے پھرے کفار محزون و مغموم اہل اسلام شادان و فرحان داخل بارگاہ ہوئے صلصال کو زندانخانہ
بھیجا اودھر لاہوتک اپنی بارگاہ مین آیا سب سردار دنگلون پر بیٹھے جام مے ناب گردش مین آیا
لاہوتک نے کہا کیا صلاح ہے ملک مرداق نے کہا ہر چند مین نے آپ سے کہا کہ سردارون کو
قتل کیجیے مگر آپ نے نہ مانا آخر یہ انجام ہوا کہ سب رہا ہو گئے بدرے نے کہا کچھ پروا نہین ہے مین ان سبکو
سر میدان قتل کرونگا اودھر بلاشور و فیروزہ سنگ انداز کہ انکو نشہ کبر حد سے بڑھ گیا تھا پکار کے کہا
خداوندا اگر فرمایئے تو مین سر میدان شاپور سے لڑون اسی شش و پنج مین دو روز جنگ موقوف رہی

تیسرے روز بلاشور نے کہا کہ آج میرے نام پر طبل جنگ بجے کل عیاران اسلام کو سر میدان مارونگا
کیونکہ یہ بہت مردود ہیں اور اپنی جان لڑا کے دیتے ہین اتفاقاً اسوقت شاپور بارگاہ مین موجود تھا
بلاشور سے کہا کہ میری بھی تمنا یہی ہے کہ میرے تیرے سر میدان مقابلہ ہو بلاشور نے مڑکر دیکھا کہ یہ کدھر
سے آواز آئی شاپور ہنسا دیکھا تو شاپور ایک پہلوان کی شکل بنا ہوا دنگل پر اشراق آدمخوار کے کہ وہ
مارا جا چکا ہے بیٹھا ہے بلاشور نے کہا اے شاپور مین نے ایک شاگرد اپنا تیار کیا ہے کہ نام اسکا پر کالہ تیز رو ہے اگر
تیرا بھی کوئی شاگرد ایسا ہو کہ جسپر تجھے بھروسا ہو تو پہلے ان دونون کو لڑواؤ کہ میری تیری محنت کا ثمرہ ظاہر ہو
شاپور نے کہا ایسا ہی ہوگا اور یہ کہا کہ تو طبل جنگ بجوا مین بھی اپنے لشکر مین جاتا ہون غرضکہ لشکر کفار
مین نقارہ رزمی بجا ادھر شاپور نے جا کر شاہ اسلام سے عرض کیا کہ بلاشور سے اور مجھسے کل سامنا
ہے حضور ملاحظہ فرمائین میرے نام پر طبل جنگی بجوا دین شاہ نے حکم کیا ادھر شاپور کے نام پر بھی طبل جنگ
بجا تیاری ہونے لگی جسوقت زمانہ شب کا برطرف ہوا اور پردہ شب سے سحر ظاہر ہوئی جھونکے
نسیم صبح کے چلے پھول باغون مین کھلے اہل اسلام نمازین ادا کرکے عازم دشت کارزار ہوئے اور
کافر بت پرستی سے فارغ ہو کر میدان مین آئے جب صفین قتال و جدال کی آراستہ ہو چکین تو دیکھا کہ
ایک جانب سے بلاشور ہاتھ ایک لڑکے کا پکڑے ہوئے کہ اسکا سن پندرہ سولہ برس کا ہوگا میدان
مین آیا اسطرف سے شاپور ہاتھ ایک طفل کا پکڑے ہوئے کہ عمر اسکی گیارہ برس سے زیادہ نہوگی داخل
ہوا سب اہل لشکر ہردو جانب کے مشتاق جنگ ہین کہ آج دیکھئے کیا ہوتا ہے دونون بلائے بیدرمان
آفت جہان ہین گریکایک بلاشور نے اس لڑکے کو اشارہ کیا وہ جھپٹ کر میدان مین آیا اور پکارا کہ
اسم پر کالہ تیز رو اے شاپور بھیج میرے مقابلہ کو کون تمھارا شاگرد رشید ہے لیکن شاپور نے جس لڑکے کو
واسطے مقابلہ پر کالہ کے بھیجا کمر مین اسکے رسی بندھی ہوئی تھی سرا اسکا ہاتھ مین اپنے رہنے دیا اور
رسی کو حرکت دی وہ لڑکا دوڑ کر میدان مین آیا اور ہاتھ مین اسکے صرف کمند تھی اور کچھ نہ تھا اور شاپور
نے آواز دی کہ اے بلاشور اگر نام تیرے شاگرد کا پر کالہ ہے تو میرے شاگرد کا نام جوالہ کمند انداز ہے اور
ابھی اسے فقط کمند مارنا سکھایا ہے اور کچھ یہ نہین جانتا کہدے پر کالہ تیز رو سے کہ بچا رہے لیکن پر کالہ نے
جوالے آتے دیکھا سنگ فلاخن مین رکھکر مارا شاپور نے رسی کو حرکت دی جوالہ بیس گز اڑ گیا
اور سنگ خالی گیا پر کالہ نے دوسرا پتھر مارا پھر شاپور نے رسی کو حرکت دی پھر جوالہ دہنی جانب
بیس قدم ہٹ گیا مگر بڑھتا چلا جاتا ہے جب پر کالہ نے دیکھا کہ قریب آگیا تو اسنے خنجر کھینچا جوالے نے قریب
پہونچکر کمند ماری پر کالہ مثل پر کالہ آتش کے چمک کر نکل گیا جوالہ کمند کھینچنے نہ پایا تھا کہ پر کالہ نے قریب
پہونچکر پھر خنجر مارا کہ سر پر جوالہ کے پڑا جوالہ زخمی ہوا اور فوارہ خون کا نکلا بلاشور نے کہا وہ مارا لیکن وہی
خون اڑ کر جو منہ پر پر کالہ کے پڑا پر کالہ نے چھینک ماری اور جھوم کر چلا جوالہ نے کمند ماری کہ ساتون
حلقے گلے مین پر کالہ کے پڑے جھٹکا مارا کہ پر کالہ گرا جوالہ اسے باندھ کر جست و خیز کرتا ہوا خدمت مین
شاپور کے لے آیا اور دوسری کمند لیکر پھر میدان مین آیا شاپور نے کہا کیون بلاشور تیرا اور کوئی
شاگرد تیز رو ایسا ہے کہ اسکا مقابلہ کرے یہ سنکر الماس بن فیروزہ سنگ انداز جھپٹ کر میدان مین آیا اور
پتھر فلاخن مین رکھکر مارا جوالہ اسیطرح اسکی طرف بھی چلا دس بیس پتھر خالی دئے تھے کہ یکایک ایک چھینٹ

سینہ پر چوالہ کے بیٹھا اور یہ قلابازی کھاکر گرا فیروزہ نے کہا وہ مارا کفار خوش ہوئے اہل اسلام کو صدمہ ہوا
چالاک نے کہا بھائی شاپور اب تمہین اس لڑکے کو میدان مین بھیجنے کی کیا ضرورت تھی مفت تمنے اسکی
جان لی ابھی سن اسکا کیا تھا اگر زندہ بچ جاتا تو بیمثل عیار ہوتا شاپور نے کچھ جواب نہ دیا لیکن الماس
جیک کر قریب آیا کہ سر اسکا کاٹ لون کہ یکایک شاپور نے اسی رسی کو چکر مین جوالہ کے بندھی ہوئی
تھی حرکت دی بس اس مردہ نے جست کی اور کمند مارکر الماس کو بھی پکڑ لیا اور اسطرح جست کرکے
پاس شاپور کے آیا کہ جیسے ذرا بھی چوٹ نہین آئی سبکو حیرت ہوگئی شاپور نے کہا اے بلاشور دیکھا تو نے
ارے اتنی سی عیاری تیری سمجھ مین نہ آئی اسی شہ پر دعوی عیاری کا تھا یہ جوالہ کل کا پتلا تھا بھلا آدمی
سینہ پر بیٹھ سکتا ہے تو کہین زندہ بھی رہ سکتا ہے نہ کہ اتنا بڑا لڑکا اور پرزے اس عیاری کے پتلے کے کھولکر
ہاتھ پانون اسکے علیحدہ کر کے پھینک دیے بلاشور یہ دیکھکر لرز گیا کہ شاپور بلاے بے درمان ہے بھلے کو مین
اس لڑکے کے مقابلہ کو نہین گیا تھا اور تمام عیار شاپور کی فطرت پر آفرین کر رہے تھے بلاشور
نے کہا اے شاپور میرے تمہارے کل مقابلہ ہوگا یہ کہکر میدان سے پھر گیا اور طبل بازگشت بجوا دیا
جب شب ہوئی تو بلاشور اپنے سامان جنگ مین مصروف ہوا اور طبل جنگ بجوا دیا اسطرف
بھی طبل جنگ بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے آج بلاشور خود مقابلہ
کو نکلا اسطرف سے چالاک نکلا بلاشور نے گوپھن سر سے کھولی ادھر شاپور نے بھی فلاخن عیاری ہاتھ مین
لی اور پتھر چلنے لگا کبھی تو شاپور بلاشور کا پتھر خالی دیتا ہے اور کبھی پتھر پر پتھر مارتا ہے کہ دونون لڑکر گر جاتے ہین
جب کہ جھولیان پتھرون سے خالی ہوگئین تو خنجر کھینچے اور باہم مصروف جنگ ہوئے لڑتے لڑتے ایک مقام پر بلاشور
بھاگا شاپور نے تعاقب کیا ایک جگہ کچھ گھانس لگی ہوئی تھی جیسے ہی پانون شاپور کا اس گھانس پر پڑا وہان
بلاشور نے کنوان کھود کر خس پوش کر دیا تھا شاپور اسمین جا رہا کفار خوش ہوئے بلاشور نے نعرہ کیا کہ آہ
شاپور نے دھوکا کھایا اور لپک کر سر غار پر آیا کہ یکایک پشت سے نعرہ ہوا کہ منم شاپور شیر دل بلاشور
نے جو پلٹ کر دیکھا تو سات حلقے کمند کے گردن مین تھے شاپور چاہتا تھا کہ جھٹکا مارے کہ دفعۃً بجلی
کڑکی اور ایک پنجہ پیدا ہوا شاپور کو اٹھا لیگیا بلاشور خوش ہوا کہ جان بچی ورنہ مارا تھا شاپور نے اور
وجہ یہ تھی کہ جس وقت بلاشور نے مقابلہ شاپور سے نکیا اور میدان سے پھر گیا تو شاپور شب کو تجسس
مین نکلا کہ دیکھون بلاشور نے میری گرفتاری کی کیا فکر سوچی ہے تو دیکھا بلاشور کنوان کھود رہا ہے شاپور
پوشیدہ ہو رہا جب بلاشور کنوین کو خس پوش کر کے چلا گیا تو شاپور نے آکر دوسری نقب کھودی
اور سر اسکا تہ چاہ پر توڑا اور اپنے کو جان کر کنوین مین گرا دیا جب بلاشور سر چاہ پر واسطے گرفتاری
کے کمند ہاتھ مین لیے ہوئے آیا تو شاپور نے دوسرے راستے سے نکلکر بجلدی تمام پشت کی جانب
سے آکر کمند ماردی مگر پنجہ لیگیا بلاشور نے نعرہ کیا کہ باش اے عیاران اسلام اب سوا شاپور کے دوسرا کوئی
ہے کہ مجھسے مقابلہ کرے یہ سنکر چالاک بن عمر میدان مین آیا اور پتھر چلنے لگا کہ یکایک ایک پتھر بلاشور نے
دھوکا دیکر مارا کہ دستار چالاک پر پڑا دستار دور جاکر گری اور سر پر بھی ایسا صدمہ پہونچا کہ چالاک
نے آہ کھینچی اہل اسلام یہ سمجھے کہ چالاک کا کام تمام ہوا مگر چالاک نے فوراً قارورہ نفتی مارا کہ سینہ پر
بلاشور کے پڑکر پھٹا آگ نکلی جسم مین بلاشور کے ہزارہا آبلے پڑ گئے عیارون نے دوڑ کر آگ بجھائی ادھر

چالاک صدمے سے پتھر کے بیہوش ہو کر گرا اُدھر بلاشور مین لڑنے کی حالت باقی نرہی طبل بازگشت
بجا دونون لشکر میدان سے پھرے اہل اسلام چالاک کو اُٹھا لائے مگر شاپور کے لیے سب پریشان
تھے اُدھر بلاشور کو گرفتار لیگئے اور علاج مین مصروف ہوئے اب انھین یہین چھوڑتے ہین انکا حال آیندہ معلوم ہوگا

اب یہان سے چند کلمے داستان شوکت بیان رستم ثانی پسر ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین کہ بستر خواب سے غائب ہوگئے

جسوقت رستم ثانی کی آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک جائے تاریک مین دیکھا نہ تو سینہ مادر تھا نہ وہ لوگ تھے جو
خدمت کے لیے حاضر رہتے تھے اسقدر تاریکی تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا بعد چار پہر کے ایک آدمی آکر
دو روٹیاں اور ایک جام پانی کا دے جاتا تھا رستم وہی کھا کر بسر کرتا تھا جسوقت وہ آدمی آتا تھا تو معلوم
ہوتا تھا کہ اب شام ہوئی یا صبح بسبب تاریکی کے تمیز شام و سحر نہ تھی اسیطرح سال بھر گذر گیا ایک روز ایک زنگی
آیا اور وہ رستم کو باغ مین لایا دیکھا رستم نے کہ ایک ساحرہ سیاہ فام زشت رو کریہ منظر تخت پر بیٹھی ہے اور
اور گرد اسکے کنیزین دُر در گوش مرصع پوش دریائے جواہر مین غرق کھڑی ہوئی ہین اُس ساحرہ نے رستم
کو دیکھکر کہا کہ تو ہی پسر ایرج ہے رستم نے کہا ہان اور کہا کہ مین نے اپنے باپ کو ابھی تک نہین دیکھا ہے مجھے
تمنا ہے کہ اُسے دیکھون اُس ساحرہ نے کہا کہ باپ نے تیرے میرے تین بیٹون کو مارا ہے کہ نام جنکے عشروت جادو
اور عنکبوت جادو اور عنقاروس جادو تھے مین عوض مین اُنکے تجکو قتل کرونگی بلکہ تیرے کباب کرکے کھاؤنگی
اور مجھے پسر نورالدہر کی بھی تلاش ہے یہ کہکر آتش و سیخ طلب کی ایک کنیز نے فوراً منقل آتشین اور سیخہائے آہنی
حاضر کین کہ یکایک برق چمکی اور رضوان جادو ابر سحر سے ظاہر ہوئی اور پکاری کہ اے ملکہ سارہ وس جادو
مین ہی بدیع الملک پسر نورالدہر کو بھی لائی ہون یہ سبائل کیطرف بارادۂ ضرر رسانی خداوند لاہوتک غول
چلا تھا مین نے اسے گرفتار کیا سارہ وس جادو نے کہا کہ اب ان دونون کے کباب کرونگی اتنے مین رستم ثانی نے
بدیع الملک سے پوچھا کہ تو پسر کسکا ہے بدیع الملک نے کہا مین پسر صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران
نورالدہر بن بدیع الزمان ہون اور کہا کہ تو پسر کسکا ہے رستم ثانی نے جواب دیا کہ مین پسر شیر آسمان جلالت و
شان گرشاسب زمان ایرج نوجوان ہون بدیع الملک نے کہا تمھارے دلمین تو بہت بڑے بڑے ارادے
ہونگے مگر افسوس ہے کہ قضا سر پر آگئی رستم ثانی نے کہا کہ ایسا ہی مین تمھاری نسبت بھی خیال کرتا ہون
بدیع الملک نے کہا کہ میرا تو یہ ارادہ تھا کہ لاہوتک غول کو مارون اور تمام عالم کو زیر کرکے اپنے باپ کو
اسیر کی جگہ پہ بٹھاؤن رستم نے کہا کہ اجل مین گرفتار ہوا اور باتین ایسی کرتے ہو جیسے کچھ خوف ہی نہین
انشاء اللہ مین ایرج نوجوان کو دنگل صاحبقران پر بٹھاؤن گا اور دادا جان ملک قاسم کو دنگل رستم پر متمکن کرونگا
بدیع الملک نے کہا کہ تم تو بالکل آزاد ہو مین گرفتار ہون مگر ہمین معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساحرہ چھوڑ دیگی لیکن یہ
باتین سارہ وس جادو نے جو سنین ہنسی اور کہنے لگی کہ جب میرے ہاتھ سے بچ گئے تو آسمان پر اُڑ جانا یا میرے
پیٹ مین جا کر لڑ لینا مین ابھی تم دونون کے کباب لگا کر کھائے جاتی ہون واقع مین تم اگر زندہ بچ جاتے
تو نہین معلوم کیا آفت برپا کرتے بقول شاعر شعر عاقبت گرگ زادہ گرگ شود + گرچہ با آدمی بزرگ شود +
یہ کہکر چھری ہاتھ مین لی اور رستم ثانی کیطرف چلی کہ گوشت کاٹ کر کباب لگاؤن رستم نے رو کر دعا کی
بدیع الملک یہ قصد ساحرہ کا دیکھکر بیتاب ہوگیا اور کہا او قحبہ میری طرف پہلے آ کہ وہ مجھسے چھوٹا ہے پہلے
مجھے قتل کرلے پھر اُسکی طرف جانا ساحرہ غصہ مین آکر بدیع الملک کی جانب پھری کہ موئے اجل رسیدہ تیری

ہی شامت پہلے آئی کہ تو نے مجھے قحبہ کہا دیکھ تو کیا نمک مرچ تیرے گوشت میں لگا کر کھاتی ہوں دیکھا رستم ثانی
نے کہ قحبہ مجھے چھوڑ کر بدیع الملک کی طرف چلی ہر چند رستم کمسن ہے مگر شیر کا بچہ شیر ہی ہوتا ہے یہ نہ دیکھا گیا کہ
یہ مجھے چھوڑ کر بدیع الملک کو قتل کرے خون عزیز نے جوش مارا دنیا نگاہوں میں تیرہ و تار نظر آنے لگی مثل علمشاہ
کے نعرہ کیا کہ خبردار او زن فاحشہ مجھے چھوڑ کر ادھر کہاں چلی اری میرا گوشت نہایت لذیذ ہے پہلے مجھے کھا لے
ساحرہ غصہ میں آ کر ادھر پلٹی ہی تھی کہ یکایک آسمان پر سے آواز نقارہ کی کان میں آئی ساحرہ نے اوپر دیکھا
بس لکہ ابر سے نقابدار زرین پوش ظاہر ہوا کہ باز سفید سر پر سایہ فگن تھا علم اژدہا پیکر سر پر کھلا ہوا نقارہ
سکندری بجتا ہوا جس سے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران بلند تھی عقب میں نقابدار کے ایک لاکھ جوانان زرین پوش
مع مرکب دیوؤں پر سوار نمودار ہوئے اور نقابدار نے پہونچتے ہی نعرہ کیا او قحبہ ساروس جادو خبردار
اگر رویاں بھی میلا کیا ان لڑکوں کا تو ایک کو تیرے قبیل سے زندہ نہ چھوڑونگا ساروس نے کہا معلوم
ہوتا ہے کہ تو بھی جان سے اپنی بیزار تھا کہ مجھے ٹوکا کہاں جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے اور گولہ سحر کا نقابدار پر مارا
کہ وہ قریب آ کر پھٹا اور شعلۂ آتش کے بھڑک کر نقابدار کی جانب چلے کہ یکایک وہ باز سفید جو سر پر نقابدار
کے سایہ فگن تھا اُسنے پروں کی اپنے ہوا دی تمام شعلے گل ہو گئے نقابدار نے تیغ کھینچا اور طرف ساروس
جادو کے چلا ادھر سے رضوان جادو نے گلدستۂ سحر مارا کہ ہر پھول اُسکا اثر آگ کا رکھتا تھا باز سفید نے پھر
پروں کو حرکت دی کہ گلدستہ پژمردہ ہو کر گر گیا اتنے میں نقابدار قریب ساروس جادو کے پہونچ گیا
ساروس نے اضطراب میں بال اپنے سر کے نوچے اور اسم سحر دم کر کے نقابدار پر مارے کہ اُس سے
ہزارہا سانپ پیدا ہوئے اور نقابدار پر حملہ آور ہوئے لیکن باز نے منقار سے سب افعیوں کو مارا جب
دیکھا ساروس نے کہ وہ سحر میرے باطل ہوئے پر پروانہ پیدا کر کے اوڑھی نقابدار نے تیغہ کمر میں کیا اور تیر
بھرہ کمان میں پیوست کر کے مارا کہ سینہ پر ساروس کے پڑا توڑ کر پار ہو گذر گیا ساروس تڑپ کر گری بجائے
خون جسم سے شعلے نکلے ادھر رضوان جادو نے نخل سحر زمین سے اکھیڑ لیا اور نقابدار پر مارا کہ ہر برگ شجر کا
برق بنکر سر نقابدار کیطرف چلا لیکن قریب سر نقابدار کے پہونچکر ہر برق اپنی ہیئت اصلی پر آگئی یعنی
پتّی سر نقابدار پر سے نثار ہو ہو کر پڑے اور نقابدار نے قریب پہونچکر تلوار ماری رضوان نے اُف کی
کہ ہزارہا سپریں سحر کی سر پر رضوان کے پیدا ہو گئیں لیکن تلوار نے نقابدار کی سپروں کو کاٹا اور رضوان
کے دو ٹکڑے کئے یہ بھی زمین پر گر کر تڑپنے لگے بس ایک غلغلہ ہوا آندھی چلی خاک اڑی ہر شجر باغ کا
زمین سے اکھڑ اکھڑ کر گرا اور جلکر خاک ہوا جب علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی ہوئی تو دو آوازیں
پیدا ہوئیں کہ کشتی مرا نام من ساروس جادو و رضوان جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب
نبود نہ رسیدیم ادھر رستم و بدیع کی قید دور ہوئی نقابدار قریب اُنکے آیا اور کمان اپنی ہاتھ میں بدیع
کے دی بدیع الملک نے کمان نقابدار کی کھینچی منہ سرخ ہو گیا نقابدار نے آفرین کی بعد اسکے رستم نے
وہ کمان کھینچی اور زور کیا مگر کسیقدر کم کھچی کیونکہ رستم ثانی بہت چھوٹا ہے بدیع الملک سے مگر نقابدار نے
بہت آفرین کی اور کہا تم اب کیا چاہتے ہو کہاں جاؤ گے دونوں نے کہا کہ ہمیں اپنے لشکر کیطرف
بھجوا دیجئے نقابدار نے دونوں کو اُنکے لشکر کیطرف روانہ کر دیا اب اُنکا حال بر وقت تحریر ہو گا

سہا لیسے چند کلمے داستان مہر ستا اور شیر دل کے بیان ہوتے ہیں کہ اسکو جنگ بلا شور تنے پنجہ لیگیا تھا

نقش بندان صورت خیال اس تصویر بے تمثال کو یون صفحہ مقال پر کھینچتے ہین کہ جسوقت آنکھ شاپور کی کھلی تو اپنے کو دیکھا کہ ہاتھ دونون رشتۂ خام سے بندھے ہین اور سامنے ایک ساحرۂ مہیب جھولی کھاروے کی لگی ہوئی دو دانت آگے کے مثل گراز کے نکلے ہوئے کھڑی ہوئی کہہ رہی ہے کہ تو ہی نے برہمن جادو کو مارا ہے اور جزیرہ فندق کو برباد کیا دیکھ تو تیری کیا حالت کرتی ہون شاپور نے کہا مین نے نہین مارا بالکل جھوٹ ہے مین بھلا برہمن سی ساحرہ کو کیا مار سکتا تھا یہ سنکر آسنے سو کوڑے شاپور کو مارے کہ شاپور تڑپنے لگا ہرچند زور کیا کہ اس رشتۂ خام کو توڑون مگر وہ رشتۂ سحر تھا رشتۂ حیات اُس سے وابستہ تھا وہ کیا ٹوٹتا مگر وہ ساحرہ شاپور کو لیکر پھر اوڑی اور کہنے لگی کہ تجھے وہین لیجاکر قتل کرونگی کہ جہان تو نے برہمن جادو کو مارا تھا اور شاپور کو لیے ہوئے جزیرۂ فندق مین آئی دیکھا کہ چالیس ہزار ساحر تھم کنارہ دریا پر جمع کر رہے ہین شاپور نے کہا کہ اگر مجھے رہا کردو تو مین بہت جلد جزیرہ فندق کو اباد کردون اُس ساحرہ نے یہ سمجھکر کہ یہ جائیگا کہان اگر بھاگے گا پھر پکڑ لاونگی شاپور کو چھوڑ دیا اور قید سحر دور کی شاپور نے ایک تھم اُٹھایا اور اُسے تولکر سینہ پر اُس ساحرہ کے مارا وہ اس ارادہ سے آگاہ تھی تھم جو سینہ پر پڑتا ہے بیہوش ہو گئی لیکن گرتے گرتے لفظ آگ منھ سے نکلگیا زمین نے پانون پکڑ لیے ساحرہ دوڑی کہ او سرکش غضب کیا تو نے ہماری مالک مرجان جادو کو مارا اب زندہ چھوڑینگے ہم تجکو یہ کہکر چاہتی تھی کہ ہم شاپور کو قتل کرین اور شاپور نے مضطرب ہوکر دعا کی بس تیر دعا ہدف اجابت پہونچا اور جانب آسمان سے نقابدار سفید پوش نمایان ہوا کہ ہزارہا دیو و پری ہمراہ تھے نقابدار نے آتے ہی شاپور کو ہاتھ سے ساحرون کے بچایا اور اپنے تخت پر سوار کیا ساحر حربہ ہاے سحر لیکر طرف نقابدار کے چلے نقابدار نے دیوون کو حکم دیا اُنھون نے پکڑ پکڑ ساحرون کو کھانا شروع کیا ساحرون نے بزور سحر بہت سے دیوون کو جلا دیا اور غرق دریا کر دیا تا شام جنگ رہی اوسوقت صبح نقابدار مع شاپور طرف صحرا کے چلا گیا اور خیمہ برپا کرکے قیام پذیر ہوا ساحرون نے جانا کہ اب امن ہوئی یکایک آسمان پر سے روشنی نمودار ہوئی یہ معلوم ہوا کہ ستارے زمین کیجانب اُتر رہے ہین چراغان بالا سے ہوا نمایان ہوا اور نقابدار سیاہ پوش با چہل ہزار دیو و پری پہونچا اور ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا ساحرون مین پھر ایک غدر مچا ریحان جادو بہن مرجان جادو کی ہاتھ سے سیاہ پوش کے ماری گئی اور مرجان کو سفید پوش نے مارا تھا غرضکہ نقابدار نے جزیرۂ فندق کو برباد کیا ساحرون کو قتل کرکے سفید پوش سے ملحق ہوا

اب چند کلمے لشکر اسلام و لاہوتک غول کے بیان ہوتے ہین

جسوقت بلاشور نے چالاک کو تھم سے زخمی کیا اور بلاشور کو چالاک نے قارورہ نفتی سے جلا دیا طبل بازگشت بج گیا تھا بدر بن زلازل نے لاہوتک سے کہا کہ ان عیارون سے کیا ہوتا ہے طبل جنگ بجوائے تاکہ مین ان اہل اسلام کو جلد قتل کرون لاہوتک نے حکم دیا اُسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی نقارہ فیروزہ ہی اثر نوازش مین آیا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال بدر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے شیر بیشہ کلنگان طہماس بن عنفوط دیو برور گینڈے کو بڑھا کر سامنے تخت شاہی کے آیا اُترکر مرکب سے زمین ادب کو بوسہ دیکر اجازت خواہ میدان کارزار ہوا شاہ نے فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے اور جام کلگہ عفریت عنایت ہوا طہماس جام پی کر میدان مین آیا بدر صورت

طہماس کی دیکھکر پکارا کہ ای طہماس ہرچند کہ تو پہلے بھی قوی تھا مگر اسقدر زور کہ جو تجھ مین اب ہے پہلے نہ تھا سچ بتا زور تو کہان سے لایا طہماس نے کہا او گبر یہ وہی اسلام کی برکت ہے کہ بزرگان دین مجھپر شفقت فرماتے ہین یہ زور مجھے میرے مولا علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے عنایت فرمایا ہے یہ سنکر بدر نہایت برہم ہوا اور کہا کہ تو مجھے دھوکا دیتا ہے تجھے یہ زور خداوند زمرد شاہ باختری نے دیا ہوگا جس سے تو انکار کرتا ہے طہماس کو غصہ آیا مگر پیشدستی نکر سکا کہ طریقہ اہل اسلام کے خلاف تھا جبر نہ نکیا مگر لگام اسپ بدر کی پکڑکر جھٹکا مارا کہ بدر راوند سے منھہ آرہا لیکن بدر نے گرتے گرتے ایسی تلوار ماری کہ شانہ طہماس کا زخمی ہوا مگر طہماس نے یہ ارادہ کیا کہ بدر کو گرفتار کرلون کفار یہ ارادہ طہماس کا دیکھکر دوڑ پڑے ادھر سے اہل اسلام چلے دونون لشکر ملگئے جنگ مغلوبہ ہوئی یہ معلوم ہوا کہ دو دریا ملکر موجزن ہوئے ہر طرف تیغین مانند لہرون کے روان تھین سر مثل حبابون کے اترتے تھے نوک نیزون سے اچھل رہا تھا بازو زرہ پوشون کے جو کٹ کٹ کر گرے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ماہی دام مین پھنس کر تڑپ رہی ہے پیمانہ عمر کے لبریز ہو ہو کر غرق ہو رہے تھے کشتی حیات طوفانی تھی عین گرمی جنگ مین بدر اور اسکندر فرخ لقا کا سامنا ہوا بدر نے تلوار ماری اسکندر نے وار بدر کا پشت شمشیر پر روک کر اپنا وار کیا بدر نے تلوار اسکندر کی روکر کے جو تلوار ماری سپر اسکندر کی کٹی اور تلوار تا دو ابرو اتر آئی لوگ درمیان مین آگئے اور اسکندر کو ہٹا لیگئے غرضکہ شام تک جنگ رہی آخر طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے لیکن نقابداران سفید پوش و سیاہ پوش جو شاپور کو چھڑا کر بارگاہ مین لائے صندلی بیٹھنے کو عنایت کی شاپور صندلی پر بیٹھا جام بادہ ناب گردش مین آیا دیکھا شاپور نے کہ خال و خط ابراہیمی و زلفین خلیلی علامت اولاد صاحبقران کی نقابداران مین پائی جاتی ہے پوچھا شاپور نے کہ آپ کون ہین اور کسکی اولاد مین ہین نقابداران نے کہا کہ ہم پسران خضران شاہ کہلاتے ہین اور اصل مین خضران شاہ ہمارے نانا ہین جسوقت امیر نے برادر خضران شاہ کو مارا اور خضران شاہ کو تخت و تاج عطا فرمایا تو خضران شاہ نے اپنی بیٹی نذر دی کہ نام اسکا ملکہ ریحان پری ہے کہ امیر باغ سروستان مین بوقت گلچینی اسپر عاشق ہوئے تھے ہم دونون بھائی جوڑوان پیدا ہوئے لیکن ایک صبح کو اور ایک شام کو بس جو صبح کو پیدا ہوا نقاب اسکی سفید ہے اور جو شام کو پیدا ہوا اسکی نقاب سیاہ ہے اور نام ایک کا ایران شاہ اور دوسرے کا توران شاہ ہے اور ہم بھی ارادہ جنگ سائل کا رکھتے ہین شاپور یہ سنکر خوش ہوا لیکن نقابدارون نے تحائف شاپور کو دیکر طرف سائل کے روانہ کیا اور کہا کہ ہم بھی آتے ہین

اب یہان سے چند کلمے داستان شوکت بیان جنگ لشکر اسلام و فوج کفار بیان ہوتے ہین

پلا ساقیا ساغر آتشین | بیان تا کہ ہو جنگ بیدین و دین | اُٹھے شیشہ و ساغر اسطرح آج | کرین جنگ دو شاہ بہر خراج

غزل مرنیوالون مین تمہارے یہ کمال اچھا ہے
ڈرہ وہ بھی جبین ہو شائل وہ زلال اچھا ہے
ہاتھہ سے اپنے اٹھا کر جسے دیدے ساقی
جو پسند آئے اسے بس وہی حال اچھا ہے
شام غم آنے کی دھڑکو نسے بُری حالت ہے
اندنون پیر مغان مین یہ کمال اچھا ہے

دم بھی نکلے تو کہے جائین کہ حال اچھا ہے
دل انھین دیتے ہین بوسہ کی طلب مین اپنا
جام بلور سے وہ جام سفال اچھا ہے
منھہ چڑھاتے ہو مرا حسن پر ایسا ہے غرور
کہ شب ہجر سے کچھہ روز وصال اچھا ہے
اس تصور مین جھپک جائے کبھی شاید آنکھہ

قدر اعلے کی نہ مانئین نہین بے اصل
جو کنایہ مین ادا ہو وہ سوال اچھا ہے
رنج چہرہ سے عیان ہو کہ خوشی ہو ظاہر
آئینہ لیکے تو دیکھو یہ کمال اچھا ہے
جسنے اک جام پلا بادہ ہوا دل سے مرید
ہم انھین خواب مین دیکھین یہ خیال اچھا ہے

دیکھکر حسن کسی شوخ کا دل بول اُٹھا
دل لگے شیشہ سے تو پھر جام سفال اچھا ہی
طالب وصل کو کچھ بات نہین بن پڑتی
یہ وہ خورشید ہی جسکا کہ زوال اچھا ہی
پہلے امید تھی آنکو کہ یہ شاید مرجاے

خصلتین ہونگی بُری کیونکر جمال اچھا ہی
غم پنہان کو یہانتک تو چھپاے انسان
نہ خموشی ہی بھلی ہی نہ سوال اچھا ہی
جیسے بالکل نہین واقف وہ غم پنہان سے
دیکھنے آئے ہین کب جب مرا حال اچھا ہی

کوئی ساقی نے کڑی بات کہی ٹوٹ گیا
دیکھنے والا کہے خود کہ یہ حال اچھا ہی
پھونکے دیتی ہی مجھے داغ جگر کی گرمی
اسطرح کہتے ہین ظاہر ہین تو حال اچھا ہی
آرزو جب نظر آجاتا ہی خوش رو کوئی

دل یہ بیساختہ کہتا ہی کہ مال اچھا ہی۔ لشکر کشان فوج معانی و جنگ آزمایان عرصۂ خوش بیانی اشہب کلک کو میدان قرطاس پر یون جولان کرتے ہین کہ بدر بن زلازل کچھی نے طہماس بن عنقوطل دیو پرور کو زخمی کرکے پھر طبل جنگ بجوادیا تھا یہ خبر سنکے اہل اسلام مین بھی نقارۂ حربی بجا تھا جسوقت صبح ہوئی تو پھر دونون لشکر معرکہ آراے دشت نبرد ہوے بدر میدان مین آیا مبارز طلب ہوا لشکر اسلام مین علمہاے سبز رنگ جلوہ گر ہوئے اور بدیع الزمان سے لیدا ماگ کالیا مقابل بدر ہوئے پہلے تگا ور چلی کہ بدر گرنے گرنے بچا گرب اُسکا جیچ کر سات قدم پیچھے ہٹ گیا مگہ بڑا بدیع الزمان کا تین قدم حسب معمول پیچھے سر کا مسل کر زانون مین مرکب کو تازیانہ مار کر پھر سامنا کیا اور نیزہ سینہ پر بدیع الزمان کے مارا بدیع الزمان نے نیزہ بدر کا چند طعن مین ہوائی کیا بدر نے تلوار ماری بدیع نے ہاتھ بند دست پر ڈالدیا اور توڑا کمر زنجیر کا پکڑ کر زور کیا قاش زین سے اُٹھا لیا دونون لشکرون مین ایک غوغا ہوا لاہوت تک غول نے جنگ مغلوبہ کا حکم دیا تمام کفار تلوارین پکڑ پکڑ کر دوڑ پڑے یہ رنگ دیکھکر قاسم نے سب سے پہلے مرکب دوڑادیا اور آکر شریک جنگ ہوا بعد اسکے اور سرداران اسلام بھی آگئے تلوار چلنے مین شور بگیر و بزن بلند ہوا تلوارون کی جھنکارین گرزون کے تڑاقے میدان کارزار ہلاے دیتے تھے تیرون کی سنانین دلون کے پار ہوتی تھین اُسی ہنگامہ گیر و دار مین کمر بند بدر کا ٹوٹا اور بدر زمین پر گرا کفار پھین آگئے بدر کو نکال لیگئے مگر سرداران اسلام نے کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگادئے آخر تھکنگان نے طبل بازگشت بجوادیا دونون لشکر میدان سے پھرے اہل اسلام اپنی فرودگاہ پر آئے کفار اپنے خیمون مین داخل ہوئے صحبت عیش آراستہ ہوئی جام مے ناب گردش مین آیا جسوقت نشہ خوب ہوا پھر بدر نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر اہل اسلام کو ہوئی وہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا غرضکہ چار پہر رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال بدر پھر میدان مین آیا مبارز طلب کیا آج واراب کشور کشا بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مقابل بدر ہوئے پہلے تگا ور چلی واراب نے بدر کو گرد برد کردیا نیزہ چلا نیزہ بھی ہاتھ سے بدر کے نکالدیا تلوار شام تک چلی بدر پر بہ سبب خفتان مریخ بند کے کچھ اثر نہوا اور واراب کشور کشا زخمی ہوئے تیسرے دن پھر بدر میدان مین آیا لعل خفتان خونریز خاوری ملک قاسم شاہ اسلام سے اجازت لیکر میدان مین آئے اور بدر کو پست کیا نیزہ ہاتھ سے نکالدیا تلوار توڑ ڈالی مرکب بدر کا مارا گیا قاسم نے بدر کا تعاقب کیا اور بدر پر کئی تلوارین مارین کچھ اثر نہوا بدر کو عیار تلوار آگر دیگیا بس جاہا بدر نے کہ مرکب کو قاسم کے پی کردن قاسم گھوڑے سے کود پڑے بدر نے تلوار ماری قاسم نے روکی قاسم نے تلوار ماری بدر نے روکی یون بھڑتے ہوئے چلے جاتے تھے اتفاقاً پانون قاسم کا موشخانہ مین جا رہا اور یہ جھکے اوپر سے بدر نے تلوار ماری کہ خود کو کاٹ کر

تا دو ابرو آ ترآئی داستانہ یارا تلوار جھکا کر سر سے نکلی چاہا بدر نے کہ سر قاسم کا قلم کرون کہ بدیع الزمان دوڑ
پڑے اسنتے مین دوسرا مرکب آگیا بدر گھوڑے پر بیٹھ کر بدیع سے مقابل ہوا بدیع الزمان نے کہا کہ اسدن
تو میرے ہاتھ سے بچ گیا دیکھ تو آج کیا حالت کرتا ہون بدر نے کہا آج زندہ تجھے نچھوڑونگا یہ کہا تلوار ماری بدیع الزمان
نے پھر چاہا کہ ہاتھ بند دست پر ڈالون کہ گھوڑے نے سکندری کھائی تیغہ بدر کا سر پر بیٹھا تا دو ابرو آ ترا
گیا نور الدہر مرکب دوڑا کر چلی بدر نور الدہر کو دیکھکر میدان سے پلٹا اور کہہ گیا کہ کل تجھسے بھی سمجھونگا
اہل اسلام زخمیون کو لیئے ہوئے میدان سے پھرے معالجہ ہونے لگا لیکن کفار نے مشورہ کیا کہ چند
سرداران اسلام باقی ہین اب انھین مہلت نہ لینے دینا چاہیے اور پھر طبل بجوادیا دوسرے روز بعد
صف آرائی پھر بدر بن زلازل میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام کی جانب دست راست
کے علم جلوہ گری پر آگئے اور شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان مرکب کو پھیر کر سامنے تخت شاہی
کے آگے اتر کر گھوڑے سے مجرا کیا اجازت میدان کی چاہی فرمایا کہ جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے نور الدہر
سلام کر کے بار دگر مرکب پر بیٹھ کر سامنے بدر کے آگئے چاہا کہ تگاور زن ہون بدر نے تگاور کو بچا کر نیزہ سینہ
پر نور الدہر کے مارا نور الدہر نے ہاتھ سے پکڑ کر نیزہ بدر کا توڑ ڈالا بدر نے تلوار ماری نور الدہر نے وار
رد کیا خود تلوار ماری کچھ نہوا کئی ضربون کی ردوبدل ہوئی ہوگی جب بدر نے دیکھا کہ کوئی قابو نور الدہر پر نہین
چلتا تو تلوار مرکب پر ماری کہ گردن مرکب نور الدہر کی قلم ہوئی شاہزادہ مرکب سے کود پڑا اور دوڑ کر بدر
کو مع مرکب اٹھا لیا بدر جست کر کے مرکب سے علحدہ ہوا شاہزادے نے مرکب کو زمین پر مارا کہ استخوان
اسکے پارہ پارہ ہوگئے یہ حال دیکھکر مجنون تیغ ہندی نے کہا کہ اب بدر گرفتار ہو جائیگا یہ کچھ فوج لیکر دوڑ پڑا
اور آکر نور الدہر کو گھیر لیا پس ادھر سے ایرج نے مرکب کو جولان کیا اور آکر شریک جنگ ہوا ادھر
لاہوتک مع فوج آپڑا ادھر سے شاہ اسلام نے نعرہ کیا جنگ ہونے لگی تلوارونکی جھنکارین بلند ہوئین دریا
خون کے جاری ہوگئے آج لندھور بن سعدان گرد گرز گران سنگ لیئے ہوئے کشتون کے پشتے بناتے
چلے جاتے ہین اتفاقاً اسطرف سے ہیکلان آدمخوار بھی گرز پکڑے ہوئے لڑتا چلا آتا تھا کہ درمیان مین سامنا
ہوا ہیکلان نے گرز مارا لندھور نے گرز کو گرز پر روک کر چو عمود نوزدہ صد منی مارا کہ بعد نظر کردہ ہونے
کی دو سے من ضرب گران کردی ہیہ معلوم ہوا کہ ساتون طبق آسمان کے پھٹ پڑے گرز سر مین اور سر
سینہ مین سینہ فیل مین فیل پیوند زمین ہوکر رہگیا قریب شام کفار طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گئے
محفل عیش آراستہ کی جام بادہ ناب گردش مین آیا جب خوب نشہ ہوا تو اکوان چہار دست نے
کہا کہ یا خداوند بدر یہان کار نمایان کر رہا ہے مین جا کر قلعہ ذوالامان پر قبضہ کرتا ہون لاہوتک نے
کہا کیا مضایقہ ہے اکوان اسیوقت مع لشکر طرف ذوالامان کے روانہ ہوا یہ خبر سلمان شاہ فارسی
کو ہوئی کہ اکوان چہار دست واسطے قلعہ گیری کے آتا ہے سلمان شاہ نہایت متردد ہوئے اور ایک عیار
کو واسطے طلب مدد کے پاس شاہ اسلام کے روانہ کیا لیکن اکوان نے پہونچکر قلعہ کو گھیر لیا سلمان شاہ نے
پہلے قلعہ کا خوب انتظام کیا بعد اسکے آپ آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہوکر قلعہ سے باہر نکل آئے
اور بارگاہ برپا کی اکوان نے طبل جنگ بجوادیا یہ خبر شاہ سلمان کو ہوئی یہان بھی کوس حرب بجا رات بھر
تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفہاے قتال و جدال کے تبرداران

نے نکل کر جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان کو صاف کیا بیلداروں نے زمین پست و بلند کو ہموار کیا سقون
نے آب پاشی کی جسوقت میدان جنگ تیار ہوا نقیب صفون سے نکلے اور پکارے شعر کہ ای پہلوانان نبرد آوران
رستمشیر و خنجر زن گرز و سنان ٭ ہین گوے میدان ہمین ہونام ٭ کند تا نہ کس ذکر بہرام و سام ٭ نقیب نقابت کر کے
نکل گئے تھے پہلوان جھوم رہے تھے دعوے دلو نکے دو نے ہو گئے تھے پیرون کو بھی مثل جوانون کے جوش
آرہا تھا کہ یکایک لشکر کفار سے ہومان قوی بازو اپنا مرکب چھیڑ کر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا
ادہر سے سلمان شاہ فارسی نکلے ہومان نے کہا کہ لا حربہ بہادری کا سلمان شاہ نے کہا کہ کیا تو نہین جانتا
کہ اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے ہین ہومان نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے قضا تیری دامنگیر ہے مین تو چاہتا تھا کہ کوئی
تیرے دل مین نہ باقی رہجاے یہ کہکر نیزہ سینہ پر سلمان شاہ کے مارا سلمان شاہ نے نیزہ کو نیزہ پر
روکا رد و بدل ہونے لگی دنوبت طعنون کی نوبت آئی ہوگی کہ سلمان شاہ نے نیزہ ہاتھ سے ہومان
کے ہوائی کیا بس جہان نگاہ ہو نمین تیرہ و تار ہو گیا اور گرز اٹھا کر مارا سلمان شاہ نے گرز کو گرز پر
روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی مرکب تتق گرد مین چھپ گیا اسنے آواز دی کہ دم و پست کر دم سلمان
شاہ نے ہاتھ کا گرز پر ڈالکر جھٹکا مارا ہومان غافل تھا گرز ہاتھ سے نکل گیا اور سلمان شاہ نے نعرہ کیا
بس ہومان نے تلوار کھینچی اور پکارا کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی
یہ کہکر وار کیا سلمان شاہ نے وار اسکا تلوار سے روکیا اور خود جواب مین اسکے تلوار ماری ہر چند
کہ ہومان نے سپر بلند کی مگر تلوار سپر کو کاٹتی ہوئی خود کو دو کرتی ہوئی تا دو ابرو اتری ہوگی کہ سلمان شاہ
نے جھٹکا مارا تا جگرگاہ شمشیر اتر گئی پرنالہ خون کا جاری ہوا بس یہ حال اسکے رسالہ دار کا دیکھکر اکوان
بہار دست دوڑ پڑا اور پکارا کہ ای سلمان غضب کیا تو نے کہ مارا اتنے بڑے سردار کو کہان جائیگا
بچکر میرے ہاتھ سے اور چارون ہاتھون مین تلوارین کھینچی ہوئی تھین بس آتے ہی سلمان شاہ پر وار کیا
سلمان شاہ کہ مرد جہاندیدہ تھے دو تلوارین سپر پر کاٹتھین ایک پشت شمشیر پر روکی ایک تلوار سر پر
پڑی کہ تا دو ابرو اتر گئی جا ستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکلی مگر چادر خون کی سر سے باہر آئی اکوان نے
چاہا کہ سر سلمان کا کاٹ لون کہ گھوڑے نے ترارا بھرا اور سلمان شاہ کو لیکر بھاگا شام ہو چلی تھی
اکوان نے تعاقب نکیا اور طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھر گیا کہ کل قلعہ لیلونگا لوگ سلمان شاہ
کے بھاگ کر قلعہ بند ہوئے وہان بدر بن زلازل پھر طبل بجا کر میدان مین آیا آج شاہزادہ ہمین الزمان
پسر بدیع الزمان میدان مین آئے لیکن ہاتھ سے بدر کے زخمی ہوے بعد انکے نور الزمان نکلے
کہ بھائی انکے تھے وہ بھی زخمی ہوئے پھر بدر نے مبارز طلب کیا اس مرتبہ جانب دست چپ کے علم
جلوہ گری پر آئے اور گرشاسپ زمان ایرج نوجوان نے پودا باگ کا لیا اور سامنے تخت شاہی کے
آکر مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا حافظ حقیقی نگہبان ہے ایرج متوجہ میدان قتال ہوا چاہا کہ لگاوے
مین بدر کو گرد برد کرون بدر جانتا تھا کہ یہ بھی مثل نور الدم کے زور بے امان رکھتا ہے لگاو رخالی دی
اور نیزہ مارا ایرج نے چٹکی سے انی پکڑ کر مڑور ڈالی کہ خالی چھڑ بدر کے ہاتھ مین رہگئی بدر نے چھڑ ہاتھ سے
پھینک کر تلوار ماری ایرج نے تلوار بدر کی روکی اور اپنا وار کیا بدر نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا مگر تلوار ایرج کی
سپر سے کب رکتی ہے سپر کے دو ٹکڑے ہوئے خود کو کاٹا مگر سر پر آکر رک گئی بسبب خفتان مرنج بندھے کچھ اثر نہوا

کئی ضربون کی ردوبدل ہوئی ہوگی کہ ایک مقام پر گھوڑے نے ایرج کے سکندری کھائی بدر نے موقع
پاکر تلوار ماری کہ سر ایرج زخمی ہوا اور زخم کاری لگا چادر خون کی سر سے باہر آئی ایرج نے اسی عالم
زخمداری مین کمند ماری کہ حلقہ گلے مین بدر کے پڑا جھٹکا مارا بدر گھوڑے سے زمین پر آیا ایرج نے بدر
کو باندھا اور میدان سے پھرنے کا قصد کیا تھا کہ درد زخم سے بیہوش ہوگیا دیکھا لاہوتک نے کہ بدر
گرفتار ہوگیا بس فوراً فوج کو حکم دیا کہ ارے مارلو جانے نپائے تمام لشکر مثل سمندر کے موجین مارتا ہوا
چلا ادھر سے اہل اسلام چلے کفار نے پشتارہ بدر کا قبضہ مین کیا شاپور نے پہونچکر ایرج کو اٹھایا دونون
لشکر غٹ پٹ ہوگئے تلوار چلنے لگی لیکن کفار طبل بازگشت بجاکر میدان سے پھر گئے اہل اسلام اپنی
فرودگاہ پر آئے کفار اپنے پڑاؤ پر پہونچے لیکن مہتر خوردک بن گردمرد پسر خوندہ عمر بن امیہ نامدار واسطے
خبر کے بارگاہ لاہوتک کیجانب روانہ ہوا صحرا مین پہونچکر صورت اپنی الماس بن فیروزہ کی بنائی
کہ جسے شاپور نے گرفتار کیا تھا اور طرف لشکر کفار کے چلا اتفاقاً بلاشور واسطے خبر کے لشکر اسلام کیجانب
آتا تھا یہ معرکہ دیکھکر خوردک کے عقب مین روانہ ہوا خوردک پہلے پہونچا لاہوتک کو سلام کرکے
فیروزہ سے گلے ملا فیروزہ نے کہا کہ تونے کیونکر رہائی پائی الماس نقلی نے جواب دیا کہ مین بکر
مسلمان ہوکر بھاگ آیا اتنے مین بلاشور پہونچا اور پاس خوردک کے آکر کمند ماری ساتون حلقے
گلے مین پیوست ہوگئے فیروزہ نے کہا ارے بلاشور یہ کیا کیا بلاشور نے کہا یہ تمہارا بیٹا نہین ہے بلکہ
تمہارا باپ ہے ارے یہ خوردک بن گردمرد ہے اور خوردک کو گرفتار کرکے گرم پانی سے منھ دھلایا تو
ہیئت اصلی ظاہر ہوئی لاہوتک نے کہا ان عیارون نے خداوند کو بڑے بڑے صدمے پہونچائے ہین
لہذا ابھی اسے قتل کرو بلاشور نے یہ سنتے ہی تلوار ماری کہ سر خوردک کا جدا ہوگیا اور وہ مرد مومن
شہید ہوا لیکن بعضے راوی بیان کرتے ہین کہ قتل نہین کیا گر قید سخت مین مبتلا کیا لیکن یہ خبر اہل اسلام
کو پہونچی کہ خوردک شہید ہوا تمام عیاران اسلام مین ماتم خوردک کا برپا ہوا سب سردار بھی واسطے
خوردک کے روئے ایرج نے کہا افسوس ہے کہ شاپور نتھا ورنہ یہ مجال نتھی بلاشور کی کہ خوردک
کو قتل کرتا یہی ذکر تھا کہ آواز زنگولون کی آئی اور شاپور شیردل مع تحفجات نقابداران سیاہ پوش
وسفید پوش پہونچا ایرج خوش ہوا اور شاپور کو گلے سے لگایا لیکن شاپور نے حال نقابدارون
کے آنیکا بیان کیا اور یہ کہا کہ دونون نقابدار فرزندان صاحبقران سے ہین اور نواسے ہین خفران شاہ
کے یہ خبر سنکر سب شاد ہوئے تھے کہ سامنے سے تومیان خیبری ونامیان خیبری وابوالفتح اصفہانی وسکہ
یلطاقی وغیرہ پہونچے اور بعد دعا وثنائے شاہی بجالانے کے عرض کی کہ پہرتکہ کفار مین طبل بجا ہے شاد
نے فرمایا کہ کچھ اندیشہ نہین ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی اسیوقت نقارہ
زرمی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی دلیران اسلام سامان جنگ مین مصروف ہوئے
کہ زمانۂ شب برطرف ہوا اور حجاب شب سے رخ سحر نمودار ہوا شاہ اسلام نماز پڑھکر برآمد ہوئے
سب سردار حاضر تھے مجراگاہ پر سے مجرا کرکے اپنے اپنے لشکر سمیت میدان مین آکر صف آرا
ہوئے قلب لشکر مین تخت شاہی تھا اسطرف سے لاہوتک غول ملعون مع لشکر آکر صف آرا ہوا
نقیب سپہ دیکر نکل گئے تھے کہ بدر بن زرلازرک حبشی مرکب کو دوڑاکر میدان مین آیا اور مبارزطلب ہوا

ہنوز لشکر اسلام سے کوئی واسطے مقابلے کے نکلا نہین ہے کہ پردۂ بیابان سے تتق گرد نمودار ہوا ایسا
معلوم ہوتا تھا کہ سیاہ آندھی اُٹھی ہے سبکی نگاہین اُسیطرف تھین کہ یکایک ہوا اُسنے مارا گرد کو گرد سے
مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے نقابدار سیاہ پوش بایک لکھ سیاہ پوش نمودار
ہوا کہ گھوڑے بھی سبکے مشکی تھے مگر نقابدار نے پہونچکر نعرہ کیا کہ او نامرد بدر دیکھ تو تیری کیا حالت
کرتا ہون اگرچہ تیرے پاس خفتان مریخ بند ہے تو میرے پاس بھی کلاہ تحفظ ہے بدر نے کہا دیکھون
تو کیسی کلاہ ہے تیرے پاس اور قریب پہونچکر تلوار نقابدار کے ماری نقابدار نے وار اُسکا رد کیا
اور خود تلوار ماری یہانتک کہ تا شام جنگ رہی شام کو بدر طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا
سیاہ پوش بھی مع لشکر سب سے علحدہ اُترا بدر نے اپنے لشکر مین پہونچکر پھر طبل جنگ بجوا دیا
اور دوسرے روز میدان مین آیا آج پھر شاہزادۂ عالم و عالمیان نور الدہر بن بدیع الزمان بادشاہ
اسلام سے اجازت لیکر مقابل بدر ہوا بدر نے نیزہ مارا شاہزادے نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا بدر
نے تلوار ماری شاہزادے نے گرزہ سپر پر رد کی اور اپنا وار کیا کئی ضربون کی رد و بدل ہوئی
ہو گی کہ گھوڑے نے نور الدہر کے سکندری کھائی بدر نے تیز دستی سے وار کیا کہ تلوار سر پر
بیٹھی جھٹکا مارا تا دو ابرو اُتر گئی شاہزادے نے دا ستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکلی مگر چادر خون
کی سر سے باہر آئی چاہتا تھا بدر کہ ایک وار مین کام نور الدہر کا تمام کرون کہ نقابدار سیاہ پوش
دوڑ پڑا اور شاہزادہ کو میدان سے پھیر کر خود شام تک بدر سے لڑا اسکی وجہ سے جنگ قایم رہی
شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے شاہ اسلام تعریف نقابدار کی کرتے ہوئے
چلے آتے تھے کہ عجب گھات سے لڑتا ہے داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے کہ دیکھا ایک عیار آیا اور سلام
کر کے نامہ سلمان شاہ فارسی کا گذرانا مضمون جسکا یہ تھا کہ یہان اکوان چہار دست نے آگ آفت
برپا کر رکھی ہے مین بھی زخمی ہون اگر کسیکو واسطے مدد کے نہ بھیجیگا تو قلعہ ہاتھ سے نکل جائیگا اور
ناموس مفت برباد ہونگے اُسیوقت شاہ نے جام رکھوایا اور فرمایا کہ کوئی بہادر واسطے مدد سلمان
شاہ کے جاے یہ سننا تھا کہ نظر کردہ امیر عرب کرب دلاور اپنے دنگل سے کود پڑا اور جام پیکر
خلعت تلوار زیب کمر کر کے اور بارگاہ سے نکلکر ایک لاکھ سوار ہمراہ لیکر طرف قلعہ ذوالامان کے
روانہ ہوا یہ خبر لاہوتک غول کو ہوئی کہ کرب دلاور بمقابلہ اکوان چہار دست کے روانہ ہوا ہے
لاہوتک نے کہا کہ کرب بلا سے بے درمان ہے چنانچہ بلاشور کو واسطے گرفتاری کرب کے پاس
اکوان چہار دست کے روانہ کیا وہان اکوان چہار دست نے پھر طبل جنگ بجوایا صبح کو قلعہ پر یورش
کیا اہل قلعہ نے گولے مارنا شروع کیے اکوان کب مانتا ہے گولون کو رد کرتا ہوا چلا جاتا ہے قلعہ پر سے گولہ
برس رہا ہے ہزارہا آدمی اکوان کے مارے گئے مگر اکوان گولون کو رد کرتا ہوا برلب خندق جا پہونچا
اہل قلعہ نے ہاتے کا متوالہ تیل کا کڑاہ پھینکا اکوان سبکو رد کر کے دروازہ قلعہ پر پہونچا ہے چاہتا ہے کہ
گرز سے پھاٹک توڑون اور اہل قلعہ نے بیتاب ہوکر رجوع بہ پروردگار کی کہ اے کس بیکسان و اے
یاور غریبان اے کارساز اے بے نیاز یہ ناموس صاحبقرانی برباد ہوتا ہے واسطے محمد و آل محمد کے ہم سبکو
شر سے ان ظالمون کے پناہ دے ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا از پردہ بیابان

گرد سے برخاست لشکر گرد تیرہ بہ تیرہ خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ سب کی
نگاہیں لگیں کہ کیسی کمک آئی اکوان بھی راہ دیکھنے لگا کہ کون آتا ہے آیا لاہوتک نے کسی سردار کو
میری مدد کے واسطے بھیجا ہے یا اہل اسلام کی کمک آئی ہے کہ یکایک دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گردے
سو علم نشانہ ایک لاکھ سوار کا نمایاں ہوا کہ ہر پھریرے پر تعریف الہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم
تھی جب یہ سب گذر گئے بعد اسکے ماہی مراتب جلوس سواری گذرا بعد ان سبکے گذر جانے کے کرب
دلاور ایک لاکھ سواران جنگی سے پہونچا اور دیکھا کہ اکوان دروازہ قلعہ پر پہونچ چکا ہے پس کرب
نے للکارا کہ او اکوان خبردار کہاں جاتا ہے میں آپہونچا اکوان کرب دلاور کو دیکھ میدان سے پھر گیا
اور کہا کہ کل تجھے سمجھونگا کرب دلاور مع لشکر اترا بارگاہیں برپا کیں شام کو آواز طبل جنگی کی کان میں
آئی ابو الفتح نے کہ ساتھ کرب کے آیا ہے آکر خبر دی کہ لشکر اکوان میں طبل جنگ بجا ہے کرب نے
کہا کچھ پروا نہیں ہے اور اپنے لشکر میں بھی کوس حربی بجوایا تیاری جنگ ہونے لگی لیکن مہتر بلاشور
کہ واسطے مدد اکوان کے چل چکا تھا اسوقت بارگاہ اکوان میں پہونچا اور کہا کہ میں ابھی کرب کو
لایا یہ کہکر طرف صحرا کے گیا اور نقب لگانا شروع کی قریب صبح دہانہ نقب کا بارگاہ کرب دلاور
میں توڑا اور کرب کو بیہوش کر کے پشتارہ باندھکر روانہ ہوا سامنے اکوان کے لاکر رکھدیا
اکوان اسلحہ جنگ آراستہ کر رہا تھا کہ بلاشور پہونچا اور کہا کہ اب کس سے لڑیگا پہلے اسے
تو قتل کیجیے اکوان نے کہا اسے ہوشیار کرو بلاشور نے کرب کو ہوشیار کیا کرب نے آنکھ کھولکر
دیکھا اپنے کو بارگاہ اکوان میں پایا سمجھا کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں پھر آنکھیں بند کر لیں اکوان نے
کہا اے کرب یہ خواب نہیں ہے عین بیداری ہے خداوند لاہوتک نے تجھے میرے پاس گرفتار کر کے
بھیجا اب تجھے لازم ہے کہ سجدہ کر کرب نے جواب دیا کہ وہ کیا گیدی ہے اور تو کیا مسخرا ہے یہ سنکر
اکوان کو غصہ آیا اور کہا کہ ابھی میدان خونی تیار ہو میں اسے تیرباران کرونگا اسیوقت تیاری
میدان خونی کی ہونے لگی وہاں ابو الفتح جو صبح کو بارگاہ میں آیا کرب دلاور کو نپایا نقب لگی ہوئی
دیکھی بس روتا پیٹتا خیمہ سے باہر نکلا اور اہل لشکر کو اطلاع دی کہ کوئی کرب دلاور کو چرا لیگیا مگر یہ
کام بلاشور کا معلوم ہوتا ہے ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوے کے بعد تھوڑی دیر کے آکر ہرکاروں
نے بیان کیا کہ وہاں میدان خونی واسطے قتل کرب دلاور کے تیار ہو چکا ہے قریب ہے کہ کرب کو
دار پر کھینچکر تیرباران کریں یہ سننا تھا کہ تمام سرداران لشکر کرب دلاور شریاے زنگی وغیرہ کے
حربہاے پیکار پکڑ پکڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ زندگی ہماری بعد کرب دلاور کے بیکار ہے ہم جانیں دینگے
مگر اپنے آقا کو چھڑا لینگے یہ کہکر طرف لشکر اکوان کے روانہ ہوئے وہاں اکوان نے کرب دلاور
کو دار پر کھینچ دیا تھا چاہتا تھا کہ تیرباران کروں جو لشکر کرب کا پہونچا اور لشکر اکوان چہار دست
پھر کر تلوار چلنے لگی شریاے زنگی نے گرز سنبھالا ادھر کرب دلاور نے جو اپنے سرداروں کے نعروں
کی آواز سنی قید کو پارہ پارہ کر ڈالا شریاے زنگی لوگوں کو مارتا ہوا قریب دار کے پہونچا اور دار کو اکھیڑ
لیا اور ایک گھوڑا واسطے کرب دلاور کے حاضر کیا کرب دلاور جلدی سے مرکب پر بیٹھا تلوار چلنے
لگی شور گیر و دار بلند ہوا اکوان چہار دست کے ساتھ بھی تین لاکھ سواران جنگی ہیں اور سرداران

نامی ہین کرب دلاور کے ہمراہ بھی چیدہ لشکر ایک لاکھ سوار کا ہی گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہی کہ عین
گرمی جنگ مین ثریاے زنگی سے اور مغیلان فیل سوار سے سامنا ہوا مغیلان نے گرز مارا
ثریا نے گرز اسکا روک کر جو اپنا گرز مارا تو کاسۂ سر مغیلان کا چور ہو گیا ادھر اکوان چہار دست
قریب کرب دلاور کے پہونچا اور خبردار خبردار کہکر چار تلوارین برابر سے مارین کرب دلاور
نے دو تلوارین تو سپر پر روکین دو بپشت شمشیر مگر تلوار سپر کو کاٹ کر اکوان کے شانے پر اتر
آئی کہ شانہ اکوان کا زخمی ہوا لوگ یلغر کر کے بیچ مین آگئے اور اکوان چہار دست کو کرب دلاور
سے جدا کیا اکوان چہار دست نے دیکھا کہ ثریاے زنگی بڑے شد و مد سے لڑ رہا ہی جیسے ہی گرز مارا
وہ نقش زمین ہو گیا بس نعرہ کیا کہ او سیاہ رو کہان جائیگا میرے ہاتھ سے اور قریب پہونچا چاہتا
تھا کہ وار کرون ثریا نے گرز مارا اکوان چہار دست نے اپنے چارون گرزون پر وار ثریا کا روکا
اور جواب مین چارون گرز مارے کہ ایک ایک ضرب سات سات سو من کی تھی مرکب
ثریا کا مارا گیا اور کولا اتر گیا اور دوسری طرف کا شانہ شکست ہوا لوگ ثریا کو بھی لیکر بھاگے
اور بھی اکثر سردار کرب دلاور کے اکوان چہار دست کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور کئی ایک
مارے گئے قریب تھا کہ لشکر کرب دلاور کا شکست کھائے اور کرب دلاور گرفتار ہو جائے
سلمان شاہ فارسی نے بھی واسطے مدد کے قلعہ سے نکلنے کا قصد کیا تھا ناموس مین کہرام برپا تھا کہ
یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پا
گرد در زمین پیچیدہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور تتق گرد سے نقابدار
گوہر پوش نمایان ہوا اور عیار واسطے خبر کے آگے آیا تھا کہ وہ بھی نقاب پوش تھا پلٹ کر گیا اور
خبر جنگ کرب دلاور و اکوان چہار دست کی بیان کی بس نقابدار گوہر پوش مع فوج آکر گرا
اور کفار کو قتل کرنا شروع کیا پانون اہل اسلام کے جمے دیکھا اکوان چہار دست نے کہ نقابدار گوہر پوش
نے آتے ہی آفت برپا کر دی دس دس آدمیونکو اچھال دیتا ہی اور چو رنگ ہوائی کاٹتا ہی بس مرکب
کو اوڑا کر سامنے نقابدار گوہر پوش کے آیا اور کہا او نقابدار مفلوک روزگار ارے تو کہان سے
آیا ہی کہ تمام لشکر کو میرے تو نے پریشان کر رکھا ہی دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہون یہ کہکر چار تلوارین
برابر سے نقابدار پر مارین بس نقابدار نے دو تلوارین تو اسکی سپر پر روکین اور دو بہ نیمچہ
سے ہنکٹی ماری کہ دو تلوارین مع قبضہ کٹ کر گرین دونون ہاتھ اکوان چہار دست کے قلم
ہوئے بس اکوان چہار دست نے باگ مرکب کی پھیری اور براہ فرار پر قرار اختیار کیا
نقابدار نے عقب مین اکوان چہار دست کے گھوڑا ڈالا راستے مین علمدار لشکر اکوان
چہار دست نے نقابدار کو ٹوکا کہ نام اسکا طویل زرین درفش تھا اور نیزہ نقابدار کو مارا نقابدار
نے نیزہ اسکا چھین لیا اور علم کو قلم کیا بس علم کے سرنگون ہونے سے تمام لشکر کفار کے قدم اٹھ گئے
اور طویل زرین درفش کو مرکب پر سے اٹھا کر اچھال دیا اور آپ گھوڑا عقب مین اکوان
چہار دست کے ڈالکر روانہ ہوا لیکن طویل زرین درفش کو اسقدر بلند اچھالا تھا کہ گرتے
گرتے اسکا دم فنا ہو گیا اب ذکر اسکا وقت پر آئیگا

اب چند غزلے داستان لشکر اسلام اور لاموتک غول کے بیان ہوتے ہین

مزے یہ دل کے لیے تھے نہ یہ زبان کے لیے
کہ ساتھ اوج کے پستی ہے آسمان کے لیے
نہین ہے خانہ بدوشون کو حاجت سامان
فغان ہے میرے لیے اور مین فغان کے لیے
پھرے ہین دیر کو مدت مین خانقاہ سے ہم
لگا رکھا ہے تیرے خنجر و سنان کے لیے
بیان درد محبت جو ہو تو کیونکر ہو
کہ ہاتھ رکھتے ہین کانون پہ سب اذان کے لیے
جو پاس مہر و محبت کہین بیان بکتا
تو بوسہ ہمنے بھی اس سنگ لستان کے لیے
بلند ہووے اگر میرا کوئی شعلہ آہ
اور اس ضعیف سے کل کام دو جہان کے لیے

سو ہمنے دل مین ترے سوزش نہان کے لیے
خلش ہے عشق کی ہے خار پیرہن تن زار
اثاثہ چاہیے کیا خانہ کمان کے لیے
نہ دل رہا نہ جگر دونون جلکے خاک ہوئے
شکست تو یہ لیے ارمغان مغان کے لیے
اگر امید نہ ہمسایہ ہو تو خانہ یاس
زبان حل کے لیے ہے نہ دل زبان کے لیے
نہ لوح گور پہ مستون کی ہو نہ تعویذ
تو ہم بھی لیتے کسی اپنے مہربان کے لیے
نہ چھوڑتا تو کسی عالم مین رہ سکتی کہ یہ شے
تو ایک ذرہ ہو خورشید آسمان کے لیے

نہین ثبات بلندی عز و شان کے لیے
ہمیشہ اس ترے مجنون و ناتوان کے لیے
مثال نی ہے مرا جب تا کہ دم مین دم
رہا ہے سینہ مین کیا چشم خونفشان کے لیے
وبال دوش ہے اس ناتوان کو سر لیکن
بہشت ہے ہمین آرام جاودان کے لیے
اتھی کان مین کیا اس صنم نے پھونک دیا
جو ہو تو خشت خم جم کوئی نشان کے لیے
حجر کے چومنے ہی پر نہ حج کعبہ اگر
عصا ہے پیر کو اور سیف ہے جوان کے لیے
بنایا آدمی کو فوق ایک جزو ضعیف

مست بہیہ کشان پیکر معانی و مصوران تصویر مضمون قصہ خوانی یون لکھتے ہین کہ بعد زخمی ہونے نور الدہر کے جب بدر طبل جنگ بجوا کر میدان مین آیا قضا را کار نقابدار سیاہ پوش روانہ ہو جانے کے سبب دلاور کے بیمار ہو گیا اور بدر نے مبارز طلب کیا اسوقت کوئی لشکر اسلام مین نہ تھا کہ واسطے مقابلہ بدر کے نکلے کیونکہ گردش فلکی سے کل سردار ہاتھ سے اس اجل رسیدہ کے زخمی ہو چکے تھے علمشاہ و عمر بن حمزہ یونانی بیمار تھے کہ بخار مین انہین ہوش نہ تھا بدر نعرے مار رہا ہے اور میدان بند ہے اسوقت ابو سہمان جزیرہ نشین شاہ اسلام سے اجازت لیکر سامنے بدر کے آیا کئی وار گئے رد و بدل رہی آخرکار تیغ قضا سے وہ مرد مومن شہید ہوا اب کوئی سردار واسطے مقابلے کے باقی نہین شاہ اسلام نے اسوقت تخت اپنا زمین پر رکھوا دیا اور رہوار طلب کیا اور فرمایا کہ مین خود اس ملعون سے مقابلہ کرونگا ہوا خواہ قدمون سے لپٹ گئے اور عرض کیا کہ اگر اقبال شاہ ہے تو کوئی نکوئی اسے شکست دیگا جہان پناہ ابھی جانیکا قصد نہ فرمائین اک ہنگامہ برپا ہے کوئی مصروف دعا ہے کوئی رو رہا ہے تباہی اہل اسلام پر کہ یکایک فلک پر سے آواز نقارہ کی آئی سب متوجہ اسطرف ہوئے دیکھا کہ نقابدار سبز پوش اور بعضے زری پوش بھی کہتے ہین زندہ باد آصف بن برخیا پر متمکن تھے سر پر بارہ سفید سایہ فگن علم اژدہا پیکر کھلا ہوا نقارہ سکندری سے آواز یا صاحبقران بلند تھی دیو صندلی نقابدار کی اٹھائے ہوئے عقب مین نقابدار کے پانچ ہزار دیو و پری اور چار ہزار نقابداران سبز پوش کہ مرکبون پر سوار تھے اور دیو مع مرکب اٹھائے ہوئے اکر بالا سے زمین آترے دیو پری علیحدہ ہوئے نقابدارون نے صف باندھی اور سردار نقابداران مرکب جھکا کر سامنے بدر کے آیا اور نعرہ کیا کہ ملعون بڑے بڑے ظلم تو نے برپا کر رکھے ہین کہان جائیگا آج بچکے میرے ہاتھ سے دیکھ تو کیسی سزا اسے معقول دیتا ہون کہ تو بھی عمر بھر یاد کرے بدر نے کہا کہ تجکو بھی قضا گھیر کر لائی ہے کہکر تلوار ماری نقابدار نے تلوار پر دیا

سر پر روکی اور گھوڑے کو ایڑ کی کہ وہ شیحہ کرکے گرگدن بدر پر آپڑا دونون پانون اگلے زین گرگدن
پر مارے نقابدار نے شاخ گرگدن بدر کی پکڑ کر مروڑی کہ گرگدن مع بدر غلطان اور پیچان زمین پر
آئے پس فوراً نقابدار جست کرکے سینہ پر بدر کے آیا اور خفتان مرتخ بند چیر کر پھینک دی
اور ایک ہاتھ پکڑ کر جھٹکا مارا کہ جسم سے بدر کے اُکھڑ گیا بعد اُسکے دوسرا ہاتھ اُکھیڑ کے پھینک دیا پھر
گردن توڑ کر پھینکدی پھر ایک پیر پھر دوسرا پیر کہ اسی اثنا مین گرد اُڑی سب دیکھنے لگے کہ آن
واحد مین وہ گرد قریب ہوکر شق ہوئی اور اکوان چہار دست اس شکل سے کہ دو ہاتھ اُسکے
کٹے ہوئے خون بہتا ہوا دو ہاتھون مین تلوارین کھینچے ہوئے گھوڑا بھگائے چلا آتا ہے ساتھ ہی
اُسکے دوسری گرد اُڑی اور عقب مین نقابدار گوہر پوش پہونچا اکوان بھاگ کر طرف لشکر
لاہوتک کے چلا کہ اس اثنا مین نقابدار گوہر پوش قریب اکوان کے پہونچ گیا اکوان نے پلٹ کر
دونون تلوارین ماریں نقابدار نے ایک تلوار سپر پر روکی جب تلوار کسیقدر سپر مین در آئی لچک دی کہ تلوار ٹوٹی
دوسری تلوار کو تیغ سے قلم کرکے ہاتھ تیغہ آبدار کا کمر پر مارا کہ اکوان کے مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوگئے
پس یہ حالت دیکھکر دونون لشکرون سے ایک غل ہوا اُٹھا نقابدار سبز پوش یہ جرأت گوہر پوش کی دیکھکر
متحیر ہوا لشکر کفار کے جی چھوٹ گئے اُدھر تو اکوان سا سردار مارا گیا ادھر بدر سا پہلوان نقابدار
زرین پوش کے ہاتھ سے مارا گیا پس قدم نہ جم سکے طبل امان بجوا کر میدان سے پھرے اور شب کے
وقت لاہوتک غول مع حمائل شاہ و ملک مرداق و الماس و مجنون تیغ بند وغیرہ بھاگ کر
طرف کوہ مارگیر کے روانہ ہوئے ادھر بعد مارے جانے بدر و اکوان کے اہل اسلام نہایت
خوش ہوئے ہر ایک جرأت پر نقابدارون کی آفرین کر رہا تھا اُدھر نقابدارون نے میدان سے
پھر کر سب سے جدا خیمے برپا کیے لیکن نقابدار زرین پوش نے مرہم سلیمانی واسطے فرزندان
امیر کے بھیجا عیار نقابدار روانہ ہوا وہان وہ ملعون یعنی لاہوتک غول بھاگ کر جو کوہ مارگیر
پر مقیم ہوا اور بلاشور واسطے جاسوسی کے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا پہلے لشکر نقابدار زرین پوش
مین پہونچا دیکھا کہ دوکانین کھلی ہوئی ہین چوبڑ کا بازار لگا ہوا ہے ہر سمت کٹورا کھنک رہا ہے
لیکن جتنے اہل لشکر ہین اون سب کے مُنہ پر نقابین پڑی ہوئی ہین غرضکہ بلاشور سرکنان
بصورت مبدل داخل بارگاہ آسمان جاہ نقابدار نامدار ہوا دیکھا کہ نقابدار صندلی آصف
بن برخیا پر بیٹھا ہوا ہے اور دو جوان گوہر پوش و یاقوت پوش دونون پہلوؤن مین جلوہ
گر ہین گو کہ نقابین مُنہ پر پڑی ہوئی ہین لیکن ضو چہرہ کی مثل شمع فانوس کے باہر آ رہی ہے بلاشور
محو دید تھا کہ اُسیوقت نقابدار نے دبیر سے حکم کیا کہ ایک نامہ شاہ اسلام کے نام اور دوسرا پروانہ
سرداران امیر کے نام لکھو مضمون جسکا یہ ہو کہ تمام شرائط مین نے پورے کیے اب مین امیر کے مقام
پر بیٹھون گا جسے کوئی حجت باقی ہو وہ ختم کرے دبیر نے اُسیوقت دونون نامہ تیار کرکے دیے نقابدار نے
عیار کو طلب کیا جسوقت وہ سامنے آیا دیکھا بلاشور نے کہ عیار بلائے بد آفت روزگار معلوم ہوتا ہے کہ
صورت اُسکی دیکھکر بند بند لرز گیا دل نے کہا کہ اے بلاشور اگر ہاتھ سے اس عیار کی جان بر ہوا تو عالم مین
تجھے کوئی قتل نہین کر سکتا اور ایسا رعب طاری ہوا کہ اسیوقت بارگاہ سے نکل کر طرف لشکر

اسلام کے روانہ ہوا اُدھر عیار نقابدار نامہ لیکر طرف لشکر اسلام کے چلا لیکن وہان دربار آراستہ ہی تخت پر
حارث بن سعد بیٹھے ہین داہنی جانب مجمع سرداران دست راست کا بائین جانب انبوہ دلاوران دست
چپ کا ہر ایک پہلوان مثل پیل دمان اپنے ذرگل شوکت پر بیٹھا ہوا جھوم رہا ہی لیکن ایرج و نورالدہر کو
جانشینی صاحبقران کی نسبت چشمک ہے مگر ذکر جرأت نقابداران کا ہو رہا ہی کہ یکایک چوبدار
نے آکر بعد دعا و ثنا رسم شاہی بجالانے کے عرض کیا کہ عیار نقابدار نامہ لیکر آیا ہی حکم ہوا کہ آنے دو بلا شبہ
بھی ایک خدمتگار کی شکل بنا ہوا کھڑا ہی کہ اتنے مین عیار نقابدار آیا اور نامہ پیش کیا شاہ نے
نامہ دبیر کو دیا اُسمین بعد آداب و القاب کے تحریر تھا کہ ظل اللہ خود اور تمام سرداران نامی وگرامی
واقف ہین کہ امیر اپنی جانشینی کے بارے مین کیا شرطین فرما گئے تھے لہذا مین نے اُن شرائط کو
پورا کیا اب مجھے جائے امیر پر بیٹھنا زیبا ہی یعنی نقارہ سکندری میرے نام پر آواز دیتا ہی طلسم
آصف کو توڑ کر صندلی امیر کی مین لایا جسکے ایرج و نورالدہر گواہ ہین پس اگر اطاعت میری
سب سرداران نامی کو منظور ہوا تو بارگاہ سلیمانی لیکر میرے استقبال کو آئین یہ سنکر سب تو چپ ہو رہے
لیکن ایرج و نورالدہر نے جواب اُسکا لکھ بھیجا کہ جو ہمین بمردی سر میدان زیر کرے ہم اطاعت اُسکی کرینگے اور
دیگر سرداران نامی و شاہ نے بھی مہر اس امر پر کی کہ امیر کشورگیر فرما چکے ہین کہ جو ایرج و نورالدہر کو زیر کرے
وہ صاحبقران ہی چنانچہ عیار کو خلعت عنایت ہوا وہ نامہ لیکر خدمت مین نقابدار کے آیا اور پیش کیا نقابدار پڑھکر بہت ہنسا لیکن ایرج
نے اُسیوقت اپنے نام پر طبل جنگ بجوا دیا وہان لشکر نقابدار مین بھی طبل بجا اُدھر تو طبل اسکندری
سے آواز یا صاحبقران بلند ہوئی اُدھر نقارہ سہمین کہ جو خاص طبل ہی نقابدار کا وہ بجا جتنے نقارے
لشکر اسلام کے تھے سب پھٹ گئے یہ رنگ دیکھکر دلیرون نے کہا کہ شگون بُرا ہی مگر رات بھر دونون
لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبحکو دونون لشکر معرکہ آراے دشت نبرد ہوئے اُدھر نقابدار زرین
پوش ہمین گوہر پوش داہنی طرف یاقوت پوش بائین جانب نقابداران سیہ پوش اور سفید پوش
پشت پر میدان مین آکر پہونچے سر پر نقابدار زرین پوش کے علم اژدہا پیکر کھلا ہوا فرس زیر ران
گلبدریان کرتا ہوا اسی شان و شوکت سے میدان مین آکر قائم ہوا اس طرف تخت شاہ اسلام کا بیچ مین
داہنی جانب اول لندھور بن سعدان گرد فیل میمونہ پر سوار بعد انکے نورالدہر اسپ خوش لجام پر جلوہ گر
بعد اسکے اور سرداران دست راست مثل بدیع الزمان و تورج و طہماس وغیرہ کے بائین سمت
اول شاہزادہ علمشاہ رومی کہ ابھی اچھی طرح بیماری سے افاقہ نہین ہوا ہی مگر پوتے کی جنگ دیکھنے
آئے اور دل مین کہ رہے ہین کہ یہ چھوکرا نقابدار کا کچھ نہ کر سکے گا کلفت مین زیر ہوکر ذلیل بھی ہوگا
اور دنگل صاحبقرانی کا مالک یہ نقابدار ہو جائیگا اور افسوس ہی کہ والد بزرگوار کو ہماری کچھ قدر نہوئی کا
ان لڑکے بالون پر اتنا بھروسا تھا کہ رکن صاحبقرانی قرار دیکر خانہ کعبہ کو تشریف لیگئے دیکھئے کیا ہوتا
ہی کہ یکایک ایرج نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور تمام لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے ایرج
علم شاہ کو سلام کرتا ہوا سامنے تخت شاہی کے آیا اُتر کر گھوڑے سے مجرا کیا اجازت میدان چاہی
فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہی ایرج سلام کرکے بارد گر مرکب پر بیٹھکر گرہ بن اشقر کو دے کر آگے
میدان مین آیا اور سراپا میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے جب خوب عرق عرق ہوگیا

تو گھوڑے کو روک کر نیزہ کو زمین پر گاڑ کے دم کو آراستہ کرکے نعرہ کیا کہ ای نقادار اگر تمکو دعوے جانشینی
صاحبقران کا ہی تو آؤ میرے مقابلے کو یہ سنا تھا کہ نقادار نے مرکب صف سے نکالا تمام علم لشکر نقادار
کے جلوہ گری پر آئے باجے بجنے لگے اُدھر سے نقادار چلا ادھر سے ایرج نے بارادہ نیزہ گزاری
زنی مرکب کو دوڑایا اُدھر سے نقادار چلا نیچین بھو پچکر سپر نے سپر لڑی سینہ سے منہ سینہ سے سینہ
لگا سپر دن سے پھول جھڑ پڑے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی سات قدم مرکب ایرج کا اور پانچ قدم
گھوڑا نقادار کا پسپا ہوا دیکھنے والون نے گھٹ بڑھ دیکھ لی علمشاہ نے دل مین کہا کہ خدا خیر
کرے ادھر ایرج و نقادار مین گفتگو ہو رہی ہی نیزے دونون کے ہاتھون مین کھنچے ہوئے ہین نقادار
کا یہ بیان ہی کہ پہلے تم وار کرو ایرج کا یہ قول کہ مین پیشدستی نکرونگا آخرکار ایرج نے جھلا کر نیزہ سینہ
نقادار پر مارا طعنین چلنے لگین یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو سانپ زبانین نکالکر گتھ گئے ہین نیزون سے
چنگاریان آگ کی جھڑ رہی ہین ایسے ایسے دو پہلوان زبردست لڑ رہے ہین دیکھنے والون کو خطرا ٹھ
رہا ہی یہانتک کہ سنانین بتامین نیزون کی بیکار ہو گئین چھڑ پڑ جھڑ پڑنے لگی آخر وہ بھی ٹوٹ گئین بس لیکر
ایرج نے آرابے پر سے اپنا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہفتصد پہلو پر چہ کوہ ہزدہ سو من کی اُٹھائی
اور چرخ دیتا ہوا چلا اور قریب نقادار کے ہو نچکر خبردار خبردار کہکر دودستی ضرب لگائی نقادار نے
اپنا گرز بلند کیا بس گرز پر گرز جو پڑتا ہی تو ایک تڑاقے کی صدا بلند ہوئی کہ دشت قتال لرز گیا ایک شعلہ
فلک کو نکل گیا تیغ گرد بلند ہوا مرکب نقادار کا چیخ اُٹھا نقادار کے ہر بن مو سے پسینہ جاری ہوا
ایرج نے آواز دی کہ زدم و شکست کردم اکثر لوگون کو یہ گمان ہوا کہ ایرج نے کام نقادار کا تمام
کیا لیکن عیار نقادار جھپٹ کر آیا گرد کے چرخ مار کر گھسا دیکھا کہ مرکب تنگ تک غرق زمین ہی
نقادار بیہوش کھڑا ہی مگر ہاتھ مثل ستون فولادی کے بلند کیے تھا اُسکی کچھ فرق نہین واقع ہی بس عیار
نے منہ پر پانی کا چھینٹا دیا اور آواز دی کہ ای شہریار عالی وقار آپ کھڑے کیا کر رہے ہین ہوشیار
ہو جیے کہ حریف لاف زنی کر رہا ہی اُسے سزا دیجیے یہ سُنکر نقادار ہوش مین آیا گھوڑے کو ایستادہ کیا کہ
دہ طبقہ زمین کا لیکر باہر آیا نقادار نے ایرج کی تعریف کی اور کہا کہ واقع مین ایرج نے جو تمھین کیانی
صاحبقرانی قرار دیا بیجا نہین ہی لیکن اس ضرب کو روکو یہ کہکر اپنا گرز ہیزدہ صد منی اُٹھا کر سر پر چرخ دیکر
مارا ایرج نے اپنا گرز بلند کیا اب جو گرز نقادار کا سر گرز پر پڑتا ہی یہ معلوم ہوا کہ ساتون فلک پھٹ
پڑے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی جگر زمین ہول سے شق ہو گیا مرکب ایرج کا غرق زمین ہو گیا اور کمر مرکب
کی ٹوٹی بعضے کہتے ہین کہ یہ مرکب کرہ بن اشقر تھا کیونکہ ایرج نے قبل سے اندازہ ضرب نقادار
کا کر لیا غرضکہ ایرج تیغ گرد مین چھپ گیا اور چھٹی کا دودہ زبان پر لذت دیگیا بیہوش ہو گیا سب
نے یہ جانا کہ کام ایرج کا تمام ہوا نقادار اپنے دل مین شرمندہ کہ ناحق مین نے پوری ضرب لگائی اگر
کام ایرج کا تمام ہو گیا ہو گا تو بڑی ہی بدنامی کا باعث ہی مین علمشاہ کو کیا منہ دکھاؤنگا لیکن شاپور
شیر دل جھپٹکر آیا اور چھینٹے پانی کے دیکر گرد کو ہٹایا دیکھا کہ ایرج بیہوش کھڑا ہی ہر بن مو سے
پسینہ جاری ہی آنکھین بند لیکن دونون ہاتھ بلند ہین شاپور نے پکارا کچھ جواب نہ آیا جب دو آوازین
دین کہ ای شہریار ہوشیار ہو جیے کہ حریف زبان درازی کر رہا ہی تو ایرج چونکا مرکب کو اشارہ کیا کچھ

تو مرکب مرکب گلی ہو چکا ہی بس تلوار میان سے کھینچکر طرف مرکب نقابدار کے چلا کہ مین اسے
بھی مار ڈالونگا نقابدار یہ ارادہ دیکھکر گھوڑے سے کود پڑا اور ایرج کیطرف بڑھا بس سپر تلوار کو
ہاتھ سے پھینک کر ایرج نقابدار سے لپٹ پڑا نقابدار بھی ایرج سے لپٹا کشتی ہونے لگی نقابدار کی
فوج سے دسون نقابدار جو سردار معلوم ہوتے تھے قریب آئے کشتی کا تماشا دیکھنے لگے یہان یہ حال
ہی کہ نہ تو کہین نقابدار ایرج سے دبتا ہی اور نہ ایرج نقابدار سے پست ہوتا ہی جوڑا کا کشتی کا
بندھا ہوا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ دو برقین کوند رہی ہین اسی عالم مین شام ہو گئی دونون لشکر دن سے
روشنی آئی سردارون کی راوٹیان استادہ ہوئین سب تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہین نور الدہر بھی
ایرج کے زور سے مقابلہ مین نقابدار کے اپنے زور کا اندازہ کر رہے ہین مگر دل مین یہ بھی
کہتے جاتے ہین کہ خدا خیر کرے جس ہما ہمی سے یہ مقابلہ کو گیا ہی زیر ہو جائے تاکہ یہ دعوی اور
جستمکین اسکی باطل ہو جائین پھر مین تو زیر ہی کر لونگا اس تکبر نے انھین بھی خراب کیا وہان دن رات
کشتی رہی اسی طرح سات شب و روز کشتی رہی اب یہ عالم ہر ایک کا ہی کہ نیند کے مارے آنکھین
جدا بند ہوئی جاتی ہین بھوک کے مارے برا حال ہی لیکن جان کشتی مین لڑی ہوئی تھی کہ دیکھین کسکی
فتح ہوتی ہی اور کسکی شکست کہ اتنے مین عیار نقابدار نے پکار کر کہا کہ اے شہریار اسقدر دیر
لگا رکھی ہی اسی زور پر جانشینی صاحبقران کا دعوی کر کے آئے تھے بس یہ کہنا تھا کہ یہ معلوم ہوا
جیسے شیر بپھر گیا ادھر شاپور نے ایرج کو طعنہ دیا بس ایرج نے کمر زنجیر کا بند پکڑا اور پکڑ کر
زور کیا کہ نقابدار کو چالیس قدم دوڑا لیگیا جھٹکا مارا کہ ایک گھٹنا آشنا زمین ہوا اٹھ کر کمر زنجیر کا بند زور
کر کے چاہتا تھا کہ بلند کر دن نقابدار نے اس طرح لنگر مارا کہ کمر تک غرق زمین ہو گیا پھر ایرج نے
ہر چند زور کیا کچھ نہو سکا اب نقابدار نے کہا کہ میری باری ہی لیکن ایرج نے ایسا جان توڑ کر زور
کیا تھا کہ اب طاقت زور کرنے کی ایرج مین بھی باقی نہین ہی بس نقابدار نے کمر بند ایرج کا پکڑا
اور زور کر کے ساٹھ قدم دوڑا لیگیا اور جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے ایرج کے آشنا زمین ہو گئے
بس اب جو زور کیا نقابدار نے تو کمر تک اٹھا لایا دوسری زور مین سینہ تک تیسرے زور مین
مثل صاحبقران کے سر سے بلند کیا زمین پر چھوڑ دیا کہ جاؤ لیکن ایرج مارے صدمہ اور غیرت کے
بیہوش ہو گیا شاپور شیر دل ایرج کو اٹھا کر خیمے مین لے آیا تمام اہل اسلام متردد و متفکر تھے
کہ ایک کی تو امید گئی اب دیکھیے نور الدہر سے اور نقابدار سے کیسی گذرتی ہی لیکن نور الدہر
نے اپنے نام طبل جنگ نہ بجوایا وہان ایرج جب ہوشیار ہوا سامنے شاپور کو پایا بس خنجر
کھینچ کے گلے پر رکھ لیا کہ اب زندگی بیکار ہی سر میدان نقابدار نے مجھے زیر کیا شاپور نے ہاتھ پکڑ
لیا کہا کہ اے شہریار فضلنا بعضکم علی بعض نقابدار بھی مجھے کوئی غیر نہین معلوم ہوتا ایک صاحبقرانی نہین سبھی
پھر اسکے تو آپکا جواب دینے والا دوسرا نہین ہی مگر ایرج ایک نہین مانتا کہ اتنے مین نقابدار خود داخل
خیمہ ایرج ہوا اور یہ حال دیکھکر ہاتھ سے ایرج کے بہ زبردستی تلوار چھین لی اور ایرج کو اپنے ہمراہ
لیے ہوئے اپنے خیمہ مین آیا اور نقاب منہ پر ایرج کے بھی ڈالدی اور گلے سے لگایا اور کہا کہ
مین کوئی غیر نہین ہون کل پرسون تک یہ حال تمپر کھلجائیگا ایرج چپ ہو رہا کہ ابھی دیکھو تو کہ

نور الدہر سے کیسی گذرتی ہے لیکن نور الدہر نے اپنے نام پر تین دن گذرے مگر طبل جنگ نہین بجوایا
تیسرے روز نقابدار خود طرف لشکر اسلام کے متوجہ ہوا کہ ایرج بھی نقاب بدار بنا ہوا
ہمراہ تھا اور نقابداران نامی مثل گوہر پوش و یاقوت پوش و سیاہ پوش و سفید پوش کے
جس وقت خبر سرداران اسلام کو ہوئی استقبال کر کے نقابدار کو بارگاہ مین لائے نقابدار
صندلی اپنے ہمراہ لایا تھا اُسپر صدر بارگاہ مین بیٹھا جو جگہ مقابل مین دنگل امیر کے خالی تھی کوئی
بسبب رعب نقابدار کے مانع نہوا لیکن نقابدار نے نور الدہر کی طرف دیکھکر کہا تمھین اگر
آزمائش اپنی مجھسے کرنا تھی تو طبل جنگ کیون نہ بجوایا نور الدہر نے کہا آپ ہمارے خاندان کا
قاعدہ کیا نہین جانتے کہ نہ ہم پیشدستی حربہ مین کرتے ہین نہ طبل جنگ بجواتے ہین نقابدار نے
کہا یہ قاعدہ اُسے زیبا ہے جو صاحبقران ہو تم امیر سے زیر ہو چکے ہو اور مین زیر نہین ہوا ہون میرا تمھارا
فرق ظاہر ہے مین تو صاحبقران ضرور ہی ہون اگر تمکو کچھ دعوے ہے اور مقابلہ کرتا ہے مجھسے تو طبل جنگی بجواکر
میدان مین آؤ یہ سُنکر نور الدہر مجبور ہوئے اور کہا کہ بہتر کل میرے آپکے مقابلہ ہو جائیگا نقابدار نے
چہار طرف دیکھا سرداروں کو سرنگون پایا مگر شاہزادہ بہمن زمان رستم دوران کشندہ قوبیل ہندی
و ذوبیل ہندی شاہزادہ علمشاہ رومی کہ تیوریون پر بل ڈالے ہوئے پشت دست کاٹ
رہے تھے نقابدار بارگاہ سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا یہان نور الدہر نے نقارہ بجوایا اُدھر
نقارہ سکندری و طبل سہمگین پر چوب پڑی تمام نقارے پھٹ گئے تیاری جنگ دونون طرف
ہونے لگی آج لشکر امیر کشور گیر مین عجب طرح کی صحبت ہے کہ گرد نور الدہر کے کرب و اسد
طہماس بیٹھے ہین ایک یہ کہ رہا ہے کہ اگر ارشاد ہو تو ہم مقابلے کو نکلین بعد ہمارے آپکو اختیار
ہے نور الدہر نے جواب دیا کہ اس سے کیا حاصل کیا مین نقابدار سے ڈرتا ہون یا مجکو بھی کوئی
ایرج تصور کیا ہے کہ زیر ہو جاؤنگا دیکھنا تو کیسے سگے مہرے اس نقابدار کے توڑتا ہون یہ تو بہتر ہوا
کہ ایرج گرفتار ہوا اب کبھی مجھسے آنکھ نہ ملائیگا اور مقابلے پر نہ آئیگا سب کہ رہے ہین کہ آپ
جان و روح صاحبقران ہین یکایک مشرق سے دیو سفید صبح ہاتھ مین عمود زرین آفتاب لیے ہوئے
برامد ہوا اور زنگی شب خوف سے جاکر پردۂ مغرب مین نہان ہوا فوج انجم کے قدم اُکھڑ گئے شاہ خاور
تخت حکومت زرنگار پر جلوہ افروز ہوا شاہ اسلام نماز پڑھکر برامد ہوئے سب سردار حاضر تھے مجرا کیا اور سوار
ہوئے نور الدہر عجب عظم و شان سے میدان کارزار مین آگئے ہین کہ داہنی جانب بدیع الزمان
و کرب دلاور بائین سمت اسد و طہماس بن عنقوبل دیو بردر نور الدہر تمام اسلحہ تن پر آراستہ
کیے ہوئے خود مثل شمس آفتاب کے چمکتا ہے اور چہرہ تابان کے چھوٹ پڑتی ہوئی سرداران دست
راست بازو بکر بکر دعائین دم کر رہے ہین اُس طرف نقابدار مرکب باد رفتار پر سوار آکر میدان مین
قائم ہوا ایرج بھی تماشائے جنگ دیکھنے لگا نقابدار سر خوش بنا ہوا ہمراہ ہے کہ یکایک نور الدہر
نے مرکب جمکایا اور سامنے تخت شاہی کے آکر گھوڑے سے اُترکر زمین ادب کو بوسہ دیکر اجازت
میدان چاہی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے نور الدہر سلام کر کے بار دگر مرکب پر سوار ہو کر چلا علمشاہ
نے دل مین کہا کہ آج انکا بھی فیصلہ ہے اُدھر تو نور الدہر نے میدان مین پہونچکر تا دیر سلح شوری کی

جب خوب پسینہ مین غرق ہو گیا تو مرکب کو روک کر دم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ ای نقابدار باوقار
بسم اللہ بس دیکھا کہ لشکر نقابدار کا علم جلوہ گری پر آیا اور نقابدار نے بودا باگ کا لیا میدان مین آکر
نکا اور چلی کہ سیرون سے بھول جھڑ پڑے گھوڑا نور الدہر کا بہ نسبت نقابدار کے پیا زیادہ ہوا
اب نور الدہر نے کہا کہ پیشقدمی مین نے کی ہی پیشدستی آپ کیجیے نقابدار نے کہا یہ کبھی نہوگا
کہ مین صاحبقران ہو کر پیشدستی کرون نور الدہر نے کہا تو پھر میرے آپ کے جنگ نہو گی نقابدار
نے کہا ابھی نہو گی تو اسوقت ہو گی جب مین جا کے امیر پر بیٹھون گا آخر کو مجبور ہو کر نور الدہر نے
نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ کو نیزہ پر لیا طعنین چلنے لگین برقین کوندنے لگین یہانتک نیزہ بازی ہوئی
کہ سنانین ٹوٹ گئین بیکار ہو گئین نیزون کو ہاتھون سے پھینک پھینک گرز آرا بون پر سے اٹھائے
نور الدہر نے کہا کہ گرز کا وار تو کیجیے گا نقابدار نے کہا روکنے بعد نور الدہر نے عمود یا نزدہ منی
کو جرخ دیکر سر پر نقابدار کے وار کیا نقابدار نے وار نور الدہر کا اپنے گرز پر رد کا وہ آواز ہوئی
کہ گھوڑے بھڑک اٹھے شعلہ فلک تک نکل گیا گھوڑا نقابدار کا غرق زمین ہوا تمام حالتین ویسی ہی
طاری ہوئین کہ جو ضرب ایرج سے طاری ہوئی تھین لیکن نقابدار نے جو گرز سے کلکر گرز مارا
تو یہ معلوم ہوا کہ دنیا نور الدہر کے آنکھون مین سیاہ ہو گئی معلوم ہوا کہ قیامت آگئی تمام املاک پھٹ
پڑی مرکب کا خاتمہ ہوا کلہ گرز شق ہو گیا نور الدہر کو ہوش نرہا ہر بن مو سے سر سے پسینہ جاری ہوا
شبرنگ جھٹ گر آیا پانی کے چھینٹے دیکر گرد کو بیٹھالا نور الدہر کو ہوشیار کیا نور الدہر نے دوسرا مرکب
طلب کیا اور نقابدار سے کہا کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی
یہ جنگ میرے آپ کے ضرور ہو گی ایرج نے خلاف عقل کیا کہ ایک لڑائی چھوڑ دی نقابدار
نے کہا بسم اللہ اور دل مین کہا کہ دیکھیے آگی عقل کیا کرتی ہی استنے مین عیار مرکب لایا اور نور الدہر نے
سوار ہو کر تلوار کھینچی ادھر نقابدار نے تیغ کھینچی وار چلنے لگے ردوبدل ہونے لگی گھوڑون کے
گشت سے غبار اسقدر بلند ہوا کہ نقابدار اور نور الدہر دونون چھپ گئے فقط تلوارون کی چمک
تو نظر آتی ہی اور کچھ دکھائی نہین دیتا یا گھوڑون کے ٹاپون کی صدا کان مین چلی آتی ہی لیکن وہان تمام
تک تلوار چلی اور کوئی زخمی نہوا تلوارین آریان ہو گئین آخر کار تیغون کو پھینک کر دونون دست و گریبان
ہوئے زور ہونے لگے مرکب لنگرون کی تاب کب لا سکتے تھے بیٹھ بیٹھ گئے زور کشمکش کے ہونے لگے دونون گھوڑون
سے جدا ہوئے شام تو ہو ہی چکی تھی کہ دونون طرف سے روشنی آئی آج لشکر اسلام کی جانین
لڑی ہوئی ہین کہ بس اسی جنگ پر فیصلہ ہی دیکھیے کون غالب ہوتا ہی علی الخصوص بدیع الزمان
بیٹے کے لیے دعائین مانگ رہے ہین اسد و طہماس پاس کھڑے ہوئے کشتی کی سیر دیکھ رہے ہین تماشا
علمشاہ رومی بھی ڈٹے ہوئے ہین تمام سرداران امیر اور نقابدار کے سامنے کھڑے سیر دیکھ رہے ہین
کشتی کا جوڑا کا بندھا ہوا ہی کوئی کسی پر غالب نہین ہوتا کبھی نقابدار نور الدہر کو پکڑ لاتا ہی نور الدہر تڑپ کر نکلجاتا ہی کبھی نور الدہر نقابدار
کو پکڑ لاتا ہی نقابدار مثل برق کے کوند کر نکلجاتا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ دو شیر ببر گتھے ہوئے ہین اسی عالم مین سات شب و روز کا
زمانہ گذرا اب علمشاہ نے دیکھا کہ زور مین نور الدہر اندھیس پڑ رہا ہی دلمین کہا کہ ای علمشاہ جسوقت یہ لڑکا زیر ہوا تو
شمشیر نقابدار کی پوری ہو جائیگی تمکو ذی حجت باقی نہ رہیگی کہ شاہ نے بھی مہر کھردی ہی افسوس ہی

کہ انقلاب زمانہ سے مین کسی نے کچھ نہ سمجھا کہ ہمیشہ بنای صاحبقرانی رکھی ہوتی کہ جو علم شاہ کو زیر کرے
وہ صاحبقران ہی حالانکہ ہم امیر کی زمانہ سے صاحبقران اوسط کہلاتے ہین بس بہتر یہ ہی کہ یہان سے نکل
چلو ورنہ نقابدار نور الدہر کو زیر کر کے دنگل صاحبقرانی پر بیٹھیگا مین اسکے زیر دست بیٹھون یہ
مجھسے نہوگا یہ سوچ کر خیمے مین اپنے چلے گئے بیٹھ کر گریہ وزاری کرنے لگے وہان ساتوین روز کوئی
دو گھڑی دن باقی ہوگا کہ نقابدار نے لنگر نور الدہر کا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا اور
بلیا ہوا چلا گیا اور کہا کہ اب تو کوئی حجت باقی نہین رہی کل مع اساسہ صاحبقرانی سب میرے استقبال
کو آئین ادھر شہرنگ نور الدہر کو خیمے مین لایا کہ بیہوش ہوگیا تھا جس وقت ہوش آیا ویسے کہا کہ آہ
نور الدہر خاک ہی اس زندگی پر کہ تم اس نقابدار سے زیر ہوگئے بس جان دیدینا بہتر ہی خنجر کھینچکر
گلے پر رکھا تھا کہ شہرنگ نے ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا کہ حضور پہلے تو ایرج نوجوان زیر ہوئے گیا
فقط آپ زیر ہوئے کہ غیرت مین جان پر کھیلنے کا ارادہ کرتے ہین یہ سنکر نور الدہر چپ ہو رہا لیکن
دربار شاہی مین نہین گیا سو رہا وہان علم شاہ اسباب سفر درست کر رہے تھے کہ مالاکر و فرنگی
و نہنگ بچہ و دریائی وغیرہ سب سردار علمشاہ کے آئے اور عرض کیا کہ حضور نقابدار نے نور الدہر
کو زیر کر لیا علمشاہ نے کہا بھئی ہم تو پہلے ہی سے یہ سمجھ گئے تھے اور تو بھی ہمارا کہا سنا معاف
کرو خدا حافظ یہ سنکر نہنگ قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ ای شہریار مین فدا ہون آپ
پر سے آخر یہ تو فرمائیے کہ کہان کا عزم ہی کہ ایسی حسرت آمیز باتین آپ ارشاد فرماتے ہین علمشاہ نے
کہا ای وفادار دوست تو ہی انصاف کر یہ مجھسے کب ہو سکتا ہی کہ مین نقابدار کو دنگل صاحبقران پر
بیٹھے دیکھون اور مین اُس سے زیر دست بیٹھون یا بے وجہ لڑون اس سے بہتر یہی ہی کہ لشکر مین
نہون سرداران نے عرض کیا کہ پھر ہم بھی حضور کے ہمراہ رکاب ہین علم شاہ نے کہا کہ مجھے اب
فقیری کرنا مد نظر ہی شان و شوکت میری امیر کشور گیر کے ساتھ چلی گئی تم سب لشکر ہی مین رہو رفاقت
مین قاسم و ایرج کے اگر خدا لائیگا تو مین بھی آؤنگا یہ سنکر سب سردار رونے لگے جب مجبور ہوئے
اور علم شاہ نے کسی طرح نمانا تو سرداران نے دامن علم شاہ کا چھوڑ دیا اور نالان و گریان اپنے
اپنے مقام پر چلے گئے وقت شب علمشاہ خیمے سے نکلکر صحرا کی طرف روانہ ہوئے اب دیکھیے تقدیر
انکو کہان لیجاتی ہی یہان صبح جو ہوئی تو شاہ اسلام مع جملہ سرداران باالکرام اساسۂ صاحبقرانی لیکر
پاس نقابدار کے چلے گئے لیکن دوسرا راوی بیان کرتا ہی کہ ایرج و نور الدہر نے جس وقت
نامہ کے جواب مین نقابدار کو یہ کلمہ لکھا تھا کہ جو ہمین زیر کرے ہم اُسکے مطیع ہین تو نقابدار
دس نقابدارون کو ہمراہ لیکر بارگاہ مین آیا اور صندلی اپنی امیر کی جگہ بچھوا دی اور کہا کہ اب مین
اسی صندلی پر بیٹھا ہون جن صاحب کو آزمایش اپنی کرنا ہو وہ کر لین یہ سنکر ایرج و نور الدہر دونون
برابر دنگلون پر سے کودے ایرج نے کہا کہ پہلے مین زور کرونگا نور الدہر نے کہا نہین پہلے مین زور
آزمائی کرتا ہون نقابدار نے کہا آپ دونون صاحب آئیے ان دونون کو غصہ مین اسوقت
یہ بھی خیال نہین رہا کہ ایک سے دو کو زور کرنا چاہیے خلاف آئین شجاعت و مردانگی ہی بس برابر کمر
مین نقابدار کے ہاتھ ڈالکر ادھر سے ایرج اور ادھر سے نور الدہر نے زور کیا اسقدر کہ شبہ دو

سرخ ہوگئے لیکن لنگر لقادار کا نہ اُکھڑا بس لقادار نے داہنا ہاتھ کمر مین نورالدہر کے اور بایان ہاتھ کمر مین ایرج کے ڈالکر زور جو کیا تو دونون کو اسطرح اُٹھالیا جس طرح کہ اول بدیع و قاسم کو اٹھالیا یہ رنگ دیکھکر تمام دلیران اسلام دنگ ہوکر رہگئے لقادار نے اُن دونون کو چھوڑ دیا اور اپنی جگہ پر بیٹھا

اب یہان سے چند کلمہ داستان حق بیان آنا عمر کا بعد نو برس کے خانہ کعبہ سے اور خبر دینا صاحبقرانی حمزہ ثانی کی ہے

مژدہ ای دل کہ مسیحا نفسی می آید — کہ ز انفاس خوشش بوی کسی می آید — یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا

اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا — ترے وعدہ پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا — کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

تری نازکی سے جانا کہ بندھا تھا عہد بودا — کبھی تو نہ توڑ سکتا اگر استوار ہوتا — تری تیر نیمکش کو کوئی میرے دل سے پوچھے

یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا — یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح — کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا

رگ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا — جسے غم سمجھ رہے ہو یہ اگر شرار ہوتا — غم اگرچہ جان گسل ہے پہ کہاں بچین کہ دل ہے

غم عشق اگر نہ ہوتا غم روزگار ہوتا — کہوں کس سے مین کہ کیا ہے شب غم بری بلا ہے — مجھے کیا برا تھا مرنا اگر ایکبار ہوتا

ہوئے مر کے ہم جو رسوا ہوئے کیون نہ غرق دریا — نہ کہین جنازہ اُٹھتا نہ کہین مزار ہوتا — اُسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا

جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہین دوچار ہوتا — یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب — تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

آبیاران گلشن معانی و تازہ کن باغ خوش بیانی نخل تمنا سے یون گل مدعا کو شگفتہ فرماتے ہین کہ جب لقادار عالی وقار نورالدہر و ایرج کو زیر کرکے صندلی پر اپنی آبیٹھا کہ جو مقام امیر کشورگیر پر بچھی ہوئی تھی ان دونون نے قصد اپنی ہلاکی کا کیا تھا بلا شور بصورت مبدل بیان موجود تھا اتنے مین آواز زنگولون کی بلند ہوئی سب نے دیکھا کہ دربارگاہ سے عمر بن امیہ نامدار نمودار ہوئے اور سلام علیک کی سب نے جواب سلام دیا اور نہایت خوش ہوئے مزاج پرسی کی اور خیر و عافیت صاحبقران عالی تبار کی دریافت کی چنانچہ عمر آکر کرسی پر بیٹھے اور کہا کہ ای یاران حق بین آگاہ ہو کہ اب زمانہ اسلام کی پختگی کا آیا کہ ظہور اشرف کائنات بہترین مخلوقات حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوا اور امیر کشورگیر نے تمھارے واسطے نسیم بن عباس کو علم محمدی دیکر روانہ کیا ہے یہ سنکر تمام دلیران اسلام مع لقادار واسطے تعظیم کے اُٹھے اور بارگاہ کے باہر آئے تو کہ سامنے سے علم مثل خورشید جہانتاب درخشان و تابان نمایان ہوا کہ نگاہین سب کی خیرہ ہوگئین لیکن جسوقت نسیم بن عباس قریب پہونچے اور نظر نسیم کی لقادار پر پڑی فوراً تسلیم بجالائے سر قدمون کیجانب جھکایا اور کہا کہ ای جوان نامدار آپ ہی حمزہ ثانی ہین لقادار نے کہا کیونکر تمنے مجھے پہچانا نسیم نے کہا کہ امیر عالی مقام سے مین نے سنا تھا کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم بشارت دیچکے ہین کہ اسلام کو حمزہ ثانی کے زور بازو سے قوت ہوجائیگی اور ایسے کارہای نمایان اُس سے ظہور مین آئینگے کہ جو آجتک کسی سے نہوئے ہونگے غرضکہ سب نے پھریرا علم کا چوما اور نسیم نے نامہ امیر کا دیا وہ پڑھا گیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ میرے تمام سرداران ذی وقار و فرزندان نامدار کو بعد سلام سنت الاسلام کے معلوم ہو کہ بموجب ارشاد فیض بنیاد بہشت پناہ دین مبین باعث تخلیق آسمان و زمین شفیع روز جزا احمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے قابل میری جانشینی کے حمزہ ثانی ہی پس تم سب کو لازم ہی کہ ہاتھ دامن اطاعت سے اُسکی اُٹھانا اور قدم جادۂ صواب سے باہر نہ لانا اور بغیر لاہوتک غول کے قتل کیے قرار نہ لینا کہ اگر یہ ملعون زندہ بچگیا تو تمام عالم مین کفر پھیل جائیگا ہم تمہارے واسطے یہ علم نصر من اللہ فتح قریب بھیجتے ہین آسے حمزہ ثانی کے سر پر کھولنا اور اُنھین آقا اور مولا اپنا تصور کرنا اور اتفاق کر کے کفر و ضلالت کو مثل حرف غلط کے صفحۂ ہستی سے مٹانا فقط والسلام جس وقت بہادران اسلام فرمان امیر عالیمقام سے آگاہ ہوئے سب نے نقابدار سے پوچھا کہ آپ ہی ہین حمزہ ثانی اُسوقت نقابدار نے نقاب اپنے رخ انور سے ہٹائی پس یہ معلوم ہوا کہ ابر سے مہر تابان نکل آیا دیکھا سب نے کہ بعینہ حمزہ صاحبقران کا شباب ہی کوئی فرق نہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ امیر پھر سے جوان ہو گئے ہین سب نے بار دگر سلام کیا کہ آپ کہان رہے اور کیونکر پرورش ہوئے اور آپ کی مادر مہربان کا کیا نام ہی یہ سُنکر نقابدار نے بیان کیا کہ والدہ ماجدہ میری ملکہ گہر تاجدار دختر نوشیروان ہین جب امیر نے نجم کو سنجر کیا تھا اور بدیع الزمان کی شادی کی تو دو لڑکے میری والدہ کے یہان پیدا ہوئے بعد چند روز بقضای الٰہی مر گئے مادر میری اُن لڑکون کے غم مین مدت تک سیاہ پوش رہین حتے کہ بمقام جالندریہ مین مین پیدا ہوا لیکن ہاتھ پاؤن میرے چسپیدہ تھے یہ حال دیکھکر مادر میری نہایت گریان ہوئین جب امیر جالندریہ پر گئے تو ایک اژدھا آکر گہوارہ سے مجکو لیگیا وہ ایک ساحرہ تھی کہ بصورت اژدر بنی ہوئی تھی میری والدہ میرے فراق مین اسقدر روئین کہ نابینا ہو گئین اور ایک روایت مین ہی کہ برادر دیو سمندون ہزار دست مجکو مع میری مادر گرامی کے لیگیا اور مدت تک اُس دیو لعین کی قید مین رہے کہ ایک رات کو جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے بشارت عالم رویا مین دی اور بحکم قادر سمیع و بصیر میری والدہ کی آنکھین اُن حضرت نے روشن کر دین اور مجکو نظر کردہ فرمایا جب عمر میری سات برس کی ہوئی تو امیرزادہ شہپال نبیرہ اُسکا بدیع الجمال نام مجھے قاف مین لے گیا جب دس برس کا سن میرا ہوا تو مین نے برادر سمندون ہزار دست کو مارا اور بدیع الجمال خورشید پریزاد جانتی ہین کہ جو کام مین نے کیے ہین از انجملہ سب کامون سے بڑھکر ایک ایک کام یہ ہی کہ جب دیو خرچال منارہ گردن و سہمان شیر پیشانی نے قلعہ گلستان ارم پر نرغہ کیا اور ستر ہزار دیو لیکر سنگسار دیو نے آکر گھیر لیا اور آسمان پری شکست کھا کر شہر زرین مین چلی گئین دیوون نے شہر کا محاصرہ کر لیا اور کھانا پانی ملکہ آسمان پری کا بند کر دیا ملکہ آسمان پری کو میرا حال معلوم ہو گیا تھا اُنھون نے ایک پریزاد کو میرے بلانے کے لیے بھیجا مین اُسوقت پہونچا قریب تھا کہ دیو شہر کو خراب و برباد کرین دیوون نے تخت میرا سامنے آسمان پری کے اُتارا ملکہ آسمان نے مجسے کہا کہ ای فرزند یہ وقت دوستی کا ہی مین نے کہا کہ جو فرمائیے غرضکہ اس اثنا مین خرچال آیا اور دار شمشاد کا وار مجپر کیا مین نے جست کی وہ غائب ہو گیا مین حیران تھا کہ آسمان نے کہا وہ پھر آیا مین نے جو پھر کر دیکھا تو نعرہ کر کے مثل برق کے آسمان سے اُترا اور دار شمشاد کا وار پھر مجپر کیا مین نے خدا کو یاد کر کے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا گرد و غبار بلند ہوا دیو سمجھا کہ استخوان ابن آدم زاد کے ریزہ ریزہ ہو گئے نعرہ کیا کہ اہ آسمان مدت سے دیو مشتاق گوشت انسان کے

تھے لیکن ہڈیان اس آدمی کی خاک مین ملگئین اُسے تلاش کرو اس گرد و غبار مین کچھ معلوم نہوتا تھا
لیکن دیو کی ضرب سے پانون میرے زمین مین دھس گئے تھے مین نے زور کر کے انکو اُبھارا اور
نہیب دیکر مین دیو کی طرف چلا کہ خبردار او قرمساق مین حریف تیرا زندہ موجود ہون یہ کہکر مین نے
تیغ بید ریغ کا ایسا وار کیا کہ اُسکے دو پر کاٹے ہوگئے بعد ازان سہیلان شیر پیشانی کے قریب
پہونچا اُسنے بھی دار شمشاد کا وار کیا مین نے خالی دی دار زمین پر پڑی وہ جھکا مین نے ہاتھ بڑھا
شاخ اُسکی پکڑ لی اور دوسرے ہاتھ سے گرز بخیر پکڑ کر زمین پر دے مارا اور دھڑ سے سر اسکا کھینچکر
دیوؤن کے لشکر مین پھینکدیا دیو یہ حال دیکھکر بھاگ کھڑے ہوئے ہر چند کہ جو جو کار نمایان
مین نے کیے ہین اگر بہ تشریح بیان کیے جائین تو ایک دفتر طویل ہو جائے لیکن یہ امر بہ یقین کہا جا سکتا
ہی کہ ایسے کام سوائے امیر عالیمقام کے کسینے نہ کیے ہونگے اور مین نظر کردہ جناب رسالت
پناہ ہون اور باطل السحر ہون زبان جن و پری کی خوب سمجھتا ہون دلاوردن نے ہاتھ حمزہ
ثانی کے چومے اور عیار نقابدار پسر عمر تھا عمر ثانی نام عمر نے کہا کہ جو کوئی میری جگہ کا طالب
ہو وہ بلاشور کو قتل کرے

نقاب کھولنا حمزہ ثانی کا بدیع الملک کی اور کہنا کہ یہ فرزند ہی نور الدہر کا

حمزہ ثانی نے اس گفتگو مین نور الدہر و ایرج کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ ایک مژدہ تمھارے اور ایرج
کے لیے لایا ہون نور الدہر نے کہا وہ کیا حمزہ ثانی نے کہا کہ ای نور الدہر قسم ہی رب کعبہ کی کہ
فرزند تمھارا تمسے بہتر پیدا ہوا ہی اور یہ کہکر نقاب گوہر پوش کے چہرہ سے اٹھا دی اور کہا کہ یہ تمھارا
فرزند ہی بدیع الملک اسکا نام ہی لیکن نقابدار سرخ پوش و برادر تیرے نیلم پوش نے اپنے
دل مین تصور کیا کہ کوئی کار نمایان مجھسے وقوع مین نہین آیا ہی کہ بارگاہ شیران روزگار مین اپنے
تئین ظاہر کردن پس رقعہ لکھکر اپنی کرسی پر ڈالدیا اسوجہ سے کہ اسنے اپنے دل مین یہ خیال کیا تھا
کہ بدیع الملک جو ظاہر ہوا اسکو شہرت نہین ہی پس یہ تصور کر کے اسنے راہ صحرا کی اختیار کی
اور بے اطلاع حمزہ ثانی کے اُٹھکر چلا گیا لیکن نور الدہر و ایرج گوہر پوش کی طرف دوڑے تمام بارگاہ
انکے شعشۂ جمال سے منور تھی جس شخص نے دیکھا غش کھا کر گر پڑا نور الدہر قریب آکر بیہوش
ہوئے اور بدیع بھی بغلگیر ہوکر بیہوش ہوگئے گلاب اور کیوڑا انکے منہ پر چھڑکا گیا جب
کسیقدر افاقہ ہوا حمزہ ثانی واسطے قدمبوسی بادشاہ سعد کے بدیع الملک کو ہمراہ لائے
شاہ نے خلعت و نعمت عطا کیا اور بدیع الملک کو دیکھکر بہت خوش ہوئے خلعت گرانبہا
مرحمت فرمایا بادشاہ سعد قلعہ ذوالامان مین معتکف ہین عمر بن حمزہ و قاسم وغیرہ نے
بھی بدیع الملک کو گلے سے لگایا اور بہت پیار کیا اور سب سردار بدیع الملک کو دیکھکر
نہایت محظوظ ہوئے اسی ہنگامہ مین نقابدار سرخ پوش جانب صحرا نکل گئے تھے حمزہ
ثانی نے دیکھا کہ ایرج نہایت اُداس ہین اور بحسرت کہرہے ہین کہ حقتعالی نے مجکو محروم رکھا حمزہ ثانی
یہ حال دیکھکر فرمایا کہ ای ایرج اپنے فرزند کو بھی دیکھو ایرج نے جب صندلی سرخ پوش کی طرف دیکھا
سیارہ نے رقعہ ہاتھ مین دیدیا کیونکہ وہ تو رقعہ لکھکر ڈال گئے تھے اور آپ صحرا کی جانب چلے گئے

تھے ایرج مضمون رقعہ سے آشنا ہوئے حمزہ ثانی نے فرمایا کہ واللہ رستم ثانی تمھارا فرزند ہی اور وہ
میرا شاگرد ہی اُسنے سات برس کے سن مین میری کمان کھینچی اور عجب شکل زیبا اور گوہر شجاعت
بے بہا ہی جو کام اُسنے کیے ہین رستم سے نہونگے چونکہ جہالت اسکے مزاج مین ہی اس سبب سے
چلا گیا ہی انشاء اللہ عنقریب جاہ و حشم پیدا کرکے ملیگا ایرج یہ کلمات سنکر اور بھی مغموم ہوئے
اور کمال رنج انکو ہوا اور نقابدار جو انکے ہمراہ تھے ایک انھین سے غضنفر بن اسد ہی لوگون
نے پوچھا کہ تم کیونکر ہمراہ بدیع الملک کے ہوئے غضنفر نے کہا کہ مین صحرا مین گیا اور مین نے
قصد کیا کہ شاہزادہ کی زور و قوت کی آزمایش کرون واللہ تین روز تک زور آزمائی رہی تیسرے
دن شہزادہ نے مجکو زیر کیا اور مین نے شبخون بہمن باختری پر مارا تھا اسوجہ سے کہ مین اُسکو
اپنے سے طاقتور جانتا تھا شہزادہ نے جاکر اُسکو بھی زیر کیا اسوجہ سے مین نے ہمراہی شہزادہ کی
اختیار کی اور دیگر نقابدار قارن قمر بین اور گہرائے اختر شناس و محبت شاہ تھے اور بہمن
باختری بھی ہمراہ تھا چنانچہ یہ خبر قلعہ ذو الامان مین بھی پہونچی محلات بادشاہ و امیر کے لاہوت تک
کے خوف سے کبھی زرتانیہ مین اور چندے قلعہ ذو الامان مین رہتے تھے لیکن محلات شاہی نے
بدیع الملک کو طلب نہین کیا اس وجہ سے کہ اُنھون نے یہ خیال کیا کہ جب حمزہ ثانی اپنی والدہ
کی ملاقات کے لیے آئینگے اسوقت اُنکے ہمراہ بدیع الملک کو بھی طلب کرنا مناسب ہوگا
القصہ حمزہ ثانی نے بدیع الملک سے فرمایا کہ اپنی بارگاہ یہان اُٹھوا لاؤ اور آکر یہین میرے
پاس مقیم ہو بدیع الملک نے کہا کہ بہتر ہی کل حاضر ہونگا یہ کہکر اپنے لشکر مین چلے گئے اور مجلس
عیش و نشاط آراستہ کی عمر نے بھی اپنے فرزند کو گلے سے لگایا اور وہی شرط بیان کہ جو بلاقصور
کو قتل کرے وہ میری جگہ کا مستحق ہی بعد ازان حمزہ ثانی نے دیوون اور پریون کو رخصت
کیا اور اپنی بارگاہ مین آئے دوسرے روز مع اسباب صاحبقرانی کے سوار ہوئے بادشاہ
اسلام نے یہ خبر سنکر سردارون کو واسطے استقبال کے بھیجا سب سردار مع عمر بن حمزہ کے
استقبال کے لیے آئے اور خود بادشاہ نے بازار چار طاق بلقیس تک استقبال کیا اور نہایت
اعزاز و اکرام سے لاکر بارگاہ مین بٹھایا امیر ثانی دنگل صاحبقران عالیشان پر آکر بیٹھے اور بدیع الملک
سے کہا کہ جس وقت رستم ثانی آئینگے اُسوقت جگہ تمھاری سر حلقہ دست راستیون مین ہوگی
اور رستم کی جگہ سر حلقہ دست چپیون مین ہوگی بعد ازان حمزہ ثانی نے علم شاہ کی مخاطب
ہوکر فرمایا کہ بھائی صاحب قبلہ و کعبہ ایک حاجت آپ سے رکھتا ہون علم شاہ نے عرض کیا
کہ آپ ایسا نفرمایئے اسوجہ سے کہ آپ بجاے امیر کے ہین اور نظر کردہ جناب رسالت پناہ
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہین جو کچھ ارشاد ہو مین بسر و چشم بجالانے کے لیے حاضر ہون امیر ثانی
نے کہا کہ ناموس کو زرتانیہ و ذو الامان سے لے آئیے کہ ہر ایک کی قدمبوسی سے مشرف ہون
اور غضنفر کو قمر چہر کے لانے کے لیے بھیجا اور امیر ثانی نے فرمایا کہ بعد ملاقات ناموس امیر
کے لشکر کشی کرونگا اور جب تک کہ اس لاہوت غول لعین کو قتل نکر لونگا ایک لمحہ اور
ایک ساعت قرار نلونگا

دستان اٹھنا حمزہ ثانی کا بارگاہ سلیمانی مین اور نکل جانا رستم ثانی کا بیان ہوتا ہی

جب رستم ثانی نے اپنے دل مین کہا کیا کام کرون جو برابری پہلوانان حمزہ ثانی کی ہو اس سے
بہتر ہی کہ یہان سے چلا جاؤن اور کوئی کارنمایان کرکے آؤن یہ خیال کرکے اور ایک رقعہ اپنے والد
بزرگوار یعنے ایرج نامدار کے لیے لکھکر ایک ملازم کے ہاتھ ایرج کے پاس بھیجدیا اور آپ
مرکب پر سوار ہوکر نکل گیا جب ایرج نے وہ رقعہ پڑھا چاہا کہ مین اسکے تعاقب مین جاؤن حمزہ
ثانی نے منع کیا غرضکہ بارگاہ سلیمانی جو طلسم اصف بن برخیا سے لائے تھے برپا ہوئی حمزہ ثانی
صندلی امیر پر بیٹھے جیسا کہ اوپر مذکور ہوچکا ہی عمر ثانی اس مقام پر نہین تھا کہ عمر کی جگہ پر بیٹھتا
باعث اسکا یہ تھا کہ وہ کہہ گیا تھا کہ پہلے بلاشور کو مار لونگا تب عمر کی جگہ پر بیٹھنے کا قصد کرونگا غرضکہ یہان
بارگاہ مین بزم آراستہ ہوئی مگر عمر نے کہا کہ جب تک لاہوتک نہ مارا جائے عیش وعشرت حرام ہی چنانچہ
دوسرے روز عمر ثانی دربارگاہ پر آیا بلاشور نے یہ خبر لاہوت کو پہونچائی وہ برہم ہوا شیر سوار وسفید
پوش وسیاہ پوش چلے گئے تھے سب عیارون نے فکر کی کہ جگہ عمر کی شاپور کو ملے یہ خبر چالاک نے
عمر ثانی کو پہونچائی عمر ثانی نے یہ سنکر دل مین خیال کیا کہ ایسا کار نمایان کرنا چاہیے کہ ان سب عیارون
کو بھی معلوم ہو پس ایسا کچھ تصور کرکے یہ روانہ ہوا اور لاہوتک نے فرار ہوکر جس کوہ کو اپنا ملجا وماوا
قرار دیا تھا عمر ثانی اسکے قریب پہونچا وہان بلاشور کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی کہ عیار چاہتے ہین
کہ جگہ عمر کی لین اور سب نے ملکر قتل پر کمر باندھی ہی بلاشور نے کہا کہ ان دزدیچون کو ایسی گوشمالی دونگا
کہ وہ بھی یاد کرین یہ کہکر اسنے فیروز اور دیگر عیارون کو ہمراہ لیا اور دس ہزار آدمیون کی جمعیت
سے بلاشور قریب کوہ کے پہونچا بعد اسکے پہلوانون سے کہا کہ تم بھی میرے ہمراہ کوہ پر چلو اور چارون
طرف پہاڑ کے بیٹھو مگر خاموش بیٹھے رہنا اور سپاہیون کو نیچے بٹھایا پہاڑ مین ایک شگاف تھا اور
اُس طرف بڑا میدان تھا اور زمین سے پہاڑ چار گز اونچا تھا اُدھر اسپ وشتر کنارے کے چرا کرتے تھے
اور ایک پہاڑ تھا سر بفلک کشیدہ وہان لشکر لاہوت کا اُترا ہوا تھا یہ فکر کرکے بلاشور لاہوت
کے پاس آیا اور کہا سب عیاران اسلام تمھارے گرفتار کرنے کو آئے ہین لاہوت گھبرایا اور
کہنے لگا کیا ہوگا بلاشور نے کہا مین نے پہاڑ پر اپنا بندوبست کر لیا ہی یہ کہکر بلاشور فیروز کے
پاس آیا اُسنے پوچھا کہ ای بلاشور کیا فکر کی اُسنے کہا کہ مین نے تمام درۂ کوہ مین سپاہیون کو
پوشیدہ کر دیا ہی اور سر راہ کمندین خس پوش کر دی ہین اور دو ہزار عیار کمین گاہ مین قائم کر دیے
ہین یہ سب انتظام مین نے مستحکم کر دیا ہی القصہ عیاران اسلام تین حصہ ہوئے چالاک اپنے
عیارون کے ہمراہ ایک طرف کو چلا اور شاپور اپنے عیارون کو لیے ایک جانب روانہ ہوا عمر
ثانی اپنے عیارون سمیت ایک سمت کو چلے ہر چند راہ تلاش کی مگر نپائی جب پہاڑ کی پشت پر
گئے تو راہ معلوم ہوئی چالاک مع عیارون کے پہاڑ پر چڑھا تھوڑی دور گیا تھا کہ گرفتار ہوگیا
جانسوز بن قران فکر مین تھا کہ جاکر عمر ثانی کو خبر کرون کہ شاپور اور عمر ثانی آئے آپسمین سلام
علیک ہوئی شاپور نے کہا عیار اسی راہ سے گئے ہین عمر ثانی نے نعرہ کیا کہ خبردار اُس طرف
نجانا کہ بلاشور کمین گاہ مین بیٹھا ہی مگر شبرنگ نے بھی بلندی کوہ سے کہا کہ آؤ یہان بلاشور ہی

عمر ثانی اور شاپور جا سوتے تھے کہ پہاڑ پر جائین کہ بارہ ہزار زرہ پوشون نے آکر گھیر لیا شاپور اور
شبرنگ اور فیروز سے جنگ ہونے لگی لاہوت کو یہ خبر پہونچی اُسنے مجنون تیغ بند کو مع دو ہزار
آدمخوارون کے جو باقی رہگئے تھے اُنکو کمک کے لیے بھیجا اُنھون نے آکر ہجوم کیا اور سب عیارونکو
محاصرہ کرکے پکڑ لیا عمر ثانی اور شاپور و شبرنگ تو لڑبھڑ کر زخمی ہوکر نکل گئے مگر باقی عیارون کو بلا شور
گرفتار کیے ہوئے لاہوت کے پاس لایا اُس مردود نے حکم قتل کا دیا زپور شاہ نے کہا کہ ابھی
انکو قتل کرنا مناسب نہین ہے کیونکہ یہ چند عیار بھاگ کے پہاڑ پر آگئے ہین اور خدا پرست دیو کوہ
کے درمیان مین ہین اگر انکو قتل کیا تو وہ پہاڑ پر چڑھ آئینگے اور ہم سب کو قتل کر ڈالینگے
اس سے بہتر یہ ہے کہ جب تک عمر ثانی و شاپور و شبرنگ گرفتار ہولین انکو قید مین رکھو اور قتل
کرنا انکا ابھی مصلحت وقت نہین باقی حال اسکا آئندہ مذکور ہوگا

داستان جانا رستم ثانی کا کوہ سرمد کی طرف

جب رستم ثانی نے لشکر سے نکلکر راہ صحرا کی لی اور جنگل و بیابان کو طے کرتے ہوئے چلے جاتے
تھے کہ چند روز کے بعد ایک قافلہ انکو دکھائی دیا آگے بڑھکر جب انھون نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ
سوداگرون کا قافلہ ہے اور خواجہ محبوب سردار قافلہ کا نام ہے اُسنے نہایت عزت کے ساتھ شہزادہ
کو اپنے پاس رکھا دعوت کی اور انکا حسن و جمال دیکھکر بلاگردان ہوا چنانچہ دس روز بعد ایک شہر
مین پہونچے رستم ثانی نے پوچھا کہ اس شہر کا نام کیا ہے خواجہ محبوب بازرگان نے بیان کیا کہ اس
شہر کا نام کوہ سرمد ہے اور یہان کے بادشاہ کو سرمد شاہ کہتے ہین اور ایک دفتر مین ہے کہ نام اُس شہر کا
صنوبر کوہ اور وہانکے حاکم کا نام رضوان شاہ تھا بہر صورت رستم ثانی اور خواجہ محبوب داخل شہر ہوئے
اور کاروانسرا مین آکر قیام کیا اس عرصہ مین میر کاروانسرا آیا اُس سے گفتگو ہونے لگی میر کاروانسرا
نے کہا کہ ہمارے بادشاہ کو آج کل ایک صدمہ عظیم لاحق حال ہے پوچھا کہ سبب اُسکا کیا ہے اُسنے بیان کیا کہ یہانسے کچھ فاصلہ
پر ایک شہر ہے کہ نام اُسکا افلاکیہ ہے اور حاکم وہان کا افلاک شاہ نام ہے ہمارے بادشاہ کی دختر پر
وہ عاشق ہوا اور اُسکی خواستگاری کی ہمارے بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ وہ لڑکی بقضاے الٰہی
فوت ہوگئی افلاک شاہ نے خیال کیا کہ بادشاہ حیلہ و بہانہ کرتا ہے چنانچہ افلاک شاہ کا ایک سپہ سالار
تھا کہ نام اُسکا مفتون دلیوانہ دبرواستہ قہرمان دلوانہ ہے اُسکو ہمراہ لیکر سات لاکھ سپاہ کی
جمعیت سے اپنے ملک سے روانہ ہوا سرمد شاہ نے جب سنا کہ افلاک شاہ مع فوج و لشکر کے
واسطے لینے دختر کے آتا ہے اسنے اپنے یہان سے ایک ایلچی ہمراہ چند تحف و ہدایہ کے اُسکے پاس
روانہ کیا جسکہ ایلچی دربار افلاک شاہ مین پہونچا اور تحف و ہدایا پیش کیے وہ اور بھی برہم ہوا
اور ایلچی کے ناک اور کان کٹوا کر اُنکی گردنون مین ڈال کے دربار سے نکلوا دیا رستم ثانی نے جب
یہ ماجرا میر کاروانسرا سے سنا سرا سے باہر نکلا دیکھا کہ تمام شہر مین ایک غلغلہ عظیم برپا ہے اور کچھ لوگون کو
دیکھا کہ ناک دکان کٹے ہوئے اُنکے گردنون مین پڑے ہین اور روتے پیٹتے چلے آتے ہین تمام
مردمان شہر رستم کا حسن و جمال اور رعب و صولت دیکھکر حیران تھے اور اُسکے گرد حلقہ باندھے ہوئے
چلے آتے تھے اتنے مین دیکھا کہ سرمد شاہ بھی واسطے بند و بست قلعہ کے چلا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ

کہ دروازہ شہر کا بند کر لو سرمد شاہ نے راستہ مین رستم کو دیکھا خواجہ محبوب نے بڑھکر بادشاہ کو
نذر دی بادشاہ نے پوچھا کہ یہ جوان تیرے ہمراہ کون ہی خواجہ محبوب نے کہا میرا بھائی ہی اتنے
مین رستم نے بڑھکر بادشاہ سے کہا کہ ای شاہ دروازہ شہر پناہ کا کھلوا دیجیے اور فوج و لشکر
لیکر میرے ہمراہ چلیے مین افلاک شاہ کو سزا ے معقول دونگا سرمد شاہ یہ کلمہ سنکے نہایت ہنسا
اور کہا کہ ای سوداگر زادے تمھارے کہنے سے مین دروازہ شہر کا کھلوا دون اور تمام شہر کو قتل
کروا ڈالون اگر دعوی شجاعت ہی تو در شہر پناہ سے باہر نکلکر کچھ کام کرو یہ کلام سرمد شاہ کا رستم کو
نہایت ناگوار معلوم ہوا اور تنہا گھوڑے پر سوار ہو کر باہر نکلا ہر چند سب نے منع کیا مگر رستم نے
نہ مانا سرمد شاہ نے حکم دیا کہ جب رستم باہر چلا جاے تو دروازہ قلعہ کا مستحکم کر لین القصہ رستم
باہر شہر کے آیا اور صحرا کی طرف چلا گیا سب لوگون نے جانا کہ وہ جوان بھاگ گیا آپس مین کہنے لگے کہ
اچھا ہوا کہ وہ جوان چلا گیا ورنہ مفت مین قتل ہو جاتا مگر رستم کی جوانی و حسن و جمال پر خیال کرکے
تمام مردمان شہر و سپاہ و خواجہ محبوب نہایت روتے تھے اور افسوس کرتے تھے دوسرے روز
لشکر افلاک شاہ مین طبل جنگ بجا اور افلاک شاہ نے مع اپنے سپہ سالار قہرمان دیوانہ کے
قلعہ پر حملہ کیا قریب خندق کے پہونچ گئے تھے کہ دور سے ایک گرد نمایان ہوئی ہوا سے جب
دامن گرد شگافتہ ہوا رستم ثانی دل گرد سے پیدا ہوا اور اسنے ایک نعرہ کو شگاف ایسا مارا
کہ کوہ و دشت مین تزلزل پڑ گیا اور قہرمان دیوانہ سے مقابلہ کیا قہرمان نے جھپٹ کر تلوار
شہزادے کے ماری شہزادہ نے حربہ اسکا رد کرکے ایک ہی ضرب مین قہرمان کو دو پارہ کیا اور نعرہ
کیا کہ ای ملک سرمد مین وہی سوداگر بچہ ہون کہ میرے کلام کو تم لاف زنی سمجھکر ہنستے تھے اب
میری مردانگی سر میدان آکر دیکھو یہ نعرہ کرکے لشکر کی طرف حملہ کیا اور تمام لشکر افلاک کو پراگندہ
کر دیا ملک سرمد نے جو یہ حال دیکھا تو دروازہ قلعہ کا کھلوا کر باہر آیا دیکھا کہ رستم نے علم لشکر افلاک
کا سرنگون کر دیا ہی افلاک نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ جنگ مغلوبہ کر دو اور گھیر کر اس جوان کو مار لو
یہ حکم سنتے ہی رستم برابر افلاک کے آیا اور اسکو قاش زین سے اٹھا کر زمین پر دے مارا اور
مشکین باندھ لین فرخ نے جو اپنے بادشاہ کا یہ حال دیکھا پراگندہ ہو کر متفرق ہو گئے اور تمام
لشکر درہم برہم ہو گیا سرمد شاہ یہ کیفیت دیکھکر آیا اور رستم کے ہاتھ کو بوسہ دیکر انکی شجاعت
و مردانگی کا نہایت معترف و مداح ہوا اور انسے نام و نشان دریافت کیا تب رستم نے اپنا نام ظاہر
کیا سرمد شاہ از سر صدق مسلمان ہو کر مطیع شہزادہ ذوی الاقتدار ہوا افلاک سے بھی دعوت
اسلام کی گئی اسنے کہا کہ مین بھی مسلمان ہوتا ہون مگر ایک شرط میری آپ پوری کر دیجیے
رستم ثانی نے کہا بیان کر کیا شرط ہی افلاک نے کہا کہ میرے شہر مین ایک کوہ ہی کہ مرجان کوہ
اُسے کہتے ہین اور میدان وسیع سبز و خرم اطراف کوہ مین واقع ہی اور وہان ایک احاطہ ہی
لاجورد کا اور درمیان احاطہ کے ایک پتھر ہی زمرد رنگ جو شخص کہ اُس پتھر پر بیٹھتا ہی غائب ہو جاتا ہی
اگر یہ عقدہ مجھپر ظاہر ہو تو مین مسلمان ہونگا رستم ثانی نے قبول کیا اور کہا انشاء اللہ تعالے مین
اس راز کو آشکارا کرونگا القصہ افلاک کی مشکین کھولدین یہ تو دوسرے دن اپنا لشکر مرجان کوہ

کیطرف لیکر روانہ ہوا رستم بھی مرجان کوہ کیجانب روانہ ہوے وہان پونہچکر دیکھا کہ واقع مین صحراے سبز و خورم نہایت پر فضا
ہی اور درہ کوہ مین ایک احاطہ لاجورد کا ہی اس مین ایک پتھر سبز فام خوشرنگ نصب کیا ہوا ہی رستم
اس سنگ زمرد رنگ پر جا کر بیٹھے بس بیٹھنا تھا کہ معًا ایک پنجہ پیدا ہوا اور رستم کی کمر مین ہاتھ دیکر چاہتا
تھا کہ اٹھا لیجاے کہ رستم نے نہایت تیزی سے ہاتھ اسکا پکڑ لیا دیکھا کہ ایک دیو ہی بس رستم فوراً
لپٹ گیا اب انسے اور دیو سے زور کشمکش کے ہونے لگے آخر الامر رستم نے دیو کو زیر کیا اور
اسکی چھاتی پر چڑھکر چاہتے تھے کہ سر بس اسکا دھڑ سے کھینچ لین کہ دیو نے گھبرا کر کہا کہ نام میرا نہنگان ہی
اور نیچے اس پتھر کے خزانہ وافر اور اسباب نادر ہی اگر آپ مجھے رہا کر دیجیے تو مین آپ کے لیے وہ
خزانہ و اسباب لے آؤن رستم نے دیو کو چھوڑ دیا دیو نے پرواز کی اور کہا کہ ای آدمزاد تو چاہتا
ہی کہ طلسم فولاد کو توڑے تجھے اچھا مین پلٹ کر آتا ہون اور دیکھ تو کیا آفت تیرے سر پر لاتا ہون یہ کہکر
وہ دیو تو اڑتا ہوا یہ جا وہ جا روانہ باشد ہو گیا مگر رستم نے کہا کہ ای سرمدشاہ و ای افلاک شاہ جب تک
کہ کامل طور پر یہ عقدہ حل نہوگا اور اس راز کو آشکارا نکرونگا مین یہان سے جنبش نکرونگا اور اسی
مقام پر پلنگ بچھوا کر آرام کیا رات کے وقت دیو آیا اور مع پلنگ شہزادہ رستم کو اٹھا لیگیا
ہر چند ہاتھ پانون مارے مگر کچھ نہوا سرمدشاہ و افلاک شاہ شہزادہ کی مفارقت مین نہایت نالان
و گریان ہوئے اور فقیر ہو کر اسی مقام پر بیٹھ رہے کہ جب تک شہزادہ کا کچھ معلوم نہوگا ہم بھی یہان سے
نجائینگے اور اسی صحرا کی خاک چھانینگے فقیر ہو کر یہین مقیم رہینگے اب انکو تو اسی مقام پر چھوڑ کے
دیکھیے کہ شہزادہ کبتک آتا ہی جب تک

دو کلمہ داستان لاہوت کے بیان ہوتے ہین

پیشوائی کو بڑھتے گر کشش دل آ گئے ٭ دوڑ کے مجنون کی طرح ناقہ محمل آ گئے ٭ جاتے اس طرح سے
اس کوچے مین ہین دل اور ہم ٭ دل سے ہم آگے کبھی ہمسے کبھی دل آ گئے ٭ گرچہ ہون وادی عشق
پڑے لاکھون کوس ٭ لیک ہی گم شدگی کی اچھی منزل آ گئے ٭ مجھسا ناقص بھی غنیمت ہی اب اسوقت
ذوق ٭ قابلیت ہی کہان ہو چکے کامل آ گئے ٭ راویان شیرین زبان اس داستان کو یون بیان
فرماتے ہین کہ جب بلاشور نے عیاران اسلام کو مقید کر لیا تو لاہوت نے امرا اور سرداران
سے مشورہ کیا کہ اب کیا صلاح ہی جمشید نے کہا کہ لشکر امیر گرد پڑا ہوا ہی لاہوت نے کہا کہ اور
کسی جگہ مین جاؤنگا جمشید جابلقا گویا ہوا کہ جیسا شہر جابلقا ہی ویسا کوئی شہر نہین ہی چودہ فرسنگ
کے دور مین شہر آباد ہی اور دو ہزار نوبت ہر قصبہ مین امیران جابلقا کے دروازن پر بجتی ہی دو ہزار
چشمہ آب اور بہت ہی سرسبز و شاداب ملک ہی رعیت اسقدر آباد ہی کہ اگر تم لشکر جمع کرنا چاہو
تو اسقدر فوج کثیر جمع کر لو کہ کوئی حساب نکر سکے غرضکہ جمشید نے نہایت تعریف شہر جابلقا کی بیان
کی بلاشور کہنے لگا کہ جس راہ سے عیاران لشکر اسلام آئے تھے اور گرفتار ہو گئے اسی راہ
سے مین سب کو نکال لیجاؤنگا زیور شاہ بولا کہ ای بلاشور ایسا نہو کہ تلوار چلے اور نوبت کشت
و خون کی ہو پہونچے کیونکہ لشکر اسلام چہار جانب کوہ کے محاصرہ کیے ہوئے پڑا ہی انسے ضرور جنگ کا
سامنا ہوگا مین ایک فریب کرتا ہون کہ ملک هرداق کو حمزہ ثانی کے پاس بھیجتا ہون کہ وہ جا کر کہے

کہ اتنی جگہ ہمارے لشکر کو دو کہ برابر تمہارے آکر اُتریں بعد اُسکے پھر بھاگنا آسان ہے موقع پاکر کسی سمت
کو نکل چلینگے القصہ ملک مرداق اس مکر سے آکر برابر لشکر اسلام کے اُترا رات تو اسی حیلہ و فریب مین
کٹی جبکہ صبح ہوئی اور شاہ خاور دریچہ مشرق سے نکلکر اریکہ آرای سپہر زنگاری ہوا دیکھا کہ صحرا مین ایک
جانب سے گرد اُٹھی ہرکارے واسطے استخبار کے روانہ ہوئے کچھ دیر نگذری تھی کہ ہرکارون نے آکر
خبر دی کہ دو پسر ملک مرداق کے حارث و غارب دو ہزار سوار سے آتے ہین پھر دیکھا تو دوسری
سمت سے ایک گرد نمایان ہوئی اور آمد لشکر کثیر کی معلوم ہوئی جاسوس تو ہر چہار طرف مامور ہی تھے انھون
نے آکر عرض کیا کہ چار پسر صلصال کے اہرمن بن صلصال و تہمتن بن صلصال و دیوتاز بن
صلصال و گہراق بن صلصال چھ لاکھ سواران جرار سے بارادہ جنگ و پیکار چلے آتے ہین
صلصال کہتا ہے کہ چارون بیٹے میرے بڑے بہادر و جری ہین زور و قوت مین رستم سے کم نہین
ہین انکے ہمراہ ایک مرتبہ پھر مقابلہ لشکر اسلام سے کرونگا چنانچہ یہ دونون لشکر کوچ کرتے ہوئے مقابل
لشکر اسلام آکر فروکش ہوئے دو کوس تک صحرا مین برابر خیمے ڈیرے سرداران فوج کے آکر قائم ہو گئے
کثرت سپاہ سے تمام میدان صحرای قیامت معلوم ہوتا تھا دن تو آمد لشکر مین گذر گیا اور ترک خاور
بھی اپنے خیمہ زنگاری مغرب مین آرام پذیر ہوا اور عسس شب گرد ماہ واسطے طلایہ لشکر کے سواران
انجم کے ہمراہ برج حمل و دلو سے برآمد ہوکر شب بیداری مین مصروف ہوا وقت شب پسران
صلصال نے طبل جنگ بجوایا صدای شر و فساد تمام جہان مین پھیلی لشکر اسلام نے آواز کوس رزم سنکر
اپنے یہان بھی نظر بفضل پروردگار کرکے نقارہ حربی پر چوب لگائی تمام صحرا صدائے کوس حربی سے
دہل گیا زمین و زمان کو تزلزل ہونے لگا مریخ کے ہاتھ سے مارے خوف کے خنجر گر گیا بہرام فلک پنجم
پر مارے ڈر کے بھاگ گیا بہادران لشکر درستی آلات حرب مین مصروف ہوئے رات بھر دونون لشکر
مین صدای بیدار باش و ہوشیار باش بلند رہی جبکہ سفیدہ سحری چمکا اور آفتاب عالمتاب نے
عرصہ زمین و زمان کو منور کیا دونون لشکر میدان کارزار مین آکر صف بستہ ہوئے اہرمن صلصال
نے میدان جنگ مین آکر نعرہ مبارز طلبی بلند کیا بدیع الملک نے صف لشکر سے نکلکر چاہا کہ قلب لشکر
پر جا پڑون کہ اصلمہ کوہی درمیان مین آیا اور بدیع الملک سے مقابلہ کیا بدیع الملک
نے اُسے قتل کیا لشکر کفار مین طبل بازگشت بجا اور دونو لشکر اپنے مقام خیمہ و خرگاہ پر واپس گئے

داستان بدیع الملک اور بلاشور و عمر ثانی کی بیان ہوتی ہے

کہ جب دونون لشکرون نے میدان جنگ سے مراجعت کی اور اپنے اپنے مقام قیامگاہ پر گئے حمزہ
ثانی نے بدیع الملک پر زر نثار کیا ایرج نے جو حال سنا اپنے پسر کو یاد کرکے آبدیدہ ہوا حمزہ
ثانی نے انکی تسکین و تشفی کی ادھر لاہوت نے بلاشور سے کہا کہ اگر تجکو دعوی عیاری ہے تو بدیع الملک کا سر لا
بلاشور نے کہا عیاران اسلام کو میرے حوالہ کر لاہوت نے کہا جو تو سر بدیع کا لاوے تو مین عیارون
کو تیرے سپرد کر دونگا تجھے اختیار ہے چاہے قید رکھ خواہ قتل کر دے مین ہرگز منع نکرونگا بلاشور یہ سنکر
روانہ ہوا اور عمر ثانی بھی لشکر کفار مین گیا ہوا تھا شاپور اور شبرنگ بھی گئے ہوئے تھے فیروز
اپنے دل مین کہتا تھا کہ شہر صلصال مین جاؤن اور اُسکو رہا کرون غرضکہ ہر ایک عیار اپنی اپنی فکر

مین تھا عمر ثانی جو لشکر کفار مین گیا ہوا تھا اسنے صورت بدلکر ہر چند تلاش کیا مگر بلاشور کو نپایا
حیران ہوا جب دربارگاہ لاہوت پر آیا سنا کہ لاہوت نے زلور شاہ سے کہا یہ جو عیاران
اسلام قید ہوئے ہین تم انکو بہت ہوشیاری سے رکھنا جب تک بلاشور اُن تینون عیارونکو
گرفتار کرے بعد ازان مرداق سے پوچھا کہ تمنے اُن عیارون کو کہان قید کیا ہی اُسنے کہا
کہ صندوقہاے فولادی مین بند کیا ہی لاہوت نے کہا کہ ایک اپنا سردار اور بارہ ہزار آدمی
مقرر کر دنا کہ وہ خوب نگہبانی کرین ملک مرداق نے گرشاسب خون آشام کو عیارون کی
حفاظت کے لیے معین کیا شمر نگ مشعلچی بنا ہوا سب حال دیکھ رہا تھا چنانچہ گرشاسب دو ہزار
پیادے ہمراہ لیکر پاسبانی عیاران مین مشغول ہوا عمر ثانی بھی اُسکے عقب مین روانہ
ہوا لاہوت نے بکاول کو حکم دیا کہ دو سو خوان کھانے کے گرشاسب اور اُسکے ہمراہیون
کے لیے بھیجے جاوین چنانچہ بکاول باورچیخانہ مین آیا اور طیاری طعام مین مصروف ہوا سقے
سے کہا کہ پانی لا عمر ثانی نے جو دیکھا کہ سقے پانی لیے جاتے ہین اسنے بھی جھپٹ ایک سقے کو مار کر اور
اُسکی شکل بنکر پانی مین بیہوشی ملائی اور مشک لا کر دیگ مین ڈال دی جب کھانا تیار ہو چکا
تو بکاول نے کہارون کے سر پر خوان رکھوا کے گرشاسب کے پاس بھجوا دیئے وہ سب
کھانا کھا کر بیہوش ہوئے عمر ثانی نے چاہا کہ سب کے سر جدا کرے کہ شمر نگ جست کر کے آیا
اور کہا کہ ای دزد مین مشعلچی بلاشور کا ہون مجھے اسی واسطے بھیجا ہی کہ کوئی دزد دست درازی
نکرے عمر ثانی برہم ہوا شمر نگ نے اپنے تئین ظاہر کیا دونون نے ملکر سر اُسکے کاٹ کر خیمہ مین
آئے ایک سیاہ پوش کو دیکھا اور نظر کی کہ قید عیارون کی کٹی ہوئی پڑی ہی اور صندوقہ نقب کا ٹوٹا
ہوا ہی اور ایک شخص وہان پڑا ہوا سیاہ پوش سے پوچھا کہ عیار کیا ہوئے اور کون اُنکو لے گیا
اُسنے کہا کہ شاپور نقب لگا کر آیا اور عیارون کو نکال لے گیا

داستان بلاشور کا بارگاہ حمزہ ثانی مین آنا اور تماشہ مین مشغول ہونا اور خواب دیکھنا نور الدہر کا کہ سر بدیع الملک کا کوئی کاٹ لیگیا

لب تک اُسکے جو ہوئی دسترس جام شراب + بنگیا خال لب اسکا عکس جام شراب + جھکی کاتی
مین وہ صاحب ہوس جام شراب + عکس خال اپنا جو سمجھا مگس جام شراب + بازگشت
اپنی ہی یون جانب قسام ازل + جیسے ساقی کی طرف بازپس جام شراب + جوش مستی ہی عجب
قافلہ جسمین کہ نہین + بے شکست ایک صداے جرس جام شراب + محتسب شعلہ آوازسے جل
جاویگا + گرچہ ٹوٹا دل آتش نفس جام شراب + رات میخانہ مین ساقی جو نشہ مین بہکا + خس
شیشہ کو لگا کہنے خس جام شراب + مرغ دل نرگس میگون کے ہی مژگان مین اسیر + تازہ مضمون
ہی جو باندھون قفس جام شراب + دل شکستہ ہون وہ مین ٹوٹ سکے ہون سو ٹکڑے +
نام لکھدے جو کوئی میر الیس جام شراب + ساقی اس دور مین کب آنکھ چرا سکتا ہی + رات بھر
گشت کرے ہی عسس جام شراب + نوشدارو سے بھی بہتر ہی دم رنج خمار + ساقیا شربت
فریادرس جام شراب + بیخبر قافلہ عشق گذر جاتا ہی + بے زبان ہی جو دہان جرس جام شراب

ابلق چشم سیہ مست کو تیری دیکھا
سر جمشید پہ اُڑ کر گئیں جام شراب
بادۂ صاف مین آیا ہی کہان سے تنکا
دے لے نقل نمکین چند لبیں جام شراب

ورنہ اب تک نہ سنا تھا فرس جام شراب
نخل مینا سے خدا جانے کہ ساقی کسکا
عکس مژگان ترا مینکش ہی حسن جام شراب
ذوق جلدی ہی مگر رنگ سے بہر ساغر گل

نہ سمجھے میخانہ کی عظمت تو نہ ٹھیّے ہرگز
پہلے ہو سے تجھے شمر پیشیر یس جام شراب
مجکو ایس بوسۂ دندان نے لبیں از بوسۂ لب
لب نازک کو ہی اُسکے ہوس جام شراب

رحیقان میخانۂ خوش کلامی و بادہ کشان خمخانۂ شیرین زبانی بادۂ گلرنگ معانی کو ساغر خوش بیانی مین لبریز کر کے بزم قصہ خوانی کی رونق کے لیے یون گردش مین لاتے ہین اور حاضران محفل کو اس داستان لطافت بیان کے سماعت سے اس طرح مسرور فرماتے ہین کہ بلاشور جب بصورت مبدل بارگاہ حمزۂ ثانی مین آیا تھا یہ قصد کر کے موقع پا کر سر بدیع الملک کا لیجا وے اسوجہ سے کہ لاہوت ملعون نے اس سے کہا تھا کہ اگر تجکو دعوے عیاری ہی تو سر بدیع الملک کا میرے پاس لا جب مین جانونگا کہ تو عیار ہی ورنہ لاف زنی اور یاوہ گوئی فضول سے کیا حاصل ہی ذوف ہی تیری عیاری پر اور تف ہی تیری شاطری پر کہ عیاران اسلام اپنا کام کس طرح چالاکی سے کر جاتے ہین اور تجھسے کچھ بھی نہین ہو سکتا غرضکہ اس مردود نے خوب گرما کر اُسے بھیجا تھا چنانچہ بلاشور لشکر اسلام مین آکر صورت اپنی تبدیل کیے ہوئے بارگاہ حمزۂ ثانی تک پہونچا تھا اور وہان کھڑا ہوا تماشا سے بزم مین مشغول تھا شوکت حمزۂ ثانی دیکھکر مثل مار دم کوفتہ کے پیچیدہ ہو کر دل ہی دل مین تاؤ پیچ کھا رہا تھا بدیع الملک کو دیکھا کہ غرق دریاے جواہر کمال شوکت و عظمت سے حمزۂ ثانی کے برابر کرسی زرنگار پر بیٹھا ہی یہ دیکھکر اور بھی جل گیا تمام سرداران ذیوقار و شجاعان نامدار حلقہ کیے ہوئے بارگاہ امیر ثانی مین حاضر تھے دیکھکر اسکے جی چھوٹ گئے اور کچھ حوصلہ اسکا نہ پڑا وہان سے یہ فراش کی صورت بنا ہوا پلٹا اور بارگاہ بدیع مین آکر زیر پلنگ مخفی ہو گیا جب بزم برخاست ہوئی تو شہزادہ بدیع الملک نے بھی قصد اپنی بارگاہ مین جانے کا کیا فرمایا مرکب لاؤ لیس پہ سوار ہو کر اپنے خیمے مین آیا گھر راہی اختر شناس اور قاران قرین صحبت مین حاضر تھے اس اثنا مین نورالدہر نے خواب مین دیکھا کہ بدیع الملک کا کوئی کانکر لیے جاتا ہی آنکھ جو انکی کھلی تو یہ گھبرائے ہوئے اُسیوقت بارگاہ بدیع الملک مین آئے دیکھا تو شہزادہ بیٹھا ہوا ہی اور دو چار رفیق و مصاحب بیٹھے ہوئے ادھر اُدھر کا ذکر و مذکور کر رہے ہین جیسے ہی نورالدہر پہونچے سب نے سرو قد اُٹھکر انکی تعظیم دی یہ بھی آکر بیٹھے نصف شب تک صحبت رہی جب رات زیادہ آئی اور نیند نے غلبہ کیا بدیع الملک نے پلنگ پر جا کر آرام کیا اور سب بھی اپنے اپنے مقام پر جا کر سو رہے مگر نورالدہر نہ سوئے چپکے پڑے ہوئے جاگا کیے جب نفیر خواب شہزادہ کو نامدار بلند ہوئی اور حضار مجلس بھی خواب غفلت مین مثل بخت عدو خوابیدہ ہوئے بلاشور پلنگ کے نیچے سے نکلا خنجر اسکے ہاتھ مین تھا بدیع الملک کی طرف اسنے قصد کیا ہی تھا کہ نورالدہر نے نعرہ کیا آواز جو نورالدہر کی سنی تو ہاتھ اُس سگ ناپاک کا کانپ گیا اور خنجر ہاتھ سے گر پڑا بلاشور تو خیمہ سے نکلکر بھاگا نورالدہر نے خنجر اُٹھا لیا نظر جو کی تو نام بلاشور کا دستہ پر خنجر کے کھدا ہوا تھا القصہ بلاشور لشکر کفار کیطرف چلا ادھر سے یہ جاتا تھا اور اُسطرف سے عیاران لشکر اسلام جنکو شاپور نے جا کر رہا کیا تھا چلے آتے تھے راستہ مین مٹ بھیر ہوئی عیاران اسلام نے

آکر پھیر ابلاشور نے چاہا کہ جنگ کرے کہ اتنے مین قہرمان جو طلایہ پھر رہا تھا وہ آواز سنکر مع اپنے ہمراہیون کے
آیا عیاران اسلام تو چلے گئے اور بلاشور بھی بھاگ کر لشکر مین آیا دیکھا کہ گرشاسب اور اُسکے ہمراہی
سب کے سر کٹے ہوئے پڑے ہین یہ کیفیت دیکھکر بلاشور نے گریبان چاک کیا اور رونے لگا جانا
کہ عیار قید سے رہا ہوگئے اور سب محافظون کو قتل کرکے راہی ہوئے غرضکہ یہ نالان وگریان لاہوت
کے پاس آیا اور سب حال عیارون کے قید سے رہا ہو جانے اور گرشاسب وغیرہ کے قتل کرکے نکل
جانے کا بیان کیا لاہوت نے سُنکر نہایت افسوس کیا بخنگان نے کہا کہ اب یہان قیام کرنا صلاح
نہین ہے لاہوت نے کہا کہ مین پھران خدا پرستون کو قتل و قمع کرونگا اور صلصال کو بُرا کہا یہان
عیاران اسلام نے آکر کُل واقعات کی خبر حمزہ ثانی کے حضور مین عرض کی اور وہان لاہوت کے
پاس ایک سوار سبائل سے آیا اور کہا کہ رات کو کوئی شخص نگہبانون کو مار کے صلصال کو
نکال لے گیا سب نے جانا کہ یہ کام فیروز کا ہے

داستان خلاص ہونا صلصال کا اور مقابلہ بدیع الملک سے

چہ بلاست از دو چشمت نظر نیاز کردن + مژہ را گشاد دادن در فتنہ باز کردن ÷ چو کمال صنع
بیچون ز جمال تست پیدا + نتوان حدیث عشقت زرہ مجاز کردن + ہمہ خواب مردمان شد بدو دیدہ
تلخ یا رب ÷ ز کجات گشت شیوہ حرکات ناز کردن ÷ چہ خوش است با تو خلوت کہ دہد سرشک خونین
ز خراش دل گواہی بزبان راز کردن ÷ تو عجب خوش کہ مارا ز غمش چو شمع جوشد + ہمہ روز زندہ بودن
ہمہ شب گداز کردن + بجفات دل نہادم بکن آنچہ میتوانی + چہ کنم نمی توانم ز تو احتراز کردن + بہہ جان
فدا کنم جان بدرت کہ نیست عاری + بسر سگنگین راہوس ایاز کردن + صف عاشقان ست
اینجا مدد ای فقیہ زحمت + کہ بشہر بت پرستان نماز نتوان کردن ÷ چہ بود متاع خسرو کہ کند نثار جانان
مگسی چہ طعمہ راند بدہان باز کردن + شجاعت شعاران عرصہ فصاحت و تہور پیشہ گان میدان بلاغت
اشہب تیز گام خامۂ سوانح رقم کو میدان مدعا مین یون مہمیز کرتے ہین کہ جب صلصال نکوہیدہ
خصال قید سے رہا ہوا تو اسنے لاہوت سے کہا کہ آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوایئے مین کام
ان خدا پرستون کا تمام کرونگا یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی یہان تہیہ جنگ مصمم ہوگیا غرضکہ دونون لشکر مین تمام
طبل جنگ بجا تمام رات دونون جانب درستی آلات حرب و پیکار ہوا کی صبح کو جب شاہ خاور زرین
افلاک پر خنجر بکف نکلا نسیم سحری چلنے لگی تمام دشت و کوہ خوشبوے گلہاے خود رو سے رشک صحرا
تتار ہو رہا تھا کہ دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین میمنہ میسرہ
قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ سب اپنے اپنے مقام پر عرصہ جنگ مین آکر متمکن ہوگئے نقیبان خوش
آہنگ کی صدا سے صف لشکر پر سناٹا سا چھا گیا تھا اور ہر ایک بہادر سرنشۂ شجاعت سے محویت کا عالم
تھا الغرض صلصال بد افعال تمام اسلحہ جنگ جسم پر آراستہ کیے ہوئے بڑی شوکت و شان سے
صف لشکر سے نکلکر میدان مین آیا مرکب کو کاوا دینے لگا اور بعد جلوہ گری اسنے دم لیا اور باواز بلند
کہا کہ ای فرقہ خدا پرستان وای زبردستان تم مین سے جسے تمناے مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو نکلے
لشکر اسلام سے بدیع الملک اپنی صف سے نکلکر مقابل ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمین انشاء الله الرحمن

تجکو جہنم رسید کرینگے اور خنجر خونخوار غلاف کو تیرے خون نجس سے بھرینگے ۔ بیارا نچہ داری مردی نشان
کمان کیانی و گرز گران ۔ اس طرح شہزادہ نے ڈانٹ کر نعرہ کیا کہ دل صلصال بد دل کا دہلگیا
مگر سنبھل گئے اسنے ایک وار نیزہ کا شہزادہ پر کیا شہزادہ نے نیزہ سے نیزہ کا ٹھٹکر فورا اسکے ہاتھ سے
ہوائی کر دیا بہت ہی جھلایا اور تاؤ پیچ کھاتا ہوا عمود لیکر لپکا شہزادہ نے خالی دیکر عمود اسکے
ہاتھ سے چھین کر پھینک دیا یہ بہت ہی خفیف ہوا مرکب پر سے کود پڑا اور بہ تہیہ کشتی آستانین
چڑھاتا ہوا بڑھا شہزادہ نے بھی گھوڑے سے کود کر اسکا مقابلہ کیا دونون دست و گریبان ہوئے
اور زور کشتی کے ہونے لگے جو پیچ یہ کانٹھتا ہی شہزادہ نہایت صفائی کے ساتھ اسکا جوڑ قائم کرتا ہی
غرضکہ ایک شبانہ روز کی کشتی مین بدیع الملک نے صلصال کو زیر کیا اور مشکین باندھکر
حمزہ ثانی کے پاس لاتے انھون نے دلالت اسلام کی صلصال نے کہا کہ اگر ہزار بار قتل ہون اور
پھر زندہ ہون مگر اسلام قبول نکرونگا بادشاہ نے حکم قتل کا صادر کیا زیر تیغ اسکو بٹھایا ہی تھا کہ دفعۃً
ایک باد تند چلی اور تمام میدان مین تاریکی چھاگئی اسی تاریکی مین سے پنجہ پیدا ہوا اور صلصال کی
کمر مین پیچیدہ ہوکر اسکو اٹھا لیگیا اور نہیب دی کہ ایہا الناس مین ہون مصاحب شمامہ جادو اسنا
ہیبت ناک آواز سے اس ساحرہ نے نعرہ کیا تھا کہ سب لوگ اسکی آواز سنکر بیہوش ہوگئے تھے
اور خود رفتگی سی سب پر طاری ہوگئی تھی تھوڑی دیر کے بعد جب یہ حالت دفع ہوئی اور کسیقدر
ہوش آیا تو لوگون نے تیر مارنا شروع کیے مگر کچھ کارگر نہوئے وہ حرامزادی صلصال کو لیے ہوئے
بہ جادہ جا ہوا سے آسمان ہوگئی اسکا تو حال آئندہ معلوم ہوگا مگر وہان بختگان نے لاہوت
سے کہا کہ اب اس مقام پر ٹھہرنا مناسب نہین ہی جلد یہان سے کسی سمت کو چلتا دھندا کیجے
لاہوت نے کفار کو جمع کیا اور مشورہ کرنے لگا کہ اگر جاؤن تو کس ملک مین جاؤن جمشید نے
کہا کہ مین اپنے بیٹے مراتب شاہ کو لکھتا ہون جو کہ فی الحال حاکم شہر جابلقا کا ہی کہ آپ واذوقہ و فوج
جمع کرے اور مین بھی وہان جاتا ہون اور مرداق کو شکار کے بہانہ سے بھیجتا ہون کہ یہ جاکر تیاری
جہازون کی کرے اور رسد کی فراہمی و سامان سفر کی درستی کا انتظام عمل مین لاسکے اور جب
تو بھی جابلقا سے حضور مین آوے آپ تمام اسباب جہازون پر بار کراکے جابلقا کیطرف روانہ
ہون کہ وہ ملک نہایت آباد ہی صحرای سبز و خرم و ہزارہا چشمہ آب روان ہین اور پرستاران خداوند
اس شہر مین بکثرت ہین اور قلعہ بھی نہایت مستحکم و استوار ہی اور اسقدر فوج وہان جمع ہوجائیگی کہ لشکر اسلام گرفتہ آئیگا گا
تو برباد ہوجائیگا لاہوت کو یہ راے بہت پسند آئی اور جمشید کو مع بلا شور کے طرف بلقا بلکے روانہ کیا
اور ملک مرداق کو بحیلہ شکار کنارہ سمندر کی بھیجا اسنے اپنے دونون بیٹون کو ہمراہ لیا اور تین ہزار
آدمی کی جمعیت سے جاکر انتظام مین مصروف ہوا کفار نے ایک مہینہ تک جنگ موقوف رکھی امیر
ثانی نے ہرکارون کو واسطے خبر رسانی کے لشکر کفار مین بھیجا کہ کیا باعث ہی قریب ایک ماہ کے
زمانہ گذرا کہ طبل جنگ لشکر کفار مین نہین بجا وہ کیا ثبیتا کر رہے ہین اور کس فکر و تدبیر مین خاموشی
اختیار کی ہی ۔ یہ جو ہرگز سختی اسمین بہت باتین ہین ۔ ان بد اعمالون کا خاموش بیٹھنا خالی از علت نہین
ہرکارون نے خبر لا کے کہ لاہوت بیمار ہی اسوجہ سے لڑائی ملتوی ہوئی ہی امیر ثانی یہ سنکر خاموش

ہو رہے الغرض مہینے بھر کے بعد عرضی ملک مرداق کی لاہوت کے پاس آئی کہ کل سامان سفر طیار ہے
مین نے ہزار کشتیان و جہاز مع آب و آزوقہ کے جمع کیا ہے آپ کے تشریف لانے کا انتظار ہے لاہوت عرضی
پڑھکر بہت خوش ہوا اور اسنے ارادہ روانگی کیا گرگ نخنگان نے کہا کہ اسطرح چلنا صلاح نہین ہے آجکی شب
طبل جنگ بجوائیے کہ اُدھر لشکریان اسلام طیاری جنگ مین مشغول ہون ادھر آپ سوار ہوکر اپنی منزل
مقصود کا راستہ لین اسنے کہا کہ بہتر ہے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا چنانچہ نقارۂ حرب نوازش مین آیا لشکر
اسلام مین خبر پہونچی یہان بھی کوس رزم بجا امیر ثانی نے طیاری سامان جنگ کا حکم دیا ہر ایک بہادر درستی
آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوا یہان تو یہ انتظام ہو رہا ہے اور وہان لاہوت نے راتون رات
اپنا کل مال و اسباب و لشکر جہازون پر لدوا کر قریب صبح خود بھی سوار ہوکر اور جہازون کا لنگر اٹھوا کر
روانہ ہوگیا جبکہ غواص فلک چہارم گرداب مشرق سے نکلکر کشتی افلاک پر نمایان ہوا یعنے صبح ہوئی
امیر ثانی میدان مین انتظار لشکر کفار کا کر رہے تھے کہ خبر آئی لاہوت شب کو بھاگ گیا یہ سنکر بدیع الملک
نے کہا کہ مین ابھی تعاقب کرکے اسکو گرفتار کیے لاتا ہون حمزہ ثانی نے فرمایا کہ بھاگے ہوئے کا پیچھا کرنا مناسب
نہین ہے ہان اپنے عیار کو حکم دو کہ وہ جاکر خبر لائے کہ یہ کافر کس طرف کو روانہ ہوا ہے چنانچہ شتر تک گیا
اور امیر ثانی سے عرض کیا کہ لاہوت سمندر کی راہ سے جابلقا کو روانہ ہوا ہے اور جہاز بہت
دور پہونچ گئے ہین مین نے دوربین لگاکر دیکھا نہایت تیزی سے جہاز و کشتیان چلی جاتی ہین غرضکہ
وہان سے بازگشت کرکے امیر ثانی نے حکم دیا کہ لشکر سائل پر جائے چنانچہ حمزہ ثانی مع لشکر
مراجعت فرماکر سائل مین تشریف لائے اور گنبد عرش نما پر آکر حکم دیا کہ یہ کھدوا ڈالا جائے اور یہان
اور عمارت تعمیر ہو اور اُسکا نام ہشت کھنڈ رکھا جاوے اور بہشت بہشت بقا کی جگہ چار باغ صاحبقران
طیار ہونے کا حکم دیا کہ فرزندان امیر اس باغ کو اپنے تصرف مین لائین غرضکہ قیطول زمرد شاہ
اور جملہ منسوبات کہ جو لقاے بے بقا نے طیار کیے تھے منہدم و مسمار کرا دیا اور بعد ازان دربار منعقد کیا
اور چوکی پر جام بھروا کر رکھوا دیا اور فرمایا کہ ہے کوئی بہادر ایسا کہ اس جام کو پیے اور ایران مین جاکر شاہ
اسلام کی محافظت کرے اور پاسداری اُنکی نگاہ رکھے اور مین عنقریب اُنکے واسطے حکم مناسب
عقب سے لکھ بھیجونگا کرب نے اٹھکر جام پی لیا اور روانہ ہوئے اور پھر امیر ثانی نے فرمایا کہ ای
اسد تم ایک لاکھ سوار ہمراہ لیکر جزیرۂ ناروان مین جاؤ اور جزیرۂ گلفام سے کہ جہان عادی نے
بربط بجاکر شہرت پائی تھی وہان کشتیان بہت ہین وہان جاکر جہازون اور کشتیون کی طیاری کرو اور
سامان سفر درست کرکے مجکو اطلاع دو کہ مین سفر بحر اور بری کرنے جب تک اُس غول کو قتل نکرونگا چین
قرار نہوگا بعد ازان ایرج بن بدیع الملک سے کہ تم ہمراہ شاہ سلیمان فارسی کے سلطنت بیبال
اور ذوالامان کی کرو اور عیارون کو بھی مثل ابوالفتح و برق وغیرہم کے ہمراہ اسد واسطے درستی
سامان سفر کے روانہ کیا اور عمر بن حمزہ یونانی کو کعبۃ اللہ کی جانب بھیجا اور لندھور کو ہندوستان
روانہ کیا اسوجہ سے کہ یہ جدائی کے تعاقب مین بدون بندوبست ملک کے چلے آئے تھے کابل خان
بن گنجاب کو کومک باختر کی روانگی کا حکم دیا اور چار پسران ملک قاسم اور فضل بن گیا ہو رکو
کو جانب خاور رخصت کیا اور حارث کو بادشاہ ترکستان مقرر کیا غرضکہ یہ سب انتظامات کرنے

دربار برخاست کیا اور قلعہ ذوالامان مین رونق افروز ہوئے جملہ ناموس صاحبقرانی وا اپنی مادر گرامی سے ملاقی ہوئے اور چند روز قلعہ ذوالامان مین رہکر بعیش و عشرت بسر کی تا اینکہ ایک مہینہ بعد عرضی اسد کی پہونچی کہ کل سامان سفر کا طیار ہے امیر ثانی ساعت سعید دیکھکر سب سے رخصت ہوئے اور بادشاہ اسلام سے کے ہمراہ جزیرہ گلفام مین آئے اور وہانسے جہاز پر سوار ہوکر روانہ ہوئے

داستان لاہوت کے سمت جانے کی اور اثنا ے راہ سمندر مین جہازون کا طلسم گرداب مین گرفتار ہونا

سپیده دم که جهانی زخواب برخیزد
زروی شاهد مشرق نقاب برخیزد
کجاست ساقی بیداربخت خواب آلود
قدح زدست گرفته زخواب برخیزد
کجاست خسرو شب زنده داشته که بجام

نقاب شب زرخ آفتاب برخیزد
خوش آن کسی که نشیند بیار وقت صبوح
که بهر دادن جام شراب برخیزد
بآفتاب بگویید بر نیاید تا
بدست گرده دلی چون کباب برخیزد

زباد صبح که بر اوج آسمان گذرد
نماز خفتن مست و خراب برخیزد
غلام نرگس مستم که بامداد پگاه
زخواب خوش ملک کامیاب برخیزد

غواصان دریای ناپیدا کنار معانی و آشنایان بحر زخار نکتہ دانی گوہر مدعا کی تلاش مین غوطہ زنی کرکے دُر مقصود کو صدف فکر سے اس طرح برآمد کرتے ہین کہ جب لاہوت نابکار جانب جابلقا از راہ دریای شور روانہ ہوا تو کشتیان اور جہاز اس غریق بحر ملامت کے جزیرہ طنجہ مین پونہچے اُس جزیرہ کا حاکم ایک ملعون طنجہ شاہ نامے تھا وہ لاہوت کے آنے کی خبر سنکر بہت خوش ہوا اور خدمت خداوند مین حاضر ہوکر نہایت عقیدت و اخلاص سے پیش آیا اور لاہوت کو اپنے مکان پر لیجا کر دعوت کی اور مراسم مہمانداری بجالایا اور عرض کیا کہ آپ گرداب تفکر مین متحیر ہون جب تک کہ آپ جابلقا مین پہونچینگے مین کام ان مسلمانون کا تمام کیے دیتا ہون لاہوت نے پوچھا کہ کیونکر اس مہم کو سر کریگا اُسنے کہا کہ آپ سُن ہی لیجیے گا اسوقت کہنا مناسب نہین ہے آخر الامر دو چار روز قیام کرکے اور خوب دعوتین کھا کر لاہوت اُس جزیرہ سے بجانب جابلقا روانہ ہوا بعد تین مہینے کے امیر ثانی بھی جزیرہ طنجہ مین پہونچے ملک طنجہ نے حاضر ہوکر شرف ملازمت حاصل کیا اور زر و جواہر تحف و ہدایا پیشکش کرکے دعوت کی اور کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا حمزہ ثانی بہت خوش ہوئے اثناے گفتگو مین ملک طنجہ نے عرض کیا کہ ایک تحفہ میرے پاس ایسا ہے کہ جب مین حضور مین اُسے پیش کرونگا تو حضور اُسے دیکھکر کمال محظوظ ہونگے حمزہ ثانی مشتاق ہوئے اور فرمایا کہ اے ملک طنجہ وہ کیا تحفہ ہے اُسنے عرض کیا کہ حضور جابلقا یہان سے ایک سال کی راہ ہے مگر مین اُس تحفہ کے سبب سے تین دن مین حضور کے جہاز کو پونہچا دونگا امیر ثانی یہ مژدہ سنکر اور بھی خوشنود ہوئے اور پوچھا کہ کیونکر اسقدر یہ راہ طے ہو جائیگی اُسنے بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ میرے پاس ایک شخص ہے ہمہ صفت موصوف کہ عیار و ندیم و حکیم و منجم ہے اور مثل بزرگون کے مین اُسکی نگہداشت کرتا ہون وہ ایسی راہ جانتا ہے کہ تین روز مین جابلقا پہونچ جاسکے اور اسمین بھی یہ صفت ہے کہ دریا مین اگر چالیس آدمی اُسکا ہاتھ پکڑلین تو وہ تنہا کشتی کو پانی مین کھینچ لیجاے امیر ثانی بہت مشتاق ہوئے اور فرمایا کہ اے طنجہ اُسکو ہمارے پاس حاضر کر و غرضکہ اُسنے خوب تعریفین کرکے امیر کے حضور مین پیش کیا امیر نے نام و نشان اُسکا پوچھا اُسنے عرض کیا کہ

کہ فدوی کو الماس دریا برد کہتے ہین امیر نے فرمایا کہ کبھی نام بھی تمھارا اسم با مسمے ہی بہت خوش ہوئے خلعت عنایت فرمایا اور کہا کہ تم مجھے لا ہوت سے بیشتر جابلقا مین پہونچا دو اسنے عرض کیا کہ ایسا ہی ہوگا حضور تیاری کرین غرضکہ امیر ثانی الماس کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اس حرامزدہ نے جہازون اور کشتیون کو اُسی راہ پر روان کیا جہان کہ اسکو لیجانا منظور تھا جبکہ جو دیکھتے ہین تو دریا مین ایک غل وشور ہو رہا ہے اور تلاطم کی کیفیت پیدا ہی امیر نے پوچھا کہ یہ غل کیسا ہی الماس نے آکر عرض کیا کہ حضور خاطر جمع رکھین کوئی اندیشہ کا مقام نہین ہی یہ دریا دریای محیط مین اس مقام پر ملتا ہی اسوجہ سے پانی مین یہ تلاطم ہی اور مین تو حاضر ہون القصہ الماس جہازون کو ایسے مقام پر لے گیا کہ جہان دریا کے بیچ مین گرداب ہی جو کشتی اس گرداب مین جاتی ہی پھر وہ وہان سے باہر نہین نکلتی اور وہ گرداب طلسم بند ہی اور اُسے طلسم گرداب تاجہ کہتے ہین دس فرسنگ سے پہاڑ اور وہ طلسمی گرداب معلوم ہوتا ہی الحاصل جب رات ہوئی تو الماس نے جانا کہ اب کشتیان گرداب کے پاس پہونچگئین اسنے ایک کاغذ لکھکر کشتی مین رکھا اور آپ دوسری کشتی پر سوار ہوکر جزیرہ طنجہ کیطرف روانہ ہوگیا اس تاریکی شب اور تلاطم آب دریا شور کی وجہ سے کچھ معلوم نہوا امیر ثانی نے دیکھا کہ جہاز سرنگون ہونے لگے اور کشتیان چرخ کھانے لگین اور صدائے الغیاث اہل کشتی کی بلند ہوئی امیر متردد ہوئے اور الماس کو تلاش کرایا لوگون نے اُسکی کشتی مین جاکر دیکھا الماس کو نپایا مگر خالی کشتی مین ایک رقعہ اُنکو ملا امیر کے پاس لائے رقعہ کو پڑھا تو اُسمین لکھا تھا کہ سنو الماس دریا برد مین نے تمکو طلسم فولاد مین پھنسایا تم چاہتے تھے کہ خداوندزادہ کا تعاقب کرو اور بیخ کفر کی جہان سے منہدم کر ڈالو تو اب یہان سے جان سلامت لیجانا دشوار ہی غرضکہ روشنی صبح کی نمایان ہوئی تو معلوم ہوا کہ گرداب مین ایک قلعہ ہی سر بفلک کشیدہ فولاد جوہردار کا بنا ہوا اور برج اُسکے ہزار در ہزار کھڑا رج اور انواع واقسام کے جواہر سے مرصع کار اور ہر ایک برج پر ایک غول قرنا ے طلائی ہاتھ مین لیے ہوئے بیٹھا ہی اور روبروے قلعہ کے سطح آب پر ایک چبوترہ فولادی بنا ہوا ہی اور کٹہرہ طلائی اُسکے گرد کھنچا ہوا ہی کہ دور سے اُسکی چمک معلوم ہوتی ہی اور نگاہ نہین ٹھہرتی اور اُسی چبوترہ پر ایک تخت جواہر نگار بچھا ہوا ہی اور اُسپر ایک شہزادی نہایت حسینہ وجمیلہ جام وسبو لیے ہوئے بیٹھی ہی اور سامان عیش وعشرت مہیا ہی غرضکہ کشتیان آکر اُس قلعہ کے گرد پھرنے لگین دیکھا تو دروازہ قلعہ پر بخط جلی لکھا ہوا ہی کہ ایہا الناس یہ طلسم فولادی ہی سکو سام بن نوح علیہ السلام نے بنا کیا ہی اور ہر چند آرزو کی فتح اس قلعہ کی آصف بن برخیا وصفیح بن آصف نے کی مگر میسر نہوئی ہرگز اس طرف آنے کا قصد نکرنا کہ یہان برباد ہوگئے اور کوئی جہاز وکشتی بلکہ کوئی متنفس یہان سے جان بسلامت نہ لیجائیگا امیر ثانی یہ حال دیکھکر سخت تشویش مین ہوئے اور اُسی عالم اضطراب مین دست دعا بلند کیا اور اسطرح بالحاح وزاری تمام اہل جہاز ملبلا کر استغاثہ کرنے لگے کہ اے فریادرس غریبان وای ناخداے کشتی شکستگان واسطے روح پرفتوح اپنے حبیب محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کا ہمکو اس گرداب عظیم سے نجات دے ہم غریقان دریاے پرآفت کا تو ہی بیڑا پار لگانیوالا ہی

جو عاجز رہا بندہ دانم ترا | درین عاجزی چون نخوانم ترا
بیاوردم از خانہ چیزی نخست | تو دادی ہمہ چیز من چیز تست
گر انبوہ بلند ست سیلاب سخت | بپیچان عنان من از راہ سخت
عقوبت مکن عذر خواہ آمدم | بدرگاہ تو روسیاہ آمدم
خداوندا تو غفار و غفوری | بحلم خویش ستار و صبوری
چو در علم ازل دانستہ حالم | قبایحہای افعال و خصالم
کنون ہم رحمتے در کارم آور | ز جرمم دیدہ و دانستہ بگذر
بہ دانم گر کنی در ہفت دوزخ | کفایت کی کند ہر ہفت دوزخ
وقود آن ہمہ ناس و حجارہ | وقود این بود پولاد پارہ
شفیعم گر نباشد پیش تو کس | بدرگاہت شفیعم بیکسی بس
گناہم گو بود چون کوہ البرز | بختم المرسلین یارب بیامرز

بزرگا بزرگی دہا بیکسم | توئی یاوری بخش و یاری رسم
چو کردی چراغ مرا نوردار | زمین باد مشعل کشتان و درد ار
ازین سیل گاہم جہان در گذار | کہ یل نشکند بر من این و بال
سیاہ مراہم تو گردان سپید | مگردانم از درگہت نا امید
من بیدل گنہگار و سیہ کار | براند نشیم بد آئینم بد آثار
وجودم دادی و رزق فراوان | چگویم از دگر افضال و احسان
ز بحر مغفرت یک قطرہ خواہم | کہ سازد پاک از چرک گناہم
اگر یک دوزخ ار ہر ہفت بسیار | مرا آنجا بسوزی و گدازی
بفضل تو پناہ از قہر آرم | پناہی غیر فضل تو ندارم
ولی امید آن دارم ز احمد | کہ از بہر شفاعت خواہد آمد

غرضکہ بیان تو ابھی ثانی اور تمام اہل کشتی عالم یاس میں بصرف بتضرع وزاری بدرگاہ مجیب الدعوات ہین اور وہان الماس ناحق شناس نے جزیرہ طلبخر میں پہونچکر ملک طلبخر کو اطلاع دی کہ مین نے مردمان اسلام کو ایسے گرداب طلسم مین پھنسا دیا ہی کہ تمام عمر خلاصی وہان سے ممکن نہین اب انکو تو چندے دعا و مناجات مین مشغول رہنے دیجیے دیکھیے کب انکی دعا مقرون باجابت ہوتی ہی اور دریای رحمت الٰہی جوش مین آکر کشتیون کو ساحل نجات پر لگاتی ہے جب تک

دو کلمہ داستان رستم ثانی کے باغ طلسم مین جانے کے سماعت فرمائیے

بیا نظارہ کن ای دل کہ یار می آید | ز بہر دیدن جان فگار مے آید
ہزار سوختہ بیقرار مے آید | رسید تا دگر من ای نظارگی زنہار
ز مستی ارچہ بہر سوی مے فتد لیکن | ز بہر بردن دل ہوشیار مے آید
کہ فرق تا بقدم پر غبار مے آید | مرا کہ یاد کند گر ز کوے او بردم
مکن بسرو سہی نسبت درخت قدش | ز سرو کے گل سوری بیار می آید
کہ ہر نالہ بلبل بہار مے آید

فراز مرکب نازو پیادہ در عقبش
بہ بند دیدہ گرت جان بکار می آید
چہ گرد ہا کہ بر آوردہ باشد از دلہا
یکے اگر برود صد ہزار مے آید
کنون بنال ہزاری چو بلبلان خسرو

مصوران مرقعہ روایات کہن و صورت نگاران جریدہ اسمار کہن موقلم تحریر سے اس داستان لطافت خیز کا چہرہ اسطرح اُتارتے ہین اور اس حکایت پر افسون و نیرنگ کا خاکہ یون اُڑاتے ہین کہ جب رستم ثانی تھوڑی دور چلے تھے کہ دیو اُٹھا کر پہاڑ پر لے گیا چار شبانہ روز بے آب و دانہ وہان پڑے رہے پانچوین دن وہان سے اُٹھکر چلے سامنے سے ایک باغ انکو نظر پڑا اُس باغ کی طرف چلے جاکر جو دیکھتے ہین کہ دروازہ باغ کا مثل چشم عاشق کھلا ہوا ہی ہوای سرد مسیحا دم آرہی ہی جسکی خوشبو سے دماغ جان معطر ہوا جاتا ہی رستم نے اندر باغ کے قدم رکھا دیکھا کہ باغ ہی یا بلا تشبیہ نمونہ فردوس برین یا گلشن نگارین ہی ہر طرف تختہ گلہاے رنگا رنگ کے کھلے ہوئے ہین کہین گل مہندی کی بہار کہین گیندا کہین جعفری کہین لالہ با دل داغدار ہر طرف چنبیلی یاسمن اپنی نگہت افزائی سے تمام باغ کو معطر کیے ہوئے ہی گلاب کیوڑا نسرین و نسترن کی فرحت خیز خوشبو سے مشام

قطارکی نے لسے ہوئے جوہی کی بھینی بھینی خوشبو تازگی بخش دل اندوہگین گل شبو کی نزاکت شہناز
وسادنی کی لطافت لائق دید موتیا رشک دُرثمین کسی مقام پر نرگس شہلا چشم بنتظر جوانان چمن کسی
نگران کسی سمت چنپا وبدن مان اپنی تیز بوباس سے تازہ کن مشام جان گل سوسن کی اداہٹ
لب معشوق کی مسی آلود اُداہٹ کو شرمانی نسیم وصبا کی چلنے سے ہر شاخ گل لچک جاتی کامنی
کی نفاست پر نرالا جوبن بنفشہ وسنبل پر عجب بانکپن کہین کیلون کی قطار کسی جانب انگور کے
خوشون پر عقد پروین نثار اشجار پر اثمار کی کثرت سے سارا باغ بھرا ہوا سبزہ خوابیدہ کی
نضارت سے گویا فرش زمردین بچھا ہوا وسط باغ مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا نہایت
نفیس بنا ہوا گرد نانڈے گلہائے رنگارنگ کے قرینے سے دھرے ہوئے اور چبوترہ پر تخت
جواہرنگار بچھا ہوا ہی اُسپر ایک عورت ادھیڑ بیٹھی ہوئی شراب خواری کر رہی ہی اور قریب اُسکے
دو عورتین جوان کمال قبول صورت بیٹھی ہوئی ہین اتنے مین وہ دیو جو رستم کو پہاڑ پر اُٹھا لایا تھا
نمودار ہوا اور رستم کو جو باغ کی کیفیت دیکھ رہے تھے گردن پکڑکے اُس عورت کے برابر لیکے پاس
لایا اور کہا کہ ای مادر تمھارے دشمن کو مین لایا ہون اسکے کباب طیار کراکے کھاؤ یہ ساحرہ جو تخت پر
بیٹھی ہوئی تھی اسکا نام فرتوتہ جادو ہی اور وہ دونون عورتین جو قریب اُسکے متمکن تھین اسکی دونون
بیٹیان ہین ایک کا نام اشکل جادو اور دوسرے کا نام مشکل جادو ہی اور یہ دیو اسکا بیٹا ہی اور یہ
ڈھڈو بڑی ساحرہ زبردست ہی کہ اسکے سامنے ساحران روزگار کان پکڑتے ہین غرضکہ دیو
نے شاہزادہ رستم کو وہان حاضر کر دیا اور خود کسی سمت کو چلا گیا اُس ملعونہ نے کباب لگانے
کا سامان درست کیا مگر معاملات قضا وقدر دیکھیے کہ شاہزادہ کا حسن بیمثال اور رعب جلال
دیکھکر دونون بیٹیان اُس ساحرہ کی محو نظارہ ہوکر ہزار جان سے فریفتہ ہوگئی ہین اور اس فاجرہ
سے کہا کہ ای مادر مہربان اس جوان کو ہمارے حوالے کیجیے ہم اسکو چندے پرورش کرین جب
خوب فربہ ہو جائے تو اسکے کباب کھائیے گا ابھی یہ بچہ کا دُبلا لاغر ہو رہا ہی جب یہان کے
میوے کھائیگا اور خوب موٹا تازہ ہو جائیگا تب اسکے گوشت مین ذائقہ لذیذ پیدا ہو جائیگا
اُسوقت اسکے کباب کھاکر لطف بے اندازہ اُٹھائیے گا غرضکہ ان دونون نازنینون نے ایسی
باتین بنائین کہ انکی چرب زبانی پر وہ ساحرہ راضی ہو گئی کہا کہ اچھا اسے لیجاؤ اور کھلا پلا کر
خوب توانا کرو پھر دیکھا جائیگا جیسی تمھاری تجویز ہوگی ویسا ہی کیا جائیگا چنانچہ وہ دونون نازنین دختران ساحرہ شاہزادہ کو اپنے مقام
پر لائین اور اشکل جادو جو کہ بڑی تھی اُسنے اپنی چھوٹی بہن مشکل جادو سے کہا کہ تو بھی اس
جوان پر عاشق ہوئی ہی اُسنے کہا میری تو جان ہی اسکے حسن دلفریب پر قربان ہوئی جاتی
ہی اشکل نے کہا کہ ای لکاتہ مین اپنے لیے اس جوان کو لائی ہون مگر خیر ہفتے مین ایک شب
پہر بھر کے لیے تو بھی لیجا کر اس سے کام دل حاصل کر لیا کر اس سے زیادہ اس جوان کی
مفارقت مجھکو گوارا نہوگی مشکل نے کہا کہ پہلے اسکو راضی تو کرو مین نے سنا ہی کہ مسلمان
ساحرہ کو قبول نہین کرتے ہین چنانچہ اشکل نے چاہا کہ رستم کو گلے سے لگائے اور اُسکے عناب
لب کے بوسے لیے رستم نے جھڑک دیا اور بد دماغ ہو کر دشنام دینا شروع کین گریہ ہنسی و

مذاق مین اُلٹی رہی بقول شاعر ؎ کیون نہ بیجانہ دشنام دہن کو سمجھون ✦ کہ برابر تری گالی کا مزا ہوتا ہی
آخر جب اشکل نے دیکھا کہ رستم کسی طرح راضی نہین ہوتا تو اُسکو دھمکانے سکے لیے ستون
سے باندھ دیا اور آپ مسہری پر پڑکر سو رہی مشکل اسکی چھوٹی بہن نے اپنے دل مین تصور
کیا کہ اگر مین اپنی بڑی ہمشیر کو قتل کر ڈالون تو یقین ہی کہ یہ جوان مجھسے راضی ہو جائیگا ؎
با سایہ ترا نمی پسندم ✦ عشق ست وہزار بدگمانی ✦ پھر کیا ہی بے دغدغہ اغیار صحبت جانان میسر ہوگی
ایسا کچھ اسنے خیال کر کے اُسی عالم خواب مین اُس خفتہ بخت پر سحر کیا اور چھاتی پر چڑھکر اپنی
بہن کو ذبح کر ڈالا اور رستم کے پاس آکر کہا کہ دیکھ ای راحت جان مین نے تیرے لیے
اپنی بہن کو مار ڈالا یہ کہکر باہین رستم کے گلے مین ڈالدین اور آغوش مین کھینچا رستم
نے کہا کہ اگر تو اپنی مان کو مار ڈال تو مین تجکو خوشنود کرونگا مشکل نے کہا کہ اُس قحبہ کی کیا
حقیقت ہی تجھ ایسے جوان رعنا پر اُسکو بھی مین قربان کیے دیتی ہون بس رات کیوقت
یہ اپنی مان کے پاس گئی دیکھا تو وہ حرامزادی خواب مرگ مین غافل سو رہی ہی اسنے سحر کر
اور زیادہ بیہوش کر دیا اور سینہ بیٹھ کے اُسکو بھی ذبح کر ڈالا اور سر اُس ملعونہ کا لاکر رستم کے
قدمونپر ڈال دیا رستم نے کہا مجکو اس سحر سے خلاص کر کہ مین تیرے ہمراہ چلکر تیرا کام دل حاصل
کرون مشکل نے رستم کو سحر سے خلاص کیا رستم اسکے ہمراہ چلے اور بعد اختلاط عین گرمی
صحبت مین گلا اس ساحرہ کا پکڑ کے اس زور سے فشردہ کیا کہ روح اسکے قالب سے نکل گئی
اور ایک آواز آئی کہ افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اُسکے مرتے ہی تمام
باغ مین ایک تاریکی چھا گئی اور ہولناک آوازین چارون طرف سے آنے لگین شاہزادہ الاما
والحفیظ کہتا ہوا دعیہ حرز جان پڑھتا رہا تھوڑی دیر کے بعد جب آثار سحر برطرف ہوئے اسوقت
گوشہ ہاے باغ سے چند پریزادین آئین اور رستم ثانی کے قدمونپر سر رکھدیا اور بلا گردان ہوکر
کہنے لگین کہ ای شہزادہ ہم قید ساحرۂ فرتوتہ مین تھے آپکے قدوم میمنت لزوم کی بدولت ہمنے
رہائی پائی شہزادہ نے کہا کہ یہان کا مال و اسباب جو تمھارا جی چاہے لیجاؤ اور جس طرف تمکو جانا
منظور ہو چلی جاؤ پریزادون نے کہا کہ ای شہزادہ اس مقام پر ایسا ایک صحراے قلب و پُر خار ہی
کہ جانا اُس طرف سے محال ہی مارے خوف کے رستم کا زہرا آب ہو جاوے ایسا وہ صحراے
ہولناک و دشوار گذار ہی چندے یہان توقف کیجیے آب و آذوقہ یہان بہت ہی بعد ازان
خداوند عالم کوئی تمکوئی راہ نکال ہی دیگا رستم نے بام قصر پر سے چڑھکر دیکھا کہ فی الواقع بڑا صحرا
ہولناک ہی جانا بسلامت وہان سے کسی صورت ممکن نہین لاچار انھون نے بھی وہان چندے
قیام کیا ایک روز پریان رستم کے پاس آئین اور کہا کہ شہزادے جلد باغ مین کسی مقام مخفی ہو جائیے
کہ ہمشیرہ فرتوتہ قراضہ جادو اپنی بہن کا حال سنکر بنہایت غیظ و غضب مین آتی ہی رستم نے
کہا کہ روبروے حریف سے مخفی ہو جانا مرد کا کام نہین ہی عین بزدلی و نامردی ہی مگر پھر دل مین
خیال کر کے کہنے لگے کہ اگر کوئی پہلوان ہوتا تو اُس سے لڑتا یہ ساحرہ ہی سحر سے گرفتار کریگی
اس سے مصلحت وقت یہی ہی کہ کسی گوشہ باغ مین مخفی ہو رہو کچھ مضایقہ نہین ہی ؎ ہمنیم کہ تا گر

کار جہان ۞ ورین آشکارا چہ دارد نہان ۞ ایسا کچھ تصور کرکے ایک کنج باغ مین یہ پوشیدہ ہو رہے کہ
اتنے مین قراضہ آئی روتی پیٹتی چلاتی بعدہ لاش اپنی بہن کی اُسنے اُٹھوائی اور تلاش قاتل کی کرنا
شروع کی تمام باغ اور مکانات مین تجسس کیا مگر کہین سراغ نملا آخر الامر رات کو اُسی باغ مین اُس
ملعونہ نے قیام کیا اور مثل اپنے نصیب کے سو رہی اور جادوگر جو اُسکے ہمراہ آئے تھے اُنھون نے
کہا کہ جسنے فرتوتہ جادو کو قتل کیا ہے وہ اسی باغ مین ہے فی الحال اُسکو سحر بند کر لینا چاہیے پھر گرفتار
کر لینا کتنی بڑی بات ہے بس گرد باغ کے حصار سحر سے باندھکر یہ لوگ بھی سو رہے رستم جس کنج مین پوشیدہ
تھے وہان سے نکلے پہلے تو ساحرہ قراضہ جادو کو اُنھون نے جہنم واصل کیا بعد ازان اور ساحران
ہمراہی کو قتل کرکے سب کو دار البوار پہونچا دیا ایک طوفان عظیم برپا ہوا پریون نے غل مچانا
شروع کیا اور صاعقہ اور برق اور دیگر بلاؤن کا ہنگامہ ہر چہار طرف ہوتا رہا تھوڑی دیر یہ کیفیت
رہی جب علامات سحر برطرف ہوئے رستم نے شکر خدا کا کیا اور وہان ایک حوض تھا اُسکے کنارے
آکر ٹھہرے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ افسوس صد ہزار افسوس میرے سب عزیز مارے گئے گھر کا گھر
فی النار والسقر ہو گیا رستم نے دیکھا کہ وہی دیو جو مجکو پہاڑ پر اُٹھا لایا تھا سامنے کھڑا ہے رستم نے آگے
بڑھکر حملہ کرنے کا قصد کیا کہ دیو نے ایک بہت بڑا پتھر رستم کی جانب پھینکا کہ سارا باغ لرز گیا مگر
حافظ حقیقی نے رستم کو محفوظ رکھا دیو تو پتھر مارکے چلدیا رستم اُسی مقام پر حوض کے کنارے رات کو
سو رہے جب صبح کو بیدار ہوئے دیکھا کہ وہی دیو پھر سامنے کھڑا ہوا ہے اور چاہتا ہے کہ رستم کو پکڑے
بس یہ فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور دیو سے کشتی ہونے لگی رستم نے شاخ پر ہاتھ ڈالدیا اور زور جو کرتے
ہین تو شاخ اُسکی ٹوٹ گئی دیو چیخ مارتا ہوا ایک شاخ لیکر بھاگا اور کہا کہ ای آدمزاد چارون طرف
اس باغ کے بیابان ہے تجکو اس بیابان مین کہین راستہ جانے کا نملیگا تو اسی مقام پر پڑا رہیگا اور مین جاکر تیرے
لشکر کو تباہ و برباد کر دونگا یہ سنکر رستم نہایت دلتنگ ہوئے اور پھر آکر اُسی مقام پر قیام کیا رات کو
سو رہے صبحکو پھر یہ کوٹھے پر چڑھکر چارون طرف نگاہ کرنے لگے ایک سمت اُنکو کچھ روشنی معلوم
ہوئی کہ وہان سے شعلہ آتش فلک پر جاتے تھے رستم بام قصر سے اُترکر باغ سے باہر نکلے اور
روشنی کی طرف روانہ ہوئے اور بدقت تمام اُس بیابان کو طے کرنے لگے کسیقدر راہ طے کی تھی
دیکھا کہ ایک مقام پر چار دیو جوان قوی ہیکل اور ایک دیو پیر بیٹھے ہوئے ہین اُن دیوون نے
جو رستم کو دیکھا اپنی جگہ سے اُٹھے اور رستم کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگے کہ بعد مدت ایک آدمزاد
دکھلائی دیا ہے آج اسکا گوشت خوب مزے سے کھاینگے رستم نے جو دیکھا کہ دیو ارادہ فاسد رکھتے
ہین خنجر کھینچکر جا پڑا اور جنگ کرنے لگا اتنے مین اُس دیو پیر نے جو رستم کی یہ جرأت و مردانگی دیکھی رستم
کے قریب آکر پوچھا کہ تم کون ہو ذرا ہاتھ روکو اور نام و نشان اپنا بتاؤ رستم نے کہا کہ مین شہ
زادہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان ہون دیو پیر یہ کلام سنکر رستم کے قدمون پر گر پڑا اور کہنے
لگا کہ میرا نام دیوالیوان ہے سب دیو یہ حال دیکھکر لڑائی سے باز رہے اور آکر شہزادہ رستم
کے قدمون پر گر پڑے اور رونے لگے رستم نے حال پوچھا دیو پیر نے کہا کہ مین نے اس مقام پر باغ
بنوایا تھا اور اپنے فرزندون کے ہمراہ اُس باغ مین بسر کرتا تھا فرتوتہ اپنے لشکر کے ہمراہ آئی

اور مجھے بجبر باغ سے نکال دیا اُسکے خوف سے مین اس بیابان ہولناک مین رہنے لگا رستم
نے کہا ای الوان مجھے اس بیابان سے باغ مین پہونچا دو بعد اسکے پسر فرتوتہ کو مین قتل کرونگا
الوان نے کہا کہ ای شہزادہ دیو ہنکال نہایت قوی ہیکل اور زور آور ہی اُس سے عہدہ
برائی بہت مشکل ہی بلکہ اُسکے ہاتھ سے زندہ بچنا محال ہی رستم نے کہا کہ ہنکال کس مقام
رہتا ہی الوان دیو نے کہا کہ درمیان دریا کے ایک جزیرہ ہی کہ اُسکا نام جزیرہ کافور ہی
ہنکال نے ایک مکان وہان بنایا ہی اور وہین بود و باش رکھتا ہی رستم نے کہا کہ اچھا پہلے
اپنے لڑکون کو بھیجکر قراضہ کے باغ مین جو مال ہی وہ پریون کو دیکر رخصت کرو بعد ازان مجکو ہنکال
کے باغ مین لیچلو الوان نے عرض کیا کہ بہت خوب چنانچہ اُسنے اپنے دو لڑکون کو باغ قراضہ مین
بھیجکر پریون کو وہ مال و اسباب دلوا دیا پریون نے شہزادہ کی ہمت و جرارت پر نہایت تحسین
آفرین کی اور وہان سے روانہ ہوگئین بعد ازان الوان دیو شہزادہ رستم کو اپنی گردن پر سوار
کرکے جزیرہ کافور مین لایا وہان دیکھا کہ ایک باغ جنت نظیر ہی اور ایک چبوترہ پر دیو ہنکال
سو رہا ہی الوان نے چاہا کہ اُسے قتل کرے رستم نے قبول نکیا اور اُسے بیدار کیا ہنکال نے
آنکھ کھولکر رستم کو دیکھا اور کہا کہ تیرے ہاتھ سے عاجز ہوکر مین یہان آیا تو نے یہان بھی مجھے
چین نہ لینے دیا یہ کہکر ایک وار دار شمشاد کا رسید کیا رستم نے خالی دیا دار زمین پر گری
کہ اُسکی ضرب سے پانی نکل آیا رستم نے جھپٹ کے ہنکال کا ہاتھ پکڑ کر زمین پر دیمارا اور
سینہ پر چڑھکر سر دھڑ سے کھینچ لیا الوان دیو وغیرہ کھڑے دیکھ رہے تھے رستم کی زور و قوت دیکھکر
دنگ ہوگئے اور رستم کے پاس حاضر ہوکر تمام مال و اسباب دیو ہنکال کا اُٹھا اُٹھا کر لانے لگے
بیشمار صندوق تھے اور اُن صندوقون مین ایک صندوق طلائی تھا اور قفل طلائی اُسمین لگا ہوا
تھا دیوون نے قفل اُسکا توڑا شہزادہ نے دیکھا کہ بہت سی انگوٹھیان جواہرات کی ہین اور اُسمین
ایک لوح زبرجد کی ہی کہ حروف اُسپر یاقوت احمر کے ترشے ہوئے جڑے ہین اور ایک ڈوبرا نہایت
معقول موتیون سے گندھا ہوا اسمین پڑا ہوا ہی شہزادہ اُسکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور لوح کو
اُٹھا کر جو پڑھا تو اُسمین بعد بسم اللہ کے لکھا تھا کہ یہ لوح طلسم فولاد کی ہی جسکو گرداب عجایب ہین
سام بن نوح علیہ السلام نے بنا کیا ہی اور یہی لوح کلید طلسم مرجان کی بھی ہی کہ جو ہزار برس
قبل زمانہ حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام کے بندھا ہوا ہی اور بنانے والا اس طلسم کا
وہی بادشاہ ہی کہ جسکا نام سام بن نوح ہی اور اس طلسم کو درمیان دریائے محیط کے باندھا ہی
اور ایک صندلی یاقوت اور چالیس ہزار خفتان مرجان اور چار ہزار صندوق زر و جواہر کے اور
ایک طبل مرجان کہ جسکی صدا بارہ فرسنگ تک جاتی ہی اُس طلسم مین یہ سب سامان وہان رکھا
ہوا ہی اولاد آدم مین سے جو کوئی دلیر اس دولت عظمےٰ کو پاوے اور ارادہ طلسم کشائی کا کرے
پہلے وہ اپنی جان سے ہاتھ دھوئے اور دیو ہنکال کو قتل کرے بعد اسکے عازم کوہ مرجان کا
ہو وہان ایک پہاڑ ہی تین درہ کا ایک درہ مین اُسکے ایک پتھر رکھا ہوا ہی کہ تمام جہان کے
جوہری اُسے دیکھکر کہتے ہین کہ اسمین اور زمرد مین فرق نہین ہی تو اول اُس تختہ سنگ زمرد کو

جو مرجان کوہ مین ہی ایک زنجیر محکم باندھکر بہت سے آدمی اُسے زور کرکے اُٹھائین ایک شرارہ آتش
اُس سے نکلیگا اپنے تئین اُس آگ سے محفوظ رکھے بعد تھوڑی دیر کے جب شرارہ آتش فرو ہو جائیگا تو
وہان پر نقب ظاہر ہوگی اور اُس نقب مین سے ایک دیو سرخ گرز مرجان یاقوت نگار ہاتھ
مین لیے ہوئے پیدا ہوگا تو چاہیے کہ وہی گرز اُس سے چھینکر اُسکو قتل کرے ایک طوفان عظیم
برپا ہوگا جب طوفان برطرف ہو جاے تو اُسی نقب مین کود پڑے وہان سے ایک قصر مین پہونچیگا
کہ اُس مکان مین ایک تخت بچھا ہوا ہوگا اور اُسپر ایک بادشاہ زنگی باریش سفید تاج شاہی سر پر
و چار قب شہریاری دربر مالے مروارید کے گلے مین پڑے ہوئے قبا سے قلمکار پہنے ہوئے بیٹھا
ہوگا اور ایک تخت وہان بچھا ہوا ملیگا کہ اُسپر ایک قفس رکھا ہوگا اور اُسمین ایک پیرمرد قسم جن سے
مقید ہوگا کہ اُسکا نام حیات جنی ہی اور اُسی مقام پر سات شیر پہنائے آہنی مین زنجیرون سے
بندھے ہوئے گرد قفس کے ہونگے ای صاحب لوح اول وہ زنگی تجپر حملہ کریگا اُس سے کہنا
چاہیے کہ ای املاق شاہ مین نے ابھی اقران دیو عقیق رنگ کو مارا ہی وہ زنگی تجسے کہیگا کہ کیا
نشان رکھتا ہی تو کہنا کہ یہ گرز سام بن نوح کا میرے پاس ہی وہ گرز کو دیکھکر ایسا وجد مین آئیگا
کہ بالکل اپنے سے بیخبر ہو جائیگا تو اُن شیرون پر لوح کا عکس ڈالنا وہ زنجیرین ٹوٹ جائینگی اور
شیر رہا ہوکر زنگی کو کھا لینگے بعد ازان لوح کو شیرون کے درمیان ڈال دینا تاکہ وہ آپس مین لڑکر
مر جائینگے بعد ازان قفس سے حیات جنی کو رہا کرنا تاکہ وہ تجکو طلسم فولاد مین لیجائیگا الحاصل
شہزادہ رستم نے لوح مین ان حالات کو مشاہدہ کرکے بسم اللہ کہکر گلے مین پہن لیا اور الوان
دیو کے کاندھے پر سوار ہوکر درہ مرجان کوہ مین آئے وہان آکر دیکھا تو افلاک شاہ و سمد
شاہ فقیر بنے ہوئے بیٹھے ہین اُنسے ملاقات کی اور تختہ سنگ زمرد فام کو زنجیر محکم باندھکر دیوون
سے اُٹھوایا نقب ظاہر ہوئی اُسمین رستم کود پڑے اقران دیو مانند عقیق سرخ گرز مرجان لیے نقب
سے باہر آیا شہزادہ نے بموجب حکم لوح اُسی گرز سے اُسکو قتل کیا بعد ازان نقب مین کودے
ایک قصر دکھائی دیا اُس مکان مین جاکر دیکھا کہ تخت پر ایک بادشاہ زنگی بیٹھا ہی اور دوسرے
تخت پر ایک قفس رکھا ہی اور گرد قفس کے سات شیر زنجیرون مین بندھے ہوئے پہنائے آہنی
مین بستہ ہین شہزادہ نے بموجب حکم لوح جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہی زنگی کو شیرون سے کھلوا کر
حیات جنی کو قفس سے رہا کیا اور اُس سے پوچھا کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ مین حاکم پردہ لابقی قاف
کا ہون اور سردار ہون وہان کی تمام قوم اجنہ کا میرا نام حیات شاہ جنی ہی سات برس سے
اقران دیو کی قید مین تھا سب منجمون نے یہ کہا تھا کہ تیری مدد وہ شخص آکر کریگا جو شکنندہ
طلسم فولاد کا ہوگا رستم نے کہا کہ یہ طلسم کیونکر ٹوٹے گا حیات جنی نے کہا کہ اسلحہ اور تیر و کمان
و ہیکل ہاتھ آوے تو یہ طلسم شکست ہو رستم نے کہا کہ لاؤ حیات جنی نے کہا کہ مجھے نقب
کے باہر لیچلو تو مین حاضر کردون پس رستم نقب کے باہر لائے یہ دیکھکر افلاک شاہ اُسی وقت
مسلمان ہوا اور حیات جنی نے عرض کیا کہ ای شہریار آپ چندے یہان توقف کیجیے تو مین
آپ کے لیے اسلحہ طلسمی اور فوج جنیان مدد کے لیے ہمراہ اپنے لاؤن اور بعد ازان طلسم فولاد

آپ کو پہچلون یہ کہکر حیات جنی غائب ہو گیا بعد چند روز کے تین لاکھ جن آئے بعضون کے ہاتھ مین زنجیر
زرین اور بعضے عود و عنبر کا بخور کرتے تھے اور حیات شاہ جنی غرق لعل و گوہر تخت پر سوار آیا اور آگے
صندوق مرصع ایک جن کے سر پر تھا حیات شاہ نے آکر شہزادہ کو سلام کیا اور قفل صندوق کا کھولا
رستم مسلح ہوا اور ہیکل گلے مین ڈالی تیر و کمان ہاتھ مین لیا اور الوان دیو کو رخصت کیا اور کہا
کہ تم اپنے باغ مین جا کر آرام تمام رہو الوان نے قبول نہ کیا کہا کہ مین آپ کے ہمراہ چلونگا آپ میرے
محسن ہین اور آپ کی بدولت میرا باغ اور مال و اسباب مجھکو ملا بلکہ میری جان بخشی آپ نے فرمائی مین آپکے
قدم چھوڑ کر کہان جاؤنگا پس الوان دیو بھی ہمراہ ہوا حیات شاہ نے پریون کو اور تخت مرصع اور
بارگاہ جو اپنے ہمراہ لایا تھا اُس پر شہزادہ کو سوار کیا دیوؤن نے تخت کو اٹھا لیا اور پریان مروحہ جنبانی
کرتی ہوئی ہمراہ تھین رستم نے افلاک شاہ و سرمد شاہ کو بھی اپنے تخت پر بٹھا لیا اور بکمال شان
و شوکت نقاب چہرۂ بینظیر پر ڈالے ہوئے فوج دیوؤن اور جنون کی جلو مین ساتھ لیے بطرف
طلسم کے روانہ ہوئے جہان کہین کہ سواری پہنچتی تھی آواز نوبت اور پریون کے رقص و سرود
سے گوش فلک کر ہوتا تھا غرضکہ اسی تجمل اور شان سے شاہزادہ رستم طلسم فولاد کیجانب روانہ ہوئے

داستان حمزۂ ثانی کا گرداب طلسم مین گرفتار ہونا اور رستم ثانی کا آکر طلسم فولاد کو فتح کرنا

سپیدہ دم کہ فلک جام زر نگہبان داد + نسیم غالیہ در دامن گلستان داد + چو چرخ پیر برخ
زد سپیدۂ سرخی + بدستش آئینہ داد آفتاب و خندان داد + نماند چون فلک کوزہ پشت را
دندان + زماہ قرص سپید خودش بدامان داد + درست مغربی آفتاب را کہ فلک + نہاد زیر
زمین بامداد تابان داد + ستارہ را زچہ شد دیدہ خیرہ از خورشید + چو شب زحقہ ملیاش سرمہ چندان داد
چو شغل بخشش جان داد بادہ را ساقی + خضر نیابت شغلش بآب حیوان داد + بصبح بادہ جوان خواند نعمت
لذت عمر + کہ داد عمر و جوانی بباد نتوان داد + زمردگان ہرست آنکہ صبح زندہ نداشت + کہ باد خوش
نفس صبح مردہ را جان داد + غلام باد صبا ام کہ بامداد پگاہ + صلای عیش بعشرت برای مستان
داد + بران حریف گواران بود شراب نشاط + کہ بخت نقل مرادش بہ بزم سلطان داد + کشتی شکستگان
گرداب رنج و الم و شناوران قلزم محیط ظلم و ستم سفینۂ حکایات مصیبت خیز کو ساحل مراد پر لگا کر
اس طرح حرف نجات زبان پر لاتے ہین اور زورق روایات درد انگیز کو چار موجہ اندوہ و غم سے خلاصی
دیکر یون بیڑا پار لگاتے ہین کہ جب حمزۂ ثانی مع لشکر گرداب طلسم مین گرفتار ہو کر درگاہ الٰہی مین مناجات
کر رہے تھے اور کل اہل جہاز و کشتی بتضرع و زاری جناب باری سے اپنی نجات کے لیے دست
بدعا تھے کہ دریای رحمت الٰہی جوش زن ہوا کہ ناگاہ کچھ تخت آسمان پر بالائے ہوا نمودار ہوئے اور آواز
نوبت و قرنا کی فلک سے آنے لگی اور بخور سے تمام عالم معطر ہو گیا تھا کہ آتے آتے ایک تخت مرصع
بالائے قلعہ فولاد آکر ہوا پر قائم ہوا اور گرد و پیش اُس تخت کے لشکر اس کثرت سے تھا کہ آفتاب چھپ
گیا تھا بعد ازان وہ تخت مرصع اُس چبوترہ پر آکر اترا جو آگے قلعہ کے بنا ہوا تھا سب اہل کشتی دیکھکر
حیران ہوئے اور حمزۂ ثانی بھی یہ کیفیت مشاہدہ فرما کر متحیر تھے دیکھا کہ ایک نقابدار نہایت شوکت
و شان سے تخت پر متمکن ہے اور دو شخص اور جلیل القدر سامنے اُسکے بکمال ادب بیٹھے ہوئے تھے

اور پریان کھڑین ہوئی مگس پرانی کر رہی ہین کہ اتنے مین اُس پری نے جو چبوترہ پر بیٹھی ہوئی تھی اُٹھکر
جام مے طیار کیا اور نقابدار کے حضور مین پیش کیا نقابدار نے اُسکے ہاتھ سے پیالہ لے لیا اور
لوح کا عکس اُسکے اوپر ڈالا کہ وہ سوختہ ہو گئی اُسکے جلتے ہی ایک ہوائے تند چلی اور دریا موج زن
ہونے لگا تمام کشتیون مین زلزلہ پیدا ہوا اور ایسی ایک آواز خوفناک آئی کہ آب دریا مثل موج
کانپنے لگا اب جو نگاہ اُٹھاکر دیکھتے ہین تو ہزارہا جانور آسمان پر نمودار ہوئے اور ایک جانور نہایت
قوی الجثہ تھا کہ منقار اُسکی مثل نیزہ کے تھی وہ جانور نقابدار کے قریب آیا نقابدار نے تیر اُسکے
سینہ پر مارا کہ تیر کے صدمہ سے وہ مرغ زخمی ہوکر دریا مین گرا اور ایک آواز ہیبت ناک پیدا ہوئی اور
تمام جانور مثل آتش بازی کے قطرات خون اُس طائر بزرگ سے جلکر دریا مین گرے آواز آئی
کہ کشتی مرا نام من عنقای جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم بمطلب خود نرسیدیم ان جانورون
کے دریا مین گرنے سے ایک شور عظیم پیدا ہوا اور غول و پریان اور برج قلعہ کے دریا مین گرنے لگے
بعد ازان دیوار قلعہ کی شق ہوئی اور ایک دروازہ پیدا ہوا اُس دروازہ سے ایک دیو سیاہ برآمد ہوا کہ
اُسکے بارہ ہاتھ تھے اور ہر ہاتھ مین مختلف حربہ لیے ہوئے تھا نقابدار نے اسم جو لوح پر کندہ تھا پڑھ
کے ایک ضرب تیغ الا اللہ کہکر لگائی کہ ایک ہی ضرب مین دس ہاتھ اُسکے قلم ہو گئے فقط دو ہاتھ
باقی رہگئے وہ دیو نقابدار کے لپٹ گیا اور کشتی ہونے لگی پہر بھر تک زورکر ہوتے رہے آخرالامر
نقابدار نے لنگر دیو کا اُکھیڑ کر زمین پر دے مارا اور سر اُسکا دھڑ سے کھینچکر پھینکدیا کہ ایک تلاطم
دریا مین پیدا ہوا اور تمام کشتیان اور جہاز متزلزل ہوئے کبھی پانی کے اوپر جاتے تھے کبھی پانی
کے نیچے ہو جاتے تھے اور چکر کھا رہے تھے اور تمام دریا مین تاریکی پھیلی ہوئی تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہین دکھائی
دیتا تھا ایک ساعت تک یہی کیفیت رہی بعد گھڑی بھر کے آثار تلاطم برطرف ہوئے اور سکون
ہوا اور تمام کشتیان وجہاز ساکن ہوئے اب جو دیکھا تو خزینہ دار طلسم آیا اور نقابدار کو سلام
کیا اور کنجیان خزانے کی نقابدار کے حوالے کین بعد ازان دو ہزار پریزاد قلعہ سے نکلے نقابدار کو سلام
کیا اور کہا مبارک ہو یہ طلسم فتح ہوا ظلمات دیو کو آپ نے مارا اور عنقائے جادو کو جہنم واصل
کیا اب کوئی اندیشہ کا مقام نہین ہے نقابدار نے حیات جنی کو حکم دیا کہ قلعہ مین جاؤ اور جو کچھ
وہان اسباب وسامان ہو سب لے آؤ حیات گیا اور بارگاہ ہزار ستون مرجان نگار سام
بن نوح علیہ السلام وسلاح مرجان نگار و گرز مرجان و خفتان و ساز مرکب مرجان
مرصع اور خاص سلاح و پوشاک سام بن نوح و خمہائے پر از اشرفی و روپیہ و جواہرات وغیرہ
اُٹھاکر لایا اور طبل مرجان بھی وہان سے برآمد ہوا کہ جسکی صدا دو سے فرسنگ تک جاتی تھی چنانچہ
اُس طبل پر دوال لگائی کہ گوش فلک کر ہو گئے زمین وزمان اُسکی آواز سے گونج گیا کشتیان
گرداب سے نکلین امیر ثانی نے اپنے سر کی قسم دی کہ ای بہادر نقابدار ہمارے پاس آؤ رستم
حمزہ ثانی کی کشتی پر آیا اور قریب جاکر بہت دقت اور اصرار سے نقاب چہرہ انور سے اُٹھائی امیر ثانی
رستم کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور آواز دی کہ ایرج آؤ اور اپنے فرزند کو دیکھو ایرج بھی جلدی
سے آگئے اور فرزند کو گلے سے لگا کر فرط مسرت سے غش مین گر پڑے کیوڑا گلاب عرق بیدمشک

چھڑ کا گیا جب انکو ہوش آیا آخر الامر سب سرداروں نے رستم سے ملاقات کی اور نہایت خوش وخرم ہوئے بدیع الملک نے اپنے دل مین کہا کہ اگر امیر ثانی صندلی یاقوت رستم کی بالادست ایرج کے پہونچائینگے تو مین نے جو صندلی پائی ہے وہ بالادست نور الدہر کے بھائی جائیگی ایسا کچھ تصور اپنے دل مین بدیع الملک نے کیا غرضکہ رستم کے آنے کی خوشی مین اور گرداب طلسمی نجات پانے کی مسرت مین مجلس عیش آراستہ ہوئی ساقیان سیمین بر جام بادہ مشکبو لیکر حاضر ہوئے مغنیان خوش گلو ساز چنگ و رباب بجانے لگے آواز ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی اس غزل کے گانے سے اور کیفیت دوچند ہوئی

بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند | چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند

توانگرا دل درویش خود بدست آور | کہ مخزن زر و گنج درم نخواہد ماند | غنیمتے شمر ای شمع وصل پروانہ
کہ این معاملہ تا صبحدم نخواہد ماند | سرود عالم غیب بشارتے خوش داد | کہ بردر کرمش کس دژم نخواہد ماند
براین رواق زبرجد نوشتہ اند بزر | کہ جز نکوئی اہل کرم نخواہد ماند | سرود مجلس جمشید گفتہ اند این بود
کہ جام بادہ بیاور کہ جم نخواہد ماند | چہ جای شکر و شکایت ز نقش نیک و بد است | کہ کس ہمیشہ گرفتار غم نخواہد ماند
زمہربانی جانان طمع مبر حافظ | کہ نقش مہر و نشان ستم نخواہد ماند | جبکہ بہادروں کے دماغ بادۂ ناب

سے گرم ہوئے تو طہماس نے کہا کہ ای بدیع الملک خداوند تعالے نے آپکو مجھ ایسا نوکر وفادار عطا فرمایا ہے جو کوئی مثل میرے ملازم رکھے وہ آپ کی برابری کرے رستم نے کہا کہ آپ لوگ مجھے ذلیل کرتے ہین اور مجھپر یہ آوازے کستے ہین حمزہ ثانی نے منع کیا کہ بھئی اس تکرار کو جانے دو آپس مین یہ بے لطفی اچھی نہین لطف و انبساط کی باتین کرو رنج وملال کو راہ نہ دو غرضکہ یہ لشکر رنجی برطرف ہوئی اور روانگی کا سامان ہونے لگا اتنے مین حیات جنی نے آکر حمزہ ثانی کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ یہان سے جہاز و کشتیان جب روانہ ہونگی تو پہلے جزیرہ طنجہ مین پہونچینگی امیر نے فرمایا کہ یہ بھی بہتر ہے الحاصل وہان سے روانہ ہوکر جزیرہ طنجہ مین پہونچے اور طنجہ شاہ کو پکڑ کر قتل کیا اس جزیرہ کے سردارون نے امان مانگی امیر نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان چنانچہ جملہ مردمان جزیرہ مسلمان ہوئے الماس دریا برد کو تلاش کیا اُسے نپایا وہ لاہوت کے پاس یہ مژدہ لیکر گیا تھا کہ مین نے امیر کے جہازون کو گرداب طلسمی مین پھنسا دیا ہے کہ قیامت تک وہان سے نجات ممکن نہین ہے جب وہ نہ ملا تو تمام خانمان اُسکا تباہ و برباد کردیا اور اُسکی ذریات کو قتل کیا بعد ازان مع الخیر سب ملکر جزیرہ طنجہ سے کوچ کرکے طرف جابلقا کے روانہ ہوئے اب دو کلمہ

دو کلمہ داستان لاہوت کے بیان ہوتے ہین

کہ جب لاہوت شہر جابلقا مین پہونچا تو ایک میدان سبز وخرم مین فروکش ہوا یہان بلا شور تو پہلے ہی سے آیا ہوا تھا چنانچہ پسر جمشید مراتب سے آکر اسنے خبر دی تھی اُسنے سب سامان جمع کرلیا تھا اور رسد وغیرہ بہم پہونچا رکھی تھی یہ لشکر ہمراہ لیکر استقبال لاہوت کو آیا اور پابوسی کرکے شہر مین لایا مجلس عیش و نشاط آراستہ ہوئی جام ہای ارغوانی گردش مین آیا رامشگران خوش گلو نغمہ طرب گانے بجانے لگے کہ عین گرمی صحبت مین الماس دریا برد نے پہونچکر مژدہ گرفتاری امیر گرداب طلسم فولاد مین لاہوت کو سنایا اور سب حال بیان کیا لاہوت یہ خوشخبری سنکر الماس سے بہت

خوش ہوا اور اُسکو خلعت دیکر اپنا مصاحب خاص کیا تا اینکہ خبرداروں نے یہ خبر پہونچائی کہ رستم
پسر ایرج نے آکر طلسم فولاد کو شکست کیا اور طہنج شاہ و ذریات الماس کو قتل کرکے
اب اس طرف آتے ہیں اور عنقریب پہونچا چاہتے ہیں الماس نے کہا کہ خیر آنے دو میں سبکو
قتل کر دونگا کوئی میرے ہاتھ سے جانبر ہوگا مگر لاہوت یہ خبر سنکر نہایت پریشان ہوا اور شہر کے
باہر آیا مجنون تیغ بند و قہرمان و حارث و محارث و قنطور آہن کلاہ و قہرمن ژوبین
و فولاد زنگی و ملک مرداق یہ سب اسکے ہمراہ رکاب تھے غرضکہ بیرون شہر آکر خیمے برپا کئے
لاہوت نے اپنے لشکر کا جائزہ لیا دیکھا تو ساٹھ ہزار پیدل و سوار تھے چنانچہ مجنون
تیغ بند کو سپہ سالار مقرر کیا اور آفت کو واسطے لانے خبر کے روانہ کیا کہ اس عرصہ میں امیر
ثانی بھی جابلقا میں پہونچے اور لشکر جہازوں اور کشتیوں سے اُتر کر مثل مور و ملخ کے
ایک میدان سبزہ زار میں آکر اُترا طبل مرجان و کوس اسکندر پر چوب پڑی کہ اُسکی صدا سے
زلزلہ تمام جابلقا میں پڑگیا امیر ثانی آکر بارگاہ میں بیٹھے اور گرد و پیش کل سرداروں کی بارگاہیں
اور خیمہ نصب ہوئے آفت بن ملمہ بن کذاب نے آکر رستم کو دیکھا کہ بہ تجمل تمام بارگاہ
مرجان نگار میں بیٹھا ہوا محفل عیش و نشاط میں بادہ خواری کر رہا ہے مجلس آراستہ ہے رفقا
گرد و پیش جمع ہیں مطربان خوش آواز نغمہ چنگ و رباب میں مصروف ہیں اسنے خدمتگاروں
اور ملازموں سے دریافت کیا کہ یہ کون سردار ہے لوگوں نے کہا کہ شہزادہ رستم ثانی بن ایرج
نامدار شکنندۂ طلسم فولاد یہی ہیں اسنے یہ سنکر اپنے دل میں کہا کہ آج رات کو اسکی سر دار کر
مارنا چاہیے یہ تصور کرکے خاموش ہو رہا اور اپنی عیاری کی فکر کرنے لگا جبکہ رات ہوئی اور
سر سنگ آفتاب نقب مغرب میں پوشیدہ ہوا رستم بارگاہ سے اُٹھکر خوابگاہ میں تشریف
لیگئے یہ آفت کا پرکالہ بھی نقب دیکر بارگاہ میں آیا اور دربانوں محافظوں کو بیہوش کرکے قتل
کر ڈالا اور رستم کی طرف متوجہ ہوا لیکن حسب اتفاق عیار رستم سیارہ کوچک نام جو کہ بالا
دوئی کے لئے گیا ہوا تھا اُسوقت بارگاہ میں پہونچا کہ یہاں کی خبر تو لوں کہ کسی محافظ
و پاسبان کی آواز معلوم نہیں ہوتی بارگاہ میں جو آکر دیکھتا ہے تو بالکل اندھیرا پڑا ہوا ہے چراغ
گل اور بگڑی غائب یہ حال دیکھکر اسکا ماتھا ٹھنکا اور فتیلہ عیاری روشن کرکے بارگاہ کے اندر قدم
جو ہیں رکھتا ہے کیا دیکھتا ہے کہ چند شخص محافظوں اور دربانوں سے مرے ہوئے پڑے ہیں بس جلدی
سے یہ آہستہ آہستہ اندر گاہ کے آیا دیکھا کہ ایک سیاہ پوش قریب پلنگ رستم کے پہونچگیا ہے اور
چاہتا ہے کہ قتل کرے کہ سیارہ نے پشت پر سے آکر ایک خنجر اس پھرتی سے آفت پر لگایا کہ ایک پہلو سے
نکلکر دوسرے پہلو پر پہونچا ایسا بھرپور ہاتھ پڑا تھا کہ آفت نے سانس بھی نہ لی اور وہیں تڑپکر جان دی
کہ اتنے میں رستم خواب سے بیدار ہوئے دیکھتے ہیں کہ ایک عیار سیاہ پوش قتل کیا ہوا پڑا
ہے اور سیارہ کوچک خنجر بکف استادہ ہے گھبراکر رستم نے حال دریافت کیا سیارہ نے سب کیفیت
بیان کی رستم نے اُٹھکر سیارہ کو گلے سے لگایا اور بہت تعریف کی کہ بھائی تمنے اس وقت
میری جان بچائی اور نہ اس مردود نے تو اپنا کام کر ہی لیا تھا کچھ باقی نہ تھا بڑی تمنے ہوشیاری کی

مبتلا گشتم درین دام بلا گرچہ یاران فارغند از یاد من	کوشش آن حق گذارا باد یاد از من ایشان را ہزاران یاد باد	این مان رکش فاداری کنند	زانکہ فاداران یاران یاد باد

غرضکہ سیارہ کی نسبت بہت سے کلمات تحسین و آفرین کے ارشاد فرمائے جبکہ اس دہر پرآفت سے تاریکی شب نے بستر اٹھایا اور ترک خاور خوابگاہ مشرق سے آنکھیں ملتا ہوا برامد ہوا صبحکو یہ خبر لاہوت کو پہونچی کہ رات کو آفت مارا گیا فیروز و بلاشور نے اس واقعہ کو سنکر گریبان اپنا پھاڑ ڈالا اور رونے لگے الماس نے کہا کہ گریہ موقوف کردین جاکر کارروائی کر دنگا دیکھنا کہ اسکا بدلا کیسا لیتا ہون اور کیا آفت برپا کرتا ہون کہ وہ مقدمہ گرداب کو بھول جائین بلاشور نے لاہوت کے سامنے الماس کی بہت تعریف کی لاہوت نے کہا جامین نے تجکو اپنا بندہ خاص الخاص کیا الماس سجدہ کر کے چلا شہرنگ بن عمر جو بشکل مبدل استخار کے بارگاہ لاہوت مین کھڑا تھا اسنے سب کیفیت بلاشور و الماس کی سنکر چاہا کہ کچھ کام کر دن پھر اسنے دل مین سوچا کہ مبادا الماس مردود لشکر مین پہونچکر داغ تازہ تیرے دل پر ہو بچاسے اس سے بہتر ہی کہ چلکر پہلے سے سبکو ہوشیار کر دون اور بن پڑے تو رستہ ہی مین اسکا کام تمام کر دون شہرنگ یہ سوچکر الماس کے تعاقب مین چلا چند قدم چلا تھا کہ ایک غلغلہ بلند ہوا اور لوگون نے آکر خبر دی کہ پدر اگوان چہار دست کہ نام اسکا گرگرہ فیل دندان چہار دست ہی قلعہ سے واسطے مدد خداوند کے آتا ہی لاہوت نے یہ خبر سنکے چند سردارون کو استقبال کے لیے بھیجا اور خود در خیمہ تک پیشوائی کر کے گرگرہ کو بارگاہ مین لایا اور اسکے واسطے صندلی برابر صندلی مجنون تیغ بند کے کہ وہ سب سے مقدم بیٹھا تھا بچھوائی گرگرہ اپنی کسر شان سمجھکر آزردہ ہوا اور مجنون سے کہا کہ اٹھ جا یہان سے تو میری برابری کرتا ہی تیری بھی یہ اصل و حقیقت ہی کہ میرے برابر بیٹھے مجنون نے کہا کہ مین سپہ سالار لشکر خداوند کا ہون اور مین نے بڑے بڑے کارہاے نمایان کیے ہین یہ سنتے ہی گرگرہ نے ہاتھ پکڑ کے مجنون کو اٹھا لیا اور ایسی ایک گردنی دی کہ مجنون زمین پر گر کے لوٹنے لگا گرگرہ اسکے ذنگل پر بیٹھ گیا یہ حال دیکھکر لاہوت ہر چند برہم ہوا مگر گرگرہ کے خوف سے دم بخود ہو رہا بعد ایک لمحہ کے مجنون کو ہوش آیا ملک مرداق نے مجنون کو گرگرہ کی خدمت مین لاکر معذرت کی مجنون نے ہاتھ گرگرہ کے چومے بعد ازان لاہوت نے حکم دیا کہ گرگرہ کے لیے مجلس عیش برپا کیجائے چنانچہ محفل عیش و طرب آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق و مطربان شہرہ آفاق آکر حاضر ہوئے دور جام گلرنگ چلنے لگا

صفیر مرغ برامد بط شراب کجاست کہ گرد عارض بستان خط بنفشہ دمید	رسید مژدہ کہ آمد بہار و سبزہ دمید فغان فتاد ز بلبل نقاب گل کہ درید چنان کرشمہ ساقی دلم ز دست ربود	وظیفہ گر برسد مصرفش گل ست و نبید ز روی ساقی مہوش گلے بچین امروز کہ باکسے دگرم نیست روی گفت و شنید

جب کئی جام متواتر گرگرہ نے زہر مار کیے دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا اسنے پوچھا کہ میرے فرزند کو کس نے قتل کیا ہی لوگون نے کہا کہ بدیع الملک نے اسنے طیش مین آکر قسم کھائی کہ جب تک قاتل اگوان کو مار نہ لونگا کسی مسلمان پر ہاتھ نہ اٹھاونگا یہ کہکر غصہ مین اٹھ کھڑا ہوا اور بارادۂ قتل بدیع الملک اسنے بارگاہ مین آیا شہرنگ بن عمر یہ سب حال دیکھکر تعاقب الماس و ریاردر مین روانہ ہوا اور بہت جلد لشکر مین آکر ان حالات سے اسنے اطلاع دی حمزہ ثانی نے سب عیارون کو بلا کر کہا کہ الماس بصورت مرد صحرائی کے بنا ہوا عیاری کی فکر مین ہی تم سب کو لازم ہی کہ بہت

ہوشیاری رکھو اگر وہ آئے تو فوراً خبر دو غرضکہ الماس نے اُسی شب کو صحرا مین بیٹھ کے نقب لگائی اور خیمہ رستم ثانی مین آکر پیروا نے بیہوشی کے شمعون پر اُڑائے کہ وہ جلے اور دود بیہوشی تمام بارگاہ مین پھیلا ہوا حاجب و دربان سب غافل ہوگئے بس یہ بارگاہ مین آیا کہ رستم غافل سورہے ہین اسنے بلہ عیاری نکالکر اپنے ہاتھ پر چڑھایا اور ستارہ تین مثقال بیہوشی نغمہ پر رکھکر قریب تھے رستم کے لے گیا جبکہ رستم نے نفس کشی کی سب بیہوشی دماغ مین سرایت کرگئی معا چھینک مارکر وہ بیہوش ہوئے جھٹ پٹ الماس نے چادر عیاری بچھاکر رستم کا لپشتارہ باندھکر اور گولا لاٹھی کرکے ڈیڑھ گرہ عیاری کی لگاکر پشتارہ بدوش نقب کی راہ سے لیکر روانہ ہوا شبرنگ نے ہرچند تلاش کیا مگر کہین اسکا سراغ الماس کا نملا لاچار ہوکر شبرنگ نے امیر ثانی سے آکر عرض کیا کہ رستم کو الماس لے گیا ہر شخص ہوشیار ہوکر تلاش کرنے لگا لیکن باوجود اسقدر ہوشیاری کی الماس رستم ثانی کا پشتارہ لیے ہوئے چلا جاتا تھا قریب صبح کے تو وقت ہو ہی گیا تھا یہ خبر لشکر مین ہوئی ایرج سنکر بیہوش ہوگئے عیار پیچھے الماس کے چلے ایرج کو تاب نہ آئی مرکب پر سوار ہوکر چلے پھر تو قاسم اور بدیع الملک اور نور الدہر بھی چلے حمزہ ثانی نے دیکھا کہ لشکر مین تلاطم برپا ہے خود بھی سوار ہوکر چلے الماس نے اپنے دل مین خیال کیا کہ رستم چشم و چراغ لشکر اسلام ہے اسکے پیچھے عیار ضرور آئینگے اسنے وہ راہ چھوڑ دی اور راہ غلط اختیار کی کہ شاپور و عمر ثانی و شبرنگ بن قران و سیاہ کوچک پونہچے اور نعرہ مارا الماس نے کہا اگر تمنے مجھے پکڑا تو مین اسے مار ڈالونگا اسکے چھڑانے کی فکر نکرنا یہ کہکر پشتارہ کھولا اور خنجر ہاتھ مین لیکر کہا کہ ای عیارو اگر تم میرے پاس آئے تو مین رستم کو مار ڈالونگا یہ دیکھکر عیار پریشان ہوئے اور خوش آمد کرنے لگے اتنے مین آثار صبح کے نمودار ہوگئے اور روشنی سحر کی ظاہر ہوئی اور یہ خبر گرگرہ کو پہونچی کہ الماس پشتارہ رستم کا لیے آتا تھا کہ عیارون نے اُسے گھیرا ہے پس یہ خبر سنکر گرگرہ فوراً اپنے مرکب پر سوار ہوکر چلا عیارون نے دیکھا کہ گرد اٹھی اور گرگرہ فیل دندان آپہونچا الماس اُسے دیکھکر خوش ہوا اور کہا کہ ای عیارو خبردار اب قدم آگے نہ بڑھانا سب عیار گرگرہ کو دیکھکر اُسی جگہ ٹھہر گئے گرگرہ آگے آیا اور احوال پوچھا الماس نے سب حال بیان کیا گرگرہ نے چاہا کہ سر رستم کا جدا کرے کہ ایرج پہونچا ہزار سوار اسکے ہمراہ تھے برابر گرگرہ کے پہونچکر نعرہ الله اکبر کہا گرگرہ ایرج سے لڑنے لگا اور ایرج کو زخمی کیا اُسوقت گھوڑا ایرج کا حالت زخمداری مین ایرج کو میدان سے نکال لے گیا کہ انکا حال آیندہ بیان ہوگا مگر دلیران اسلام اُس مقام پر پہونچ گئے کہ یکایک اسیوقت ایک گرد نمایان ہوئی جب دامن گرد ہوا سے شگافتہ ہوا تو چالیس علم نشان چالیس ہزار سوار جرار کا نمودار ہوا اور حمزہ ثانی نیچے علم شیر پیکر کے طبل اسکندری اور مرجان بجتا ہوا مع لشکر اسلام کے پونہچے اور جنگ عظیم شام تک رہی رات کو طبل امان بجا لیکن ایرج اور رستم و الماس کو نہ پایا سب عیار صورتین بدل بدل کر چلے اور سب سردار اپنے اپنے مرکبون پر سوار ہوکر روانہ ہوئے اور اُس حوالی مین ایک سبزہ زار خوشگوار تھا وہان آکر ٹھہرے خیمے برپا ہوگئے عیارون نے دروازۂ بارگاہ لاہوت شاہ پر آکر دیکھا کہ لاہوت تو خوش و خورم ہے اور گرگرہ اپنی صندلی پر بیٹھا ہے اور دیگر کفار اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہین کہ الماس آیا اور رستم کو لایا الماس پر زر و جواہر نثار کیا اور رستم کو ہوشیار کیا رستم نے ہوشیار ہوکر نام خداوند تعالے لیا الماس نے کہا ہی مخنث

کہ جسنے طلسم فولاد شکست کیا ہی پس بختگان کی صلاح سے رستم کے قتل کا حکم ہوا گر گرہ نے پوچھا کہ کس نے میرے بیٹے کو قتل کیا ہی تمام گبر بول اُٹھے کہ اسنے یعنی بدیع الملک نے اُسکو مارا ہی گر گرہ نے کہا کہ مین نے شرط کی تھی اور اپنے دل مین عہد کیا تھا کہ جس وقت تک اپنے فرزند کے قاتل کو نہ مارونگا ایک خدا پرست کو بھی قتل نکرونگا حکم ہوا اسکو قید کرو لاہوت نے کہا مین نے ہر چند خدا پرستونکو قید کیا ہی اور پشیمانی اُٹھائی ہی گر گرہ نے عرض کی کہ اسے مجھے دیدیجئے پس گر گرہ نے رستم کو قید کرکے شہر جابلقا کیطرف روانہ کیا اور تواے مشت زن و مجنون تیغ ہند اور مراتب شاہ پسر جمشید کشور کشا کو ہمراہ کردیا گر گرہ نے پھر طبل جنگی بجوایا اور میدان مین آیا آزر بن سفاک نے میدان مین نکلکر غضنفر بن اسد کو زخمی کیا دن بھر جنگ و جدال رہی دونون طرف کے بہادر زخمی ہوئے اور مارے گئے تمام طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر واپس آئے آج کی رات کو پھر گر گرہ سے الماس نے کہا کہ مین جاتا ہون اور تمھارے فرزند کے قاتل کو لاتا ہون پس الماس بارگاہ بدیع الملک مین آیا اور بیہوش کرکے چند آدمیون کا سر کاٹا اور لوٹ مار کر بدیع الملک کے پلنگ کے نیچے آیا لیکن نور الدہر آج رات کو کمینگاہ مین بیٹھے ہوئے تھے اور جانتے تھے کہ الماس ضرور آئیگا اور بدیع الملک بھی اس کھٹکے مین نیم بیدار تھے کہ الماس نے پلنگ کے نیچے سے نکلکر قصد گرفتاری بدیع الملک کیا کہ نور الدہر فوراً جست کرکے قریب اسکے پونہچے اور بدیع الملک بھی ہوشیار ہوکر اُٹھ بیٹھے الماس یہ حال دیکھکر فوراً بھاگا اور بیرون بارگاہ آیا یہان در بارگاہ پر ایک گوشہ مین غضنفر نگ گھات مین بیٹھا ہوا تھا یہ اپنی جگہ سے کودا الماس نے ایک جال مارا کہ شیر نگ گرا بدیع الملک نے جانا کہ شیر نگ مارا گیا پس ایک خنجر مارا مگر الماس باہر نکل گیا بدیع الملک نے پیچھا اُسکا کیا ہر چند الماس نے چاہا کہ داخل بارگاہ لاہوت شاہ ہووے بدیع الملک بھی پیچھا اسکا کیے ہوئے بارگاہ لاہوت شاہ تک پہونچ گئے اور وہین سر اسکا قلم کرکے فتراک مین باندھ لیا یہ خبر لاہوت شاہ کو ہوئی حکم دیا سب کافر سوار ہوئے شہزادہ کو چارون طرف سے گھیر لیا گر گرہ اپنی بارگاہ مین شراب پی رہا تھا خبردارون نے اُسکو بھی خبر پہونچائی کہ شاہزادہ نے دروازہ بارگاہ لاہوت پر آکر الماس کو مارا پس گر گرہ قہر و غضب مین آیا اور چار تلوارین لیکر سوار ہوا اور در بارگاہ لاہوت پر آکر مقابلہ شاہزادہ کا کیا شاہزادہ زخمی ہوا اور غل مچا نور الدہر اور طہماس اور سکندر اور داراب اور قہور پونہچے بدیع الملک کو زخمی دیکھا ان سب سرداران نے ساتھ سرداران لاہوت کو مارا اور پھر گر گرہ کی طرف گیا بدیع الملک نے جب یہ حال دیکھا حالت زخمداری مین ایک ضرب تیغ سر پر گر گرہ کے ماری کہ تلوار سر کاٹتی ہوئی جگر تک پہونچی ایک غل و شور اُٹھا ہنگامہ عظیم برپا ہوا اور جنگ مغلوبہ واقع ہوگئی ہزارہا کافر اس لڑائی مین مارے گئے اور قریب تھا کہ بارگاہ لاہوت شاہ کی سرنگون ہو کہ طبل امان لشکر کفار مین بجا سب سردار لشکر اسلام ٹھہر گئے بختگان نے ایک دوہتڑ لاہوت پر مارا کہ بھاگ ورنہ تو بھی ان خدا پرستون کے ہاتھ سے قتل ہوا چاہتا ہی پس یہ بھی ایک سمت کو بھاگا کہ اس جنگ مین مرکب بدیع الملک کو زخمداری کی حالت مین لیکر ایک سمت کو نکل گیا امیر ثانی نے ہر چند تلاش کرایا مگر کہین سراغ نملا

عیاروں کو واسطے تفحص کے روانہ کیا

داستان ایرج کا زخمی ہوکر نکل جانا

بیا ساقی آن مے کہ جان پرورست | چو آب روان تشنہ را درخورست
بمن دہ کہ مے خوردن آموختم | از ان غم کہ از تشنگی سوختم

مؤرخان شیرین کلام اس داستان فرحت انضمام کو یون زیب گوش سامعین کرتے ہین کہ جب مرکب وفادار ایرج نوجوان کو چودہ فرسنگ مقام جنگ سے نکال لے گیا تھا تو ایک صحرائے سبز و خرم مین پہونچا اور چشمہ سے پانی پیکر پھریری جو اسنے لی اور جنبش اسکے جسم کو ہوئی ایرج پشت سے زمین پر گرے وہانکا حاکم ایک پیر مرد سام صحرا نشین نامے تھا کہ جسکو ہاشم نے زیر کیا تھا غزوبیہ مین اور ایک روایت مین یون تحریر کیا ہے کہ بہرام بن سام جبکہ واسطے دیکھنے اپنے دیہات و مواضع کے اسطرف نکلا اُسنے ایرج کو اسمقام پر پڑے ہوئے دیکھا جلدی سے ایرج کو اُٹھوا کر اپنے مکان پر لایا زخمداری مین مصروف ہوا اور نہایت خاطرداری اور دلجوئی اور عاجزی اور مدارات سے اُنکو مقیم کیا جبکہ دس روز کے بعد زخم ایرج کا اچھا ہوگیا اور غسل صحت انھون نے فرمایا تو سام مرد خدا پرست ہے کمر سے خنجر مرصع نکالکر اُسکو بخشا اور فرمایا کہ ہمارے لشکر مین آنا تمپر احسان کیا جائیگا غرضکہ ایرج اُس سے رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوئے اور لشکر کی راہ لی سام نے اپنے بیٹے بہرام کو ایرج کے ہمراہ کردیا اور راہ کا نشان بتایا مگر اتفاق سے راہ بھول گئے نہایت حیران و پریشان ہوئے مگر توکل بخدا ایک جانب کو چلے ایک بلندی انکو دکھائی دی اور غلغلہ سا گھوڑا اُسی طرف اُٹھایا دیکھا ایک جنگل ہے بہت بڑا دس فرسنگ لمبا اور دس فرسنگ چوڑا بس یہ اُسی میدان کی طرف چلے اور جاتے جاتے ایک شہر مین پہونچے دیکھا کہ قریب شہر کے ایک نہر ہے اور اُس نہر مین ایک گنبد سنگ یشم کا نہایت معقول بنا ہوا ہے اور دروازہ شہر پر گنبد منقش کے موتیون کے گچھے اور جھالر اسمین لگی ہوئی آویزان ہین گنبد کے آگے ایک چبوترہ سنگ یشم کا بنا ہوا ہے اور اُسپر ایک تخت شاہی بچھا ہوا ہے اور قریب اُسکے ایک کرسی جواہر نگار رکھی ہے گرد و پیش اور کرسیان نصب ہین ایرج یہ کیفیت دیکھنے لگے کہ یکایک شہر کیجانب سے سواری ایک بادشاہ کی برآمد ہوئی اور کنارہ نہر کے پہونچکر کشتیون پر سوار ہوئے اور چبوترہ پر جو گنبد کے آگے بنا ہوا تھا جا کر کرسی مرصع پر بیٹھے ایرج کو یہ حال دیکھکر حیرت ہوئی اور مرکب اپنا بہرام کو جو ہمراہ تھا دیکر یہ بھی نہر کے کنارے آئے اور کشتی پر سوار ہوکر اُسی سمت چلے ایرج کو کوئی مانع نہوا تا اینکہ یہ بھی چبوترہ پر آکر ایک کرسی پر بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ گنبد کا دروازہ کھلا اور ایک پیر مرد سفید پوش گنبد سے نکلکر تخت پر آکر بیٹھا سب نے اُسکی تعظیم کی اب جو دیکھا تو بادشاہ کرسی مرصع پر بیٹھا ہے اور مصاحب گرد و پیش اُسکے کرسیون پر متمکن ہین اور گرد اُس چبوترہ کے فوج کھڑی ہے اور ایک نقابدار سیاہ پوش بھی قریب تخت کے کرسی پر بیٹھا ہے یہ ماجرا دیکھکر ایرج بہت متعجب ہوئے غرضکہ پیر مرد جو تخت پر آکر بیٹھا تھا ایک کتاب اُسکے ہاتھ مین تھی جب اُسنے کتاب کو کھولا اور توصیف خدا و نعت رسول مرادبخش کی بیان کرنا شروع کی تو ایک تلاطم نہر مین پیدا ہوا اور نہنگ و ماہیون نے سر نکالکر بالائے آسمان نگاہ کی کہ دفعتہً ایک ستارہ آسمان پر پیدا ہوا اور ایک نیزہ بلند زمین سے آکر قائم ہوگیا کہ

روشنی اُسکی تمام نہر پر پھیل گئی اور کل سطح آب اُسکی ضیا سے پُر نور اور روشن ہو گیا گویا ایک چاندنی نورانی تمام دریا پر بچھا دیگئی کہ پروین شاہ اور مرد پیر کھڑے ہوگئے اور ہر ایک نے سجدہ کیا ایک صدا آئی کہ سر اُٹھاؤ کہ مین نے نعمت اپنی تمپر نصیب کی سب نے سر سجدہ سے اُٹھایا اور مودب ہو کر بیٹھے کہ ایک آواز ہولناک ایسی پیدا ہوئی کہ تمام جہان کانپ اُٹھا اور کہا کہ اے پیغمبر ہن اسقدر تم غافل ہو کہ تمھارے درمیان مین ایک شخص غیر مذہب نبیرہ حمزہ اس مقام پر پہنچا ہے اور تمکو خبر نہین اُسنے مجکو سجدہ نہین کیا تمکو چاہیے کہ اُس سے سجدہ کراؤ اگر وہ طالب کرامات ہو تو اُسکو اعجاز دکھاؤ اور اگر طالب زور و طاقت کا ہو تو پہلوان قدرت سے کہو کہ زیر کرے سب ایرج کی طرف ہوئے اور سجدہ کے لیے اُنسے کہا ایرج نے جواب دیا کہ اگر کوئی مجکو زیر کر دے تو مین سجدہ کرون آخر قرار پایا کہ کل پہلوان قدرت سے کشتی ہوگی اتنے مین اُس پیر مرد نے ایرج کو اپنے قریب بُلایا اور کہا کہ تو کیا مذہب و ملت رکھتا ہے ایرج نے اپنا نام اور مذہب بتایا بعد ازان پیر مرد نے کہا کہ میرا نام مہر انبہ ہے اور اس شہر کو جوزانبہ کہتے ہین اور پروین شاہ ہمارا بادشاہ ہے اور سیاہ پوش ہمارا پہلوان ہے اور ہم لوگ اس ستارہ کو خدا سمجھکر اُسکی پرستش کرتے ہین اور اس ستارہ کا نام سہیل مراد بخش ہے پس اب مجپر واجب ہوا کہ تجکو راہ راست کی دلالت کرون ایرج نے کہا کہ تم راہ باطل سے کیون نہین پھرتے پروین شاہ نے کہا کہ اے ایرج اگر تو کشتی مین ہمارے پہلوان سے غالب آوے تو بیشک دین تیرا برحق ہے اور اگر تو مغلوب ہوا اور وہ غالب تو پھر کیا کہتا ہے ایرج نے جواب دیا کہ ایسے پہلوان مین نے بہت دیکھے ہین سیاہ پوش نے کہا جب کشتی ہوگی تب تجھے بہبودگی کا حال معلوم ہوگا غرضکہ یہ ٹھہرا کہ کل اسی مقام پر نہر کے کنارے کشتی ہووے الحاصل وزیر پروین شاہ کا آیا کہ اُسکا نام مشتری انجم شناس تھا اور ایرج کو نہایت اعزاز سے اپنے مکان پر لیجا کر دعوت کی اور رات بھر بہت خاطر داری سے پیش آیا شب بھر ایرج وہین مقیم رہے صبحکو نہر کے کنارے آئے اور نقابدار سیاہ پوش بھی ہمراہ پروین شاہ کے آیا اور سحر کر کے کشتی لڑنے لگا شام تک ایرج سے کشتی ہوا کی غرضکہ بزور سحر نقابدار سیاہ پوش نے ایرج کو باندھ لیا اور سجدہ کے لیے اُنسے کہا ایرج نے گالیان دینا شروع کین کہ تف ہے تیری دغا پر کہ سحر سے تو نے مجکو بے قابو کر دیا ورنہ کیفیت معلوم ہو جاتی کہ ستارہ نے آسمان سے ایک نہیب سخت دی کہ اے پہلوان قدرت اس بندہ بے ادب کو کام نہنگ مین ڈال دے نقابدار سیاہ پوش نے کمر بند ایرج کا پکڑ کے نہر مین ڈال دیا نہنگ نے مُنہ کھول کے ایرج کو نگل لیا اور نہر مین چلا گیا بہرام مرکب ایرج کا لیے ہوئے یہ تماشا دیکھ رہا تھا کہ اُسنے نعرہ مارا کہ باش اے قوم ناہنجار کہ نبیرہ حمزہ کو تمنے عذاب مین مبتلا کیا ہے ارے کافر ودہ چشم و چراغ اسلامیون کا ہے دیکھنا کہ امیر ثانی آکر تمھارا کیا حال کرتے ہین غرضکہ بہرام یہ کہکر مرکب ایرج کا لیے ہوئے وہانسے ایک سمت کو روانہ ہوا

داستان بدیع الملک اور نامہ بھیجنا لاہوت کا برائے قتل رستم ثانی مع دیگر حالات متعلق اسکے۔

باز گل مے آید و دل در بلا خواہد فتاد
اے بسا سرہا کہ زان لف دوتا خواہد فتاد

شورشے در جان بسیاران خواہد فتاد
تازہ خواہد شد ز سوز بلبلان داغ کہن

باز آن سرو خرامان در چمن خواہد گشت
آتشے ہر دم بجان مبتلا خواہد فتاد

اینک اینک میرود آن قد دلها سوی باغ تا کدامین خون گرفته در بلا خواهد فتاد نیست بختی آن که پایم نیم خوردان تیز آب	باز بنگر تازه چندین آشنا خواهد فتاد جز صبا کس می نبوسد پای او زین پس ہمی لیک میترسم که آن جرعه کجا خواهد فتاد	تا ز مستی بر که خواهد او فتاد آن چشم مست خاک خواهد گشت و در راه صبا خواهد فتاد چند ازین سودای فاسد کان سبب

در کنار + خسرو اگو بنہ دروست گدا خواهد فتاد + اسیران زنخدانخانۂ رنج و محن و محبوسان ظلمتکدۂ ہر کس
ذہن سلسلۂ سخن کو یہان تک پہونچاتے ہین کہ جب بدیع الملک نے گرگرہ فیل دندان کو قتل کیا
تو لاہوت شاہ نے قہر و غضب مین آکر نامہ براے قتل رستم ثانی لکھکر بلاشور کو دیا اور جابلقا
کی طرف روانہ کیا اور کسی کو اس بھید سے خبردار نکیا یہ تو نامہ لیکر اُس جانب روانہ ہوا اور وہان قید رستم
کے قریب جابلقا کے پہونچی تمام شہر مین ایک غلغلہ پڑ گیا کہ ایک شخص نبیرہ زادہ حمزہ کہ جسنے طلسم فولاد
کو توڑا ہی قید ہوکر آیا ہی اتفاقات قضا و قدر دیکھیے کہ جمشید جابلقائی کی ایک دختر ہی نہایت حسین و جمیل کہ
حسن و خوبی مین اپنا نظیر نہین رکھتی ملکہ ماہ نوش لب نام اور اُسکا عیار ہی کہ اُسکو مہتر خیال تیز رفتار
کہتے ہین اور وہ بلاشور کا شاگرد بھی ہی اور ملکہ نے بیرون شہر ایک باغ بنوایا ہی نہایت آراستہ
و پیراستہ کہ اُسکا نام خورم بہشت ہی اُسکی شان مین یہ کہنا بجا ہی

ہر شاخ مین کونپلین بھری ہین ہر شاخ نہال نو دمیدہ	سیرابی سے کیاریان ہری ہین ہر سرو جوان سر کشیدہ	گلرنگ مین باغ ساری ہر نامہ غنچہ مشک آمیز ہر شاخ جھکی ہی بار گل سے	ہر سمت کو نہر آب جاری ہر سبزہ ہر اک نہال نو خیز رنگین ہی چمن بہار گل سے

ملکہ اکثر اُس باغ مین سیر کے لیے آیا کرتی ہی چنانچہ اُس روز بھی گلگشت باغ مین مصروف تھی کہ
مہتر خیال نے آکر یہ خبر بیان کی کہ ایک جوان پری تمثال شجاعت مین بے نظیر اور حسن مین زیبا تصویر پسر ایرج
رستم ثانی نام جسنے چودہ برس کے سن مین طلسم فولاد کو توڑا اور حمزۂ ثانی کو مع گروہ سردارون کے
گرداب طلسم سے بچایا اُسکو گرفتار کرکے مراتب شاہ اور مجنون تیغ بند لاتے ہین ملکہ نے یہ
حال سُنکے کہا کہ ہم بھی اُسکے دیکھنے کو جائینگے ملکہ کی ایک دایہ ہی کہ نام اُسکا فہمیدہ بانو ہی اُسنے ملکہ
سے کہا کہ بی بی تمھارا بھائی مراتب شاہ اُسکے ہمراہ ہی تمھارا جانا وہان مناسب نہین ہی ملکہ نے ایک
رقعہ مراتب شاہ کو لکھا کہ اے بھائی مدت سے ہم تمھاری مفارقت مین رنج جدائی سہتے ہین اور
تمھاری صورت دیکھنے کو ترس گئے ہین اب تاب فراق باقی نہین ہی مناسب ہی کہ اپنے دیدار سے چشم
انتظار کو منور و روشن کرو اور ایک نظر اپنے تئین مجھے دکھا جاؤ مراتب شاہ نے جب یہ رقعہ
پڑھا مجنون سے کہا کہ میری بہن ہی کہ وہ مجکو جان سے زیادہ عزیز رکھتی ہی اور کمال محبت مجکو بھی
اُسکے ساتھ ہی مدت سے اُسے نہین دیکھا ہی ایک شب کے لیے مین باغ مین جاتا ہون تم قید
رستم سے خبردار رہنا چنانچہ مراتب شاہ مجنون سے رخصت ہوکر ملکہ کے باغ مین آیا ملکہ نے
سروقد اُٹھکر تعظیم کی اور نہایت الفت و محبت سے پیش آئی سامان ضیافت مہیا کیا اکل و شرب کا
وقت آیا ملکہ نے شراب پلاکر بیہوش کیا اور عالم غفلت مین انگوٹھی اُسکے ہاتھ سے اُتار لی اور
اُسکی طرف سے بنام مجنون ایک رقعہ لکھا اور اُسپر مہر اُسکی ثبت کرکے مہتر خیال کے ہاتھ مجنون کے
پاس روانہ کردیا مجنون نے مراتب شاہ کا رقعہ پڑھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ قید رستم کی یہان بجلد
کہ مین اپنے روبرو باغ مین رات بھر اُسکو مقید رکھونگا مجنون نے قید رستم کی مہتر خیال کے حوالہ کی

اور تنہا رستم کو بھیجدیا اسوجہ سے کہ ملکہ سنے مراتب شاہ کی طرف سے رقعہ مین یہ بھی لکھدیا تھا کہ اے مجنون تیغ بند مین مہتر خیال کو تمھارے پاس بھیجتا ہون تم اپنے لوگون سے کہنا کہ مین تنہا حفاظت رستم کی کرونگا جب وہ لوگ سب چلے جائین اُسوقت رستم کو بیہوش کرکے ہمراہ خیال ہمارے پاس بھیجدینا ہم رات بھر اسکو باغ مین اپنے روبرو رکھینگے اور صبحدم تمھارے مقام پر بھیجدینگے شاید کوئی عیار لشکر اسلام سے اسکے تعاقب مین آیا ہوا اور دست برد کرے مگر اس تدبیر سے پہنچ سکا قابض نہوگا بس مہتر خیال رستم کو روبرو ملکہ کے لایا ملکہ رستم کا حسن وجمال دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہوگئی اور اُسکو ہوشیار کیا مگر قید دور نہین کی رستم کو جب ہوش آیا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین مثل آفتاب درخشان کے تاج عنقا سر پر رکھے اور دایہ شمع کافوری ہاتھ مین لیے ہوئے بیٹھی ہے اشعار پری چہرہ

دید کز دلبری + پرستندہ شد پیکرش را پری

رخ سادہ و غبغب آویختہ
کمر بستہ زلف او مشکناب

میان لاغر و سینہ انگیختہ
کہ زلفش کمر بستہ بر آفتاب

بلبے سیہ چشم و پاکیزہ روے
ز ابرو کمان کردہ از غمزہ تیر
بہر شورشے کہ لب انگیختے

گل اندام و شکر لب و مشکبوے
بہ تیر و کمان کردہ صد دل اسیر
نمک بر دل خستگان ریختے

رستم بھی جمال بیمثال ملکہ پری تمثال کا دیکھکر از خود رفتہ ہوگیا ع تھی نظر بالیہی کی آفت تھی ۔ وہ نظر ہی وداع طاقت تھی

صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ
رنگ چہرے سے کر گیا پرواز

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
ہاتھ جانے لگا گریبان تک

دل یہ کرنے لگا طپیدن ناز
چاک کے پاؤن پھیلے دامان تک

رستم تاب نظارہ چہرہ بینظیر ملکہ پری تصویر کی نہ لاسکا بیہوش ہوگیا ہرچند ملکہ بھی صورت زیبا رستم کی دیکھکر بیہوش ہوگئی تھی مگر اسنے ضبط کو کام فرمایا رات بھر محو نظارہ رخ دلدار رہی صبحدم رستم کو مجنون کے پاس بھیجدیا اور مراتب شاہ کو ہوشیار کرکے رخصت کیا مراتب شاہ نے اپنے لشکر مین آکر کوچ کردیا اور شہر جابلقا مین پہونچا اہل شہر واسطے استقبال مراتب شاہ اور مجنون تیغ بند کے آئے اور ہمراہ اپنے شہر کے اندر لیگئے اور قلعہ مین پہونچکے رستم کو قید کیا یہان بلا شور کی مان موجود تھی زرقہ نام ملعونہ عیاری مین بیمثل بلکہ اکثر بلا شور نے اُس سے فن عیاری حاصل کیا تھا اور ایک لڑکی اُسکے ساتھ تھی کہ دل افروز اُسکا نام تھا القصہ رستم کو زرقہ کے حوالے کیا اُس قحبہ نے رستم کو ایک مکان مین لیجاکر کنوئین کے اندر قید کیا اور مُنہ کنوئین کا بند کرکے مکان کو باہر سے مقفل کردیا مگر کنوئین کے مُنہ پر ایک سوراخ رہنے دیا کہ اُسی سوراخ سے گردہ نان وکوزہ آب دیدیا کرتی تھی رستم اُس چاہ تاریک مین دن رات ملکہ کے خیال مین زار زار رویا کرتے تھے اور ملکہ بھی شہزادہ کی مفارقت مین اکیلی شب وروز مُنہ لپیٹے پڑی رہتی تھی اور گریہ وبکا کرتی تھی ایک دن فہمیدہ بانو دایۂ ملکہ نے جو یہ حال اضطراب کا دیکھا تسکین دینے لگی اور کہا کہ مہتر خیال سے اپنے دل کا حال بیان کرو وہی اسکی تدبیر کریگا وہ بلا شور کا شاگرد بھی ہے اور ایک مدت سے کنیز صنوبر پر عاشق ہے اور اُسکو دیکھنے نہین پاتا ملکہ نے اپنے عیار مہتر خیال کو بلاکر وہی کنیز جسپر وہ عاشق تھا اُسکے حوالہ کی خیال عیار بہت خوش ہوا اور قسم کھائی کہ جس کام کو حضور کا حکم ہو بسر وچشم اُسے بجا لاؤن ملکہ نے اپنا راز عشق اُس سے بیان کیا خیال نے عرض کیا کہ رستم کو زرقہ مادر بلا شور نے کنوئین مین قید کیا ہے ہرچند رہائی اُسکی بہت مشکل ہے لیکن آپ خاطر جمع رکھین اگر خدا نے مدد کی

تو مین آپ کے اقبال سے اُسکو رہا کرونگا یہ اس فکر مین تھا کہ دایہ نے کہا اے ملکہ اگر دل افروز دختر
بلا شور سے صحبت بڑھاؤ اور اُس سے عالم شراب خواری مین احوال رستم کا پوچھو تو یقین کامل ہے
کہ وہ بتلا دیگی خیال عیار نے آفرین کی اور کہا کہ کیا بات کہنے بتائی ہے امید ہے کہ اُس سے ضرور ہی
اس راز کا انکشاف ہو جائیگا غرضکہ دوسرے روز ملکہ نے دل افروز کو بلوا کے اُسکو بہت سا انعام و
اکرام دیا اور اپنے ساتھ گرم صحبت رکھا جب وہ رخصت ہوئی تو تھوڑی دور ملکہ اُسکے ہمراہ گئی دل افروز نے
جاکر اُس لطف و عنایت کا حال رزقہ سے کہا اُسنے کہا کہ ہر روز تم ملکہ کے پاس جایا کرو غرضکہ دل افروز سے
ملکہ سے خوب صحبت بڑھی اور ہر روز یہ آنے جانے لگی چھٹے روز ملکہ نے دل افروز سے جبکہ وہ نشہ
شراب مین خوب سرشار تھی پوچھا کہ اے دل افروز رزقہ نے اُس خدا پرست کو کہان قید کیا ہے دل افروز
بولی کہ ایک کنوئین مین اُسکو ایسا بند کیا ہے کہ سو ہزار برس تک بھی اگر کوئی ڈھونڈھے تو ہرگز نپائے
کیونکہ اُسکو کنوئین مین بند کرکے مُنہ اُس کنوئین کا خس پوش کردیا ہے اور ایک پوشیدہ مخزن اُس کنوئین مین سکھا
ہے کہ اُسی راہ سے وہ جاتی آتی ہے کتنے دنون تک مین خود نہین جانتی تھی ایکدن مین نے دیکھا کہ رزقہ
گئی اور جلد اُسی راہ سے نکل آئی جب رزقہ سے مین نے بمنت و سماجت قسم دیکر پوچھا تو اُسنے کہا کہ ہرگز
ہرگز تم یہ بھید کسی سے نہ کہنا بس جبکہ دل افروز چلی گئی ماہ نوش لب نے خیال کو بلوا کے جو
کچھ سنا تھا اُس سے بیان کیا خیال نے کہا اگر مین اُس زمین کو دیکھ لون اور اُس کنوئین کو جان
لون تو اس باغ سے ایک نقب لگاؤن اور رستم کو نکال لاؤن دایہ نے ملکہ سے کہا کہ مین ایسی
تدبیر بتائے دیتی ہون کہ ایک روز دل افروز کے ساتھ رزقہ کے مکان مین مہمان جائیے اور
وہان باتون باتون مین یہ کہیے کہ بہت دنون سے اپنے باپ کو مین نے نہین دیکھا بعد ازان خیال کو اس بہانہ سے
طلب کیجیے کہ مین ایک عرضی اپنے باپکو بھیجونگی اور کسی ترکیب سے وہ جگہ خیال کو دکھلا دیجیے اور خط اُسکے
سامنے دیکے خیال کو وہان سے رخصت کر دیجیے تو کام بنجائیگا خیال نے دایہ سے کہا تو بھی رزقہ سے
کچھ کم نہین بمصداق سگ زرد برادر شغال ہے غرضکہ دوسرے روز ملکہ دل افروز کے ساتھ رزقہ
کے مکان پر بحیلہ مہمانی گئی اور ادھر اودھر کا ذکر مذکور کرکے کہا کہ عرصہ سے کچھ خبر باپ کی معلوم نہین ہوئی کہ
خیال کو بلوایا اور راستہ کنوئین کا اُسکو کسی ترکیب سے دکھلا دیا بس ایک عرضی لکھکر خیال کو دی یہ سمجھا
اور جاکر اپنے کام مین مشغول ہوا چنانچہ خیال نے اُس باغ سے ایک نقب کنوئین تک لگائی ہے اور اُسی
شب کو رستم کو کنوئین سے نکال لایا اور ادھر ملکہ بھی رزقہ سے رخصت ہوکر اپنے باغ مین آئی اور
منتظر خیال کے بیٹھی تھی کہ وہ شہزادہ رستم کو ہمراہ لیکر باغ مین پونہچا ملکہ نہایت خوش ہوئی اور رستم
سے راز و نیاز کی باتین ہونے لگین ہا ولا رونے ہجر کی مصیبتین اور شب فراق کی سختیان دونون نے رو رو کر
بیان کرنا شروع کین بعد ازان نائے و نوش کا رنگ جما بوس و کنار کا ڈھنگ ہوا ؎ لشب وصل شکوہ ہا کمینہ
شب کوتاہ و قصہ بسیار است ؎ ہر چند ملکہ کی طلعت زیبا اور حرکات شیرین ادا سے شہزادہ از خود فراموش ہوگیا
تھا مگر بسبب کفر کے آئینہ دل مکدر تھا ملکہ نے دل مین خیال کیا کہ مذہب عشق مین کفر و اسلام یکسان ہے
ہم عشق کے بندے ہین مذہب سے نہین واقف ؎ گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا ؎ یہ سمجھکر از سر صدق
دین اسلام سے مشرف ہوئی اب کیسا تھا دن عید رات شب برات ہر روز عیش و طرب کے جلسے ہونے لگے

عاشق و معشوق وصل سے شادکام ہوئے مصروف دور جام بعد غذغہ انجام ہوئے اب تو یہان اس عیش و عشرت مین مشغول ہین اور وہان بلاشور نامہ انکے قتل کے واسطے لیے ہوئے چلا آتا ہے

داستان نامہ لانا بلاشور کا واسطے قتل رستم کے مع دیگر حالات جنگ و جدال سے

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نتھا + پر ترے عہد مین آگے تو یہ دستور نتھا + رات مجلس مین ترے حسن کے شعلہ کے حضور + شمع کے منہ پہ جو دیکھا تو کہین نور نتھا + ذکر میرا تو وہ کرتا تھا صریحاً لیکن + مین نے پوچھا تو کہا خیر وہ مذکور نتھا + پرورش غم کی ترے ہاں سے ستم کردہ تھی + کوئی بھی داغ تھا سینہ پہ کہ ناسور نتھا + محتسب آج تو میخانہ مین تیرے ہاتھون + دل نتھا کوئی کہ شیشہ کی طرح چور نتھا + درد کے نام سے ای یار برا کیون مانا + اسکو کچھ اور سوا دید کے منظور نتھا + مصوران جادو تحریر اس تقریر دلپذیر کی تشبیہ اس طرح کھینچتے ہین کہ جب بلاشور نے نامہ مراتب شاہ اور مجنون تیغ بند کو پہونچایا وہ لوگ قتل رستم کے لیے بلاشور کے گھر مین پہونچے سرچاہ کو کھلا ہوا دیکھا اور رستم کو اندر اُس کنوئین کے نہ پایا بلاشور نے گریبان اپنا چاک کیا اور تمام شہر مین تلاش رستم کے لیے پھرا لیکن رستم کو کہین نہ پایا آخر تھک کے مکان پر آیا اور اپنی مان رزقہ سے اسنے کہا کہ تجھی نے رستم کو ہاتھ سے کھویا تو ہی جہان سے جان اُسے پیدا کر رزقہ اپنا بھیس بدل کے پیچکین اور سوئیان وغیرہ لیکر بتلاش رستم شہر مین روانہ ہوئی اور یہان لاہوت نے کفار سے کہا کہ گرگرہ تو مارا گیا اب خدا پرستون سے کون لڑیگا غرضکہ صلاح شبخون کی ٹھہری کہ شبخون مار کر مسلمانون کو درجہ شہادت پر پونچائین یہ مشورہ کر کے سب نے شبخون لشکر اسلام پر مارا رات بھر خوب تلوار چلی یہان تک کہ ترک ابلق سوار مہر کیفیت جنگ دیکھنے عرصہ فلک پر نمودار ہوا اور صبح ہو گئی مگر بہادران اسلام اُسی طرح لڑائی پر تلے ہوئے ہین اور دونون لشکر غٹ پٹ ہین نیزہ و شمشیر گرز و خنجر چل رہے ہین گرد و غبار سے روے زمین تیرہ و تار ہے سارا دشت خون مبازران سے گلنار ہے کہ عین گرمی جنگ مین قاہر بن قہرمان دیو سرہ نے بدیع الزمان پر حملہ کیا بدیع نے اُسے چورنگ ہوائی کیا اور سکندر فرخ لقا نے ملک مرداق و پرویز بن ہرمز کو زندہ گرفتار کر لیا اور زیور شاہ کو سلیمان نے ماخوذ کیا حمزہ ثانی قلب لشکر کفار پر جا پڑے اور جبرائیل شاہ کے سر کو قلم کیا لاہوت شاہ روبرو سے بھاگا حمزہ ثانی نے علمدار لشکر کفار کو قتل کر کے علم زنگاری کو گرا دیا شکست لشکر کفار مین پڑی لاہوت شاہ نے تیل مقصد ہمراہ نحبتگان جانب جابلقا فرار ہوا اسکے بھاگتے ہی تمام لشکر مین بھاگڑ پڑ گئی سب کے پانون اُٹھ گئے حمزہ ثانی نے تمام اردو بازار اور پڑاو لشکر کفار کا لوٹ لیا اور ایک ہفتہ اُسی مقام پر ٹھہرے رہے بعد اسکے یہ بھی متوجہ بطرف جابلقا کے ہوئے لیکن بروقت شکست لاہوت شاہ جو بھاگا تو راہ کوہ و صحرا طے کیے ہوئے چلا جاتا تھا کچھ لوگ بھاگے ہوئے اسکے ہمراہ تھے کہ ہزاران لشکر کفار بھی بھاگے ہوئے اسکے پاس آ پہونچے اور تسلی دیکر جانب شہر جابلقا لیگئے مجنون شاہ و مراتب شاہ کو خبر ہوئی دروازہ شہر تک استقبال کے لیے آئے اور پیشوائی کر کے شہر کے اندر لے گئے مجنون شاہ نے کہا آج سے کام آپ کے ارشاد کے بموجب ہوگا کوئی کام بغیر حکم آپ کے نہوگا یہ سنکر لاہوت شاہ بولا کہ اچھا ہماری قدرت دیکھو یہ کلام ہو رہے تھے

کہ اتنے مین فیروز آ پہونچا اور خبر امیر کے آنے کی بیان کی لاہوت یہ خبر سنکر پریشان ہوا مجنون شاہ نے
کہا آپ متردد نہون مین جاتا ہون کہ چارون طرف سے اس شہر کو قلعہ بند کرون ہراتب شاہ بھی ہمراہ اُسکے روانہ
ہوا اور چار ہزار آدمیون سے شہر کو مضبوط کیا چنانچہ اُسی روز لشکر اسلام بھی آ پہونچا اور قریب شہر پناہ
کے آکر ٹھہرا دیکھا کہ ایک بہت بڑا کوہ ہے سر بفلک کشیدہ کہ ابتدا و انتہا اُسکی معلوم ہونا دشوار ہے اور
درمیان اُس کوہ کے درہ ہے مثل طاق کے جس طرح کہ درہ خون ریز ہے مین کہ سوائے ایک آدمی
کے اُسکے اندر نہین جا سکتا ہے اگر تھوڑے آدمی بھی وہ راہ روک کر کھڑے ہو جائین تو تمام روئے
زمین کا لشکر وہان سے گذر نہ پا سکے یہان مجنون نے اُس درہ کوہ مین لشکر اپنا اُتار رکھا تھا
کہ مین لڑونگا غرضکہ مجنون نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا امیر ثانی نے بھی جو تھا قریب مین آکر قریب کوہ فروکش
ہوئے تھے صدا طبل کی سنکر اپنے لشکر مین حکم نواختن طبل جنگ دیا اور صبح کو دونون لشکر
نے میدان مین نکلکر صفوف جدال و قتال آراستہ و پیراستہ کین کہ مجنون تیغ بند نے صف لشکر سے نکلکر
نعرہ کیا ادھر سے سکندر فرخ لقا مقابلہ کے لئے نکلے بعد نگاورزی حربہ ہائے جنگ کے رد و بدل
ہونے لگی اور سکندر حربہ مجنون کا رد کرکے چاہتے تھے کہ تیغ خون آشام مجنون پر لگائین کہ مجنون منہ پھیرکر
یہ سامنے سے بھاگ کھڑا ہوا سکندر نے مرکب اپنا پیچھے اُسکے ڈالا اس ملعون نے درہ پہاڑ سے جا کر گھوڑا اور پشت پر سے آکے ایک تیر ایسا
سکندر پر مارا کہ گھوڑا زمین پر گر کر لوٹنے لگا اور سکندر پیادہ پا ہوگئے مجنون نے کمینگاہ مین چار ہزار کمندانداز و نکو لگا رکھا تھا انکو آواز دی
چارون طرف سے وہ آکر ٹوٹ پڑے اور سکندر کو کمند و نہین گرفتار کرکے درہ کوہ مین لیگئے جب سکندر نگاہ سرداران لشکر اسلام سے
پوشیدہ ہوئے امیر نے چاہا کہ جنگ مغلوبہ کا حکم دین حارث نے کہا یا امیر تمام لشکر کو آپ عبث کٹا
کرائے دیتے ہین حارث کے کہنے سے امیر وہین مقیم ہوئے اُدھر مجنون شاہ نے ایک آدمی پاس
لاہوت شاہ کے بھیجا کہ اسکندر کو مین نے گرفتار کر لیا ہے تم کچھ مت گھبراؤ اگر خدا پرست سو برس
بھی کوشش کرینگے تو اس درہ سے راہ نہین پا سکتے لاہوت شاہ معتبر آدمیون کو شہر مین چھوڑ کے
دربند پر آیا اور کہا سکندر کو مین قتل کرونگا مضارب شاہ اور محارب شاہ بن مرواق شاہ نے
کہا کہ ہمارے باپ کو خدا پرست پکڑ لیگئے ہین سکندر کے عوض مین وہ اُسے قتل کر ڈالینگے لاہوت
نے حکم دیا اچھا سکندر کو مقید کرو اور اشراق زنگی کے پاس جو کہ جمشید کیطرف سے قلعہ جابلقا کا حاکم
ہے کہ فوج ہمراہ کرکے روانہ کرو کہ وہ قلعہ دار مفتون شیر سینہ کے سپردگی مین قید رکھے چنانچہ قنطور بن
آہین کلاہ و اخرس فیل دندان چالیس ہزار سپاہ سے قید سکندر کی لیکر جابلقا کو روانہ ہوا جبکہ
قید سکندر کے قریب قلعہ پہونچے تو تمام شہر مین یہ خبر مشہور ہوگئی تھی کہ پسر حمزہ اسکندر فرخ لقا کو قید
کرکے لاتے ہین اور شدہ شدہ محل مین بھی یہ خبر پہونچی ملکہ ماہ نوش لب نے اپنے عیارہ خیال کو
بھیجا کہ جا کر خبر لادے چنانچہ خیال نے یہ ماجرا دیکھکر رستم کی خدمت آکر عرض کیا رستم ثانی اگرچہ
انتہا کا شیفتہ اور عاشق زار ملکہ نوش لب تھا مگر یہ خبر سنکر تاب نہ ہو سکی اور رہائی کے ارادہ پر رستم
اٹھ کھڑا ہوا ہر چند ملکہ بہت روئی پیٹی اپنا برا حال کیا مگر رستم نے نہ مانا اور کہا کہ افسوس ہے کہ بزرگ ہمارا
اس حال مین مبتلا ہون اور ہم عیش و عشرت مین مشغول رہین آخر الامر ملکہ نے خیال عیار کو ہمراہ کر دیا
اور کہا کہ جب اسکندر کو چھڑا لینا تو شہر مین نہ آنا بلکہ باغ خورم بہشت مین ٹھہرنا اور خیال کو میرے

پاس بھیجدیا وہ آکر مجکو بھی وہان پہونچا دیگا رستم نے قبول کیا لیکن کوئی گھوڑا وہان رستم کے پاس
نہ تھا اس سبب سے حیران تھا خیال نے کہا کہ جمشید شاہ کا ایک گھوڑا ہی چرخ کبود نام نہایت
چست و چالاک کہ جمشید ہمیشہ اُسکو پوشیدہ رکھتا ہی کہ لاہوت میں پائیگا تو منگوالیگا حکم ہو تو اُسے
لاؤن ملکہ نے خیال سے کہا ہان بھائی وہی گھوڑا اُنکو لادو پس خیال نے صورت اپنی تبدیل
کی اور اشراق زنگی کے پاس آکر کہا کہ مجھے آپ سے ایک بات ضروری عرض کرنا ہی پس اسکو
علیحدہ لیجاکر بیہوش کیا اور خنجر مار کر مہر اُسکے ہاتھ سے اُتار لی اور داروغہ اصطبل کے نام ایک رقعہ
لکھا کہ خیال پہونچتا ہی چرخ کبود کو ساز اور زین ولجام مرصع سے تیار کرکے اسے دیدینا داروغہ
نے رقعہ پڑھکر مرکب کو مع ساز و یراق خیال کے حوالہ کیا خیال نے قریب باغ لاکر سائیس کو خنجر
مار کے ہلاک کیا اور مرکب کو رستم کے پاس لاکر حاضر کیا رستم گھوڑے کو دیکھکر نہایت شادان ہوئے
اور بصد ذوق و شوق سوار ہوکر دروازہ شہر پر آیا اول سہیلان شیرلب کو قتل کیا اور باہر نکل گیا
اور صبح ہوتے ہوتے رستم سپاہیان قنطور آہن کلاہ کے پاس پہونچ گیا اور اُسے بھی قتل
کرکے قلعہ جابلقا مین آیا تمام قلعہ مین غلغلہ پڑ گیا کہ وہ شخص جو قید تھا آج مرکب چرخ کبود پر سوار ہو کر
پہونچا مگر قلعہ دار سقنون شیر سینہ کچھ فوج سے دوڑ پڑا جب قریب رستم کے آیا رستم نے اُسکو
دو حصہ کر دیا اور دو سو آدمیون کو فوج سے قتل کیا کہ سامنے سے قید اسکندر فرخ لقا کی خبر پہونچی
اور آخرش فیل دندان یہ ہنگامہ دیکھکر آمادہ جنگ ہوا رستم نے پہونچکے آخرس کے بھی دو
پر کاٹ لیے پس یہ دیکھکر سکندر نے بھی قید کو پارہ پارہ کیا رستم نے سکندر کے پاس پہونچکے
کہا کہ یہ مرکب میرا حاضر ہی اسپر سوار ہو جیے سکندر نے کہا کہ مین اس کرگدن پر کہ آخرس جسپر
سوار ہوا تھا سوار ہو لونگا پس کرگدن پر سوار ہوکے سکندر بھی جنگ مین مشغول ہوئے بلا شور
تو پہلے ہی سے شہر مین آیا ہوا ہی اور ہر جگہ کی خبر رکھتا ہی بلکہ اسی تجسس اور بالادوئی مین پھرا ہی کرتا
ہی کہ اسنے رات ہی کو سُنا تھا کہ کچھ غل اور شور ہو رہا ہی دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ کوئی نعمان زنگی کو مار کر
اسپ چرخ کبود کو لیگیا اور سہیلان شیرلب کو دروازہ شہر پر قتل کیا چنانچہ بلا شور نے یہ خبر لاہوت
اور جمشید کو پہونچائی یہ حال سنکر وہ نہایت پریشان ہوئے لیکن اُدھر رستم اور سکندر لڑتے ہوئے باہر
قلعہ کے نکلے اور ایک طرف کو چلے اسکندر نے پوچھا کہ کہان جاتے ہو رستم نے کہا کہ باغ مین سکندر
نے کہا کہ لشکر مین کیون نہین چلتے ہو رستم نے کیفیت عشق ملکہ ماہ نوش لب بیان کی اسکندر نے کہا
کہ اچھا تم باغ مین جاؤ مین لشکر مین جاتا ہون رستم نے خیال عیار کو ہمراہی مین سکندر کے معین کیا کہ
خبر لشکر مین داخل ہونے کی سکندر کے جلد لاکر ہمکو دینا اور آپ بطرف باغ روانہ ہوا سکندر نے پتہ
اور سراغ راہ لشکر کا بخوبی خیال سے دریافت کرکے اُسے تو رخصت کر دیا اور آپ جانب لشکر روانہ
ہوا اُدھر رستم باغ خورم بہشت مین جو پہونچا تو دیکھا ملکہ حیران و پریشان ہیرے انتظار مین باغ کو دیکھ رہی ہی اور
مانند نرگس بیمار کے بالکل زار و نزار ہو گئی ہی گلرخسار اُسکا سموم مفارقت سے برنگ گل زعفران زرد ہی
سبزہ بیگانہ کی طرح فرش پر پڑی ہی + اضطرابم نگذارد کہ نشینم جائے + انتظارت نگذارد کہ زجا برخیزم + زلف
سنبل سے پریشانی کا عالم آشکار ہی چہرہ بینظیر پر گرد و غبار ہی لب نازک اُسکے جو برگ گل سے زیادہ لطیف تھے

تب جدائی سے مثل نافرمان کبود ہوگئے ہین سینہ مین دل لالہ کی طرح داغدار خلش خار ہجران سے دل فگار
ہی چہرہ ارغوانی مثل یاسمن سفید انتظار یار مین وا چشم امید ہی فہمیدہ دایہ کو واسطے خبر کے بھیجا ہی خود شبنم
کی طرح صدف چشم سے قطرات اشک گرا رہی ہی اور یہ شعر ورد زبان ہی ع نشستہ بر سر راہ ست گریہ آہم
بیا کہ گوش بر آواز و چشم بر راہم + کہ شہزادہ نے پہونچکر ملکہ کو گلے سے لگا لیا غنچۂ خاطر اُسکا شگفتہ ہوا دونون ہاتھ
اُٹھکر بارہ دری مین آئے دور شراب چلنے لگا جام گلگون گردش مین آیا مغنیان زہرہ صفت نے نغمہ
چنگ و رباب سے اپنا رنگ جمایا دن و رات عیش و طرب کا جلسہ رہنے لگا انکو تو ابھی عیش و عشرت مین مشغول رہنے دیجیے

دو کلمہ داستان سکندر کا کشتی لڑنا نقابدار سیاہ پوش سے سماعت فرمایئے

افسانہ گویان نثر گفتار کا بیان ہی کہ جب رستم نے سکندر کو رہا کر کے گردن آخرس اُسکو دیا تھا اور
خیال عیار کو ہمراہ کر دیا تھا اور سکندر نے خیال عیار کو رخصت کر کے گردن آخرس پر سوار ہو کر سکندر
تنہا لشکر کی طرف چلا جاتا تھا کہ راستہ مین انکو بہرام پسر سام ایرج کا مرکب لیے ہوئے ملا سکندر نے
بہرام سے حال دریافت کیا بہرام نے جملہ حالات سکندر کے نقابدار سیاہ پوش سے کشتی لڑنے اور
پروین شاہ و سہیل مراد بخش و نہر وغیرہ کے بیان کیے سکندر نے پوچھا کہ پھر ایرج پر کیا ماجرا گذرا
بہرام نے کہا کہ نقابدار سیاہ پوش نے ایرج کو کشتی مین زیر کیا اور کمر بند پکڑ کے اُسی نہر مین ڈالدیا کہ
ایک نہنگ نکلا اور ایرج کو دہن مین لیکے اُسی نہر مین غائب ہو گیا مین مرکب لیے ہوئے کنارہ نہر پر کھڑا تھا یہ
حال دیکھکر بہت کچھ مین نے زاری نالی کی مگر کچھ حال معلوم ہوا آخر لاچار ہو کر مین گھوڑا لیے ہوئے لشکر کی طرف جاتا ہون
کہ وہان جاکر امیر ثانی سے یہ کیفیت بیان کرون سکندر نے کہا کہ مجکو اُس مقام پر لیچل غرضکہ بہرام سکندر
کو اپنے ہمراہ اُس مقام پر لایا سکندر نے وہی کیفیت پروین شاہ کے آنے اور پیر مرد کی گنبد سے نکلنے
اور سہیل مراد بخش کے فلک پر تابان ہونے کی بچشم مشاہدہ کی اور اُسنے بھی نقابدار سیاہ پوش سے
کشتی کی ٹھہری الحاصل دوسرے روز سکندر اور نقابدار سے کشتی ہوئی درمیان کشتی کے بند نقاب
سیاہ پوش کے ٹوٹ گئے دیکھا تو ایک زن قوی ہیکل معلوم ہوئی کہ نام اُس زن کا جان پرور تھا ایک باعث
سے اُسنے اپنے تئین پوشیدہ کیا تھا غرضکہ حال اُسکا ظاہر ہو گیا سکندر جان پرور سے علیحدہ ہوا دوسرے دن
سکندر ہمراہ جان پرور کے کنارہ نہر کھڑا تھا ناگاہ درمیان کلام سکندر نے پوچھا کہ تمھارا مذہب کیا ہی
اُسنے کہا کہ سہیل مراد بخش پرست ہون پھر سکندر سے اُسنے پوچھا کہ تمھارا کیا طریق ہی سکندر نے کہا خدا پرست
اُسنے کہا کہ تم اپنا مذہب چھوڑ دو اور سہیل مراد بخش کو سجدہ کرو سکندر نے غصہ مین آکر بہت گالیان سہیل کو
دین جان پرور بہت غیظ و غضب مین آئی اور لوگون سے کہا کہ سکندر کو پکڑ کے اس نہر مین ڈالدو چنانچہ
لوگون نے سکندر کو پکڑ کے نہر مین ڈالدیا اتنے مین ایک نہنگ نکلا اور سکندر کو دہن مین لیکر غوطہ
لگا کے نہر مین غائب ہو گیا بہرام منہ دیکھکے رہگیا اور گردن سکندر و مرکب ایرج کو لیکر اب یہ لشکر کی
طرف جاتا ہی کہ جلکر شاہزادہ حمزہ ثانی سے اس مقدمہ کو بیان کریگا

دو کلمہ داستان بھیجنا لاہوت کا اسفور کو برای تلاش رستم سماعت فرمایئے

اس سندلی پہ دریا عشق نے پہونچا ہمکو + کہ فلک آیا نظر خال سے چھوٹا ہمکو + ہم وہ مجنون ہین کہ دل اپنا
ہی صحرا ہمکو + اور جون خیمۂ لیلی ہی سویدا ہمکو + ہوویگا کشتی طوفان زدہ تابوت اپنا + آگیا اپنے اگر رونے پہ

رونا ہمکو + تن سے کیا جان کہ دل اپنا نکلنے یاد سے + ہو لبشرطے ترے آنے کا بھروسا ہمکو + نخل خرما کی طرح باغ محبت مین ملا + کثرت زخم سے اک خلعت زیبا ہمکو + آگئی ہے سر گرداب فنا کشتی عمر + ہر نفس باد مخالف کا ہے جھونکا ہمکو + ہم گئے جسکی طرف جون گل بازی اُسنے + پاس آنے نہ دیا دور سے پھینکا ہمکو + رشک تھا اپنے نوشتہ مین کہ اُس نوخط نے + خط لکھا غیر کو اور بھول کے بھیجا ہمکو + ایک دم عمر طبیعی ہے یہان مثل حباب + فکر امروز ہے نے ہے غم فردا ہمکو + دل مین ہین قطرۂ خون چند سو مانند حباب + نہ رہے رہ بھی جب الفت نے نچوڑا ہمکو + اور ہمدرد کہان ہو نہوا ای حضرت دل + درد اب ہمکو تمھارا ہو تمھارا ہمکو + پھینک کر شیشۂ دل ہاتھ سے کہتا ہے وہ مست + کیا بنایا ہے ہتھیلی کا پھپولا ہمکو + ہمتو کہتے تھے کہ ذوق اُنکی تہ زلفون کو نہ چھیڑ + اب وہ برہم ہے تو ہے تجکو قلق یا ہمکو + جاسوسان اخبار و حکایات کہن و تلاش کنندگان مضامین زینت افزای انجمن راز بستہ سخن کو یون افشا کرتے ہین اور چاہ تاریک مداد سے بدستیاری خامہ عنبرین شمامہ حرف مطلب کو اسطرح انشا فرماتے ہین کہ جب لاہوت شاہ نے مقدمہ رستم کا سنا تو بلاشور سے بلاکر کہا کہ جس صورت سے ممکن ہو رستم کو پیدا کرو ورنہ تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالونگا بلاشور نے اپنے گھر مین آکے اپنی مادر زرقہ سے حال پوچھا وہ بھی متردد و حیران تھی ناگاہ دختر بلاشور ہمراہ فیروز کے آئی بلاشور دختر کو بہت چاہتا تھا پیار کرنے لگا کہ ایک جفت تکمہ اُسکے گلے مین مروارید بے بہا کا تھا بلاشور کی نظر اُس تکمہ جواہر پر جا پڑی دختر سے پوچھا کہان سے یہ تجکو بہم پونہچا اسنے کہا ملکہ نے کہا مجکو یہ تحفہ دیا ہے پوچھا اُسنے کس سبب سے دیا ہے کہا چار روز ہوئے ہین کہ جب ملکہ میرے دیکھنے کو یہان تشریف لائی تھین اور اس روز مجپر بہت مہربان تھین بس انتہاے مہربانی سے یہ تحفہ مجکو عنایت فرمایا بلاشور نے پوچھا کہ وہ کس کے ہمراہ تھی کہا کوئی بھی ساتھ نہ تھا لیکن خیال کو بلواکے نامہ اپنے باپ کو لکھکر بھیجا تھا بلاشور نے کہا ای زرقہ یہ کام خیال عیار کا ہے وہی فریب دیکر رستم کو لے گیا وہ ملعونہ بولی کہ بیشک خیال ہی نے یہ حرکت کی ہے کیونکہ وہ ملکہ کا عیار ہے اور چرخ کبود کو بھی وہی لیگیا ہے اور اشراق کو بھی اُسی نے قتل کیا ہے اور ملکہ اسیواسطے میرے مکان مین آئی تھی اور خیال کو اُسنے بلوا کر نامہ بھیجا تھا اور دل افروز کو بھی بلاکر اُسنے بہت مہربانی کی تھی اس سب باتون سے ثابت ہوتا ہے کہ وہی عیار رستم کو نکال لے گیا اور ملکہ کے باغ خورم بہشت مین ہے بلاشور کو یقین کامل ہوگیا کہ خیال لے گیا اُسنے کہا کہ خبر اس راز کی کسی سے افشا نکرنا اور بوقت شب بلاشور نے لباس شب روی جسم پر آراستہ کیا اور بانہ ہاے عیاری سے چست و چالاک ہوکر پشت باغ ملکہ کی جانب آیا اور کمند مار کر بارہ دری کے کوٹھے پر آیا دیکھا کہ ملکہ ماہ نوش رستم کے پاس بیٹھی ہے گرد و پیش کنیزان مہ جمال کا مجمع ہے خیال بھی حاضر ہے خوب صحبت گرم ہے بلاشور نے چاہا کہ یہ خبر جمشید شاہ کو پہونچائے پھر دل مین سوچا کہ اگر اسکا سر اسی جگہ سے کاٹ کر لیجاؤ تو بہتر ہوگا یہ خیال کرکے اس نے تامل کیا اور ایک جگہ پر گھات مین چھپ کر بیٹھ رہا کہ صحبت برخاست ہوئے اور یہ دونون آرام کرین تو اُسوقت تو اپنا کام کر لینا یہ منتظر بیٹھا تھا کہ حسب اتفاق محفل آرا کنیز ملکہ ماہ نوش کوٹھے پر محل کے بضرورت گئی اور دیکھا کہ بالاے بام کوئی شخص مخفی ہے یہ دیکھکر پلٹ آئی اور رستم سے آکر اسنے حال بیان کیا رستم سپر تلوار لیکر کوٹھے پر آیا دیکھا تو بلاشور ہے بس دیکھتے ہی رستم نے حملہ بلاشور پر کیا ایک ہی ضرب لگائی تھی کہ جھک کر بلاشور نے ایک خنجر مارا کہ انکی ران پر زخم کاری لگا اسنے مین خیال بھی آپہونچا مگر بلاشور بام محل سے کود کر نکل گیا مگر وہ زخم رستم کے

ایسا لگا تھا کہ وہ بیہوش ہو گیا اور بلا شور باغ سے نکلکر جمشید شاہ کیطرف روانہ ہوا ملکہ نے کہا کہ بلا شور
میرے باپ کو یہ خبر کریگا اور وہ لشکر کثیر لیکر تمھارے تعاقب مین ضرور آئیگا اسوجہ سے اب یہان ٹھہرنا
مناسب نہین ہے بہتر یہ ہے کہ رستم کو اور راہ سے بیابان نہ طاق مین پہونچا دین کہ وہانسے لشکر اسلام قریب ہے باسانی
پہونچ جائینگے یہ خیال کرکے ملکہ مع کنیزون کے سوار ہوئی اور رستم بھی مرکب پر سوار ہوا قصد جانیکا
کیا خیال عیار بھی ہمراہ تھا غرضکہ یہ سب چلے جاتے تھے تا اینکہ ایک پہاڑ کے قریب پہونچے دیکھا کہ
ایک سمت گرد تیرہ و تار بلند ہے اور آمد لشکر کثیر کی معلوم ہوتی ہے رستم اُس مقام پر ٹھہر گئے اور خیال
سے کہا کہ ملکہ کو مع کنیزون کے علٰحدہ کسی مقام مین لیجاؤ یا باغ مین اُنکے پہونچا دو مین اس گرد کو دیکھتا ہون
کہ کسکا لشکر آتا ہے خیال تو ملکہ اور کنیزون کو لیکر اُسطرف چلا کہ اس عرصہ مین وہ گرد قریب آئی اور دل گرد
سے مسروق آہن تاب نمایان ہوا کہ فوج کثیر لیے ہوئے واسطے مدد لاہوت کے جاتا تھا مسروق قریب
رستم کے آیا اور پوچھا کہ نقابداروں کو جو تمھارے ہمراہ مین نے دیکھا تھا اُنکو کیا کیا اور وہ کہان گئے رستم
نے کہا ضرب لا اگر کچھ حوصلہ رکھتا ہے اسنے کہا کہ مین آہن تاب ہون رستم نے کہا کہ او قرمساق
مین جانتا ہون کہ تو آہن تاب ہے مگر؎ بہار انچہ داری زمردی نشان + کمان کیانی و گرز گران ؏ آخر الامر
اُسنے ضرب لگائی رستم نے ضرب اُسکی رد کرکے شمشیر خون آشام سے دو پرکالے اُسکے کیے جنگ
مغلوبہ واقع ہو گئی اس جنگ مین بھی رستم کے ایک زخم لگا اور گھوڑا ایک سمت کو انکو نکال لگیا
اُس گرد و نواح مین ایک شخص طوفان دریا بازی نام تھا اور چار ہزار پیادے اور سوار ہمراہ لیکر مدد کو
لاہوت شاہ کے جاتا تھا کہ رستم ثانی کا راہ مین اُس سے سامنا ہوا حالانکہ درد زخمون مین بہت
تھا لیکن باوجود اُس زخم تازہ کے رستم نے مقابلہ کیا اور ہاتھ سے طوفان کے ایک زخم اور کھایا
کہ زخم سپر چوپارہ ہوا آخر حالت زخمداری مین سر طوفان دریا بار کا قلم کیا الا درد زخم کے باعث سے بیہوش
ہو گیا اور مرکب شہزادہ کو ایک طرف نکال لیگیا تمام شب چلا کیا صبحکو ایک مقام پر پہونچا زخمون مین درد
تھا مرکب پر سے اُترا اور زین پوش بچھا کر بیٹھا مگر اُسطرف کا حال سنیے کہ مجنون سیاہ پوش اور داراب
جنگ ہو رہی تھی کہ داراب مجنون کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور گھوڑا داراب کا اُسکو لیکر ایک طرف نکلگیا
حمزہ ثانی نے کہا کہ مین ایک شخص ایسا چاہتا ہون کہ اس درہ کوہ کو اچھی طرح اپنے قبضہ مین کرے
طہماس نے قبول کیا دوسرے دن طہماس سر راہ مجنون پر آکر کھڑا ہوا اور جنگ طہماس اور مجنون
شاہ سے ہونے لگی کہ مجنون نے تلوار ماری کہ گردن اسپ طہماس کی قلم ہو گئی لوگ دوسرا گھوڑا لائے
مجنون تیغ کھینچکر دوڑا طہماس نے اُسکی تلوار مثل شمشیر گلی کے توڑ ڈالی پس مجنون پلٹ کر بھاگا
طہماس نے پیچھا کیا غرضکہ دوسرا گینڈا ابھی مجنون کا مارا گیا طہماس نے مجنون کو پکڑ کے زمین پر
دے مارا یہ حال دیکھکر لاہوت شاہ بھی بھاگا حمزہ ثانی نے تعاقب کیا بہت کچھ مال اور اسباب
انکے ہاتھ لگا بعد ازان لشکر اسلام مع حمزہ ثانی پیچھے لاہوت شاہ کے چلا اور لشکر لاہوت
شکست خوردہ کنارہ شہر جابلقا کے پہونچا؎

باز آمدم بر قصہ رستم ثانی

کہ یہ جس مقام پر زین پوش بچھائے ہوئے بیٹھے تھے کہ خیال عیار بھی انکی تلاش مین اُسی مقام پر پہونچا

اور ملکہ کا باغ مین پہونچا دینا اور فراق مین شہزادہ کے زار و قطار رونا بیان کیا اور وہان سے رستم گوہر باغ مین پاس
ملکہ ماہ نوش کے اس حیلہ سے کہ آپ کے لشکر مین لے چلتا ہون لا کر پہونچا دیا ملکہ شہزادہ کو دیکھکر مثل گل شگفتہ
و خندان ہوئی ایک روز رستم بام بارہ دری پر بیٹھے ہوئے ہمراہ ملکہ مشغول عیش تھے کہ لشکر لاہوت شکست
خوردہ جاتا ہوا دیکھا پوچھا کسکا لشکر ہی خیال نے کہا لاہوت شاہ حمزہ ثانی سے شکست کھا کر جابلقا کو جاتا
ہی یہ سنکر رستم رو دیا ملکہ نے سبب پوچھا کہا جاے افسوس ہی کہ مین عیش و آرام مین شب و روز مشغول ہون
اور دلیران اسلام جنگ مین یون سختی و کوشش کرین یہ کہکر اسی وقت گھوڑے پر سوار ہوا اور لشکر کفار
پر جا گرا اور سر الماس کوہ پیشانی کا قلم کیا اور چاہا کہ پاس لاہوت کے پہونچکر ایک ضرب لگاؤن کہ مجنون
شاہ تلوار کھینچکر صف سے نکل آیا اور ایک ضرب تیغ رستم پر لگائی کہ رستم زخمی ہوا اور مرکب وفادار اُسے لیکر
ایک جانب نکل گیا اُدھر لاہوت شاہ مع لشکر اندر شہر کے بھاگ آیا غرضکہ گھوڑا رستم ثانی کو لیکر ایک
دشت جنت نظیر مین پہونچا کہ تمام دشت مین فرش سبزہ زمردگون کا بچھا ہوا اور گلہاے صحرائی اور خودروئیدہ
سارا جنگل بوقلمون ہو رہا تھا مرکب سبزہ کو دیکھکر بھوکا تو تھا ہی گھاس چرنے لگا رستم پشت مرکب سے
زمین پر گر پڑے اُسی صحرا مین ایک چمنستان تھا اور اسمین بنگلہ خس و صندل کا بنا ہوا تھا تمام چھت و پردے
بنگلہ مین شنجرفی رنگ کے پڑے ہوئے تھے اور چند قلندر لباس شنجرفی پہنے اور حلقہ ہاے مرصع کانون
مین ڈالے ہوے بنگلہ مین بیٹھے تھے اور ان قلندرون مین ایک جوان تاج مرصع بر سر و لباس شنجرفی
در بر سب سے آگے بیٹھا تھا چنانچہ قلندرون نے دیکھا کہ ایک جوان خوش رو گھوڑے سے زمین پر
گرا ہی پس قلندرون نے آکر رستم کو اُس مقام سے اُٹھایا اور بنگلہ مین لائے دیکھا تو زخمی ہی اور خون جو
زخمون سے بکثرت نکل گیا ہی اسوجہ سے بیہوش ہی غرضکہ قلندرون نے زخم رستم کو صاف کیا اور باندھا
جبکہ رستم اچھی طرح ہوش مین آیا قلندرون نے حال پوچھا رستم نے حقیقت اپنی بیان کی اور پوچھا کہ آپ
کون شخص ہین کہ میرے اوپر آپ نے اسقدر عنایات فرمائین آپ قلندر بھی ہین اور بادشاہ بھی ہین قلندر
نے کہا کہ مین پسر وزیر ہون اور بنی اعمام بادشاہ سے ہون یہ کہکر قلندر نے بزم شراب کی آراستگی کا
حکم دیا جام مے ارغوانی گردش مین آیا صحبت عیش و طرب برپا ہوئی جبکہ دو تین جام رستم نے پیے اور نشہ
خوب ہوا یاد ماہ نوش مین ایک آہ کھینچی اُن قلندرون نے سبب آہ کا پوچھا رستم نے اپنی سرگذشت کہی
وہ جوان جو آگے بیٹھا تھا زار رونے لگا اور اُسنے کہا اے دلاور یہان سے ایک فرسنگ پر ایک شہر ہی کہ اُسکو
اشراقیہ کہتے ہین اشراق شاہ چچا جمشید شاہ کا وہان کا بادشاہ ہی چالیس پہلوان نامی و گرامی رکھتا ہی
اور ایک اسکا عیار ہی سہمک نام کہ نیچے اس چرخ نیلی فام کے مثل اُسکا دوسرا نہین ہی اُس بادشاہ کی ایک
دختر ہی کہ نام اُسکا مشکلہ ماہ پیکر ہی حسن و جمال مین اپنا نظیر نہین رکھتی اور اُسکا وزیر کیوان عطارد شناس
ہی اُسیکا مین بیٹا ہون اور میرا نام شمیم بن کیوان ہی چنانچہ ایک روز شہزادی کو مین نے محل پر بیٹھے دیکھا
دیکھتے ہی مین عاشق ہو گیا میرے باپ کو اس حال کی خبر ہوئی وہ فکر مین تھا کہ میری شادی اس شہزادی
کے ساتھ ہو جائے کہ ناگاہ براق دیو شہزادی کو اُٹھا لے گیا اور اسی نواح مین ایک باغ ہی کہ اُسمین
مکانات مرتفع بنوا کر شاہزادی کو رکھا ہی اور ملکہ کے باپ سے خواصین واسطے خدمت کے لیگیا ہی بادشاہ
ہر روز شہزادی کے لیے طعام و شراب بھیجتا ہی مگر اشراق شاہ نے اکثر کہا ہی کہ جو اُس دیو کو مارے گا

ساتھ شادی اس شہزادی کی کردون یہ سنکر اکثر پہلوانان تہمتن لڑنے کو اس دیو سے گئے مگر جو گیا یا تو
مارا گیا یا قید ہوا بس مین نے اپنے مین اتنی طاقت نہ دیکھی کہ جو مقابلہ اس دیو سے کر سکون اور بغیر اس دلربا
کے مین شہر مین رہ سکا پس مناسب یہ جانا کہ اسکے تعشق مین فقیر بنکے دامن کوہ مین بسر اوقات کرون
رستم نے کہا اگر اس دیو کو مین قتل کرون تو تم مسلمان ہوگے شمیم نے منظور کیا فی الجملہ رستم اس
مکان کیطرف چلا جہان شہزادی تھی یا مین اس مکان کے باغ تھا ایک مرتبہ شہزادی نے دیو سے کہا کہ مین
اس قصر مین بہت دلتنگ رہتی ہون مجکو اس باغ مین لیچل کے مقیم کر ورنہ مجکو قتل کر ڈال دیو تو دلدادہ
تھا ہی شہزادی کو باغ مین لایا اور آپ گرز گران سنگ کاندھے پر رکھے ہوئے سیر و شکار مین مشغول رہتا
تھا لیکن نگاہ ہر وقت اسی صنم دلربا پر رکھتا تھا چنانچہ ایک روز شہزادی باغ مین گلگشت کر رہی
تھی کہ رستم آیا اور مقابلہ اس دیو سے ہوا رستم فوراً حربہ اسکا رد کرکے لپٹ گیا اور چھاتی پر چڑھکر سر اسکا
قلم کر ڈالا شمیم بھی ہمراہ تھا اسنے آگے بڑھکے شہزادی کو گود مین اٹھا لیا اور ایک محافہ مین سوار کرا کے
شہر مین بحفاظت تمام شہزادی کو لایا اور احتیاط سے اسکو رکھا اور حسب وعدہ ہمراہ اپنے مصاحبون اور ملازمون کے
مسلمان ہوا اور یہ خبر اپنے باپ کیوان عطارد شناس کو بھیجی کیوان نے ہزار غلام زرین کمر
اور اسکی مان کو اور بہت سے نوکر چاکر آگے اسکے بھیجے شمیم نے اسیوقت پوشاک فقیری اتار کر
لباس پر تکلف پہنا اور سر براق دیو کا آرایہ برلہراکے رستم شمیم کے ہمراہ متوجہ شہر کے ہوئے شمیم
اپنے باپ کیوان عطارد شناس کے پاس لایا اور کل کیفیت مشروحاً اس سے بیان کی کیوان
نے یہ حالات سنکر پوشاک شاہانہ رستم کے لیے حاضر کی اور بہت تعریف و توصیف رستم کی کرکے
عذر و معذرت کی کہ مین کسی لائق نہین ہون کہ آپکی کچھ خدمتگذاری کر سکون بعد ازان شمیم اشراق
شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اشراق شاہ بہت خوش ہوا ایک تاج مرصع اور کمربند زرین عنایت
فرمایا اور کہا کہ شہزادی کی شادی تیرے ساتھ کردونگا یہ کہکر محل مین داخل ہوا بیٹی نے باپ کے
ہاتھ چومے اور گلے مین ہاتھ ڈالکے رونے لگی اول تو باپ نے بہت تسلی دی اور کہا ای جان پدر
شمیم کے ساتھ تیری شادی کرنے کا قول ہار چکا ہون دوسرے روز شہزادی نے آگے مان کے
خنجر کھینچکے کہا کہ مین اپنا گلا کاٹ ڈالونگی ورنہ میرے باپ نے تو یہ شرط کی تھی کہ جو شخص اس دیو کو
قتل کریگا مین اسی سے شادی کردونگا پس رستم ثانی نے دیو کو قتل کیا ہے مین اسی کی شوہری
قبول کرتی ہون پس اسکی مان نے یہ بات اشراق شاہ سے کہی وہ بولا یہ بات کب ہو سکتی ہے
لیکن مصلحت وقت اشراق شاہ نے سہمک عیار کو طلب کیا اور کہا تو جاکر اس مقدمہ کی تحقیق کر
سہمک حسب الحکم بادشاہ کیوان عطارد شناس وزیر کے مکان پر آیا اور ایک مقام پر
پوشیدہ ہوکر بیٹھ رہا کہ سب حالات یہان کے سنکے بادشاہ کو اصل بات کی خبر دون یہان کیوان
اور شمیم و رستم باہم بیٹھے ہوئے شراب پی رہے تھے جب نشہ شراب خوب ہوا تو رستم رونے لگا
کیوان نے سبب گریہ پوچھا رستم نے اپنی سرگذشت بیان کی کیوان نے کہا کہ خدا تمہارا حامی
و مددگار ہے وہ ضرور تمہاری مراد پوری کریگا اور یہ کہکر کیوان بھی از سر صدق مسلمان ہوا رستم
نے درمیان نشہ شراب کے کہا کہ اگر بعد شادی کرنے دختر کے اشراق شاہ مسلمان نہوا تو اشراق

شاہ کو مار کر شمیم کو بادشاہ کرونگا سہمک تو مخفی بیٹھا ہوا سب حالات دیکھ سُن رہا تھا اسنے یہ خبر آکر اشراق
شاہ کو پہونچائی کہ نبیرہ زادہ حمزہ آیا ہی اور در حقیقت اُسی نے دیو کو قتل کیا ہی اور اب اُسکا یہ ارادہ ہی
جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور سہمک نے کہا کہ وہ بڑا اولو العزم شخص ہی جیسا اُسنے کہا ہی ویسا ہی کریگا اب ملک
بھی گیا اور جان بھی گئی پس اشراق شاہ نے یہ حال سہمک سے سنکے اُسیوقت افلاک نیزہ دار اپنے
سپہ سالار کو بلوا کر چالیس ہزار سوار و پیدل ہمراہ اُسکے بھیجے کہ کیوان اور شمیم و رستم کو جاکر قتل کرے یا گرفتار
کر لائے اب افلاک تو اُسطرف جاتا ہی کہ اسکا حال آیندہ مذکور ہوگا

جب تک دو کلمہ داستان بدیع الملک کے بیان ہوتے ہین

لباس یار کو مین پارہ پارہ کیا کرتا
بھلا مین کشتی سے اُسکے کنارہ کیا کرتا
حقیقت دہن یار کھولتا کیونکر
یہ پہلے دیکھ سکے دل ہی اشارہ کیا کرتا
گداز موم سے ہر استخوان کو پاتا ہوت
سلوک شیشہ سے ہی سنگ خارہ کیا کرتا
فقیر کو نہین درکار شان امیرونکی
نکرتا مین جو گریبان کو پارہ کیا کرتا

قبای گل سے اُسے استعارہ کیا کرتا
نقاب اُلٹ کے جو مُنہ عاشقونکو دکھلاتے
نہفتہ راز کو مین آشکارہ کیا کرتا
بہار تھی جو وہ گلچہرہ یار بھی ہوتا
پھر اور سوزش دل کا حرارہ کیا کرتا
بہار گل مین پیالہ لگا لیا مُنہ سے
سر برہنہ سر گوشوارہ کیا کرتا

بہار گل ہین ہین دریا کے جو مین لہرین
تجھین کہو کہ تمھارہ نظارہ کیا کرتا
قدم کو پیچھے رہ خوفناک عشق مین کھ
اکیلے جاتے چمن کا نظارہ کیا کرتا
شکستہ دل ہوا اُس بت کی ناز سے کیونکر
شراب پینے کو مین استخارہ کیا کرتا
بہار گل مین بحتا جامہ سے باہر آتش

گلگونہ کشان عارض مدعا و آرایش دہندگان چہرہ داستان فرحت
افزا پیرایہ رنگین تحریر سے بالاے شاہد سخن کو یون زیب و زینت دیتے ہین کہ جب اسب خوش خصال
بدیع الملک کو بحالت زخمداری میدان جنگ سے ایک طرف نکال لے گیا تھا بعد دو روز کے ایک
شہر مین پہونچا کہ نام اُسکا روشن کوہ تھا بتخانے وہان بہت تھے اور برہمن اُسمین رہا کرتے تھے اُن برہمنون
نے زخم شہزادے کا دیکھا گھوڑے سے اُسکو اُتار کر زخمون کو پاک و صاف کیا دوسرے روز سب برہمن
بیچمین شہزادیکو لیکر گرد سب حلقہ کیے ہوئے بیٹھے کہ شہزادے نے آنکھ کھولی اور نام خداوند تعالے کا
لیا برہمنون نے جانا کہ یہ خدا پرست ہی کہا خیر اسکو اچھا تو کرین تا کہ طاقت بات کرنے کی ہووے
بعد ازان اسکو ہدایت اپنے دین کی کرینگے اگر منظور کیا تو بہتر ہی ورنہ اسے قتل کر ڈالینگے غرضکہ سات روز
بعد شاہزادے مین کچھ طاقت و توانائی ہوئی شاہزادے نے حال وہان کا دریافت کیا معلوم ہوا کہ
یہ ملک بالکل کفرستان ہی کافر لوگ یہان رہتے ہین اور بادشاہ یہان کا مظالم شاہ ہی اور اسکا ایک
لڑکا ہی زال نام کہ وہ مالک چار ہزار پہلوانون کا ہی اور اُس شہر مین ایک بتخانہ ہی کہ اُسمین ایک بت
طلائی رکھا ہوا ہی اور وہ شراب و طعام کھاتا پیتا ہی مردم شہر اُسی کی پرستش کرتے ہین برہمنون نے
شہزادے سے کہا کہ اگر تم ہمارا دین اختیار کرو تو بہتر ہی ورنہ ہم تمھین مار ڈالین گے بدیع الملک نے
دو تین روز کی مہلت طلب کی اور صبر کیا ایک روز غل و ہنگامہ سُنائی دیا لوگون سے دریافت کیا کہ یہ
شور و غل کیسا ہی معلوم ہوا کہ دختر مظالم شاہ کہ اُسکا نام مہر شیرین کلام ہی واسطے زیارت دیر کے
آتی ہی اُسوقت برہمنون نے تلوار کھینچکر چاہا کہ شہزادے کو قتل کرین اُس دختر نے حال پوچھا لوگون
نے کہا کہ ایک خدا پرست آیا ہی ہم چاہتے ہین کہ اسکو قتل کرین وہ دختر بھی طاقتور اور زبردست تھی

بولی کہ کسلیے مین اس ثواب سے محروم رہون اور سواری سے نیچے اُتری اور تیغ کھینچکر آگے قدم بڑھایا اور
دیر مین گئی کہ اتنے مین ایک دختر کہ نام اُسکا قمرتن تھا آئی اور دونون باہم ہوکر اُس دیر مین گئین آگے بڑھکر قمرتن نے کہا کہ
جوان شاید کچھ بیمار ہی علاج اسکا کرو کہ اچھا ہو دے تب مین اسکو نصیحت کرونگی اگر مان لیا تو بہتر ہی
ورنہ قتل کیا جائیگا اس عرصہ مین ایک جانب سے گرد اُٹھی اور ہزار سوار زرہ پوش ننگی تلوارین ہاتھ مین
لیے ہوئے اور سردار دونگا فولاد پوش نام مسلح و مکمل چلے آتے ہین اور آتے ہی مندر کو گھیر لیا ایک
وزیر مظالم شاہ کا ہی عطارد اختر شناس نام کہ چارسو برس کا اُسکا سن و سال ہی اُسنے پہلے ہی سے
بطور پیشین گوئی کے بتایا تھا کہ فلان روز ایک خداپرست اس دیر مین آئیگا اور دین ہمارا منسوخ کریگا
غرضکہ برہمنون نے شاہزادہ کو فولاد پوش کے حوالہ کیا اُسنے بدیع الملک کو قید کیا اور شہر کیطرف
لیچلا دختر شاہ بھی ساتھ ساتھ چلی دایہ سے اسنے صلاح پوچھی دایہ نے سبزک عیار کو بھیجا ابھی قید شاہزادہ
کی شہر مین نہ پہونچی تھی کہ سبزک عیاری کرکے راستہ ہی سے شہزادے کو چرا لے گیا یہ خبر مظالم شاہ کو
پہونچی عطارد زحل شناس نے کہ منجم بے بدل تھا کہا کہ وہ جوان ابھی شہر ہی مین ہی اُسکو تلاش کر
پیدا کرو ورنہ دین ہمارا وہ برباد کریگا عیاران مظالم شاہ مین ایک عیار ہی قارن آتشبار کہ اُسکو بلاشور
نے بھیجا ہی وہ چند عیار اپنے ہمراہ لیکر حسب الحکم مظالم شاہ شہزادے کی تلاش مین چلا اور کوچہ بکوچہ
ہر ایک مقام پر شاہزادے کا تجسس ہونے لگا اب یہ سب عیار تو تلاش مین مصروف ہین جب تک

دو کلمہ داستان حمزۂ ثانی اور لاہوت کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب امیر ثانی در شہر جابلقا پر پہونچے تو لاہوت شاہ بہت پریشان ہوا اور بلاشور بیمار اور زخمدار
اپنے گھر مین پڑا ہوا تھا اور چارون طرف سے مسلمانون نے شہر کو محاصرہ کر لیا تھا چونکہ شہر بہت بڑا ہی اور
آدمی کثرت سے تھے اور بسبب محاصرہ کے باہر سے آمد غلہ کی بند تھی اس جہت سے خوراک لوگون کو
کم ملتی تھی پس امیر ثانی نے حکم دیا کہ اس طرح گھیرے ہوئے کب تک پڑے رہینگے آج کے چھٹے روز
یورش کرکے دھاوا کیا جاے اور اندر شہر کے گھس چلو پھر دیکھا جائیگا فی الحال پانچ روز تک سب اہل
لشکر کہ جنگ و جدال سے بہت تھکے ہوئے ہین خوب آرام کر لین اور چھٹے روز یورش کا انتظام کیا جاے
یہ خبر ہرکارون نے لاہوت شاہ کو پہونچائی اسنے بلاشور کو اسی حالت بیماری مین بلوا کر حکم دیا کہ تو ایک
کشتی پر سوار ہوکر ملک معجن کے پاس جا اور ہمارے حال کی خبر کر وہ ضرور امداد و اعانت کریگا چنانچہ
حسب الحکم لاہوت بلاشور اُسی دن کشتی پر سوار ہوکے چلا دوسرے روز وہ کشتی کنارہ پر پہونچی
بلاشور نے کشتی سے اُتر کر دیکھا کہ ایک لشکر ستر ہزار آدمیون کا دریا کنارے اُترا ہوا ہی دریافت جو کیا تو
معلوم ہوا کہ یہ لشکر ملک معجن کا ہی کہ واسطے مدد لاہوت شاہ کے جاتا ہی بلاشور نے دیکھا کہ ملک معجن
ایک جوان قوی ہیکل ہی اور عمر اُسکی چالیس برس کی ہی غرضکہ پہلے معجن نے اپنے ایک ملازم کو کہ نام اُسکا خبر
دار تھا جابلقا مین بھیجا اور کچھ فوج ہمراہ کر دی اسنے جاتے ہی ظفر پائی اور جابلقا مین پہونچا بعد ازان ملک
معجن بھی روانہ ہوا ایک پہلوان اسکا تھا کہ نام اُسکا مہلال چوب زن ہی یہ دوسو من کی چوب باندھتا
ہی اور اسی سے کارزار کرتا ہی اور وہ چوب مثل برق غضب کی تھی اور سرعت مین سیماب سے زیادہ
تھی الحاصل بلاشور ملک معجن کیخدمت مین گیا اور سب کیفیت تباہی لشکر کفار کی اور غلبہ فوج

اسلام کا اور قلعہ بند ہوجانا خداوند لاہوت کا سب اسنے بیان کیا ملک معجن سنے بلاشور کی بڑی
حرمت کی اور تا دیر ستفسر حال رہا بلاشور بھی ہیدا دا ہل اسلام کی خوب بڑھا کر کہتا رہا ناگاہ عیار
معجن کا کہ سردار بھی تھا بارگاہ مین آیا وہ غلام مہتر بلاشور کا تھا اور سرو عیار اسکا نام تھا اسنے
بلاشور کو دیکھتے ہی اُسکے قدمون پر گر پڑا اور نہایت عجز وانکسار سے ملا بلاشور سنے پیشانی پر سرو
کے بوسہ دیا اور ظلم خدا پرستونکا بیان کرکے داغ فیروز کے سبب سے بہت افسوس کرنے رونے لگا
سرو نے کہا آپ خاطر جمع رکھین مین اپنی جان نثار کرونگا یہ اہل اسلام جاتے کہان ہین معجن نے
کہا کہ ای بلاشور جا اور خداوند زادہ سے کہنا کہ جس طور سے ہوسکے قلعہ سے باہر آؤ اور خدا پرستونکو
گرد قلعہ سے ہٹادو اور طبل جنگ بجوا کے صف کشی کرو کہ مین بھی آتا ہون پس بلاشور یہان سے رخصت
ہوا اور لاہوت شاہ کے پاس آکر جملہ حالات ملک معجن کے اس سے بیان کیے کہ اس طرح
وہ لطف وعنایات سے پیش آیا اور آپکی اعانت کے لیے ہمہ تن آمادہ ہی لاہوت شاہ کو یہ خبر سنکر
بڑی خوشی ہوئی اور ادھر جمشید نے امیر ثانی سے آکر کہا کہ لاہوت شاہ ایک جنگ کرنا
تمسے چاہتا ہی اسکو اچھی طرح سنو اُسکی مدد کے لیے ایک لشکر گران آیا ہی امیر ثانی نے فرمایا کہ کیا
مضائقہ ہی خدا اے ما بزرگ است غرضکہ لشکر اسلام مین طبل جنگی بجا شب بھر طرفین مین درستی اسلحہ
وسامان جنگ ہوا کی صبحکو دونون لشکر میدان مین آئے امیر نے جس مقام پر کہ پڑے ہوئے تھے
اُس سے کسیقدر پیچھے ہٹکر صف کشی کی اور معجن شاہ بھی ستر ہزار سپاہ لیکر میدان کارزار مین
پونہچا چار فیلون پر اسکا تخت کھچا ہوا تھا اور اسپر معجن شاہ بیٹھا ہوا آگے آگے بلیس اور
تلبیس اور مہلال چوب زن چلا آتا تھا جبکہ پاس لاہوت شاہ کے پہونچے سجدہ کیا سرو عیار نے
میدان مین آکر نعرہ کیا اور خردک بن کوچک عیار جانب لشکر اسلام سے باہر آیا سرو عیار نے کچھ
حقہ ہاے قارورہ آسمان کی طرف پھینکے اور کچھ سامنے زمین پر مارے اور وہ پھٹے تمام میدان مین
آگ لگ اٹھی اور خردک کہ پسر خواندہ عمر تھا قارورہ بازی مین بےمثل تھا اسنے بھی قارورہ ہاے
آتشبار مارنا شروع کیے قارورہ قارورہ پر پڑا اور دونون ٹوٹے خردک نے دیکھا کہ آگ بجھ آئی
اسنے چاہا کہ مین لشکر مین چلا جاؤن سرو نے کمند ماری خردک نے خنجر کھینچا اور نزدیک سرو کے
آیا سرو نے خنجر خردک کے پہلو پر مارا کہ وہ قتل ہوا چونکہ خوردک پسر خواندہ عمر کا تھا حمزۂ ثانی
نے اُسکا ماتم کیا اور بڑا رنج وغم امیر کو ہوا جبکہ رات ہوئی سرو اور بلاشور نے پوشاک شبروی
پہنی اور اس طرف عمر ثانی نے سب عیارون کو بلایا مگر شاپور وقران نہ تھے رستم ثانی اور
بدیع الملک کو بلانے کے لیے گئے تھے عمر ثانی نے کہا ای یارو عوض خردک کا سرو سے لینا
ضرور ہی کہ مرجان آیا اور خبر لایا کہ آج کی شب عیاران لشکر کفار قصد شبروی کا رکھتے ہین اُسپر
ابوالفتح بولا کہ مین عوض خردک کا ضرور بالضرور لونگا لیکن شرط یہ ہی کہ تین حصہ عیارون کے کرو
عیاران دست چپ سے چالاک بولا کہ نگہبانی لشکر کی مین کرونگا اور مرجان بولا کہ لشکر کفار
مین مین جاتا ہون ابوالفتح نے کہا کہ سرو سے عوض خردک کا مین لونگا غرضکہ یہ مشورہ قرار دیکر اپنے
اپنے کام مین سب مصروف ہوئے

داستان

داستان رستم ثانی اور افلاک و اشراق اور قید کرنا رستم ثانی کو

راویان شیرین کلام اس داستان رنگین کو یون ساعہ افروز شائقین کرتے ہین کہ جب رستم
ثانی شمیم کے مکان پر تھا کہ ناگاہ افلاک نیزہ دار اشراق شاہ کا بھیجا ہوا اُس مقام پر آیا
رستم کو خبر ہوئی تلوار کھینچکر باہر نکل آیا شمیم نے ہر چند منع کیا مگر کچھ فائدہ نہوا رستم افلاک کے قریب
پہونچا اور چاہا کہ تلوار لگائے کہ افلاک نے اپنے سب لوگون کو منع کرکے رستم سے کہا کہ مجھے مت قتل کرو
ایک کام تمسے میرا ہی رستم نے ہاتھ روک لیا افلاک بولا کہ سہمک عیار نے رات کو تمھاری خبر اشراق
شاہ کو پہونچائی اور اُسنے مجھکو بھیجا ہی اگر تم مجھے قتل کروگے تو تمھارا کام نہوگا اور اشراق شاہ کے پاس
لشکر کثیر ہی تم چلکر اشراق کو قتل کرو سب فوج تمھاری ہوجائیگی اور ملک و مال ہاتھ آئیگا اور اس کام کا
انتظام کردینا میرا ذمہ ہی رستم نے کہا اچھا اُس کافر خاسر تک مجکو پہونچادے پھر مین سمجھ لونگا غرضکہ رستم
شمیم و افلاک اُسی طرف چلے افلاک پہلے بارگاہ مین گیا اور سلام کرکے بیٹھا اشراق شاہ نے اس سے
پوچھا کہ رستم کو قتل نکیا وہ بولا مین کسکو قتل کرتا وہ آدمی نہین دیو ہی جبکہ میرے اُسکے کشتی ہوئی تو اُسنے دونون
ہاتھ سے مجکو اُٹھا کر چاہتا تھا کہ زمین پر دے مارے کہ ہڈیان تک میری سرمہ سا ہو جائین مگر مین نے اُسکو
فریب دیکر جان اپنی بچائی اور بہانہ سے یہان تک اُسکو لے آیا ہون اشراق شاہ بولا کہ اچھا میرے
سامنے اُسکو لاؤ چنانچہ افلاک رستم کے پاس آیا اور اُنکو بحضور اشراق شاہ لے گیا رستم نے بارگاہ
مین آکر بآواز بلند سلام کیا اور خدا کا نام زبان پر جاری کیا اور صندلی پر گشتواز کی بیٹھا اُس مزاج کے خلاف
اشراق نہایت غیظ و غضب مین آیا اور کہا اول تو نے نام خدا میرے روبرو لیا اور دوسرے کرسی گشتواز
پر بیٹھا غضب کیا اگر یہ خبر گشتواز کو پہونچی تو تمام عالم کو زیر و زبر کردیگا یہ کلام ہو رہے تھے کہ گشتواز بھی سیر
شکار سے واپس آکر داخل بارگاہ اشراق شاہ ہوا اور اپنی صندلی پر رستم کو بیٹھے دیکھکر انتہا کے غیظ مین
آکر رستم پر حملہ کیا رستم نے ایسا ایک گھونسہ مارا کہ پھر اُسنے سانس نلی داخل جہنم ہوا اور سامنے اشراق
شاہ کے گرا اتنے مین خبر سنکے دلیران اسلام بھی بارگاہ مین آئے اور چارون طرف سے گھیر لیا اشراق شاہ
خوف سے مسلمانون کے محل مین داخل ہوا اور دل مین قرار دیا کہ اپنی لڑکی شمیم بن کیوان عطارد شناس
کو دونگا کہ اس عرصہ مین سہمک عیار نے بہ عیاری رستم کو بیہوش کیا اور کیوان و شمیم کو بھی کمند مین قید
کیا اشراق شاہ نے حکم کیا کہ ان تینون شخصون کو دار پر کھینچو اور گرد چار سو آدمیون کا پہرا مقرر کیا کہ کوئی
آب و طعام اُنکو نہ پہونچا سکے اور بھوک پیاس سے ہلاک ہون اور کافرون نے ملازمان کیوان و شمیم کو جو کہ
ہمراہ اُنکے مسلمان ہوگئے تھے قتل کرنا شروع کیا اور مردمان شہر جدائی شمیم و رستم کی دیکھکر اشراق
کو گالیان دیتے تھے اور برا بھلا کہتے تھے

داستان بدیع الملک کی اور سبز کی عیار کا چرا کر لیجانا بدیع الملک کو

ساقی پہ جھکا چمن بھی مے لالہ فام سے
ہمت بلند چاہیے دو ہاتھ بام سے
باہر حساب سے کرم بیشمار ہی
جیتا ہے نام صبح کا اسے لیکے شام سے

ہمکو بھی چشم داشت ہی جمشید کے جام سے
غافل نہین قضا و قدر اپنے کام سے
باران ہی ایک قطرہ ترے فیض عام سے
بسمل کیطرح لوٹتے ہین مست ساقیا

کھینچے دو دو ریا کو بادہ تمام سے
آنکلی ہی پڑتی ہی یہ سرو ہی نیام سے
کیونکر شب فراق کٹی کچھ نہ مست جیسے
شیشے سے ہوشیار خبر دار جام سے

ابرو و چشم و زلف مین کیا کیا ہین تیغ تین
بت پوجنے کو آیا ہون بیت الحرام سے
صیاد حسن کھیلتا ہی جب شکار عشق
یہ ذوالفقار رہتی ہی باہر نیام سے
اللہ ری شان و عظمت بتخانہ ہای ہند
ظاہر ہی وجد صوفی عالی مقام سے
رغبت کی آنکھ ڈالیے اس بحر حسن مین
ہین آشناے دختر رز ہون مدام سے
دل سوختون سے گرمی حسن و جمال پوچھ

تصویر بے خبر ہی مصور کے کام سے
ہر نامہ سے زیادہ تر اونکا ہو روسیاہ
بلبل کو پھانستا ہی رگ گل کے دام سے
شاعر ہون کیا عجب ہے کہ ہمنفسون بادہ خوار
ہر آستان بلند ہی کعبہ کی بام سے
ای مرغ دل ہی فاصلہ اس لب کا ہی نہین
دریا کو دیکھئے دہن تشنہ کام سے
زاہد فسانہ پوچھ شراب و کباب کا
آگاہ یہ کباب ہین آتش کے کام سے

ای برہمن تجھے مری توقیر چاہیے
لکھتے ہین غیر یار کو خط میرے نام سے
عریان کو ترے قید نہین پیرہن کی ہی
قول ورع کم نہین فعل حرام سے
آواز دوست آتی ہی پردہ ساز سے
دانہ ترے نصیب کا باہر ہی دام سے
گھٹی مین دی ہی دایہ نے مجکو شراب ناب
دنیا کا لطف ہی اسی آب و طعام سے

تحریران داستان دلستان و گلگونہ کشان عارض شاہد بیان توسن خامہ کو میدان مدعا مین جولان کرکے مشتاقان فسانہ کو یہ حکایت لطف انگیز اس طرح سناتے ہین کہ جب بدیع الملک کو سنبرک عیار خبر لایا کہ اس درمیان مین ایک شور و غل پیدا ہوا اور دیکھا کہ لوگ استقبال کو جاتے ہین کہ زلازل بن گرشاسب خونخوار اور کبوت گرز گردان کہ عمود اسکا ہزار من کا ہی کوہ مین سے خدا پرستون سے جنگ کے لیے جاتے ہین صد ہا اور ہزار ہا کافرون نے استقبال کیا لوگون نے دیکھا کہ پچاس ارش کا قد اسکا تھا اور ایک دیو تھا کہ قالب انسان مین سما گیا تھا اور آگے آگے اسکے ایک ہاتھی مست کنپٹیان اسکی بہتی ہوئی پانون مین بہت بھاری زنجیر پڑی ہوئی جھومتا ہوا چلا آتا ہی مردم شہر تماشے کے لیے دوڑے اور استقبال کرکے بارگاہ مظالم شاہ مین لے گئے اور ہاتھی کو باہر بندھوا دیا مگر یہ ہاتھی کو بہت عزیز رکھتا ہی اسنے اپنے قریب ہی بارگاہ مین ہاتھی کو رکھا ہی اور وہین اس فیل کو غذا بھی ملتی تھی جب لوگون نے پوچھا کہ یہ فیل کیسا ہی جواب دیا کہ یہ ہاتھی گرز آہنی سونڈ مین لیکے خدا پرستون سے لڑیگا اور حمزہ ثانی کو باندھکر پیش لاہوت شاہ لیجاویگا غرضکہ مظالم شاہ نے تمام بارگاہ کو آراستہ کیا اور بڑی دھوم سے زلازل کی دعوت کی اور ادھر شاہزادہ بدیع الملک ملکہ شیرین کلام کے پاس بیٹھا تھا اور مجلس عیش برپا تھی خواصین گرد پیش حاضر جام مے ارغوانی گردش مین تھا آواز نقارہ آمد کی سنائی دی سنبرک عیار کو واسطے خبر کے بھیجا کہ دیکھ تو کیا معاملہ ہی سنبرک جاکر خبر لایا کہ زلازل بن گرشاسب خونخوار اور کبوت گرز گردان مع ایک فیل مست کے کہ وہ بھی گرز آہنی اپنی سونڈ مین لیے ہی بارگاہ مین آیا ہی غرضکہ سنبرک نے احوال آمد زلازل اور تعریف و توصیف ہاتھی کی جو سنی تھی شہزادہ سے بیان کی شاہزادہ نے یہ حال سنکر ایک آہ کھینچی ملکہ نے سبب آہ سرد بھرنے کا دریافت کیا کہا لشکر مین دشمنون کے لوگ مدد کو چلے آتے ہین اور مجھے کچھ کام نہین ہو سکتا ملکہ بولی اول مجھے اپنے لشکر مین پہونچا دو بعد اسکے جو کچھ چاہو سو کرو شہزادہ بولا کہ میرا نام بدیع الملک ازدہلی ہی یہ کام کبھی میرے پدر نامدار نے تو کیا نہین پھر مجھسے کیونکر ہو سکیگا مین یہانسے کہین نہ جاؤنگا اور اس کافر کے گرز کو جسے وہ پھراتا ہی پارہ پارہ کردونگا پھر شہزادہ نے سنبرک سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ بھئی سنبرک مین تمکو نہایت دوست رکھتا ہون ایک بات میری قبول کرو سنبرک بولا کہ حضور بسر و چشم جو ارشاد ہو بجا لاؤن شہزادہ نے کہا آج شب کو مجھے پاس اس ہاتھی کے پہونچا دو

سبزک نے کہا بہت خوب ملکہ نے پوچھا کس جگہ وہ ہاتھی بندھا ہوا ہے اُسنے کہا کہ قریب محل بادشاہی
کے جہان دس ہزار آدمی عیار و مسلح موجود ہین اور تمام محل و باغ کی حفاظت مین پہرے پر
ہوشیار کھڑے رہتے ہین ملکہ نے کہا کہ پھر کیونکر لیجائیگا سبزک نے کہا کہ مین نے ایک تدبیر نکالی ہے
ملکہ نے پوچھا وہ کونسی راہ ہے سبزک نے کہا ایک نقب مین نے اپنے گھر سے باغ تک لگائی ہے
اُسی راہ سے شہزادہ کو لیجاؤنگا ملکہ نے ہر چند منع کیا مگر کچھ مفید نہوا آخر الامر سبزک در قصر مظالم شاہ
پر آیا اور شہزادہ کو بھی ہمراہ لایا پس شہزادے نے اول ایک ہی ضرب تیغ سے سر فیل کو قلم کیا اور
وہان سے جانب قصر مظالم شاہ چلا راہ مین دو عیار ملے سبزک نے خنجر سے ایک عیار کو قتل
کیا اور دوسرے کو شہزادے نے پکڑ کر پوچھا کہ تو کون ہے سچ بتا اُسنے کہا کہ ہم دونون عیار ہین قارن
آتشبار نے ہمکو بھیجا تھا بدیع الملک نے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے اسنے کہا کہ مجھکو شبرنگ کہتے
ہین شہزادہ نے اُسکو ستون سے مضبوط باندھ دیا اور فرمایا کہ مین ہی بدیع الملک ہون مین ہی
نے فیل زلازل شاہ کو قتل کیا ہے جو کچھ تو نے آج دیکھا اور سُنا ہے کل قارن سے جا کر کہنا لیکن
آفتاب نکلنے سے پہلے اگر تو نے آواز مُنہ سے نکالی یا کسی سے کوئی بات کہی تو بیشک تجھکو قتل ہی
کر ڈالونگا اُسنے قبول کیا شاہزادہ ہمراہ سبزک قصر مظالم شاہ کیجانب چلا اور وہان سے پلٹ کر اپنے
محل مین آیا سبزک نے کل حال ملکہ سے بیان کیا ملکہ بہت خوش ہوئی اور کہا اے شہزادہ خیر یہ تو جو کچھ ہونا تھا
وہ ہوا مگر تم اب ہرگز باہر نہ جانا اور پھر صحبت شراب و کباب کی برپا ہوئی صبح کو سبزک لشکر مین گیا کہ
بات کی خبر دریافت کرے کہ کیا گذری دیکھا کہ ایک شاگرد قارن کا دو گھڑے پانی لانے کی غرض سے کندھے
پر رکھے چلا جاتا ہے آگے بڑھکر ایک دوکان کے قریب پہونچا دیکھا کہ اجمال زنگی مرا ہوا پڑا ہے اور لوگون
سے سُنا کہ ایک عیار بندھا ہوا ہے اور لشکر مین غل و ہنگامہ برپا ہے لوگ لشکر کفار کے دوڑے اور
قارن بھی بہت سے آدمی اپنے ہمراہ لیکر پہونچا شبرنگ کو دیکھا کہ ایک ستون سے بندھا کھڑا
ہے اور چاؤشنگ کو کشتہ پایا ہر چند قارن شبرنگ سے استفسار حال کرتا ہے مگر وہ ایک حرف زبان
سے نہین نکالتا اور آسمان کو دیکھ دیکھ کر اشارہ کرتا تھا آخر کو قارن تنگ ہوا اور آواز خوفناک سے
پکارا لاچار شبرنگ نے کہا کہ مین نے اقرار کیا ہے کہ جب تک آفتاب نہ نکلے گا مین ہرگز کوئی بات
نکرونگا قارن نے غصہ ہو کر کہا کہ تو کچھ خوف نکر مین تو تیرے پاس موجود ہون تو کیون ڈرتا ہے اور جو کچھ
حال گذرا ہو سب بیان کر تب شبرنگ نے احوال گذشتہ بیان کرنا شروع کیا کہ اتنے مین دربارگاہ
مظالم شاہ سے ایک شور و غل سُنائی دیا کہ ہے ہے فیل زلازل کو کسینے قتل کر ڈالا نہین معلوم کہ یہ
کام کسنے کیا ہے اور کون ایسا دلیر ہے کہ جسنے اس مقام پر پہونچکے یہ قیامت برپا کی تمام لوگ شہر کے ہاتھی
کے گرد کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہین اور کچھ لوگ قارن کے بلانے کو چلے کہ وہ آکر یہ سانحہ دیکھے
چنانچہ قارن کو لوگ بلا کر لائے یہ اول مظالم شاہ کے بارگاہ مین گیا دیکھا تو وہ فیل مست مرا ہوا
پڑا ہے مظالم نے قارن سے پوچھا کہ تجھے کچھ خبر ہے کہ یہ حرکت کس سے سرزد ہوئی قارن بولا کہ یہ کام
پسر نور الدہر کا معلوم ہوتا ہے مظالم شاہ نے پوچھا کہ تو نے کیونکر جانا قارن نے کہا کہ مجھسے سب کیفیت
اصلی شبرنگ عیار نے بیان کی ہے اور چاؤشنگ بھی مارا گیا مظالم شاہ یہ سنکر بہت پریشان ہوا

اور کہا کہ ای قارن جس وقت مین نام پسر نور الدہر کا سنتا ہون دل میرا کانپ جاتا ہی قارن
نے عرض کیا کہ آپ گھبراتے کیون ہین اور کچھ تردد نکیجیے مین اُسے پیدا کرونگا زلازل بولا کہ اگر مین اُسکو
پا جاؤن تو سر اُسکا کاٹ کے پھینکدون الغرض سنبرک تو یہان خبر لانے کے لیے آیا ہی تھا اُسنے
سب حال دریافت کرکے یہ خبر شاہزادہ کو پہنچائی شاہزادہ بولا کہ ای سنبرک تو مجکو بارگاہ مظالم مین
پہنچا دے ملکہ بولی اس سے تمھارا کیا مدعا ہی شہزادے نے کہا تم خود ہی جان لوگی ملکہ نے سنبرک کو بُرا بھلا
کہنا شروع کیا کہ ای نالایق مین نہین جانتی کہ تو کیا آفت برپا کریگا غرض ملکہ نے ہرچند منع کیا اور روکا مگر کچھ فائدہ
متصور نہوا اور آخر الامر شاہزادہ نقب کی راہ سے ہمراہی سنبرک عیار دربارگاہ مظالم پر پہونچا دیکھا کہ دربار
اسکا آراستہ ہی اور تمام پہلوان اور سرداران ذی شان دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے ہین شہزادہ بھی ٹہلتا
ہوا جا کر پسر مظالم شاہ کی صندلی پر بیٹھ گیا مظالم شاہ بہت متحیر ہوا اور پوچھا یہ کون ہی شاہزادے نے
نعرہ کیا کہ منم بدیع الملک پسر نور الدہر مین نے سنا ہی کہ وہ ناپاک زلازل کہتا تھا کہ مین پسر نور الدہر
کو قتل کرونگا مین اسی لیے آیا ہون کہ دیکھون تو وہ کیسا زبردست ہی تو میرے قتل پر آمادہ ہی زلازل
کو غصہ آگیا اور شاہزادہ کی طرف متوجہ ہوا بدیع الملک نے ہاتھ بڑھا کے گریبان زلازل کا پکڑ لیا اور
زور کرکے ایک ہاتھ پر زلازل کو اُٹھا لیا اور زمین پر دے ٹپکا اور سر اُسکا دھڑ سے کھینچکر محفل مین پھینکدیا
سب حیران ہوگئے اور مارے خوف کے کانپنے لگے بدیع الملک نے تیغ تیز کھینچکر کفار کو قتل کرنا شروع
کیا یہان تک کہ دو سو آدمیون کو قتل کرکے باہر بارگاہ سے نکل گیا کوئی مارے ڈر کے روک نہ سکا سب
اپنی جگہ پر بیٹھے رہگئے الحاصل شاہزادے نے اپنے تئین محل مین ملکہ کے پاس پہنچایا ملکہ شاہزادے کو خون مین
غرق دیکھکر بیہوش ہوگئی شہزادے نے کہا ای جان من تم کیون اندیشہ کرتی ہو کوئی گھبرانے اور تردد کی بات
نہین ہی غرضکہ شہزادے نے ملکہ کو تسلی دیکر جو کچھ حال گذرا تھا سب اُس سے بیان کیا ملکہ نے شہزادے سے
کہا کہ اگر کوئی چشم زخم خدانخواستہ پڑ جب تمکو لگتا تو مین کہان کی رہتی اور سر کو شہزادے کے قدم پر رکھکر پوشاک
خون بھری ہوئی اُتروائی غسل کروا کے دوسری پوشاک بدلوائی اُدھر سنبرک ڈرتا ڈرتا روبرو ملکہ کے
گیا ملکہ نے کہا ای ملعون کیا پھر تو کبھی شہزادہ کو لیجائیگا اگر ابکی ایسا کیا تو جان لینا کہ تجھے قتل ہی کرڈالونگی
سنبرک بولا کہ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل کا معاملہ ہی اگر لے جاتا ہون تو آپ ناراض ہوتی ہین قتل پر آمادہ ہین
اگر نہین جاتا ہون تو شہزادہ مجکو مارے ڈالتا ہی پس مین کیا کرون سخت مصیبت مین مبتلا ہون مطابق شعر
غم صیاد و فکر باغبان ہی ✣ دو عالم مین ہمارا آشیان ہی ✣ یہ سنکر سب ہنسنے لگے اور محفل عیش و نشاط برپا ہوئی

اب کچھ حال بلاشور کا بیان کیا جاتا ہی

راوی خوش تقریر کا بیان ہی کہ جب بلاشور جانب لشکر اسلام چلا جاتا تھا کہ کوئی کار نمایان کرے کہ عیارو
مین سے ایک عیار نے آکر خبر دی کہ اُستاد عیاران عمر کے تین حصہ ہوگئے ہین ایک نگہبانی لشکر کے لیے
اور ایک حصہ اسطرف تمھاری تلاش مین آتا ہی اور تیسرا حصہ برائے عیاری تمھارے لشکر کی طرف چلا ہی
بلاشور نے یہ سنکے گھبرا کر کہا کہ ارے یارو صلاح کیا ہی سرو نے کہا کہ آپ پریشان نہو جیسے مین بھی تین حصہ
اپنے عیارون کے کرتا ہون بلاشور نے تھوڑی دیر فکر کی اور کہا ای یارو مین تین شخصون سے بہت اندیشہ
ہون اول شاپور دوسرے قران تیسرے عمر ثانی پس شاپور و قران تو لشکر مین نہین ہین مگر عمر ثانی

میرے لیے لشکر مین پھر رہا ہو اور مین بھی صرف عمر ثانی کے لیے پھر رہا ہون اور اسکی مجھے فکر و تلاش ہے
شاید وہ میرے ہاتھ لگجائے بلاشور تو ایک طرف پھر گیا اور سرو و فیروز دوسری جانب روانہ ہوئے
اور یہان عمر ثانی چار عیارون کے ہمراہ گرد لشکر کے پھر رہا ہے فیروز دو دن سے اسکی گھات مین تھا
پس عمر ثانی پاس اسکے پونہچا کہ وہ اپنے لشکر کے کنارہ بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا اور داہنی جانب اسکی
نگاہ تھی کہ سرو ہنسا اور بولا کہ عجب فکر پڑے دلمین ہے فیروز نے کہا کیا سرو بولا کہ ای فیروز مجکو پیر خداوند نے
فرمایا ہے کہ دوڑنے مین مثل تیرے کوئی نہین ہے فیروز نے کہا تو کسقدر جا سکتا ہے سرو نے کہا کہ تم کسقدر راہ
طے کر سکتے ہو فیروز بولا اسی فرسنگ اسیر سرو بولا کہ قسم ہے جان بلاشور کی مین رات دن مین ستو
فرسنگ جا سکتا ہون فیروز بولا اب تیرا کیا مطلب ہے سرو نے کہا کہ معلوم ہو جائیگا بعد ازان سرو بولا کہ
مین کمند کو خس پوش کرتا ہون تم راہ مین دیکھتے رہو کہ عمر ثانی کو کیونکر پھنساتا ہون یہ کہکر ہمراہیون کو
گھات مین بٹھایا اور آپ بھی چھپکر بیٹھ رہا کہ عمر ثانی گھومتا ہوا اسطرف آیا اور قدم کمند پر رکھا سرو پلٹ گیا
عمر ثانی اسطرف متوجہ ہوا کہ فیروز نے کمند کو کھینچا عمر ثانی گرا اور سرو عمر کو باندھکر لے گیا اور عیار جو
عمر ثانی کے ہمراہ تھے وہ بعد آنے کسیکو نہ دیکھا حیران ہو کر ایک سمت کو چلے گئے لیکن بلاشور جو پھر رہا
تھا وہ اس فکر مین تھا کہ چالاک اور ابو الفتح و ضرغام کو پیدا کرے پر دلمین سوچا کہ اول لاہوت
شاہ کو خبردار کرون کہ وہ اس کام سے واقف ہو جاوے کہ عیار عمر ثانی کے گرد بارگاہ لاہوت کے
گھات مین لگے ہوئے تھے کہ بلاشور پیدا ہوا سب عیار اسے دیکھکر حیران ہوئے کہ یہ کم بخت اسوقت
یہان کیون آیا ہے جب بلاشور پاس لاہوت شاہ کے خبردار کرنے گیا لاہوت نے اس سے
کہا اے بلاشور تو کسلیے گیا تھا اور کیا کام تو نے کیا بلاشور نے کہا کہ عیار عمر ثانی کے میری فکر مین
لگے ہین کہ مجھے پکڑ لیجائین مین انکے پیچھے جا کر کیا کرون لاہوت شاہ نے کہا کہ مجکو قسم ہے لقا کی کہ آجکی
رات تجکو کہین نہ جانے دونگا آخر وہ بھی بادہ کشی مین مشغول ہوا جب سب کفار بارگاہ سے اٹھ گئے اور
بلاشور نے چاہا کہ ساقی شراب پلائے لیکن ساقی بھی چلا گیا تھا بلاشور نے غل مچانا شروع کیا
کہ لاہوت شاہ جاگ اٹھا اور بلاشور سے کہا مین ساقی بنتا ہون اور تخت سے نیچے آیا اور بلاشور
کو جام بھر کے دیا بلاشور نے سجدہ کیا بعد ازان لاہوت نے تخت پر بیٹھ کے آپ شراب پی اور سو گیا
کہ اتنے مین چالاک ساقی بنکر آیا ایک جام بلاشور کو دیا بلاشور نے چاہا کہ اسکی گردن پکڑے
چالاک نے غمزہ و ناز سے بلاشور کو جام شراب دیا اسوقت بلاشور بیہوش ہوا چالاک بجلدی
تمام بلاشور کو باندھ کر لے نکلا اور پاس حمزہ ثانی کے لے گیا لاہوت نے جو دیکھا کہ بلاشور گرفتار
ہو گیا عمر ثانی کو بھی قید کیا مہلال چوب زن طبل جنگی بجوا کے میدان مین آیا اور ادہر سے فضل
بن گیہور خون آشام نکلا دونون سے مقابلہ ہوا فضل نے نام پوچھا مہلال بولا کہ یہ ستارہ
جو اوپر چمکتا ہے لقا ہے فضل نے نظر بجانب آسمان کی کہ اس ملعون نے ایک ضرب چوب دست کی گردن
فضل پر لگائی کہ فضل بیہوش ہو گیا اور چاہتا تھا کہ دونون ہاتھ مرکب کے گردن مین ڈالدیے
کہ وہ کسی طرف لے نکلے مگر مرکب کے بھی ایک چوب دست اسنے لگائی کہ وہ بھی گرا مہلال نے چاہا
کہ قریب جا کر وار کرے کہ نور الدہر اور جمیع سرداران اسلام پہونچ گئے اور ادہر سے مجنون شاہ

وغیرہ بھی کمک کے لیے آگئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی بہت کافر ہلاک ہوئے اگرچہ مہلال نے بھی خوب
جنگ کی مگر تاب مقابلۂ سرداران اسلام نہ لاسکا آخرالامر کفار نے طبل امان بجوادیا دونون لشکر اپنے
اپنے مقام فرودگاہ پر واپس گئے

اب داستان رستم ثانی کی بیان ہوتی ہے

کہ جب سہمک عیار نے رستم کو بیہوش کرکے گرفتار کیا تو شمیم کے پاس رستم کو بھی مقید کیا
اور شمیم کا گھربار جاکر لوٹ لیا اور کیوان کے محل مین گھس کے اُسکی حرم کو پکڑ لائے اور جس قدر
زروجواہر اور لونڈی غلام ملے سب کو گرفتار کرکے ایک باغ مین آکر ٹھہرے اور یہ صلاح کی کہ ان سبکو
جابلقا مین پہونچاؤ یہ خبر حمزہ ثانی کو پہونچی چونکہ رات اندھیاری تھی یہ لوگ جو تمام زروجواہر لوٹ کر لائے
تھے راہ بھول گئے نیچے ایک قلعہ کے پہونچے کہ اُسکا نام تیغ حصار تھا اور بادشاہ وہانکا منیر بدر نام
رکھتا تھا ملازم منیر بدر سبکو پکڑ کے پاس منیر بدر کے لائے منیر بدر نے روپیہ اور جواہرات کثیر جو
اُنکے پاس دیکھا حیران ہوا اور کہا کہ اسقدر زروجواہر تم لوگ کہان سے لائے شاید کہین سے چورا
لائے ہو ان لوگون نے ابھی جواب کچھ جواب نہ دیا تھا کہ شمیم نے اول سرگذشت شہزادہ رستم کے
قید ہونے کی بیان کی بعد ازان کل حال اپنا مع کیفیت بربادی وتباہی اپنے گھر کی اور لوٹ کی لانے
اُنکا زروجواہر اور اہل حرم اور لونڈی غلام وغیرہ کو بیان کیا منیر بدر یہ حالات سنکے بہت رویا اور
شمیم کو قید سے رہا کرکے اُسکی ماں بہن کی بہت حرمت کی اور کہا ای شمیم اگر مین رستم کو کہین پالون
تو حلقہ اطاعت اُسکا اپنے کان مین ڈالون اور یہ کہکر کان مین اپنے سوراخ کرکے ایک حلقہ پہن
لیا شمیم نے کہا اس محبت سے کیا فائدہ ہی کسلیے کہ اُسکو میرے باپ کے ساتھ ایک جگہ پر مقید کیا ہی
اور حکم ہوا ہی کہ کوئی انکو آب وطعام نہ دیوے کہ یون ہی بے دانہ وآب یہ لوگ بھڑک بھڑک مرجائین منیر
یہ حال سنکر چار ہزار قزاق ہمراہ لیکر قریب شہرپناہ کے آیا ہزار قزاقون کو تو حصار شہر کے لیے چھوڑا
اور باقی آدمی لیکر جہان رستم اور کیوان قید تھے وہان پہونچا سب عیار سو رہے تھے اُنکو عالم خواب
مین قتل کیا اور چونکہ کیوان وغیرہ بیہوش تھے پس بید مشک اور زعفران گلاب مین ملاکر شربت بنا کے
رستم وکیوان کو دیا القصہ رستم وشمیم وکیوان کو قید سے رہا کرکے برج قلعہ سے نیچے لائے اور
وہان سے قلعہ تیغ حصار مین آئے کہ وہ قلعہ اُس مقام سے چودہ فرسنگ تھا لیکن آدھی رات کو سہمک
حمام کرنے کو اپنے مقام سے باہر نکلا تھا اور حمام کرکے پاس اُس مقام کے آیا جہان یہ لوگ قید تھے وہان
دیکھا تو اور ہی گل کھلا ہوا ہی یعنے اپنے ہمراہی عیارون کو مقتول پایا اور رستم وشمیم وغیرہ کو وہان نہ پایا
پس سہمک نے گریبان اپنا چاک کیا اور روتا ہوا بارگاہ اشراق شاہ مین پہونچا اُسکے اس طرح پریشان
حال جانے سے ایک غلغلہ بارگاہ مین پڑا اشراق شاہ نے غصہ ہوکر سہمک سے کہا کہ تونے ہی تو
اُن لوگون کو بخوبی حفاظت مین مقید نہین رکھا اور پھر آپ ہی مکر سے یہ باتین بناتا ہی دیکھ تجھی کو مین قتل
کرونگا ورنہ اُنکو پیدا کر غرضکہ سہمک ڈھونڈھتا ہوا قلعہ تیغ حصار مین آیا دیکھا ایک شخص لڑائی مین
زخمی ہو گیا تھا طاقت چلنے کی نہین رکھتا تھا وہ پڑا ہوا ہی اُسکو پکڑ کے حال پوچھا اُس مجروح شخص نے
کہا کہ اس شرط سے مین حالات بیان کرتا ہون کہ مجھے قتل نکرو سہمک نے قسم کھائی اس زخمی نے

حال شمیم کا اور حلقہ اطاعت رستم مین لینا غیر بدر کا بیان کیا سہمک اس شخص کو اشراق شاہ کے پاس لے گیا جب اشراق شاہ کو اصل حقیقت سے واقف کیا تو الماس کو چار ہزار آدمی ساتھ کر کے قلعہ پنج حصار کی طرف روانہ کیا اور کہا کہ شمیم و کیوان و رستم کو زندہ گرفتار کر کے لاؤ یہ سُنکر وہ روانہ ہوئے

داستان جانا الماس کا رستم کے گرفتار کرنے کو اور الماس کا مسلمان ہونا

چمنستان کی الٰہی نشو و نما پھرتی ہے
عنبرین گیسوؤن کے گرد بلا پھرتی ہے
کیچ تک [illegible] کی ہمیسے کیے رکھتے ہین
[illegible] قبول انکی دعا پھرتی ہے
قتل کس کس کو کرے دیکھیے ہنگام خرام
پھیر نے سے کوئی وہ زلف رسا پھرتی ہے
اپنے جامہ سے ہون مین باہر مفلس تا ہم
یہ بلا وہ نہین آتش جو بلا پھرتی ہے

رت بدلتی ہے کوئی دن مین ہوا پھرتی ہے
خاک چھنوا رہی ہے کوچہ قاتل کی تلاش
آنکھ اپنی بھی صنم سوی خدا پھرتی ہے
نشئہ مے نے نقاب رخ زیبا اُلٹا
یہ قدم سے جو لگی انکی حنا پھرتی ہے
وہ جنون خیز ہے وہ مایہ سودا ہے وہ زلف
رہن ہوتی ہوئی دستار و قبا پھرتی ہے

خال مشکین کو ترے کرتے ہین فتنے سجدے
ساتھ ساتھ اپنے خراب اپنی قضا پھرتی ہے
ملتجی جو تری درگاہ کے ہین ای محبوب
ٹھوکرین کھاتی اُن آنکھونکی حیا پھرتی ہے
پالون تک یار کے پہونچیگی لٹک کر رستے
دیکھتی ہے جو پری برہنہ پا پھرتی ہے
صبح محشر کے سوا صبح شب ہجر نہین

طغرا نویسان رنگین بیان و نقاشان نقش شاہد خوش جمال داستان اس تقریر رنگارنگ کی نیرنگی کو خامہ جادو طراز سے حدیقہ بیان مین بخط گلزار اس طرح سرسبز فرماتے ہین کہ جب قضا زاہد قدرت نے شعلہ ہای تنویر شعاع مہر کو آیہ واللیل اذا عسعس سے فرد کیا اور تیغ کہکشان و الصبح اذا تنفس کو میدان سپہر مین چمکایا شہزادہ رستم کو قزاق پنج حصار مین لائے رستم نے عجب طرح کے آدمی دیکھے سب صورت عیارون کی بنائے ہوئے تھے رستم غیر بدر کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور سب لوگون کے حال پر مہربانی فرمائی ناگاہ نگہبانان قلعہ نے دیکھا کہ ایک لشکر نمایان ہوا ہے اور نشان فوج کے چمک رہے ہین غیر بدر بولا کہ اس قلعہ کو کوئی نہین لے سکتا ہے رستم ثانی نے فرمایا کہ ہم حصار سے باہر نکلکر لڑینگے اور گھوڑا طلب کیا غیر بدر نے چاہا کہ منع کرے تاکہ حصار سے باہر نکلکر لڑنا نہ پڑے شمیم نے منع کیا کہ شہزادہ کے خلاف ہوگا غرضکہ رستم مع قزاقون کے قلعہ سے باہر نکل آیا یہان تک کہ فوج دشمن کی مقابلہ پر آئی اور لڑائی شروع ہوئی نوبت باینجا رسید کہ الماس ناوک انداز نے اسقدر تیر سینہ بر اسپ رستم کے مارے کہ گھوڑا گرا اور رستم کو دکر علٰحدہ ہوا رستم کے گھوڑے نے زمین پر لوٹ کے سر سینہ پر مرکب الماس کے مارا وہ بھی لوٹ کر زمین پر گرا الماس اور رستم دونون پیادہ پا ہوگئے الغرض الماس نے ایک ضرب تیغ خون آشام رستم پر ماری رستم نے بند دستہ اُسکا پکڑ کے کھینچا الماس رستم کے قدمون پر آکر گر پڑا اور از سر صدق مسلمان ہوا ہمراہیون مین سے اسکے چند آدمی بھاگ کر اشراق شاہ کی طرف گئے

اب چند کلمے داستان بدیع الملک کے بیان کیے جاتے ہین

شکوہ نہین کسیکی ملاقات کا مجھے
باسی نہ اُسنے بار دیا رات کا مجھے
وہ دن سے اپنے گھر گئے آئی شب فراق
آیا ہی خوب توڑ تری گھات کا مجھے

تم جانتے ہو وہم ہے جس بات کا مجھے
کوئی نہین تو دل ہی سے باتین ہین یاد مجھے
کھٹکا لگا ہوا تھا اسی رات کا مجھے
ڈر تا کسی کا اور وہ بجلی کا کوندنا

جانا کہ یوہی غیر پہ پہچان جائیگا
اللہ رے شوق حرف و حکایات کا مجھے
ملکر تمام بھید کہو نگار قیب سے
موسم بہت پسند ہے برسات کا مجھے

تدبیر سے تو موت نہ آئی شب فراق
ہی ابتو زہر پان ترے ہات کا مجھے

ہی انتظار مرگ مفاجات کا نہ مجھے
آخر دہان رقیب نے نقشہ جما لیا

وہ دن گئے کہ زہر بھی آب حیات تھا
اب تو داغ خوف تھا اسی بد ذات کا مجھے

مقیدان سلسلہ سخن و پابندان تسطیر مضامین کہن اس داستان ندرت بیان کی تحریر مین زنجیر سطور سے مضمون
فسانۂ عجیب کو یون مقید فرماتے ہین کہ جب شہزادۂ بدیع الملک نے زلازل کو مارا اور ملکہ کے محلمین
سبزک عیار اُسکو لے گیا تو بدیع الملک نے سبزک کو خبر کے واسطے بھیجا کہ جاؤ دریافت کرو کیا رنگ ہی
اُسنے آکر دیکھا شہر مین جا بجا غلغلہ پڑا ہوا ہی اور سب اہل شہر یہ کہ رہے ہین کہ عطارد انجم شناس بھی
بڑا کامل شخص ہی یہ سب اسیکا حکم از روے نجوم ہی جو ظاہر ہو رہا ہی اور ادھر مظالم شاہ نے سر زلازل
کو تن سے ملا کے لاش اُسکی پاس گرشاسب کے بھیجدی ہی اور پھر مظالم شاہ نے قارن کو بلا کے کہا
ہی کہ تو جس طرح ہو سکے اُسکو پیدا کر جسنے زلازل کو قتل کیا ہی قارن نے سات روز کی مہلت طلب کی
اور باہر آکے تمام عیارون کو لوگون کے گھرون مین بھیجا ہی ہر چند سب نے بہت تجسس کیا مگر نہ پایا تب
قارن اپنے خرد عیار کے پاس آیا اور تمام حال اُس سے بیان کیا خرد عیار نے کہا کہ ہان شہر مین آج کل آشوب
تو بہت ہو رہا ہی اور سبزک بھی ایک عرصہ سے میرے پاس نہین آیا ہی قارن نے کہا اچھا صبر کر رات ہو لینے دے
تو مین سبزک کے مکان پر جاؤن دیکھون تو آجکل کس کام مین مشغول رہتا ہی الغرض جب رات ہوئی قارن سبزک
کے مکان مین گیا دیکھا تو دو شیشہ شراب کے سبزک لایا ہی اور ایک گوشہ باغ مین ایک سمت کو کبوترخانہ ہی وہان
نقب لگی ہوئی ہی اُس نقب مین سبزک اُترا قارن بھی پیچھے سبزک کے اُسی نقب مین داخل ہوا جب
سبزک نقب سے باہر نکلا تو قارن نے سر نقب سے نکالکر دیکھا کہ سبزک نے دونون صراحیان شہزادہ
کے آگے جا کر رکھدین ملکہ مہر شیرین سخن روبرو شہزادہ کے بیٹھی تھی پس بدیع الملک نے قارن
کو دیکھکر ایک نعرہ کیا اور غصہ سے بولا کہ اے سبزک یہ تیرے ساتھ کون شخص ہی یہ سُنکر قارن نے اپنے تئین
نقب مین گرا دیا سبزک بھی ساتھ ہی نقب مین کودا اور قارن نقب سے نکلکر اُسی کبوترخانہ کی راہ
سے ہوکر باغمین اور دیوار باغ پھاندکر نکل آیا وہان صدہا عیار کھڑے ہوئے قارن کی راہ دیکھ رہے
تھے اور خرد عیار بھی اپنے عیارون کے ساتھ اُس مقام پر پہونچ گیا تھا چاہتا تھا کہ خرد قارن سے
کچھ کہے سُنے احوال دریافت کرے کہ سبزک نے پیچھے سے ایک خنجر پہلو پر خرد کے مارا خرد نے گر کر ایک
آہ کھینچی قارن نے گھبرا کر اُسکی طرف دیکھا نظر پھرنا تھی کہ سبزک نے ایک خنجر قارن کے بھی لگا ہی دیا
قارن نے اپنے عیارون سے کہا کہ اسے پکڑلو خبردار جانے نپائے کہ عیار چار طرف سے دوڑے
اور سبزک کو گھیر لیا مگر سبزک نے باوجود گھر جانے کے بھی چار عیارون کو قتل کیا مگر آخر کو گرفتار ہو گیا
ایک مین خون گرفتہ ہو چلا د+ کیونکر بچ سکتا تھا غرضکہ عیار سبزک کو قید کرکے مظالم شاہ کے روبرو
لیگئے سبزک نے کہا کہ آپ کو مظالم شاہ عادل کہتے ہین پس امیدوار ہون کہ حضور میرا انصاف فرمائین
اور ان دیوانون سے از راہ عدل اب پوچھین مظالم شاہ نے کہا کیا پانچ آدمیون کو تو نے قتل کیا اب
کیا مین عدل کرون سبزک نے کہا کہ حضور اول خرد کو مین نے اس سبب سے قتل کیا کہ وہ اگلے سال
میرے گھر سے جو کچھ میری جایداد تھی چرا لے گیا تھا اب کی سال بھی کہ ہنوز مجھے کچھ بہم نہ پہونچا تھا یہ گھر مین میرے
پھر آیا کہ چوری کرے پس مین نے دیکھکر چاہا کہ پکڑلون یہ بھاگا اُسوقت ایک خنجر مین نے بے تحاشا مارا

اُسوقت قارن بولا کہ تونے دوسرا خنجر کس لیے مارا شبرنگ نے کہا کہ غصہ مین تو بھرا ہی تھا مار دیا ہوگا اُسوقت مجھے کچھ سوجھائی دیتا تھا جو سامنے آیا اُسکو مین نے جواب دیا آخرالامر مظالم شاہ بولا کہ اسکو قتل گاہ مین لیجا کر خلق کے روبرو قتل کردو کہ اوروں کو اسکا حال دیکھکر عبرت ہو یہ خبر قیامت اثر ملکہ شیرین سخن کو پہونچی غصہ مین آگ ببولا ہو گئی شہزادے نے کہا ای ملکہ تم گھبراؤ نہین مین جاتا ہون اور رہا کیے لاتا ہون ملکہ بولی کیا ضرورت ہی خواجہ سرا اور چوبدارون کو اپنے باپ کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ سبزک تیغے خنجر قاتل تلے بیٹھا ہوا ادہر اُدہر دیکھ رہا ہی اور ہنستا ہی کہ ملازمان ملکہ پہونچ گئے اور قاتلان ملعون مین سے دو ایک کو قتل کر کے سبزک کو خدمت مین ملکہ کی لائے عیاران قارن ننگے سر ننگے پانون روتے پیٹتے مظالم شاہ کے پاس گئے اور فریاد والغیاث کی صدا بلند کی اور شکایت ملازمان ملکہ شیرین سخن کی بہت بیان کی مظالم شاہ پیالہ شراب ہاتھ مین لیے بیٹھا تھا قارن سے کہا ای مردک مین نے تجکو بدیع الملک کے پیدا کرنے کے لیے بھیجا تھا تجکو سبزک سے کیا مطلب تھا اب اگر ایک بال بھی سبزک کا کم ہوگا تو خواجہ سرا اور سپاہی ملکہ کے یقین ہی کہ سب کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالین گے اتنے مین خواجہ سرا اور لوگ ملکہ کے پہونچے مظالم شاہ سے کہنے لگے کہ سبزک اپنی جان پر دیتا ہی اور ملکہ بھی خنجر کھینچے بیٹھی ہی اور ہمکو بھیجا ہی کہ اگر قاتلان سبزک کو مجھے نہ دیگا تو مین اپنا خون کرونگی مظالم شاہ نے کہا ای قارن اب کیا کرنا چاہیے کیونکہ دختر کو مین جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہون اور وہ اپنا خون کیے ڈالتی ہی قارن نے کہا کہ نہ تو کسینے ملکہ کو کج نگاہ سے دیکھا ہی اور نہ سبزک پر کسینے چشم زخم لگایا ہی اگر اُسکا کوئی قاتل ہو تو مین اُسے خود قتل کردون مظالم شاہ محل مین گیا اور دختر کی بہت تسلی دلدہی اور خوشامد کی ملکہ رونے لگی اور بولی کہ آپ قارن کو مجھسے زیادہ چاہتے ہین مظالم شاہ بولا کہ ای جان پدر ابھی اُس سے مجھے ایک کام ضروری لینا ہی ورنہ ابھی اُسکو مین قتل کرتا اتنے مین لوگ ملکہ کے سبزک کو لیے ہوئے آئے اور سبزک نے آتے ہی مظالم شاہ کے ہاتھ کو بوسہ دیا بادشاہ نے اُسپر بڑی نوازش کی اور خلعت منگوا کر دیا کہ اتنے مین ملکہ بولی کہ رونے سے میرے سر مین درد ہونے لگا یہ کہکر باپ سے رخصت ہو کے پاس شہزادہ کے آئی اور وہ شراب پینے لگا الغرض جبکہ رات ہوئی سب سو گئے مظالم شاہ فکر مین بدیع الملک کی تھا نیند اُسکو نہ آئی چونکہ چودھوین رات تھی اور نصف شب گذری تھی کہ بادشاہ مظالم شاہ گھبرا کر بام قصر پر آیا دیکھا کہ بدیع الملک اور ملکہ شیرین سخن اور چند خواصین بیٹھی ہوئی ہین صحبت تخلیہ کی گرم ہی دور بادۂ ارغوانی چل رہا ہی شہزادہ اور ملکہ ہنسکے ہنسکے راز و نیاز کی باتین کر رہے ہین اور سبزک بھی جلسہ مین بیٹھا ہوا ہارمونیم بجا رہا ہی اور کہتا ہی کہ جب خود مین نے دیکھا کہ میرے حال سے واقف ہوا پس سوائے قتل کرنے انکے اور کوئی تدبیر بہتر اس سے نہ پائی مظالم شاہ نے انکو دیکھا اور چپکا کھڑا ہوا یہ سب حال دیکھ سن رہا تھا اور مارے غصہ کے تھر تھر کانپتا تھا مگر مصلحت وقت سمجھکر ضبط کیے ہوئے تھا کہ اسکا حال آیندہ معلوم ہوگا

اب دو کلمہ داستان لاہوت اور حمزہ ثانی کے بیان ہوتے ہین

مری آنکھ بھری محفل مین ہوگی
نہوگی کیا ادا قاتل مین ہوگی

زبان پر آئیگی جو دل مین ہوگی
یہی قاصد بتا ہی اُسکے گھر کا

نہوگا کیا ہمارا کام ہوگا
ہوا کچھ اور اُس منزل کی ہوگی

جو تیرا جذبِ دل کامل ہی اے قیس
ہماری جان اس مشکل مین ہوگی
چھڑا دیگا اُسی سے اُنکو قاتل
یہ آسایش نہ اس منزل مین ہوگی
نہیں شوخی سے خالی شرم اُسکی
یہان اک گدگدی سی دل مین ہوگی

تو پھر لیلی کہان محمل مین ہوگی
سوالِ وصل پر وہ چھین لینگے
ذرا سی جان خس بسمل مین ہوگی
اگر عقبے مین دنیا یاد آئے ٭
قیامت پردۂ حائل مین ہوگی
نہ آئے داغ تو اچھا ہے ورنہ

اُکھڑتے دل لگی کیا جانتے تجھے
جو نقدی کیسۂ سائل مین ہوگی
عدم کے جانے والو سنتے جاؤ
تو مشکل اور اک مشکل مین ہوگی
وہان چٹکی مین جب وہ تیر لینگے
بڑی ہلچل تری محفل مین ہوگی

شمع افروزان محفل رنگین داستان و روشنی کنندگان ابواب مجلہ بیان نقش روشن افسانہ کو شمع کافوری قلم تنویر رقم سے قندیل بیان مین یون منور فرماتے ہین کہ جب مصور آفرینش نے تصویر پر تنویر ماہ شب افروز کو صفحۂ فلک پر کھینچا اور منشی زیبا نگار قدرت نے نور کے فقرے سطور عقد ثریا و کہکشان مین تحریر کیے یعنے آفتاب میناے زمرد فام سپہر سے میکدۂ مغرب مین گیا اور ساغر بلورین ماہتاب انجمن کواکب مین دور بند ہوا ناہید فلک نے کھولے گیسو ٭ چھائی ظلمت جہان مین ہر سو ٭ ساقی فلک نے مہ کا ساغر ٭ مے سے بھرا نور کے برابر ٭ یعنے رات ہوئی مہلال نے لڑائی سے فرصت پاکے صحبت شراب و کباب کی گرم کی اور مشغول مے نوشی ہوا لاہوت نے کہا کہ افسوس ہی جگہ بلاشور کی خالی ہے سب عیار رونے لگے اور عرض کیا کہ عمر ثانی بھی تو ہمارے یہان قید ہے پس ہم چاہتے ہین کہ عمر ثانی کو چھوڑ دین اور بلاشور کو عوض مین اُسکے لے لیوین پس لاہوت نے جمشید کو حمزۂ ثانی کی خدمت مین بھیجا حمزۂ ثانی نے اُسکی بڑی حرمت کی اور بزم آرا کی جمشید نے کہا کہ لاہوت شاہ نے آپکے پاس مجکو بھیجا ہے اور کہا ہے کہ بلاشور کو رہا کر دیجے حمزۂ ثانی نے فرمایا کہ مین بلاشور کو چھوڑے دیتا ہون وہ عمر ثانی کو رہا کر دے جمشید بولا کہ مین اسکا ضامن ہون پس امیر نے بلاشور کو خلعت دیکر رخصت کیا اور لاہوت شاہ نے بھی عمر ثانی کو بھیجا حمزۂ ثانی نے جمشید کو ایک گھوڑا اور تاج مرصع اور کمر بند جڑاؤ دیکر بہت اعزاز و اکرام سے اُسکو رخصت کیا اسی درمیان مین پسر سام ایرج و سکندر کی خبر لیکر لشکر مین پہونچا کہ اُن دونون کو نقابدار سیاہ پوش نے کشتی مین زیر کر کے نہر مین ڈالدیا ہے وہ دونون وہان سحر مین مبتلا ہین مرکب اُنکے مین لیکر آیا ہون اور سب کیفیت شہر مہرانیہ کی بیان کی نورالدہر کو یہ خبر سُنکر تاب نہ رہی اور اُسیوقت رخصت ہوکر جانب مہرانیہ روانہ ہوئے بر وقت انکا ذکر کیا جائیگا مگر یہان کا حال گزارش کیا جاتا ہے کہ دوسرے روز مہلال تیغ برہنہ لیے ہوئے میدان مین آیا فضل بن الماس نے مقابلہ کیا اور خود سر سے مہلال کے گرا الماس نے چاہا کہ ننگے سر پر اُسکے تلوار لگائے چنانچہ الماس نے تلوار لگائی لیکن وہ تلوار زمین پر پڑی اور ٹوٹ گئی مہلال نے فرصت پاکر ایک ہاتھ ایسا لگایا کہ کمر پر الماس کے پڑا اور مثل خیار تر کے دو ٹکڑے الماس کے ہوگئے کفار نے علمون کو جلوہ دیا اور مہلال نے سر الماس کاٹ لیا لیکن ہوشنگ کہ مصاحب فضل تھا میدان مین آیا اور اُدھر سے مہلال ایک ہاتھ مین چوبدست اور ایک ہاتھ مین خاک لیے ہوئے پہونچا اور تلوار کو جھکا کر مشت خاک آنکھ مین ہوشنگ کے ڈالی اور ایک ضرب چوبدست ایسی لگائی کہ ہوشنگ زخمی ہوکر گرا اور ایک آہ کھینچی مہلال نے اسکا سر بھی کاٹ کے ایک طرف سے دلیرون نے نرغہ کیا امیر ثانی نہایت غصہ مین تھے مگر مہلال نے شام تک سات آدمیون کو قتل کیا۔

داستان ملکہ ماہ نوش لب اور خیال عیار کی اور کچھ حال شمعون جوہری کا بیان کیا جاتا ہے

غیر کو منہ لگاتے دیکھ لیا
کتنی فرحت فزا تھی بوئے وفا
جنس دل ہے یہ وہ نہین سودا
جاؤ بھی کیا کرد کے مہر و وفا
ادھر آئینہ ہے اُدھر دل ہے
انکو خلوت سرا مین بے پردہ
داغ ہے خوب عاشقی کا مزا
مار لو کنند غمزہ بر مردہ را

جھوٹ سچ آزما کے دیکھ لیا
اُسنے دلکو جلا کے دیکھ لیا
ہر جگہ سے منگا کے دیکھ لیا
بارہا آزما کے دیکھ لیا
جسکو چاہا اُٹھا کے دیکھ لیا
صاف میدان پا کے دیکھ لیا
جنکو دیکھا جلا کے دیکھ لیا
بجوش آرد آن خون افسردہ را

اُنکے گھر جا کے داغ دیکھ لیا
کبھی غش مین ہا شب عمدہ
لوگ کہتے تھے چپ لگی ہے تجھے
زخم دلمین نہین ہے قطرہ خون
اُسنے صبح شب وصال مجھے
تمکو ہے وصل غیر سے انکار
بیا ساقی آن مے کہ جان پرورست

دل لگے کہتے مین آکے دیکھ لیا
کبھی گردن اُٹھا کے دیکھ لیا
حال دل کا سنا کے دیکھ لیا
خوب ہمنے دکھا کے دیکھ لیا
جاتے جاتے بھی آ کے دیکھ لیا
اور جو ہمنے آ کے دیکھ لیا
بمن دہ کہ چون جان برادر خورست

مشاطہ خامۂ جادو نگار زلف لیلائے سخن کو شانۂ تقریر سے یون زینت دیتی ہے کہ جب ملکہ ماہ نوش لب اور خیال عیار نے چاہا کہ اپنے تئین اردو معلے مین پہونچائین چونکہ شب تار تھی راہ بھولکر ایک طرف کہین کے کہین نکل گئے اور بعد خرابی بصرہ ایک شہر مین پہونچے کہ اُسکو عین الممالک کہتے تھے غرضکہ ملکہ اور خیال عیار جاکر کاروان سرا مین پہونچے اُس شہر کے بادشاہ کا نام ملک عادل شاہ تھا اور طریقہ خدا پرستی رکھتا تھا تمام مردمان شہر مع بادشاہ دین ابراہیم علیہ السلام کے پیرو تھے الحاصل رات کو ملکہ ایک حجرہ مین کاروان سرا کے ٹھہری اور پاس ملکہ کے ایک گوشوارہ تھا اُسکو بیچکر خرچ کیا اور دو لعل بھی ملکہ کے پاس تھے کہ ہر ایک اُنمین سے ایک ایک ملک کے خراج کی قیمت رکھتا تھا بس ایک اُنمین سے خیال کو دیا کہ فروخت کر لا کیونکہ اگر زندہ بچینگے تو ایسے بہت ملجائینگے خیال اُس لعل کو لیکر شمعون جوہری کی دوکان پر گیا اور شمعون وہ جوہری تھا جسنے خنجر لندھور کا طوماتیہ شہر مین قلندرون سے لیکر تالوت شاہ کے ہاتھ بیچا تھا جبکہ سائل کو امیر نے لیا تو شمعون جوہری وہانسے چلا آیا الغرض خیال عیار نے وہ لعل شمعون جوہری کو دیا لعل کو دیکھکر شمعون کی آنکھین کھل گئین خیال بولا اگر یہ لعل تو خریدنا چاہتا ہے تو قیمت اُسکی لاکھ تومان ہے شمعون نے نعرہ کیا لوگ دوڑے اور خیال کو شمعون کے حکم سے گرفتار کرکے حاکم کے پاس لیگئے چونکہ بادشاہ منصف بہت تھا شمعون نے حاکم سے کہا کہ یہ حرامزادہ پانسو تومان کو یہ دانہ میرے ہاتھ بیچتا تھا اور دو گواہ مصنوعی بنا کے انکو رشوت دیکر خیال پر چوری ثابت کردی بادشاہ نے حکم دیا کہ اسکو دار پر کھینچو جبکہ نیچے دار کے لیگئے کاروان سرا کے سردار نے اس معاملہ کی خبر پائی اور ملکہ کو بھی خبر پہونچی کہ خیال جو تمھارا ہمراہی تھا چوری مین گرفتار ہوا ہے اُسکو حکم دار پر کھینچنے کا حاکم نے دیا ہے دایہ یہ خبر سُنکر نہایت حیران و پریشان ہوئی اور بال سر کے نوچنے لگی اور میدان کی طرف چلی کہ غل و شور اُٹھا اتنے مین وزیر بادشاہ کا کہ اُسے سیف معتبر کہتے ہین اُس طرف آنکلا اور مادر خیال کو دیکھکر استفسار حال کیا لوگون نے کہا کہ یہ مادر خیال ہے جو کہ چوری کی علت مین ماخوذ ہوا ہے اور اب دار پر کھینچا جاتا ہے غرضکہ وزیر نے اُس سے پوچھا کہ تو مفصل حال بیان کر مادر خیال نے کہا کہ کل ہم دونون مسافر اس شہر مین تازہ وارد ہوئے تھے اور کاروان سرا مین جاکر ٹھہرے تھے ہمارے پاس یہ لعل تھا ہمنے لڑکے کو دیا کہ اسے بیچ لا شمعون حرامزادہ نے اُس لعل کو بیش قیمت دیکھکر لالچ کیا اور میرے لڑکے کو چوری لگاکر گرفتار کرایا اب بیگناہ قتل ہوتا ہے چونکہ سیف معتبر وزیر شاہ نہایت عقلمند تھا اور انصاف

بھی اسکے مزاج مین تھا اُسکو بوے صداقت کلام دایہ سے پائی گئی فرمایا کہ یہ معاملہ روبرو بادشاہ عادل
کے ختم ہوگا شمعون کو روبرو بادشاہ کے لائے اول شمعون نے کہا کہ یہ لعل میرا چرائے لیے جاتا تھا لوگون
نے اُسے گرفتار کیا اور جھوٹھے گواہ بھی پیش کیے سب نے گواہی دی کہ بیشک ہم مدت سے سُنتے
ہین کہ یہ لعل ظلمات مین چالیس ہزار تومان کو شمعون نے خریدا ہی بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ اب اسکا
کیا علاج ہی سیف نے آہستہ دایہ سے کہا پوچھا کہ کیا دوگی اگر خیال کو رہا کرا دون اور لعل بھی تمھارا
تمکو دلوا دون دایہ بولی تو خدا سے نہین ڈرتا ہی اور میرے پاس کیا ہی جو تمکو دون پھر وزیر نے شمعون
سے پوچھا کہ تو کیا دیگا جو لعل تجکو دلوا دون شمعون نے ہزار دینار دینا قبول کیے سیف معتبر نے
بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور اس معاملہ مین معائنہ کے گواہ طلب کرین کہ جنکے سامنے یہ لعل خریدا گیا ہو
بادشاہ نے شمعون کو طلب کرکے حکم دیا کہ تو ثبوت خرید کے گواہ پیش کر شمعون نے اپنے گواہ حضور
مین پیش کیے بادشاہ نے گواہون سے مخاطب ہوکر دریافت کیا کہ تم اس معاملہ مین کیا جانتے ہو گواہون
نے کہا کہ حضور ہم حاضر تھے جبکہ شمعون نے اس لعل کو خرید کیا تھا سیف نے خیال سے سوال کیا
کہ اصل مالک اس لعل کا کون ہی خیال نے کہا کہ ایک عورت ہی سیف نے کہا اُسے حاضر کرو مالک
کاروان سرا نے ملکہ کو ایک چادر مین چھپا کے اور برقع وغیرہ اُڑھا کے حاضر کیا اور عدالت کے
ایک گوشہ مین لاکر ٹھہرا دیا سیف معتبر وزیر اور بادشاہ عدالت مین بیٹھے تھے کہ برقع ملکہ کے منہ پر سے
اکبارگی ہٹ گیا بادشاہ کی نگاہ جو ملکہ کے چہرہ بینظیر پر پڑی دیکھتے ہی عاشق ہوگیا اور کلیجہ پکڑ کے
رہگیا وزیر سے حکم دیا کہ اس عورت کو میرے واسطے حاضر کرو سیف معتبر خیال کو ہمراہ لیکر آگے ملکہ
ماہ نوش کے آیا بادشاہ کو تاب کہان تھی فوراً آدمی بھیجا اور سیف سے کہلا بھیجا کہ بادشاہ نے کہا ہی
کہ جس طرح ممکن ہو اس عورت کو میرے لیے رضامند کرو سیف نے کہا اے دختر اگر یہ لعل تمھارا نہین ہی
تو تم کیون آئین خیر بادشاہ ہمارا تمکو اپنی بی بی بنانا چاہتا ہی تم اُسکو قبول کرو ملکہ نے یہ سُنکر ایک آہ کھینچی
اور رونے لگی سیف بولا کہ یہ کیا بات ہی کہ تو خوشخبری سُنکر روتی ہی بادشاہ کے دل کو لگی ہوئی تھی اسنے
ایک دایہ کو رضامند کرنے کے لیے ملکہ کے پاس بھیجا ملکہ نے سامنے دایہ کے آکے کہا کہ تو بھی مسلمان ہی میری
سرگذشت سُن مین اپنا حال تجسے کہتی ہون اور سارا حال صاف صاف اُس دایہ سے بیان کیا اور دوسرا
جوڑا اُس لعل کا دایہ کو دکھایا اور کہا کہ جمشید شاہ نے اپنے عہد سلطنت مین یہ لعل بیش بہا بہم پہونچائے
تھے دایہ روتی ہوئی روبرو وزیر کے آئی اور کہا کہ اے وزیر اگر اس عورت کو سوائے اُسکے شوہر کے دوسرے
کے پاس کوئی لیجائیگا تو بیشک یہ اپنے تئین ہلاک کر ڈالیگی سیف وہان سے اُٹھکر دروازہ پر محل شاہی
کے آیا اور جو کچھ سنا تھا بیان کیا اور کہا کہ اے شاہ سوائے اپنے شوہر کے یہ دوسرے کا منہ نہ دیکھیگی اُسکو
چھوڑ دیجیے اور اُس خیال سے درگذر فرما کر توبہ کیجیے یہ دختر ملک جمشید کی ہی بادشاہ نے کہا اے وزیر تمنے
پہلے سے یہ حال مجھسے کیون نہ کہا اور یقین ہی کہ اُسکے پاس ایسا دوسرا لعل بھی ضرور ہوگا وزیر نے ملکہ سے
آکر پوچھا ملکہ بولی اُس سے بہتر دوسرا جوڑ میرے پاس موجود ہی اُسکی کیا حقیقت ہی اسلیے مین نے پہلے اُسے
نہین دکھایا تھا کہ ایک کے دکھانے سے تو یہ کیفیت گذری دوسرے کی وجہ سے نہین معلوم کیا مصیبت
مجپر پڑتی پس بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ اے وزیر یہ دختر مہمان عزیز ہماری ہی اسے اپنے گھر مین لیجا کر رکھو اور

اُسکی خاطر داری کرو اور دوسرے دن شمعون کو کچہری مین بلوا کے کہا کہ یہ لعل تیرا نہین ہی تو خیال
سے قتل کرانے سے درگذر کر شمعون بہت رویا اور زار نالی کرنے لگا تب بادشاہ نے کہا کہ جھوٹا
ای شمعون اس لعل کا جوڑا بھی ہی یا ایک ہی دانہ تھا شمعون بولا کہ ای بادشاہ سلامت ظلمات
سے یہان تک مین پھرا اور چار دانگ عالم مین مین نے سیاحی کی اور ہر ایک شہر و دیار مین بذریعہ تجارت
جانیکا اتفاق ہوا مگر اس لعل کا ثانی میری نظر سے نہین گذرا اور نہ مین نے کہین سُنا بادشاہ نے کہا گواہ تیرے
کہان ہین لا حاضر کر جبکہ گواہ روبرو پہنچے بادشاہ نے پوچھا کہ اس لعل کو ظلمات مین خریدے ہوئے کتنی مدت
ہوئی ایک گواہ نے کہا کہ چار برس بادشاہ نے کہا کہ شمعون کو علیحدہ ایک جگہ مین پوشیدہ رکھو اور دوسرے گواہ سے
پوچھا کہ کتنا زمانہ اس لعل کو خرید کیے ہوئے گذرا اُسنے کہا تین برس تیسرے گواہ سے پوچھا گیا اُسنے نو برس
بیان کیے غرضکہ اسی طرح ہر ایک گواہ نے مخالف بیانات پیش کیے تب بادشاہ نے خیال طلب کیا اور اس
سے پوچھا وہ بولا ایک لعل تھا وزن مین چالیس مثقال بھر کا اُسکے دو ٹکڑے برابر کے کیے گئے اُسمین سے
ایک یہ ہی اور دوسرا ٹکڑا میرے پاس ہی شمعون بولا کہ یہ سچا ہی تو دوسرا ٹکڑا پیش کرے جبکہ خیال دوسرا
ٹکڑا لا یا شمعون بولا یہ شخص میرا چور ہی یہ دونون لعل چرائے ہوئے میرے ہین بادشاہ نے غصہ ہو کر فرمایا کہ یہ
تاجر بالکل دروغگو اور بے ایمان ہی کسی طرح یہ لعل اسکا مالک ہونا ثابت نہین ہوتا بالکل اقرار پر آ رہی ہی اسکو
لیجا کر دار پر کھینچو اور گواہون کو آگ مین جلا دو یہان تک کہ شمعون کا ہر ایک بند جدا کر دیا اور عذاب سخت سے
اُسکو قتل کیا ناگاہ ایک قافلہ سوداگرون کا زیر محل شاہی آکر ٹھہرا اور تحفہ جات عمدہ عمدہ ہر ایک ملک کے بادشاہ
کے حضور مین لائے بادشاہ نے پوچھا کہان سے تمھارا آنا ہوا اُنھون نے کہا پایۂ تخت اشراقیہ سے ہم لوگ
آتے ہین وہان کا حال شاہ نے اُن سے دریافت کیا اور کہا ای تاجران ذی وقار اشراقیہ کا حال مفصل بیان کرو
اُن تاجرون نے حال رستم ثانی کا اور کشتہ ہونا براق دیو کا اور قید مین پڑنا اور رہا ہونا تمام حال اشراقیہ
تک کا بیان کیا کہ اب رستم ثانی کے پاس لشکر کثیر ہی اور قلعہ پنج حصار مین قیام پذیر ہی یہ سب حالات مفصل
تاجرون نے بادشاہ کے حضور مین بیان کیے بادشاہ بولا کہ ای سیف اب مسلمانون اور کافرون مین جنگ عظیمی
پڑ گئی ہی چلو رستم ثانی کی مدد کرین پس چالیس ہزار آدمی جمع کر کے اور ملکہ کو محافہ مین سوار کرا کے ہمراہ لیا
اور اب اشراقیہ کی طرف روانہ ہوتے ہین آئندہ دیکھیے کیا ہوتا ہی ازین قصہ یکدم فراموش کن
زجائے دگر داستان گوش کن

داستان نور الدہر اور سیاہ پوش کی بیان ہوتی ہی

جبکہ نور الدہر ہرانیہ مین پہونچا لوگون نے استقبال کیا اور کہا کہ جو شخص اس سیاہ پوش کو زیر کرے اور باندھے
ہم لوگ اُسکا دین قبول کرینگے نور الدہر نے قبول کیا عطارد وزیر نے نور الدہر کو ایک جوان خوشرو
اور پاکیزہ خو دیکھکر بہت کچھ نصیحتانہ منع کیا اور کہا کہ یہ کارخانہ سحر ہی اسمین مبتلا نہو نور الدہر نے نمانا اور بہت
سی گالیان دین آخر کار ایک اکھاڑہ طیار کیا گیا اور وہ سیاہ پوش بڑے عظم و شان سے آیا اور نور الدہر
سے کشتی شروع ہوئی ایک شبانہ روز کشتی رہی آخر سیاہ پوش نے نور الدہر کو اُٹھا کر ادھی نہر مین ڈالدیا اور
اُسی نہنگ نے پانی سے سر نکالا اور نور الدہر کو نگل گیا ایک شور و غل حاضرین سے برپا کیا اور چالاک
دہانے گریبان چاک جانب لشکر اسلام روانہ ہوا کہ جاکر اس سانحہ کو امیر ثانی سے بیان کرے

اب چند کلمہ داستان رستم ثانی کے بیان کیے جاتے ہین

فصل گل مین کسکو عقل ذوفنون درکار ہی
چار چلو غم کے پی لینے کو خون درکار ہی
پانون بسم اللہ کہکر رکھ طریق عشق مین
صاف آئینہ سے بڑہ درون درکار ہی
وار دماغم سرای دہر ہو مین مجکو کیا
راہ مین جز یک منزل مین سکون درکار ہی
در ہم داغ جنون مے ہو ہم گل بیشمار
دلفریبی کو بھی اعجاز و فنون درکار ہی
سرو سے قد کا ترے دیوانہ ہون اے سبزہ رنگ
کسکو آتش زدولت دنیاے دون درکار ہی

لالہ پھولا ہی ہمین داغ جنون درکار ہی
تجھ سوا دنیا و مافیہا سے کچھ مطلب نہین
فال کی حاجت نہ کچھ اسمین شگون درکار ہی
کوچۂ جلاد مین گردن جھکا کر رکھ قدم
محفل عشرت مین چنگ ارغنون درکار ہی
بدزبانی سے تمھاری یہ ہمین ظاہر ہوا
حوصلے سے مجکو یہ دولت فزون درکار ہی
بعد مدت کے قدم رکھا ہی قصر یار مین
سر شکستہ کو زبرد کا ستون درکار ہی

ہجر مین کسکو شراب لالہ گون درکار ہی
تو ہمین ای کائنات کاف و نون درکار ہی
دیدہ و دل دونون صورت آشنائے یار ہین
یہ ادب کا محل ہان سرنگون درکار ہی
زندگی کی گور مین اے دل نہون میتا بیان
خوبصورت کے لیے خوے زبون درکار ہی
یہ لب جانبخش و چشم یار سے ظاہر ہوا
اب ہمین استادگی مثل ستون درکار ہی
چاہتا ہون مین اسیطے عقبیٰ کے حسن عمل

سجادہ نشینان خانقاہ نکتہ دانی و مرشدان رمز و کنایہ شناسان طریقہ خوش بیانی اس حکایت بدیع کو باستعانت قلم سوانح رقم عالم خیال مین سر بجیب مراقبہ تفکر ہوکر منازل تحریر مین یون قدم دہرتے ہین کہ جب رستم ثانی نے الماس ناوک انداز کو مسلمان کیا اور چاہا کہ لشکر اشراق شاہ مین جاے لیکن چند آدمی ہمراہی الماس کے جو نور اسلام سے مشرف ہوئے تھے وہ بھاگ ہوئے آئے اور یہ خبر اشراق شاہ سے بیان کی اشراق شاہ نے چاہا کہ خود لشکر لیکر روانہ ہو لیکن لوگون نے منع کیا تب ایک پہلوان کہ نہایت دلیر اور تیز دست تھا اور نام اسکا اسکندر دیوانہ تھا کوئی شخص اسکی کمان کا چلہ نہین چڑھا سکتا تھا چلا کر کسی گوشہ مین چھپ رہتا تھا وہ بولا کہ اگر مجکو حکم ہو تو مین رستم ثانی کو باندھ کر لے آؤن اشراق نے کہا ازین چہ بہتر بہت خوش ہوا اور ایک گھوڑا اپنے طویلہ خاص سے منگواکر اسکو عنایت کیا وہ دو ہزار آدمی لیکر روانہ ہوا اور قلعہ تیغ حصار کے دامن مین پہونچا اول اپنی کمان کو اپنے بھیجا امتحان کے لیے کہ اگر رستم اسکو کھینچ لیگا تو مین اور وہ قوت مین برابر ہون کچھ اندیشہ نہین برابر کی جوڑ ہی اور اگر کمان نہ کھینچ سکی تو مین اسکو باندھ لونگا اور خود بھی متصل ایلچی بارگاہ رستم ثانی مین پہونچا رستم نے اسپر بہت لطف و مہربانی فرمائی اسکندر نے جو رستم ثانی کو دیکھا تو ایک محبت اسکے دل مین پیدا ہوئی اور اپنے دل سے اسنے کہا کہ اگر رستم نے اس کمان کو کھینچ لیا تو بیشک مین مسلمان ہونگا اور اگر نہ کھینچ سکی تو اسکو ہمراہ اپنے لاکر اشراق شاہ سے اسکے عفو جرائم کی درخواست کرونگا یہ خیال کر کے کمان رستم کے ہاتھ مین دی رستم نے اس کمان کو ایسا کھینچا کہ وہ شکستہ ہوگئی پس اسکندر یہ دیکھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور اپنے لشکر کو بہت جلد اور فوراً شہزادہ کے لشکر مین ملا دیا اور حلقہ اطاعت گوش عقیدت مین پہن لیا پس رستم نے چار ہزار سوار و پیادے جمع کیے اور شمیم وغیرہ کو ہمراہ لیکر جانب لشکر اشراق شاہ قصد روانگی کیا یہ خبر اشراق کو پہونچی وہ بھی شہر سے فوج و سپاہ لیکر باہر نکل آیا اور دونون لشکرون نے مقابلے مین صف کشی کی اور آمادہ کارزار ہوگئے

داستان جنگ کرنا رستم کا اشراق شاہ سے

راوی خوش تقریر بیان کرتا ہی کہ جب دونون لشکرون مین صفوف جدال و قتال آراستہ ہوچکین اور نقیب نقابت کر کے کنارہ ہوئے تو صف لشکر سے نکلکر اول مخزون سبزپوش میدان مین آیا خوب

سلح شوری کرکے سراپا میدان کا دکھایا ادھر سے خود رستم ثانی مرکب اپنا بڑھا کر مقابل ہوئے بعد
لگاورزی فنون سپہ گری کارد و بدل ہوا نیزہ بازی عمود بازی شمشیر زنی جملہ آلات حرب نے
خوب اپنے جوہر دکھائے آخر الامر مخزون تاب مقابلہ رستم نہ لاسکا دست پاچہ ہوا رستم نے اُسکا سر
قلم کیا اور بادل مخزون اُسکو منزل عدم مین بھیجدیا بعد ازان یہ حال دیکھکر بارہ ہزار کافر میدان مین آئے
اور جنگ مغلوبہ کی گرم بازاری ہونے لگی ملک الموت کا انتظام شروع ہوا صرصر اجل میدان کارزار
مین چلنے لگی بہت سے کفار قتل ہوئے یہان تک کہ لشکر کفار بھاگنے پر آمادہ ہوا کہ اشراق شاہ نے
یہ دیکھکر طبل امان بجوادیا دونون لشکر جنگجوئی سے باز رہے اور اپنے اپنے خیمون مین جاکر آرام پذیر
ہوئے اشراق شاہ نے بارگاہ مین وزیرون کو طلب کیا اور صلاح و مشورہ کرنے لگا غرضکہ سب
نے متفق الراے ہوکر ایک نامہ شہر نگارستان مین پاس مظالم شاہ کے بغرض استمداد و اعانت
کے بھیجا اور کمک طلب کی دوسرے روز جب کہ شہسوار روزگار نے خنجر آفتاب کو نیام محمل سیاہ شب سے
نکالکر افق مشرق سے چمکایا اشراق شاہ نے خود میدان مین آکر نعرہ کیا رستم نے دیکھا کہ وہ گرم آتش بند
ہو اول اسکندر کو بھیجا کہ یہ تازہ ہوا خواہون مین تھا بقول شخصے کہ نیا نوکر ہرن مارتا ہے اسنے جاکر خوب
جوہر شجاعت دکھائے لیکن اشراق شاہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا رستم نے دیکھا کہ سکندر بہت مجروح
ہوگیا ہے فوراً اپنا گھوڑا اپرے سے نکالکر مقابلہ اشراق کا کیا اشراق شاہ نے سب طرح کے
حربے رستم ثانی پر کیے بعد رد و بدل جملہ فنون سپہ گری کے رستم نے چاہا کہ تیغ تیز سر اشراق شاہ
پر لگائے اور ادھر اشراق شاہ نے سپر کا ہاتھ بلند کیا تھا کہ رستم نے کمربند اسکا پکڑکے زین سے اٹھا
لیا لشکر اشراق شاہ کا خود یہ حال رستم کے ہاتھ سے ہوا تھا اسنے سہمک عیار کو طلب کیا اور اپنا
مافی الضمیر ظاہر کیا سہمک بولا کہ آپ فکر اسکی نہین اور کچھ پریشان خاطر نہون مین اسکی تدبیر کرتا ہون یہان تک
کہ اژدر شب نے ترک سبزہ زار فلک کو نگلا اور افعی سواد لیل نے قرص ماہتاب کو مثل من کے
اگل دیا یعنے رات ہوئی سہمک مرد صحرائی کی صورت بنکر دو گٹھے گھاس کے ایک ایک خچر پر لادے
لشکر رستم مین آیا اور عیارون کے پاس ہوکر نکلا عیار ہزبت پوش آیا اور اُلٹے پانون اُسے بارگاہ
کے باہر نکالدیا مگر یہ ہر طرف کی خبرگیری کرتا رہا دوسرے روز خیال عیار نے آکر رستم کو سلام کیا رستم
اسے دیکھکر خوش ہوا اور گلے سے لگالیا حال ملکہ ماہ نوش لب کا پوچھا خیال نے سب حال گذشتہ
بیان کیا اور کہا کہ ملک عادل داد و داد اور سیف معتبر ملکہ کو لیے ہوئے آتے ہین اور کنجی شہر عین الممالک
کی بھی لاتے ہین رستم یہ حال سنکے کمال مسرور ہوا اور کئی ہزار آدمی ہمراہ لیکر ذوق استقبال مین نکلا
سبھون سے ملاقات ہوئی باعزاز و اکرام سبکو لشکر مین لایا ملکہ کو محل سرا مین داخل کیا اور سہمک عیار نے
یہ خبر اشراق شاہ کو پہونچائی ملک اشراق نے بہت سی گالیان دین کہ پیچھے سے منہ ہی عیاری کرنے
گیا تھا اور اچھی خبر لایا تف ہے تیری عیاری پر اے مسخرے تجکو خبر لانے کے لیے بھیجا تھا یا کوئی کارنمایان
کرنے کا دعوے کرکے گیا تھا غرضکہ اشراق شاہ نے سہمک کو خوب لتاڑا سہمک نہایت خفیف
ہوا اور کہنے لگا کہ حضور موقع کسی عیاری کرنے کا نہین ملا لیجیے اب مین پھر جاتا ہون اور دیکھنا کیسی
اچھی خبر لاتا ہون یہ کہکر بانہ ہاسے عیاری سے آراستہ ہوا اور گھسیارون کی صورت بنکر لشکر رستم مین

داخل ہوا راہ مین خیال عیار کا سامنا ہوا اسنے گھسیارہ کو دیکھکر نعرہ کیا اور کہا او حرامزادہ مین خیال
عیار ہون شاگرد رشید بلا ستور کا میرے سامنے کیا تیری عیاری چل سکتی ہی جا اپنا کام کر سہمک
خیال کا نعرہ سُنکے پیچھے ہٹ کر بھاگا خیال بھی اُسکے عقب مین دوڑا ایک فرسنخ تک دونون
چلے گئے جبکہ لشکر سے دور نکل گئے سہمک پلٹا اور ایک مقام پر حلقہ ہای کمند خس پوش کر کے ایک گوشہ مین چھپکر
بیٹھ رہا خیال بھی اسکے پیچھے بے تحاشا دوڑا ہوا چلا آتا تھا کہ سہمک نے ایک جھٹکا مارا اور کمند مین خیال کو گرفتار
کر کے زمین ڈالدیا خیال نے ہر چند گریہ و زاری بہت کی اور کہا اس سے بہتر ہی کہ مجھے قتل کر ڈال مگر اُسکا کہنا
سہمک کے کچھ خیال مین نہ آیا اس اثنا مین گرد اٹھی اور مہتر قران حبش سامنے سے نمودار ہوئے اور سہمک پر
ایک نعرہ مارا کہ سہمک بیہوش ہو گیا قران نے خیال کو کمند سے رہا کیا اور سہمک کے پاس جا کے دونون
ہاتھ پکڑ کے ایک طمانچہ ایسا مارا کہ وہ تیورا کر گرا اور پھر بیہوش ہو گیا قران نے دونون ہاتھ اسکے باندھ دیے
خیال دور سے کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا تھا کہ سہمک ہوشیار ہوا قران نے سہمک سے خیال کا حال
دریافت کیا اپنے کیفیت خیال کی بیان کی جب قران کو معلوم ہوا کہ خیال عیار رستم ثانی کا ہی قران نے خیال
سے کہا کہ مین بھی غلام رستم کا ہون خیال بولا کہ کا ہے کو مجکو فریب دیتا ہی قران نے کہا تو مجھے نہین جانتا
مین قران حبشی ہون اگر ذکر میری دلیری کا تو نے رستم سے سنا ہوگا اب خیال کو یقین ہوا کہ بیشک
یہ مہتر قران حبشی ہین فوراً آگے بڑھکر اسنے قران کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور دونون ملکر رستم ثانی کے پاس
آئے اور قران نے حال گرفتاری و رہائی خیال کا بیان کیا چونکہ مثل مشہور ہی کہ لعل پیارا تو لعل کا خیال پیارا اس وجہ
سے رستم بہت خوش ہوا اور قران کو بھاری خلعت دیا الغرض اُسی روز سہمک بھی مسلمان ہوا رستم نے
اُسی دن شہر پر دھاوا کر دیا اور چارون طرف سے گھیر کر اندر شہر کے داخلہ کیا اشراق شاہ کے لشکر سے خوب
جنگ ہوئی ہزارون آدمی کفار کے مارے گئے آخر رستم نے فتح پائی اور اشراق شاہ بھاگا شہر پر قبضہ رستم
ثانی کا ہو گیا دختر ملک اشراق مسمے مشکل بانو کا عقد شمیم کے ساتھ کر دیا اول مشکل بانو نے کہا تھا کہ مجکو
رستم کے ساتھ عقد کرنا منظور ہی مگر لوگون نے اُسے سمجھایا کہ وہ ملکہ ماہ نوش لب کا عاشق ہی یہ سُنکر ملکہ مشکل
بانو نے شمیم بن کیوان سے عقد کر لیا سات روز تک خوب جلسے عیش و نشاط کے برپا رہے ایک ہفتہ
تک بزم عروسی منعقد رہی دن رات ناؤ نوش کے چرچے ناچ و راگ رنگ کے جلسے ہوا کیے بعد فراغ محفل
عروسی کے رستم نے بادشاہی شہر اشراقیہ کی شمیم کو مرحمت فرمائی اور اب پانچ لاکھ کا لشکر لیکر اب جابلقا
کیطرف جاتے ہین آیندہ دیکھیے کیا ہو۔

داستان عمر ثانی کا ریش تراشی کرنا لاہوت شاہ اور مہلیس وغیرہ کا

تیغ قاتل کے تلے کین دیکھیے جوہر کس دن
گردش چشم سے آتے نہین چکر کس دن
مرگ عاشق سے ہوا کونسے معشوق کو رنج
پھونکتا تک اٹھے نہین فتنۂ محشر کس دن
واعظا دیکھ تو رندان خرابات کا ظرف
داغ دل لڑتی نہین گرمی اخگر کس دن

یہ ہما سایہ فگن ہوویے سر پر کس دن
خوان نعمات جنون کا ہون مین ہمائی [illegible]
قبر بلبل پہ پڑی پھولون کی چادر کس دن
لامکان یار کو لکھتا ہون خط شوقیہ
کی کسی مست نے ہو حق سر منبر کس دن
کب اشارہ نہین ان آنکھون سے مژگان کین

ہیچ دیتی نہین [illegible] زلف معنبر کس دن
دشت اطفال سے کھاتا نہین پتھر کس دن
صور پھونکا نہ میرے نالہ شبگیر نے کب
نہین رہتے ہین تباہی مین کبوتر کس دن
آگ پر کب نہین بھنتے ہین کلیجی کے کباب
پارہ دیتے نہین تیرون کو یہ خنجر کس دن

موشگافان دقایق سخن و عیاران نیرنگ سازی کمر و فن سمند سیہ فام قلم کو جولانگاہ تحریر مین یون گرم خیز کرتے ہین کہ جب عمر ثانی لشکر مین آیا ایک روز صورت بدلکر دربارگاہ لاہوت شاہ مین آیا اُسنے سنا کہ مہلال امیر ثانی کو سخت سُست کہہ رہا ہے عمر ثانی کو سنکر تاب نرہی بارگاہ مین سبکو بیہوش کیا اور داڑھیان سب کی مونڈین اور ایک پرچہ کاغذ پر یہ دو کلمہ لکھکر دو بال داڑھی کے باقی رکھے اُسمین چپکا دیا کہ یہ سزا اُسکی ہے جو تو نے بخطا امیر ثانی کو کلمات ناسزا کہے اور جاتے ہوئے تاج لاہوت کا لیتا گیا دوسرے روز جبکہ عیار دہر نے ریش سیاہ شب کو تراشا اور چہرہ شاہد سحر صاف نظر آیا مہلال کمال قہر و غضب سے میدان مین آیا اور عمر ثانی کو مقابلہ کے لیے طلب کیا عمر ثانی نے میدان مین آکر ایک پتھر تراشیدہ و خراشیدہ گوپھن مین رکھکر ایسا مہلال کے لگایا کہ اُسکا خود سر پر سے گر پڑا اور سر مین کسیقدر زخم آیا اُسنے لشکر کی جھک کر خود اپنا اُٹھا لیا اور جاکر زیور شاہ اور ملک ہرداق کو رنا کیا سب کافر خوش ہوئے عمر ثانی نے حمزہ ثانی کو یہ خبر دی دوسرے روز جبکہ آفتاب عالمتاب خیمہ زنگاری فلک پر نمودار ہوا طبل بشارت لشکر کفار مین بجا اور یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی کہ نخنگان اشراق شاہ و ہرداق شاہ اور پانچ ہزار آدم خوارون کو جا کر لایا ہے غرضکہ دوسرے دن طبل جنگ بجا دونون لشکر میدان مین آکر صف کشیدہ ہوئے کہ اس اثنا مین آدمخوار آئے اور ایک سمت آکر اُترے اُسدن لڑائی موقوف رہی اشراق نے کہا مین ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑونگا بعد ازان مہلال بھی چند روز کے بعد جو عمر ثانی نے اسکے پتھر مارا تھا اور یہ زخمی ہوا تھا اچھا ہوا اور طبل جنگ بجوا کر میدان مین آیا اور لشکر اسلام سے شہزادہ نور العین میدان مین آئے مہلال نے ایک چوبدست شہزادہ نور العین پر لگائی شاہزادہ نے اُسکی چوبدست قلم کی مہلال ہوا پر اڑا اور اُترتے ہوئے چوبدست سر پر نور العین کے گھوڑے کے لگائی کہ گھوڑا نور العین کا زمین پر گرا اور شاہزادہ نور العین بھی زمین پر گرا اور تھوڑی دیر مارے چوٹ کے بیہوش رہا اتنے مین مہلال شہزادہ کی طرف دوڑا شہزادہ اُس سے چمٹ گیا اور چاہتا تھا کہ مہلال کا لنگر اوکھڑ کر زمین پر دے مارے کہ مہلال حیران ہوا اور ایک خنجر پہلو پر شہزادے کے مارا یہ دیکھکر لشکر نے حملہ کیا مہلال بھاگا بدیع الزمان فرزند کو اُٹھا لائے سر اُنکا زانو پر رکھکر بہت صدمہ کیا دوسرے روز پھر مہلال میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ کون میرے مقابلہ کو آتا ہے کہ اتنے مین ایک بگولہ گرد کا دامن بیابان سے اُٹھا اور اُس گرد کے درمیان سے قران حبشی ظاہر ہوئے اور خبر آمد رستم ثانی کی مع پانچ لاکھ سوار و پیدل کے لشکر اسلام مین بیان کی سب خوش ہوگئے یہ کہکر قران خود میدان جنگ مین آئے بلاشور اور سرو عیار نے مہلال سے کہا کہ قران حریف سخت ہے مہلال یہ سنکر ہنسنے لگا اور گینڈا اپنا بڑھا کر ایک ضرب چوبدست قران پر لگائی قران نے اپنے تئین اُسکی ضرب سے بچایا اور طبل باز گشت بج گیا سب اپنے اپنے قیامگاہ پر گئے تیسرے روز پھر مہلال میدان مین آیا اور اپنے مقابلہ مین قران کو طلب کیا جب قران صف سے باہر نکلا اور سامنے مہلال کے آیا اسنے وہی طور لڑائی کا کیا جو نور العین سے کیا تھا غرضکہ ہوا پر اُڑکر وہان سے اُترتے ہوئے چوبدست قران کے سر پر لگائی وہ چوبدست جب سر پر قران کے پہونچی کہ ایک دھوان دماغ قران سے اُٹھا اور قران زمین پر گر پڑا اور ایک آہ کھینچی مہلال شاد ہوکے سرہانے قران کے پہونچا قران نے پاؤن اُسکا زور سے پکڑا اتنے مین مہلال گھبرایا اور حلقہ ہائے کمند قران نے

مارے اسنے چاہا کہ اپنے تئین رہا کرے کہ اسمین ایک خنجر قران سنے کان پر مہلال کے مارا دونون
کان کٹ گئے اور لشت تک اُسکی شگافتہ ہوئی مہلال نے دوبارہ حملہ قران پر کیا قران بھاگا مہلال
نے پیچھا کیا اور غل دونون لشکرون سے اُٹھا قران پلٹ کر بولا کہ ای مہلال اب مجہ مین طاقت اسقدر نہین
ہی کہ تجھسے پھر لڑسکون اور ایک مشت خاک زمین سے اُٹھا کر ایک چھلانگ ماری اور دونون آنکھون
مین مہلال کے جھونک دی کہ وہ آنکھین ملنے لگا اور چونکہ مہتر برق فرنگی پیچھے قران کے لگا ہوا چلا آتا
تھا برابر آکر اسنے ایک خنجر پہلو پر مہلال کے مارا کہ سینہ تک شگافتہ ہوگیا اور سر کے بل مہلال زمین
پر گرا قران نے نعرہ کیا مگر وہ مرتے مرتے زمین سے دس گز اوڑ کر پھر زمین پر گرا قران نے بڑھکر
سر اُسکا کاٹ لیا اور بلاشور کی طرف دیکھکر نعرہ کیا کہ منم قران حبشی بلاشور نے کہا کہ اچھا جب تک اسکا
عوض مین رستم ثانی سے نہین لیتا ہون تب تک قرار مجھے تھوڑی ہی آئیگا کہ اس اثنا مین عیار نور الدہر کا
شہر مہرانیہ سے آیا امیر پانچہزار سوار ہمراہ لیکر شہر مہرانیہ کو روانہ ہوئے کفار یہ سنکر شاد و خورم ہوئے
اشراق شاہ طبل جنگ بجوا کر میدان مین آیا تھا کہ نقابدار سبز پوش نے آکر کہا کہ دولت کفار سے مجھے
سپنے جاتا کہ زہرہ پرست ہی سعد نے کہا کہ ایک بہادر اسکے مقابلہ کو جاوے کہ ہاشم تیغزن نے گھوڑا
اپنا پرے سے نکالا اور جاکر مقابلہ نقابدار سے کیا نقابدار اور ہاشم سے بڑے عرصہ تک ہتیار چلا اور
جملہ فنون سپہ گری اور اسلحہ حرب و ضرب کا رد و بدل ہوتا رہا بعد ازان دونون بہادر مرکب سے کود پڑے
اور کشتی ہونے لگی تا شام کشتی ہوا کی شام کو نقابدار سبز پوش نے ہاشم کو باندھ لیا اور اپنے ہمراہ لیچلا اور
باواز بلند یہ بھی کہدیا کہ اگر کوئی عیار یا سردار ہاشم کی تلاش مین میرا پیچھا کریگا تو مین بیشک ہاشم کو قتل
کر ڈالونگا یہ سنکر کوئی تعاقب مین نگیا اور نقابدار ہاشم کو لے گیا اور ادھر بلاشور اور خرداد افروز
لاہوت سے رخصت ہوکر لشکر اسلام مین آئے اور تینون عیار صورتین اپنی بدلے ہوئے گھات
مین لگے رہے جبکہ سواد شب نے تمام عالم کو گھیر لیا یہ تینون عیار خیمون مین گئے اور اسد و طہماس اور
بدیع الزمان کو بیہوش کرکے لیگئے اور تینون پشتارہ آگے لاہوت کے رکھدیے اور کہا کہ مہلال کے
خون کا عوض ان تینون شخصون سے لیجیے چنانچہ بارگاہ لاہوت شاہ مین اشراق آدمخوار بیٹھا تھا کہ لاہوت
نے تینون سردارون کے قتل کا حکم دیا اور جلاد انکو لیچلے کہ اتنے مین نقابدار سبز پوش بارگاہ لاہوت
مین آکر پہونچا اور سب سے بلند مقام پر جاکر بیٹھا کہ ناگاہ نظر اُسکی دلیران اسلام پر پڑی پوچھا یہ کون ہین
لاہوت بولا کہ یہ طہماس اور وہ اسد اور وہ بدیع الزمان ہین نقابدار بولا کہ یہ کیونکر قابو مین آئے
لاہوت نے کہا کہ عیار انکو عیاری سے لائے ہین نقابدار نے عرض کیا کہ مجہ ایسے بندے حضور کے
ہین اور پھر مردون کو نامردی سے پکڑنا بالکل خلاف شان بہادری کے ہے یہ کہکر ایک نعرہ جلاد پر مارا اسکو چونکہ
طمع زر و جواہر تھی اس جہت سے جلاد نہ ہٹا نقابدار نے اُٹھکر جلاد کی گردن دھڑ مین سے کھینچکر پھینکدی
اور بدیع الزمان سے کہا کہ مین نے تعریف تمھاری کشتی کی بہت سنی ہے مین چاہتا ہون کہ میرے تمھارے
کچھ زور آزمائی ہو جائے بدیع الزمان نے قبول کیا اسپر نقابدار بولا کہ درمیان مین دونون لشکرون کے
ہمسے اور تمسے کشتی ہو بدیع الزمان نے کہا کہ بہتر ہے بعد ازان لاہوت شاہ سے تینون سردارونکو
خلعت دلوا کر باعزاز تمام رخصت کیا اور نقابدار نے ایک عزیز اشراق آدمخوار سے گستاخی یہ کی کہ

اُٹھکر اُسکی پیشانی پر بوسہ دیا اور بغل مین اُسے تنگ پکڑا اور پھر بارگاہ سے باہر چلا گیا دلیران اسلام پاس سعد کے آئے اور تعریف نقابدار کی طہماس و اسد و بدیع الزمان نے بیان کی کہ اتنے مین آواز طبل جنگ کی کان مین آئی رات بھر دونون لشکرون مین طیاری ہوا کی صبحکو دونون لشکر میدان مین آئے اور درمیان مین دونون لشکرون کے کشتی نقابدار سبز پوش اور بدیع الزمان گرد لشکر شکن سے ہونے لگی شام تک خوب کشتی رہی عجب عجیب نادر داؤن پیچ ہوتے رہے کہ ناظرین کو لطف اُٹھا کیے اور تعریف بے انتہا کرتے رہے آخر الامر بوقت شام بدیع الزمان کو نقابدار باندھکر اپنے لشکر کو روانہ ہوا دونون لشکرون سے غل اُٹھا اور بدیع الزمان بیہوش و مدہوش تھا اُدھر لاہوت شاہ بارگاہ مین محفل عیش آراستہ کیے ہوئے اور عیاران اسلام صورتین اپنی بدلے ہوئے دروازۂ بارگاہ لاہوت شاہ پر موجود تھے کہ نقابدار آیا زر و گوہر اُسپر نثار کرتے ہوئے بارگاہ مین لے گئے اور لاہوت شاہ خود نقابدار کو دیکھکر کھڑا ہو گیا نقابدار نے کہا آپ ہر روز طبل جنگ بجوایا کیجے اور لاہوت کو نقابدار نے تخت پر ہاتھ پکڑکے بٹھایا اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور خود جام جمشیدی پی کر بارگاہ سے روانہ ہوا لاہوت نے طبل جنگی بجوا دیا اور شعبان بن عمر نے کہا کہ مین نقابدار کے عقب مین ضرور جاؤنگا کہ دیکھون یہ کہان جاتا ہے اور کون شخص ہے یہ کہکر عمر ثانی اور شعبان دونون پیچھے نقابدار کے روانہ ہوئے جبکہ ایک فرسخ نکل گئے تب نیچے ایک دامن کوہ کے پہونچکے دیکھا تو اُدھر نقابدار ہمراہ اپنے عیارون کے کھڑا ہے شعبان بن عمر دیکھکر پریشان ہوا کہ نقابدار نے نعرہ کیا کہ ادھر آؤ جب یہ پاس پہونچے تو نقابدار نے کہا کہ ایکی بار تو خطا تمھاری معاف کر دیگئی اور یہ دل مین ہرگز نہ خیال کرنا کہ روبرو سے نقابدار کے ہم بھاگ کر نکل جائینگے اور تیر و کمان اُٹھاکے لالہ زار کی طرف عیارون سے کہا کہ دیکھو عیارون نے لالہ زار کی طرف دیکھا اور شعبان بن عمر نے بھی اپنی نگاہ لالہ زار کی طرف کی کہ نقابدار نے ایک ایسا تیر مارا کہ تمام پھول لالہ کا پریشان ہوا اور ایک ایک پتی اُڑانا شروع کر دی شعبان نقابدار کی تیز دستی اور نشانہ بازی پر حیران ہو گیا پس نقابدار بولا کہ جا اور سب عیاران اسلام سے بیان کر دینا شعبان بن عمر بید کی طرح کانپا اور مانند بجلی کے چمک کر وہان سے نکل گیا دوسرے روز اشراق میدان مین آیا سرو عیار چاہتا تھا کہ پیشقدمی کرے کہ نقابدار آیا اور ایک نعرہ اشراق پر مارا اشراق کو بُرا معلوم ہوا اور مقابلہ نقابدار کا کیا نقابدار نے کمر زنجیر اسکی پکڑکے اُٹھا لیا اور زمین پر دے ٹپکا اور پھر میدان مین آکر نقابدار نے نعرہ کیا کہ لشکر اسلام سے داراب کشور کشا میدان مین نکلا شام تک خوب جنگ رہی آخر نقابدار سبز پوش داراب کو باندھکر لیگیا وہان لاہوت شاہ نے صحبت عیش آراستہ کی اور کہا کہ اب اسکے سوا دوسری تقدیر نکرونگا کہ سرو عیار نے آکر کہا کہ خداپرست کہتے ہین کہ حمزۂ ثانی فی الحال کام کو گئے ہین لشکر مین نہین ہین لیکن ہان اتنی خبر مجھکو بھی معلوم ہے کہ شہر اُنیہ مین ایرج اور اسکندر و نور الدہر کو سیاہ پوش نے قید کیا ہے تو اُنکی رہائی کے لیے حمزۂ ثانی گئے ہین یہ سنکر کفار بہت خوش ہوئے

اب چند کلمہ داستان شاپور اور بلاشور کے بیان ہوتے ہین

تو ہی اپنے ہاتھ سے اے دلربا جاتا رہا ڈھونڈھنے والے سے پوچھے کوئی کیا جاتا رہا	دلکی پروا ہی نہین جاتا رہا جاتا رہا جس توقع پر تھی اپنی زندگی وہ مٹ گئی	دل چرا کر آپ تو بیٹھے ہوئے ہین چین سے جو بھروسا تھا نہین وہ آسرا جاتا رہا

مین نے دیکھا انکی زلفونکو تو فرمانے لگے
دشمنی کا لطف شکوون کا مزا جاتا رہا
اچھی صورت کی رہا کرتی تھی اکثر تاک جھانک
صید جسدم آنکھ سے اوجھل ہوا جاتا رہا
حرص و امسگیر دنیا مال بے بنیاد بے ثبات
ورنہ برسون نامہ بر آتا رہا جاتا رہا

آپکا دل ڈھل پڑا کم ہو گیا جاتا رہا
ہو سکے مطلب نگاری کیا پریشان طبع سے
رہ گئین آنکھین مگر وہ دیکھنا جاتا رہا
کسقدر انکو فراق غیر کا افسوس ہی
جسقدر حاصل کیا اس سے سوا جاتا رہا
داغ کچھ درہم تھا جسکا انھین ہوتا ملال

مرگ دشمن کا زیادہ تمسے ہی مجکو ملال
ذہن مین آتے ہی حرف مدعا جاتا رہا
دیکھو دیکھو مجپہ برسلتے رہو تیر نگاہ
ہاتھ ملتے ملتے سب رنگ حنا جاتا رہا
اب کبھی ان سے وہ رسم و راہ بھی موقوف ہے
ہو گیا کم ہو گیا جاتا رہا جاتا رہا

معماران عمارات دلپذیر داستان و رسامان نقش خوش تحریر حالات گذشتگان اس حکایت پر لطافت کا نقشہ صفحہ قرطاس پر اس طرح بناتے ہین کہ جب شاپور تمام شہر مین پھرا اور کہین پتہ و سراغ بدیع الملک کا اُسے نملا لاچار ہو کر دل مین اپنے سوچنے لگا کہ لشکر مین چل کے گوہر آرا سے اس کیفیت کو بیان کرنا چاہیے غرضکہ شاپور لشکر مین آیا اور ملکہ گوہر آرا سے یہ حال بیان مفصل بیان کرنا شروع کیا اور کہا کہین پتہ و نشان بدیع الملک کا مجکو تو نہین لگتا اگر آپ کو معلوم ہو تو آپ بتا دیجیے گوہر آرا نے کہا کہ مجکو خود نہین معلوم ہے
او خویشتن گم است کرا رہبری کند × ہان بلا شور نگارستان کی طرف گیا ہی بہتر ہی کہ پاس بلا شور کے بجانب نگارستان جانا چاہیے پھر شاپور نے حال نقابدار کا پوچھا گوہر آرا نے کہا کہ مجکو یہ بھی نہین معلوم یہ بھی بلا شور کو معلوم ہوگا شاپور یہ سنکے خاموش ہو رہا چنانچہ سرو عیار نے ایک محفل واسطے بلا شور کے تیار کی تھی اور خوب آراستہ و پیراستہ کیا تھا اور بلا شور نے ایک آدمی طلب فیروز مین بھیجا تھا اور فیروز نے آکر ایک خبر کانمین بلا شور کے چپکی سے کہی سرو نے پوچھا کہ کیا کہتا ہی بلا شور بولا کہ شاپور آیا ہی اور نقب لگا رہا ہی کہ درمیان اس خیمہ کے اون سرو نے کہا کہ اُسے پکڑنا چاہیے بلا شور وہ چند اشیاء کہ جنکا دھوان برا ہوتا ہی لیکر سر نقب پر آیا اور اُن چیزون کو نقب کے منہ پر جلایا اور اُدھر شاپور نقب مین تھا دھوان جو پھیلا تو تمام دماغ مین گھٹ گیا چند خنجر جلدی جلدی مار کر سر نقب سے باہر نکلا دیکھا کہ وہان پر سرو پڑا سو رہا ہی یہ دیکھکر شاپور نے قدم بڑھایا سرو نے پاؤن شاپور کا پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچا شاپور گر پڑا لیکن گرتے گرتے شاپور نے ایک خنجر سرو کے ہاتھ مین مارا سرو چاہتا تھا کہ اُٹھے فوراً شاپور نے ایک خنجر اور ایسا سرو کے مارا کہ سرو نے ایک آہ کھینچی اور گر پڑا سنبھلا نگیا شاپور نے بڑھکر سر اُسکا کاٹ لیا اور مثل برق کے وہان سے چمک کر نکلگیا بلا شور نے جو آکر دیکھا کہ سرو مردہ پڑا ہی بس بلا شور نے خون سرو کا اپنے چہرہ پر ملا اور خوب رویا اور شاپور سر سرو کا لیکر سعد کی خدمت مین آیا سب اہل لشکر بہت خوش ہوئے کہ عجب حرامزادہ یہ عیار تھا کہ جسکو ہمارے سر سے دور کیا۔ شاپور نے چاہا کہ نگارستان کو جایئے سعد نے فرمایا کہ ابھی دو روز ٹھہر جاؤ دیکھو کہ کیا ہوتا ہی بس کفار نے طبل جنگ بجوایا اور صبحکو ملک ماجن سیاہ پوش کفار کی طرف سے میدان مین نکلا اور ایک جانب سے نقابدار سبز پوش بھی میدان مین داخل ہوا اور لشکر اسلام سے قاسم برآمد ہوا غرضکہ نقابدار نے ملک ماجن سیاہ پوش کو ایک چشم زدن مین قید کر لیا اور قاسم سے تا بشام خوب کشتی رہی غرضکہ شام کو انھین بھی باندھکر نقابدار نے اپنے عیار کے حوالہ کیا اور دوسرے روز سلیمان ثانی مقابلہ کو آئے انکو بھی قید کر لیا اور لے گیا شاپور یہ دیکھکر بہت حیران ہوا اور عقب مین نقابدار

کے چلا آیندہ اسکا حال دیکھیے کیا

داستان جانا حمزۂ ثانی کا شہر مہرانیہ مین

راوی کا بیان ہی کہ جب امیر ثانی لشکر جرار ہمراہ لیکر مہرانیہ مین پہونچے تو مہران شاہ نے استقبال کیا
اور سر قدمون پر امیر کے رکھا اور عرض کی کہ میرے دو سوال ہین ان دونون کو آپ پورا کر دین
تو جب تک زندہ ہون بندہ ہون امیر ثانی نے فرمایا وہ سوال کیا ہین مہران شاہ بولا ایک گنبد
سے اول سر نکلتا ہی بعد ازان میدان سے ایک سوار پیدا ہوتا ہی ان دونون کو اگر آپ ثابت کر دین
تو مین مسلمان ہونگا امیر نے قبول کیا دوسرے روز جبکہ غواص مغرب ظلمات بحر اخضر فلک سے جانب
مشرق نمودار ہوا مہران شاہ کنارہ نہر کے امیر کو لے گیا امیر نے دیکھا کہ ایک گنبد نہایت خوشنما بنا
ہوا ہی کہ گنبد فلک اسکو دیکھکر شرماتا ہی اس گنبد سے ایک سر باہر نکلا اور ایک ستارہ آسمان پر چمکا
اور ایک صداے ہولناک آئی کہ اے حمزۂ ثانی سجدہ کر امیر کو یہ بات بہت ناپسند ہوئی کہ وہ سر بولا اے امیر
اگر میرے پہلوان کو تمنے زیر کیا تو گویا مجھی کو زیر کیا اور اگر تو مجھکو ہلاک کرنا چاہیگا تو یہان سے سلامت
بچ نسکیگا کہ اتنے مین ایک سوار سیاہ پوش صحرا سے آیا اور امیر سے کشتی ہونے لگی یہان تک کہ امیر
تنگ ہوئے لیکن دونون مین سے زیر و زبر کوئی نہوا پس دونون جدا ہوئے ادھر سیاہ پوش بھی
عاجز ہو گیا کہ آجتک سیاہ پوش سے کوئی اتنا لڑا نہ تھا پس سیاہ پوش شب نے اپنی تاریکی
سے تمام عالم تیرہ و تاریک کر دیا تھا امیر بھی جن اعضا مین درد ہوتا تھا انکو ملا کیے صبح کے وقت جبکہ سوار
سفید پوش مہر عالمتاب افق مشرق سے تابان ہوا تمام خلقت نہر پہ آکر جمع ہوئی لیکن وہ سوار
یعنی نقابدار سیاہ پوش آج صحرا سے نہ آیا اور وہ سر بھی آج صحرا سے نہ آیا اور وہ بھی سر آج گنبد
سے باہر نہ نکلا سب لوگ حیران کھڑے ہوکے دیکھ رہے تھے امیر نے لاچار ہوکر کشتی پر ایک آدمی جانب
گنبد روانہ کیا پس نہر سے ایک نہنگ پیدا ہوا اور اس نہنگ نے ایسا دم کھینچا کہ کشتی مع اس آدمی
کے نہنگ کے منہ مین چلی گئی ایدھر سے دوسرا شخص سوار ہوکر چلا اس نہنگ نے پانی سے سر
نکالا اور اسکو بھی نگل گیا تیسرا آدمی پھر یہان سے چلا نہنگ اسکو بھی پکڑ لے گیا ہرچند امیر نے اسماے
باطل السحر پڑھے مگر کچھ مفید مطلب نہوئے دوسرے روز امیر نے ثمردین شاہ کو ہمراہ لیا اور خود بھی
سوار ہوئے ثمردین بولا کہ یہان سے دو فرسنگ پر یہ قلعہ جو دکھائی دیتا ہی اور اسکے گرد ایک خندق
ہی بہت گہری اور چوڑی لبالب پانی سے بھری ہی وہ سوار نقابدار سیاہ پوش اسی قلعہ مین سے آتا
ہی یہ سنکر حمزۂ ثانی لشکر لیکر قلعہ کیجانب روانہ ہوتے ہین آیندہ دیکھیے کیا ہوتا ہی خداوند تعالی مالک ہی

داستان رستم ثانی کو قران حبش کا راہ مین لیجانا اور خبر دینا قتل مہلال افعال کی

زمانہ بہت بدگمان ہو رہا ہے
الٰہی یہ جلسہ کہان ہو رہا ہی
ترے ظلم پنہان الٰہی کون جانے
کہ مضطر مرا گزران ہو رہا ہی
وہ حال طبیعت جو برسون چھپایا

کسی شخص کا امتحان ہو رہا ہی
بہت حسرت آتی ہی مجکو یہ سنکر
فقط آسمان آسمان ہو رہا ہی
سنون کیا خبر جشن عشرت کی قاصد
ہر اک شخص سے اب بیان ہو رہا ہی

ٹھہرتی صدا کین ہین اس شوخ کی سی
کسی پر کوئی مہربان ہو رہا ہی
ان آنکھون نے اس لکا کیا بھید کھولا
جہان ہو رہا ہی وہان ہو رہا ہی
کوئی اڑ کے آیا کوئی چھپ کے آیا

پشیمان ترا پاسبان ہو رہا ہی
یہ بیہوشیان واقع یہ خواب غفلت
کہ از خور دنش نیست کس را گزیر

کہیں دو گھڑی آپ شبنم مین سو لے
خبر بھی ہی جو کچھ وہان ہو رہا ہی
نہ بادہ جگر گوشۂ آفتاب

رخ پر عرق دُر فشان ہو رہا ہی
بیا ساقی آن بادہ در دست گیر
کہ ہم آتش آمد بگو ہم آب

تماشائیان جلسہ افسانہ طرازی و فراہم کنندگان مجمع سخن سازی اس عالیشان شوکت بیان گلبہاران زیب و زینت بزم سخن مین باستعانت خامہ جادو نگار اس طرح رقم کرتے ہین کہ ادھر رستم ثانی جابلقا مین آ تھا کہ دروازہ شہر پر قران خلبش سے ملاقات ہوئی قران نے خبر قتل مہلاال اور حالات لشکر اور مقدمہ ایرج و اسکندر و نور الدہر اور جانا صاحبقران کا بیان کیا رستم نے یہ سُنکر کہا کہ پہلے پدر بزرگوار کو چھڑا لونگا بعد ازان لشکر مین جاؤنگا پس زبان سے دعا دا کیے ہوئے متوجہ اُس قلعہ کا ہوا مگر اُسوقت جا کر پونچے کہ حمزہ ثانی پاس قلعہ کے پہونچ گئے تھے اور آدمی قلعہ کو گھیرے کھڑے تھے رستم نے قلعہ مین گھس جانیکا ارادہ کیا مگر امیر ثانی نے بہت دلاسا دیا اور کہا کہ گھبراؤ نہین مین اُسکی تدبیر کرتا ہون اور انشاء اللہ فتح کرتا ہون اُسوقت تو رستم چپ ہو رہا مگر امیر کی آنکھ بچا کر دل سے اپنے کہا کہ کھڑے ہوے رہ چکے کیا مُنہ دیکھ رہے ہین پس ایک جست کی اور مع گھوڑے خندق کے اُس پار ہوا دروازہ قلعہ پر پہونچ گیا اور پہونچتے ہی رستم کے ایک دیو سیاہ مہیب شکل ہوا پر اُڑتا ہوا آسمان سے پیدا ہوا اُسنے رستم ثانی کو بیہوش کیا اور اُنکو لیکے پرواز کنان قلعہ مین پہونچ گیا تھوڑی دیر کے بعد وہ دیو ایک پتھر بہت بڑا ہاتھ مین لیکر آیا اور لشکر امیر پر پھینکا وہ آکر گرا تو تب تیس آدمی کے اُس سے کشتہ ہوئے تب امیر ثانی نے ایک عبادتخانہ برپا کیا اور اسکے اندر عبادت کے لیے بیٹھے

داستان شاپور اور بلاشور اور نقابدار کی بیان ہوتی ہے

بیا ساقی از سر بنہ خواب ا
نہ آن مے کہ آمد بمذہب حرام

مے ناب وہ عاشق ناب را
مے کاصل مذہب بدو شد تمام

مے کو تو آب لال آمدہ است
بہر چار مذہب حلال آمدہ است

صاحب فن کا بیان ہی کہ جب نقابدار سبز پوش مسلمان کو باندھ کر لیگیا شاپور اُسکے تعاقب مین چلا جب کئی جنگل و پہاڑ طے کیے تو اُس نقابدار سبز پوش کو دیکھا کہ چلا آتا ہی شاپور نے کمند کو خس پوش کرکے آپ ایک گوشہ مین پوشیدہ ہوا دیکھا کہ بلاشور بھی چلا آتا ہی شاپور نے بلاشور کو کمند مین پھانسا اور اُسکے سینہ پر سوار ہوا بلاشور نے غل مچایا سبز پوش بھی قریب آ پہونچا تھا اُسنے نعرہ کیا شاپور بھاگ گیا لیکن بلاشور زخمی تھا نقابدار سبز پوش نے پوچھا تو کون ہی بلاشور نے کہا پیادہ ہون خداوند کا خداوند نے مجکو اسلیے بھیجا ہی کہ تو عقب مین نقابدار کے جا تا کہ شاپور کوئی تکلیف راہ مین پہونچائے چنانچہ مجکو شاپور نے پکڑ لیا تھا کہ آپ پہونچ گئے نقابدار نے بلاشور کو ہمراہ لیا اور پہاڑون کیطرف چلا شاپور وہان سے خدمت شاہ سعد مین پونچا اور سب حال بیان کیا غرض دوسرے روز جب نقابدار چرخ چہارم عرصہ افلاک پر نمودار ہوا نقابدار سبز پوش میدان مین آیا اسعد دیوانہ کو مقابلہ مین زیر کرکے باندھ لیا اور تیسری میدان داری مین قمہور دیو پر فور کو پکڑ لے گیا غرض حال شاہ سعد نے دیکھا بہت حیران ہوئے اور فتاح بن عمر کو خدمت امیر ثانی مین قلعہ انیہ کیطرف روانہ کیا

داستان طلسم مین جانا حمزہ ثانی کا

کار دلم از دست شد ای بیوفا فریاد رس ٭ تنہا فراقم می کشد ای بیوفا فریاد رس ٭ تا چند بر من دم بدم
از ہجر عاشق کشتن ستم ٭ بہر منت گر نیست غم بہر خدا فریاد رس ٭ ظلمت شب تا صبحگہ بر ما کہ نتوان

گفت وہ + بگذشت چون از اوج سر فریادما فریادرس + تا از تو دلبر ماندہ ام بخواب بجور ماندہ ام + چون درغمت
درماندہ ام درماندہ را فریادرس + شد جام عیشم بی صفا جان شد لگدکوب جفا + بگذشت چون عمر از وفای بیوفا فریادرس
آن سرو چشم دلستان از عاملان بربود جان + یک جان خسرو را ازان ہر دو بلا فریادرس + نگارندہ داستان عجیب
چنین منولید سخن دلفریب + کہ جب حمزہ ثانی مہرانیہ مین عبادتخانہ برپا کرکے معروف دعا و مناجات تھے کہ ح
روز امیر ثانی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو خواب مین دیکھا کہ وہ فرماتے ہین اس درہ آہن کوہ مین
ہزارہا درخت ہین اور چشمہ آب جاری ہین جبکہ اندر درہ کے جاؤگے تو ایک ہرن سفید دونون سینگ سونے
کے نظر آئیگا اُسکو دیکھکر جلدی نکرنا ذرا صبر کرنا تاکہ وہ ہرن خود سر اپنا پانی پر جھکائیگا پس اُسوقت تیر مارنا جس
درخت کے نیچے وہ ہرن گرے اُسی درخت کو زور کرکے جڑ سے اکھاڑنا ایک مکتوب اُسکے نیچے ملیگا جو کچھ
اُسمین لکھا ہو اُسپر عمل کرنا صبحکو امیر نے یہ مژدہ سب اپنے ہمراہیون اور دوستونکو سنایا عمر ثانی نے یہ خوشخبری
پروین شاہ اور عطارد اختر شناس کو سنائی پس صبحکو پروین شاہ اور عطارد اور قران جلیس
وغیرہ اُس درہ مین ہمراہ امیر ثانی کے گئے دیکھا تو فی الواقع عجیب فرحت خیز و لطافت انگیز مقام ہے تمام
دامن کوہ مین ہزارہا گل نرگس اور انواع اقسام کے پھول کھلے ہین میدان کیا ہے نمونہ گلزار فردوس
ہے کوسون تک اشجار پر بہار و گلزار لگے ہین تختہ زعفران کے کھلے ہین دامن کوہ پر عقیق زرد کے
مانند سے رکھے ہین درخت نرگس شہلا و نرگس بیمار کے چشم مست خوبان کو شرماتے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ
خفتہ گان خاک چشم براہ انتظار ہین سرو جویبار برلب انہار ہین بنفشہ و یاسمن زلف و رخ سبز رنگان
دہر کو شرماتے ہین سرو شمشاد قامت رعنائے شاہد طناز دل سے بہلاتے ہین نرگس مست صرف نگاہبازی
اور سوسن باینہمہ بیزبانی مستعد بہ زبان درازی ع سبزہ زارش راثمر ہاے زبرجد بر کنار + کوہسارش
را گہرہاے مرصع برمیان + بانہال جویبارش شاخ طوبے متصل + در نسیم بوستانش باغ جنت توامان
طائران خوش الحان شوق دید گل مین اپنی دلکش خوشنوائی سے زمزمہ سنج حمد و ثنائے باغبان قضا و
قدر غزالان دشت عکس تختہ لالہ حمراسے قباے یاقوت نگار در بر جست و خیز کرتے نظر آئے اُس
صحراے سبز و خرم کو دیکھکر گلشن شداد بھی شرماکے ع سبزہ دمید از چمن سر دہم از جویبار + پیک صبا
پر نفس گفتہ سخن بیقرار + لیلئے گل جلوہ گر طرح بطرح دگر + بلبل مجنون سیر نغمہ گر و بیقرار + سنبل و نسرین
باغ ہر دو ترو تر دماغ + لالہ دل پر زداغ سر زدہ از شورہ زار + نرگس اگر یاسمن میل بہ نرگس کند
چشم شقایق شود از رہ غصہ تار + بلبل بے برگ را دہ بنوا مژدہ + غنچہ گل کو دمید از بن ہر برگ و خار
سوی گلستان بہ بین سرو قد نازنین + تاکہ چہ از یار وطین سر زدہ در نو بہار + الغرض امیر ثانی کیفیت صحرا
پر بہار کی دیکھ رہے تھے پروین شاہ نے کہا کبھی ان درختون مین پھل نہین لگا ہے امیر ثانی نے زبان
حال سے فرمایا کہ نخل تمنا اب بار ور ہوگا غرضکہ ایک نہر بھی درہ کوہ مین جاری ہے جبکہ امیر کنارہ آب
سحر کے پہونچے وہی ہرن نمودار ہوا اور پانی کی طرف سر جھکایا کہ امیر نے اُسکے تیر مارا وہ ہرن تیر
کھاکے نیچے ایک درخت کے گرا امیر نے اُس درخت کو اُکھاڑ لیا نیچے اُسکے ایک تختہ سنگ نمودار ہوا
اُسکو بھی امیر نے ایک ہی زور مین اُلٹ دیا اُسکے نیچے ایک نقب نمودار ہوئی پس قدم اُس نقب مین
رکھا عمر ثانی نے بھی چاہا کہ اُس نقب مین پانون ڈالے مگر امیر نے منع کیا اور خود آگے بڑھے ایک مکان پر

پہونچے کہ دروازہ اُسکا کھلا ہوا تھا اندر اُس قصر کے گئے دیکھا تو نہایت پاکیزہ مکان ہے چھت پردے
فرش فروش شیشہ آلات سے آراستہ و پیراستہ ہے جا بجا میزون پر زر و جواہر بیشمار چنا ہوا ہے اور ایک طرف
کو دیکھا کہ ہزار ہا کتابین مطلا و مذہب جلدین اُنکی مرصع کار عمدگی سے رکھی ہوئی ہین اور ایک کاغذ پر
لکھا ہے کہ اس صندوق سیاہ کو اُٹھا لو اور جس راہ سے آئے ہو اُسی راستہ سے چلے جاؤ اس صندوق
مین ایک لوح ہے اور دو چیزین اور از قسم تبرکات ہین پس جو مشکل اہم کہ تمپر پڑے اول چالیس مرتبہ درود
حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھکر اس لوح کو دیکھنا اور جو اُسمین لکھا ہوا اُسپر عمل
کرنا پس امیر اُس صندوق کو لیکر باہر آئے پریزادین شاہ و عطار و غیرہ نے دیکھا کہ امیر نے صندوق
کھولا اُسمین ایک تیر و کمان اور ایک لوح نقرہ خام کی رکھی ہوئی پائی امیر نے چالیس مرتبہ درود حضرت
محمد مصطفے صلے اللہ وآلہ وسلم پر پڑھکر اُس لوح کو دیکھا تو اُسمین خط سبز سے لکھا تھا کہ اے یا بندہ لوح پہاڑ پر
جاؤ پہلے خندق کو پھاندو آگے ایک سنگ ہے وہی در قلعہ ہے پس ایک دیو آسمان پر سے پیدا ہوگا
مگر دیوانہ ہوگا اُسکو قتل کرنا اگر تمنے اُس دیو کو مار لیا تو خیر نہین تو تم کشتہ ہو گے نی الجملہ امیر عالیمقام
نے سب دوستون سے رخصت ہو کر قدم اُس پہاڑ پر رکھا سب لوگ دور سے کھڑے ہوئے تماشا دیکھ
رہے تھے امیر ایک ہی جست مین خندق کے اُس پار گئے اور قدم اُس سنگ سیاہ پر رکھا کہ نعرہ
ایک دیو کا سنائی دیا اُس دیو نے رخ امیر کی طرف کیا امیر نے خدا کو یاد کر کے چالیس مرتبہ درود حضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھکر اور ایک تیر کمان مین جوڑ کر ناف دیو پر مارا کہ وہ دیو پہاڑ پر گرا کہ پہاڑ کانپ اُٹھا
اور گھوڑے بھاگے امیر نے لوح پر نظر کی لکھا تھا کہ جلد خندق سے پیچھے کو کود آؤ امیر حسب تحریر لوح
پیچھے کو دکر خندق کے اُس پار آگئے کہ ایک دھوان خندق سے اُٹھا اور آگ خندق مین جلنی شروع
ہوئی کہ پھر ایک شعلہ اُسکا آسمان تک پونہچا تھا اور آوازین عجب غریب آتی تھین امیر نے دیکھا کہ ایک
سیاہی اُٹھی اور اُس قلعہ کو گیا بلکہ تمام عالم کو اُسنے گھیر لیا اور باران سیاہ آسمان سے برسنا شروع ہوا
جبکہ دھوان اور آگ برطرف ہوئی تو قلعہ دکھائی دیا مگر وہ قلعہ مانند چکی کے پھر رہا تھا حمزہ ثانی نے لوح
بغل سے نکالی اور درود پڑھا حرف سبز دکھائی دیے لکھا تھا کہ اگر تم چاہو کہ دروازہ قلعہ کا معلوم ہو تو
پہلے اُس پتھر کو تلاش کرو جو اول دیکھا تھا وہ طلسم بند ہے اس قلعہ کا دروازہ وہی ہے اگر چاہو کہ راہ پیدا
ہو تو اُس تختہ سنگ کو اُٹھاؤ ایک شیر سیاہ پیدا ہوگا ایسا نیزہ اُسکی پشت پر لگاؤ کہ نیچے حلق کے سے
اُسکی نکلی منہ اُسکا مثل غار کے ہوگا اسپے تیغ اُسکے منہ مین ڈال دینا امیر نے ویسا ہی کیا آنکھ جو
کھلی تو ایک راستہ دیکھا امیر بفراغت تمام چلے جاتے تھے کہ دو گاو سیاہ پیدا ہوئے کہ ایک سر اپنا دوسرے
کے سر پر رکھے ہوئے اور دم ایک کی راستہ کے اس سرے پر اور دوسرے کی دم اُس سرے پر
یعنی کفل دونون کے بالکل راستہ روکے ہوئے تھے اس طرح سے کہ راستہ جانیکا بالکل نہ تھا امیر
نے اول صلواۃ چالیس مرتبہ جناب رسول خدا پر بھیجکر لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ ایک ضرب شمشیر سے کام دونون
کا تمام کرنا چاہیے اور اگر یہ دونون گاو ایک ضرب مین قتل نہوئین تو پھر کام کا انجام بہت مشکل ہو جائیگا امیر نے
اول تلوار کھینچکر فکر کی کہ کیونکر دونو کو ایک ہی ضرب مین قتل کیجیے غرضکہ دل مین سوچکر ایسی ایک تلوار
ماری کہ دونون کے سر قلم ہو گئے اور ایک طوفان عظیم برپا ہوا کہ العظمۃ للہ آندھی سیاہ چلی اور برق باری

اور صاعقہ باری ہونے لگی جب کچھ دیر بعد اُس آفت سے سکون ہوا تو امیر نے آپ کو ایک مکان مین
پایا کہ بالکل سونے کا وہ مکان بنا ہوا تھا اور فرش مخمل اور سنجاب کا اُسمین بچھا تھا مگر راہ اُس مکان کی نہ تھی
زنجیرین سونے کی چھت مین اُس مکان سے لٹکی تھین اور ایک سوراخ چھت مین اُس مکان کے تھا
پہلے امیر نے صلواۃ روح پر فتوح جناب رسول خدا پڑھکر لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ ایسی جست کرو کہ
زنجیر کو ہاتھ سے پکڑ لو اور سوراخ کی راہ سے باہر نکلجاؤ امیر نے ویسا ہی کیا وہان سے امیر نے نکلکر
دوسرا مکان طلائی اُسی طرح کا دیکھا وہان سے بھی اُسی طرح نکلے غرضکہ چالیس مکان پے در پے ایسے ہی
امیر کو ملے ہر جگہ جست کرتے کرتے دست و پا مین طاقت نرہی ناگاہ آسمان دکھائی دیا امیر نے جو آنکھ کھولی
تو اپنے تئین ایک مینار پر دیکھا اور ایک طبل اُس مینار پر رکھا تھا اور ایک جانور اُسپر ایسا بیٹھا تھا کہ جسکی
ایک منقار سے دوسری منقار کا فاصلہ چالیس گز کا تھا اور ایک بہت بڑا طاس مرصع بھرا ہوا شراب سے
کہ جسمین سو من شراب سے کم نہوگی نظر پڑا امیر نے چالیس مرتبہ صلواۃ پڑھکر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ طبل کو
بجاؤ کہ تمام عالم مین غلغلہ پڑیگا اور ایک طاؤس دوسرا دوسرے مینار پر پیدا ہوگا اور وہ چاہیگا کہ دو مرتبہ
شراب پیوں تم عمود پکڑکے اور جست کرکے دوسرے مینار پر جانا اور ایک ہی عمود مین اُسکا کام تمام کرنا پس
امیر نے وہی کیا اور ایک ضرب عمود مین اُس طاؤس کو مار ڈالا ایک شورش عظیم پیدا ہوئی امیر نے پھر چالیس
مرتبہ درود پڑھکر لوح کو دیکھا مرقوم تھا کہ یہ دعا پڑھو جو حاشیہ لوح پر کندہ ہے امیر نے اُس دعا کو پڑھنا شروع کیا
آپ کو بیابان مین دیکھا کہ وہان تمازت انتہا درجہ کی تھی کرۂ خاک کرۂ نار ہو رہا تھا باد سموم کے جھونکون
سے رخت وجود ہر ذی روح جلا جاتا تھا ریگ صحرا مثل ریگ گلخن سوزان تھی ہوائے گرم پر سوزان
تھی پیاس سے زبان خار مین کانٹے پڑے ہوئے تھے اگر کسی آبلہ پا کا گذر ہوتا تو شاید اُنکی خشک زبان
تر ہوتی اپنے چھالے پھوڑتے کچھ کم سوزش جگر ہوتی آفتاب گویا سوا نیزہ پر اُتر آیا تھا فرط حرارت
سے جسم آسمان پر آبلہ ہائے انجم سوزان سے چھالے پڑ گئے تھے طائران صحرائی آشیانون مین چھپے ہوئے
تھے پرندہ پر تک نہین مارتا تھا امیر ثانی کا فرط تشنگی سے یہ حال تھا کہ قدم اُٹھانا محال تھا ایک درخت کے
سایہ مین بیٹھ گئے دیکھا کہ ایکطرف سے ایک جن آیا اور اُسنے ایک وار قائم کی اور سر رستم ثانی کا قلابہ مین ٹکایا اور
ایک نہر ایکطرف رواں تھی اور کنارہ نہر کے ایک کنوان تھا اور ایک چرخہ اُس کنوئین مین لگا ہوا تھا اور سو جھاڑو
اُس چرخے پر رکھی ہوئی تھین جسوقت وہ چرخہ گردش کرتا تھا اُن جھاڑوؤن مین پانی بھر جاتا تھا اُس سے قطرے زمین پر گرتے
تھے امیر حیران کھڑے تھے کہ نعرہ کی آواز آئی کہ اے آدمی زاد غرہ مت کر ایسا کام مین آج کرتا ہون کہ تو بھی جانے امیر
نے اُس آواز پر نظر کرکے دیکھا کہ ایک دیو ہے اور اُسکے دو سر ہین ایک سر فیل کا ہے اور دوسرا سر گاؤ کا ہے اس دیو نے
اپنے تئین امیر کے قریب پہونچایا اور چاہا کہ گریبان امیر کا پکڑے امیر نے ہاتھ پکڑکے ایک جھٹکا دیا اور
تھوڑی دیر کی کشتی مین اُسکو اُٹھا کر دے مارا زمین پر گرتے ہی وہ غائب ہوگیا امیر نے دعاے باطل السحر
پڑھی پھر دیو بھاگ کر روبرو آکھڑا ہوا اور ایک عمود اُٹھا کر اُس چرخے پر مارا کہ وہ چرخہ ٹوٹ کر راہ مین گرا
اور برف باری ہونے لگی انتہا کی سردی اُسکی وجہ سے ہوئی کہ امیر شدت برودت سے بیتاب ہوگئے
اور چالیس مرتبہ درود پڑھکر لوح پر نظر کی لکھا تھا کہ اپنے تئین کنوئین مین گرا دو امیر نے بحکم لوح اپنے تئین
کنوئین مین گرا دیا جب آنکھ کھلی ایک راہ دیکھی اُسی راہ کی طرف روانہ ہوئے اور پیچھے درہ کے پہونچے

وہان آواز رونے کی سُنی اور ایک دروازہ معلوم ہوا دروازہ کو جو کھولا تو ایک تخت بچھا ہوا دیکھا اُس تخت پر سیارہ بیٹھا ہوا رو رہا ہے امیر نے چالیس مرتبہ درود پڑھکر لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ اِس دیو کو جو عقب مین سیارہ کے بیٹھا ہے اُسے مارو امیر نے اُس دیو کو قتل کیا ایک صندوق مرصع اُس جگہ پر تھا سیارہ اُس صندوق کو بغل مین لیکے چاہتا تھا کہ نکل جاے امیر نے بڑھکر بحکم لوح اُسکا سر قلم کیا اور صندوقچہ کھولکر دیکھا تو رستم ثانی اُسمین سے باہر آئے امیر ثانی بڑے شوق سے گلے ملے اور چالیس مرتبہ پھر صلواۃ بھیجکر لوح پر نظر کی لکھا تھا کہ تخت کو اُٹھاؤ ایک نقب دکھائی دیگی اُسی نقب کی راہ سے روانہ ہو غرضکہ امیر مع رستم اُس نقب کی راہ باغ سے باہر نکلے وہان ایک گنبد مرصع کار نظر پڑا کہ وہ گنبد نہایت بلند اور سر بفلک کشیدہ تھا اور ایک قفل اُس گنبد کے دروازہ مین لگا ہوا تھا اور ایک شیر کہ دونون پانون اُسکے راہ کی طرف پھیلے تھے دروازہ گنبد پر بیٹھا تھا جب صاحبقران ثانی نے لوح کو دیکھا اسمین تحریر تھا کہ شیر کا سر قلم کرو صاحبقران نے حملہ کیا وہ شیر اژدہے کی صورت بنگیا تب امیر نے پھر لوح کو دیکھا وہ آتش افشانی کرنے لگا امیر نے بحکم لوح روبرو اُسکے پہونچکر ایک تلوار ماری کہ دونون پانون اُسکے قلم ہوگئے امیر نے ایک نعرہ کیا ناگاہ وہی سیاہ پوش جو ایرج اور نور الدہر سے کشتی لڑا تھا مع سیاہ پوش لیکر پہونچا اور وہی ستارہ جو گنبد سے نکلتا تھا اُسکے سر پر تابان تھا اور وہ سیاہ پوش ہر بار یہی نعرہ کرتا تھا کہ ای آدمی فداے ہو مجھپر کہ تو یہان تک پہونچا امیر نے بڑھکر تلوار مارنا شروع کی جسپر تلوار پڑتی تھی کچھ کارگر نہوتی تھی مجبور ہوکر امیر نے صلواۃ چالیس بار پڑھکر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اول ستارہ پر تیر مارنا چاہیے امیر نے ایک تیر ایسا ستارہ پر مارا کہ آواز فریاد و شور کی اُس ستارہ سے آئی کہ تمام زمین لرز گئی اور ایک صدا آئی کہ کشتی مرا نام من ستارہ جادو بود افسوس کہ مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم ایک طوفان عظیم تھوڑے عرصہ تک نمودار رہا جبکہ طوفان برطرف ہوا دیکھا کہ ایک ساحر مثل پہاڑ کے تیر پیٹ پر اُسکے لگا ہوا روبرو پڑا ہے اور ہاتھ پانو مارتا ہے امیر نے سر اُسکا جدا کیا اور بعد ازان درود پڑھکر لوح کو مثل سپر کے کیا کوئی تیر کارگر نہوا نقابدار سیاہ پوش لاچار ہوکر پلٹا تھا کہ امیر نے تیر پشت نقابدار پر مارا کہ سینہ کو توڑکر باہر نکل گیا ایک آندھی تیرہ و تار چلی اور وہ قلعہ مثل گنبد کاغذی کے ہوا پر اوڑگیا امیر کے ہمراہی تماشا دیکھ رہے تھے کہ صدائین مہیب پیدا ہین غرضکہ امیر نے دروازہ اُس گنبد کا کھولا ایرج اور نور الدہر اور اسکندر کو کہ گوشہ مین اُسی گنبد کے قید تھے رہا کیا اور زر و جواہر بیشمار امیر کے ہاتھ آیا امیر نے وہان سے باہر آکر پروین شاہ کو مسلمان کیا کہ اسی اثنا مین فتاح بن عمر پہونچے اور احوال لشکر کا اور نقابدار سبزپوش کا بیان کیا امیر لشکر ہمراہ لیکر اب ادھر کو روانہ ہوتے ہین

داستان داخل ہونا حمزہ ثانی کا بارگاہ مین +

کام رہنے کا نہین بند اپنا ۔ بندہ پرور ہے خداوند اپنا
دیکھئے کستے ہین کب تک ہم اپنا ۔ امتحان ہوتا ہے تا چند اپنا
کیا ملائیگا ذقن سے قرے ۔ زرد رو سیب سمرقند اپنا
سیر رکھتا ہے وہ گل ہنس ہنسکر ۔ رزق ہے شہد شکر خند اپنا
شجر قدس ہین ہم عالم بن ۔ اس چمن مین نہین پیوند اپنا
اپنی قسمت کا ہو وہ بولیئے ۔ ہمکو چکھوائے مزا قند اپنا
ای پری رو ہون ترے دلوانے ۔ دیکھین ہوا وہ خردمند اپنا
کیون نہ یعقوب کو یوسف عزیز ہو ۔ کسکو پیارا نہین فرزند اپنا
سرکو سودا ہے کسی کاکل کا ۔ دل ہے زنجیر کا پابند اپنا
تیغ قاتل سے اڑینگے ٹکرے ۔ بند سے ہوگا جدا بند اپنا

ناصحا چپ نہ بس ایک بک کر — سر پھرانی ہے تری پند اپنا
سر ترا ہمکو ہے مصحف کی جگہ — ہے یہ ایمان تری سوگند اپنا
دور بھاگیں گے نہ ہم آپکی طرح — پاس تمکو نہو ہر چند اپنا
دولت فقر سے رکھتا ہے غنی — ہمکو آتش دل خورسند اپنا

رہروان منازل قصہ خوانی وطی کنندگان مراحل خوش بیانی اس میدان حکایت پر لطافت کو یون زینت
گوش سامعین کرتے ہین کہ جب سلطان سعد نے فتاح عیار کو امیر کے پاس بھیجا نقابدار سبز پوش نے
اُدھر طبل جنگ بجوایا نعرہ شر و فساد بلند ہوا خبر جنگ سے باخبر ہر ایک یل ارجمند ہوا شب بھر طرفین
مین درستی آلات حرب و ضرب ہوا کی جبکہ نقابدار صبح برقع نورانی اوڑھے ہوئے عرصہ عالم مین
نمودار ہوا نقابدار میدان مین آکر مبارز طلب ہوا سرداران لشکر اسلام مین سے ایک سردار بہ مقابلہ
نکلا تھوڑی دیر کی ہشت مشت مین نقابدار اُس سردار کو باندھ لیگیا غرضکہ ہر روز نامنا بندھ گیا چند
دن کے عرصہ مین کوئی نر ہا کہ میدان مین آکے اور حریف کا مقابلہ کرے سعد از بس مضطر و پریشان ہوئے
بارہ عیارون کو پھر امیر کے پاس بھیجا یہ خبر بلا شور کو پہونچی بلا شور بھی سو عیارون کو ہمراہ کیکر بطور مخفی راہ مین
بیٹھ رہا اور کمندون کو زیر خاک چھپا دیا جبکہ عیار اُس مقام پر پہونچے راہ مین خوب جنگ ہوئی قریب تھا کہ
بلا شور عیارون کو گرفتار کرلے کہ صاحبقران ثانی رستم اور ایرج اور نور الدہر اور اسکندر فرخ لقا
کو ہمراہ لیے ہوئے آن پہونچے بلا شور تو دیکھتے ہی کافور ہوگیا مگر الماس و فیروز کو عیاران اسلام نے
پکڑ لیا اور کتنے ہی قتل ہوگئے امیر نے عیارون سے لشکر کا حال دریافت کیا عیارون نے کل حال
ابتدا سے انتہا تک بیان کیا حمزہ ثانی وہان سے سعد کے پاس آئے نقارہ شادمانی کی صدا گنبد
گردان مین پیچیدہ ہوئی اور اُدھر بلا شور نے اپنے تئین لاہوت شاہ کے پاس پہونچایا اور احوال
امیر ثانی کی رونق افروزی کا بیان کیا اُسنے برہم ہوکے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا لشکر اسلام مین بھی
کوس حربی نوازش مین آیا ماسے ترکی و سنج کیومرثی کو دم ملارات تو انتظام سامان جنگ مین بسر ہوئی
صبحکو جبکہ سجادہ نشین فلک اول نے تسبیح صد دانہ انجم کو ہاتھ سے رکھا اور زاہد شب زندہ دار صبح
صومعہ مشرق سے تابان ہوا نقابدار سبز پوش میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے ایرج نکلا مقابلہ
ہونے لگا شام تک کوئی دقیقہ فنون سپاہگری کے رد و بدل کا باقی نر ہا مگر دیر تک کی کشتی کے بعد ایرج
بھی گرفتار ہوگیا اس عرصہ مین شام ہوگئی طبل بازگشت بجا کر نقابدار پلٹ گیا دوسرے روز رستم
ثانی اور نور الدہر کو سبز پوش نے گرفتار کیا اور شام کو اپنے لشکر کی طرف پلٹ گیا پھر صبحکو نقابدار
میدان مین آکر للکارا آج صاحبقران ثانی صف لشکر سے برآمد ہوئے نیزہ بازی ہونے لگی امیر نے دیکھا
کہ نیزہ بازی مین طاقت میری دمبدم کم ہوتی جاتی ہے اسمار باطل السحر کو پڑھنا شروع کیا نیس امیر کے
پڑھتے ہی نقابدار روبرو سے بھاگا امیر بھی مع لشکر پھر آئے مگر بسبب گرفتار ہوجانے دلیران لشکر
اسلام کے امیر کو نہایت صدمہ و رنج تھا نقابدار نے اخضر جادو کو نزد سحر بلوایا اور ادھر امیر نے
فرمایا کہ کوئی جاکر خبر لائے کہ نقابدار نے دلیران لشکر اسلام کو کہان قید کیا ہے یہ سنکر تو بیٹے عمر کے
چالاک اور فتاح اور شبان اور ابو الفتح کہ یہ بھانجا بھی ہے اور شاگرد بھی خواجہ عمر کا ہے مع دیگر
عیارونکے واسطے لانے خبر کے چلے بلا شور نے دیکھا یہ بھی دور دور چھپکا ہوا ہمراہ ہوا امیر بھی عقب مین
عیارون کے روانہ ہوئے کہ ایسا نہو کسی مقام پر یہ لوگ گھر جاوین بس انکی استمداد کرنا ضرور ہے

غرضکہ یہ سب جاتے جاتے ایک درہ کوہ مین پہونچے دور سے ساحرون کو دیکھا اور تمام دلیران اسلام کو دیکھا
کہ قید مین گرفتار ہین اور نقابدار بھی صورت بدلے ہوئے کھڑا تھا کہ بلاشور نے روبرو آکر دعا و ثنا کہی اور
عرض کیا کہ عیاران اسلام یہان چھپ کر آئے ہین نقابدار نے کہا کہ ای بلاشور تو آگاہ ہو کہ میرا نام خربال
جادو ہی سپہ سالار اخضر جادو کا مین ہی ہون جبکہ وہ ظلمات مین گئی تو ساحران پردۂ ظلمات نے اسکو
اپنا بادشاہ بنایا اب وہ نو ہزار ساحر لیکر آیا چاہتی ہی علاج حمزہ ثانی کا اب بخوبی ہو جائیگا وہ آکر سب کو
گرفتار کر لیگی اور حالت حمزہ کی بھی ویسی ہی ہو جائیگی جیسی اور سرداروں کی ہی یہ باتین خربال جادو اور بلاشور
سے ہو ہی رہی تھین کہ اتنے مین ایک جادوگر آیا لاہوت کو سجدہ کیا اور نامہ ہاتھ مین دیا لاہوت نے نامہ پڑھا
اخضر جادو نے لکھا تھا کہ تم خاطر جمع رکھو مین کل تمھارے پاس آونگی پس لاہوت نے مضمون نامے سے
آشنا ہو کر سردارونکو براستقبال بھیجا دوسرے روز اخضر جادو ایک فیل پر سوار اور بہت سے ساحران
نامی وگرامی اسکے ہمراہ بڑی جھمک دمک سے آن پہونچی اور آکر گویا ہوئی کہ آج تین روز کا زمانہ ہوا کہ اسماء
باطل السحر حمزہ کا مین نے اس شیشہ مین بند کیا ہی بلاشور نے دیکھکر کہا کہ یہ شیشہ خداوند کا بھیجا ہوا ہی اخضر جادو
نے کہا کہ ای بلاشور اوپر سر کے دیکھ بلاشور نے سر اٹھا کر جو دیکھا کہ ایک ٹکڑا ابر خون فشان ہی اور اسمین سے صدائے
برق و رعد آتی ہی بلاشور نے کہا کہ ہان مین نے دیکھا اخضر جادو بولی کہ روز جنگ لشکر خدا پرستون پر یہی ابر
مین بھیجونگی یہ خبر لاہوت کو پہونچی ادھر عیاران لشکر اسلام نے بھی یہ خبر امیر کو پہونچائی کہ طبل خوشی کا لشکر کفار
بجا ہی امیر حیران تھے کہ کمک ساحرون کی کہان سے آگئی کہ چالاک وغیرہ نے آکر مفصل حال عرض کیا امیر نے
چاہا کہ اسماء باطل السحر کو پڑھین یاد نہ آیا بالکل فراموش ہو گیا تھا امیر یہ حال دیکھکر بہت متردد ہوئے ادھر
لاہوت نے طبل جنگ بجوا دیا طیاری حرب وضرب ہونے لگی امیر نے بھی توکل بخدا کر کے اپنے لشکر مین
طبل جنگ بجنے کا حکم دیا رات بھر دونون لشکرون مین درستی آلات جنگ ہوا کی صبحکو جبکہ اریکہ آرای فلک
چہارم تخت زنگاری سپہر پر جلوہ آرا ہوا لاہوت لشکر لیکر میدان مین آیا امیر بھی خداوند کریم کی ذات والا
صفات پر اعتماد کر کے میدان جنگ مین برامد ہوئے اتنے مین ایک گرد اڑی جبکہ دامن گرد شگافتہ ہوا تو
دیکھا کہ بہت سے ساحر شیر و پلنگ پر سوار شعلہ ہاے آتش منہ اور کان سے اُنکے نکلتے ہوئے میدان مین پہونچے
اور اخضر جادو بھی ایک اژدہاے سحر پر سوار اور وہی ابر آتش فشان اُسکے سر پر سایہ افگن تھا جو شعلہ
اُس ابر سے نکلتا تھا اور پہاڑ پر گرتا تھا تو پہاڑ جلکر خاک سیاہ ہو جاتا تھا القصہ اخضر جادو نے آکر پانون کو
لاہوت کے بوسہ دیا اور ایک طرف اپنا لشکر ساحران لیکر کھڑی ہوئی بختگان کہ ایک ہی ولد القلب ہی
اسنے آکر اخضر جادو سے شکایت خدا پرستون کی بیان کرنا شروع کی اور خوب نمک مرچ لگا کے اور بڑھا
دیکے حال جبر و تعدی اہل اسلام کا بیان کیا اخضر جادو نے کہا کہ ای بختگان جو میری آرزو تھی وہ اب
پوری ہوئی تم دیکھنا کہ کل لشکر اسلام کو کیسا درہم و برہم کرتی ہون یہ کہکر ایرج و بدیع الزمان و رستم ثانی
وغیرہ کے پاس آئی اور ان لوگون سے جو گرفتار تھے کہنے لگی کہ تم لوگ لاہوت کو سجدہ کرو تا کہ تمھاری
مخلصی ہو سبنے بہت سی لعن و طعن کی اخضر جادو نے جھلا کر حکم دیا کہ دارین برپا کرو اور سب کو
سولی دیدو غرضکہ کار پردازون نے لا کر دارین استادہ کین اور سب سردارون کو زیر دار لا کر بٹھایا یہان
امیر ثانی نے فرمایا کوئی خبر لشکر کفار کی لائے کہ وہان کیا کرشمہ ہو رہا ہی سواے عمر ثانی کوئی نگیا یہانتک

کہ خواجہ دربار گاہ لاہوت پر آسکے اور ادھر بچگان ملعون نے اخضر جادو سے کہا کہ ایسا نہو کہ عیاران لشکر اسلام یہان آکر کوئی عیاری کرین اخضر جادو ہنسکر گویا ہوئی کہ مین اسکا علاج پہلے ہی کرچکی ہون اگر عیار آئینگے تو وہ بھی گرفتار ہوجاوینگے غرضکہ عمر ثانی نے یہ خبر امیر کو پہونچائی کہ لشکر کفار مین دارین برپا ہو رہی ہین اور سردارون کو زیر دار لاکر بٹھایا ہی یہ حال پر ملال سنکر امیر ثانی نے برجوع قلب مناجات درگاہ قاضی الحاجات کرنا شروع کی اور درود جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجا اور استغاثہ شروع کیا کہ ای کریم کارساز اس مشکل سخت مین سوائے تیرے کون یاری و مددگاری کرنیوالا ہی

درین عاجزی چون نخوانم ترا
نویسم خطے در نیایش گری
نصیبے دہ از گنج بخشایشم
چو دادیم ناموس نام آوران
فدام دستگیر اندرین پای بند
دلے را کہ شد بر درت رازدار
مکن کار با من چو کردار من

جز این نیستم چارۂ در سرشت
مسجل بامضاے پیغمبری
مران چون نظر بر من انداختی
بدہ دادم اے دادر دادران
سرے را کہ بر سر نہادی کلاہ
زدر و یزہ ہر درے باز دار
نظامی دران بارگاہ رفیع

چو عاجز رہانندہ دانم ترا
کہ سر بر نگردانم از سرنوشت
ز رونق سپہر نقش آراستیم
مزن مسترحہ چونکہ نبواختے
تو وادے مرا پایگاہ بلند
میند از در خاک ہر خاک راہ
نکو کن چو کردار خود کار من
بیارو بحبر مصطفے را شفیع

غرضکہ امیر نے اس طرح جو ملبلا کر دست دعا بجناب احدیت بلند کیے کہ دریاے رحمت الٰہی جوش زن ہوا اور دم بھر مین کچھ کا کچھ ہوگیا اب کفار نے جو نظر کی دیکھا کہ وہ ابر جو اُنکے سر پر سایہ افگن تھا وہ سب جاتا رہا بہت پریشان ہوئے اور گھبرا کر کہنے لگے دیکھیے اب کیا ہوتا ہی کہ چشم زدن مین ایک ہواے تند و تیز چلی اور مینہ برسنے لگا اور ایک طوفان برپا ہوا جب تھوڑے عرصہ کے بعد طوفان موقوف ہوا تو دیکھا کہ سردار جو دارون کے نیچے بیٹھے تھے وہ سب غائب ہوگئے ہین حمزۂ ثانی نے عمر ثانی کو واسطے استخبار کے بھیجا کہ خواجہ خبر تو لاؤ کہ سردارون پر کیا گذری عمر ثانی جو یہان آیا تو عجیب کیفیت معاینہ کی کہ دلیران اسلام سے ایک متنفس بھی وہان موجود نہین تھا عمر سخت متعجب ہوا اور یہ حال آکر حمزۂ ثانی سے بیان کیا کہ طرفۃ العین مین ایک پنجہ پیدا ہوا اور عمر ثانی کو بھی اُٹھا لے گیا سب لوگ پریشان تھے کہ عمر کو کون یہان سے اُٹھا لیگیا کہ تھوڑی دیر مین دیکھا کہ عمر دریاے زرد جواہر مین غوطہ مار پیدا ہوا اور امیر ثانی سے آکر بیان کیا کہ جس وقت امیر حمزۂ صاحبقران نے طلسم آئینہ کو فتح کیا تھا تو غضنفر نام سردار عفریتیون نے وعدہ امیر سے کیا تھا کہ جس وقت آپ تکہ معظمہ کیجانب تشریف فرما ہونگے تو ایک بلاے عظیم ساحران غدار کے ہاتھ سے خدا پرستون پر نازل ہوگی اور نہایت پریشانی کے عالم مین مبتلا ہوجاوینگے پس اسکا علاج مین کردونگا اور بعد اسکے سحر ساحری سے توبہ کرونگا امیر نے یہ حال غضنفر سے سنکر اُسکو قاف مین رہنے کا حکم دیا اب ہونگا اُسکو یہ خبر دریافت ہوئی تو سردار ساحر لیکر وہ آیا ہی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ غضنفر جادو مع سرداران عفریتیہ فلک سے پیدا ہوا اور دربارگاہ امیر ثانی پر آکر آستان بوس ہوا امیر نے اسکے آنے کی مسرت مین طبل شادمانی بجنے کا حکم دیا اور ادھر عفریتیون کے آنے کی خبر اخضر جادو کو بھی پہونچی اخضر گویا ہوئی کہ مجکو کچھ اندیشہ نہین ہی غرضکہ کافرون نے صبحکو میدان مین آکر صف آرائی کی پس پہاڑ سے سراژدہے کا پیدا ہوا نعرہ زنان ہوا ادھر

غضنفر مع عفریتان زبردست شیر اور طاسون پر سوار اور ایک اژدہاے کو چابک بجاے تازیانہ کے
ہاتھ مین عجیب شان و شوکت سے اور ابر آتش فشان سر پر سایہ افگن میدان مین برامد ہوا اور آکر
پایہ تخت کو شاہزادہ سعد کے بوسہ دیا اور لشکر عفریتان رکاب مین امیر کے ہمراہ آیا غرضکہ عفریتون نے اپنی
بارگاہ علیحدہ برپا کی اور اپنے اپنے خیمون مین جاکر اُترے اور اپنے سردارون کو امیر کے پاس بھیجا اخضر
جادو کے دل مین آیا کہ چلکر عفریتون کو دیکھا چاہیے کنگان بھی ہمراہ ہوا احمر جادو عفریتون کیطرف
طلایہ پر تھا اسنے دیکھا کہ اخضر جادو جاتی ہی ایک شخص کو عفریتون کے پاس بھیجا یہ خبر سنکر عفریت
میدان مین آئے اور ایک آدمی پاس حمزہ ثانی کے بھیجا کہ اگر خواہش تماشہ دیکھنے کی ہی تو آیئے
امیر چند ہزار آدمی ہمراہ لیکر میدان مین آئے عفریتون نے ایک سایہ بان بنایا تھا کہ اتنے مین اخضر
جادو بھی چالیس ہزار جادوگر لیکر ہونچی اور دو شیر جو دربارگاہ پر تھے اُن شیرون نے اخضر جادو کو
حملہ کیا عفریت اپنی اپنی صندلی پر بیٹھے تھے کہ اتنے مین لاہوت اور دیگر کافرون نے دیکھا کہ دو
دریا موج مارتے ہین حیران ہوکر دیکھنے لگے اور سایہ بان کہ عفریتون نے بنایا تھا اخضر جادو اُسے
دیکھکر آفرین کرنے لگی اسم سحر جو پڑھا وہ سائبان غائب ہوگیا پس عفریت بھی ہنسکر اخضر جادو کی
تعریف کرنے لگے اخضر نے کہا ای عفریتو مین بھی ساحرہ ہون اور تم بھی فنون سحر مین یکتاے روزگار ہو
پھر آپسمین اس فریب سے کیا فائدہ ہم اور تم بالاتفاق یکدل ہوکر خداوند لاہوت کو خداپرستون کے
پنجہ ظلم سے بچائین عفریتون نے یہ مضمون سنکر بہت سی لعن و طعن کی اور کہا کہ ہم عاشق دل و جان
سے دین حمزہ کے ہین اگر تم اپنا بچنا چاہتی ہو آؤ اطاعت دین اسلام کی کرو اور نہین تو جاؤ طبل جنگی
بجواؤ سر میدان جو کچھ ہوگا سمجھ لیا جائیگا اخضر جادو نے کہا کہ مین چاہتی ہون کہ درمیان ساحرون
کے نزاع لفظی زیادہ نہ بڑھے خیر کل دیکھ لینا کہ کیسی جنگ عظیم ہمارے اور تمھارے درمیان مین
ہوتی ہی یہ کہکر اخضر جادو چلی گئی عفریت بھی امیر کو دعا و ثنا کہکر اپنے خیمون مین گئے دوسرے
روز طبل جنگی بجوا کے اخضر جادو میدان مین آئی اور ہمراہی اُسکے شیر اور اژدھون پر سوار میدان
مین آئے عفریت بھی اژدہاے حوت سرپہ اور طاؤس و ہنس وغیرہ پر سوار ہوکے آئے اور دونون
طرف کے ساحرون نے اسقدر آتش افشانی کی اور نیرنگیان سحر کی دکھائین کہ تمام میدان کرہ نار
معلوم ہوتا تھا اور اُدھر جادوگرون کے ہاتھ مین چند کلاوہ سوت کے تھے اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کرکے
زمین پر ڈال دیے کہ وہ بصورت اژدہا بنکر لشکر اسلام کی طرف چلے اور ادھر غضنفر جادو جو سردار
عفریتان تھا اُسکے ہاتھ مین ایک انار تھا وہ اُسنے کچھ پڑھکر زمین پر مارا کہ ایک ابر پیدا ہوا
اور اُسمین بیحد طاؤس اُترے اور اژدہونکو نگل گئے اور اسی ابر مین سے ہزارہا شعلہ آتش لشکر
کفار کے سرون پر گرے ایک غلغلہ و ہنگامہ عظیم لشکر کفار مین پڑگیا اخضر جادو کے ساتھ جو دو شیر
تھے اُسنے اُنکو چھوڑ دیا کہ وہ دونون شیر غراتے ہوتے ہوئے عفریتون کی سمت چلے عفریتون
نے بھی غل اور شور مچانا شروع کیا کہ غضنفر جادو نے رد سحر کیا اور خود جانب اخضر جادو کے
چلا اب دونون چوٹین سحر کی چلنے لگین اور ایسی آتش افشانی ہوئی کہ میدان جنگ مین سواے آگ
کے کچھ نظر نہین آتا تھا چنانچہ شام تک یہی ہنگامہ سحر و ساحری کا برپا رہا کہ غضنفر جادو جو سحر

کرتا تھا اخضر اُسکو رد کردیتی تھی اور اخضر جو اپنی نیرنگی سحر کی دکھلاتی تھی غضنفر اُسکو دفع کردیتا تھا القصہ شام کو طبل امان بجا اور ساحرہ شب گلیم سیاہ لیکر میدان عالم مین آئی زمین وزمان مین تاریکی پھیل گئی رات اسی امید وبیم مین گذری صبحکو جبکہ غضنفر مہر برج اسد سے نور افشانی کرتا ہوا افلاک پر نمایان ہوا اخضر جادو اور دیگر ساحران نے تین روز کی مہلت غضنفر جادو اور عفرتیون سے مانگی اُنھون نے منظور کی اور طرفین کے ساحر اپنے اپنے مقامات پر جاکر قیام پذیر ہوئے چوتھے روز پھر دونون لشکر ساحران کے میدان وغا مین آئے اور صف بندی ہونی شروع ہوئی امیر بھی اپنے سردارون کے ہمراہ تماشا دیکھنے کو کھڑے تھے اور ادھر سے لاہوت بھی اپنے تخت پر سوار ہوکر آیا چنانچہ اُس روز اخضر جادو واحوال جادو جو نقابدار سبز پوش بنا تھا اور ادھر بھی غضنفر جادو اور تمام سرداران عفریت گھوڑون پر سوار تھے الغرض دونون طرف سحر ہونا شروع ہوا ایک دھوان میدان مین برپا تھا کہ اُسمین اخضر جادو اور غضنفر جادو پوشیدہ تھے اور تمام میدان کرۂ آتش بنا ہوا تھا کہ تھوڑی دیر مین غضنفر جادو ایک ہاتھ مین سر اخضر جادو کا لیے ہوئے اُس دھوئین سے باہر نکلا اور آواز جادوگرون کو دی کہ اے اشرار دیکھو کہ یہ کسکا سر ہے اور ادھر احوال جادو کو بھی چالیس ساحرون نے قتل کیا امیر نے طبل شادمانی بجانے کا حکم دیا اور لاہوت نے امان چاہی غضنفر جادو اور عفرتیون نے آکر امیر کے قدم چومے اور سجدہ کیا امیر نے فرمایا کہ اب سحر سے توبہ کرو اُنھون نے جواب دیا کہ ابھی تورج پیدا ہوگا وہ ایک اژدہا آپکی طرف بھیجے گا اور فرعون ثانی پیدا ہوگا وہ چالیس آسمان بنائیگا اور عجیب وغریب نیرنگیان سحر کی دکھلائے گا کہ ناظرین اُسکو دیکھکر ششدر رہ جائینگے بعد ازان ایک ساحر زبردست پیدا ہوگا اور وہ آپ کے اسمای باطل السحر کو بند کریگا اُس روز سحر ہمارا کام آئیگا ہم جان نثاری کے لیے حاضر ہونگے اور ہوذیون کو دفع کرینگے بعد ان کاہون کے پھر ہم سحر ساحری سے توبہ کرینگے اور ان افعال شیطانی کو ترک کردینگے وہ عفریت مع اپنے سردارون کے رخصت ہوئے اور سرداران اسلام اپنے مقام پر آکر آرام پذیر ہوئے

داستان آنا نسیم کا اور خبر دینا لاہوت کو کہ عروج بن بروج بن عوج بن عنق واسطے مدد خداوند کے آتا ہے نظم

عالم یاس مین گھبرائے نہ انسان بہت
کام آتے ہین برے وقت مین ارمان بہت
ہوگیا روز کے صدمون سے کلیجہ پھر
کیا کیے ہین کسی کمبخت نے احسان بہت
حسرتین روز نئی دلمین بھری جاتی ہین
نہ سمجھیے تو یہی کام ہے آسان بہت
دل سے کس طرح بھلاؤن تجھے ای پردہ نشین
ایکدن لائینگے اس ہاتھ پر ایمان بہت
نہوئی بات مین ای حضرت واعظ تاثیر
دیکھتے ہین تجھے ہر وقت پریشان بہت

دل سلامت ہے تو حسرت بہت ارمان بہت
غیر کیواسطے سب طرز ستم بھول گئے
نکلے لوٹے ہوئے قاتل ترے پیکان بہت
تم کہ بیداد کرو اور نہ شرماؤ ذرا
تھوڑے تھوڑے بھی ہوئے جاتے ہین مہمان بہت
وعدہ کرتے ہی پلٹ جاؤ ہم اس سے خوش ہین
بیخودی مین بھی تو رہتا ہے ترا دھیان بہت
حسرتین لے کے چلین روح عدم کو لیکن
یہ مسلم کہ پڑھا آپنے قرآن بہت

قتل ہونے نہ دیا شکر جفا نے ہمکو
کچھ دوا کیجیے ہے آپکو نسیان بہت
سر اُٹھاتا نہین تو شرم جفا سے ظالم
ہم کہ ناکردہ گنہ اور پشیمان بہت
سوچیے دلمین تو ہے عشق نہایت دشوار
دل غمگین کو خوشی کی تو ہے اک آن بہت
رنگ لائیگا ترا دست حنائی کافر
اس ہوا فر سے چلیگا نہ یہ سامان بہت
بزم احباب ہین ای داغ کبھی تو ہنس بول

منجان اشکال قصہ خوانی و دقیقہ شناسان رموز معانی اس داستان

عدیم المثال کا زائچہ تختۂ قرطاس پر اسطرح کھینچتے ہین اور اصطرلاب نجوم حکایت پر لطافت کو آفتاب بیان کے جوت سے یون لاتے ہین کہ ایکدن کا ذکر ہی کہ لاہوت شاہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا اور صحبت عیش و عشرت آراستہ تھی ہر ایک طرح کا ذکر مذکور ہو رہا تھا کہ نسیم نے آکر دعا و ثناے خداوندی کہی لاہوت بولا کہ نسیم اچھی طرح سے تو رہے اور ابتک کہان تھے اور کہان سے آتے ہو نسیم نے عرض کیا کہ جی ہان دعا عرض کرتا ہون اور حضور کی بڑھتیان منایا کرتا ہون اسوقت غلام شاہ کیکاؤس کے پاس سے آتا ہی کیونکہ کیکاؤس مع عروج خان بن بروج خان بن عنق آپکی مدد کرنے کو آتا ہی اور کل کیفیت اُسکے تزک و احتشام اور کثرت فوج و سپاہ کی بیان کی یہ حال سُنکر لاہوت بہت خوش ہوا اور طبل شادمانی بجنے کا حکم دیا یہ خبر جاسوسان لشکر اسلام نے امیر ثانی کیخدمت مین جاکر عرض کی آپنے فرمایا کہ توکلت علی اللہ خداوند کریم معین و مددگار ہی جیسا کہ ظہور مین آئیگا دیکھا جائیگا ✤ ہر چہ آید بسر من با نصیب سر کجی پیچم ز شمشیر حبیب دوسرے روز لشکر کفار مین کمر بندی ہوئی اور عروج کی پیشوائی کے لیے تھوڑی دور گئے تھے کہ اُدھر سے کیکاؤس مع لشکر کثیر آپہونچا سب سرداران لشکر کفار اسکو استقبال کر کے نہایت اعزاز و احترام سے لائے اور شادان و فرحان اسکو بارگاہ لاہوت مین لیگئے لشکر کو اسکے بہت خاطر داری کے ساتھ فرودکش کیا اور انتظام خورونوش وغیرہ کل لشکر کے لیے مہیا کر دیا اور کیکاؤس اور عروج خان کے لیے محفل عشرت برپا کیگئی ساقی سیمین ساق و ماہ رخسار حاضر ہوکے جام مے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی غرضکہ بعد اسکے لشکر کفار مین طبل جنگی عروج خان کے نام پر بجا اور صبحکو دونون لشکر میدان مصاف مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیکن عروج خان نے میدان مین نکلکر مبارز طلبی کی ایک بہادر لشکر اسلام سے نکلا اور مقابلہ کرکے اس کافر کے ہاتھ سے شہید ہوا عروج کو کیکاؤس نے اشارہ کیا کہ سامنے جو پہاڑ ہی اُسپر چڑھ جاؤ اور ایک بھاری پتھر اُٹھا کر لشکر اسلام کیجانب پھینکدو چنانچہ عروج نے ایسا ہی کیا اور ایک سنگ عظیم کوہ سے اُٹھا کر صف لشکر اسلام پر مارا کہ اُس سے تیس آدمی دبکر شہید ہوئے جنگ مغلوبہ ہوگئی عروج خان بھی پہاڑ سے اُتر آیا اور دونون لشکر طبل بازگشت بجا کر اپنے اپنے فرودگاہ آرام پذیر ہوئے بختگان نے بعد موقوفی جنگ کے عروج کو سکھلایا کہ شب تیرہ و تار مین بھی تم پتھر بھاری بھاری لشکر اہل اسلام پر گرانا ہرکارون کو اس مشورہ پر آگاہی ہوگئی وہ خبرین لیکر امیر ثانی کے پاس حاضر ہوئے امیر ثانی نے متوحش ہوکے فرمایا کہ ای دلاور رات کو کیا کام کرنا چاہیے کہ عمر ثانی نے عرض کیا کہ مین اسکی تدبیر کرتا ہون یہ میرا کام ہی مین خود اس امر کو سرانجام کرونگا یہ کہکر عمر بجانب کوہ روانہ ہوا یہان آکر دیکھا تو عروج بموجب تعلیم بختگان کے کوہ پر واسطے لانے سنگ کے جاتا تھا کہ جھٹ پٹ عمر نے اپنی شکل بصورت نسیم عیار کیکاؤس کے مبدل کی اور عروج نے پتھر اُٹھایا ہی تھا کہ یہ پہونچا عروج نے کہا ای نسیم تم اسوقت کہان آئے اسنے کہا کہ بختگان نے مجھے بھیجا ہی اور کہا ہی کہ لشکر خدا پرستون مین یہ خبر ہوگئی ہی کہ یہ لوگ بھاگ کر جس سمت کو کہ ہمارا لشکر پڑا ہوا ہی آگئے ہین مجھکو بھیجا ہی کہ تم کو اس امر سے آگاہ کر دون اور عروج کو اُسی سمت بہت جلد اور اسیوقت لاکر کھڑا کر دیا کہ یہ لشکر خدا پرستون کا پڑا ہوا ہی چنانچہ عروج نے لشکر اسلام سمجھکر کئی پتھر مارے کہ اُسکے

صدمہ سے ساٹھ آدمی جہنم رسید ہوئے غلغلہ کافرون کے لشکر مین پڑ گیا کہ یہ کیا سانحہ ہوا صبح کو نخجگان
کو جب یہ حال معلوم ہوا اسنے عروج خان سے کہا کہ کسواسطے تمنے یہ کام کیا کہ لشکر خداوندی کو پامال
کر دیا تب عروج بولا کہ مجھے نسیم نے آکر کہا تھا کہ لشکر اسلام مین خبر پہونچ گئی ہے وہ اپنے مقام سے اٹھکر
اس جانب کو آئے ہین جہان لشکر کفار پڑا ہوا ہے اُسکے کہنے سے مین نے یہ فعل کیا نخجگان نے یہ کیفیت
سنکر کہا کہ اچھا اسکی تدبیر مین کرونگا یہ کہکر عروج کو اپنے ساتھ لیا اور شہر سے باہر جا کر ایک خیمہ
مین دونون نے تنہا رہنا اختیار کیا تاکہ کوئی مغالطہ نہ دے سکے غرضکہ صلاح نخجگان سے عروج نے
بیرون شہر سے سنگ افگنی کرنا شروع کی اور پانچ روز تک برابر لشکر اسلام پر پتھر برسائے بہت آدمی
اس پانچ روز کے عرصہ مین شہید ہوئے اور اہل اسلام نہایت تنگ ہوئے اتنے مین لاہوت شاہ
کو خبر پہونچی کہ آپکی مدد کو افراش اور افراسیاب ستر ہزار پیادے اور سوار لیکر آئے ہین یہ خبر سنکر لاہوت
نے نخجگان کو پیشوائی کے لیے شہر کے باہر بھیجا غرضکہ وہ کافر لشکر کفار مین داخل ہوئے اور ادھر شاپور
جو واسطے خبر بدیع الملک کے گیا تھا لشکر اسلام کی طرف آکر پہونچا اور امیر سے آکر کہا کہ مین نے
بدیع الملک کو بہت کچھ تلاش کیا مگر کہین پتہ نہ پایا لوگون نے عروج کی باتین شاپور سے بیان
کین شاپور بولا کہ اسکا علاج میرے ہاتھ مین ہے اسکی فکر کرتا ہون یہ کہکر باہر چلا گیا اور باروت بکثرت
جمع کی اور ایک کنوان کھودوایا کہ چالیس گز اُسکا دور اور ساٹھ گز عمق تھا اور حلقہ ہائے کمند بیچ
اور نیچے اُسکے ایک نقب لگائی اور تین کوس پر سر انقب کا جاکر نکالا اور کنوئین کو بارود سے بھر دیا
اور منہ اُسکا خس و خاشاک سے پاٹ دیا اور شعبان بن عمر سے کہا کہ تم اس نقب مین پنہان رہو
جب وہ کنوئین مین گرے تو تم آگ دیدینا اور ایک فتیلہ آتش اُسکے ہاتھ مین دیدیا جب شاپور یہ سب
تدبیرین کر چکا تو دوسرے روز لاہوت سے کہلا بھیجا کہ شاپور عروج خان سے لڑنا چاہتا ہے لاہوت
نے عروج سے کہا کہ کشندہ تیرے باپ کا آیا ہے اور تجھے اپنا چاہتا ہے اسنے کہا کہ بہتر ہے طبل جنگ بجوا دیجئے
مین کل اُس سے مقابلہ کرونگا غرضکہ دوسرے روز عروج میدان مین آیا اور شاپور سے مقابلہ ہوا
شاپور نے اول دو تین خنجر مارے اور بھاگا عروج نے اسکا پیچھا کیا شاپور اُسی کنوئین کی طرف
نکل آیا عروج بے تحاشا تو غصہ مین چلا ہی آتا تھا کہ کمند کے حلقون مین الجھکر دھم سے کنوئین مین گرا اور
غل و شور مچایا شاپور تو جست کرکے علیحدہ ہوا اور شعبان بن عمر نے فتیلہ آتش بارود مین لگا دیا
کہ شعلہ اُسکا دس گز بلند ہوا اور عروج اُسمین جلکر خاک سیاہ ہو گیا ادھر لشکر اسلام نے حملہ کفار پر کر دیا
سب کفار شکست کھاکر شہر مین بھاگ گئے اور عیارون نے شہر خالی کرالینیکی فکر کی سرداران لشکر اسلام
نے بارگاہ مین آکر قیام کیا عیارون نے مشورہ کیا کہ ہم سب ملکر شاپور کو بجائے عمر کے جانشین کرینگے
بعضون نے چالاک کی نسبت تذکرہ کیا ابو الفتح و خیال عمر ثانی کو اس مشورہ کی اطلاع کرنے
چلے کیونکہ عمر ثانی اُسوقت وہانپر موجود نہ تھا فکر بلاشور مین گیا ہوا تھا چنانچہ ابو الفتح و خیال و
عمران ثانی اُسے ملے تو بلاشور کی فکر مین جاتا ہی تھا یہ بھی اُسکے ہمراہ ہوئے اور بصورت
مبدل ایک مقام پر پہونچے بلاشور نے اُنکو دیکھکر پوچھا کہ تم کون لوگ ہو مین نے تمکو پہچانا یہ سب
جست کرکے نکل گئے بلاشور نے اپنی ماں سے جاکر یہ حال بیان کیا کہ نام اُسکا زرقہ تھا بلاشور نے

کہا کہ عیار میری فکر مین آ سنے تھے اور بیڈھب پیچھے پڑے ہوئے ہین زرقہ نے کہا کہ تو کیون گھبراتا ہی علاج
عیارون کا میرے ہاتھ مین ہی ہین اُنکے گرفتاری کی تدبیر کیے دیتی ہون اور شکل حمامی کی بناکر دروازہ حمام پر
بیٹھی اور حمام مین ایک نقب لگا رکھی تھی کہ اُسی راستہ سے اپنے مکان مین لیجاتی تھی غرضکہ شاپور واسطے
غسل کے آیا اُسکو بیہوش کرکے لیگئی دوسری شب کو چالاک کو بھی اسی طرح لیگئی ایک روز عمر ثانی کو طباخ
یعنے بکاول کیصورت بنکر دعوت کا بہانہ کرکے اپنے مکان مین لائی اور کھانا روبرو رکھا جو آلودہ بدارو بیہوشی
تھا عمر ثانی نے تو بالکل ایک لقمہ بھی نہ کھایا اور کہا کہ مجکو بالکل اشتہا نہین ہی ایک عیار شاگرد ان مین سے
جو اسکے ہمراہ تھا اُس سے کہا کہ تم کھانا کھالو وہ طعام دعوت کھاکر بیہوش ہوا اُدھر مادر بلاشور کھانا عمر ثانی
کے آگے رکھکر بلاشور کو خبر کرنے کے لیے گئی تھی کہ مین نے سب عیارون کو گرفتار کیا ہی جلد چل بلاشور کو
پہلے ہی خبر ہوگئی تھی وہ تین ہزار آدمی لیکر اُسوقت آنکر پہونچا کہ عیار ہمراہی عمر بیہوش ہوچکا تھا اور عمر
ثانی اُسکو ہوشیار کرتا تھا غرضکہ بلاشور بھی عیار لیکر آپہونچا اور جنگ شروع ہوگئی زرقہ نے جو عیارون
کو ایک کمرہ مین بند کیا تھا عمر ثانی نے درمیان جنگ کے جب اُس کمرہ کے پاس آکر دروازہ اسکا کھولا
عیاران اسلام کو اُسمین بند دیکھا سبکو قید سے چھڑایا عمر ثانی چالاک اور شمائل اور زردان اور ابوالفتح
وعمران وخیال بن عمر وغیرہ ان سبکو لیکر نکل گیا بلاشور نے تمام گھر ڈھونڈھ ڈالا مگر عیارون کو کہین نہ پایا سمجھا
کہ یہ سب نکل گئے بولا کہ کہان جاینگے مین ان سبکو گرفتار کرونگا۔ خیال نے عمر ثانی سے کہا کہ پشت قلعہ ایک
چاہ ہی اُسمین سے رستہ باغ جمشید کا ہی پس چالیس عیار چاہ کی راہ سے باغ جمشید مین آئے مگر یہ بھوکے
بہت تھے ابوالفتح وخیال دونون قابین کھانے کی مطبخ جمشید جاکر لائے اور شکم سیر ہوکر خوب کھانا کھایا اور
شراب انگوری کہ بارہ دری کی الماریون مین تو تھین اُنکی چنی ہوئی تھین خوب لاکر پی شاپور شب کو جاکر جمشید
کو بعیاری چھڑا لایا اور کہا کہ ہمارا ذکر بلاشور سے نکرنا یہ اقرار لیکے جمشید کو چھوڑ دیا اور سب عیار باغ سے
باہر نکل گئے جمشید نے بلاشور کو بلاکر اُس سے کہا کہ عیاران اسلام قلعہ مین آگئے ہین ان عیارون کو
تو کسی بہانہ سے گرفتار کر اور بلااذن ان سب کو قتل کر ڈال چنانچہ بلاشور آیا اور تمام باغ کو خوب سا ڈھونڈا
مگر کسیکو نہ پایا لاچار ہوکر بلاشور پلٹ آیا اور سب حال اپنی مان سے آکر بیان کیا زرقہ بولی کہ کسیکو انکی
کمینگاہ مین بٹھا دیجیے چنانچہ بلاشور نے چند عیار کمینگاہ مین مقرر کیے پس جبکہ عیاران اسلام باغ کے باہر
نکل آئے تو عمر ثانی نے کہا کہ مین اسوقت بہت بھوکا ہون خیال بولا کہ مین زرقہ کے گھر سے کھانا
لاتا ہون پس راہ نقب سے خیال گیا اور پہلے زرقہ کو قتل کیا اور وہ جو دو عیار پہلے پکڑ لیے گئے تھے انکو
چھوڑاکر ہمراہ لیا اور جو کچھ کہ زر وجواہر اور اسباب عمدہ عمدہ بلاشور کا تھا وہ سب اُٹھا کر لیگئے صبحکو بلاشور
جب اس کیفیت سے آگاہ ہوا سر پیٹنے لگا اور خاک سر پر اُڑاتا تھا کہ ہاے یہ کیا ہوا غرضکہ یہ عیارون کی فکر
مین چلا اور اُدھر خیال وغیرہ جو خانہ بلاشور سے باہر آئے تو وہان موقع ٹھہرنے کا نہین دیکھا سراسیمہ وحیران
تھے کہ ناگاہ ایک مجمع دیکھا یہ سب اُنکو دیکھکر خوف زدہ ہوئے اُس مجمع مین جو سب کا سردار تھا اُسنے کہا
کہ مین برادر زادہ جمشید ہون اور مذہب اسلام رکھتا ہون اور میرا نام کاوس کشور کشا اور وہی سرداران
سب کے اپنے گھر مین دعوت کرکے لایا غرضکہ وہین شب کو چالاک اور شاپور سے باتین ہوئین چالاک
نے کہا کہ جو بلاشور کے گھر جاکر اُسکو پکڑ لائے وہ مرد ہی شاپور نے کہا مین جاتا ہون یہ کہکر باہر آیا اور بلاشور کے

مکان مین گیا دیکھا کہ چارسو صندلیان بچھی ہوئی ہین اور ایک صندلی پر بیچ مین بلاشور بیٹھا ہوا ہی اور عیار
گرد اُسکے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین اور ساقی شراب پلا رہا ہی شاپور نے ایک جست کی اور کلاہ عیاری
جو بلاشور پہنے تھا وہ لی اور ایک طمانچہ ساقی کو مارا اور نعرہ کیا کہ انی بلاشور منم شاپور بن عمر بلاشور
اس حرکت سے بہت متعجب اور خفیف ہوا مگر شاپور وہ مندیل لیکر چالاک کے پاس آیا اور اُسکو دکھلا
دیدی چالاک نے کہا کہ مین بھی جاتا ہون اور زندہ کسی کو لاتا ہون یہ کہکر چالاک روانہ ہوا لیکن اُسوقت
جمشید جابلقا نے بلاشور کو بلایا اور کہا کہ مین عیارون سے خوفناک ہون اور ہر وقت اندیشہ مین رہا
کرتا ہون کسی عیار کو میرے پاس متعین کر دے بلاشور نے تندک سے کہا کہ تو محافظت کریگا تندک عیار
نے کہا کہ بہتر ہی پس بلاشور نے تندک کو دروازہ پر بٹھایا اور کہا کہ خوب ہوشیار رہنا کیونکہ ایسا نہو کہ
عیاران لشکر اسلام یہان آکر کوئی عیاری کرین وہ بولا آپ دلجمعی سے جائین یہان جو آئیگا مین اُسے بلاشک
ہلاک کرونگا یہ کہکر بلاشور تو گیا اور یہ دروازہ پر بیٹھا اتنے مین چالاک صورت بدلکر اور تھوڑی سی مٹھائی
لیے ہوئے تندک کے پاس آیا اور کہا کہ یہ شیرینی آج جمشید جابلقا نے سب عیارون کو بانٹنے کو دی ہی
سو یہ حصہ اپنا لو تندک وہ شیرینی لیکر بے اندیشہ کھا گیا اور ایسی قاتل بیہوشی اسمین ملائی تھی کہ کھاتے ہی
بیہوش ہوگیا چالاک اُسکو ایک چادر عیاری مین باندھکر پشتارہ اُسکا اپنے عیارون کے پاس اُٹھا لایا
سبھون نے دیکھکر چالاک کو بہت تحسین و آفرین کہی مگر شاپور بولا کہ اس طرح جو بلاشور کو بیہوش کرکے
لاؤ تو بیشک مردمی کا کام ہی چالاک نے کہا کہ انشاء اللہ اور یہ کہکر باہر گیا راستہ مین دیکھا کہ ایک عیار کمینگاہ
مین چھپا ہوا بیٹھا ہی چالاک نے حلقہ ہاے کمند سے اُسے پکڑکر بغل مین دبایا اور چاہا کہ لیکر نکل جاے اُس
عیار نے چاہا کہ ہاتھ چالاک کے پکڑکے فریاد کرے مگر چالاک نے اُسکو ایک گوشہ مین لیجا کے گلیم
مین لپیٹا اور روانہ ہوا قضارا قران حبش نے سر نقب سے نکالا اور چالاک کے ہمراہ شہر کی طرف جا رہا تھا
مین چالاک کو پشتارہ بدوش اور صورت بدلے ہوئے دیکھکر بالکل نہ پہچانا اور چالاک نے بھی قران
حبش کو شناخت نکیا کیونکہ قران کے منہ پر نقاب پڑی ہوئی تھی قران نے راہ چالاک کی روکی
چالاک نے پشتارہ زمین پر رکھکر مہتر قران سے لڑنا شروع کیا کہ اتنے مین ایک پیک بچہ وہان پیدا
ہوا اور پشتارہ لیکر راہی ہوا چالاک نے کہا ای نقابدار ہمارا تمھارا لڑنا اب بیکار ہی قران نے نقاب
چہرہ سے اُٹھائی چالاک نے دیکھا کہ مہتر قران ہین چالاک قران کو اپنے ہمراہ لایا اور سارا حال وہ عمر ثانی سے بیان کیا
عمر ثانی یہ کیفیت سنکر بہت ہنسا اور کہا کہ وہ پیک بچہ جو پشتارہ اُٹھا لایا وہ مین تھا لیکن حقیقت مین چالاک
نے مردانگی کی اسپر شاپور بولا کہ ای یارو یہ کیا مردانگی ہی ہمارے نزدیک مرد وہ ہی جو بلاشور کو قتل کرے
یہ سب لوگ ان باتون مین مصروف تھے کہ ایک عیار نے آکر خبر دی کہ اسوقت بلاشور حمام مین نہانے کو
گیا ہی عمر ثانی نے یہ سنکر کہا کہ بھائیو جس سے جو کچھ ہو سکے آج کر لے ورنہ پھر نام عیاری کا نہ لے
یہ کہکر عمر ثانی اُٹھا اور سب عیار جمع ہو کر عہد کرکے ہمراہ چلے اور آتے آتے قریب دروازہ حمام کے پہونچے
دیکھا کہ قریب ہزار آدمیون کے دروازہ حمام کے نگہبان ہین اور نہایت ہوشیاری ہی عمر نے چارون طرف
پھرکے ایک جانب نگاہ کی کہ ایک روزن ہی بس اُسنے خیال کیا کہ اسی روزن کو فراخ کرکے
اسی طرف سے چلنا چاہیے پس اُسی طرف سے نقب لگاکے مع چالاک و شاپور و شیبان

ورضوان وفتاح وعمران وخیال وغیرہ کے اندر حمام کے پہونچ گئے بلاشور ان سب کو دیکھکر نہانا بھی بھولا اور سراسیمہ ہوکر چاہا کہ نکلجاوے مگر کوئی راہ نکلجانے کی نہ پائی کیونکہ ہر راستہ بند تھا وہ سب عیارون سے گھرا ہوا تھا غرضکہ گھبراکر چھت پر حمام کی چڑھ گیا اور وہان سے کودکر باہر نکلگیا اور باہر آکر جو راستہ کہ اسکا جانا ہوا تھا اُسی راستہ سے بھاگا سب عیار پیچھے دوڑے مگر کوئی نہ پاسکا سب عاجز ہوکر تھکتے کر راستہ مین رہ گئے لیکن عیاران عیار عمر ثانی نامدار نے اپنے تئین قریب بلاشور پہونچایا اور ایسا خنجر جما گئے مین اسکی پشت پر مارا کہ سینہ توڑ کر پار نکل گیا اور وہ گرا خواجہ عمر ثانی نے بڑھکر سر اُسکا تن سے جدا کیا اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا راستہ مین کاؤس کا مکان ملا چنانچہ گھر مین کاؤس کے سر اُس ملعون کا پھینکدیا اور اپنے گھر کی راہ لی لیکن جبکہ خنجر پشت بلاشور پر پڑا تھا تو اُسوقت بلاشور نے ایک چیخ ماری اور چارون طرف سے آدمی وہ آواز سنکر دوڑے تھے یہان آکر جو دیکھا تو بلاشور خاک و خون مین پڑا لوٹ رہا ہے اور سر ندارد ہے قاتل کو اُسکے ہر چند تلاش کیا مگر نہ پایا لاچار ہوکر پلٹ گئے لیکن اُس عرصہ مین غلہ کی گرانی ایسی شہر مین ہو گئی تھی کہ تمام رعایا اور لشکر کے لوگ بھوک سے تنگ آکر مرنے لگے تھے لاہوت نے حکمدیا کہ غلہ جمع کیا جاوے چنانچہ بہت سا غلہ لوگون نے چارون طرف سے لاکر جمع کیا تھا اُسی شب کو عیاران اسلام نے آکر غلہ مین آگ لگادی کہ سب غلہ جلکر خاک سیاہ ہو گیا یہ خبر لاہوت کو ہوئی عاجز ہوکر رونے لگا اتنے مین مخبران کفار نے آکر خبر گذرانی کہ افراسیاب و افراش و کیکاؤس وغیرہ آپ کی مدد کو آتے ہین یہ مژدہ جانبخش سنکر یا تو کیفیت رو رہا تھا یا ہنسنے لگا اور بہت ہی خوش ہوا خود استقبال کے لیے در شہر تک گیا اور اپنے ہمراہ نہایت اعزاز و اکرام سے اُن سب کو لاکر بارگاہ مین بٹھایا ساقیان مہر طلعت با جام و سبو حاضر ہوکے مینوشی ہونے لگی افراسیاب نے حال دریافت کیا لاہوت نے کل کیفیت اپنی تباہی و بربادی کی بیان کی افراسیاب نے نہایت تسکین اسکی کرکے حکم دیا کہ آج ہی طبل جنگ بجوایا جاوے اور کہا کہ آپ مضطر و پریشان اسقدر کیون ہوتے ہین دیکھیے کہ ہم لوگ جان نثاران خداوند کیسے کارنمایان کرکے ان خدا پرستون پر عرصہ زیست تنگ کرتے ہین کہ وہ بھی کیا یاد کرینگے غرضکہ جاسوسان لشکر اسلام نے یہ خبر یہان بھی پہونچائی طبل جنگ لشکر اسلام مین بھی بجنا شروع ہوا اور رات بھر تیاری سامان جنگ ہوئی صبحکو دونون لشکر میدان مین آئے افراسیاب نے صف جنگ سے نکلکر مبارز طلبی کی ادھر سے شاہزادہ نورالدہر مقابلہ کو نکلے جملہ فنون سپاہگری مین ردوبدل ہوئی کسی سے کچھ نہوا آخرش دونون مرکبون سے کودکر کشتی لڑنے لگے چنانچہ صبح سے دو گھڑی دن رہے تک کشتی رہی آخر نورالدہر نے قریب شام اسکو زیر کیا اُسنے کہا امان انھون نے کہا امان بشرط ایمان غرضکہ وہ مسلمان ہوا دوسرے روز کیکاؤس میدان مین نکلا ادھر سے پھر نورالدہر مقابلہ کو گئے جبکہ میدان مین لڑائی ہونے لگی تو نورالدہر نے اُس پر حملہ کیا کیکاؤس تاب مقاومت نہ لاسکا شہزادے کے سامنے سے بھاگا سرداران لشکر نے جو یہ حال دیکھا سب نے مل کے یورش کر دیا جنگ مغلوبہ واقع ہوگئی دلاوران لشکر اسلام نے شمشیر زنی کرنا شروع کی پھر تو تیغ تیز مین خون کی ندیان بہادین کشتون کے انبار لگ گئے جو سامنے آیا علمدار تیغ بیدریغ ہوا رستم ثانی نے علمدار لشکر کفار کو قتل کیا اور علم کو علم کردیا الا لشکر کفار نے شکست

فاسق بائی لاہوت مع چند آدمی کے صحرائی طرف بھاگا اُسوقت صاحبقران ثانی نے فرمایا کہ آج اس ملعون
کو زندہ نچھوڑونگا اور اُسکا تعاقب کیا لاہوت ہزیمت خوردہ جب صحرا مین پہونچا تو وہان پچھاڑ اپنے حال زار پر
خوب رویا اور کہا کہ اگر خدا پرست مجھے چھوڑ دین تو مین عہد اور اقرار کرتا ہون کہ پھر کبھی نام خدائی زبان پر نہ لاؤنگا
غولان صحرائی کے ساتھ بقیہ عمر بسر کرونگا بختگان بولا کہ کیون بیہودہ بکتا ہے ارے کمبخت جب تک یہ خدا پرست
تجکو قتل نہ کرلینگے تیرا پیچھا نچھوڑینگے یہ کیفیت سنکر لاہوت بہت ہراسان ہوا جمشید جابلقا بھی اسکے ہمراہ
بھاگا تھا اُسنے کہا کہ اسقدر مضطر و ہراسان کیون ہوتا ہے یہان سے تھوڑی دور پر دشت جو سات ہے
اُسکے حوالی مین ایک طلسم حکمائے سلف نے باندھا ہے نہایت خوش آب و تمہارے شاداب اُسمین ہے
اُسکو طلسم تاریخ بھی کہتے ہین ایسا طلسم کسی نے نہ دیکھا ہوگا اگر تو اپنی جان بچانا چاہتا ہے تو اپنے تئین اُس
طلسم مین ڈالدے کہ وہان تجپر کوئی قابو نہ پاسکیگا بقیہ زندگی اچھی طرح بسر ہوگی اگرچہ بادشاہ یا خداوند نہ کہلائیگا
جائیگا تو نہ سہی زندگی تو بعافیت بسر ہوگی اگر عافیت اپنی چاہتا ہے تو میرے کہنے پر عمل کر ورنہ تجھے اختیار ہے لاہوت
سراسیمہ تو تھا ہی اس بات پر راضی ہوگیا اور نصف شب کو طرف طلسم تاریخ کے روانہ ہوا اور جبکہ بلاشور
مارا گیا تھا تو عمر ثانی نے سر اُسکا گھر مین کاؤس کے ڈالدیا تھا اور حمزہ ثانی سے جاکر خبر کی تھی کہ آج وہ کافر بزرگ
یعنی بلاشور جہنم واصل ہوا امیر یہ حال سنکر بہت خوش ہوئے اور کہا وہ سر لاؤ مین تو دیکھون عمر ثانی جاکر
سر لایا حمزہ ثانی وہ سر دیکھکر نہایت مسرور ہوئے اور تمام براق دبانہ ہائے عیاری عمر بن امیہ ضمری کے عمر ثانی
کو عنایت فرمائے اور کرسی مرصع پر شاہ عیاران عیار کے مقام پر بیٹھنے کی مرحمت کی اسنے مین جاسوسان
لشکر اسلام نے آکر بعد دعا و ثنائے بادشاہی کے عرض کیا کہ ع تا صبح دم ہمدم ساغر باشی + تا سر بند آفتاب
سرور باشی + تا تاج حیات بر سر خضر بند + در خانۂ اقبال سکندر باشی + حضور کی عمر دراز ہو لاہوت
ملعون کا احوال معلوم ہوا ہے کہ حضور سے شکست فاش اُٹھا کر چند آدمیون کے ہمراہ صحرا مین بھاگ گیا اور
وہان سے بصلاح جمشید جابلقا آدھی رات کے وقت طلسم تاریخ کی جانب روانہ ہوا ہے باقی خیر و عافیت ہے امیر
ثانی نے ہرکارون کو انعام مرحمت کرکے رخصت کیا اور اپنے مقام پر بیٹھکر فرمایا کہ میرے بزرگوار نے جو کچھ قواعد
علم رمل خواجہ بزرجمہر سے دیکھے تھے انکی رو سے فرمایا ہے کہ میرا جانشین وہ شخص ہوگا کہ جو طلسم تاریخ کو فتح
کریگا پس اب میرا قصد ہے کہ طلسم تاریخ کیطرف فوج کشی کرون اور اے یاران ہمدم جسکو آرزو میری جگہ کی
ہو جیسا کہ مین نے حمزہ سے لی ہے اگر وہ مجسے لینا چاہتا ہو طلسم تاریخ کو شکست کرے ہنوز یہ سخن در زبان تھا
کہ اسی اثنا مین ایک نقابدار آسمان کیطرف سے پیدا ہوا اور نام و لقب اپنا بیان کیا سب لوگ
اُسکی صولت اور شوکت دیکھکر حیران تھے کہ نقابدار نے اوّل خداوند تعالے جل شانہ اور درود جناب رسول
خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر بھیجا اور امیر ثانی سے رخصت ہوکر جانب طلسم تاریخ روانہ ہوا اب باقی
احوال اسکا تورج نامہ مین بیان ہوگا انشاء اللہ تعالے ع این نامہ کہ خامہ کرد بنیاد + توقیع قبول
روز بیش باد + اب اسکے آگے سے جلد ہفتم تورج نامہ شروع ہوگی اور اسمین اس سلسلے کے باقی
حالات بیان ہونگے یعنی [illegible] سے بھاگ کے جانا لاہوت ملعون کا بصلاح جمشید جابلقا طلسم تاریخ
کیجانب اور بارگاہ سلیمانی مین بیٹھکر فرمانا صاحبقران ثانی کا کہ کون بہادر تم مین دعوائے طلسم کشائی رکھتا
ہے یہ سنتے ہی سبکے ہوش گم ہوئے چنانچہ رستم ثانی کا سب سے پہلے جانب طلسم تاریخ جاکر مفقود الخبر ہونا اور

اور خواجہ سبا و شیق وغیرہ سے بقاعدہ علم و نجوم و رمل استخراج حال کرانا اور بانگاہ یہ فرمانا کہ رستم طالب مدد ہوا اور بعد چند سے پھر قاسم و قمہو اور تمام سرداران دست چپ کا جا کر طلسم مین محصور رہنا اور پھر سرداران دست راستی کا مثل نور الدہر و طہماسپ و سکندر وغیرہ کے جانا اور مفقود الخبر ہونا اور پھر خواجہ زادہ کا بتانا کہ در اصل عالم طلسم تاریخ شہزادہ بدیع الملک کا ہے غرضکہ یہ داستانین نہایت عمدہ ہین ناظرین با تمکین اسکے ملاحظہ سے بہت مسرور ہونگے اور جب تک کہ اس جلد کی سیر نکر لینگے تسکین خاطر نہوگی؛

خاتمہ کتاب بر مدح ممدوح والا خطاب

بیا ساقی آن می که او دلکش است
بده بخت خود را جوان تر کنم
چو از ترجمه باز پرداختم
سخن را گزارش باین نظم کرد
توئی در جهان قدردان هنر
ز نیروے بخت تو آمد عیان
باین خادم پیر دین کن قلم
جو موری که پیش سلیمان کشید
توام سر اسے ز ایام تو
که زرین کند نقش لوح جاه را
من این نامه را گر بزر گفته
جو من کم زبان شغل بسیار داشت
زبان تازه ان از سپهر بلند
فزون از همه زندگانیت باد

همین ره که می در جوانی خوش است
بمدح رئیس ذوی الاحتشام
بدرگاه او پیشکش ساختم
زہے مالک مطبع نامور
ترا دید دولت سبز دارتر
فزون باد اقبالت ای خوش خصال
چنین داستانهای نو زد رقم
من ان خادم پیر دیرینه رو
که مانند سرو سالها نام تو
به بخشش تو بے آنکه خواند کسے
بعمر سے کجا گو ہر سے سفتے
مراد او توفیق گفتن خدا اسے
با قبال خود باش فیروزمند
اثر ختم کن داستان بر دعا

اگر چون دران می دهان تر کنم
کشم جام زرین بیاد شہ ام
اثر صندلی نامه چون ختم کرد
امیر خرد مند والا گهر
که این رتبه سروری در جهان
بتو باد سرسبزی جاه و مال
به پیش تو این بذل مهمان کشید
بدامان دولت شدم دلفزون
بنام تو زان کردم این نامه را
عنایت فراوان و بخشش بسے
همانا که شغلم بران کار داشت
ترا باد پاینده فرهنگ و رای
جهان بخش خورد و جوانیت باد
شود شاد و آباد آقاے ما

تمام شد

قطعہ تاریخ طبع کتاب از نتائج طبع کمال ناظم ہمتبال حکیم سید ضامن علیصاحب متخلص بہ جلال

طبع چون در زبان اردو شد	صندلی نامه دلکش مطبوع	سال طبعش رقم نمود جلال	صندلی نامه خوش مطبوع

قطعہ تاریخ طبع از ماہر علوم و فن بہترین سخن جناب سید علیخان صاحب متخلص بہ کاشف سنہ ۱۳۰۳ھ

اثر ایسے ہین داستان گو کے نادر
وہ مہر سپہر عطا ہین یہ کوکب
زبان انکی مدح و ثنا مین ہے قاصر

کہ جنکی ثنا مین ہے کھلے بند ہر لب
کمال انکو حاصل ہے ہر علم و فن مین
ہین ایسے خلیق اور ایسے مہذب

جو مالک ہین مطبع کے وہ مہربان ہین
ثنا کر سکے کوئی ممکن ہے یہ کب
فصاحت سے ہی کام انکی زبان کو

کیا کس لطافت سے ہے عرض مطلب
کیا ترجمہ صندلی نامہ کا یوں
ہر اک نقطہ دائرہ روح قالب

زبانیں طلاقت سے ہیں وہ روانی
کہ ہوگا کسی سے نہ اب ہے یہ اغلب
لکھو ایک کا ترجمہ کرکے کاتب

کہ آویزہ دل ہے ہر نوک شقب
ہر اک صفحہ ہے جسم شفاف حورا
چھپا دفتر داستاں خوب ہے سب

قطعہ تاریخ نتیجہ دقادہ شاعر بے مثال خوشنویس ذی کمال سید عاشق حسن صاحب تخلص وصل خوشنویس مطبع اودھ اخبار

عجب مطبع ہے فیض منبع کہ جسکے بانی نے کو قضا کی
بہ رنگ اقبال دہری کیوں ترقی اسکو ہو جہاں میں
گدا ہے حاتم بھی جسکے در کا سخی وہ اہل عطا ہے انکا
ہر ایک اہل کمال کی قدر دل سے کرتا ہے [illegible] کے
انھیں کے ارشاد سے اثر نے لکھا ہے اردو زبان میں دفتر
جہاں ہے کچھ ذکر رزم آیا وہاں مرقع ہے یوں دکھایا
ہے عشق کا ذکر بھی جس جا تو ناظر و سامعین کو دکھایا
جہاں پہ کچھ وصل کو لکھا ہے کہ وقت راز و نیاز کا ہے
لکھو تم اے وصل عیسوی سال طبع اسکا ازروئے جدت

ہر ایک نسخہ ہر اک دہان پر مثال بحر کرم رواں ہے
کہ مالک اس کارخانہ کا اب وحید عصر ایک قدرداں ہے
رگ سحاب کرم کا جسکے خدا کف دست پہ گماں ہے
ہنوز دنکا نہ کیوں ہو خواہاں کہ خود بھی ممدوح نکتہ داں ہے
کہ جسکا ہے نام صندلی نامہ لکھنو کی مگر زباں ہے
کہ سرخی داستاں نہیں صاف نقشہ جوئے خون عیاں ہے
کہ لب پہ خشکی و چشم تر ہے تو چہرہ ہمرنگ ارغواں ہے
وہاں پہ کچھ اور ہی مزا ہے عجب محبت کی داستاں ہے
مرقع حسن مہ جبیناں فسانہ عشق عاشقاں ہے

۱۸۸۵

خاتمۃ الطبع از مترجم کتاب

کدھر ہیں ناظرین با وفا کہاں ہیں دلچسپ فسانوں کے خریدار ذرا نگاہ اٹھا کر اس محبوب بے نظیر اور منظور نظر صغیر و کبیر کے جمال جہاں آرا کو دیکھیں اور اسکے حسن دلفریب کو بنظر انصاف معائنہ فرمائیں کہ عرصہ بعید اور مدت مدید سے مشتاقان فسانہ اسکی دید کے مشتاق اور چشم تمنا منتظر جسکے نظارہ کی بسبب اشتیاق تھی اب وہ بفضل ایزدی نقاب حجاب سے نکل کر مثل آفتاب عالمتاب کے جلوہ افروز ہے دیکھنا ہوں کون سے طالبان حاتم خصلت اپنے نقد دل سے اس یوسف مصر خوبی کے خریدار ہوتے ہیں اور اسکے جمال بے مثال سے دیدۂ دیدار طلب کو منور فرماتے ہیں۔ ماحصل اس تمہید سے یہ ہے کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران جنکی نسبت مشہور ہے کہ اس فسانہ کو علامہ شیخ ابو الفیض فیضی نے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کی تفریح طبع کے لیے زبان فارسی میں تصنیف کیا تھا کہ جسکی خوبی پر علاوہ قدردانی بادشاہ وقت کے بڑے بڑے نازک خیال فصحا و بلغاء عصر دلدادہ ہو گئے تھے رفتہ رفتہ اسکی ایسی شہرت ہوئی اور اسقدر یہ مطبوع خلائق ہوئی کہ کوئی امیر و رئیس ایسا نہ تھا جسکی صحبت میں داستان کا چرچہ نہو غرضکہ ایسا شہرہ ہوا کہ ہر شخص کو گویا غم غلط کرنے اور تفریح طبع کا ایک ذریعہ ہاتھ آگیا جہاں دس پانچ دوست احباب جمع ہوئے داستان کا رنگ بھی ضرور وہاں جما لگے اپنے اپنے مذاق کے موافق جس داستان گو نے جہاں سے جی چاہا بیان کرنا شروع کیا یا جو دفتر اسکے ہاتھ آگیا اسی کو اپنا مایہ بضاعت سمجھ کے ذریعہ حصول ٹھہرا لیا الحاصل بسبب کمیابی کے کل دفتروں کا دستیاب ہونا اور ترتیب کے ساتھ بعبارت رنگین و دلچسپ ہاتھ آنا بہت دشوار تھا ہر شخص کا اشتیاق اسکے دل ہی دل میں رہتا تھا کچھ لطف نہ حاصل ہو سکتا تھا چونکہ ذات ستودہ صفات جناب مغفرت مآب عالی ہمم والا شیم

جناب منشی نول کشور صاحب سی آئی ای مرحوم و مغفور باعث بقائے نام متقدمین اور موجب قیام
یادگار متاخرین تھی کہ کیسی کیسی نایاب کتابین ہر علم و فن کی جنکے نام سے بھی لوگ واقف نہ تھے واسطے
فائدہ عام کے بصرف کثیر اسکا ترجمہ کراکے شائع کیا علے ہذا القیاس ساتوں دفتر داستان امیر حمزہ صاحبقران
کے پانچوین دفتر طلسم ہوش ربا کی سات جلدین سید محمد حسین جاہ مرحوم اور منشی احمد حسین صاحب
سے ترجمہ کراکے شائع کین چونکہ ان دفترون کی سیر سے ناظرین والا تمکین ایسے محظوظ و مسرور ہوئے
کہ باقیماندہ دفترونکا اشتیاق روز چند ہو گیا بالخصوص [illegible] دفتر اول یعنی نوشیروان نامہ کو جو کہ باوجود مالا بار خیز
ایرج نامہ بوستان خیال [illegible] فصاحت [illegible] حسین صاحب داستان گو کے حسب ایما
مالک مطبع ترجمہ ہو کر شائع ہوئین جسکی حسن بندش و تکمیل عبارت نے ناظرین کو اور زیادہ
اشتیاق باقیماندہ تین دفترون کا پیدا ہوا اور [illegible] دفتر مطبع مین ایک طومار ہو گیا
اس دفتر ششم سے [illegible] نامہ کا ترجمہ سید محمد اسمعیل متخلص بہ اثر نے حسب ارشاد فیض
جناب مرحوم و مغفور باستمداد اصل کتاب پیش کردہ جناب شیخ تصدق حسین صاحب آغاز کیا تھا الحمد
کہ بعہد قدر شناسی و عزت افزائی جامع صفات پسندیدہ و اوصاف حمیدہ رئیس باذل دریا دل منشی پراگ نرائن
صاحب مالک مطبع اودھ اخبار دام دولتہ بماہ [illegible] واقع لکھنؤ مین بخیر و خوبی اتمام کو پہونچکر رونق افزائے
مشتاقان ہوا اور باقیماندہ دو دفتر بھی یعنی تورج نامہ و لال نامہ ترجمہ ہو کے طبع ہو رہے ہین اور ہرمز نامہ
بھی کہ دفتر اول نوشیروان نامہ کا ایک جزو اعظم تصور کرنا چاہیے وہ بھی ترجمہ ہو رہا ہے اور انشاء اللہ جلد طبع
ہوگا امید کہ ناظرین با تمکین اسکے ملاحظہ سے حظ وافی حاصل کرینگے اور باقیون باتمام اس جنس گرانمایہ کو خریدا
فرمائینگے تاکہ تکمیل کل دفاتر داستان کی ہوجاوے اور اسکے مشاہدہ سے دلکو سرور حاصل ہو



